OPsted On Urdu NPvel BPPk

# من یارم

## ماہا گل

یہ منظر خان حویلی کا تھا—جہاں رات کے دس بجے مقدس اور کشف بیگم اپنے بیٹوں کے ساتھ داجی کے کمرے میں موجود تھیں

اتنے لوگوں کی موجودگی کے باوجود بھی وہاں موت سا سناٹا تھا—

غزلان خان جانتا تھا کہ یہ خاموشی آنے والے طوفان کی وجہ سے ہے—

ایسا طوفان جس کے باعث خان اور شاہ ایک بار پھر آمنے سامنے کھڑے ہوگے--- جو مضبوط قدم ہوا وہ بچ جائے گا—

اور جس کے قدم لڑکھڑائے اسے یہ طوفان اپنی لپیٹ میں لے کر تباہ کر دے گا—

جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ ضرغام خان ستئس سال کا ہوگیا ہے—ہم کئی سالوں سے اس کی شادی کا انتظار کر رہے ہیں—

اور اب ہمیں لگتا ہے کہ ہمیں اور دیر نہیں کرنی چاہیے—زندگی موت کا کوئی بھروسہ نہیں—

OPsted On Urdu NPvel BPPk

میں مرنے سے پہلے اپنے پوتے کی شادی دیکھنا چاہتا ہوں۔
اور مجھے امید ہے کہ تم میں سے کسی کو بھی میری بات سے کوئی اعتراض نہیں ہو گا"۔۔ولی خان کی بارعب آواز پر وہاں بیٹھی مقدس بیگم اور کشف بیگم نے بری طرح پہلو بدلا
ولی خان کے بیڈ کے دائیں جانب پڑے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے۔۔سفید شلوار قمیض پہنے۔۔ قمیض کی آستیوں کو کہنیوں تک فولڈ کیے۔۔دائیں کلائی پر بیش قیمتی گھڑی پہنے۔۔ گھنی مونچھوں تلے عنابی ہونٹوں کو سختی سے بھینچے۔۔ماتھے پر بے ترتیبی سے بکھرے چاکلیٹ براؤن بالوں میں ہاتھ پھیرتے۔۔ سمندر سی گہری نیلی آنکھوں میں سرخی لیے ضرغام خان نے ولی خان کی بات پر ضبط سے اپنی مٹھیاں بھینچی
"جیسا آپ چاہے دا جی۔۔میری بھی یہی خواہش ہے کہ جلد از جلد میں اپنے بیٹے کے لیے چاند سی دلہن اس حویلی میں لاؤں - اپنے پوتے پوتیوں کو اس حویلی میں پروان چڑھتا دیکھو۔ آج آپ نے بھی کہہ دیا تو میں اب خاندان میں نظر دوڑاتی ہوں۔۔جہاں مجھے اپنی ضرغام کی ٹکر کی لڑکی ملی۔
اسے جلد از جلد اپنی بہو بنا لوں گی"۔۔مقدس بیگم کے کہنے پر ضرغام خان کے ہونٹوں پر تلخ مسکراہٹ آئی

OPsted On Urdu NPvel BPPk

جبکہ ضرغام خان کے بالکل سامنے ولی خان کے بائیں جانب بیٹھے اٹھائیس سالہ ارمغان خان نے بیزاریت سے اپنی ماں کو جلد بات ختم کرنے کا اشارہ کیا

جس پر کشف بیگم نے گھور کر ارمغان خان کو دیکھا

یہ کیا بول رہی ہو بہو۔۔ہوش میں تو ہو۔۔ضرغام خان اور عقیدت شاہ ایک دوسرے کے نکاح میں ہیں۔۔عقیدت کے ہوتے تم ضرغام کے لیے کسی اور لڑکی کے بارے میں سوچ بھی کیسے سکتی ہو۔

ضرغام خان کی دلہن صرف اور صرف عقیدت ہی بنے گی۔۔چاہے آج یا دس سال کے بعد۔۔اس حویلی میں ضرغام کی بیوی کی حیثیت سے صرف عقیدت ہی آئے گی"۔۔ولی خان کے گرجدار لہجے پر مقدس بیگم نے

بامشکل اپنے غصے پر قابو کیا

آپ کیسے بھول سکتے ہیں داجی کے وہ لڑکی میرے شوہر کے قاتل کی بیٹی ہے۔۔میں اسے کبھی بھی اپنے بیٹے کی بیوی نہیں بناؤں گی۔

جب نکاح ہوا تب بھی میری رضامندی شامل نہیں تھی۔۔مگر سب نے اپنی مممانی کی۔۔مگر اب میں یہ شادی نہیں ہونے دوں گی۔۔مقدس بیگم کے سرد لہجے پر ولی خان نے تاسف سے اپنی بہو کو دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

تمہارا شوہر میرا بیٹا تھا بہو۔۔اگر قتل وہ ہوا تھا۔۔تو اس کا بدلہ بھی لیا گیا تھا۔۔ دشمنی بدلے کے ساتھ ہی ختم ہوگئی تھی۔۔اب میں اس بلاوجہ کی نفرتوں کو بھی ختم کرنا چاہتا ہوں۔۔
عقیدت تمہارے شوہر کے قاتل کی نہیں۔۔میری نواسی ہے۔۔میری اکلوتی بیٹی کی جان سے عزیز بیٹی ہے۔۔
تم لوگوں کی دشمنی اور نفرت کی وجہ سے میں پچھلے انیس سال سے اپنی بیٹی سے قطع تعلق رہا ہوں۔۔
مگر اب میں یہ سب ختم کر کہ جانا چاہتا ہوں۔۔
میں نے ملازم کے ہاتھ شاہ حویلی پیغام پہنچا دیا ہے۔۔جیسے ہی جواب آتا ہے۔۔میں شادی کی تاریخ مانگنے جاؤں گا۔۔
اور مجھے امید ہے کہ میری بیٹی مجھے خالی ہاتھ نہیں لٹائے گی"۔۔ولی خان کے سخت لہجے پر مقدس بیگم نے خونخوار نظروں سے اپنے مغرور بیٹے کو دیکھا
جو اس قدر لاتعلق بنا بیٹھا تھا کہ وہاں اس کی نہیں کسی اور کی شادی کی بات ہو رہی ہو
یہ ظلم ہے دا جی۔۔وہ صرف شیر لالا کے ہی نہیں۔۔میرے بہادر خان کے قاتلوں کے خاندان سے ہے۔۔آپ کس طرح اپنے دو دو بیٹوں کے قاتلوں کی بیٹی کو اس حویلی کی بہو بنانے کا سوچ سکتے ہیں۔۔

Posted On Urdu Novel Book

میں اس لڑکی کو اس حویلی میں برداشت نہیں کروں گی۔۔اگر عقیدت یا اس کی ماں یا شاہ خاندان سے کوئی بھی اس حویلی میں آیا تو میں یہاں ایک پل نہیں رکو گی۔

اپنے شوہر کے قاتلوں سے میرا کوئی رشتہ نہیں"۔۔کشف بیگم کے چلا کر کہنے پر ارمغان خان نے تاسف سے اپنا سر ہلایا

اپنی ماں سے اس قدر بتمیزی کی امید ارمغان خان کو نا تھی۔۔ شاہو کے ذکر سے بے شک انہیں اپنے وجود میں شرارے پھوٹتے محسوس ہوتے تھے۔۔۔مگر وہ اس سب کے باوجود بھی کبھی داجی کے سامنے آنکھ اٹھا کر بات نہیں کرتے تھے

جبکہ ضرغام نے اپنی کلائی پر بندھی گھڑی پر نگاہ دوڑا کر ایک گہری سانس بھری

اپنی زبان کو لگام دو بہو۔۔اور خاندان کی روایات کو بھولو مت۔۔سارا گاؤں جانتا ہے کہ ضرغام اور عقیدت ایک دوسرے کے نکاح میں ہیں۔

عائث۔۔حوریہ اور پلوشہ اور حقائق شاہ ایک دوسرے کے منگ ہیں۔

کس کس کا رشتہ توڑیں گے ہم۔۔جبکہ یہ بات ہم سب بہت اچھے سے جانتے ہیں کہ ہمارے خاندانوں میں منگ کے نام ساری عمر بیٹھ تو سکتے ہیں مگر کسی اور سے شادی کا سوچ بھی نہیں سکتے۔

Posted On Urdu Novel Book

ضرغام سے کون نکاح کروائے گا اپنی بیٹی کا جب سب جانتے ہیں کہ وہ شاہ خاندان کا داماد ہیں۔

اور تمہیں لگتا ہے کہ تم حدائق شاہ کی بہن پر سوتن لاؤں گی۔۔۔اور وہ خاموشی سے ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہے گا۔

اپنی منگ لینے آگیا تو ہم انکار بھی نہیں کر سکے گے۔۔۔اور پھر وہ اپنی بہن کا بدلہ تمہاری بیٹی سے لے اس سے بہتر ہے کہ خاموشی سے اس رشتے کو قبول کر لو۔

کیونکہ بچوں کی بھلائی بھی اسی میں ہے اور خاندان کی بھی۔۔۔اور اب جاؤں یہاں سے۔۔۔ اپنے خالی دماغ کا استعمال دونوں کسی اور جگہ کرو۔

میں نے رائے نہیں مانگی حکم دیا تھا۔۔۔اسی لیے تماشہ کرنے کی ضرورت نہیں"۔۔۔داجی کے سخت لہجے پر کشف اور مقدس بیگم منہ بسورتی وہاں سے نکلتی چلی گئی

ان کے جانے کے بعد داجی نے اپنے خوبرو جوان پوتوں کو دیکھا

جنہیں دیکھتے ان کا خون سیرو بھر جاتا تھا

ان دونوں کو دیکھ عائث خان کی یاد شدت سے آئی

عائث خان۔۔۔ضرغام خان کا بھائی تھا

Posted On Urdu Novel Book

شیر خان کی دوسری من پسند بیوی سے۔۔مگر شیر خان کی دوسری بیوی شاہ خاندان کی تھی۔۔

شیر خان کے قتل کے بعد انہوں نے اپنے خاندان سے تعلق ختم کر لیا تھا۔

مگر وہ کبھی زیادہ خان حویلی میں بھی نا رہی۔۔اس کی بڑی وجہ ان کی سوتن مقدس بیگم تھی۔۔جو انہیں بات پہ بات قاتلوں کے خاندان سے ہونے اور ان کے شوہر سے چھپ کر شادی کرنے کے طعنے دیتی رہتی۔

حویلی میں ان کی وجہ سے ہر دوسرے دن لڑائی جھگڑے ہوتے رہتے تھے۔

جس سے تنگ آکر مبین بیگم نے ولی خان سے انہیں شہر شفٹ کرنے کی خواہش ظاہر کی

جس پر کافی سوچ بچار کے بعد ولی خان نے انہیں اسلام آباد میں شیر خان کے بنگلے میں شفٹ کر دیا

جس کی وجہ سے عائث خان بھی اپنی ماں کے ساتھ وہی شفٹ ہو گیا۔

رشتوں سے دوری اور اپنی ماں کے ساتھ مقدس بیگم کا سلوک یاد کر کہ وہ حویلی والوں سے بدزن اور۔۔۔دور ہوتا چلا گیا

مگر ضرغام خان اور ارمغان خان کے لیے وہ ان کا بھائی ہی تھا۔

ارمغان خان جتنی عزت اور محبت اپنے سے چار سال بڑے ضرغام خان کی کرتا تھا اتنی ہی عزت اور محبت خود سے دو سال بڑے عائث خان سے کرتا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book
مگر وہ اس قدر بدگمان تھا کہ ان سب کی محبتیں اسے جھوٹ دکھاوا ہی لگتی تھیں
مگر وہ آپنے دلی جذبات کو کسی پر ظاہر نہیں کرتا تھا۔

وہ جب حویلی آتا تو خاموش ہی رہتا تھا۔۔ ارمغان خان اور ضرغام خان کے ساتھ ہوتے بھی وہ خاموشی کی چادر اوڑھے رکھتا تھا۔

ایک چیز جو ان تینوں میں کامن تھی وہ تھی شاہ خاندان والوں سے نفرت۔۔ جن کی وجہ سے وہ باپ کے سائے اس کی شفقت سے محروم ہوئے

محبت رشتے احساس خوشی ان کے لیے اہمیت نہیں رکھتی تھی۔۔ ان کے لیے دشمنی۔۔ نفرت شاہ خاندان کی بربادی اہمیت رکھتی تھی جس کے لیے وہ تینوں کسی بھی حد تک جانے کو تیار تھے

لوگ محبت میں مر کر۔۔ ایک دوسرے کا ساتھ نبھا کر عشق کی داستانیں لکھتے تھے۔۔ اور وہ شاہ خاندان سے نفرت کرتے انہیں تباہ کر کہ دشمنی کی داستان لکھنا چاہتے تھے

"آپ جانتے ہیں عقیدت شاہ کی میری زندگی میں کوئی اہمیت نہیں۔۔ میں اسے اپنی بیوی کا مقام کبھی نہیں دے سکوں گا۔۔ مجھے عقیدت شاہ سے اور اس سے جڑے اس رشتے سے شدید نفرت ہے داجی۔۔ اور آپ جانتے ہیں کہ خان جب کسی سے نفرت کرتا ہے تو اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔۔ مجھے اپنے ہاتھوں سے عقیدت شاہ کا قتل کرنا تو منظور ہے مگر اسے اپنی

Posted On Urdu Novel Book

بیوی بنا کر حویلی لانا منظور نہیں"۔۔۔ضرغام خان کے لہجے میں چٹانوں سی سختی محسوس کر کہ ارمغان خان نے ایک خاموش نظر ضرغام خان کے سرخ پڑتے چہرے پر ڈالی

اور ایک نظر داجی کے چہرے پر ڈالی جو بے یقینی سے ضرغام خان کو دیکھ رہے تھے

پھر اپنی جگہ سے اٹھ کر داجی کے پاس بیڈ پر بیٹھ کر ان کے کندھے کے گرد اپنا بازو پھیلایا

تمہاری بیوی ہے وہ خان--- داجی کے گرجدار لہجے پر ارمغان نے اپنی ہیزل ہنی آنکھوں سے ضرغام کو چپ رہنے کا اشارہ کیا کہی داجی کی طبیعت خراب نا ہو جائے

وہ میرے باپ کے قاتل کی بیٹی ہے۔۔۔ایک باغی لڑکی۔۔۔جسے نا اپنی عزت اور خاندان کی پرواہ ہے۔۔۔آپ چاہتے ہیں کہ میں اس کو بیوی بنا کر لے آؤ تا کہ آئے دن وہ میری عزت کا تماشہ لگاتی رہے۔۔۔وہ جہاں ہے اسے رہنے دے داجی۔۔۔اگر وہ کبھی میری بیوی کی حیثیت سے میرے سامنے آئی تو میں اسے مارنے میں ایک لمحہ ضائع نہیں کروں گا"۔۔۔ضرغام خاندان کے دبے دبے لہجے میں غرا کر کہنے پر داجی اور ارمغان خان نے تاسف سے سر ہلایا

"تو خان اپنی بیوی کو اس دشمنی کی بھینٹ چڑھائے گا۔۔۔ تم اپنی نفرت اور دشمنی کی نظر اس پاک رشتے کو کرو گے خان--- یہ تربیت کی ہے میں نے تمہاری۔۔۔داجی نے تاسف بھری

Posted On Urdu Novel Book

نظروں سے ضرغام خان کو دیکھتے ہوئے کہا تو ضرغام نے اپنی سمندر سی گہری نیلی آنکھوں میں آگ سی تپش لیے داجی کو دیکھا۔

اپنے ہاتھ کی مٹھیاں بھینچ کر اپنے اشتعال پر قابو پانے کی کوشش کی۔۔یہی تو ہوتا تھا ہر بار عقیدت شاہ کا ذکر ضرغام خان کے حواسوں کو جھنجھوڑ دیتا تھا۔۔وہ لاکھ چاہنے کے باوجود بھی اپنے غصے اور لہجے کو قابو نہیں کر پاتا تھا

"میری غیرت کو گوارا نہیں کہ میں خود سے منسوب لڑکی کو کسی اور کے لیے چھوڑ دوں۔۔ مگر میری نفرت اور دشمنی کو بھی یہ گوارا نہیں کہ میں اسے اپنی بیوی کی حیثیت دوں۔۔ عقیدت شاہ میرے نکاح میں ہے اور تا عمر میرے نکاح میں ہی رہے گی۔

اگر کسی نے میری بیوی کو غلط نگاہ سے دیکھا بھی تو ضرغام خان اس کی آنکھیں نوچ کر اسے زندہ درگور کر دے گا۔۔اور اگر عقیدت ضرغام خان نے اپنے دل میں کسی کو بسایا تو میں اس کے سینے میں ہاتھ ڈال کر اس دل کو نوچ نکالوں گا۔

جو میرا ہے وہ صرف اور صرف میرا ہے۔۔پھر چاہے میں اس پلکوں پر بٹھا کر رکھو۔۔یا اپنے جوتے کی نوک پر۔۔کسی کو حق نہیں کہ وہ ضرغام خان سے سوال وجواب کر سکے"۔۔سرد لہجے میں ایک ایک لفظ چبا کر کہا

Posted On Urdu Novel Book

"اچھا چھوڑے لالا آپ بھا۔۔میرا مطلب عقیدت شاہ کو۔ میری بات سنے۔۔میں شکار پر جا رہا ہوں۔۔ایک دو دن تک لوٹ آؤ گا۔۔تو پریشان مت ہوئیں گا۔۔میں تو داجی کو بس یہی بتانے آیا تھا۔۔مگر آپ لوگ تو اپنی پنچائیت لگا کر بیٹھے تھے "۔۔ارمغان خان نے تاسف سے سر ہلاتے ہوئے کہا تو داجی نے گھور کر اسے دیکھا

یہ شکار کے لیے تمہیں رات کا ہی وقت کیوں ملتا ہے۔

ہاہاہا شکار کا اصل مزہ ہی اندھیری رات میں آتا ہے داجی۔۔آپ نہیں سمجھے گے"۔۔۔ داجی کے مشکوک لہجے پر ارمغان خان نے جھک کر رازداری سے سرگوشی کی جو ضرغام خان کے کانوں سے مخفی نا رہ سکی

چلے اب دے اپنے ہنڈسم پوتے کو اجازت ۔ بیڈ سے اتر کر داجی کے آگے سر جھکاتے ہوئے کہا تو انہوں نے مسکرا کر اپنا دایاں ہاتھ ارمغان خان کے سر پر رکھ کر اسے دعائیں دی

اور ایک نظر اضطرابی کیفیت میں بیٹھے ضرغام خان پر ڈالی

ولی خان کے دیکھنے پر ضرغام خان گہری سانس لیتا اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کے قریب آکر کھڑا ہوا

اپنے برے لہجے کے لیے شرمندہ ہوں داجی۔مگر آپ سے گزارش ہے کہ آج کے بعد عقیدت کا ذکر میرے سامنے مت کیجئے گا۔"۔سر داجی کے آگے جھکاتے سپاٹ لہجے میں کہا تو ولی خان نے ہنکارہ بھر کر اپنا دایاں ہاتھ ضرغام خان کے سر پر رکھا

----------

آپ عقیدت کو طلاق دے دیں لالا۔ہماری دشمنی ان کے مردوں سے ہے۔عورتوں کو بیچ میں گھسیٹنا مجھے کافی معیوب لگ رہا ہے۔

ارمغان خان نے اپنی جیپ میں شکار کا سامان رکھتے ہوئے سرسری لہجے میں ضرغام خان سے کہا

"تم چاہتے ہو کہ میں بغیرت بن جاؤں۔اپنے نام سے منسوب لڑکی کو چھوڑ دوں۔تا کہ دشمن اس بات کو میری ہار سمجھ کر میرے سامنے سینہ چوڑا کر کہ کھڑے ہو جائیں۔

جب تک شاہ خاندان اس رشتے کو جوڑنے یا توڑنے کے لیے میرے آگے ناک رگڑنے پر مجبور نہیں ہو جاتے۔تب تک میں عقیدت شاہ کو نہیں چھوڑنے والا"۔ضرغام خان نے سگریٹ کا کش لگاتے سرو سپاٹ لہجے میں کہا

تو ارمغان خان نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا

Posted On Urdu Novel Book

مطلب آپ چاہتے ہیں کہ حدائق شاہ اپنی بہن کے لیے طلاق کا یا رخصتی کا مطالبہ کرے۔۔ اگر وہ طلاق کا مطالبہ کرے گا تو کیا آپ طلاق دے دیں گے"--- ارمغان خان نے اپنے کندھوں سے اجرک اتار کر بلیک لیدر کی جیکٹ پہنتے ہوئے استفسار کیا

تو ضرغام نے اپنی خون چھلکاتی آنکھوں سے ارمغان خان کی پیٹھ کو گھورا

"طلاق تو مرتے دم تک نہیں دوں گا میں۔۔جب حدائق شاہ خود اپنی بہن کے لیے طلاق کا مطالبہ کرے گا۔۔تب ضرغام خان اپنے پاؤں تلے شاہو کی ذات کو روند کر عقیدت شاہ کو اس حویلی میں لائے گا۔۔ عقیدت شاہ کے لیے ہر دن موت سے بدتر بناؤں گا۔۔

اور پھر عقیدت شاہ کی آنا اور غرور کو توڑنے کے لیے پوری شان و شوکت سے اس کے سر پر سوتن لاؤں گا"۔۔ضرغام خان کے قہقہہ لگا کر کہنے پر خاموش فضا میں ارتعاش پیدا ہوا

اور کیسی بیوی لائیں گے آپ عقیدت شاہ کے غرور کو توڑنے کے لیے"۔۔ارمغان خان نے جیپ میں بیٹھ کر اپنی رائفل کو ہاتھ میں تھام کر چیک کرتے ہوئے استفسار کیا

"عقیدت شاہ کے غرور کو توڑنے کے لیے ضرغام خان کا عقیدت کے علاوہ کسی اور کا ہونا ہی کافی ہے۔۔مگر بیوی تو میں اپنے لیے اپنی ٹکر کی لاؤں گا۔۔ایسی عورت جو ضرغام خان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑی ہو۔۔جس میں اتنی ہمت ہو کہ وہ ضرغام خان کے

Posted On Urdu Novel Book

ارادوں کا رخ بدل دے۔۔۔ضرغام خان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس کی ضد ٹال دے۔

جس میں اتنا حوصلہ ہو کہ اگر کبھی میرے قدم کہی ڈگمگائے تو وہ مجھے سنبھال سکے ---
جو اپنی اداؤں اور محبت سے مجھے دنیا بھلا دے"--- جیپ سے ٹیک لگائے آسمان پر چمکتے ستاروں کو دیکھتے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا تو ارمغان خان نے ضرغام خان کی نظروں کے رخ میں آسمان پر چمکتے ستاروں کو دیکھا
"اور یہ سب صرف عقیدت شاہ ہی کر سکتی ہے۔۔۔وہ لڑکی جو پچھلے انیس سال سے ضرغام کے نکاح میں ہے۔۔۔جو اس کے وجود اور روح کا حصہ ہے۔۔۔اس کے علاوہ نا ہی یہ حق کسی اور کے پاس ہے اور نا ہی حوصلہ۔۔۔آپ کا دل بھی جانتا ہے لالا کہ عقیدت ضرغام خان کے علاوہ کوئی عورت آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔
آپ عقیدت کو عزت سے اپنا لے پھر چاہے اس کے بھائی کو موت کے گھاٹ اتار دیجیئے گا"۔۔۔ارمغان خان نے پرسوچ لہجے میں کہا
تو ضرغام خان نے چونک کر اسے دیکھا
اور پھر دونوں ہی قہقہہ لگا کر ہنس پڑے

Posted On Urdu Novel Book

"ویسے بھی اڑتی اڑتی خبر ملی ہے کہ وہ ڈاکٹر بھی پاکستان آنے والا ہے—ہاسپٹل تو اس کا آخری مراحل پر ہے—اور اب تین چار ماہ تک وہ بھی اجائے گا"—ارمغان خان نے جیپ سٹارٹ کرتے ضرغام خان سے کہا تو وہ ٹیک ہٹا کر سامنے کھڑا ہوا

سگریٹ زمین پر پھینک کر اپنے جوتے سے مسلی

اور اپنے دونوں ہاتھ پیچھے پشت پر باندھے

"اب تو آنا ہی تھا اس ڈاکٹر نے—قبرستان میں اس کے حصے کی دو گز زمین اسے یاد جو کر رہی ہے—اور میں نہیں چاہتا کہ ہمارے گاؤں کی زمین کو اسے زیادہ یاد کرنا پڑے—

ایک بار یہ تینوں شاہ اکٹھے ہو ایک ساتھ ہی تینوں کو قبر میں اتار دینا ہے"—ضرغام خان کے سرد لہجے پر ارمغان خان کا قہقہہ بے ساختہ تھا

سمجھنے کے انداز میں سر اثبات میں ہلایا

اور اپنی جیپ لے کر حویلی سے نکلتا چلا گیا

جبکہ پیچھے کھڑے ضرغام خان کی آنکھوں کے پردے پر عقیدت شاہ کا خوبصورت چہرہ لہرا گیا

جس پر ضرغام خان نے سختی سے اپنے جبڑے بھینچ کر قدم اندر کی جانب بڑھائے

-------&--------

Posted On Urdu Novel Book

I love you like crazy emilia  I love you so much damn it.  Give me a chance  I will convert to Islam – I will become just like you – give me just one chance – I can’t live without you – believe me i will die

"میں تم سے دیوانوں کی طرح محبت کرتا ہوں ایمیلیا۔۔آئی لو یو سو مچ ڈیم اٹ۔۔مجھے ایک چانس تو دو۔۔میں اسلام قبول کر لوں گا۔۔۔میں بالکل تم لوگوں جیسا بن جاؤں گا – مجھے صرف ایک موقع دے دو – میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا۔۔۔میرا یقین کرو میں مر جاؤں گا تمہارے بغیر"

Urdu Novel Book

کانوں میں ولیم کے سالوں پرانے الفاظ گونجے تو عقیدت شاہ کو اپنا سانس سینے میں اٹکتا ہوا محسوس ہوا

"عقیدت کہاں ہو تم۔۔۔ولیم نے سوسائیڈ کر لی ہے --- جلدی پہنچو میرے فلیٹ پر"۔۔۔

کانوں میں عینی کی آواز گونجی تو عقیدت شاہ کا وجود پل میں پسینے سے شرابور ہوا

جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑکی کے پردے ہٹا کر کھڑکی کو کھول کر گہری گہری سانسیں بھری

نظریں سامنے آسمان پر چمکتے چودھویں کے چاند پر ٹکائے خود کو پرسکون کرنا چاہا

Posted On Urdu Novel Book

ہلکی مگر ٹھنڈی چلتی ہوا کے دوش پر کھڑکی کے پردے لہرانے لگے

سبز نگینوں جیسی موٹی موٹی آنکھیں اس وقت سرخی مائل ہو رہی تھیں۔۔گولڈن اسٹریٹ بال جنہیں نیچے سے کرل کیا گیا تھا کمر پر جھول رہے تھے ---

گلابی بھرے بھرے ہونٹ سختی سے آپس میں پیوست تھے۔۔ستواں مغرور ناک میں ڈائمنڈ کی نوز پن چاند کی روشنی میں جگمگا رہی تھی۔

گلابی پھولے پھولے گالوں پر آوارہ لٹے جھول رہی تھیں

اسلام آباد کی ہائی سوسائٹی میں بنے اس بنگلے پر اس وقت خاموشی کا راج تھا۔

عقیدت شاہ کے کمرے میں چھائی خاموشی کو موبائل کی آواز نے توڑا تو عقیدت شاہ نے چونک کر گردن موڑ کر اپنے دائیں جانب بیڈ کے سائیڈ ٹیبل پر پڑے اپنے موبائل کو دیکھا

گہری سانس بھر کر ایک نظر چاند کو دیکھ تھکے تھکے قدم بیڈ کی جانب بڑھائیں

بیڈ پر بیٹھ کر ہاتھ بڑھا کر سائیڈ ٹیبل سے موبائل اٹھایا

جس پر مائے ورلڈ کے نام سے حدائق شاہ کا نمبر جگمگا رہا تھا

جسے دیکھ عقیدت شاہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

السلام و علیکم لالا کیسے ہیں آپ۔۔۔لہجے میں احترام اور محبت سموئے نرمی سے حال پوچھا تو حدائق شاہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

Posted On Urdu Novel Book

الحمدللہ بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔میری شیرنی کیسی ہے۔۔۔گاؤں کیوں نہیں گئی ابھی تک عقیدت۔۔۔ چھ ماہ ہوگئے ہیں تمہیں پاکستان آئیں ہوئے۔۔۔ہاں جی پہلے ہی تم سے ناراض ہیں۔۔۔تم انہیں منانے کی بجائے اور ناراض کر رہی ہوں۔۔۔ حدائق شاہ کے اتنے سوالوں کی بوچھاڑ پر عقیدت نے اپنا ماتھا مسلہ

آپ مصروف تھے تو بعد میں فون کر لیتے لالا۔۔۔اب آپ کے اتنے سارے سوالوں کے ایک ساتھ تفصیلی جواب میں کیسے دوں"۔۔۔عقیدت شاہ نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا

تو لیپ ٹاپ کے کی بورڈ پر چلتی حدائق شاہ کی انگلیاں ایک لمحے کے لیے تھمی
مگر اگلے ہی لمحے اسی تیزی سے دوبارا چلنا شروع ہوگئی

اتنا بھی مصروف نہیں کہ اپنی بہن سے اس کے دل کا حال نا پوچھ سکوں۔۔۔اور اتنا بھی مصروف نہیں کہ اپنی بہن کو اس کے حال پر چھوڑ دوں۔۔۔تم جواب دو عقیدت--- گاؤں کیوں نہیں گئی"۔۔۔اس بار حدائق شاہ کے لہجے میں سختی محسوس کر کہ عقیدت شاہ نے گہری سانس فضا کے سپرد کی

Posted On Urdu Novel Book

"آپ کی شیرنی بھی الحمدللہ سے بالکل ٹھیک ہے - اور گاؤں میں تب تک قدم نہیں رکھوں گی جب تک اپنے باپ کے ماتھے سے قاتل کا داغ نا ہٹا دوں گی۔۔ماں جی کی ناراضگی سے زیادہ میرے لیے میرے باپ کی عزت اور انہیں بے قصور ثابت کرنا اہمیت رکھتا ہے - ماں جی کے ڈر کی وجہ سے میں بزدلوں کی طرح نہیں جی سکتی۔۔اپنے باپ کے لیے قاتل کا لفظ نہیں سن سکتی۔۔میرے بابا ایک شہید تھے - محافظ تھے--- قاتل نہیں تھے لالا۔

مجھے چین نہیں پڑتا۔۔راتوں کو نیند نہیں آتی جب لوگوں کے الزام میرے کانوں میں گونجتے ہیں - جب جب یہ قاتل لفظ سنتی ہوں میرا دل و دماغ پھٹنے والا ہو جاتا ہے"۔۔عقیدت شاہ کے سرد و سپاٹ لہجے پر حدائق شاہ ایک پل کے لیے ساکت رہ گیا

---

"بانو قدسیہ کہتی ہیں کہ پرانے دنوں کو یاد نہیں کرتے۔

پرانے دنوں کو یاد کرنے سے نئے دنوں کو گھن لگ جاتا ہے"

ماضی کو بھول جاؤ عقیدت۔۔ماضی کو کریدنے سے صرف اپنے زخم تازہ ہوگے۔۔صبر کر لو۔۔سب کچھ رب پر چھوڑ دو وہ بہتر انصاف کرنے والا ہے۔

جن پر الزام لگا وہ بھی مر گئے اور لگانے والے بھی مر گئے۔۔تو اب کس سے دشمنی کرنی ہے۔۔ہم سب نے پہلے ہی بہت کچھ جھیل لیا ہے۔۔بہت کچھ کھو چکے ہیں۔

Posted On Urdu Novel Book

اب یہ نفرت اور دشمنی کی جنگ کو ختم ہونے دو۔
سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔رب پر چھوڑ دو گی تو سکون بھی آ جائے گا"۔۔حدائق شاہ کے نرم لہجے میں کہنے پر عقیدت کے ہونٹوں پر تلخ مسکراہٹ رینگ گئی
" بات جب باپ کی ہو نا۔۔پھر صبر نہیں آتا بیٹیوں کو۔۔پھر کوئی قول معنی نہیں رکھتا۔۔
اور کیا چھوڑ دوں میں رب پر لالا۔۔۔اس رب نے مجھے اشرف المخلوقات میں پیدا کیا ہے۔
مجھے حق اور سچ کے لیے بولنے کے قابل بنایا ہے۔۔تو پھر میں سب کچھ اس پر کیسے چھوڑ دوں۔
رب بھی ان کا ساتھ دیتا ہے جو خود کے لیے کچھ کرنے کی ہمت رکھتے ہو۔۔سب کچھ اس پر چھوڑ کر بیٹھ جاؤں تو قیامت کے دن کیا جواب دوں گی۔۔جب وہ پوچھے گا میں نے طاقت دی۔۔دماغ دیا۔۔پیسہ دیا۔۔سوچنے سمجھنے کی صلاحیت دی۔۔حق کے لیے آواز اٹھانے کا جذبہ دیا تو پھر کیوں ہمت نہیں کی۔۔آپ نہیں سمجھے گے لالا۔
آپ دشمن کی بیٹی کے عشق میں مبتلا ہے تو اس میں میرا قصور نہیں۔
پلوشہ خان آپ کی منگ ہے۔۔آپ کے نام سے منسوب۔۔اسے ڈنکے کی چوٹ پر دشمن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مانگے۔۔نا کہ میرے باپ کی قبر پر صلح کی مٹی ڈال کر۔
آپ کو کیا لگتا ہے میں اپنے بھائی سے بے خبر ہوں۔

Posted On Urdu Novel Book

میں بہت اچھے سے جانتی ہوں لالا کہ آپ پلوشہ خان سے محبت کرتے ہیں۔۔اسی لیے نہیں نا آرہے پاکستان۔۔کیونکہ آپ چاہتے ہیں کہ یہ دشمنی ختم ہو جائے اور آپ پلوشہ کو مانگے اور بنا کسی اعتراض اور بدمزگی کے آپ کو پلوشہ کا ہاتھ تھما دیا جائے۔

ایسا نہیں ہوگا لالا۔۔وہ کبھی بھی پلوشہ آپ کو اس طرح نہیں دے گے۔

آپ کو یہاں آنا ہوگا۔۔آپ اس دشمنی کو جیسے بھی ختم کرے۔۔جیسے بھی پلوشہ کو اپنائے۔

مگر ایک بات یاد رکھئے گا۔۔میں بابا کو بے قصور ثابت کیے بغیر نہیں رہوں گی"۔۔۔ عقیدت شاہ کے ایک ایک لفظ چبا کر کہنے پر حدائق شاہ نے اپنی آنکھوں سے چشمہ اتار کر سائیڈ پر رکھا

Urdu Novel Book

لیپ ٹاپ بند کر کہ اپنی جلتی آنکھوں کو بائیں ہاتھ کی دو انگلیوں سے مسلا

جبکہ سمندر سی گہری نیلی آنکھوں ضبط سے سرخی مائل ہو رہی تھی

ایسا لگ رہا تھا جیسے سمندر میں آگ سی لگی ہو

اپنے سیاہ گھنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر سر کرسی کی پشت سے ٹکا دیا

"اتنا بغیرت نہیں ہوا میں عقیدت شاہ۔۔کہ اپنے چار دن پرانے عشق کے پیچھے باپ کو بھول جاؤں۔۔یا خون سے لت پت اپنے تایا کی لاش کو بھول جاؤں۔۔اپنی ماں کی دل چیر دینے والی چیخیں آج بھی میرے کانوں میں گونجتی ہیں۔

Posted On Urdu Novel Book

میرا بس چلے تو ایک ہی پل میں خان خاندان کو صفہ ہستی سے مٹا دوں۔۔مگر میں یہ بھی جانتا ہوں میرا یہ عمل میری ماں کو جیتے جی مار دے گا۔

میں ماضی بھولنے کو کہہ رہا ہوں۔۔۔دشمنی نہیں۔

اس دن کے بعد خان ابھی تک ہمارے مقابل نہیں ائیں۔۔اسی لیے میں بھی خاموش ہوں۔۔۔کیونکہ بلاوجہ کی بدمزگی میں نہیں چاہتا۔

مگر غلطی سے بھی اگر ان لوگوں نے حویلی کی جانب غلط نگاہ سے دیکھا۔۔تو وہ دن ان کا آخری دن ہو گا۔

پھر نا میں ضرغام خان کا لحاظ کروں گا کہ وہ میرے بہن کا نلح ہے اور نا اس بات کا کہ وہ میری ماں کا چہیتا بھتیجا ہے۔

اور رہی بات پلوشہ کی وہ صرف اور صرف حدائق شاہ کی ہے۔۔اور اسے حدائق شاہ کے پاس ہی آنا ہے۔۔سرد و سپاٹ لہجے میں ایک ایک لفظ چبا کر کہتے فون کھٹاک سے بند کردیا جبکہ عقیدت شاہ کی آنکھیں بے ساختہ نم ہوئیں

"میں نے کبھی نہیں چاہا کہ پلوشہ آپ سے دور ہو لالا۔۔۔مگر میں کیا کروں۔۔۔میرے کندھوں پر میرے شہید باپ کو بے گناہ ثابت کرنے کا بوجھ ہے۔۔۔اس کے ماتھے سے قاتل کے الزام کو مٹانے کا بوجھ ہے۔

Posted On Urdu Novel Book

اور ہر گزرتے دن کے ساتھ میں اس بوجھ تلے خود کو دھنستا ہوا محسوس کر رہی ہوں۔
میں نہیں بھلا پا رہی لالا ان الزاموں کو ان تہمتوں کو جو میرے ماں باپ پر لگی۔۔لیکن میرا آپ سے وعدہ ہے۔۔میں کسی کو بھی آپ سے پلوشہ کو چھیننے نہیں دوں گی"--- موبائل کی سکرین پر حدائق شاہ کی تصویر کو دیکھتے نم لہجے میں سرگوشی کی
موبائل سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر بیٹھنے کے انداز میں ہی پیچھے کو سر گرا کر آنکھیں موند لیں

-----------------

افف حور کیوں ڈر رہی ہو یار - محبت کرتی ہو نا مجھ سے تو محبت اسی طرح ثابت کی جاتی ہے۔۔یہ گریز اور شرم و حیا کا محبت میں کوئی کام نہیں۔۔کم آن یار اٹس نارمل ناؤ آڈیز۔۔ شاہ نے جھنجھلاتے ہوئے سر جھٹکا اور قدم کمرے کے کونے میں دیوار سے لگی تھر تھر کانپتی حوریہ شاہ کی جانب بڑھائے
جو پسینے سے تر جسم لیے۔۔بری طرح کپکپا رہی تھی
ڈارک براؤن بالوں کی آوارہ لٹے ماتھے اور گردن پر پسینے کے باعث چپکی ہوئی تھیں۔۔ کرسٹل گرے آنکھیں رونے کے باعث سرخی مائل ہو رہی تھی۔۔آنکھوں کے پپوٹے رونے کی وجہ سوجھے ہوئے تھے
باریک گلابی لب خشک نظر آرہے تھے--- گالوں پر مٹے مٹے آنسوؤں کے نشان تھے

Posted On Urdu Novel Book

جبکہ شاہ کے ہر بڑھتے قدم کے ساتھ وہ خود کو دیوار میں گم کرنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی

جو کہ ناممکن تھا

"مم—میں نہی—یں کرتی محبت—نن—نفرت ہے مجھے تم سے شاہ—شدید نفرت—"—

شاہ کے قریب آنے پر حوریہ شاہ نے چلا کر کہا تو شاہ نے اپنی سرخ انگارا ہوتی آنکھوں سے حوریہ کو گھور کر دیکھا

ایک ہی جست میں دو قدم کے فاصلے کو ختم کر کہ اپنے بائیں ہاتھ کی مٹھی میں حوریہ شاہ کے بالوں کو دبوچا—دائیں ہاتھ کو حوریہ شاہ کے ہونٹوں پر سختی سے رکھ کر اسے زور سے دیوار سے لگایا

جس کے باعث درد کی شدید لہر حوریہ کو اپنے رگ و پے میں سرایت کرتی محسوس ہوئی

"آواز نیچی حوریہ شاہ—ورنہ زبان گدی سے کھینچ لوں گا—تم لوگوں کی وجہ سے سب کچھ کھو دیا ہم نے—اپنا چاچو کھو دیا ہم نے—اپنے باپ کو کھو دیا—اور یہ سب کچھ تمہارے اس گھٹیا پنچ ماموں نے کیا—

دل تو میرا کر رہا ہے—ایک بھی سینکڈ ضائع کیے بغیر تمہارے اس نازک وجود کو اپنے پاؤں تلے روند دوں—اور پھر تمہارے ادھڑے جسم کو تمہارے ننھیال والوں کی حویلی کے آگے

Posted On Urdu Novel Book

پھینک آو—پھر ولی خان کو اپنی چہیتی نواسی کے ناپاک ہوئے وجود پر دھاڑیں مار مار کر روتے ہوئے دیکھو—جو قیامت ہمارے دلوں پر گزری تھی ایک بار پھر وہ ولی خان کی حویلی پر گزرے تو مزہ اجائے"—شاہ کے زہر میں ڈوبے ایک ایک لفظ پر حوریہ شاہ نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس سفاک شخص کو دیکھا

جس کی آنکھوں میں اس وقت حوریہ شاہ کے لیے صرف نفرت ہی نفرت تھی

تو کیا پھر وہ جو اتنے دنوں سے حوریہ شاہ ان آنکھوں میں محبت دیکھ رہی تھی—وہ شدت اور وہ جذبات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر لیے گہری رات سی سیاہ آنکھیں جھوٹ بول رہی تھی—

وہ سب فریب تھا حوریہ شاہ کو منہ کے بل گرانے کے لیے

ناجانے کتنے ہی آنسو پلکوں کی بار توڑ کر شاہ کے ہاتھ کی پشت پر گرے—

ہونٹوں سے نکلنے والی بے ساختہ سسکی شاہ کے ہاتھوں تلے دبی رہ گئی

حوریہ شاہ کی کرسٹل گرے کانچ سی آنکھوں میں اپنی کالی گہری آنکھیں گاڑھے شاہ نے ایک ہی جھٹکے میں حوریہ کے گلے سے دوپٹہ کھینچ کر دور اچھالا تو

حوریہ کا اچھل کر جیسے حلق میں آگیا ہو

سر بے ساختہ نفی میں ہلا مگر وہ بے رحم بنتا حوریہ کو دونوں بازوؤں سے دبوچ زمین پر دھکا دے چکا تھا

ابھی وہ ستمگر حوریہ شاہ کو اس کی ہی نظروں میں گراتا۔۔حوریہ شاہ کے معصوم جذباتوں کو روند دیتا۔۔اس سے پہلے ہی کمرے کا دروازا دھاڑ کی آواز سے کھلا

آہہہ۔۔" کھڑکی پر ایک دم سے ہوتی تیز دستک پر حوریہ شاہ ماضی کی دردناک یادوں سے نکلی

غصے سے اپنے دائیں جانب کار کی سیاہ شیشوں سے باہر دیکھا

جہاں تین لڑکے کھڑے تھے

ان میں سے ایک کھڑکی پر جھکا بار بار دستک دے رہا تھا۔۔جبکہ دوسرا مسلسل کسی چیز سے دروازا کھولنے کی کوشش کر رہا تھا۔

Urdu Novel Book

جسے دیکھے حوریہ شاہ کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے

ایک ہی جھٹکے میں دروازا کھولا تو وہ سامنے والے دونوں لڑکوں کے سر پر لگا

وہ شہر عقیدت شاہ کو منانے کے لیے آئی تھی۔۔وہ چاہتی تھی کہ عقیدت اس کے ساتھ گاؤں چلے۔

عقیدت سے بات کر کہ وہ اسے کافی حد تک منا چکی تھی۔

عقیدت کام میں مصروف تھی تو وہ اکیلی اسلام آباد کی خوبصورت سڑکوں پر نکل آئی

اسلام آباد کی خوبصورتی کو دیکھتی اسے اندازہ ہی نہیں ہوا کہ وہ کتنی دور نکل آئی ہے۔

Posted On Urdu
Novel Book

اسلام علیکم !

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔ www.kitabnagri.xyz

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

سڑک کے دائیں جانب پہاڑ تھے تو بائیں جانب کھائی تھی—رات کے بارے بجے سڑک کے بیچوں بیچ حوریہ شاہ کی کار کھڑی تھی-

حوریہ شاہ کے دروازہ کھولنے اور کھٹاک سے بند کرنے پر سنسان سڑک پر ارتعاش پیدا ہوا جبکہ وہ تینوں آنکھوں میں حوس لیے سر تا پیر حوریہ شاہ کے وجود کو دیکھنے لگے

Posted On Urdu Novel Book

ابھی حوریہ انہیں کچھ کہتی کہ سڑک پر ایک دم سے جیسے بھونچال سا آگیا ہو

دو جیپ کے درمیان بلیک لینڈ کروزر تیز رفتار میں ان کے قریب سے گزری

لینڈ کروزر کی کھلی کھڑکیوں سے آتی تیز میوزک کی آواز پر حوریہ شاہ نے ناگواری سے سر جھٹکا

مگر اگلے ہی لمحے کچھ فاصلے پر ان تینوں گاڑیوں کو رکتے دیکھ ان لڑکوں نے چونک کر دیکھا

جہاں دونوں جیپ پر بیٹھے سیکیورٹی گارڈز اتر کر تیز قدموں سے ان لڑکوں کی جانب بڑھ رہے تھے

جنہیں دیکھ ان لڑکوں نے ہڑبڑا کر ایک دوسرے کو دیکھا

ابھی وہ لڑکے وہاں سے بھاگتے اس سے پہلے ان گارڈز نے انہیں جا لیا

اور گھسیٹتے ہوئے جیپ میں بٹھا کر وہاں سے نکلتے چلے گئے

یہ سب اتنی اچانک ہوا کہ حوریہ شاہ کو کچھ سمجھنے کا موقع ہی نہیں ملا

لینڈ کروزر کے پیچھے کھڑی جیپ بھی آگے کو ہوتی وہاں سے نکل گئی تو سنسان روڈ پر صرف حوریہ شاہ اور بلیک لینڈ کروزر ہی رہ گئی تھی

میوزک کو اب بند کر دیا گیا تھا۔۔۔حوریہ شاہ نے ایک نظر لینڈ کروزر پر ڈال کر اپنی کار کا دروازا کھول کر ڈیش بورڈ سے اپنا پسٹل اٹھایا

Posted On Urdu Novel Book

جیسے ہی حوریہ شاہ پلٹی تو ایسا لگا کسی چٹان سے اس کا سر ٹکرا گیا ہو
اپنے گرد پھیلی مخصوص ڈارک کلون کی خوشبو کو محسوس کر کہ حوریہ شاہ نے جھٹکے سے سر اٹھا کر دیکھا

-----------

عائث خان جو اپنے کنسرٹ سے فارغ ہو کر گھر کی جانب جا رہا تھا--
راستے سے گزرتے اسے تین لڑکوں کے بیچ کھڑی لڑکی پر حوریہ شاہ کا گمان ہوا
حوریہ شاہ کو تو وہ لاکھوں کی بھیڑ میں بھی پہنچان سکتا تھا۔۔دشمن جو تھی۔۔دشمن کے خون کی بو تو عائث خان میلوں سے محسوس کر سکتا تھا۔۔اور دشمن بھی وہ جو عائث خان کے نام سے منسوب تھی--
تبھی ڈرائیور کو گاڑی روکنے کا اشارہ کیا
اسے اندازہ تو ہو گیا تھا کہ وہ لڑکے کون ہو سکتے تھے۔۔ اب اتنا تو عائث خان جانتا تھا کہ دشمنی اپنی جگہ مگر شاہ خاندان کے مرد اور عورتیں با کردار ہیں--
پہلے تو دل کیا پسٹل نکال کر یہی حوریہ شاہ کا کام تمام کر دے۔۔راتوں کو سڑکوں پر گھومنے کا شوق بھی پورا ہو جائے گا--

Posted On Urdu Novel Book

اور خود کا دامن بھی صاف رہ جائے گا۔۔مگر دشمنی کی جگہ خان کی غیرت نے لے لی۔۔جسے پیٹھ پر اور خاص کر عورت پر وار کرنا قبول نہیں تھا

اپنے گارڈز کو اشارہ کر کہ ان لڑکوں کو فارم ہاؤس لے جانے کا کہا

جس پر عمل کرتے ہی وہ پل میں ان تینوں لڑکوں کو لے کر وہاں سے غائب ہوگئے

تبھی دروازا کھول کر مضبوط قدم لیتا وہ حوریہ شاہ کی پشت پر آکر کھڑا ہوا

حوریہ شاہ کے ٹکرانے سے عائث خان کا دل بے ساختہ دھڑکا۔۔حوریہ شاہ کے نرم و نازک وجود سے اٹھتی محسور کن خوشبو حواسوں پر چھاتی محسوس ہوئی تو عائث خان نے بری طرح اپنا سر جھٹکا

حوریہ کو سمجھنے کا موقع دیے بغیر اس کی گردن کو اپنی آہنی گرفت میں لے کر کار سے حوریہ شاہ کی پشت کو ٹکایا تو حوریہ شاہ نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے خود پر جھکے خطرناک تیور چہرے پر سجائے کھڑے عائث خان کو دیکھا

" دماغ ٹھکانے پر نہیں ہے کیا حوریہ شاہ۔۔جو آدھی رات کو بھٹکی آتما کی طرح سڑکوں پر مٹرگشت کرتی پھر رہی ہو"۔۔حوریہ کے چہرے پر جھک کر دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تو حوریہ نے گھور کر خود پر جھکے عائث خان کو دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

عائث خان کی غصے کی زیادتی سے تیز چلتی سانسوں کی تپش سے حوریہ کو اپنا چہرہ جھلستا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

پٹھانی نقوش میں اس وقت غصے کے باعث سرخی گھلی ہوئی تھی۔۔۔چاکلیٹ براؤن آنکھیں سرخی مائل ہو رہی تھیں۔

سفید شرٹ کے کھلے بٹنوں سے جھلکتا کشادہ مضبوط سینہ۔۔۔وہ مردانہ وجاہت کا شاہکار لگ رہا تھا۔۔ جیل سے سیٹ کیے سیاہ گھنے بال دیکھ حوریہ شاہ کی نظریں بائیں جانب سر پر چوٹ کے نشان پر گئی

جہاں چوٹ کی وجہ سے بال نہیں تھے

حوریہ شاہ کی نظروں کے ارتکاز کو محسوس کر کہ عائث خان نے حوریہ کے بال چھوڑ کر اپنی سخت گرفت میں حوریہ کے کندھوں کو دبوچا

"ہم جہاں بھی جائیں ہماری مرضی۔۔۔آپ کو ہماری فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے عائث خان۔۔۔اپنے راستے جائیں۔۔۔میرے منہ مت لگے"۔۔۔عائث خان کی مضبوط گرفت سے خود کو چھڑوانے کی کوشش کرتے سرد لہجے میں کہا تو عائث خان کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ رینگ گئی

"یہ تو خوش فہمی ---اوو سوری غلطی فہمی ہے تمہاری حوریہ شاہ کہ تمہاری مرضی چل رہی ہے---یہ عائث خان کی ہی مرضی ہے کہ اس کے نام سے منسوب ہو کر بھی تم آزاد ہو---جس دن میں نے تم سے تمہاری مرضی کا حق چھین لیا نا---کھلا آسمان دیکھنے کو بھی ترس جاؤ گی---

پھر تم پر---تمہارے وجود---تمہاری سانسوں سے لے کر تمہارے ہر لمحے پر عائث خان حکومت کرے گا---تب میں مرضی بھی اپنی چلاؤں اور منمانیاں بھی میری چلے گی---

تو تمہارے لیے بہتر یہی ہے کہ اپنی گز بھر لمبی زبان کو قابو میں کر لو---ورنہ کاٹ کر ہاتھ میں رکھ دوں گا"---حوریہ شاہ کے جبڑے کو اپنے بائیں ہاتھ سے دبوچتے دھاڑتے ہوئے کہا تو حوریہ کو اپنے وجود میں سرد لہریں سرائیت کرتی محسوس ہوئی

حوریہ شاہ نے اپنی تکلیف سے سرخ ہوتی آنکھوں سے عائث خان کو دیکھا---اور پھر بنا عائث خان کو سمجھنے کا موقع دیے بغیر ہاتھ میں تھاما پسٹل پوری قوت سے عائث خان کی کنپٹی پر مارا تو پل میں عائث خان کا چہرہ خون سے تر ہوا

درد کی شدت سے عائث خان نے سختی سے اپنے جبڑے بھینچ کر اپنی آنکھیں پل کے لیے میچ لیں

جبکہ حوریہ شاہ نے دھک دھک کرتے دل کے ساتھ خود پر ہنوز جھکے عائث خان کو دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

جس کا چہرہ دائیں جانب خون سے تر ہو رہا تھا

"دل تو میرے چاہ رہا ہے۔۔تمہاری اس حرکت پر تمہاری چمڑی ادھیڑ کر رکھ دوں۔۔یا اس گاڑی سمیت تمہیں بھی اٹھا کر اس کھائی سے نیچے پھینک دوں۔

مگر نہیں حوریہ شاہ تم سے پہلے کے بھی بہت سے حساب بے باک کرنے ہیں۔

تم سے نا نفرت ہے نا محبت۔۔ضد ہو تم اس خان کی۔۔بات منگ کی نہیں میری انا کی ہے۔۔

تم سے اپنی سیج سجا کر حدائق شاہ اور بہرام شاہ کے غرور کو چور چور کرنا ہے۔

اس تکلیف کا بدلہ ہر رات تمہارے وجود پر اپنی شدتیں نچھاور کر کہ تمہیں تڑپنے اور موت کی بھیک مانگنے کے لیے مجبور کر کہ نا لیا تو میرا نام بھی عائث خان نہیں"۔۔اپنی کنپٹی سے نکلتے خون کی طرف اشارہ کرتے زخمی شیر سی دھاڑ لیے غرا کر کہا تو حوریہ شاہ کو اپنے کانوں کے پردے پھٹتے ہوئے محسوس ہوئے

"ہنہہ۔۔مجھے نہیں معلوم تھا کہ اب خان بدلہ اور دشمنی نبھانے کے لیے عورتوں کا سہارہ لینے لگے ہیں۔۔میرے وجود میری عزت نفس کو کچلنا چاہتے ہو خان--- تو بیوی بنا کر کیوں۔۔ابھی کرو نا۔۔بیوی بناؤ گے تو کوئی کچھ کہنے والا بھی نہیں ہو گا نا تمہیں نا مجھے۔

اب کرو۔۔تاکہ لوگ میرے کردار کی دھجیاں اڑائیں۔۔میرے بھائی کے سر پر خاک ڈالیں کے وہ میری حفاظت نہیں کر سکا---

Posted On Urdu Novel Book

جو کرنا ہے ابھی کرو خان--- بیوی بنا کر کرو گے تو شرم سے ڈوب نا مرو گے۔۔کہ اپنی ہی عزت کو داغدار کر رہے ہو--- بولو نا عائث خان"۔۔اپنے ہاتھوں کی مٹھیوں میں عائث خان کی شرٹ کو دبوچتے روتے ہوئے چلا کر کہا تو عائث خان کا دل ایک لمحے کے لیے ساکت سا رہ گیا

حوریہ شاہ کی آنکھوں میں ٹوٹے خوابوں کی کرچیوں کو محسوس کر کہ عائث خان کو اپنے دماغ کی شریانیں پھٹتی ہوئیں محسوس ہوئی

وہ اندھا تو نہیں تھا۔۔وہ انڈسٹری کی دنیا میں رہنے والا مرد تھا۔۔ وہ دن میں ہزاروں قسم کے لوگوں سے ملتا تھا۔۔ وہ لوگوں کے انداز و اطوار سے ان کے کردار کو جانچ لیتا تھا۔ اور یہاں تو حوریہ شاہ کی کانچ سی شفاف آنکھیں تھیں۔۔جن میں موٹے موٹے آنسو جھلملا رہے تھے۔۔عائث خان تو حوریہ شاہ کی آنکھوں سے روح تک اتر جانے کا ہنر رکھتا تھا۔ وہ صرف اس کے نام سے ہی منسوب نہیں تھی۔۔وہ تو عائث خان کے دل سے بھی منسوب تھی۔۔چاہے وہ منسوب ہونا محبت کی وجہ سے تھا یا نفرت کی وجہ سے۔۔مگر عائث خان کے دل کے قریب ہونے کا حق آج تک صرف اور صرف حوریہ شاہ کو ہی حاصل ہوا تھا

"کون ہے وہ حوریہ شاہ۔۔کون ہے وہ جس کے لیے ماتم کرنے کے لیے تم میرے الفاظوں کا سہارہ لے رہی ہو۔

Posted On Urdu Novel Book

اس سے پہلے میرا ضبط جواب دے جائے مجھے بتا دو حوریہ۔۔کہ کس گھٹیا شخص کو تم میرا حق بانٹ آئی ہو۔۔اس دل میں میرے علاوہ کسے بسایا تھا تم نے۔۔اس سے پہلے میں تمہیں یہی زمین میں گاڑھ دوں مجھے اس ** شخص کا نام بتاؤ"۔۔حوریہ شاہ کی کمر کے گرد اپنا مضبوط بازو لپیٹ کر ایک ہاتھ سے حوریہ کے بالوں کو اپنی سخت گرفت میں لے کر دھاڑتے ہوئے کہا تو حوریہ شاہ کو اپنے پاؤں سے جان نکلتی محسوس ہوئی

خشک پڑتے حلق کو تر کر کہ نم نگاہوں سے خود کو خونخوار نظروں سے گھورتے عائث خان کو دیکھا

"کیا وہ واقع میری آنکھوں سے میرے اندر کا حال جان گیا تھا۔۔کیا وہ سچ میں جان گیا تھا کہ اس وقت حوریہ شاہ دھاڑیں مار مار کر اپنی ناقدری پر رونا چاہتی تھی۔۔اگر وہ سچ میں جان گیا تھا تو کیا وہ کبھی مجھے اس کے لیے معاف کر سکے گا۔۔یقیناً نہیں۔۔خان اور بے وفائی معاف کر دے۔۔یہ تو قیامت تک ناممکن ہے۔۔اور ویسے بھی کہاں کی بے وفائی۔۔نفرتوں کے رشتوں میں وفا کوئی معنی نہیں رکھتی"۔۔نظریں عائث خان کی کنپٹی پر جمے خون پر مرکوز کیے اپنے خیالوں میں گم وہ عائث خان کی ذات کو فراموش کر چکی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

"مجھ پر تمہارا کوئی حق نہیں تھا۔۔جب حق نہیں تھا تو کہاں کی بے وفائی اور کہا کی حق تلفی۔۔ مجھے تم سے نفرت ہے عائث خان--- اور اس نفرت کی جنگ میں مجھے کبھی بے وفا نا پاؤ گے۔

میں صرف تمہارے باپ کے قاتل کی بیٹی ہوں۔۔مجھ سے صرف قاتل کی بیٹی والا رشتہ رکھو۔۔کیونکہ میری نظر میں بھی تم میرے تایا کے قاتل کے بھتیجے ہو۔

اس سے زیادہ کچھ نہیں"۔۔سرد و سپاٹ لہجے میں کہتے عائث خان کے زخم پر انگلی سے دباؤ ڈالا تو عائث خان نے سختی سے جبڑے بھینچ کر ایک جھٹکے میں حوریہ شاہ کو خود سے الگ کیا حوریہ کا بازو اپنی سخت گرفت میں لے کر دوسری جانب آکر حوریہ کو پٹکنے کے انداز میں کار میں بٹھایا

اور واپس آکر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا

جبکہ اس دوران عائث خان کے چہرے پر چٹانوں سی سختی تھی۔

"آج تمہاری غلطیوں میں ایک گناہ بھی شامل ہو گیا ہے حوریہ شاہ۔۔عائث خان کا حق کسی اور کو دینے کا۔۔میں کبھی معاف نہیں کروں گا تمہیں حوریہ شاہ۔۔ کبھی بھی معاف نہیں کروں گا۔۔عائث خان تو اپنی ملکیت پر کسی کی نظر برداشت نا کرے۔۔کجا کہ اس کے دل

Posted On Urdu Novel Book

میں کسی اور کے لیے جذبات کا ہونا۔۔۔میرا دل چاہ رہا ہے۔۔۔اس وقت ساری دنیا کو تہس نہس کردوں۔۔۔یا تمہیں ہی گولی سے اڑادوں۔

سوچو حوریہ شاہ یہ تو صرف میرے نفرت کی انتہا ہے۔۔۔محبت اور عشق تو بہت بعد کی باتیں ہیں۔۔۔یہ نا ہو میں نفرت میں ہی وہ سب کر گزروں جو لوگ محبت میں بھی نہیں کرتے۔

میں ساری حدوں کو توڑوں اس سے بہتر ہے تم میرے حصار کی حدود میں آجاؤ تاکہ یہ دونوں خاندان اور تم تباہ ہونے سے بچ جاؤ"۔۔۔ایک ہی جھٹکے میں گاڑی حوریہ شاہ کے محل نما بنگلے کے آگے روکتے پراسرار لہجے میں کہا تو حوریہ شاہ نے ایک سپاٹ نگاہ کار سے اترتے عائث خان کی چوڑی پشت پر ڈالی

Urdu Novel Book

عائث خان اترنے سے پہلے ہارن بجا چکا تھا اسی لیے دوسرے ہی لمحے چوکیدار نے گیٹ کھولا تو حوریہ نے گہری سانس بھر کار سے باہر نکلی

جبکہ حوریہ شاہ کو اندر داخل ہوتے دیکھ عائث خان نے سرخ نظروں سے حوریہ شاہ کی پشت کو دیکھا

عائث خان جب حوریہ کی کار میں بیٹھا تبھی اس کا ڈرائیور عائث خان کی لینڈ کروزر کو ان کے پیچھے ہی لے آیا تھا

Posted On Urdu Novel Book

ڈرائیور کو والٹ سے نکال کر پیسے دیے اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر ایک آخری نگاہ بند سیاہ گیٹ پر ڈال کر زن سے گاڑی وہاں سے بھگا لے گیا

---------------

اسلام علیکم !

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔ www.kitabnagri.xyz

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

Posted On Urdu Novel Book

یہ تو خدا کا شکر ہے کہ حوریہ پہلے ہی عقیدت کو لینے چلی گئی۔۔۔ورنہ وہ سمجھتی کہ ہم نے اسے خان حویلی سے آئے پیغام کی وجہ سے بلایا ہے۔۔ثمرین بیگم نے بہرام شاہ کے کپڑوں کو ہینگ کرتے حلیمہ بیگم سے کہا تو انہوں نے گہری سانس بھر کر سر اثبات میں ہلایا

مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آرہی کہ کیا کروں۔۔۔حدائق پلوشہ کو نہیں چھوڑے گا۔۔ عقیدت اور حوریہ کبھی شادی کے لیے نہیں مانے گی۔۔میری تو سمجھ سے بالاتر ہے یہ سب کچھ۔

اور بہرام اور بالاج وہ تو قیامت ڈھا دیں گے۔۔۔اگر خان اس حویلی میں آئیں بھی۔۔۔یہ تو شکر تھا کہ وہ دونوں یہاں تھے نہیں۔

اب وہ تینوں آئیں گے تو مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ کیسے بات کروں گی ان سے۔

اور ڈر تو مجھے یہ بھی ہے کہ بہرام تک یہ بات پہنچ نا گئی ہو۔

ایک تو یہ لڑکا چاہے سات سمندر پار بیٹھا ہو۔۔۔ہم سے پہلے ہر بات اس کے پاس پہنچ جاتی ہے"۔۔۔حلیمہ بیگم نے پریشان لہجے میں کہا تو ثمرین بیگم کبرڈ بند کر کہ ان کے قریب آکر بیٹھ گئی

سمجھ تو مجھے بھی کچھ نہیں آرہا۔۔۔زرغام خان کس طرح اس رشتے کے لیے راضی ہوگیا۔۔

کیونکہ جہاں تک میں اسے جان سکی ہوں۔۔۔اس کی کچھ تو رضامندی تھی تو یہ پیغام اس حویلی

Posted On Urdu Novel Book

تک آیا ہے۔۔اگر اس کی مرضی کے خلاف کچھ ہوتا۔۔تو وہ پیغام کے ساتھ پیغام لانے والے کو زندہ زمین میں گاڑھ دیتا۔

اب تو ہم انکار بھی نہیں کرسکتے۔۔گاؤں کا سردار ہے وہ اور ہمارا دشمن۔۔انکار کو آنا کا مسئلہ بنا کر حشر برپا کر دے گا۔

جتنی وہ ہم سب سے نفرت کرتا تھا مجھے تو یہی تھا کہ وہ عقیدت کو طلاق دے دے گا۔

اور پھر ہم عقیدت اور بہرام کی۔۔ کیونکہ ان دونوں کی ایک ساتھ بہت بنتی ہے۔۔ایک دوسرے کو اچھے سے سمجھتے ہیں۔

مگر خیر جو اللہ کو منظور۔

آجائیں تو تم وقت ضائع کیے بغیر عقیدت سے بات کر لینا۔۔میں بہرام کو سمجھا دوں گی۔

پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا"۔۔ثمرین بیگم کے کہنے پر حلیمہ بیگم نے ایک نم نگاہ بہرام شاہ کے

شاندار کمرے میں دوڑائی

جس میں پڑی ہر چیز اس کے مالک کے ذوق کا پتہ دیتی تھی۔۔باہر ممالک سے لائیں گے بیش قیمتی ڈیکوریشن پیس۔

Posted On Urdu Novel Book

پورے کمرے میں بچھا دبیز مخمل سا قالین جو کہ ترکی سے منگوایا گیا تھا۔جس پر پاؤں رکھے تو ایسا محسوس ہوتا کہ پاؤں اندر دھنستے جا رہے ہیں۔کنگ سائز بلیک کلر کا بیڈ۔جس کے سامنے ڈریسنگ ٹیبل پڑا تھا۔

بیڈ اور ڈریسنگ ٹیبل کے درمیان کی جگہ پر دائیں جانب گرے کلر کا صوفہ اور ٹیبل پڑے تھے۔۔۔کمرے کی چھت کے درمیان میں لگا سلور کلر کا خوبصورت فانوس۔جو اس کمرے کی خوبصورتی کو چار چاند لگا رہا تھا

داجی کا پیغام ہے کہ شادی اسی مہینے کرنی ہے۔لیکن حدائق اور اس کی ٹیم کسی دوسرے ملک جا رہی ہے۔کورونا کی وجہ سے ڈاکٹروں کی ضرورت تھی۔تو حدائق اپنی ٹیم کے ساتھ وہی جا رہا ہے۔

اس کا آنا تو ابھی مشکل ہے۔اور پھر پتہ نہیں لڑکیاں مانتی بھی ہیں کہ نہیں۔"

اوہو فکر مت کرو۔عقیدت اور حوریہ مان جائیں تو ان کی شادی کر دیتے ہیں۔حدائق آئیں گا دو دھوم دھام سے اس کی بیوی کو لے آئیں گے۔ویسے بھی سالوں گزر گئے اس حویلی میں کوئی خوشی نہیں ائی۔اسی بہانے دو دو بار ہمیں بھی خوش ہونے کا موقع مل جائے گا"۔

حلیمہ بیگم کی بات پر ثمرین بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا

جس پر ایک پرسکون مسکراہٹ حلیمہ بیگم کے چہرے پر بھی ٹھہر گئی

Posted On Urdu Novel Book

---------------

کچے راستوں سے ہوتی گاڑی اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھی۔
گاڑی میں بیٹھے تین نفوس کے ہونے کے باوجود خاموشی چھائی ہوئی تھی۔
گاڑی کے پیچھے آ رہی جیپ میں گارڈز ہتھیار لیے چوکنا بیٹھے ہوئے تھے
ارد گرد شیر سی نگاہ دوڑاتے بہرام شاہ نے مڑ کر سے پیچھے بیٹھی حوریہ شاہ کو سرد نظروں سے دیکھ نظریں پھر سامنے ٹکا دی
وہ رات کے نو بجے گاؤں کی حدود میں داخل ہو چکے تھے۔
گاؤں میں داخل ہو تو گاؤں کے دائیں جانب شاہ حویلی تھی۔۔جبکہ شہر کے رستے کے ختم ہونے پر جہاں سے گاؤں کی حدود شروع ہوتی تھی۔۔وہاں بائیں جانب تھوڑا آگے آنے پر خان حویلی شروع ہو جاتی تھی۔
اور شاہ حویلی تک جانے کے لیے خان حویلی کے آگے سے ہی گزرنا پڑتا تھا۔
دوسرا راستہ گاؤں کی حدود میں داخل ہوتے بائیں جانب جنگل کی طرف سے تھا
جہاں سے گھوم کر شاہ حویلی کی طرف آیا جا سکتا تھا۔۔مگر وہ راستہ تقریبا تین گھنٹے کا تھا۔۔
وہ بھی تب جب آپ کو بالکل ٹھیک راستہ پتہ ہو۔

Posted On Urdu Novel Book
مگر بہرام شاہ نے کبھی بھی راستہ نہیں بدلا تھا۔۔وہ ان پٹھانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنی گاڑی سے دھول اڑاتا ان کے سامنے سے کسی طوفان کی طرح گزر کر جاتا تھا۔

مگر آج وہ جس قدر غصے میں تھا تو اس کی یہی دعا تھی کہ آج کوئی خان اس کے راستے میں نا ائیں۔

کیونکہ بہرام شاہ کو یہ بات معلوم ہو چکی تھی کہ حوریہ شاہ کو عائث خان چھوڑ کر گیا تھا۔

اور اب اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ حوریہ اور عائث دونوں کو زندہ زمین میں گاڑھ دے۔

"سب ٹھیک ہے نا بہرام۔۔اس قدر خاموش کیوں ہیں آپ۔۔کوئی مسئلہ ہوا ہے کیا"۔۔۔

بہرام شاہ کی خاموشی سے تنگ آکر آخر کار عقیدت نے اپنا رخ بہرام شاہ کی جانب کرتے فکر سے استفسار کیا

کیونکہ حوریہ کا تو وہ جانتی تھی کہ حدائق ہو یا بہرام یا پھر بالاج شاہ اس کی آواز ان تینوں کے سامنے کم ہی نکلتی تھی۔

بالاج کے سامنے تو عقیدت بھی بولنے سے احتیاط ہی کرتی تھی کیونکہ وہ کھر دماغ بندہ تھا۔

ایک سیکنڈ میں انسان کی کتوں والی کر کہ رکھ دیتا تھا۔۔اسی لیے عقیدت بھی اس سے کم ہی مخاطب ہوتی تھی۔

مگر بہرام شاہ سے اس کی اچھی خاصی دوستی تھی۔۔اسی دوستی کی وجہ سے کبھی اس نے لالا کہنے کا بھی تکلف نہیں کیا تھا۔

اور نا ہی کبھی بہرام شاہ نے اسے فورس کیا کہ وہ اسے لالا کہے

"ولی خان نے شادی کی تاریخ مانگی ہے۔۔اس مہینے وہ ضرغام اور عائث خان کی شادی کرنا چاہتا ہے۔

اور جہاں تک مجھے اندازہ ہے ہماری مائیں۔۔سپیچ تیار کر کہ بیٹھی ہوگی ہمیں راضی کرنے کے لیے۔

کیونکہ خان تو اب انکار نہیں کریں گے۔۔اور ہماری مائیں خون خرابے سے بچنے کی خاطر تم دونوں کو قربان کرنے کے لیے تیار ہوگی۔

اور میرا خدا گواہ ہے عقیدت شاہ میں نے کبھی نہیں چاہا کہ ہمارے یا خان خاندان کی بچیاں ہم مردوں کی دشمنی کا حصہ بنے۔

میں اگر خاموش تھا تو صرف اور صرف حدائق کی وجہ سے۔۔وہ خر کا بچہ دشمن کی بیٹی سے محبت کرتا ہے۔

صرف اور صرف حدائق شاہ کی محبت کی وجہ سے۔۔میں بہت کچھ نظر انداز کرتا رہا ہوں۔

Posted On Urdu Novel Book

کیونکہ میں نہیں چاہتا تھا کہ میری وجہ سے خانوں کو کوئی بہانہ ملے اور وہ میرے بھائی سے اس کی محبت چھیننے کی کوئی سازش کریں۔

پلوشہ کے بارے میں بے فکر تھا میں۔۔جانتا ہوں کہ حدائق اسے ہاتھ کا چھالا بنا کر رکھے گا۔

مگر آج زندگی میں پہلی بار میں خود کو بے بس محسوس کر رہا ہوں۔۔اور وہ بھی صرف تم دونوں کی وجہ سے۔

کیسے بھیج دوں تم دونوں کو ان ظالموں کے ساتھ۔۔ہاتھ اٹھانا تو دور بہرام شاہ کو یہ بھی منظور نہیں کہ کوئی اس کے گھر کی بچیوں کو لفظوں کی مار بھی مارے۔

اگر ایسا کچھ ہوا تو یاد رکھنا عقیدت شاہ میں سب کچھ تباہ کر دوں گا۔۔اور تب شاید مجھے حدائق شاہ کی محبت بھی نظر نا آئیں"۔۔سرد و سپاٹ لہجے میں کہ کر سختی سے اپنے جبڑے بھینچے

جبکہ حوریہ اور عقیدت نے شاکی نظروں سے بہرام شاہ کو دیکھا۔

"بہرام مم۔۔میں یہ شادی نہیں کر سکتی۔۔اپ جانتے ہو نا مجھے نفرت ہے ضرغام خان سے میں کیسے کر سکتی ہوں اس شخص سے شادی جو میرے باپ کو قاتل کہتا ہے۔۔جو میرے بھائی کی جان کا دشمن ہے"۔۔عقیدت شاہ نے نفی میں سر ہلاتے تڑپ کر کہا تو بہرام شاہ

Posted On Urdu Novel Book

نے ایک سپاٹ نگاہ عقیدت شاہ کے چہرے پر ڈال کر سرد نظروں سے پیچھے بیٹھی حوریہ کو گھورا

بہرام شاہ کی اندھیری رات سی گہری سیاہ سرد آنکھوں کو خود پر محسوس کر کہ حوریہ کو اپنے گلے میں گلٹی سی ابھرتی محسوس ہوئی

خشک پڑتے حلق کو تر کرنے کے لیے بیگ سے نکال کر پانی کی بوتل کو منہ لگایا

حوریہ جانتی تھی کہ اسے کیوں ہر دو منٹ بعد سرد نظروں سے نوازا جا رہا ہے۔

وہ جتنی بھی توپ چیز بن جائیں مگر بہرام شاہ ہو یا حدائق شاہ اپنے گھر کے مردوں کے سامنے تو اس کی زبان تالو سے چپک جاتی تھی

صرف عقیدت شاہ ہی تھی جو ان جلادوں کو سنبھال لیتی تھی۔۔۔اور اس کی ان کے ساتھ بن بھی جاتی تھی۔۔۔اسی لیے حوریہ کئی بار عقیدت سے کہہ چکی تھی جہاں اتنے جلادوں کو بھائی کے روپ میں سنبھالا ہوا ہے وہاں ایک جلاد کو شوہر کے روپ میں بھی سنبھال لے۔

کیوں کسی معصوم کو ضرغام خان جیسے جلاد کے ہاتھوں شہید کروانا۔

جس پر عقیدت صرف اسے گھور کر رہ جاتی تھی

Posted On Urdu Novel Book

"چاہتا تو میں بھی یہی تھا۔۔اسی لیے تمہیں پاکستان آنے سے منع کیا تھا۔ تمہارے پاس یو کے کی نیشنلٹی تھی۔۔وہاں سے ڈائیورس کے لیے کیس فائل کرتی تو پہلی ہیرنگ میں تمہارے حق میں فیصلہ ہو جانا تھا۔ مگر تم میری بات مان جاؤں تو پھر نا۔۔

ابھی تو گھر جا کر پتہ چلے گا کہ ہماری ماؤں نے کونسی سکرپٹ ریڈی کی ہے۔۔

اسے سن کر ہی کسی نتیجے پر پہنچے گے۔۔

مگر اس سے پہلے اپنی چہیتی بہن سے پوچھ لو کہ یہ کیا چاہتی ہے۔۔

جس طرح یہ بنا کسی خوف کے دشمن کے ساتھ لانگ ڈرائیو کرتی پھر رہی ہے۔۔

اس سے تو یہی لگ رہا ہے کہ اسے شادی سے کوئی اعتراض نہیں"--- بہرام شاہ کے طنزیہ لہجے پر عقیدت شاہ نے حیرانگی سے پلٹ کر حوریہ کو دیکھا

جبکہ حوریہ نے شرمندہ سی ہنسی ہنس کر عقیدت کو بعد میں بتانے کا اشارہ کیا

ایم سوری لالا میں اس سے کسی پلیننگ کے تحت نہیں ملی تھی۔۔وہ سب اتفاق تھا۔۔اور مجھے گھر چھوڑنا عائشہ خان کی مرضی اور ضد تھی۔۔میں اسے روک نہیں سکتی تھی۔۔ورنہ وہ۔۔

ابھی حوریہ اپنی بات مکمل کرتی کہ بہرام شاہ نے ایک جھٹکے میں گاڑی روکی

جس کے باعث حوریہ کا سر عقیدت کی سیٹ کی پشت سے زور سے ٹکرایا

Posted On Urdu Novel Book

جبکہ بہرام شاہ خونخوار نظروں سے سامنے جیپ میں بیٹھے ضرغام خان اس کے ساتھ بیٹھے عائث خان اور جیپ میں پیچھے رائفل تھامے کھڑے ارمغان خان کو دیکھ رہا تھا

وہ شاید شکار کے لیے نکل رہے تھے---

جبکہ آگے کے بارے میں سوچ کر حوریہ شاہ نے بے ساختہ جھرجھری لی

-----------

گاڑی کی ہیڈ لائٹس پوری طرح سے روشن تھی—جبکہ وہ پچھلے بیس منٹ سے ایک دوسرے کے سامنے گاڑیوں میں بیٹھے ہوئے تھے

نا ہی بہرام شاہ کی غیرت کو گوارا تھا کہ وہ گاڑی کو سائیڈ سے گزار لے

اور نا ہی ضرغام خان کی آنا کو یہ بات منظور تھی کہ وہ دشمن کے لیے اپنے قدم پیچھے لے

جبکہ اس دوران حوریہ شاہ کا دل سوکھے پتے کی طرح لرز رہا تھا

جبکہ عقیدت شاہ بہرام کی سرد نظروں کو دیکھ سر جھکا چکی تھی

اس نے ایک بار بھی سامنے دیکھنے کی غلطی نہیں کی تھی کیونکہ اسے پتہ تھا عقیدت کا سامنے دیکھنا بہرام کے غصے کو اور ہوا دے گا

جبکہ ضرغام خان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ جا کر عقیدت شاہ کی جان نکال دے

Posted On Urdu Novel Book

گاڑی کے ایک دم سے رکنے پر عقیدت شاہ نے اپنا دایاں ہاتھ بہرام شاہ کے کندھے پر رکھا تھا

یہ صرف ایک سینکڈ کے لیے تھا۔مگر یہ ایک سینکڈ ہی ضرغام خان کے تن بدن میں آگ لگا چکا تھا

اپنی نیلی آگ برساتی آنکھوں سے وہ سامنے سر جھکائے بیٹھی عقیدت شاہ کو اور اس کے ساتھ اسٹیرنگ کو تھامے سرد نظروں سے ان کی جانب دیکھتے بہرام شاہ کو دیکھا

لالا چھوڑیں لڑکیاں ہے ساتھ۔۔سائیڈ سے نکال لے جیپ۔۔اس شاہ سے بعد میں نپٹ لے گے"۔۔ارمغان خان کے آگے کو جھک کر کہنے پر ضرغام اور عائث نے بیک وقت گھور کر ارمغان خان کو دیکھا

تو وہ بچارا کھسیانہ سا ہنس کر پیچھے ہو گیا

اور نا محسوس انداز میں اپنی رائفل اور عائث اور ضرغام کے ہتھیاروں کو بھی پاؤں کی مدد سے سیٹ کے نیچے کیا

یہ صرف عقیدت اور حوریہ کی وجہ سے تھا۔۔ورنہ ارمغان خان تو وہ تھا جو بہانہ ڈھونڈتا تھا کہ کوئی غلطی کرے اور وہ اپنی رائفل نکال لے۔

Posted On Urdu Novel Book

رائفل نا سہی ہاتھوں سے ہی ایسی حالت کر دے کہ اگلا بندہ مہینے سے پہلے ہاسپٹل کا بستر نا چھوڑ سکے

پہلے وہ مارتا تھا۔۔اور پھر انہیں مجبور کرتا تھا کہ حویلی داجی کے پاس اس کی شکایت آنی چاہیے۔۔اور جب اس کی شکایت آتی تھی پھر وہ اس کا بدلہ لینے کے لیے ڈبل بینڈ بجاتا تھا۔

وہ صرف شکل سے ہی معصوم پٹھان تھا۔۔اندر سے وہ ایسی بلا تھا جو دن میں تارے دکھانے کا ہنر رکھتا تھا۔۔اپنی باتوں سے وہ کسی بھی انسان کے دماغ کو لٹو کی طرح گھما کر اپنے مقصد کی بات پر لا کر روک دیتا تھا۔

جیپ کی ہیڈ لائٹس بند کر کہ ضرغام خان چھلانگ لگانے کے انداز میں جیپ سے اترا جسے دیکھ عائث خان بھی ایک جھٹکے میں جیپ سے اترا

اور ان دونوں کو دیکھ ارمغان خان نے تاسف سے سر ہلایا

جیسے اس سے معصوم کوئی ہے ہی نہیں

ضرغام اور عائث خان کو نیچے اترتے دیکھ بہرام شاہ نے اپنی گاڑی کی لائٹس بند کی تو ارگرد درختوں سے گھرے کچے راستے پر چودھویں کے چاند کی روشنی پھیل گئی

سنسان سڑک پر جنگل میں بولتے جانوروں کی آوازیں آرہی تھی

Posted On Urdu Novel Book

حوریہ شاہ نے جانوروں کی خطرناک آوازوں سے گھبرا کر اپنی گاڑی کے سامنے تن کر کھڑے ضرغام اور عائث خان کو دیکھا

جو ایک جیسی ڈریسنگ کیے کھڑے تھے۔۔بلیک کلر کی پینٹ شرٹ کے ساتھ بلیک ہی لیدر کی جیکٹ پہنے۔۔سرخ و سپید رنگت جس میں غصے کے باعث سرخیاں گھل رہی تھیں۔۔حوریہ کو وہ انسان تو نہیں مگر جن اور ویمپائر ہی لگے

عقیدت شاہ کی غیر ارادی نظر اٹھی تو پل کے لیے ساکت ہی رہ گئی

اپنے باکل سامنے سرد نظروں سے خود کو گھورتے ضرغام خان کو دیکھ عقیدت شاہ کا دل اچھل کر جیسے حلق کو آگیا ہو۔

Urdu Novel Book

نیلی آنکھیں اس وقت ایسی تھی جیسے کسی نے سمندر میں آگ لگا دی ہو۔

خون چھلکاتی آنکھیں عقیدت شاہ کو اپنے وجود کے آر پار ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔۔جبکہ ضرغام خان کے چہرے پر چٹانوں سی سختی دیکھ عقیدت شاہ نے اپنا ہونٹ بری طرح کچلتے نظروں کا زاویہ بدل کر بہرام شاہ کو دیکھا

جو اپنی اجرک اتار کر عقیدت شاہ کے ہاتھوں میں تھماتا ضرغام خان کے غصے کو ہوا دے گیا تھا

Posted On Urdu Novel Book

گاڑی کا دروازا جھٹکے سے کھول کر تیز مگر مضبوط قدم لیتا بہرام شاہ ان تینوں کے مقابل آکر کھڑا ہوا

عقیدت باہر جاؤ۔۔۔لالا کو منع کرو۔۔۔انہیں کہوں ہمارا تو خیال کریں۔۔۔یہ ایک دوسرے سے لڑ پڑے تو ہم سے تو اٹھا کر ہاسپٹل بھی نہیں لے جائے جائیں گے --

کہنا یہ شوق صبح پورا کر لیں پہلے ہمیں حویلی چھوڑ آئیں"۔۔۔حوریہ نے آگے کو جھکتے عقیدت کے کان میں سرگوشی کی تو عقیدت نے گھور کر اسے دیکھا

بہت اچھے۔۔۔تم چاہتی ہو یہ تو جائیں نا جائیں مجھے ہاسپٹل کی بجائے سیدھا قبرستان بھیج دیں"۔۔۔

عقیدت کے چبا کر کہنے پر حوریہ نے ایک نظر سامنے کھڑے بھپڑے شیروں کو دیکھا

جو اگلے کے اشارے کے منتظر تھے کہ کوئی بات شروع کرے اور پھر وہ اس پر حملہ کرے

یار عقیدت بہن نہیں۔۔۔مجھ سے نہیں دیکھے جاتے یہ لڑائی جھگڑے۔۔۔بحث کرنا الگ بات۔۔۔ مگر انہوں نے بحث ہی تو نہیں کرنی۔۔۔اور جیسے یہ ایک دوسرے کو دیکھ رہے مجھے لگ رہا بندوق کی بھی ضرورت نہیں پڑنی ان کو۔۔۔ویسے ہی ایک دوسرے کو کاٹ کھائیں گے۔۔۔آٹھ جا میری بہن جا کر لالا کو نرمی سے منا کر لے آ۔۔۔تُو جائے گی تو شاید تیرا خیال کر کہ ضرغام لالا بھی پیچھے ہٹ جائیں"۔۔۔حوریہ کے التجائیں لہجے میں کہنے پر عقیدت نے گہری سانس بھری اور گاڑی کا دروازا کھولا

Posted On Urdu Novel Book

"یار شاہ آج تھوڑی نا میں بارات لے آیا ہوں—جو تم یوں راستہ روک کر کھڑے ہو گئے ہو—چلو اچھے بچوں کی طرح راستہ چھوڑو—جب بارات لاؤں گا تب یہ رسم کرنا—وعدہ ہے ضرغام خان کا تمہیں اس دن پیسوں میں تول دوں گا—اب تم اپنی اتنی خوبصورت بہن"-

- ضرغام خان کے قہقہہ لگا کر کہنے پر بہرام شاہ نے سختی سے اپنی مٹھیاں بھینچی

اور پھر ایک ہی جست میں چار قدم کے فاصلے کو طہ کر کہ ضرغام خان پر بھپڑے شیر کی طرح جھپٹ پڑا

ضرغام اور بہرام شاہ کو ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہوتے دیکھ عائث خان کے قہقہے عروج پر تھے

جبکہ عقیدت شاہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے ان دونوں کو لہو لہان ہوتا دیکھ رہی تھی

تبھی حوریہ جھٹکے سے دروازا کھول کر باہر آئی

"پیچھے ہٹو جنگلی انسان—چھوڑو ضرغام اسے"—عائث خان کو قہقہے لگاتا اور ارمغان خان کو بت بنا کھڑا دیکھ عقیدت نے آگے بڑھتے ضرغام خان کا بازو تھام کر اسے پیچھے کرنا چاہا

"تم ہٹو پیچھے عقیدت آج اس خان کو زندہ نہیں چھوڑوں گا—کمینہ ذلیل انسان ہے یہ ایک نمبر کا"—عقیدت کو بازو سے تھام کر پیچھے کرتے ہوئے کہا جسے دیکھ ضرغام خان نے پوری قوت سے بہرام شاہ کے گال پر مکہ مارا

Posted On Urdu Novel Book

جس پر عقیدت شاہ اور حوریہ شاہ کی چیخ بے ساختہ تھی

ابھی حوریہ بھاگ کر ان کی جانب جاتی اس سے پہلے ہی عائث خان حوریہ کے راستے میں حائل ہوتا اپنا بازو اس کی کمر کے گرد لپیٹ کر اسے خود میں قید کر گیا

جسے دیکھ ارمغان خان نے اپنی مسکراہٹ چھپا کر نظریں جھکا دی

جبکہ آہنی کمر پر سخت گرفت محسوس کر کہ حوریہ شاہ ایک پل کے لیے ساکت رہ گئی

"ہشش۔۔سائے انوسنٹ گرل عادت ڈال لو۔۔اب یہ سب تو دیکھنے کو ملتا رہے گا۔۔اگر تمہارا بھائی بلاوجہ کی چوں چراں کیے بغیر تمہیں میرے حوالے کر دے گا۔۔تو میرا وعدہ ہے میں پوری کوشش کروں گا کہ تمہیں ایسے مناظر دیکھنے کو نا ملے۔۔مگر اگر اس نے کچھ بھی غلط کرنے کی کوشش کی تو دیکھ لو پھر ضرغام کی جگہ میں ہو گا۔۔اور میں اتنا وقت بھی ضائع نہیں کروں گا۔۔بلکہ سینکڈز میں تمہارے بھائیوں کو ضائع کر دوں گا"۔۔حوریہ کے بال گردن سے ہٹا کر اپنا چہرہ حوریہ کی گردن میں چھپا کر حوریہ کے وجود سے اٹھتی محسور کن خوشبو کو محسوس کرتے سرد و سپاٹ لہجے میں کہا

جسے سن کر حوریہ کو اپنے رگ و پے میں سرد لہریں سرائیت کرتی محسوس ہوئی

Posted On Urdu Novel Book

حوریہ کے پیٹ پر بندھے اپنے دونوں ہاتھوں پر دباؤ ڈال کر اسے ایک جھٹکے میں خود سے الگ کیا۔۔۔اور قدم ضرغام خان کی جانب بڑھائے جس کی حالت بہرام شاہ نے پل میں بگاڑ دی تھی

اس سے پہلے عائث آگے بڑھتا بہرام شاہ کے گال اور ہونٹوں سے نکلتے خون کو دیکھ عقیدت شاہ نم آنکھوں سے ان دونوں بھپڑے شیروں کو دیکھتی اس بار ان دونوں کے درمیان کھڑی ہوئی

جسے دیکھ ضرغام خان کا اٹھا ہاتھ ہوا میں ہی رہ گیا۔۔۔اس سچویشن کو دیکھ ارمغان خان بھی آگے بڑھا

Urdu Novel Book

ضرغام خان کو ہنوز عقیدت شاہ پر ہاتھ اٹھائے دیکھ وہ ایک ہی جست میں آگے بڑھا

جبکہ دوسری جانب حوریہ نے تیزی سے آگے بڑھ کر بہرام شاہ کے دونوں ہاتھوں کو زبردستی قابو کیا

"ہاتھ ہٹائیں لالا پاگل ہے عورت پر ہاتھ اٹھائیں گے"۔۔۔ارمغان خان نے دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا

جبکہ عائث خان نے سرد نظروں سے حوریہ شاہ کو بہرام شاہ کے ہاتھ تھامیں اس کے حصار میں کھڑے دیکھ اپنے جبڑے بھینچے

"تم بکواس بند رکھو۔۔۔یہ عورت بھی میری ہے۔۔تو میری مرضی میں اس پر ہاتھ اٹھاؤں یا اس کے ہاتھ کاٹ کر رکھ دوں۔۔۔تم کون ہوتے ہو ہمارے درمیان بولنے والے"۔۔۔ضرغام خان کے دھاڑ کر کہنے پر عقیدت شاہ نے افسوس بھری نم نگاہوں سے ضرغام خان کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھا

سبز نگینوں جیسی نم آنکھیں۔۔۔سمندر سی نیلی آگ لیے آنکھوں سے ایک پل کے ٹکرائی تو ضرغام خان کو لگا وقت جیسے رک سا گیا ہو

جنگل سے آتی جانوروں کی آوازیں جیسے کہی گم ہوگئی ہو۔۔۔ٹھنڈی چلتی ہوائیں جیسے ساکت ہوگئی تھی۔۔۔چودھویں کے چاند کی روشنی میں نظر آتا عقیدت شاہ کا خوبصورت چہرہ دیکھ ایسا لگا۔۔۔دنیا کا سارا حسن یہی سمٹ آیا ہے۔۔

اردگرد کو بھلائیں ضرغام خان ٹکٹکی باندھیں اپنے سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔۔

جو سادگی میں بھی ضرغام خان کے دل میں اپنی نم سبز نگینوں سی آنکھوں سے تہلکہ مچا چکی تھی۔۔

"عقیدت کو طلاق دو ضرغام۔ ورنہ میں تمہیں اپنا دودھ نہیں بخشو گی۔ جس لڑکی کے باپ نے تمہاری ماں کا سہاگ اجاڑ دیا۔۔۔تم کیسے اسے سہاگن بنا سکتے ہو۔۔

Posted On Urdu Novel Book

اگر تم نے عقیدت کو طلاق نا دی تو مجھے کبھی ماں مت کہنا"—مقدس بیگم کے رو کر چلانے کی آوازیں کانوں میں گونجی تو ضرغام خان کے گرد پھیلا ان طلسمی لمحات کا فسوں چھناکے سے ٹوٹا

آنکھوں میں در آئی نرمی پل میں غائب ہوئی جبکہ اس کی جگہ پھر سے وہی وحشت اور نفرت عود آئی تھی

یہ سب کچھ سینکڈز میں ہی ہوا تھا

عقیدت شاہ ابھی پلٹتی کی ضرغام خان کا ہاتھ پوری قوت سے اٹھا تھا- اس سے پہلے ضرغام خان کا ہاتھ عقیدت شاہ کے گال پر نشان چھوڑتا ارمغان خان اور عائث خان نے آگے بڑھ کر ضرغام خان کو قابو کیا

یہ دُکھ نہیں کہ تیرا شہر میرا دشمن ہے

یہ رنج ہے کہ میں تیری امان میں بھی نہیں

اور اسے زبردستی گھسیٹ کر جیپ میں بٹھا کر زن سے جیپ بھگا کر وہاں سے غائب ہوئے

جبکہ عقیدت شاہ بے یقینی کی کیفیت میں ابھی بھی وہی ساکت سی کھڑی تھی

اسے یقین ہی نہیں ہو رہا تھا کہ ضرغام خان اس پر ہاتھ بھی اٹھا سکتا ہے وہ تو شکر تھا کہ بہرام شاہ کا رخ اس کی جانب نہیں تھا

Posted On Urdu Novel Book

ورنہ پھر سے وہ دونوں ایک بار شروع ہو جاتے

اس لڑائی کو ختم ہوتا دیکھ بہرام شاہ کی جیپ میں بیٹھے گارڈز نے بھی سکھ کا سانس لیا

کیونکہ انہیں اجازت نہیں تھی ان کی لڑائی کے درمیان آنے کی

ورنہ یہ سر پھرے خان اور شاہ ایک دوسرے کو چھوڑ کر ان بچاروں کو دھنک کر رکھ دیتے تھے

---

آپ پاگل ہوگئے تھے لالا۔۔۔آپ کیسے عقیدت پر ہاتھ اٹھا سکتے تھے۔۔۔وہ بھی سب کے سامنے۔۔۔آپ کی بیوی آپ کی عزت ہے وہ۔۔۔اسے بیچ چوراہے پر بے عزت کرنے لگے تھے آپ۔۔۔ارمغان خان نے دبے دبے لہجے میں غصے سے کہا تو

اپنا زخم صاف کرتے ضرغام خان نے خونخوار نظروں سے اس ڈرامے باز کو دیکھا

جبکہ عائث کاٹن پر پایوڈین لگا کر ضرغام کے دائیں جانب بیٹھا اس کی گردن پر آئیں زخموں کو صاف کر رہا تھا

وہ تینوں حویلی اور جنگل جانے کی بجائے ڈیرے پر آ گئے تھے

اور اب وہ تینوں ضرغام خان کے کمرے میں موجود تھے

جہاں بیڈ پر دونوں ٹانگیں نیچے لٹکائے شرٹ لیس ضرغام خان بیٹھا

Posted On Urdu Novel Book

اپنے ہاتھ کی پشت پر آئیں زخموں کو صاف کر رہا تھا

جبکہ اس کے ساتھ بیٹھا عائث خان ضرغام کی گردن اور پشت پر آئیں زخموں کو صاف کر رہا تھا

ہاتھ میں شیشہ تھام کر ضرغام نے اپنا چہرہ دیکھا تو پھٹہ ہوا ہونٹ۔۔نیلا سوجھن زدہ گال دیکھ سختی سے اپنے جبڑے بھینچے۔

چھوڑوں گا نہیں اس سالے بہرام شاہ کو۔۔کمینے نے چہرہ ہی بگاڑ دیا میرا۔۔اتنے سالوں بعد بیوی سامنے آئی تھی۔۔اور کمبخت نے یہ شکل بنا کر اس کے سامنے پیش کر دیا۔

بہرام شاہ کی شکل کا نقشہ بدل کر اس کی بیوی کے سامنے پیش نا کیا تو میرا نام بھی ضرغام خان نہیں"۔۔ناک پر آئے زخم پر بینڈج لگاتے ہوئے سرد لہجے میں کہا تو عائث خان نے بامشکل اپنا قہقہہ ضبط کیا

جسے دیکھ ضرغام خان نے گھور کر عائث خان کو دیکھا

"اور کیا بکواس کر رہے تھے کہ ہاتھ کیوں اٹھایا۔۔اندھے تھے جب اس بغیرت نے میری بیوی کو اپنی اجرک تھمائی۔۔وہ ضرغام خان کی بیوی ہے کسی کی ملازمہ نہیں۔۔نا ہی اس پر کسی کا حق ہے جو اس طرح جتائے۔

Posted On Urdu Novel Book

میری نظروں کے سامنے دو بار میرے دشمن کا بازو تھام چکی تھی وہ۔۔۔میرا بس چلتا صرف ہاتھ ہی نا اٹھاتا۔۔۔اس غلطی پر عقیدت شاہ کی چمڑی ادھیر دیتا۔۔

میرا اور عقیدت کا رشتہ جیسا بھی ہو۔۔۔جتنے بھی اختلاف اور نفرت کیوں نا ہو۔۔۔مگر میں یہ بات ہرگز برداشت نہیں کروں گا کہ وہ میرے علاوہ کسی کا ہاتھ بھی تھامے۔۔

مجھے اس سے نفرت ہی سہی مگر اگر کبھی وہ ڈر کر یا سہارے کے لیے۔۔۔یا اپنا حق استعمال کر کہ میرا ہاتھ تھامے گی میں کبھی بھی اس کا ہاتھ نہیں جھٹکوں گا۔۔

مگر اگر کبھی اس نے میرے علاوہ کسی کی طرف ہاتھ بڑھایا بھی تو میں اپنے ہاتھوں سے عقیدت شاہ کے ٹکڑے کر ڈالوں گا۔۔۔اور قسم لے لو۔۔۔مجھے رتی برابر بھی افسوس نہیں ہوگا۔۔۔"۔۔۔سرد و سپاٹ لہجے میں کہہ کر ایک غصے بھری نگاہ دونوں پر ڈال کر کمرے میں بنی لکڑی کی چھوٹی سی الماری سے اپنا سوٹ لے کر واشروم میں گھس گیا

"اففف یہاں تو معاملہ بڑا خراب ہے۔۔۔نا محبت کی سمجھ آتی نا نفرت کی خیر سانوں کی۔۔۔ ہمیں تو بس آپ سے مطلب ہے جانِ من"۔۔۔ارمغان خان نے صوفے سے اٹھ کر قدم عائث خان کی جانب بڑھاتے شوخ لہجے میں کہا تو عائث خان نے ارمغان کے طرز مخاطب پر آبرو آچکا کر اسے دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

جو اب عائث خان کے ساتھ بیٹھ کر اپنے دونوں بازو پیچھے کو کر کہ ہاتھ بیڈ پر ٹکا کر شوخ نظروں سے عائث خان کو دیکھ رہا تھا

"آپ کی تو ملاقات لالا کی نسبت کافی رومنٹک تھی نا۔۔۔افف کیا سین تھا۔۔۔ایک طرف میدان جنگ تھا تو دوسری جانب۔۔۔عاشقوں کا ملاپ۔۔۔میری آنکھوں میں تو آنسو آ گئے۔

ویسے کیا کہاں میری ہونے والی بھابھی نے۔۔۔وہ آپ کی سائیڈ ہے یا اپنے بھائی کی۔

ویسے جس طرح تڑپ کر وہ بہرام شاہ کی جانب بڑھی تھی۔۔۔اس سے تو یہی لگتا آپ کی دال جلدی نہیں گلنے والی"۔۔۔دونوں ٹانگیں نیچے لٹکائے اپنے بائیں بازو کی کہنی بیڈ پر ٹکا کر ہتھیلی پر چہرہ ٹکائے سنجیدہ لہجے میں کہا تو عائث خان نے کینہ توز نظروں سے ارمغان خان کو دیکھا

"دال گلنا تو دور کی بات ہے پہلے تمہاری ہونے والی بھابھی کا دماغ ٹھکانے لگانا ہے۔۔ تا کہ آئندہ وہ جرات نا کر سکے کسی اور کے حصار میں کھڑی ہونے کی۔

تمہاری بھابھی کے ہوش ٹھکانے کے لیے چاہے بہرام شاہ کی لاش مثال کے طور پر اس کے سامنے رکھنی پڑے تب بھی مجھے کوئی فرق نہیں پڑے گا"۔۔۔ارمغان خان کی ہیزل ہنی موٹی موٹی آنکھوں میں اپنی چاکلیٹ براؤن گہری آنکھیں گاڑھتے سرد لہجے میں کہا تو ارمغان خان نے تاسف سے سر جھٹکا

Posted On Urdu Novel Book

"جلاد بھائی کم تھے ان کے آگے سے شوہر بھی ان جلادو سے چار ہاتھ آگے کے مل رہے انہیں۔۔۔اللہ ہی رحم کرے ان بچاریوں پر"۔۔۔واشروم سے فریش ہو کر نکلتے ضرغام خان کو دیکھ کر ہاتھ اٹھا کر دہائی دیتے ہوئے کہا تو

ضرغام خان اور عائث خان نے خونخوار نظروں سے ارمغان خان کو دیکھا

اب اگر تمہاری زبان پر ایک بار بھی ان شاہو کا ذکر آیا تو یقین مانو ارمغان خان۔۔۔اپنی رائفل کی ساری گولیاں تمہارے سینے میں اتار دوں گا۔۔۔اور تمہیں اندازہ تو ہو گا۔۔۔یہاں سردار ضرغام خان سے سوال کرنے یا اس پر انگلی اٹھانے والا ابھی تک پیدا نہیں ہوا"۔۔۔

ضرغام خان کے سرد و سپاٹ لہجے پر ارمغان خان نے اپنی آنکھیں گھمائی

"آنکھیں گھمانا بند کرو۔۔۔میرا دماغ پہلے ہی گھما ہوا ہے۔۔۔یہ نا ہو ضرغام سے پہلے میں ہی تمہیں اوپر کی سیر کروادوں۔۔۔اسی لیے چپ کر جاؤں۔۔۔اور جا کر دیکھو کچن میں خانسامہ آیا۔۔۔فون تو کیا تھا میں نے اب تک آجانا چاہیے تھا۔۔۔

اگر آگیا ہو تو۔۔۔دنبہ مرچ مصالحہ لگا کر بھون لو۔۔۔ساتھ چپلی کباب اور پلاؤ کر لو۔۔۔دس بارہ روٹیاں بھی کہہ دینا۔۔۔سلاد اچھے سے بنوانا۔۔۔میٹھے میں رس ملائی کر لینا۔۔۔اور کھانے کے بعد قہوہ کا بھی کہہ دینا"--- ارمغان خان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے عائث خان نے سرد لہجے میں کہہ کر آخر میں اتنا لمبا آڈر دیا تو ارمغان خان ایک جھٹکے میں اپنی جگہ سے اٹھا

Posted On Urdu Novel Book

"خر کا بچہ سمجھا ہوا مجھے ---جس نے جو کھانا ہے خود جا کر آڈر کرے ---ورنہ ملازم کو آواز لگا کر کہہ دے ---رات کے دو بجے دنبہ کرنے کا کہو---لعنتیں ہی دے گے دل میں مجھے وہ---میں سو رہا ہوں - جب آپ دونوں کا شاہی اڈر اجائے تو مجھ غریب کو اٹھا دیجئے گا" ---اپنا جوتا اتار کر دور اچھالا

جیکٹ اتار کر عائث خان پر اچھالی شرٹ کے بٹن کھول کر اوندھے منہ بیڈ پر گرتے ہوئے کہا تو عائث اور ضرغام نے خاموش نظروں سے کچھ دیر ارمغان خان کو دیکھا

اور پھر کمرہ ارمغان خان کی چیخوں سے گونج اٹھا

ضرغام اور عائث نے آگے بڑھ کر ارمغان خان کو ٹانگوں اور بازوؤں سے پکڑ کر نیچے پھینکا پھر عائث خان نے جھک کر ارمغان خان کو اپنے کندھے پر ڈالا اور اس کی چیخوں پکار کو نظر انداز کر کہ اسے کچن میں لا کر پٹکا

پیچھے سے آتے ضرغام خان نے مسکراتی نظروں سے دہائیاں دیتے ارمغان خان اور قہقے لگاتے عائث خان کو دیکھا

یہ آج پہلی بار ہوا تھا کہ عائث خان اس طرح خوشی سے ان کے ساتھ وقت گزار رہا تھا جسے دیکھ ضرغام خان کو اپنے رگ و پے میں سکون سرائیت کرتا محسوس ہوا

-------

Posted On Urdu
Novel Book

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔ www.kitabnagri.xyz

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

کیا ضرورت تھی اس فضول لڑائی کی۔۔اگر آپ کو کچھ ہو جاتا بھائی۔۔میرا آپ کے اور بالاج لالا کے علاوہ ہے ہی کون۔۔آپ کو میرا ذرا بھی احساس نہیں اسی لیے ان لڑائیوں سے باز نہیں اتے۔۔ایک دفعہ مل جائے وہ ارمغان خان اس کی ناک توڑ کر آپ کا بدلہ لوں گی۔۔"

Posted On Urdu Novel Book

وہ تینوں حویلی آئیں تو حلیمہ اور ثمرین بیگم سو رہی تھیں - جس وجہ سے بہرام نے انہیں اٹھانے سے منع کر دیا-

مگر سلویٰ شاہ جانتی تھی کہ وہ تینوں رات تک پہنچنے والے ہیں تو وہ ان کے انتظار میں بیٹھی تھی-

مگر جب نظریں لاونج میں داخل ہوتے زخمی بہرام شاہ ہر گئیں تو سلویٰ شاہ کو لگا کسی نے پاؤں تلے سے زمین کھینچ لی ہو—اور اب وہ بہرام شاہ کے کندھے سے سر ٹکائے رونے میں مصروف تھی—سلویٰ شاہ کے منہ بسور کر کہنے پر سامنے صوفے پر بیٹھی عقیدت اور حوریہ نے مسکرا کر سلویٰ شاہ کو دیکھا

Urdu Novel Book

جو اپنے دونوں بازوں بہرام شاہ کے کندھوں کے گرد پھیلائے سر بہرام شاہ کے کندھے پر رکھے بیٹھی تھی-

ثمرین شاہ اور سمیر شاہ کے تین بچے تھے

سب سے بڑا بہرام شاہ جو کہ بتیس سال کا تھا اور اپنے چچا زاد حدائق شاہ سے ڈیڑھ ماہ بڑا تھا

جبکہ بہرام شاہ سے چھوٹا بالاج شاہ جو انیتس سال کا تھا اور بزنس کی دنیا کے بے تاج بادشاہ کے نام سے مشہور تھا-

جبکہ بالاج سے چھوٹی سلویٰ شاہ تھی جو کہ تئیس سال کی تھی

خان اور شاہ خاندان کے سب بچوں سے عمر میں چھوٹی سلویٰ خان تھی۔

سمیر شاہ کے چھوٹے بھائی حدایت شاہ کی شادی ولی خان کی بیٹی حلیمہ خان سے ہوئی تھی

حدایت اور حلیمہ بیگم کے بھی تین ہی بچے تھے

سب سے بڑا حدائق شاہ بتیس سال کا تھا اور بہرام شاہ سے ڈیڑھ ماہ چھوٹا تھا۔

حدائق شاہ سے چھوٹی عقیدت شاہ۔۔جو کہ چھبیس سال کی تھی اور بہرام اور حدائق سے چھ سال چھوٹی تھی

اور عقیدت شاہ سے چھوٹی حوریہ شاہ تھی جو کہ پچیس سال کی تھی

"چلو چھوٹی یار معاف کر دو اپنے لالا کو نیکسٹ ٹائم سے پکا کبھی لڑائی شروع نہیں کروں گا۔۔بس جو شروع ہوئی ہو گی اسے ختم کر دیا کروں گا"۔۔بہرام شاہ نے مسکراہٹ چھپا کر سنجیدہ لہجے میں کہا تو

سلویٰ شاہ نے اپنی گرے آنکھوں کو گھما کر گھور کر بہرام شاہ کو دیکھا

"آپ اور بالاج لالا مجھ سے پیار ہی نہیں کرتے۔۔مجھ سے صرف حدائق لالا پیار کرتے ہیں۔۔جو روز مجھے فون بھی کرتے ہیں۔۔میرے لیے گفٹ بھی بھیجتے رہتے ہیں۔۔اور ٹائم پر

Posted On Urdu Novel Book

برتھ ڈے بھی وش کرتے ہیں۔۔لیکن آپ کو اور بالاج لالا کو میری برتھ ڈے یاد تک نہیں ہوتی۔

برتھ ڈے چھوڑیں مجھ سے بات۔کرنے کا وقت بھی نہیں ہوتا۔۔اب دیکھے ذرا بالاج لالا کو۔۔میٹنگ کے لیے گئے تھے۔۔۔ اور ابھی تک واپس نہیں ائیں۔۔بس ماں جی کو وائس میسج کر دیا ہے کہ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ ٹور پر جارہے ہیں۔۔ایک دو ماہ تک واپس آجائیں گے"۔۔سلویٰ شاہ نے بیڈ کے بیچوں بیچ بیٹھ کر منہ کے ٹیڑھے میڑھے ڈیزائن بناتے ہوئے کہا

تو عقیدت نے کافی کا کپ ٹیبل پر رکھ کر قدم سلویٰ کی جانب بڑھائے

"تو یہ سب برتھ ڈے کی وجہ سے ہو رہا ہے۔۔لیکن جہاں تک مجھے یاد ہے اس میں تو ابھی پانچ ماہ رہتے ہیں نا سلویٰ"۔۔سلویٰ کو اپنے حصار میں لیتے ہوئے عقیدت نے پر سوچ لہجے میں کہا تو سلویٰ نے ناک چڑھا کر ان تینوں کو دیکھا

ہاں تو آپ لوگ بھی تو پانچ ہو۔۔اس مہینے بہرام لالا کو روز یاد کرواؤ گی۔۔نیکسٹ بالاج لالا کو۔۔پھر حوریہ اپیا کو۔۔پھر آپ کو اور آخر میں حدائق لالا کو۔۔اس طرح آپ لوگوں کو میری برتھ ڈے کبھی نہیں بھولے گی"۔۔اپنے براؤن سلکی بالوں کو انگلی پر لپیٹے آنکھیں گھما کر کہا تو بہرام شاہ کا دلکش قہقہہ روم کی فضا میں گونجا

Posted On Urdu Novel Book

"حال تو میرا یہ ضرغام خان نے کیا ہے۔بدلہ تم ارمغان خان سے کیوں لو گی"۔ سلویٰ کی پہلی بات یاد آنے پر بہرام شاہ نے حیرت سے استفسار کیا تو سلویٰ کھسک کر بہرام شاہ کے قریب ہوئی

"دیکھیے لالا ضرغام لالا چاہے دشمن ہے۔مگر ہے تو عقیدت اپیا کے شوہر نا۔اور عائث خان بھی حوریہ اپیا کے منگیتر۔تو اچھا تھوڑی لگے گا کہ میں ان کی ناک توڑ دوں۔پھر سب عقیدت اور حوریہ اپیا کو ہی کہے گے کہ ان کے شوہر کتنے کوجے ہیں۔اسی لیے میں نے یہ پلین بنایا ہے۔اس سے بدلہ بھی پورا ہو جائے گا۔

اور ہمارے لڑکوں۔میرا مطلب ان کے شوہروں کی خوبصورتی میں بھی کوئی فرق نہیں آئے گا"۔اپنی بات پر خود ہی قہقہہ لگاتے-- تالی مار کر زور سے ہاتھ بہرام شاہ کے کندھے پر مارا تو بہرام شاہ نے گھور کر سلویٰ کو دیکھا

اچھا نا لالا اب ایسے نا دیکھیے۔میں کونسا ابھی بدلہ لینے جا رہی۔میں تو بس بتا رہی تھی۔ گرے آنکھوں کو معصومیت سے پٹپٹاتے ہوئے مدھم لہجے میں کہا تو بہرام شاہ نے مسکرا کر سر جھٹکتے سلویٰ شاہ کو اپنے حصار میں لیا

Posted On Urdu Novel Book

نظریں سامنے صوفے پر خاموش بیٹھی حوریہ پر گئیں تو بہرام شاہ نے اپنے دائیں بازو کو واہ کر کہ حوریہ کو قریب آنے کا اشارہ کیا تو وہ مسکرا کر چھوٹے چھوٹے قدم لیتی بہرام شاہ کے قریب بیٹھ گئی

اب دائیں جانب حوریہ شاہ تھی۔۔۔اور بائیں جانب سلویٰ شاہ تھی جبکہ سامنے عقیدت شاہ گاؤ تکیے پر کہنی ٹکائے

ان بہن بھائیوں کے محبت کے مظاہرے دیکھ رہی تھی۔

"تم دونوں تو مان ہو بہرام شاہ کا۔۔۔بہرام شاہ کی جان بستی ہے تم دونوں میں۔۔۔میں نے کبھی تم دونوں کو چھوٹی بہنیں نہیں ہمیشہ اپنی بیٹیاں ہی سمجھا ہے۔

تم لوگوں کو کسی بات سے روکنے کا مطلب یہ نہیں کہ مجھے یقین نہیں تم دونوں پر۔۔۔بہرام شاہ کو اپنی بہنوں پر خود سے زیادہ یقین ہے۔۔۔اپنی ماؤں کی پرورش اور اپنے خون پر مان ہے۔

ہم چاہے جتنے بھی دعوے کر لے مگر ہم ہیں تو ایک عام سے انسان نا۔۔۔ہم کسی انسان کے کردار کو جان سکتے ہیں۔۔۔اس کے ماضی حال کو جان سکتے ہیں۔

اس کی فطرت کو جان سکتے ہیں مگر کسی کے دل کے حال کو نہیں جان سکتے۔۔۔کیونکہ دلوں کے حال صرف رب جانتا ہے۔

Posted On Urdu Novel Book

اگر ہم دلوں کے حال جاننے لگ جائے تو پھر جہاں محبتوں کے جہاں آباد ہے شاید وہاں محبتیں نا رہے۔۔اور جہاں نفرتیں اور رنجشیں ہیں وہاں کوئی شکوہ شکایت نا رہے۔

خان جیسے بھی ہیں۔۔مجھے اس سے فرق نہیں پڑتا۔۔مگر میں نہیں چاہتا کہ تم لوگ ان کی نظروں میں۔آؤ۔۔یا وہ تم لوگوں کو اس دشمنی میں ہمیں نیچا دکھانے کے لیے استعمال کریں۔

میری جگہ کوئی بھی غیرت مند بھائی باپ ہو تو وہ بھی اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو دنیا کی نظروں سے بچا کر ہی رکھنا چاہے گا۔

اور خان تو پھر ہمارے دشمن ہے۔۔وہ چاہے کردار کے لاکھ اچھے ہو۔۔لیکن میں تم لوگوں کی عزت اور جان پر رسک نہیں لے سکتا۔

یہ بات شاید تم لوگوں کو بری لگے۔۔شاید میرا حق بھی نہیں بنتا یہ سب کہنا۔

مگر میں ان ماں باپ کی طرح ڈھکے چھپے لفظوں میں بات نہیں کرنا چاہتا جو اپنی اولاد کو کسی کام سے تو روکتے ہیں مگر وجہ اور انجام نہیں بتاتے۔

انہیں یہ مان اور یقین نہیں دلاتے کہ اگر کوئی غلطی ہو جائے گی تو وہ ان کے ساتھ ہیں۔۔۔اور پھر وہ بچے ان ڈھکے چھپے الفاظوں کو اپنی سوچ کے مطابق تلاشتے گمراہ ہو جاتے ہیں۔

Posted On Urdu Novel Book
میں چاہتا ہوں میری بہنوں کے پاس یہ مان ہو۔۔۔انہیں یقین ہو کہ حالات جو بھی ہو گے ان کا بھائی ان کے ساتھ ہے۔۔۔وہ اپنے دل کی بات کریں گی تو میں دشمنی کے یا غیرت کے لیکچر دے کر ان سے زندگی۔۔۔اور وہ حق چھین لوں گا جو اللہ نے انہیں دیا ہے۔۔۔

محبت کرنا انسان کی فطرت ہے۔۔۔محبت کرنے یا نا کرنے پر انسان کا دل پر زور نہیں چلتا۔ خان ہو یا کوئی بھی اگر تم دونوں کو اپنے ہمسفر کے نظریے سے پسند آئے تو بل جھجک اپنے بھائی سے آکر کہنا۔

عورت کے پاس سب سے قیمتی زیور اس کی عزت کی ہوتی ہے۔۔۔ محرم چاہے دشمن بھی ہو نا تو لوگ اس سے محبت کرنے پر آپ کے کردار پر انگلی نہیں اٹھا سکتے۔۔۔مگر وہی محبت آپ کو کسی غیر شخص سے ہو جائے پھر چاہے وہ آپ کا منگ ہی کیوں نا ہو لوگ مرد کو تو نہیں مگر عورت کو جینے نہیں دیتے۔۔۔سنجدہ مگر نرم لہجے میں کہتے آخر میں عقیدت شاہ کو دیکھا تو اس بات پر عقیدت شاہ نے بری طرح پہلو بدلا

جبکہ سلویٰ اور حوریہ محویت سے بہرام شاہ کی باتوں کو سن رہی تھیں

محبت گناہ نہیں۔۔۔اپنی پسند کا اظہار کرنا بھی گناہ نہیں۔۔۔مگر محبت اور اظہار وہاں کرو جہاں عزت جانے کا خطرہ نا ہو۔۔۔جہاں کوئی آپ کی ذات اور کردار کی دھجیاں نا اڑا دے۔

Posted On Urdu Novel Book

اگر کبھی ایسا کچھ ہوا تو تم دونوں سب سے پہلے اپنے بھائی کے پاس آؤ گی۔۔اور میری پوری کوشش ہوگی کہ اپنی بہنوں کی خواہش کو عزت سے پورا کروں"۔۔بہرام شاہ کے مان بھرے لفظوں کو سن حوریہ شاہ نے آسودگی سے آنکھیں موند کر سر بہرام شاہ کے سینے پر ٹکا دیا جبکہ سلویٰ دونوں بازو بہرام شاہ کی گردن کے گرد حائل کر کہ اپنے لب بہرام شاہ کے ماتھے پر چوٹ کے نشان پر رکھے

"آئی لو یو سو مچ لالا۔۔ہمارا وعدہ ہے ہم کبھی آپ کا مان ٹوٹنے نہیں دیں گی۔۔کبھی آپ کے بھروسے کو ٹھیس نہیں پہنچائیں گی۔۔میری کسی بھی بات سے اپ ہرٹ ہوئیں ہیں تو ایم رئیلی سوری۔۔نیکسٹ ٹائم ایسا کچھ نہیں ہوگا۔۔

آپ کے مان اور عزت سے بھر کر میرے لیے کچھ نہیں لالا۔۔حوریہ شاہ نے مسکر کر کہا تو سلویٰ نے جھٹ سر اثبات میں ہلایا

"اور نہیں تو کیا لالا۔۔حوریہ اپیا تو اب یہ نہیں کہہ سکتی مگر میری سن لیں۔۔میری خواہش ۔ میری پسند وہی ہوگی جو میرے لالا کی ہوگی۔۔

میری زندگی کے بارے میں آپ ۔ بالاج لالا یا حدائق لالا جو بھی فیصلہ لیں گے مجھے ہمیشہ کی طرح منظور ہوگا۔۔بالکل ویسے ہی جیسے آپ لوگوں نے ایم ایس آئی ٹی والا خواب میرے بارے میں دیکھ اسے پورا کرنے کا فریضہ میرے نازک کندھوں پر ڈال دیا تھا۔۔

Posted On Urdu Novel Book

اور دیکھ لیں میں نے آپ لوگوں کا خواب پورا بھی کر دکھایا"۔۔سنجیدہ لہجے میں کہتے آخر میں شوخ لہجے میں کہہ کر آنکھ دبائی تو کمرے میں بہرام شاہ حوریہ اور عقیدت کے قہقہے گونجے

چلو رات بہت ہوگئ ہے تم دونوں جا کر سو جاؤ۔۔ورنہ صبح ماں اور چاچی سے ڈانٹ پڑے گی"۔۔حوریہ اور سلویٰ کو جانے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا تو دونوں نے جھٹ سے سر اثبات میں ہلایا

اور سیکنڈز میں وہاں سے نو دو گیارہ ہوئیں

پریشان ہیں کسی بات پر۔۔جو اس طرح ان سے بات کر رہے تھے۔۔عقیدت نے اٹھتے ہوئے کہا تو بہرام شاہ نے گہری سانس بھر کر سر اثبات میں ہلایا

بیڈ سے اتر کر قدم کھڑکی کی جانب بڑھائے

ضرغام خان کی آنکھوں میں جنون دیکھا ہے میں نے تمہارے لیے عقیدت۔۔نا نفرت نا محبت۔۔فقط جنون۔۔

وہ تمہیں کبھی نہیں چھوڑے گا عقیدت۔۔مگر میرا وعدہ ہے اگر تمہاری رضامندی نا ہوئی تو وہ کبھی تمہیں حاصل نہیں کر پائے گا۔۔تمہارے سائے تک بھی ضرغام خان کو پہنچنے نہیں دوں گا۔۔

Posted On Urdu Novel Book

اب تم جاؤ میں آرام کرنا چاہتا ہوں۔۔سرد و سپاٹ لہجے میں ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا تو عقیدت نے دونوں ہاتھ کھڑکی کی سیل پر رکھے۔۔نظریں ستاروں سے چمکتے آسمان پر ٹکائے اپنی جانب پشت کیے کھڑے بہرام شاہ کو دیکھا

اور پھر بنا کچھ کہے کمرے سے باہر نکلتی چلی گئی

اس دن عائشہ خان کا حوریہ کو گھر چھوڑنا اور پھر آج ضرغام خان کی جنون لیے نیلی سرد آنکھوں کو دیکھ بہرام شاہ نے بامشکل خود پر ضبط کیا تھا

عقیدت کا تو نکاح ہوا تھا۔۔مگر وہ حوریہ اور سلویٰ کو سمجھانا چاہتا تھا۔۔انہیں بھائی ہونے کا مان سونپنا چاہتا تھا۔۔

اگر کبھی خان ان کو اپنی دشمنی میں استعمال کرنے کی کوشش بھی کریں تو ان کے پاس یہ مان ہو کہ ان کا بھائی ان کے ساتھ ہے۔۔

وہ نہیں چاہتا تھا کہ حوریہ یا سلویٰ اس سے کبھی کچھ بھی چھپائے۔۔۔بے شک کوئی بھی بات اس سے چھپی نہیں رہ سکتی تھی۔۔

مگر وہ چاہتا تھا کہ اس کی بہنیں خود بہرام شاہ پر یقین کر کہ اسے سب کچھ بتائے نا کہ اس دن کی طرح چھپائے جیسے حوریہ نے اس سے عائشہ خان کی بات کو چھپایا

Posted On Urdu Novel Book
داجی سے اچھی خاصی کلاس لگی تھی ضرغام خان کی۔۔۔وہ جانتے تھے کہ اس نے ہی پہلے کوئی بات کی ہوگی جو بہرام شاہ لڑکیوں کی موجودگی کو بھی فراموش کر کہ لڑنے پر مجبور ہو گیا۔

جبکہ مقدس بیگم اور کشف بیگم نے دل کھول کر بہرام شاہ کو بد دعائیں دے ڈالی

ضرغام خان جب سے حویلی آیا تھا۔۔۔مقدس اس کے پاس بیٹھی بہرام شاہ کو کوسنے میں مصروف تھی

ابھی وہ ضرغام خان کے لیے کھانا بنوانے کچن میں گئی تھی تبھی ارمغان خان اپنی چھوٹی بہن انتثال خان کے ساتھ ضرغام خان کے روم میں داخل ہوا

جس کے بعد نک سک سا تیار ہوا عائث خان خوشبوئیں بکھیرتا روم میں داخل ہوا

نظریں ضرغام خان کے ساتھ چپک پر بیٹھی روتی ہوئی پلوشہ خان پر گئی تو عائث خان ایک ہی جست میں پلوشہ کے قریب پہنچا

ولی خان کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی

سب سے بڑا شیر خان اور پھر بہادر خان

بہادر خان سے چھوٹی حلیمہ خان تھی۔

بیٹی کی پیدائش کے کچھ ماہ بعد ولی خان کی بیوی خالق حقیقی سے جا ملی

بیوی کی وفات کے بعد ولی خان نے دنیا سے جیسے کنارہ ہی کر لیا ہو

Posted On Urdu Novel Book

ان کے جینے کی وجہ بس ان کے بچے ہی تھے

گاؤں کی زمہ داریوں کے ساتھ انہوں نے اپنے بچوں کی زمہ داری بھی خود ہی نبھائی

خاندان والوں کے لاکھ کہنے کے باوجود دوسری شادی نا کی

بچے جوان ہوئے تو ولی خان نے ان کی شادیاں کر دی

مگر حویلی پر قیامت تو تب آئی جب شیر خان اپنے یار حدایت شاہ کی کزن کو اپنی بیوی اور دو سال کے بیٹے عائث خان کی ماں کی حیثیت سے حویلی لایا

ضرغام خان شیر خان کی پہلی بیوی مقدس بیگم سے تھا۔جس کی عمر بتیس سال تھی۔

ضرغام اور حدائق شاہ ہم عمر تھے--- دونوں نے ایک ہی دن اس دنیا میں آنکھیں کھولی تھیں۔

جبکہ ضرغام خان سے چھوٹا عائث خان شیر خان کی دوسری بیوی مبین شاہ سے تھا۔

جو ضرغام خان سے دوسال چھوٹا اب تیس سال کا تھا۔

عائث خان سے پانچ سال چھوٹی پلوشہ خان - شیر خان کی پہلی بیوی مقدس شاہ سے تھی

جبکہ بہادر خان کے دو بچے تھے---

اٹھائیس سالہ ارمغان خان اور اس سے چھوٹی چوبیس سالہ امتثال خان

Posted On Urdu Novel Book

"کیا ہوا لالا کی جان۔۔کیوں اس طرح رو کر اپنی اتنی پیاری آنکھوں پر ظلم کر رہی ہو"۔۔

پلوشہ خان کو اپنے حصار میں لیتے نرم لہجے میں کہا تو پلوشہ خان نے سسکتے ہوئے اپنا چہرہ عائث خان کے سینے میں چھپایا

دل تھا کہ دوہری اذیت میں مبتلا تھا۔۔وہ جتنی دعائیں اس دشمنی کے ختم ہونے کی کرتی تھی۔۔یہ دشمنی دن بدن بڑھتی جا رہی تھی۔

دل بھائی کے زخم دیکھ کر تڑپ رہا تھا تو حدائق شاہ کے کھو جانے پر بری طرح سسک بھی رہا تھا۔

وہ اپنا حال دل کسی سے بیان بھی نہیں کر سکتی تھی کہ اس کا پور پور کس آگ میں جل رہا ہے۔

حدائق شاہ کا عشق خون کی مانند پلوشہ خان کی رگوں میں گردش کرنے لگا تھا۔

پلوشہ خان کی ہر دھڑکن حدائق شاہ کے نام پر دھڑکتی ہے۔

وہ نہیں جانتی کہ اس نے کب حدائق شاہ کے نام کو اپنے نام کے ساتھ سنا تھا۔

اگر جانتی تھی تو صرف اتنا کہ تب سے پلوشہ خان نے بنا دیکھے اس شخص کو دل و جان سے چاہا ہے۔

وہ کیسا دکھتا ہے۔۔وہ کردار کا کیسا ہے۔۔اسے پلوشہ خان یاد ہوگی بھی یا نہیں۔

Posted On Urdu Novel Book

وہ پلوشہ خان کو دھتکارے گا یا اپنی دشمنی کے لیے اس کی ذات کو روند دے گا—

یا پھر وہ پلوشہ خان کو اپنی محبت کی بارش میں پور پور بھگو کر معتبر کرے گا--

کچھ بھی تو نہیں جانتی تھی وہ—نا ہی اسے کچھ جاننے سے غرض تھی—

وہ حدائق شاہ کے نام سے منسوب تھی—پلوشہ خان کے لیے یہی بہت تھا—

حدائق شاہ کی محبت اس کا ساتھ پلوشہ خان کی خوبصورت نیلی آنکھوں کا خواب اور معصوم محبت بھرے دل کی خواہش تھی—

"ان ظالموں اور نفرت کے ماروں میں ایک وہی تو تھی—معصوم نیلی آنکھوں والی کانچ سی نازک لڑکی—

جس کے دل میں نفرت کی جگہ محبت کی کلی کھلی تھی—وہی تو تھی حدائق شاہ کی بے پناہ چاہتوں کی حقدار—جس سے وہ بے خبر تھی—

پلوشہ خان کی معصوم محبت حدائق شاہ کے عشق - اس کی دیوانگی اور وارفتگیوں سے انجان تھی—وہ تو بس خود کو ان راہوں کی تنہا مسافر سمجھتی تھی—جن رستوں پر حدائق شاہ تو کب سے چل نکلا تھا—

اب دیکھنا یہ تھا کہ پہلے پلوشہ خان حدائق شاہ تک پہنچتی ہے یا حدائق شاہ پلوشہ خان کا ہاتھ تھام کر اسے اپنی دنیا میں لا کر اپنی جنون خیزیوں سے روشناس کرواتا ہے

Posted On Urdu Novel Book

"آپ کو تو پتہ ہے لالا کہ ہماری پلوشہ کے اندر آنسوؤں کی ٹینکی فٹ ہے۔۔بس اب ضرغام لالا کو اس حالت میں دیکھ اس ٹینکی کو کام میں لایا جا رہا ہے۔۔امتثال نے ڈرامائی انداز میں کہا تو عائث خان نے گھور کر اسے دیکھا

جبکہ ارمغان خان نے گھور کر اپنی نمونہ بہن کو دیکھا

ہیزل ہنی ارمغان خان سے ملتی جلتی آنکھیں - ڈارک براؤن بال جنہیں چٹیاں میں قید کیا گیا تھا۔۔ گلابی بھرے بھرے گال اور گلاب سی نازک پنکھڑیوں جیسے گلابی ہونٹ۔۔پٹھانی نقوش لیے۔۔چہرے پر معصوم مسکراہٹ سجائے شریر نظروں سے دوپٹے کے ہالے سے جھانکتے پلوشہ خان کے سرخ چہرے کو دیکھا

"میرے کمرے کو تم لوگ کس خوشی میں چڑیا گھر بنائے بیٹھے ہو۔۔ایک سیکنڈ میں سب کے سب یہاں سے نو دو گیارہ ہو جاؤ۔۔

اس سے پہلے میرا میٹر گھوم جائے۔۔دفع ہو جاؤ اپنی شکلیں لے کر۔۔صبح سے سر درد لگایا ہوا ہے تم لوگوں نے۔۔

ایک تو اس خبیث میرے سالے نے میرے چہرے کا بیڑا غرق کر دیا ہے۔۔اچھا بھلا اپنی بیوی سے ملنے جانا تھا میں نے۔۔

Posted On Urdu Novel Book

اور دوسرا صبح سے میری بیوی کے سسرال والوں نے سر درد لگایا ہوا ہے۔۔ضرغام خان کے جھنجھلا کر کہنے پر ارمغان خان اور امتثال کا دلکش قہقہہ روم کی فضا میں گونجا

عائث خان نے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دبا کر مسکراہٹ روکی

جبکہ پلوشہ اپنی موٹی نیلی آنکھوں کو پھیلائے ان بیوقوفوں کو ہونکوں کی طرح دیکھ رہی تھی

اپنے لالا سے اس قدر اتاولے پن کی اسے ہر گز امید نا تھی

کچھ دن پہلے وہ داجی سے شادی نا کرنے کے لیے بحث کر کہ گیا تھا

اور اب وہ اپنی بیوی کو ملنے کے لیے تڑپ رہا تھا۔۔جسے بیوی کی حیثیت سے دیکھنے پر اپنے ہاتھوں سے مارنے کا کہہ رہا تھا

"لالا آپ عقیدت بھابھی سے ملنے جائیں گے۔۔مطلب آپ ان سے شادی کے لیے راضی ہیں"۔۔۔چہرے پر دنیا جہاں کی معصومیت سجائے خوشی سے لبریز لہجے میں استفسار کیا تو ضرغام خان نے سنجیدہ نظروں سے پلوشہ کو دیکھ سر اثبات میں ہلایا

عائث خان نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر خود کی جانب شریر نظروں سے دیکھتے ارمغان خان کو دل ہی دل میں دو سو سلواتوں سے نوازا

Posted On Urdu Novel Book

"صرف ضرغام لالا ہی نہیں - تمہارے یہ والے لالا بھی شادی کے لیے راضی ہیں—
اور دیکھ لو ابھی بیوی گھر آئی بھی نہیں اور تمہارے لالا تمہیں کمرے سے نکال رہے ہیں—
بعد میں سوچو یہ کیا کیا کریں گے---
زن مریدی کے سارے ریکارڈ توڑنے والے ہیں یہ دونوں "—ارمغان خان نے قہقہہ لگا کر کہا تو عائشہ اور ضرغام خان نے خونخوار نظروں سے اسے گھورا

"تم کیوں چاہتے ہو ارمغان خان کے میں تمہارا قیمہ کر کہ تمہارے پالتو کتوں کے آگے ڈال دوں—اپنی گز بھر لمبی زبان کے جوہر دکھانا بند کرو—اور شکل گم کرو یہاں سے—ورنہ اٹھا کر کھڑکی سے نیچے پھینک دوں—ضرغام خان نے دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تو ارمغان خان نے منہ بسور کر اسے دیکھا

"میں یہ بتانے آیا تھا کہ میں شہر واپس جا رہا ہوں—پرڈیوسر کی کال آئی تھی—کانٹیکرٹ سائن کرنا چاہتے ہیں میرے ساتھ ان کی نیو مووی کے لیے—اور پھر میرا دبئ میں کنسرٹ بھی ہے—تو آج رات نکلنا ہے مجھے—
داجی سے مل آیا ہوں—تم لوگوں سے ملنے آیا تھا—کنسرٹ کے بعد ایک دو سونگ ریکارڈ کروا کر واپس آجاؤ گا—

عائشہ خان کے سنجیدہ لہجے میں کہنے پر ضرغام خان نے سر اثبات میں ہلایا

Posted On Urdu Novel Book

"تمہارے گارڈز پر یقین نہیں مجھے۔۔۔رات میں تمہیں خود چھوڑ کر آؤ گا۔۔۔اور میرے گارڈز تمہارے ساتھ رہے گے۔۔۔اور تم اس بار انہیں ڈرا دھمکا کر بھیجو گے بھی نہیں۔۔۔ورنہ پھر ان کی موت کے ذمہ دار تم ہوگے۔۔۔اپنا خیال رکھنا۔۔۔اور یاد رکھنا شاہ حویلی سے پیغام سجائے تو داجی ایک ماہ بعد شادی کی تاریخ رکھ دیں گے۔

اور تاریخ سے دس دن پہلے حویلی موجود ہونے چاہیئے -- سمجھ آئی میری بات"۔۔۔عائث خان کو بازو سے تھام کر اپنے روبرو کھڑے کر کہ گلے لگاتے ہوئے کہا تو عائث خان نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا

" میں جلد واپس آنے کی کوشش کروں گا۔۔۔تم دونوں بھی اپنا خیال رکھنا۔۔۔اور خبر دار امتثال اگر تم نے یا تمہارے بھائی نے میری بہن کو تنگ کیا۔۔۔ورنہ دونوں کی آکر ٹانگیں توڑ دوں گا"۔۔۔پلوشہ خان کے سر پر ہاتھ رکھتے امتثال اور ارمغان خان کو گھورتے سنجیدہ لہجے میں کہا تو ان دونوں نے منہ بسور کر عائث خان کو دیکھا

"میں تو آپ لوگوں کی سوتیلی بہن ہوں نا۔۔۔امتثال کے منہ بنا کر کہنے پر عائث خان نے اپنی مسکراہٹ چھپائی

Posted On Urdu Novel Book

"صرف سوتیلی تمہیں تو چچی یتیم خانے سے اٹھا کر لائی تھی۔۔یہ نہیں بتایا چچی نے تمہیں"۔۔ امتثال کے سر پر ہاتھ رکھ کر پیار دیتے چھیرتے ہوئے کہا تو وہ پیر پٹختی پلوشہ کا ہاتھ تھام کر گھسیٹنے کے انداز میں اسے روم سے باہر لے گئی

"مجھے آج رات زمینوں پر جانا ہے۔۔تو میری طرف سے معذرت میں آپ سے جاتے وقت مل نہیں سکوں گا۔

اللہ مو پہ امان او سالم وساتی۔۔(اللہ آپ کو اپنے حفظ و امان میں رکھے)۔۔عائث خان کے گلے لگتے نرم لہجے میں کہا تو عائث خان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

عائث خان سے مل کر ارمغان خان ڈیرے پر چلا گیا۔۔عائث اپنی پیکنگ مکمل کرنے چلا گیا۔۔اور ضرغام خان ولی خان کو منانے کے لیے چلا گیا

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔ www.kitabnagri.xyz

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

Posted On Urdu Novel Book
آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔
Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

---

حلیمہ بیگم کو جب پتہ چلا کہ بہرام اور ضرغام کے درمیان پھر سے لڑائی ہوئی ہے تو انہوں نے ولی خان کے پیغام کے بارے میں بعد میں بات کرنے کا سوچا

جبکہ عقیدت انتظار میں تھی کہ وہ بات کریں تو وہ انہیں اپنا جواب بتائے

انہیں یہاں آئے پانچ دن ہو چلے تھے مگر ابھی تک ان سب کا سامنا دوبارا نہیں ہوا تھا

یہاں آکر عقیدت کی طبیعت کافی خراب تھی۔۔۔وجہ آب و ہوا کی تبدیلی تھی۔

وہ جب یو کے سے آئی تھی تب بھی کافی دن طبیعیت خراب رہی تھی۔۔۔اور اب شہر سے گاؤں آنے پر بھی اس کی طبیعت کافی خراب تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

اتنے دنوں سے وہ اپنے روم سے باہر نہیں نکلی تھی۔۔ آج جمعہ تھا تو یہاں گاؤں کی سب عورتیں جمعہ کی نماز مسجد میں پڑھتی تھی۔

مردوں کی مسجد کے پچھلی جانب عورتوں کے لیے مسجد تھی۔۔جہاں بچیوں کو مولوی صاحب کی بیوی سپارہ پڑھاتی تھی۔۔اور ہر جمعہ یہاں گاؤں کی عورتیں جمعہ کی نماز اور عید پر عید کی نماز پڑھنے کے لیے آتی تھی

جمعہ کی نماز پڑھ کر عقیدت اکیلی باہر نکل آئی تھی

گاؤں کی خوبصورت گلیوں سے گزرتی وہ باغ کی جانب نکل آئی

وہ کئی سالوں بعد گاؤں آئی تھی۔۔اب تو ٹھیک سے یاد بھی نہیں تھا کہ ان کا باغ کس طرف ہے۔

ندی کے قریب سے گزرتی وہ دائیں جانب امرود کے باغ میں داخل ہو گئ

سر درد کی شدت سے پھٹ رہا تھا۔۔اب اکیلی آ تو گئی تھی مگر اب پچھتا رہی تھی۔

گھومتے سر کو سنبھالتی وہ با مشکل چل پا رہی تھی۔

بخار کی حدت سے سرخ پڑتا چہرہ لیے وہ ارد گرد کسی کی تلاش میں نگاہ دوڑانے لگی

مگر ارد گرد کسی کو نا پاکر اپنا چکراتا سر تھام کر نیچے بیٹھتی چلی گئ

Posted On Urdu Novel Book

اہنی بند ہوتی آنکھوں کو بامشکل کھولنے کی کوشش کی مگر حواس آہستہ آہستہ ساتھ چھوڑنے لگے تو وہی منہ کے بل زمین پر گر گئی

---------------

ضرغام خان سفید کاٹن کا سوٹ پہنے۔کندھوں پر سیاہ رنگ کی اجرک پھیلائے جمعہ کی نماز کے بعد باغ کی طرف چلا آیا تھا

باغ کی رکھوالی کرنے والوں کو بھی اجازت تھی کہ نماز کے وقت وہ سب بنا وقت ضائع کیے مسجد نماز کے لیے چلے جایا کریں

کیونکہ نماز سے بڑھ کر کچھ نہیں تھا۔

اسی لیے ملازم بھی ضرغام خان کے ساتھ نماز پڑھ کر اب اس کے پیچھے پیچھے آرہے تھے

"سردار وہاں کوئی عورت ہے شاید"۔ضرغام خان جو ملازموں سے بات کرنے میں مصروف تھا

اپنے ملازم کی آواز پر چونک کر پلٹا تو نظریں کچھ فاصلے پر گرے وجود پر گئی

جو کہ سیاہ چادر میں چھپا ہوا تھا۔

جسے دیکھ ضرغام خان نے اپنے ملازموں کو وہی ٹھہرنے کا حکم دیا

اور تیز تیز قدم لیتا اس وجود کی جانب بڑھا

Posted On Urdu Novel Book

گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اب وہ شش و پنج میں مبتلا تھا۔۔کہ کیسے اسے سیدھا کرے۔۔پہلے سوچا اپنے ملازم کو آواز لگا لے۔۔مگر ناجانے کیوں دل نے فوراً سے انکار کیا۔

الفاظ زبان پر آتے آتے رک گئے۔۔ساری جھجھک کو ایک طرف رکھ کر کندھوں سے تھام کر اس نرم و نازک وجود کو سیدھا کیا

تو ضرغام خان کا دھڑکتا دل لمحے کے لیے ساکت سا ہو گیا۔

گلابی دوپٹے کے ہالے میں دمکتا چاند سے چہرہ جس میں زردیاں گھلی ہوئی تھی۔۔گلابی بھرے بھرے ہونٹ خشک ہوئے سختی سے بھینچے ہوئے تھے۔۔۔ سبز نگینوں جیسی خاموش گفتگو کرتی آنکھیں جن میں ضرغام خان کو اپنا آپ گم ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔اس وقت بند تھی۔۔ سنہری پلکیں رخساروں پر سایہ فگن تھی

"عقیدت ضرغام خان اٹھو۔۔عقیدت"۔۔سرد و سپاٹ لہجے میں عقیدت شاہ کو کندھوں سے جھنجھوڑتے ہوش میں لانے کی کوشش کرتے دھار کر کہا مگر وہ بے حس و حرکت ضرغام خان کے بازؤں کے مضبوط حصار میں پڑی رہی

سردار ہماری کسی مدد کی ضرورت ہے تو ہم آگے آئیں"۔۔ملازم کی آواز پر ضرغام خان نے پلٹ کر اسے دیکھا

کہ تاسو کی °وک یو °نام محکا% لا° شي۔

Posted On Urdu Novel Book

یا د° تہ ھم و°وری پہ خدای قسم زہ بہ تاسو °ول ٹوٹے ٹوٹے ک°م او عقاب بہ د کاھنانو مړ°

تہ ک°%°دم

)(اگر تم میں سے کسی نے ایک قدم بھی آگے بڑھایا

یا اس کی طرف دیکھا بھی خدا کی قسم تم سب کی بوٹی بوٹی کر کہ چیل کوؤں کے آگے ڈال دوں گا)—زخمی شیر سی دھاڑ لیے غرا کر کہا تو ملازموں نے بے ساختہ اپنے قدم واپس لیے

عقیدت شاہ کی کمر کے گرد بازو لپیٹ کر اسے اپنی مضبوط بانہوں میں اٹھا کر تیز تیز قدم لیتا دوسری جانب سے نکل کر اپنی گاڑی کے قریب آیا

جسے دیکھ ملازم نے سر جھکائے بیک سیٹ کا دروازا کھولا اور نظریں جھکائے واپس چلا گیا

عقیدت شاہ کو بیک سیٹ پر لٹا کر ضرغام خان نے جلدی سے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی

موبائل نکال کر اپنے ملازموں کو ڈیرہ خالی کرنا کا کہا

نظریں پلٹ پلٹ کر عقیدت شاہ کے نازک وجود پر جا کر ٹھہر رہی تھیں—

جھٹکے سے گاڑی روک کر باہر آیا

عقیدت شاہ کو پورے استحاق سے اپنی بانہوں میں بھر کر قدم اپنے کمرے کی جانب بڑھائے

--------------

عقیدت کو نرمی سے بیڈ پر لٹا کر عقیدت کے کندھوں کے گرد لپٹی سیاہ چادر کو اتار کر سائیڈ پر رکھا

سپاٹ چہرہ لیے عقیدت شاہ کے آگ سے دہکتے ماتھے کو چھو کر ضرغام خان نے سختی سے اپنے جبڑے بھینچ لیے

نظریں بے اختیار ہوتی عقیدت شاہ کے نرم و نازک وجود پر پھسلنے لگی۔۔سفید رنگ کی کلیوں والی فراک پہنے۔۔سر پر گلابی رنگ کا دوپٹہ اوڑھے۔۔۔وہ اس قدر سادگی میں بھی کسی کو بھی چاروں خانے چت کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی

مگر مقابل کوئی بھی نہیں تھا۔۔۔وہ ضرغام خان تھا۔۔اس نازک وجود کا حقدار۔۔۔اور اسی وجود سے بیک وقت جنون اور نفرت کا دعویدار۔۔

گہری سانس فضا کے سپرد کر کہ عقیدت شاہ کے نازک وجود سے نظریں ہٹا کر روم سے باہر نکل گیا

باؤل میں ٹھنڈا پانی لیے کمرے میں داخل ہوا

باؤل کو سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر الماری سے منی ٹاول نکالا

عقیدت شاہ کے قریب بیٹھ کر گہری نظروں سے عقیدت کے ہوش ربا سراپے کو دیکھتے عقیدت کے سر پر ٹاول بھگو کر رکھا

Posted On Urdu Novel Book

پندرہ منٹ مسلسل ٹھنڈے پانی کی پٹیاں کی تو بخار کی شدت میں کمی آئی

ٹاول کو باول میں رکھ کر کھسک کر عقیدت کے قریب ہوا

"تم بہت خوبصورت ہو۔۔۔ اتنی خوبصورت کہ تمہیں دیکھنے کے بعد انسان خود پر کوئی اختیار نا رہے۔۔۔ مگر تمہیں دیکھنے اور چھونے کا حق صرف اور صرف ضرغام خان کا ہے۔۔۔

تمہیں دیکھنے کے بعد میرا دل شاید میرا نا رہے۔۔۔ مگر میرا تم سے وعدہ ہے۔۔۔ عقیدت ضرغام خان تمہیں چھونے کے بعد تمہارے وجود پر اپنی چھاپ چھوڑنے کے بعد۔۔۔ تمہاری آنکھوں میں اپنا عکس اور دل پر اپنی چھاپ چھوڑنے کے بعد تمہیں بھی تمہارے بس میں نہیں رہنے دوں گا۔۔۔ تمہارا دل بھی تمہارے اختیار میں نہیں رہے گا"۔۔۔ ایک بازو عقیدت کی کمر کے گرد مضبوطی سے لپیٹا۔۔۔ جبکہ دوسرا بازو عقیدت کی گردن کے گرد حائل کر کہ اسے اپنی سخت گرفت میں لیا

عقیدت کے چہرے پر جھک کر اپنی ناک عقیدت شاہ کی ناک سے مس کرتے گھمبیر بوجھل لہجے میں سرگوشی کی

عقیدت کی مدھم چلتی گرم سانسوں میں گہری سانس بھر کر عقیدت کی خوشبو کو اپنی سانسوں میں اتارا

Posted On Urdu Novel Book

"ساری غلطی تمہاری ہے۔۔ تمہیں اتنا خوبصورت نہیں ہونا چاہیے تھا۔۔ اب یہ خان بچارا بھی کیا کر سکتا ہے۔۔یہ معصوم چہرہ۔۔ہوش ربا سراپہ خان کی ملکیت ہے تو وہ کیسے دور رہ سکتا ہے۔۔عقیدت کے چہرے پر جا بجا اپنے سلگتے ہونٹ رکھتے گھمبیر لہجے میں سرگوشی کی

عقیدت کے ہونٹوں کے قریب شدت بھرا لمس چھوڑ کر خمار آلود نظروں سے عقیدت کی بند آنکھوں کو دیکھا

نظریں آنکھوں سے سرکتی گلابی خشک ہونٹوں پر آئی تو گلے میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی کمرے کی معنی خیز خاموشی میں ضرغام خان کی تیز دھڑکنوں کا شور برپا ہوا

اپنی تیز دھڑکنوں کا شور کانوں میں سنائی دیا تو ضرغام خان آنکھیں بند کیے پوری شدت سے ان گلاب سی نازک پنکھڑیوں پر جھک آیا

عقیدت کی کمرے کے گرد حصار تنگ کرتے اسے خود میں بھینچ لیا

قطرہ قطرہ عقیدت کی سانسوں کو خود میں انڈیلتے ضرغام خان ان فسوں خیز لمحوں میں پل میں بہکا

عقیدت کے نچلے ہونٹ کو اپنے دانتوں تلے دبا کر اپنا شدت بھرا لمس چھوڑ کر نرمی سے اپنے دیے زخم پر ہونٹ رکھ کر ایک بار پھر شدت سے عقیدت کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں کی سخت گرفت میں لیا

Posted On Urdu Novel Book

"آپ چاہتی ہیں عقیدت سہاگن نا ہو۔۔میں اس سے اپنا رشتہ نا بناؤ۔۔تو نہیں بناؤں گا۔۔مگر میں اسے طلاق نہیں دوں گا ماں جی۔۔وہ میری بیوی ہے اور مرتے دم تک وہ ضرغام خان کے نام سے ہی منسوب رہے گی۔۔مگر میں زبان دیتا ہوں کبھی بھی عقیدت شاہ کو شوہر ہونے کا مان نہیں دوں گا۔۔کانوں میں اپنا سرد و سپاٹ لہجہ گونجا تو ضرغام خان ایک جھٹکے میں عقیدت سے دور ہوا

نظریں عقیدت شاہ کے نم ہونٹوں پر گئی جو ضرغام خان کی شدتوں سے ایسے تھے جیسے ابھی خون چھلک پڑے گا

اپنی بے اختیاری پر دل کیا خود کو شوٹ کر لے

دوسری بار وہ عقیدت شاہ کے سامنے بے اختیار ہوا تھا۔۔پہلے تو وہ صرف آنکھوں میں کھویا تھا۔۔اور آج وہ عقیدت کی قربت میں سب کچھ فراموش کر بیٹھا تھا۔

اپنی بے بسی اور بے اختیاری دونوں پر دل کیا ساری دنیا کو آگے لگا دے

"آہہہ۔۔"۔۔ ٹیبل کو زور سے ٹانگ مار کر نیچے گرایا۔۔سائیڈ ٹیبل پر پڑے باؤل کو اٹھا کر ڈریسنگ ٹیبل کے شیشے میں مارا

اپنے ارگرد چلانے اور شور کی آواز سن کی عقیدت نے اپنے بھاری ہوتے سر کو تھام کر بامشکل اپنی آنکھیں کھولی

Posted On Urdu Novel Book

مگر اپنے سامنے کمرے کا نقشہ بگاڑتے ضرغام خان کو دیکھ

لمحے میں سارے حواس بحال ہوئے

جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھ کر بیٹھی اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے ضرغام خان کو دیکھا

جو پھولی سانسیں۔۔۔سرخ خون چھلکاتے چہرہ لیے کمرے کی چیزوں کو اٹھا اٹھا کر پھینک رہا تھا

"ایک سیکنڈ میں یہاں سے دفع ہو جاؤں عقیدت شاہ۔۔۔ورنہ یہ نا ہو ان چیزوں کی طرح میں تمہیں بھی توڑ دوں۔۔۔میرے سینے میں اس وقت جو آگ لگی ہوئی ہے اگر تم نہیں چاہتی کہ میں تمہیں اس میں جلا کر راکھ کر دوں۔۔۔تو میری نظروں سے دور ہو جاؤ۔۔۔ورنہ مجھے بھی نہیں اندازہ کہ میں اپنی بے اختیاری اور بے بسی میں تمہیں کس قدر نقصان پہنچا دوں گا"۔۔۔

ایک ہی جست میں عقیدت کے قریب پہنچ کر اسے بازو سے تھام کر جھٹکے سے اپنے سامنے کھڑا کرتے دھاڑ کر کہا

اور بنا عقیدت کو سمجھنے کا موقع دیے گھسیٹتے ہوئے اسے کمرے کے دروازے سے باہر دھکا دے کر دھاڑ سے دروازا بند کیا

دروازا بند کر کہ پیٹھ دروازے سے ٹکا کر اپنی خون چھلکاتی آنکھوں کو لمحے کے لیے بند کر کہ کھولا تو نظریں بیڈ پر پڑی عقیدت کی چادر اور دوپٹے پر گئیں تو غصہ پھر سے عود آیا

Posted On Urdu Novel Book

جبکہ دوسری جانب نیچے زمین پر گری عقیدت ابھی بھی بے یقینی سے بند دروازے کو دیکھ رہی تھی

وہ تو ابھی تک سمجھ ہی نہیں سکی تھی کہ یہ سب جو ہوا وہ حقیقت تھی یا خواب۔

اور اب جو وہ فیصلہ کر چکی تھی۔۔اس سے ایک قدم بھی پیچھے نہیں لینے والی تھی۔۔ضرغام خان کی اس حرکت نے عقیدت کے اس فیصلے پر مہر کا کام کیا تھا۔

\-------------

حواس بحال ہوئے تو عقیدت ایک جھٹکے میں اپنی جگہ سے اٹھی

ابھی آگے بڑھ کر عقیدت دروازا کھولتی کہ ایک ہی جھٹکے میں دروازا کھلا

اپنے سامنے دروازے کے بیچوں بیچ کھڑے ضرغام خان کو دیکھ عقیدت کا دل بے ساختہ دھڑکا

خون چھلکاتی نیلی آنکھیں وحشت لیے ہوئی تھیں۔۔چہرے پر چٹانوں سی سختی تھی۔۔جبڑے سختی سے بھینچے ہوئے تھے--- جبکہ دروازے کے پٹ کو تھامے ہاتھ میں عقیدت کی چادر اور دوپٹہ تھا۔

ابھی ضرغام خان کچھ سمجھتا اس سے پہلے ہی عقیدت ضرغام خان کے سینے پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے اسے اندر کی جانب دھکا دیتے کمرے میں داخل ہوئی

Posted On Urdu Novel Book

اپنے پیچھے دروازہ بند کر کہ جھٹکے سے ضرغام خان کی طرف مڑی

"تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی میرے ساتھ اس طرح کا سلوک کرنے کی۔۔تمہیں کیا لگتا ہے میں کوئی مظلوم ظلموں کی ماری بے بس لاچار لڑکی ہوں۔۔جس کے ساتھ تم جو چاہے سلوک کرو گے میں چپ چاپ برداشت کر لوں گی۔۔تو یہ غلط فہمی نکال دو اپنے دماغ سے ضرغام خان۔۔میں عقیدت حدایت شاہ ہوں۔۔ایک شہید کی بیٹی اور سردار ضرغام خان کی بیوی۔ اینٹ کا جواب پتھر سے کیسے دیا جاتا ہے میں بخوبی جانتی ہوں۔۔آئیندہ اگر مجھے اس طرح سے دھتکارا تو جان لے لوں گی میں تمہاری ضرغام"۔۔ضرغام خان کے کرتے کو کالر سے دونوں ہاتھوں سے دبوچتے چلا کر کہا تو ضرغام خان نے ناگوار نظروں سے عقیدت کو دیکھا

"آواز نیچی رکھو عقیدت۔۔ورنہ زبان گدی سے کھینچ لوں گا۔۔میرا دماغ پہلے ہی بہت خراب ہے۔۔میرے منہ لگ کر اسے مزید خراب نا کرو۔۔نکلو یہاں سے۔۔ورنہ جس طرح میں نکالو گا تمہیں میرا طریقہ پسند نہیں آئے گا"۔۔عقیدت کے سرخ پڑتے چہرے پر جھک کر سرد و سپاٹ لہجے میں غرا کر کہا تو ایک لمحے کے لیے عقیدت کو اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوئیں ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے خونخوار نظروں سے ایک دوسرے کو گھور رہے تھے

Posted On Urdu Novel Book

عقیدت کا۔۔عقیدت ضرغام خان کہنا۔۔خود کو ضرغام خان کی بیوی ماننا۔۔ضرغام خان کی دھڑکنوں کو منتشر تو کر گیا تھا

مگر وہ پل میں خود پر بے حسی اور نفرت کا خول چڑھا چکا تھا

اس سب سے انجان کہ عقیدت کا اگلا عمل اس خول کو اتار پھینکے گا

"میں منہ نا لگو۔۔اور تم میری بے خبری کا فائدہ اٹھا کر چاہے جتنا مرضی میرے منہ لگتے رہو۔۔تم پر تو کوئی پابندی نہیں۔۔بس مجھ پر ہی ہے نا"۔۔عقیدت نے آبرو آچکا کر کہا تو ضرغام خان کی نظریں بے ساختہ عقیدت کے ہونٹ پر موجود سرخ نشان پر گئی

جسے دیکھ ضرغام خان کے گلی میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی

"شہید ہاہاہا خوش فہمی تو دیکھو۔۔بے شک تمہارا باپ ایک شہید ہے۔۔مگر اس سے پہلے وہ میرے باپ کا قاتل ہے عقیدت۔۔کوشش کرو کہ تمہارے باپ بھائی کا ذکر میرے سامنے نا ہو۔۔ورنہ میں جو یہاں ضبط کیے بیٹھا ہوں کہ اس لڑائی میں کسی عورت کو نہیں گھسیٹنا۔۔اس کا آغاز میں تم سے ہی کروں۔۔

اور تمہیں پتہ تو ہو گا کہ جب عورت کو کسی دشمنی میں استعمال کیا جاتا ہے اس سے کیا سلوک رواں رکھا جاتا ہے"۔۔عقیدت کے چہرے پر اپنے دائیں ہاتھ کی انگلی کو ٹریس کرتے بیوٹی بون پر لا کر روکا۔۔

Posted On Urdu Novel Book
سمندر سی نیلی آنکھوں میں تمسخر لیے عقیدت شاہ کے سپاٹ چہرے کو دیکھ جھک کر عقیدت کے چہرے پر پھونک ماری
"میرا باپ قاتل نہیں ہے ضرغام۔۔۔وہ شیر خان کا دوست تو ہو سکتا تھا۔۔مگر ایسا دشمن نہیں جو پیٹھ پر وار کرے۔۔۔اور رہی بات مجھے اس دشمنی میں شامل کرنے کی تو وہ تم کر چکے ہو۔ اسی لیے مجھے یہاں ڈیرے پر لا کر دھکا دے کر باہر نکالا نا۔۔تا کہ دیکھنے والا سمجھے کہ میں سردار ضرغام خان کا بستر گرم"۔۔۔سرد و سپاٹ لہجے میں کہتی ابھی عقیدت اپنا جملہ پورا کرتی اس سے پہلے ہی ضرغام خان نے عقیدت کے جبڑے کو اپنے ہاتھ کی سخت گرفت میں لیا
"جسٹ شیٹ اپ۔۔شٹ یور ماؤتھ۔۔تمہارے اس گھٹیا الزام پر میرا دل کر رہا ہے تمہیں یہی زندہ گاڑھ دوں۔۔تم نے ایسا سوچ بھی کیسے لیا کہ ضرغام خان اپنی بیوی کو کسی کے سامنے رسوا ہونے دے گا۔۔یا اس کا دامن داغدار کرے گا۔
میں تمہارا دشمن ہو سکتا ہوں عقیدت ضرغام خان۔۔خود سے بے وفائی کرنے پر تمہارے ٹکرے کر سکتا ہوں۔۔مگر بیغیرت نہیں ہو سکتا کہ اپنی ہی بیوی کو داغدار کر دوں۔۔آئندہ ایسی بکواس کی تو چمڑی ادھیر دوں گا"۔۔۔بایاں بازو عقیدت کی کمر کے گرد لپیٹ کر دھاڑتے ہوئے کہا
ضرغام خان کے اس قدر شدید رد عمل پر عقیدت کو اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس ہوئی

Posted On Urdu Novel Book

"تو پھر مجھے اس طرح دھتکارنے کی وجہ بتاؤ ضرغام خان - جب کہ تم جانتے ہو کہ کسی سردار کے ڈیرے سے عورت کا جانا یہاں کیا معنی رکھتا ہے۔۔ڈیروں پر راتیں رنگین کرنے کے لیے عورتوں کو لایا جاتا ہے۔۔۔اور پھر ان کے ہاتھ میں چند پیسے پکڑا کر اسی طرح ذلیل کر کہ نکالا جاتا ہے - جب تمہارا مقصد یہ نہیں تھا تو کیوں مجھے اس طرح ذلیل کیا"۔۔۔

ضرغام خان کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھتے ضرغام خان کو دھکا دیتے ہوئے چلا کر کہا تو ضرغام خان نے سختی سے اپنی مٹھیاں بھینچی

عقیدت جو بھی کہہ رہی تھی وہ سچ ہی تو تھا۔۔۔اس گاؤں کا سردار تو ضرغام خان تھا۔۔۔مگر آس پاس کے گاؤں کے سردار اپنے ڈیرے پر راتوں کو لڑکیاں لاتے تھے--- اور اپنی حوس پوری کر صبح یونہی نکال دیتے تھے۔

اس سب کے خلاف ضرغام خان نے کافی احتجاج بھی کیا تھا۔۔۔اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر وہ ان لوگوں کے خلاف بھی گیا تھا۔

جس سے ارد گرد کے کچھ گاؤں میں یہ سب اب بند ہو چکا تھا۔

عقیدت کی نم آنکھوں کو دیکھ ضرغام خان نے گہری سانس فضا کے سپرد کی

اور بنا عقیدت کو جواب دیے سائیڈ پر ہو کر دروازے کی جانب بڑھا

Posted On Urdu Novel Book

نامحسوس انداز میں پاؤں کی مدد سے زمین پر بکھرے کانچ کے ٹکروں کو دائیں بائیں جانب کیا کہ کہی گزرتے ہوئے عقیدت کے پاؤں زخمی نا ہو جائے

تو یہ سب تم نے اپنی ماں کی وجہ سے کیا ہے نا۔۔عقیدت کے سپاٹ لہجے پر ضرغام خان کے قدم بے ساختہ تھمے

تم نے اس عورت کی وجہ سے آج دوسری بار مجھے دھتکارا ہے ضرغام خان۔۔۔اپنی ماں کی بے جا ضد اور قسم کی وجہ سے تم نے آج پھر مجھے دھتکار دیا"۔۔۔عقیدت کے پلٹنے پر ضرغام خان نے بے ساختہ عقیدت کی نم سبز نگینوں سی آنکھوں میں دیکھا

یہ لفظ میں تمہاری زبان سے دوبارا نا سنو۔۔۔میں نے تمہیں دھتکارا نہیں ہے۔۔۔نا آج نا اس سے پہلے۔۔۔میں تم سے کوئی رشتہ رکھنا ہی نہیں چاہتا۔۔۔تم اس دنیا کی آخری لڑکی بھی ہوتی نا تب بھی ضرغام خان تمہیں دیکھنا بھی گوارہ نا کرتا۔۔

مجھے تم سے۔۔۔اور تم سے جڑی ہر چیز سے نفرت ہے عقیدت حدایت شاہ۔۔۔مجھے خود سے بھی نفرت ہے۔۔۔کہ اس وجود پر تمہارا حق ہے۔۔۔مجھے اپنے نام سے بھی نفرت ہے جو کہ تم سے جڑا ہے۔۔

Posted On Urdu Novel Book

شاہ اور خان کبھی بھی ایک نہیں ہوسکتے۔۔یہ جو شاہ اور خان کے درمیان الف کی دیوار ہے نا۔۔وہ آنا ہے۔۔اور اس آنا کے بت کو گرانے کے لیے ہم میں سے کسی ایک کو جھکنا ہو گا۔۔ اور ضرغام خان کو مرنا تو قبول ہے مگر جھکنا نہیں --
اور یہ انا کی دیوار اس دشمنی کے ساتھ بلند ہوتی جائے گی۔۔نا تم میری دنیا کا حصہ بن سکتی ہو۔۔اور نا میں کبھی اس دیوار کو گرا کر تمہاری دنیا کا حصہ بنو گا۔
میں تمہیں چھوڑ نہیں سکتا۔۔میری انا اور غیرت کو گوارا نہیں کہ میں تمہیں چھوڑ دوں-- مرتے دم تک تمہیں میرے نام سے ہی منسوب رہنا ہے۔۔مگر خان کا وعدہ ہے۔۔اس سزا کے علاوہ اس دشمنی میں تم پر آنچ بھی نہیں آنے دوں گا"۔۔دو قدم کے فاصلے پر کھڑے ہوتے سپاٹ لہجے میں کہہ کر مڑ کر جانا چاہا کہ اپنے ہاتھ پر عقیدت کے ہاتھ کی سخت گرفت کو محسوس کر کہ رک سوالیہ نظروں سے عقیدت کو دیکھا
کچھ لمحے تو معنی خیز خاموشی کی نظر گزر گئے مگر عقیدت شاہ کے اگلے عمل پر ضرغام خان کا دل بے ساختہ دھڑکا
دو قدم کے فاصلے کو مٹا کر عقیدت نے اپنے پاؤں ضرغام خان کے پاؤں پر رکھ کر اپنے دونوں بازو ضرغام خان کی گردن کے گرد حائل کیے ضرغام خان کو سمجھنے کا موقع دیے بغیر -- اپنے لب ضرغام خان کی مونچھوں تلے عنابی ہونٹوں پر رکھ دیے عقیدت شاہ کے

Posted On Urdu Novel Book

نرم ہونٹوں کے جان لیوا لمس کو محسوس کر کہ ضرغام خان سکتے کی کیفیت میں گھرا خود پر جھکی عقیدت شاہ کو دیکھا رہا تھا

عقیدت کی بڑھتی شدت پر ضرغام خان نے اسے کمر سے تھام کر خود سے الگ کرنے کی کوشش کی جس پر عقیدت نے ضرغام خان کی گردن کے گرد اپنی گرفت سخت کر کہ اپنا دایاں ہاتھ ضرغام خان کے بالوں میں الجھا دیا

اپنی مدھم سانسوں کو ضرغام خان کی سلگتی آگ سی تپش لیے سانسوں میں الجھایا۔۔جس پر ضرغام خان نے سختی سے اپنی آنکھیں میچ کر عقیدت کو خود سے ایک بار پھر دور کرنے کی کوشش کی

"نفرت ہو یا محبت،،دوستی ہو یا دشمنی،، اگر مجھ پر تمہارا حق ہے تو یاد رکھو ضرغام خان تم بھی میری ملکیت ہو۔۔میں نے کبھی کوئی خواہش یا خواب نہیں دیکھا اس رشتے کے بارے میں۔۔مگر جب جب تم مجھے کسی تیسرے کی وجہ سے خود سے دور کرنے کی کوشش کرو گے۔۔تب تب میں تمہارے قریب آؤں گی۔۔تم کسی سے وعدہ کر کہ مجھ سے میرا حق چھیننے کا سوچو گے تو میں ڈنکے کی چوٹ پر تم سے اپنا حق لوں گی۔

Posted On Urdu Novel Book

تمہاری روح میں شامل ہونا میرا حق ہے۔۔میں تم سے یہ حق نا لو وہ ہم دونوں کا مسئلہ ہے۔۔ مگر اگر کوئی تیسرا آیا تو تم بھی مجھے اپنی روح میں شامل ہو کر ان جسموں کو ایک جان ہونے سے نہیں روک پاؤں گے۔۔

میں نے تم سے شدید نفرت کرنے کے باوجود بھی اس پاک رشتے کی بے حرمتی کرنے کی کوشش نہیں کی۔۔کبھی اسی رشتے سے بے وفائی کرنے کا نہیں سوچا۔۔مجھے کسی کا اپنے لیے مر جانا تو قبول تھا۔ مگر تم سے بے وفائی کرنا نہیں۔۔تو تمہارے لیے بھی یہی بہتر ہے اپنی ماں سے کیے وعدوں کو اس کے پاس چھوڑ کر آنا۔۔اگر کبھی دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر میرے قریب آکر صرف اس وعدے کی وجہ سے دھتکارا تو جان لے لوں گی تمہاری"۔۔

ضرغام خان کی گردن اور چہرے کے درمیان اپنے ہاتھ رکھے ماتھا ضرغام خان کی تھوڑی سے ٹکائے دھونکنی کی مانند چلتی سانسوں کے دومیان سرد لہجے میں کہا تو ضرغام خان نے خمار آلود نظروں سے اپنے حصار میں کھڑے اس نازک خوشبوؤں میں بسے وجود کو دیکھا

عقیدت کی کمر کے گرد اپنا بازو لپیٹ کر ایک ہی جھٹکے میں پلٹ کر عقیدت کو بند دروازے سے پن کر کہ اپنے دونوں ہاتھ عقیدت کے اردگرد دروازے پر رکھے

عقیدت شاہ کی اس قدر دیدہ دلیری نے پل کے لیے ضرغام خان کو ساکت تو کیا تھا مگر بہت جلد وہ اپنے بے لگام ہوتے جذبات پر قابو پا چکا تھا

Posted On Urdu Novel Book

یہ سچ تھا کہ وہ مردوں کی دشمنی میں کسی اور عورت کو مہرہ نہیں بنانا چاہتا تھا۔مگر عقیدت شاہ تو بیوی تھی۔بیوی بھی وہ جو ضرغام خان سے ٹکر لینے کا حوصلہ رکھتی تھی۔جب مقابل اتنا جی دار ہے تو یہاں تو ضرغام خان کھیل کھیل ہی سکتا تھا۔ اگر وہ یہ سوچ رہی تھی کہ اپنے حسن یا محبت کے جال میں پھنسا کر وہ ضرغام خان کو یہ بات ماننے پر مجبور کر دے گی کہ اس کا باپ قاتل نہیں تھا۔تو یہ ناممکن تھا۔

اب وہ اسی طرح اس کھیل کو کھیلنے والا تھا جیسے عقیدت شاہ نے آغاز کیا تھا

عقیدت کے دمکتے سرخ و سپید چہرے کو گہری نظروں سے دیکھتے۔اپنے دماغ میں در آنے والی سوچ پر ضرغام خان کے ہونٹوں پر تبسم بکھر گیا

"ہم شاہ ہیں ضرغام خان۔ہم جیتنے کے لیے ہتھیار نہیں دماغ استعمال کرتے ہیں۔اپنے باپ کو تو میں بے قصور ثابت کر کہ ہی رہوں گی۔مگر اس کے ساتھ تمہاری اس انا کے بت کو بھی پاش پاش نا کیا تو میرا نام بھی عقیدت ضرغام خان نہیں"۔ضرغام خان کی نیلی گہری پر اسرار آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے سپاٹ چہرہ لیے سوچا-- نظروں کا رخ پھیر کر کمرے کی بکھری حالت کو دیکھ گہری سانس بھری

"سمندر کی لہروں سے ٹکرانے کا انجام جانتی ہو"۔عقیدت کے بازو پر انگلی ٹریس کرتے گھمبیر لہجے میں کہہ کر چہرہ عقیدت کی گردن میں چھپا کر گہری سانس بھری

Posted On Urdu Novel Book

اپنے ہونٹ عقیدت کی شہ رگ پر رکھنے چاہے تو دل سینے میں بری طرح مچلا

ضرغام خان کیسے اپنے لفظوں سے پھر سکتا تھا۔۔۔ابھی کچھ دیر پہلے ہی تو وہ کہہ چکا تھا کہ وہ کبھی اسے داغدار نہیں ہونے دے گا۔۔۔اور اب خود ہی اس کے وجود پر اپنی نفرت کی چھاپ چھوڑنے لگا تھا۔۔۔پہلے جب وہ عقیدت کے قریب ہوا تھا تو وہ سب دل کہ بے اختیاری کی وجہ سے تھا۔۔۔وہ عقیدت کی قربت میں سب بھول گیا تھا۔

مگر اب وہ جانتا تھا کہ وہ اس سے کھیل رہی ہے۔۔۔تو وہ بھی اسی کھیل کو اس کے ساتھ کھیلنے والا تھا۔۔۔لیکن ضرغام خان کو یہ بات گوارا نا تھی کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ تعلق کسی چال کے تحت بنائے۔۔۔گہری سانس بھر کر استحقاق بھری نظروں سے عقیدت کے ہوش ربا سراپے کو دیکھتے اپنا سر جھٹکا

دروازے سے ہاتھ ہٹا کر قدم بیڈ کی جانب قدم بڑھائے

عقیدت کا دوپٹہ اور چادر اٹھا کر مضبوط قدم لیتا عقیدت کے سامنے آکر کھڑا ہوا

"میں انجام نہیں جانتی اتنا جانتی ہوں۔۔۔اس سمندر میں اتر کر میں ضرور اسے فتح کر لوں گی۔۔۔یا پھر اسی سمندر میں ڈوب کر اس کی گہرائیوں میں جا بسوں گی"۔۔۔ضرغام خان کے عقیدت کو بازو سے کھینچ کر پاس کر کہ دوپٹہ سر پر دینے پر عقیدت نے ضرغام خان کی نیلی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے جواب دیا تو ضرغام خان کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ رینگ گئی

Posted On Urdu Novel Book

"مرنے والوں کو صرف مٹی قبول کرتی ہے۔۔سمندر نہیں"--- ضرغام خان کے چبتے لہجے پر عقیدت کے دل میں چبھن سی ہوئی

"تمہارے نام سے منسوب ہوں۔۔مجھے مٹی یا کنارے کے حوالے مت کرنا۔۔اپنی گہرائیوں میں کہی چھپا لینا۔۔سمندر میں بہت سے راز دفن ہوتے ہیں۔۔تم بھی مجھے اک راز سمجھ کر خود میں کہی دفن کر لینا"۔۔اپنے کندھوں کے گرد چادر لپیٹتے ضرغام خان کے ہاتھوں کو تھامتے سپاٹ لہجے میں کہا تو ضرغام خان کے دل میں ٹھیس سی اٹھی

سنجیدہ نظروں سے عقیدت کے خوبصورت چہرے کو دیکھتے اپنے خشک پڑتے ہونٹوں پر زبان پھیر کر انہیں تر کیا

Urdu Novel Book

سر جھٹک کر عقیدت کا ہاتھ اپنی سخت گرفت میں لے کر دروازا کھول کر باہر قدم رکھے ضرغام خان کے ہاتھ کی پر تپش گرفت میں اپنے ہاتھ کو قید دیکھ عقیدت کی آنکھیں بے ساختہ نم ہوئی

دل عجیب سے احساسات سے دوچار ہو رہا تھا۔

گلے میں آنسوؤں کا گولا سا اٹکتا محسوس ہوا

عقیدت کو شاہ حویلی کے پچھلے دروازے سے اندر بھیج کر ضرغام بے خیالی میں نجانے کتنی دیر شاہ حویلی کو دیکھتا رہا

Posted On Urdu Novel Book

"تمہارے نام سے منسوب ہوں۔مجھے مٹی یا کنارے کے حوالے مت کرنا۔اپنی گہرائیوں میں کہی چھپا لینا۔سمندر میں بہت سے راز دفن ہوتے ہیں۔تم بھی مجھے اک راز سمجھ کر خود میں کہی دفن کر لینا"۔عقیدت کے الفاظ کانوں میں گونجے تو ضرغام خان کو اپنا سانس سینے میں اٹکتا محسوس ہوا

اگر یہ الفاظ کسی جھوٹ کا حصہ تھے--- تب بھی ضرغام خان کی روح تک تڑپ گئی تھی۔

جسے ماننے سے وہ خود انکاری ہو رہا تھا۔

بری طرح اپنے لب کچلتے لمبے لمبے ڈنگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا

---

تمہیں اور پیسوں کی ضرورت ہو تو بلا جھجھک مجھ سے آکر مانگ لینا۔اور اگر کبھی میں حویلی نا ہوئی تو میری ملازمہ سے کہنا کے میں نے تمہیں پیسے دینے کے لیے بولا تھا وہ تمہیں دے دے گی۔مگر بیوقوفوں کی طرح پڑھائی چھوڑ کر مت بیٹھ جانا۔سلویٰ میں نے اپنے بیگ سے پیسے نکال کر سترہ سالہ ہما کو پکڑاتے ہوئے کہا

تو اس نے تشکر آمیز نظروں سے سلویٰ شاہ کو دیکھا

گاؤں میں حدائق شاہ کے کہنے پر بہرام نے سکول تعمیر کروایا تھا۔جہاں انٹر تک تعلیم دی جاتی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

جبکہ بہرام شاہ کا ارادہ اس تعلیمی نظام کو وسیع کرنے کا تھا کہ

گاؤں کے بچوں کو گریجویشن کے لیے گاؤں سے باہر نا جانا پڑے

گاؤں میں موجود سکول میں حوریہ اور سلویٰ ٹیچنگ بھی کرتی تھی۔۔حویلی میں کوئی کام تو ان کے پاس ہوتا نہیں تھا ہر کام کے لیے دس دس تو ملازم تھے۔۔۔

اسی لیے وہ سارا دن فضول بیٹھنے کی بجائے سکول آجاتی تھیں

ہما نے سلویٰ کی سٹوڈنٹ تھی اور اس نے انٹر اچھے نمبروں سے پاس کیا تھا۔

مگر مالی حالات کی وجہ سے وہ اپنی تعلیم جاری نہیں رکھ پا رہی تھی

آج سکول میں بریک ٹائم سلویٰ کو ہما کچھ بہن دکھی

ہما کے بارے میں استفسار کرنے پر جب اسے پتہ چلا کہ وہ پیسوں کی وجہ سے ایڈمیشن نہیں لے پارہی تو چھٹی کے بعد ہما سے ملنے گھر آگئی

بہت شکریہ آپی۔۔میں آپ کا یہ احسان کبھی نہیں بھولوں گی۔۔آگے پڑھنا میرا"۔۔ابھی ہما اپنی بات مکمل کرتی کہ سلویٰ اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی

احسان نہیں کیا میں نے اسے ادھار سمجھو۔۔جب پڑھ لکھ کر اپنے قدموں پر کھڑی ہو جاؤ تو اپنے ارگرد ان لوگوں کو تلاشنہ جو اس تعلیم سے محروم ہیں۔۔ اور پھر انہیں اتنا سہارہ دے دینا کہ وہ زمین سے اٹھ کھڑے ہو۔۔کھڑے ہو کر اپنے اردگرد کی دنیا کو دیکھے۔۔ان

Posted On Urdu Novel Book

میں اس دنیا کے ساتھ آگے بڑھنے کا جزبہ پیدا ہو جائے۔۔جب یہ کر لو تو سمجھ لینا میرا ادھار اتار دیا تم نے۔۔۔اب مجھے چلنا چاہئے ماں جی انتظار کر رہی ہوں گی"۔۔۔سنجیدہ لہجے میں کہہ کر ایک مسکراتی نظر ہما پر ڈال کر تیز تیز قدم لیتی اس کے گھر سے باہر نکلی

باہر نکل کر اس چھوٹی گلی میں نگاہ دوڑائی جس میں اس وقت کسی ذی روح کا نام و نشان تک نہیں تھا۔

گاؤں کی سبھی گلیاں کافی کھلی تھی۔۔۔مگر یہ گلی سب کی نسبت کافی تنگ تھی۔

اور گلی کے دونوں اطراف میں دو نالیاں تھی

اسی وجہ سے ڈرائیور گاڑی یہاں نہیں لا سکا

اپنی مہرون چادر کو کندھوں پر ٹھیک کر کہ دوپٹہ کو ماتھے تک سرکایا۔۔۔سر جھکائے تیز تیز قدم لیتی دائیں جانب بڑھی

کہ ایک دم ہی کسی چٹان سی چیز سے سر ٹکرایا تو سلویٰ کو دن میں اپنی آنکھوں کے آگے تارے نظر آگئے

ابھی وہ لڑکھڑا کر نیچے گرتی کہ کسی کی مضبوط بازوؤں نے سلویٰ کو اپنی گرفت میں سختی سے تھاما

________________

Posted On Urdu Novel Book

ارمغان خان جو اپنے دوستوں کے ساتھ میچ کھیلنے کے بعد ٹھیک سے باؤلنگ نا کروانے کی وجہ سے ان کی کٹ لگا کر ہاتھ میں گاڑی کی چابی گھماتا

ہیزل ہنی آنکھوں میں سن گلاسز لگائے مختلف گلیوں سے ہوتا( یہ ارمغان خان کی سوچ تھی کہ کسی کو مارنے کے بعد اس کا غصہ اسی طرح گلی گلی میں گھوم کر حویلی جانے تک ہی ٹھنڈا ہوتا ہے—اور اپنی اسی سوچ پر عمل کرتے وہ اب گھومتے تیسری گلی میں آچکا تھا—مگر اصل بات سے تو ضرغام ہی واقف تھا—یہ چکر غصہ کم کرنے کے لیے نہیں حویلی شکایت پہنچنے کی وجہ سے لگائے جاتے تھے - کیونکہ ان گلیوں میں گھوم کر حویلی پہنچتے تقریباً ایک گھنٹہ لگ جاتا تھا—

اور ایک گھنٹہ ارمغان خان بیٹھ کر انتظار نہیں کر سکتا تھا(

کہ تبھی سامنے سے آتی سلویٰ شاہ ارمغان خان سے ٹکرائی جس پر ارمغان نے ہڑبڑا کر پیچھے کو گرتی سلویٰ کو بازو سے تھام کر اپنی جانب کھینچا

"بسم اللہ—خان صدقے—یہ شہزادی کہاں سے راستہ بھٹک کر اس خان کی بانہوں میں آسمائی ہے"—شوخ لہجے میں اپنے حصار میں سختی سے آنکھیں میچے کھڑی سلویٰ شاہ کو دیکھ گھمبیر لہجے میں سرگوشی کی

Posted On Urdu Novel Book

خود کو محفوظ پا کر سلویٰ شاہ نے سکون کی سانس لی۔۔مگر اپنے چہرے کے بے حد نزدیک آگ سی تپش لیے سانسوں۔۔۔اور گھمبیر لہجے میں کی گئی سرگوشی کو سن پٹ سے آنکھیں کھولیں

سلویٰ کے آنکھیں کھلونے پر ارمغان خان کی آنکھوں سے زور دار تصادم ہوا

گرے گہری آنکھیں حیرت سے کھلی ہوئی تھی۔۔کھڑی ستواں ناک میں ڈائمنڈ کی نوز پن جگمگا رہی تھی۔۔گلابی بھرے بھرے ہونٹ سیٹی کی شیپ میں حیرت سے کھلے ہوئے تھے۔ نارنجی دوپٹے کے ہالے میں دمکتے خوبصورت چہرے پر سورج کی کرنیں اسے مزید دلکش بنا رہی تھی

Urdu Novel Book

بنا پلک جھپکائے محویت سے سلویٰ شاہ کے نقوش کو اپنی آنکھوں کے راستے دل میں اتارتا ارمغان خان سب کچھ فراموش کر چکا تھا

"چھوڑیں خان۔۔۔میرا بازو چھوڑیں ورنہ میں آپ کا سر پھاڑ دوں گی"۔۔۔وہ کب سے اس شخص کی سخت گرفت سے خود کو چھڑوانے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی

مگر وہ تو بے حس و حرکت ٹکٹکی باندھے سلویٰ شاہ کے خوبصورت چہرے میں کھویا ہوا تھا

سلویٰ نے ایک نظر بت بنے ارمغان خان کو دیکھا اور ایک نظر ارد گرد دیکھ

Posted On Urdu Novel Book

کسی کو وہاں موجود نا پا کر آگے کو جھک کر پوری شدت سے اپنے دانت ارمغان خان کے دائیں بازو میں گاڑھ دیئے

تکلیف کی شدت سے ارمغان خان کے گرد چھایا فسوں خیز طلسم ٹوٹا

ہڑبڑا کر سامنے دیکھا تو سلویٰ شاہ نہیں تھی

سامنے سے ہوتی نظریں اپنے بازو پر آئی تو آنکھوں میں چمک دوڑ گئی سلویٰ شاہ پوری شدت سے ارمغان خان کے بازو میں اپنے دانت گاڑھنے میں مصروف تھی

"دیکھو شہزادی یہ مت کرو۔۔۔میں کھسکا ہوا بندہ ہوں۔۔۔اس بات کو اپنے انداز میں لے گیا تو پھر تمہارے لیے ہی مشکل ہوگی۔۔۔تم پہلی ہی ملاقات میں ایسی پیار بڑھی نشانیاں دو گی۔۔۔تو پھر مجھ پر فرض ہوجائے گا زندگی بھر ان نشانیوں کو اپنے انداز میں تمہیں واپس لوٹانا"۔۔۔

ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دبا کر سنجیدہ لہجے میں کہا تو سلویٰ شاہ ایک ہی جھٹکے میں پیچھے ہوئی حیرت کی زیادتی سے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اپنے سامنے کھڑے اس نمونہ نما انسان کو دیکھا

" پیچھے ہٹیں مجھے گزرنا ہے"۔۔۔اپنے غصے پر حتی الامکان ضبط کر کہ سنجیدہ لہجے میں کہا تو ارمغان خان نے اپنے دونوں بازوں دائیں بائیں پھیلائے

Posted On Urdu Novel Book

"گزر جائیں شہزادی—یہ گاؤں بھی آپ کا اور یہ بندہ بھی آج سے آپ کا"—شوخ لہجے میں کہتے آخر میں منہ میں بڑبڑا کر کہا تو سلویٰ شاہ کی خونخوار نظروں کو دیکھ اپنے ہاتھ نیچے کیے

"آپ جائیں مگر کوشش کریں کے آئندہ اس وقت ان تنگ گلیوں میں نا آئیں—آپ کی اور میری بھلائی اسی میں ہے"—رستے سے ہٹتے سرد و سپاٹ لہجے میں کہا تو سلویٰ نے نا سمجھی سے ارمغان خان کے چہرے کو دیکھا

اور پھر سر جھٹک کر قدم آگے بڑھائے

Urdu Novel Book

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔ www.kitabnagri.xyz

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Posted On Urdu Novel Book
Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

یہ راستہ سکول سے ہو کر ان گلیوں سے گزرتا تھا—اور بہت سے آوارہ لڑکے لڑکیوں کے سکول سے چھٹی کے وقت یہاں کھڑے ہو جاتے تھے--- اور پھر ہر آتی جاتی لڑکی کو تنگ کرتے تھے

جس پر ارمغان خان کافی بار ان کی کٹ بھی لگا چکا تھا—

حتیٰ کہ بہرام شاہ نے سکول کے باہر گارڈز تعینات کیے ہوئے تھے

اور سکول کے رولز میں شامل کیا گیا تھا کہ جب تک بچی کو اس کا والد یا والدہ یا پھر اس کا بھائی لینے نا آئے اسے واپس جانے نا دیا جائے

مگر پھر بھی کبھی ایسا ہوتا تھا کہ کسی لڑکی کو اکیلے واپس آنا پڑتا تو یہ لڑکے اسے تنگ کرتے

اسی لیے ارمغان خان نے سلویٰ شاہ کو اس جانب آنے سے روکا

ارمغان خان چھوٹے چھوٹے قدم لیتا فاصلے سے دور جاتی سلویٰ شاہ کے پیچھے آرہا تھا

مگر سلویٰ شاہ کو حویلی کی گاڑی میں بیٹھتے دیکھ اپنی جگہ رک گیا

Posted On Urdu Novel Book

"یہ حور یہ نہیں ہے مطلب یہ بہرام شاہ کی بہن ـــ سلویٰ شاہ ہے۔۔لو جی سالے صاحب تو میرا قیمہ بنا دیں گے۔۔قیمہ سے یاد آیا چپلی کباب کھائے کافی دن نہیں ہو گئے ۔

شکر ہے ابھی دل سینے میں ہی ہے اس شہزادی کے قدموں میں نہیں رکھ دیا ورنہ معاملہ بگڑ جاتا۔۔کندھے آچکا کر سر جھٹکتے قدم واپسی کی جانب بڑھائے

مگر ہر اٹھتے قدم پر ارمغان خان کا دل سینے میں سر پٹک رہا تھا

روح میں بے چینی سی گھل گئی تھی

کیونکہ دل نا سہی ارمغان خان خود کو وہی کہی بہت پیچھے سلویٰ شاہ کے آگے ہار آیا تھا

"اففف پاگل شخص تھا۔۔اور میں نے بھی کیسے جنگلیوں کی طرح اسے کاٹ دیا۔۔کہی زیادہ گہرہ زخم نا ہوا ہو۔۔مگر وہ خان تھا۔۔خدا کرے وہ خان حویلی سے نا ہو۔۔

پہلے والوں کی نیا تو پار لگ نہیں رہی کہی میری بھی۔۔افف یا میرے اللہ میں کیا کیا سوچ رہی ہوں"۔۔گاڑی میں بیٹھے مسلسل خود سے باتیں کرتے اپنی ہی سوچوں پر خود کو ملامت کرتے ایک نظر پلٹ کر پیچھے دیکھا

مگر ارمغان خان تو کہی بہت پیچھے چھوٹ چکا تھا۔۔اتنی دور جہاں نا سلویٰ شاہ کی نظر جا سکتی تھی نا ہی سوچ۔۔دل پر عجیب سی کیفیت طاری ہونے لگی

نظریں مایوسی سے پلٹ کر اپنے ہاتھوں پر آن ٹکی

Posted On Urdu Novel Book

اپنے وجود سے اٹھتی ڈارک پرفیوم کی محسور کن خوشبو کو محسوس کر کہ سلویٰ شاہ کے ہونٹوں پر آسودہ سی مسکراہٹ رینگ گئی

"مجھے یقین ہے وہ خان حویلی سے نہیں ہوگا۔۔اگر وہ خان حویلی سے ہوتا تو یہاں ان تنگ گلیوں میں کیا کر رہا تھا۔۔یہ تو ان امیرزادے خانوں کی شان کے خلاف ہو گا نا۔۔"۔۔اپنی ہی سوچوں میں تانے بانے بنتی وہ یہ بھول گئی تھی

وہ بھی تو اپنی شان کے خلاف جاکر ان گلیوں میں کئی بار آتی تھی نا۔

صرف گلیوں میں نہیں ان کچے گھروں میں بھی تو جاتی رہتی تھی۔۔تو پھر وہ کیوں نہیں جا سکتے تھے

Urdu Novel Book

شاہ حویلی کے لوگوں کے علاوہ گاؤں والوں کے لیے تو وہ بہت رحم دل تھے---

ان کی مشکلوں میں ان کا ساتھ دینے والوں میں سے تھے

آنکھیں موند کر سر سیٹ کی پشت سے ٹکرایا تو آنکھوں کے پردے پر پٹھانی نقوش والا ارمغان خان کا چہرہ لہرا گیا

وہ شوخی اور شرارت کی چمک لیے کچھ سنجیدہ سی ہیزل ہنی آنکھیں - بھاری لہجے میں مٹھاس سی تاثیر یاد کر کہ سلویٰ کا دل بے ساختہ دھڑکا تو پٹ سے آنکھیں کھول دی

Posted On Urdu Novel Book

"کمبخت خان نہیں کوئی جادوگر ہی تھا۔۔کوئی مرد بھلا اتنا پیارا ہو سکتا ہے۔۔اور پھر اس کے لہجے میں اس قدر مٹھاس۔۔مجھے یقین ہے وہ غصے میں بھی بولتا ہوگا تب بھی اس کے الفاظ کانوں میں رس گھولتے ہوگے۔۔کمبخت جب پشتو بولے گا تو جان ہی لے لے گا۔

اپنی سوچ پر خود ہی مسکراتے آنکھیں دوبارا سے موند لیں

مگر اب کہی بھی ارمغان خان نہیں تھا۔۔بند آنکھوں کے آگے فقط اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔

---

میں اس شادی کے لیے راضی ہوں ماں۔۔آپ خان حویلی پیغام پہنچا دیں کہ وہ آکر تاریخ لے جائیں"۔۔عقیدت کے سادہ سے لہجے میں کہنے پر حلیمہ بیگم نے اسے حیرت سے دیکھا

انہیں بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ وہ اتنی جلدی مان جائے گی

انہیں تو لگا تھا کہ عقیدت کو منانا کافی مشکل ہوگا ان کے لیے

مگر اس نے تو کوئی بھی بحث کیے بنا ہاں کر دی تھی

اور عقیدت کی یہی ہاں اب حلیمہ بیگم کو بری طرح کھل تھی

"کیا مقصد ہے تمہارا اس ہاں کے پیچھے عقیدت۔۔مجھے سچ سچ بتاؤ تم کیا سوچ کر اتنی جلدی مان گئی ہو۔۔کیا چل رہا ہے تمہارے دماغ میں۔

Posted On Urdu Novel Book

اگر تم نے کچھ بھی فضول سوچا میں جان لے لوں گی تمہاری"۔۔۔حلیمہ بیگم کے غصے بھرے لہجے میں عقیدت ان کے قریب بیڈ سے اٹھ کر ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا کر بیٹھ گئی

"میرے دماغ میں کچھ نہیں چل رہا ماں۔۔۔میں سچ میں اس رشتے کے لیے راضی ہوں۔۔۔آپ بلاوجہ شک کرنا چھوڑ دیں۔۔۔اور جا کر شادی کی تیاریاں کریں"۔۔۔اپنے لمبے گھنے گولڈن بالوں میں برش پھیرتے سادہ لہجے میں جواب دیا تو حلیمہ بیگم نے گھور کر اپنی اس باغی اولاد کو دیکھا

"تم ضرغام یعنی اپنے شوہر کے مقابل آنا چاہتی ہو۔۔۔اپنے شوہر سے بدلا لینے کے لیے یہ سب کر رہی ہو۔۔۔تمہیں کوئی شرم حیا ہے عقیدت کہ نہیں۔۔۔اب تم اپنے شوہر سے لڑو گی۔۔۔میں تمہاری حرکتوں سے تنگ اچکی ہوں۔۔۔پہلے تمہاری بے جا ضد کی وجہ سے تمہیں ملک سے باہر بھیجا۔۔۔پھر تم نے بنا کسی کی اجازت لیے اپنا پروفیشن چوز کر لیا۔۔۔جس کے بارے میں ہمیں تمہیں ٹی وی کی اسکرین پر دیکھ کر پتہ چلتا ہے۔۔۔

اور اب تم شادی کے لیے اتنی آسانی سے مان گئی جیسے تم انتظار میں تھی کہ میں بات کرو اور تم اپنی رضامندی کا بتاؤ"۔۔۔حلیمہ بیگم اپنی جگہ سے اٹھ کر عقیدت کے قریب آتے اس کے ہاتھ سے برش جھپٹنے کے انداز میں لیتے ہوئے چلا کر کہا تو عقیدت نے گہری سانس فضا کے سپرد کی

Posted On Urdu Novel Book

"ضرغام خان سے میں تعلق توڑ بھی لوں مگر اس کا حوالہ ہمیشہ میرے نام سے جڑا رہے گا۔تعلق ٹوٹ جائے گا مگر حوالہ مرنے کے بعد بھی میری جان نہیں چھوڑے گا۔لوگ مجھے ضرغام خان کی پہلی بیوی یا منکوح کے نام سے ہی یاد رکھے گے۔میں ضرغام کو چھوڑ کر کسی دوسرے شخص سے شادی بھی کر لوں گی۔مگر یہ حوالہ سائے کی طرح میرا پیچھا کرتا رہے گا کہ میرا پہلا نکاح ضرغام خان سے ہوا تھا۔

ضرغام خان سے رشتہ نبھانا میرے لیے آسان ہے۔مگر اس سے ٹوٹے رشتے کا حوالہ لے کر جینا کافی مشکل ہو گا۔

میں جی نہیں پاؤ گی۔روز گھٹ گھٹ کہ مرنے سے بہتر ہے کہ میں ضرغام خان سے شادی کر کہ یا تو ایک ہی بار مر جاؤں یا پھر اس کا ساتھ مجھے ایک نئ زندگی دے دے۔

جب رسک لینا ہی ہے تو ضرغام خان کو چھوڑ کر ہی کیوں لوں۔یہ رسک اس کا ہاتھ تھام کر بھی تو لے سکتی ہوں۔اگر ضرغام خان سے تعلق توڑ کر بھی آگے کسی دوسرے شخص کے ساتھ اجڑنے یا بسنے کے ڈر میں رہنا ہے تو پھر ضرغام خان ہی کیوں نہیں۔

آپ مائیں بھی عجیب ہوتی ہیں۔اولاد کسی وجہ سے نا مانے تب نافرمان کے فتوے لگا دیتی ہیں - اگر بنا کوئی اعتراض کیے مان جائے تو تب بے یقینی لیے عدالت لگا کر کھڑی ہو جاتی ہیں۔

Posted On Urdu Novel Book

اگر میں اس وجہ سے انکار کر دیتی کہ وہ شخص میرے باپ کو قاتل سمجھتا ہے۔میرے بھائی کی جان کا دشمن ہے۔تب آپ کی سکرپٹ نصحیتوں اور نصیب کی بات کے لیکچر سے بھری ہوتی"۔سنجیدہ لہجے میں ایک ایک لفظ پر زور دیتے آخر میں سر جھٹکتے ہوئے کہا تو حلیمہ بیگم گہری نظروں سے عقیدت کے جھکے سر کو دیکھتی کمرے سے نکلتی چلی گئی

"افففف ان ماؤں کی آنکھوں میں نجانے کونسی ایکسرے مشین فٹ ہوتی ہے۔اتنا تو بندہ سوچتا بھی نہیں جہاں تک یہ دماغ کا ایکسرے کر کہ پہنچ جاتی ہیں۔حد ہی ہوگئی۔مجھے پورا یقین ہے میرا اتنا لمبا لیکچر بھی انہیں مطمئن نہیں کرسکا ہوگا۔سر جھٹکتے کھلے دروازے کو دیکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا

---

ایک ہی گاؤں میں اتنے قریب ہوتے ہوئے بھی وہ میلوں کے فاصلے پر تھے

اتنے سالوں بعد باپ کے شفقت بھرے ہاتھ کا لمس سر پر محسوس کر کہ حلیمہ بیگم پھوٹ پھوٹ کر رو پڑیں

جنہیں بامشکل چپ کروایا گیا تھا

Posted On Urdu Novel Book

شاہ حویلی کے لاونج میں دائرے کی صورت میں سیٹ کیے گئے صوفہ پر ایک جانب حلیمہ اور ثمرین بیگم بیٹھی تھیں

جن کے دائیں جانب سنگل صوفے پر بہرام شاہ نیلے رنگ کے شلوار کرتا میں سیاہ اجرک کندھوں پر پھیلائے

ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھا ہوا تھا

جبکہ دوسری جانب ولی خان کے ساتھ ارمغان خان سفید شلوار کرتا پہنے۔۔براؤن رنگ کی اجرک کندھوں پر پھیلائے

دائیں ہاتھ میں موبائل تھامے اور بائیں ہاتھ کی مٹھی بنا کر ہونٹوں پر رکھے بیٹھا تھا

خان حویلی سے ولی خان کہ ساتھ کوئی عورت نہیں آئی تھی

ان میں رواج تھا کہ رشتے کی بات پکی کرنے یا شادی کی تاریخ رکھنے گھر کے بڑے مرد حضرات جاتے تھے

یہ رسم کئی سالوں سے چلی آرہی تھی۔۔اور ولی خان کی موجودگی میں ابھی تک اس میں ردوبدل نہیں کیا گیا تھا مگر رشتے طے ہونے سے پہلے لڑکی کو دیکھنے کے لیے ایک خاتون ساتھ آتی تھی

اس کے علاوہ باقی مرد حضرات ہی جاتے---

Posted On Urdu Novel Book

خاتون کا کام لڑکی پسند کرنا ہوتا تھا باقی کے معاملات مرد ہی آپس میں دیکھتے تھے---

"ماضی کی یادیں جہاں خوشی کا باعث بنتی ہیں وہی بہت سے زخموں کو بھی ہرا کر دیتی ہیں۔ جو بھی ہوا اس پر افسوس یا دکھ کا اظہار ہی کیا جا سکتا ہے۔۔اس کے علاوہ نا ہم ماضی کو بدل سکتے ہیں اور نا ہی جانے والوں کو واپس لا سکتے ہیں۔

آج تک یہ بات میری سمجھ سے بالاتر ہے کہ شیر خان اور حدایت شاہ کے درمیان ایسا بھی کیا ہوا---کہ ایک دوسرے پر جان دینے والے اس موڑ پر آ گئے کہ بھائیوں جیسے یار کو اپنے ہاتھوں سے قتل کرنے پر مجبور ہوگئے---

خیر جو اللہ کو منظور۔۔مرنے والے یہ راز بھی ساتھ ہی لے گئے۔۔اب ہم کیا کر سکتے ہیں۔

اسی لیے میں نے فیصلہ کیا ہے۔۔بہت ہوگئی یہ دشمنی اب یہ خون خرابہ بند کیا جائے۔

جتنا ضرغام خان مجھے عزیز ہے اس قدر ہی حدائق شاہ میرے لیے اہمیت رکھتا ہے۔

میں نہیں چاہتا ہے کہ میرا پوتا اور نواسا ایک دوسرے کی جان کے دشمن بنے۔

اسی لیے میں نے ان کے پاؤں سے نفرت اور دشمنی کی زنجیروں کو توڑ کر انہیں شادی جیسے پاک رشتے میں باندھنے کا فیصلہ کیا ہے۔

رشتے مضبوط ہوگے۔۔ایک دوسرے کے قریب رہ کر ایک دوسرے کو جانے گے سمجھے گے۔۔تو یہ رنجشیں بھی ختم ہو جائیں گی۔

Posted On Urdu Novel Book

اب وقت ضائع کیے بغیر اس مہینے کی کوئی تاریخ ہمیں دو۔۔تا کہ ہم جلد از جلد اپنی بیٹیوں کو اپنے گھر لے جائیں"--- ولی خان کے با رعب ٹھہرے لہجے میں کی گئی بات پر ثمرین بیگم اور حلیمہ بیگم کو چپ ہی لگ گئی

وہ جو دونوں سوچیں بیٹھی تھی کہ وہ گلے شکوے کرے گی۔۔تھوڑا وقت مانگے گی مگر ولی خان کے سنجیدہ چہرے کو دیکھ دونوں کی زبان تالو سے چپک چکی تھی

" آپ کی بات بجا ہے داجی۔۔مگر کیا گارنٹی ہے کہ میری بہنوں کو اس گھر میں وہی عزت اور مان دیا جائے گا جو خان خاندان کی دوسری بہوؤں کو دیا جاتا ہے---

کیا گارنٹی ہے کہ وہ دونوں وہاں خوش رہیں گی۔۔ضرغام یا عائث کا سلوک ان کے ساتھ ٹھیک ہو گا۔

وہ دونوں مجھ سے یا حدائق سے کسی بھی لڑائی کی بنا پر عقیدت اور حوریہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گے۔

ہمارے سروں پر باپ نہیں ہے داجی۔۔۔ورنہ میں یہ بات آپ سے کبھی نا کرتا۔

بہن بیٹیوں کی زندگی کا سوال ہو تو ایسے وسوسے دل میں ڈیرہ جما لیتے ہیں۔

میری بہنیں کمزور یا بے بس نہیں ہے کہ اپنے حق کے لیے آواز نا اٹھا سکے۔۔مگر میں پھر بھی آپ کے منہ سے سن کر اطمینان کرنا چاہتا ہوں۔

Posted On Urdu Novel Book

آپ بڑے ہیں۔۔اتنی دشمنی کے باوجود بھی شادی کی بات کر رہے ہیں۔۔تو آپ نے کچھ سوچا ہی ہو گا نا۔۔بزرگوں کی تو دور اندیشی بھی مستقبل کا پتہ دے دیتی ہے۔

آپ نے بھی تو کچھ دیکھ کر ہی یہ فیصلہ کیا ہو گا۔

اور ویسے بھی میں نہیں چاہتا کہ اس دشمنی کو ختم کرنے کے لیے میں اپنی بہنوں کو ڈھال بناؤ۔۔میں نہیں چاہتا کہ کوئی بھی فیصلہ جلد بازی میں ہو کہ اس کا انجام پر ہمیں پچھتانا پڑے"--- اپنی کہنیاں گھٹنوں پر رکھ کر آگے کو جھکتے سنجیدہ چہرے مگر مسکراتی آنکھوں سے استفسار کیا تو داجی کا قہقہہ بے ساختہ تھا

"ٹھیک سمجھے ہو برخوردار میری دور اندیشی مستقبل دیکھ چکی ہے۔ مگر میں مستقبل کے علاوہ تمہیں حال کا چھپا ہوا راز بتاتا ہوں۔

میرے دونوں پوتے بہت محبت کرتے ہیں تمہاری بہنوں سے۔۔میں یہ فیصلہ نا لیتا تو وہ شاید ساری زندگی خود سے نا کہتے۔

مگر نا وہ خود کبھی اور کے ہوتے اور نا ان بچیوں کو کسی اور کے ہونے دیتے۔۔ہم نے دینا دیکھی ہے--- اور یہ

ہمارے ہی ہاتھوں میں پل کر بڑھے ہونے والے۔۔سمجھتے ہیں کہ ہم سے چھپا لیں گے۔

Posted On Urdu Novel Book

رہی بات پچھتانے کی تو تم بے فکر کو جاؤ بہرام شاہ--- میرے ہوتے دنیا کی ساری خوشیاں تمہاری بہنوں کے قدموں میں لا کر ڈھیر کر دے گے۔۔۔ اگر میں نا بھی رہوں تم جب بھی اپنی بہنوں کو خوش دیکھ کر مجھے ضرور یاد کرو گے"۔۔۔ولی خان نے مدھم قہقہہ لگا کر کہا تو بہرام شاہ کے مونچھوں تلے عنابی ہونٹوں پر تبسم بکھر گیا

جبکہ حلیمہ بیگم نے اپنی نم ہوتی آنکھوں کو دوپٹے کے پلو سے صاف کر کہ ملازمہ کو کھانا کھانے کا اشارہ کیا

"اللہ آپ کو سلامت رکھے۔۔۔ اور میری دعا ہے کہ آپ خود انہیں ایک ساتھ خوش دیکھ کر مجھ سے کہے کہ دیکھو بہرام شاہ میں نے کہا تھا نا۔۔۔اور اج دیکھ لو میرا فیصلہ کس قدر سچ ثابت ہوا ہے"۔۔۔بہرام شاہ نے صوفے کی پشت سے سر ٹکاتے مسرور لہجے میں کہہ کر ایک نظر لاونج میں نظر گھماتے ارمغان خان کو دیکھا

جو جب سے آیا تھا بے چین نظر آرہا تھا۔۔۔ اپنی دائیں ٹانگ کو مسلسل ہلاتا اردگرد متلاشی نگاہوں کو گھما رہا تھا

"آپ لوگ باتیں کریں۔۔۔میں ذرا ارمغان خان کو حویلی دکھا کر لاتا ہوں"۔۔۔بہرام شاہ کے سنجیدہ لہجے پر ارمغان خان نے گڑبڑا کر اسے دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

ابھی وہ کوئی بہانہ بنا پاتا اس سے پہلے ہی بہرام اسے بازو سے تھام کر ڈرائنگ روم سے نکلتا لاونج سے گزر کر حویلی کی راہداریوں سے ہوتا
حویلی کے اندرونی حصے سے نکل کر بیک سائیڈ پر بنے گرین ہاؤس میں داخل ہوا
جہاں افوائٹ کلر کے تین سنگل صوفہ جن پر لائٹ پیرٹ اور اورنج کامبینیشن کے کشنز پڑے تھے---صوفہ کے درمیان آف وائٹ ہی ٹیبل موجود تھا۔
ٹیبل پر رکھے واس میں گرین ہاوس میں لگے خوبصورت پھولوں کو توڑ کر سجایا گیا تھا۔
جبکہ دائیں جانب بیلوں سے چھپی دیوار کے آگے رنگے برنگے پنجروں میں خوبصورت طوطے قید تھے
جبکہ درمیان میں دائرے کی شکل کا بنا فاؤنٹین اس کی خوبصورتی میں چار چاند لگا رہا تھا
نظریں فاؤنٹین سے ہوتی سامنے بنے بڑے پنجرے پر گئی جہاں شیر اپنی فیملی کے ساتھ بیٹھا گھور کر ارمغان خان کو دیکھ رہا تھا
"ایسا کیا کھو گیا تھا ارمغان خان جسے تم اتنی بے چینی سے تلاش رہے تھے"---بہرام شاہ کے ہاتھ کو اپنے کندھے پر محسوس کر کہ ارمغان خان نے سنجیدہ نظروں سے بہرام شاہ کو دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

"ابھی ایسا وقت نہیں آیا کہ ارمغان خان سے اس کا کچھ کھو جائے۔۔اگر کبھی ایسا ہوا بھی بہرام لالا تو تب میں ہاتھ پہ ہاتھ دھڑے بیٹھو گا نہیں--- بلکہ پوری دنیا الٹ کر رکھ دوں گا۔۔ویسے تو ایسی نوبت کبھی نہیں آئے گی کہ ارمغان خان سے کچھ کھو جائے۔۔کیونکہ ارمغان خان اپنی چیزوں اور لوگوں کی حفاظت کرنا بہت اچھے سے جانتا ہے"۔۔سنجیدہ لہجے میں کہہ کر بہرام کا ہاتھ اپنے کندھے سے ہٹا کر صوفے پر جا کر بیٹھ گیا

" امپریسو۔۔مجھے تو لگا تھا صرف ضرغام خان میں ہی اتنا حوصلہ ہے کہ دشمن کے علاقے میں اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے للکار سکے۔۔مگر چھوٹے لڑکے تم بھی کم نہیں"۔۔ارمغان خان کے سامنے بیٹھتے مسکرا کر کہا تو ارمغان خان کے ہونٹوں پر بھی تبسم بکھر گیا

"بندے کا جگرہ مضبوط ہونا چاہیے پھر کیا دشمن کا علاقہ کیا سرحد"۔۔ارمغان خان نے سر جھٹک کر کندھے آچکا کر کہا تو بہرام شاہ نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا

"ویسے بھی آپ کونسا اب سے دشمن رہے گے۔۔میرے بھائی کے ہونے والا سالا جی ہیں۔۔میری بھابھیوں کے بھائی اور ویسے بھی عمر میں بڑھے۔۔آپ کی عزت تو مجھ پر فرض ہے۔۔

Posted On Urdu Novel Book

مگر عزت تب تک جب تک آپ میری بھابیوں کے بھائی اور میرے بھائیوں کے سالا بن کر رہے گے۔۔مگر کبھی جو آپ نے سالا گیری کر کہ کوئی چال چلنے کی کوشش کی۔۔تو یاد رکھیئے گا میں تو فارغ بندہ ہوں۔

اور اپنے فارغ وقت میں لوگوں کے دماغ سیٹ اور حالت خراب کرنا میرا شوق ہے۔۔۔اور پھر شوق کا تو کوئی مول نہیں۔۔۔اور ویسے بھی مول ڈالنا خان کی شان کے خلاف ہے"۔۔۔ کُرتے کی جیب سے ببل نکال کر ایک بہرام کی طرف اچھالتے اور ایک اپنے منہ میں ڈالتے چہرے پر معنی خیز مسکراہٹ لیے آنکھ دبا کر کہا تو ارمغان خان کی اس حرکت پر بہرام شاہ کا دلکش قہقہہ ٹھنڈی پرسکون فضا میں گونجا

"تم بھی جب تک میری بہنوں کے اچھے دیور بن کر رہو گے۔۔۔اور تمہارے بھائی اچھے شوہر۔۔۔تب تک تم بھی میرے چھوٹے بھائیوں جیسے ہو۔۔۔ورنہ دوسری صورت میں بندہ سیٹ کرنا کیا۔۔۔اس کے انجر پنجر کو توڑ مڑوڑ کر اپنی مرضی کی شکل میں ڈھالنا بھی اچھے سے جانتا ہوں۔۔۔

اور رہی مول کی بات تو میری بہنیں بہت انمول ہیں۔۔۔ان کا بے مول ہونا بہرام شاہ کو کسی صورت قبول نہیں۔

Posted On Urdu Novel Book

اگر ان کے ساتھ کسی بھی طرح کا برا سلوک ہوا تو ایسا مول ڈالوں گا کہ ردی کہ بھاؤ بھی کوئی نہیں خریدے گا۔

سمجھ آئی چھوٹے خان"۔۔۔سرو سپاٹ لہجے میں جواب دیتے اٹھ کر ارمغان خان کے قریب کھڑے ہو کر

اپنے دائیں ہاتھ سے ارمغان خان کے بال بگاڑیں تو ارمغان خان نے بہرام شاہ کے طنز کے تیر ڈبو ڈبو کر مارنے پر گہری سانس فضا کے سپرد کر کہ سر اثبات میں ہلایا

"آپ بھائی ہیں۔۔اپنے گھر کی عزت اور آنگن کی رونق دے رہے ہیں۔۔آپ کا حق بنتا ہے۔۔میں کچھ کہہ نہیں سکتا۔۔مگر وعدہ ضرور کرتا ہوں کہ میرے ہوتے آپ کہ بہنوں پر آنچ بھی نہیں آئے گی۔۔جس عزت سے لے کر جائیں گے اسی عزت سے رکھے گے بھی۔۔یہ خان کی زبان ہے اور خان جان سے تو جا سکتا ہے اپنی زبان سے نہیں"۔۔۔سنجیدہ لہجے میں کہتے قدم پنجرے کی جانب بڑھا کر گھٹنوں کے بل پنجرے کہ آگے بیٹھ گیا

"بس یہی تسلی چاہیے تھی۔۔تم یہی کر دینا باقی ان میاں بیوی کے اپنے جو بھی مسائل ہوئے وہ خود ہی نمٹ لیں گے۔۔۔ورنہ تم لوگوں کے داجی اور ہماری مائیں بیٹھی ہیں نا کان کھینچنے کو۔۔"۔۔۔ارمغان کے ساتھ ہی زمین پر بیٹھتے پنجرے میں بنی لوہے کی سلاخوں سے ہاتھ اندر کر کہ شیر کہ سر پر ہاتھ پھیرتے جواب دیا تو ارمغان خان نے سر اثبات میں ہلایا

Posted On Urdu Novel Book

"کچھ سال پہلے شکار کے لیے گیا تھا تو یہ زخمی حالت میں ملا۔۔تب واپسی کے لیے نکل رہا تھا میں تو اسے بھی ساتھ لے آیا۔۔پھر حوریہ اور سلویٰ کے کہنے پر اسے یہی رکھ لیا۔۔تھوڑا ٹھیک ہوا تو انہیں شیر کے بچے چاہیئے تھے۔۔۔ پھر بچوں کے چکر میں شیر کے لیے بیوی بھی پانی پڑی اور اب بچے بھی آگئے رونق لگانے۔۔بہرام شاہ کے بتانے پر سلوی شاہ کے ذکر پر ارمغان خان کا دل بے ساختہ دھڑکا

محظ سر ہلانے پر اکتفا کیا اور اٹھ کھڑا ہوا

"چلے پھر بعد میں ہوتی ہے ملاقات۔۔عصر کا وقت بھی ہو گیا ہے۔۔ داجی گھر نماز نہیں پڑھتے اگر وقت گزر گیا تو میری شامت آجانی"۔۔گھڑی پر وقت دیکھتے ہوئے کہا تو بہرام شاہ نے بھی قدم اندر کی جانب بڑھائے

میں بھی مسجد کے لیے ہی نکل رہا ہوں۔۔پانچ منٹ انتظار کرنا میں آتا ہوں۔۔ارمغان خان کو ڈرائنگ روم کے دروازے کے باہر چھوڑتے کہا تو ارمغان سر ہلا کر اندر داخل ہو گیا۔۔ جبکہ بہرام موبائل پر کسی کو کال ملاتا اپنے کمرے میں چلا گیا

---------------

جی کہے ماں جی کیا کہنا تھا آپ نے۔۔پلوشہ نے سر پر لیے دوپٹے کو ٹھیک کرتے نرم لہجے میں پوچھا تو مقدس بیگم نے بغور اپنی بیٹی کے معصوم چہرے کو دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

موٹی نیلی آنکھیں۔۔چھوٹی سی ناک۔۔بھرے بھرے گلابی گال۔۔گلاب کی پنکھڑیوں جیسے چھوٹے سے نرم ہونٹ۔۔خوبصورت پٹھانی نقوش والے چہرے کے گرد جھولتی چاکلیٹ براؤن بالوں کی آوارہ لٹے جو چاند سے چہرے کا احاطہ کیے ہوئے تھیں۔

چہرے کی معصومیت اور آنکھوں کی چمک دیکھ انسان یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا تھا کہ وہ کسی اور دنیا کی شہزادی تو نہیں جو رستہ بھٹک کر یہاں آگئ

کبھی کبھی تو مقدس بیگم کو بھی شک گزرتا تھا کہ ان کی بیٹی اس قدر معصوم اور بیوقوف کیسے ہو سکتی ہے

انہیں نا ضرغام خان سے محبت تھی نا ہی پلوشہ خان سے۔

انہیں صرف اس عیش و عشرت والی زندگی سے محبت تھی۔۔اس دولت اور شان و شوکت کا حوس تھی

اولاد ہونے کے باوجود۔۔خوبصورت بیوی ہونے کے باوجود ان کے شوہر نے دوسری شادی کر لی۔

اور یہی بات ان کے دل میں اپنے بچوں کے لیے نفرت پیدا کر گئ

جس کا اظہار کبھی انہوں نے لفظوں سے تو نہیں کیا

مگر ہر وہ چال چلی جس سے وہ اپنے شوہر کی بیوفائی کا بدلہ اس کی اولاد سے لے سکے

Posted On Urdu Novel Book

اور آخر میں یہ ساری دولت ان کے ہاتھ میں اجائے

"یہاں بیٹھو اور میری بار غور سے سنو"۔۔۔پلوشہ کا ہاتھ تھام کر بیڈ پر اپنے قریب بٹھاتے ہوئے کہا تو پلوشہ نے نا سمجھی کی کیفیت میں مقدس بیگم کو دیکھا

"تم جانتی تو ہو کہ تمہارے دادا آج تمہارے بھائیوں کی شادی کی تاریخ لینے گئے ہیں۔۔"۔۔۔ مقدس بیگم کے تمہید باندھنے پر پلوشہ نے اپنی موٹی موٹی آنکھوں میں نا سمجھی لیے انہیں دیکھا

"میں اس رشتے کے خلاف نہیں تھی۔۔اور تم بھی تو جانتی ہو کہ یہ خان دشمنی میں کس حد تک جا سکتے ہیں۔۔۔یہ شادی دشمنیاں ختم کرنے کے لیے نہیں۔۔بلکہ حدائق شاہ کی بہنوں سے بدلہ لینے کے لیے ہے۔۔انہیں یہاں لا کر ان پر ظلم کرنے کے لیے۔۔شاہو کی عزتوں کو روندنے کے لیے یہ سب کر رہے ہیں۔۔۔ورنہ تم بتاؤ جتنا تمہارا لالا نفرت کرتا تھا عقیدت سے وہ کیوں اتنی آسانی سے مان گیا۔۔میرے انکار کہ وجہ بھی یہی تھی۔

میں نہیں چاہتی تھی کہ ان معصوم بچیوں کے ساتھ کوئی ظلم ہو مگر یہاں مجھے سمجھتا ہی کون ہے"۔۔۔مگر مچھ کے آنسو بہاتے پلوشہ خان کی پھٹی پھٹی آنکھوں میں تمسخر سے دیکھتے کہا تو پلوشہ خان کا سر بے ساختہ نفی میں ہلا

Posted On Urdu
Novel Book
اسلام علیکم!
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو
آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔ www.kitabnagri.xyz
اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو
ابھی ای میل کریں۔
knofficial9@gmail.com
آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کرسکتے ہیں۔
Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

"نن۔۔۔نہیں ماں جی آپ کو غلط فہمی ہوئی ہوگی۔۔۔لالا خود نے رضامندی دی -- مم۔۔۔میرے سامنے بھی ہاں کہا۔۔۔وہ خوش ہے"۔۔۔پلوشہ کو سمجھ ث آرہا تھا کہ وہ کیسے اپنی بات کہے۔
اس نے اپنے بھائی کی آنکھوں میں محبت و خوشی کے ملے جلے تاثرات کو دیکھا تھا

Posted On Urdu Novel Book

ہاں وہ عقیدت سے نفرت کا اظہار کرتا تھا۔مگر نا اس کے لفظوں میں حقارت ہوتی تھی نا آنکھوں میں۔۔اور نا ہی وہ کسی اور کے منہ سے عقیدت کے خلاف ایک لفظ سنتا تھا

وہ تو عقیدت کا نام کسی اور کے منہ سے سن کر مرنے مارنے پر آجاتا تھا وہ ایسا کیسے کر سکتا تھا۔

"تم بہت بھولی ہو یہ سب چال ہے۔۔ورنہ تم بھی تو حدائق شاہ کی منگ ہو۔۔تمہاری شادی کی بات کیوں نہیں کی۔۔ان سب نے جال بنا ہے۔۔عقید تاعر حوریہ کو بیاہ کر لانے کے بعد حدائق شاہ کو مروانے کا۔۔اگر اس نے تمہارا نام بھی لیا تو تمہارے بھائی اسے چیر کر رکھ دے گے۔۔اسی لیے تو حدائق کے آنے سے پہلے شادی کر رہے ہیں۔۔ نا اس سے رابطہ ہو رہا ہے۔۔اور ان لوگوں کو بہانا مل گیا۔۔اس کی لاعلمی میں بہنوں کی شادی اور تمہارا نام لینے پر حدائق شاہ کا قتل"۔۔مقدس بیگم کے ایک ایک لفظ پر پلوشہ کو اپنی جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی

آنسو لڑیوں کی مانند رخسار پر بہہ رہے تھے۔۔نیلی آنکھوں میں سرخی مائل ہونے لگی۔۔۔

ہونٹ بری سے کچھ کہنے کی چاہ میں پھرپھرانے لگے

"نن۔۔نہیں ماں پل۔۔پلیز روک لیں۔۔لالا کو کہے نن۔۔نا مارے مم۔۔میرے حدائق کو۔۔وہ تو مم۔۔مجھے بھول بھی گئے ہوگے۔۔مم۔۔میں تو یاد بھی نن۔۔نہیں ہوگی۔۔وہ نن۔۔نہیں

Posted On Urdu Novel Book

لے گے میرا نام۔۔بس لالا کو روک دیں"۔۔بیڈ سے نیچے اتر کر مقدس بیگم کے قدموں میں بیٹھتے ہچکیوں سے روتے ہوئے التجائیہ لہجے میں کہا تھا مقدس بیگم کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ رینگ گئی

"ہاں میری بچی میں جانتی ہوں۔۔ماں ہو کر کیسے بیٹی کے دل کے حال سے ناواقف ہو سکتی ہوں۔۔مگر یہ سب بہت ظالم ہیں۔۔حدائق شاہ باہر رہنا والا مرد ہے۔۔اور باہر والے مرد جتنے عیاش باہر ہوتے ہیں اتنے ہی غیرت مند اپنے گھر کی چار دیواری میں بنتے ہیں۔۔اپنی منگ یا اپنے نام سے جڑی عورت کو مار تو سکتے مگر چھوڑ نہیں سکتے وہ تمہارا مطالبہ ضرور کرے گا۔۔۔

Urdu Novel Book

اگر تم سچ میں حدائق شاہ کو چاہتی ہو۔۔اس کی زندگی بچانا چاہتی ہو۔۔تو تمہیں وہ کرنا ہو گا جو میں کہوں گی - اپنی زبان پر قائم رہنا ہو گا - پھر نا حدائق شاہ تمہیں مانگ سکے گا۔۔اور نا تمہارے لالا لوگ اسے کچھ کہہ سکے گے۔۔بولو مانو گی نا میری بات اپنے حدائق شاہ کو بچانے کے لیے"۔۔لہجے میں ہمدردی سموئے پلوشہ خان کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا تو وہ بچاری پھر پھرا بھی نا سکی

سسکیوں سے روتے سر اثبات میں ہلایا تو مقدس بیگم کے ہونٹوں پر زہر خند مسکراہٹ رینگ گئی

Posted On Urdu Novel Book

پلوشہ خان کو اپنے گلے سے لگائے اس کے کانوں میں اپنے الفاظ کا صور پھونکنا شروع کیا تو

پلوشہ کا دل کیا

کہ اس سے پہلے اس کی سانسوں کی ڈوری ٹوٹ جائے

"جس شخص کو نا دیکھا تھا نا جانا تھا۔۔بس بے پناہ بغیر کسی غرض کے چاہا تھا۔۔جس کے ساتھ

کے خواب دن رات دیکھے۔

ہاں یہ سچ تھا کہ پلوشہ خان کی معصوم محبت اس کے خوابوں کی دنیا میں ہی دم توڑنے والی

تھی۔

اسے حدائق شاہ کا ساتھ حقیقت کا روپ نہیں دینے والا تھا۔

پلوشہ خان کی معصوم محبت خوابوں کی بھول بھلیوں میں بھٹکتی حقیقت کا رستہ تلاش کرتی وہی

تھک ہار کر دم توڑنے والی تھی"

-------------

نائٹ کلب میں تیز میوزک کی آواز گونج رہی تھی۔

رنگ برنگی لائٹس۔۔۔اور ماحول میں پھیلی دلفریب خوشبو فضا کو فسوں خیز بنا رہی تھی

وہاں موجود جوان لڑکے اور لڑکیاں نشے میں چور بہکے قدموں سے درمیان میں بنے سٹیج پر

ڈانس کرنے میں مصروف تھے

Posted On Urdu Novel Book

وہاں موجود امیر ماں باپ کے پیسوں پر پلنے والے نوجوان اپنے ماں باپ کی دولت اور عزت لٹانے میں مصروف تھے اور کچھ امیر زادے بزنس اور شوبز کی دنیا سے تعلق رکھنے والے اپنی عیاشی میں مصروف تھے

کاؤنٹر کے دائیں جانب اوپر جاتی سیڑھیوں کے قریب دائیں جانب کونے میں موجود صوفے پر ایک شخص سپاٹ چہرہ لیے ان جگمگاتی روشنیوں میں نظر آتے چہروں کو دیکھ رہا تھا

"ہم یہاں انجوائے کرنے آئیں تھے شاہ۔۔اور تم ہمیشہ کی طرح یوں اکیلے بیٹھے ہو۔۔ڈیٹس نوٹ فیئر یار۔۔تم ہر بار آ تو جاتے ہو۔۔مگر ہم سب کے ساتھ ہوتے ہوئے بھی رہتے تنہا ہی ہو"۔۔شہباز لاشاری نے سر جھٹکتے شراب کا گلاس ہونٹوں سے لگاتے ہوئے کہا تو صوفے کی پشت پر اپنے دونوں ہاتھ ٹکائے۔۔مسٹرڈ کلر کی شرٹ پر براؤن پینٹ اور براؤن ہی لانگ کوٹ پہنے۔۔اپنی گہری رات سی پر سرار سیاہ آنکھوں میں وحشت لیے سامنے موجود شخص کو ناگوار نظروں سے دیکھا

"تمہیں پتہ ہے انسان سب سے زیادہ آزاد کہاں ہوتا ہے۔۔بالاج شاہ کے سرد و سپاٹ لہجے پر شہباز لاشاری نے پر سوچ لہجے میں اسے دیکھا

"اپنے ملک میں۔۔یا اپنے گھر میں"۔۔کندھے آچکا کر جواب دیا تو بالاج شاہ کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ رینگ گئی

Posted On Urdu Novel Book

"نہیں۔۔انسان سب سے زیادہ آزاد اپنی تنہائی میں ہوتا ہے۔۔تنہائی سے زیادہ آزادی انسان کو کہی نہیں مل سکتی۔۔تنہائی اپ کو اپنے اصل سے ملوا دیتی ہے۔۔کوئی نیک اعمال والا بندہ ہو تو اسے رب سے ملوا دیتی ہے۔۔ہم تو ٹھہرے گنہگار آج تک صرف خود سے ہی مل سکے ہیں۔۔

تنہائی آپ پر آگاہی کے در کھول دیتی ہے۔۔آپ وہ بھی جاننے لگتے ہیں جو کبھی سوچا بھی نہیں ہوتا۔۔

تنہائی کو آپ اپنی پسند میں ڈھال سکتے ہیں۔۔تنہائی آپ کے اندر موجود سب ڈر اور وسوسوں کو نکال پھینکتی ہیں۔۔تنہائی میں کسی کے کھوجانے کا ڈر نہیں ہوتا۔۔آپ ہوتے ہیں اور آپ کے ساتھ آپ کی تنہائی جو آپ کی پابند ہوتی ہیں۔۔آپ کی مرضی کے بغیر آپ کو چھوڑ نہیں سکتی"۔۔ٹھہرے لہجے میں کہتے لائٹر کا شعلہ جلا کر ہونٹوں میں سگار رکھ کر سلگایا تو شہباز لاشاری کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

"تم باتیں بہت گہری کرتے ہو۔۔اور اسی گہرائی سے دلوں میں اتر جاتے۔۔اسی لیے یہ دل کمینہ کتوں والی کرواکر بھی تمہارے ساتھ رہنے ہر مجبور کرتا ہے"۔۔بالاج شاہ کے پیچھے تیز تیز قدم لیتے پارکنگ میں داخل ہوتے ہوئے کہا تو بالاج شاہ نے تاسف سے اپنا سر ہلایا

Posted On Urdu Novel Book

"ایکسکیوزمی—از اٹ بہرام شاہ--- او مائے گڈنس—میں کب سے آپ سے ملنا چاہتی تھی"—شراب سے دھت لڑکھڑاتے قدموں سے اپنی جانب آتی لڑکی کو دیکھ بالاج شاہ نے ناگواری سے نظروں کا رخ پھیرا

وہ دونوں بھائی جڑواں نا ہونے کے باوجود بھی اس قدر مشابہت رکھتے تھے کہ کوئی اگر پہلی بار دیکھتا تو انہیں جڑواں ہی سمجھتا—

اسی لیے کبھی جو بالاج شاہ کی میٹنگ ہوتی تو بہرام شاہ اس کی جگہ چلا جاتا تو پہلی دوسری بار ملنے والے اسے پہچان نا پاتے

"تم اسے یہاں سے ہٹانے والے ہو یا میں اٹھا کر کسی گاڑی کے نیچے پھینکا"—لڑکی کی نازیبا ڈریسنگ دیکھ بالاج شاہ کا میٹر پل میں گھوما تھا

پھنکارتے ہوئے اپنے پیچھے کھڑے شہباز لاشاری کو کہا تو وہ بچارا ہڑبڑا کر آگے بڑھا

مگر اس سے پہلے ہی وہ لڑکی ڈگمگاتے ہوئے بالاج شاہ کے قریب آتے اس کا کوٹ مٹھی میں دبوچ چکی تھی

"کتنا ڈھونڈا میں نے—مگر کہی نہیں ملے—ایک جھلک دیکھی اور تب"—ابھی وہ لڑکی بات مکمل کرتی کہ بالاج شاہ نے اس کی گردن دبوچ کر اسے خود سے فاصلے پر کیا

"بہرام شاہ نہیں۔۔۔بے رحم شاہ ہوں میں۔۔۔اب اگر میرے قریب آنے کی غلطی کی تو ٹکڑے ٹکڑے کر کہ کتوں کے آگے ڈال دوں گا۔۔۔حد میں رہو۔۔۔ اگر میرا میٹر گھوم گیا نا۔۔۔تمہارے ملک کی سرحد پر قبر خود کر زندہ دفن کر دوں گا"۔۔۔ایک ہی جھٹکے میں خود سے دور دھکیلتے غرا کر کہا

ایک خونخوار نظر شہاز لاشاری کے ڈرے چہرے پر ڈال کر ایک غلط نگاہ بھی اس لڑکی کی طرف دیکھے بغیر وہاں سے نکلتا چلا گیا

---

استنبول کے مشہور علاقے میں اپنے لیکثری اپارٹمنٹ کے ٹیرس پر کھڑا۔۔۔نظریں ستاروں سے بھرے آسمان پر ٹکائے بالاج شاہ اپنی سوچوں میں گم تھا

یخ بستہ چلتی ٹھنڈی ہواؤں میں وہ شرٹ لیس بے حس و حرکت کھڑا تھا

آنکھوں کی سرخی میں پل پل اضافہ ہو رہا تھا

"ضمیر بھی بڑی کتی چیز ہے۔۔۔جب سویا رہے تو پرواہ تک نہیں کرتا کہ جس وجود کا وہ حصہ ہے وہ انسان سے حیوان اور پھر شیطان بنتا جا رہا ہے۔۔۔اور جب جاگ جائے تو چھوٹی چھوٹی غطیوں پر بھی ناگ کی طرح ڈسنا شروع کر دیتا ہے۔۔۔نا رات کو سونے دیتا ہے نا دن چین کو لینے دیتا ہے۔۔

انجانے میں ہوئی غلطیاں بھی گلے کا طوق بن جاتی ہیں۔

آئینے میں عکس کی جگہ آپ کو آپ کے گناہوں اور غلطیوں کی جھلک دکھانا شروع کر دیتا ہے"۔۔تلخی سے مسکراتے آسمان سے نظریں ہٹا کر سر جھٹکتے قدم پیچھے لیتے روم میں داخل ہو گیا

" بب۔۔بالاج چائے آپ کی"۔۔۔ حوریہ شاہ نے کپکپاتے ہاتھوں سے چائے کا کپ سٹڈی ٹیبل پر بیٹھے بالاج شاہ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا

تو حوریہ کی آواز پر بالاج شاہ نے اپنے ہاتھ میں تھامے پین پر گرفت سخت کی۔

گردن موڑ کر خونخوار نظروں سے سر جھکائے کھڑی پندرہ سالہ حوریہ شاہ کو دیکھا

جو کپکپاتے ہاتھوں میں چائے کا کپ پکڑے۔۔نظریں جھکائے کھڑی تھی

سکائے بلیو فراک پہنے۔۔گلے میں ہم رنگ دوپٹہ لیے۔۔براؤن بالوں کو رف جوڑے میں لپیٹے جس کی آوارہ لٹیں چہرے کا احاطہ کیے ہوئے تھیں۔۔کرسٹل گرے جھکی آنکھوں میں خوف لیے مجرموں کی طرح سر جھکائے کھڑی تھی

"میری ایک بات تمہیں سمجھ نہیں۔۔کتنی بار بکواس کر چکا ہوں اپنی یہ شکل مجھے مت دکھایا کرو۔۔اور کس کی اجازت سے تم میرے روم میں داخل ہوئی ہو۔۔ہمت بھی کیسے ہوئی تمہاری

Posted On Urdu Novel Book

یہاں قدم رکھنے کی"۔۔۔ایک ہی جھٹکے میں اپنی نشست سے اٹھتے کرسی کو پیچھے کی جانب گراتے سرد لہجے میں کہا

تو بالاج شاہ کی دھاڑ پر حوریہ شاہ کی بے ساختہ چیخ گونجی ہاتھ میں تھاما چائے کا کپ زمین بوس ہوا تو بالاج شاہ کی ماتھے کی تیوریوں میں اضافہ ہوا

"مم۔۔۔میں مطلب۔۔۔دروازا کھ۔۔۔کھلا ہوا تھا۔۔۔تت۔۔۔تائی سائیں نے چچ۔۔۔چائے"۔۔۔حوریہ ابھی ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں اپنی بات مکمل کرتی اس سے پہلے بالاج شاہ نے ٹوٹے ہوئے کپ کے ٹکروں پر پاؤں رکھتے دو قدم کے فاصلے کو سمیٹتا۔۔۔حوریہ کے بازؤں کو اپنی سخت گرفت میں لے کر جھٹکا دیا

"تمہیں اپنی زندگی پیاری نہیں ہے کیا حوریہ شاہ - مجھے تو ویسے بھی تمہارا وجود کھٹکھتا ہے۔۔۔ بہت ناگوار گزرتی ہے تمہاری موجودگی یہ نا ہو میں تمہاری اس بے معنی زندگی کو اپنے ہاتھوں سے ختم کر دوں - خود پر ترس کھاؤ اور مجھ سے دور رہو۔۔۔اور کس خوشی میں پہنا ہے تم نے یہ رنگ۔۔۔جب تم جانتی ہو کہ یہ رنگ میرا پسندیدہ ہے۔۔۔مگر تمہارے وجود پر اس رنگ کو دیکھ مجھے اس سے نفرت ہو رہی ہے--- آج کے بعد اگر تم مجھے اس رنگ میں نظر آئی تو چمڑی ادھیڑ دوں گا--- اب نکلو یہاں سے"--- شیر سی دھاڑ لیے غرا کر کہا اور بنا حوریہ

کو سمجھنے کا موقع دیے بازو سے گھسیٹ کر دروازے کے قریب لا کر جھٹکا دیا تو حوریہ بامشکل گرتے ہوئے بچی

نم شکوہ کناں نظروں سے اس ستمگر کو دیکھا جو سرخ چہرہ۔۔اور پھولی سانسوں جو کہ غصہ ضبط کرنے کی گواہی دے رہی تھی۔۔۔ساتھ حوریہ شاہ کو دیکھ رہا تھا۔

"آئی ہیٹ ہو بالاج۔۔ائی۔۔ہی۔۔۔ٹ یو"--- لڑیوں کی مانند رخسار پر بہتے آنسوؤں کو اپنے ہاتھ کی پشت سے صاف کرتے ہوئے چلا کر کہا تو بالاج شاہ نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچی

"آہہہ۔۔نہیں تم صرف میری ہو حور۔۔۔صرف اور صرف بالاج۔۔۔شاہ کی۔۔۔پہلے تمہیں عائث خان کی منگ کی وجہ سے دھتکارا۔۔اور پھر تمہیں مجرم سمجھ کر سزا دینی چاہی۔۔۔غلطی ہوگئی یار۔۔مگر اب میں نہیں رہ سکتا تم سے دوری۔۔۔ تمہیں بالاج۔۔۔شاہکی ہونا ہی پڑے گا۔۔۔اس کے لیے بے شک مجھے عائث خان کو مارنا ہی کیوں نا پڑے۔۔۔تم بالاج شاہ کی الفت ہو۔۔۔ میری اس بے رنگ زندگی میں اپنے وجود سے دھنک رنگ بھرنے والی۔۔۔بالاج شاہ کی بے پناہ چاہتوں کی اکلوتی وارث۔

بہت جلد میں لوٹ آؤ گا اور تمہیں اپنا بنا لوں گا"--- شیشے کی میز کو ٹھوکر مار کر نیچے گراتے چلا کر کہتے اپنے بالوں کو مٹھی میں دبوچ کر بیڈ پر کمر کے بل گرتے خود سے عہد کرتے گھمبیر لہجے میں سرگوشی کی تو آنکھوں کے سامنے حوریہ شاہ کا خوبصورت چہرہ لہرا گیا

Posted On Urdu Novel Book

جسے مسکرا کر دیکھتے نجانے کب نیند کی دیوی بالاج—شاہ پر حاوی ہوئی اور اسے اپنی آغوش میں لے گئی

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔ www.kitabnagri.xyz

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

اسلام و علیکم ناظرین—جیسے کہ آپ لوگ دیکھ رہے ہیں سچ کی آواز—

Posted On Urdu Novel Book

میں نے آج تک بہت سے کرائم شو کیے۔۔۔بہت سے سیاسی جماعتوں سے تعلق رکھنے والوں کا انٹرویو کیا۔۔۔بہت سی اہم خبریں آپ لوگوں تک پہنچائی۔

جہاں دنیا کی اتنی تلخ حقیقت آپ تک پہنچائی تو آج میں چاہتی تھی کہ آپ کو ہمارے ملک کے ان چھپے ہوئے ہیروز سے ملواؤں جو پردے کے پیچھے ان سب تکلیفوں کا ہمت سے مقابلہ کر رہے ہوتے ہیں۔

ٹاپک میرا وہی ہے جرم۔۔حادثات۔۔۔قتل مقتول مگر اس بار آپ کے سامنے کسی مجرم کو نہیں بلکہ ان مجرموں اور قاتلوں سے ہوئے معصوم لوگوں کے قتل۔۔۔ان معصوم لوگوں کے بے جان وجود یا زخمی وجود جب ہاسپٹل پہنچتے ہیں تو ہمارے ہیروز کس طرح انہیں ہینڈل کرتے ہیں۔

آج میں کسی پولیس کو لے کر ریڈ نہیں مار رہی۔۔۔لیکن قانون کا اس سے کس حد تک تعلق ہے یہ آپ کو ضرور بتاؤں گی۔

آج جناح ہاسپٹل، کراچی سے ڈاکٹر ثمیہ ہمارے ساتھ ہیں"۔۔۔ہونٹوں کے قریب لگے چھوٹے سے مائک کو دو انگلیوں سے سیٹ کیے سنجیدہ لہجے میں کہتے آخر میں مسکرا کر ٹیبل پر پڑا مائیک اٹھا کر ڈاکٹر ثمیہ کی جانب کیا

یہ منظر کراچی کے گورنمنٹ ہاسپٹل جناح کا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

جہاں ڈاکٹر ثمیہ کے آفس میں کیمراز کو سیٹ کیا گیا تھا۔

دروازے کے دائیں جانب ٹیبل پڑا ہوا تھا۔ٹیبل کے دائیں جانب ایک رولنگ چیئر جس پر ڈاکٹر ثمیہ جبکہ ڈاکٹر ثمیہ کے عین سامنے عقیدت شاہ گرے شرٹ کے ساتھ بلیک پینٹ شرٹ پہنے بالوں کی ٹیل پونی کیے چہرے پر سنجیدہ تاثرات سجائے بیٹھی تھی

جبکہ ٹیبل کے بائیں جانب شو کو ریکارڈ کرتے کیمرہ مین کا سارا سیٹ اپ تھا۔

کیمرہ مین کے اشارہ کرنے پر سپورٹ میں نے لائٹس کو ٹیبل کے درمیان عقیدت اور ڈاکٹر ثمیہ پر سیٹ کیا

"آپ نے کب یہ سروس جوائن کی اور کتنا عرصہ ہوگیا ہے آپ کو اس شعبہ میں کام کرتے"۔۔عقیدت کے سوال پر ڈاکٹر ثمیہ نے گہری سانس بھری

جسے دیکھ ایسا محسوس ہوا کہ اس بات پر اس شعبے سے جڑی بہت سی دردناک یادیں تازہ ہوئی ہو

"میں ایک پولیس سرجن ہوں۔۔میں نے 1996 میں ایم بی بی ایس کیا۔۔1999 میں کمیشن کے بعد گورنمنٹ سروس جوائن کی۔۔"

آپ کو اس فیلڈ میں بہت سی چیزوں کا سامنہ کرنا پڑتا ہے۔۔اور اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت سے واقعات دل دہلا دینے والے بھی ہوتے ہیں۔۔کبھی ایسا ہوا کہ اتنا عرصہ ہونے

Posted On Urdu Novel Book

کے باوجود ابھی تک آپ کسی چیز سے گھبراتی ہو"۔۔ڈاکٹر ثمیہ کے جواب دینے پر عقیدت نے اگلا سوال داغا تو ان کے ہونٹوں پر تلخ مسکراہٹ رینگ گئ

"ایک چیز جس سے میں ابھی تک گھبراتی ہوں اور وہ یہ ہے کہ۔۔بچوں کی ڈیڈ باڈیز سے اور پریگننٹ عورت کی ڈیڈ باڈیز سے۔۔"

"اس گھبرانے کے پیچھے کوئی تلخ یاد۔۔کوئی ایسا واقع جس کی وجہ سے یہ ڈر ابھی تک بیٹھا ہوا ہے۔۔کیونکہ موت چاہے انسان کو نیچرل طریقے سے آئے یا قتل سے انسان ڈرتا ہے۔۔کسی کو اپنی آنکھوں کے سامنے مرتا ہوا دیکھنا آسان نہیں ہوتا۔

اور پھر یہ دن رات ہوتے دیکھنا کس قدر اذیت ناک اور کٹھن وقت ہوتا ہے ۔۔اور پھر اس لاش کو چیر پھاڑ کر پوسٹ مارٹم کرنا۔۔رپورٹ تیار کرنا"۔۔عقیدت کے اگلے پوچھے گئے سوال پر ڈاکٹر ثمیہ ہاتھ میں تھامے بال پوائنٹ کو ٹیبل پر رکھا

"میں نے مارچ 1999 کو جوائن کیا تھا۔۔میرا پہلا سال تھا وہ۔۔میرے پاس ایک پریگننٹ عورت کی ڈیڈ باڈی آئی تھی۔۔اس کے پیٹ میں چاقوؤں سے وار کیا گیا تھا۔۔اینڈ شی واز نائن منتھ پریگننٹ۔۔اور وار اس قدر گہرے تھے کہ اس کا پیٹ پھٹ چکا تھا۔۔اور بچے کی ٹانگ باہر نکلی ہوئی تھی۔۔وہ دیکھ تو بس۔۔مطلب جس ٹیبل پر اسے لٹایا گیا تھا اسے میں نے چکراتے سر کے ساتھ تھاما تھا۔۔اینڈ شی واز ٹوینگ فرسٹ ٹائم پریگننسی تھی اس کی اور گھر

Posted On Urdu Novel Book

والوں نے۔۔میرے پاس الفاظ نہیں کہ اس دن کی اذیت اور تکلیف کو بیان کر سکوں۔۔آئی جسٹ کانٹ"۔۔ڈاکٹر ثمیہ نے جھرجھری لیتے کربناک لہجے میں کہا تو ان کی بات پر عقیدت کا دل بھی ڈوب سا گیا۔۔اس مزلوم ماں کی اذیت اپنی روح تک محسوس ہوئی

"آپ کو پہلی پوسٹنگ کب ائی۔۔اور اس کے بعد کا سفر"۔۔اپنے خشک پڑتے حلق کو تر کر کہ پھر سے وہی سنجیدگی کا لبادہ اوڑھے سوال کیا

" میری جو پہلی پوسٹنگ آئی وہ ایز آ وومن میڈیکل آفیسر کی۔

"میڈیکل لیگل کیسسز کون سے کیس ہوتے ہیں۔۔اور ان میں آپ کو کس طرح کے کیسسز سے ڈیل کرنا ہوتا ہے۔

"میڈیکل لیگل کیسسز ایسے کیسسز ہوتے ہیں جن میں پولیس انولو ہوتی ہے۔

اور اس میں ہم چودہ سے پندرہ قسم کے کیسسز کو ڈیل کر رہے ہوتے ہیں۔

ان میں جو سب سے کم سڑک لڑائی جھگڑے کا ہوتا ہے۔۔اور سب سے آخر میں شدت والا ڈیڈ باڈی ہوجائے گی۔

بیچ میں ریپ اور سوڈمی بھی آتی ہے۔۔"

"پوسٹ مارٹم کا جو مرحلہ ہوتا ہے وہ صرف ڈاکٹر کے لیے ہی نہیں میرے خیال سے اس ڈیڈ باڈی اس بے جان وجود کے لیے بھی اتنی ہی تکلیف کا باعث ہوتا ہے۔۔کیونکہ ہم دیکھتے

Posted On Urdu Novel Book

ہیں کہ مختلف کیسسز میں مختلف طریقوں سے پوسٹ مارٹم کیا جاتا ہے۔۔اس کے کتنے مرحلے ہوتے ہیں۔۔اور آپ لوگوں کی کیا کوشش ہوتی ہے اس دوران کے ایک انسان کی لاش کو۔۔ایک انسان کو کس حد تک مرنے کے بعد اس اذیت سے بچایا جائے۔۔اس کے وجود کی بے حرمتی نا ہو"۔۔ سبز نگینوں سی خوبصورت موٹی موٹی آنکھوں میں سنجیدگی لیے اگلا سوال داغا تو ڈاکٹر ثمیہ نے پانی کا گلاس ہونٹوں کو لگا کر ایک ہی گھونٹ میں خالی کرتے ٹیبل پر رکھا

" پوسٹ مارٹم کے تین سے چار حصے ہیں۔۔بیرونی معائنے میں کپڑے بھی آجاتے ہیں۔۔ حالت اور انجیرئیز وغیرہ آجاتی ہیں۔

اور سچویشن کو دیکھ کر ہم ایکسرے بھی کرواسکتے ہیں۔۔اس کے بعد ہم کرتے ہیں اندرونی معائنہ۔

اندرونی معائنے کے لیے ہمیں کاٹنے کی بھی ضرورت پڑ سکتی ہے۔

کچھ سیمپل ایسے ہوتے ہیں جنہیں ڈائیریکٹ لیا جا سکتا ہے۔۔جیسے منہ کا۔۔ناک کا۔۔جہاں جتنی ضرورت ہو اتنی باڈی کھولنی پڑتی ہے۔

اور جہاں ضرورت نا ہو جیسے کہ روڈ ایکسیڈینٹ ہو گیا۔

ہمیں پتہ ہے کہ ایکسیڈینٹ کہاں ہوا --

Posted On Urdu Novel Book

انہیں لانے والے کون ہیں۔۔تب باڈی کھولنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔

مگر دوسری صورت میں لاش گھر سے برآمد ہو۔۔یا کسی اور جگہ سے جہاں سے لاش کو پولیس یا لوگ لائیں ہو۔۔تب ہمیں اس کی ضرورت پڑتی ہے۔

"مطلب کس حد تک ضرورت پڑ سکتی ہے۔۔باڈی کا کتنا حصہ کھولنا پڑتا ہے۔

"اس سچویشن میں ہمیں زیادہ تر ریپ کیسسز ہو۔۔یا جسم پر تشدد ہو۔۔تو ہمیں اس کے لیے پوری باڈی کو بھی کھولنا پڑتا ہے۔۔عقیدت کے سوال پر گہری سانس بھرتے جواب دیا تو عقیدت نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا

"باڈی ہینڈ اوور کرتے وقت کیا کوشش ہوتی ہے؟---"

"باڈی ہینڈ اوور کرتے وقت ہماری کوشش ہوتی ہے کہ باڈی کو کم سے کم ڈس دیگر کیا گیا ہو۔

اگر تھوڑی کے نیچے سے پیٹ تک کٹ لگایا ہے تو ہماری کوشش ہوتی ہے کہ وہ اچھے سے سٹیچ ہو۔

ابڈومن کے سمپل لینے سے پیٹ کو کٹ لگانے سے پیٹ اندر چلا جاتا ہے ساتھ۔۔تب ہم کپڑا رول کر کہ رکھتے ہیں۔۔اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ہم باڈی پارٹس نکال لیتے ہیں۔۔ بہت سے لوگ یہی سوچتے ہیں۔۔کہ جسم میں روئی جا کپڑا رکھا ہے تو پارٹس نکال لیے۔

Posted On Urdu Novel Book

اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ جب ہم باڈی ہینڈ اوور کریں تو گھر والے کو اسے دیکھ کر برا نا لگے۔

"آپ کی سروسز کے عرصے میں کافی بلاسٹ بھی ہوئے تو اس دوران کیسے سچویشنز کو فیس کرنا پڑتا تھا۔۔اپنے کان میں لگی بلیو ٹوتھ پر کہے گئے سوال کو دہرایا

"اس وقت میں باڈیز ادھڑی ہوئی حالت میں ملتی تھی۔۔تب ہم باڈی کہ ایک ایک حصے کو پراپرلی سٹیچ کر کہ فیملیز کے حوالے کرتے تھے۔۔"

"ڈومیسٹک وائلنس میں آپ کے پاس کس طرح کے کیسسز آتے ہیں۔

"اس میں ہمارے پاس زیادہ تر خواتین ہوتی ہیں۔۔جن میں چھوٹی عمر کی بچیاں بھی شامل ہوتی ہیں۔۔کافی ایجڈ بھی آتی ہیں۔۔"

"لوگ جب ظلم کرنے پر آتے ہیں تو۔۔حیوان کو بھی پیچھے چھوڑ دیتے ہیں۔۔انسانیت تو اس طرح کی حیوانیت ایک انسان میں دیکھ کہی منہ چھپا کہ چھپ جاتی ہے۔۔ تشدد کئی طرح سے ہوتا ہے۔۔فزیکل بھی اور مینٹلی بھی۔۔آپ کہ پاس جو عورتیں یا بچیاں آتی ہیں وہ کس طرح کے تشدد کا شکار ہوئی ہوتی ہیں---"

"تشدد میں سب سے چھوٹا نیل۔۔دن کٹس اس کے بعد فریکچر۔۔بال نوچنا تھپڑ گھونسے۔۔ہم تو ڈومیسٹک وائلنس میں مری ہوئی عورتوں کو بھی دیکھتے ہیں۔

Posted On Urdu Novel Book

آج سے تقریباً چار سال پرانی بات ہے کہ۔۔میرے پاس ایک لیڈی آئی تھی۔۔اس کا شوہر تشدد کرتا تھا۔

فرسٹ ویک جب وہ میرے پاس آئی تو اس کے جسم پر نیلوں کے نشان تھے۔

اس سے اگلے ہفتے وہ دوسری ڈاکٹر پر آئی ایک میجر انجری کے ساتھ ملطب فریکچر اینڈ دن

تھرڈ ویک میں نے اس کی ڈیڈ باڈی دیکھی۔

کوئی ایسا کیس جسے آپ ابھی تک نا بھولی ہو ۔

"ایک کیس ایسا تھا جسے میں آج تک نہیں بھول سکی۔۔کچرہ منڈی دیکھتی ہوں تو مجھے یاد آجاتا ہے۔

اس بچی کی یادیں مجھے ایسا لگتا ہے کہ وہ مجھے حونٹ کرنے واپس آتی ہے۔

ایک بچی تھی سترہ سے پندرہ سال کی۔۔اس کا ریپ ہوا تھا۔۔اس کے دونوں ہاتھوں کی نسوں کو کاٹا گیا تھا۔۔گلا بھی بہت بری طرح سے کٹا ہوا تھا۔۔ہم نے اس ایگزائم کیا تھا۔

اور وہ بچی زندہ تھی۔۔اس قدر بربریت کا نشانہ بننے کے باوجود بھی وہ زندہ تھی۔۔اس بچی کو کچرہ کنڈی پر پھینکا گیا تھا۔

جن لوگوں نے یہ ظلم کیا تھا ان کی نظر میں بچی مر چکی تھی۔۔ہم نے بچی کو انتھیسزیا میں رکھا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

ہمارے کیس میں ہم اے ٹو زیڈ تک کام کرنا ہوتا ہے۔۔نا کہ کٹ لگا دیا اور بس۔۔ اور پھر جو ہم رپورٹ تیار کرتے ہیں۔۔اپنے لکھے ہوئے کیس کو کورٹ میں پیش کرتے ہیں۔

میڈیکل لیگل آفیسر۔۔انویسٹیگیٹر آفیسر۔۔پروسیکیوشن ہے اور بیچ میں جج ہوتا ہے

ہم اکیلے یہ سب نہیں کر سکتے۔۔جب تک یہ تین چیزیں نہیں ملے گی۔۔انصاف کی فراہمی نہیں ہو گی۔

ان تینوں کا ہونا بہت ضروری۔

بہت بہت شکریہ آپ کا ڈاکٹر صاحبہ کے آپ نے ہمیں یہ معلومات دی۔۔تو ناظرین یہ تھے وہ ہمارے ہیروز جو پردے کے پیچھے اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہوتے ہیں۔

میری طرح بہت سے لوگ یہ کہتے تھے۔۔۔کہ روڈ ایکسیڈینٹ یا کسی بھی حادثے کے بعد جب کوئی ڈیڈ باڈی ہاسپٹل سے آتی ہے تو ڈاکٹر انسان کے آرگنز نکال کر روئی یا کپڑا بھر دیتے ہیں۔۔تو مجھے امید ہے کہ آپ لوگوں کو اس کے پیچھے کا مقصد پتہ چل گیا ہو گا۔

اور جیسے کہ ڈاکٹر ثمیہ نے کہا کہ میڈیکل لیگل آفیسر۔۔انویسٹیگیٹر یا جج ان تینوں کے بغیر انصاف ممکن نہیں اگر یہ لوگ ایمانداری سے کام کرے۔۔تو 90٪ تک چانسز ہیں کہ انصاف کی فراہمی ہو جائے۔

کیونکہ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک بندہ ٹھیک رپورٹ بنا کر دیتا ہے تو دوسرا بندہ اپنی پاور کا استعمال کر کہ رشوت لے کر یا کسی بھی طرح سے اس میں ہیر پھیر کر کہ یا اسے غلط ثابت کر کہ مجرموں کو بچا لیتا ہے۔

اس شو کا مقصد یہی تھا کہ آپ لوگوں تک معلومات پہنچے کہ ڈاکٹرز صرف بیمار لوگوں کا علاج نہیں کرتے وہ بھی سرحد پر کھڑے فوجیوں کی طرح ہاسپٹلز میں ایک جنگ ہی لڑ رہے ہوتے ہیں۔

شعبہ کوئی بھی ہو ہر فرد اگر اپنا فرض ایمانداری سے نبھانا اپنے ضمیر کے ساتھ ایک جنگ ہی ہوتی ہے۔۔اور اس جنگ میں بہت کم لوگ ہی کامیاب ہو پاتے ہیں۔

ہنہہ۔۔بڑی آئی سچ بولنے والی۔۔آج تک باپ کو تو قاتل مان نا سکی۔

---------------

مقدس بیگم نے نیوز چینل پر چلتے عقیدت کے شو کو دیکھ کر نخوت سے بلند آواز میں کہا تو لاونج سے گزرتے ضرغام خان نے موبائل سے نظریں اٹھا کر سامنے سکرین پر عقیدت شاہ کے با اعتماد چہرے کو دیکھا۔

Posted On Urdu Novel Book

"قاتل نا سہی اپنے باپ کو شہید تو مانتی ہے۔۔۔جو کہ وہ ہے۔۔۔وہ اس کا باپ ہے ماں۔۔۔جن سے محبت کی جاتی ہے ان کی صرف اچھائیاں نظر آتی ہیں۔۔۔ہم صرف ان اچھائیوں کو دیکھتے اور مانتے ہیں۔۔

اسے بھی اپنے باپ سے محبت تھی اور ہے۔۔۔اگر وہ نہیں مانتی تو آپ کو اس سے کوئی مسئلہ نہیں ہونا چاہیے۔۔

اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں"۔۔۔ضرغام خان کے سرد لہجے پر مقدس بیگم نے ریموٹ پٹکنے کے انداز میں ٹیبل پر رکھا

اور ایک ہی جھٹکے میں اپنی جگہ سے اٹھی

"تم اس بدکردار آوارہ لڑکی کے لیے اپنی ماں سے بحث کرو گے۔۔۔یہ تک بھول گئے کہ یہ تمہارے باپ کے قاتل کی بیٹی ہے۔۔۔ہنہہ تمہیں بھی ضرغام خان باقی مردوں کی طرح اس لڑکی کا حسن متاثر کر گیا کہ تم اب اس کے لیے ہمارے سامنے زبان درازی کرو گے"۔۔۔

مقدس بیگم کے چلا کر کہنے پر ضرغام خان نے سختی سے اپنی مٹھیاں بھینچی۔۔

نیلی آنکھیں پل میں سرخ انگارا ہوئی۔۔۔مضبوط قدم لیتا مقدس بیگم کے سامنے آکر کھڑا ہوا

Posted On Urdu Novel Book

"وہ اپنے باپ کو کیا مانتی ہے۔۔یا اس کے باپ نے کیا کیا ہے۔۔ میرے لیے معنی نہیں رکھتا۔۔وہ میرے نکاح میں ہے۔۔اور بہت جلد میری بیوی بن کر اس گھر میں آنے والی ہے۔۔اس کی پہچان ضرغام خان سے ہو گی نا کہ اس کے باپ سے۔۔

وہ میری بیوی میری عزت ہے۔۔اگر آئندہ آپ نے اس کے لیے اس طرح کا لفظ استعمال کیا تو میں کسی کا بھی لحاظ نہیں کروں گا۔۔

اس کے باپ کا معاملہ اس کے مرنے کے ساتھ ہی ختم ہو گیا تھا--

عقیدت شاہ کو کوئی سرخاب کے پر نہیں لگے یا حسن کی ندیاں نہیں بہہ رہی۔۔جو اسے دیکھ میں سب کچھ بھول گیا--اس کی جانب میں جس وجہ متوجہ ہوا وہ ہمارا نکاح ہے ہمارا مضبوط اور پاک رشتہ--

یہی رشتہ مجھے اس کے علاوہ کسی اور کو دیکھنے نہیں دیتا۔۔ میری نظروں میں دنیا کی حسین ترین عورت میری بیوی ہی ہے عقیدت شاہ نہیں۔۔ضرغام خان کی بیوی۔۔

آج میں پھر سے ماں ہونے کی وجہ سے آپ کے الفاظوں کو نظر انداز کر گیا ہوں۔۔مگر آئندہ آپ کے لیے یہی بہتر ہو گا ماں جی کہ آپ احتیاط کریں"۔۔سرد و سپاٹ لہجے میں کہتے ایک نظر سکرین پر ڈال کر وہاں سے نکلتا چلا گیا

---------------

Posted On Urdu Novel Book

"کیسے ہوا یہ ایکسیڈینٹ آپ نے ہمیں بتایا کیوں نہیں"۔۔ارمغان خان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ایک دفع وہ شخص ہاتھ اجائے جس نے اس کے بھائی کا یہ حال کیا ہے

تو اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں

ضرغام اور ارمغان کو کل ہی خبر ملی تھی کہ عائث خان پاکستان آگیا ہے اور اس کا واپسی پر ایکسیڈینٹ ہوا ہے۔۔خبر کو سنتے ہی وہ دونوں آسلام آباد پہنچ گئے تھے---

اور اس وقت وہ دونوں عائث خان کے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھا

کمرے کی دیواروں پر آف وائٹ پینٹ ہوا تھا۔۔وائٹ ہی کنگ سائز بیڈ پر لائٹ ٹی پنک اور آف وائٹ کلر کی بیڈ شیٹ بچھی ہوئی تھی۔

بیڈ کے سامنے ڈریسنگ ٹیبل۔۔جبکہ بیڈ کے بائیں جانب صوفہ پر ضرغام خان بیٹھا سامنے ٹیبل پر لائٹر رکھ کر اپنی انگلی سے گھما رہا تھا۔

صوفے کے پیچھے چند قدم کے فاصلے پر ٹیرس کا گلاس ڈور تھا۔

"اتنی بڑی بات نہیں تھی۔۔میں نے تو گارڈز کو منع بھی کیا تھا۔۔مگر میری کوئی سنے تو تب نا"۔۔عائث خان کے جھنجھلا کر کہنے پر ضرغام خان نے اپنی خون چھلکاتی نیلی آنکھوں سے گھور کر اسے دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

جس کے ماتھے پر بینڈج کی گئی تھی۔چہرے اور گردن کی خراشوں پر ٹیوب لگائی ہوئی تھی۔بائیں بازو کو کہنی سے لے کر ہاتھ تک پٹی سے لپیٹا ہوا تھا۔

"تمہارے لیے یہ معمولی بات ہے۔اگر تمہیں کچھ ہو جاتا۔ تمہیں اندازہ بھی ہے کہ ہمیں کتنی تکلیف ہوتی۔داجی کا کیا حال ہوتا"--- ضرغام خان کے دبے دبے لہجے میں غرا کر کہنے پر ارمغان خان نے گہری سانس بھر کر سر عائث خان کے کندھے پر ٹکا کر

"کچھ نہیں ہونا تھا مجھے۔ایک معمولی سا ایکسیڈنٹ تھا۔آپ اب اس وجہ سے کسی پر شک کرنے مت بیٹھ جائیں گا۔آپ کے گارڈز پہلے ہی پتہ لگوا چکے ہیں کہ کس کی گاڑی تھی وہ۔روڈ ایکسیڈنٹ ہوجاتے ہیں۔اب چھوڑیں اس بات کو۔آرام کر لیں رات سے آئیں ہوئے ہیں۔چھوٹا خان بھی تھک گیا ہے بچارا - نا اسے کچھ کھانے دے رہے ہیں اور نا خود کچھ کھایا ہے ابھی تک۔

اگر حویلی آکر یہی کام میں کرتا تو تب میرے لیے سردار صاحب کا لیکچر تیار ہونا تھا۔ عائث خان کے مسکرا کر کہنے پر ضرغام خان کی نظر عائث خان کے کندھے سے سر ٹکا کر آنکھیں موندیں ارمغان خان پر گئی

جسے دیکھ ضرغام اپنی جگہ سے اٹھتا ارمغان کی جانب بڑھا

Posted On Urdu Novel Book

تکیہ سیٹ کر کہ ارمغان خان کو کندھوں سے تھام کر دوسرے تکیے پر سر رکھ کر لٹایا۔۔
کمفرٹر کھول کر اچھی طرح سے ارمغان پر پھیلایا

"پندرہ دن رہ گئے ہیں شادی میں۔۔اپنی ماں سے بات کر لی تم نے۔۔مجھے نہیں لگتا کہ ابھی تک انہیں اس بارے میں کچھ پتہ چلا ہے۔۔ورنہ وہ تو قیامت لے آتیں"--- عائث خان کی کبرڈ سے عائث کے ہینگ ہوئے کپڑوں سے اپنے لیے ڈریس نکالتے ہوئے کہا تو عائث خان نے اپنی چاکلیٹ براؤن آنکھوں کو ضرغام خان کی پشت سے ہٹا کر سامنے ڈریسنگ مرر میں نظر آتے اپنے عکس پر ٹکا دیا

"نہیں میں نے نہیں بتایا۔۔اور میں نے ہی اس بات کو یہاں تک آنے سے روکا ہوا ہے۔۔
اگر یہ بات ماں کو پتہ لگ گئی تو وہ کسی بھی حد تک جائیں گی اس شادی کو رکوانے کے لیے۔۔شاید خود کو نقصان پہنچانے کی کوشش بھی کر لیں۔۔
پہلے ہی دو لوگ آلریڈی اس کے خلاف ہے۔۔ایک اور کا مزید اضافہ ہو جائے گا۔۔شادی ہو جائے پھر ایک ساتھ دیکھ لیں گے"--- عائث خان نے مدھم قہقہہ لگا کر کہا تو ضرغام خان نے مسکراتے ہوئے سر جھٹکا

"یہ نا ہو شادی کے بعد بیوی کے سامنے عزت ہو جائے آپ کی ۔۔میڈیا عائث خان کے بنگلے کے باہر کھڑی اس کا انتظار کر رہی ہو کہ بیوی کے ساتھ گھر آرہا ہے۔۔گھر پہنچے تو ماں

لات مار کر باہر پھینک دیں۔۔پھر کیا عزت رہے گی بیوی اور میڈیا کے سامنے"۔۔سوئے ہوئے ارمغان خان نے نیند سے سرخی مائل ہوتی آنکھوں کو واہ کر کہ قہقہہ لگا کر کہا تو عائث خان نے دانت پیس کر اس بلا کو دیکھا

"تم سوئے نہیں تھے"۔۔عائث خان نے دبے دبے لہجے میں چلا کر کہا

تو ضرغام خان نفی میں سر ہلاتا واشروم میں گھس گیا

"سویا ہوا تھا۔۔مگر میں نے اپنگ ب فرشتوں سے کہا ہوا تھا کہ اگر آپ لوگ کوئی پرسنل بات کریں تو مجھے سگنل دے دیں"۔۔ارمغان خان نے اپنے دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے کہا تو عائث خان کے دائیں ہاتھ کا مکہ بے ساختہ تھا

جس سے ارمغان خان کی نیند بھک سے اڑی

اپنے سرخ پڑتے ناک کو تھامیں شکوہ کناں نظروں سے عائث خان کو دیکھتا تن فن کرتا دروازے کی جانب بڑھا

اپنے پیچھے عائث خان کے بلند قہقہے کی آواز سن ارمغان خان کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ رینگ گئی

------------

یہ منظر حدائق شاہ کے اسلام آباد میں بنے فارم ہاؤس کا تھا

Posted On Urdu Novel Book

جس کے بیک سائیڈ پر سرسبز میدان پر عقیدت شاہ اپنے گھوڑے پر گھڑ سواری کر رہی تھی

جبکہ بہرام - حوریہ اور سلویٰ شادی کی شاپنگ کے لیے گئے ہوئے تھے

اپنے سفید گھوڑے کی بانگ پکڑے تیز ہوائوں سے باتیں کرتی وہ آگے بڑھ رہی تھی-

اچانک اپنے پیچھے عجیب سے شور سے عقیدت نے گردن موڑ کر پیچھے دیکھا تو دھک سے رہ گئی

جبکہ عقیدت کے دیکھنے پر اپنی جیپ میں بیٹھے ضرغام خان نے آنکھ ونک کی جس پر عقیدت نے سٹپٹا کر چہرے کا رخ پھیر لیا

بانگ کو کھینچتے گھوڑے کی رفتار کو تیز کیا

ضرغام خان جانتا تھا کہ وہ اسلام آباد میں ہی ہوگی--کیونکہ دو دن پہلے ہی تو اس کا شو ہوا تھا-

بہرام شاہ کا نیوز چینل بھی تو اسلام آباد میں تھا--اور عقیدت جو بہرام شاہ کے چینل کے علاؤہ اور کہی بھی کام کرنے کی اجازت نا تھی-

عقیدت کے اس شوق کا اندازہ بہرام اور حدائق کو بہت پہلے ہو گیا تھا--جسے دیکھ بہرام شاہ بھی اسی فیلڈ کا حصہ بن گیا-

Posted On Urdu Novel Book

یہ اس کا شوق نہیں تھا مگر عقیدت کے لیے اس نے کیا۔۔کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ویسے اسے کوئی بھی اجازت نہیں دے گا۔۔اسی لیے اس نے اپنا چینل بنایا۔۔دن رات کی انتھک محنت سے اب اس کا چینل ملک کے مشہور نیوز چینل کی لسٹ میں آتا ہے۔

اور اس میں برابر کی حصہ دار عقیدت شاہ بھی تھی۔۔جو کہ پہلے یو کے میں اس کے بعد پاکستان کی ٹاپ جرنلسٹ تھی۔

نیوز ہوسٹ کرنے کے علاوہ عقیدت نے اپنے کرائم شو سچ کی آواز کا آغاز کیا۔

ضرغام خان عقیدت کی ہر ایک چیز سے واقف تھا۔۔

وہ سطحی سوچ کا مالک نہیں تھا۔۔جس طرح اس کی بیوی لوگوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ان کا مقابلہ کرتی تھی۔۔جس طرح ان ظالموں کو بے نقاب کرتی تھی۔۔ضرغام خان کا سینہ فخر سے چوڑا ہو جاتا تھا۔

مگر کچھ معاملوں میں وہ کمپرومائز نہیں کر سکتا تھا۔۔اس فیلڈ میں غیر مردوں کا عقیدت کے اردگرد ہونا۔۔ضرغام خان کو انگاروں پر گھسیٹ دیتا تھا۔۔عقیدت شاہ نہیں جانتی تھی کہ وہ کس طرح خود پر جبر کیے بیٹھا ہے۔

اپنے سے آگے بڑھتی عقیدت شاہ کو دیکھ ضرغام خان کی سمندر سی گہری نیلی آنکھوں میں چمک اتری۔۔ہونٹوں پر معنی خیز مسکراہٹ آئی

Posted On Urdu Novel Book
عقیدت کی پشت پر ایک گہری نگاہ ڈال کر اپنی جیپ کی سپیڈ تیز کی
اپنے دائیں جانب اپنے بالکل قریب ضرغام خان کی جیپ کو محسوس کر کہ عقیدت نے سختی سے اپنے جبڑے بھینچے
اسے اندازہ ہوگیا تھا کہ اسے چڑانے کے لیے یہ مقابلہ کیا جا رہا ہے
وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ یہاں کیوں آیا--- مگر جانتی تھی تو اتنا کہ اب عقیدت کا خون خشک کیے بغیر وہی نہیں جائے گا
ایک دوسرے سے جیتنے کی کوشش میں پچھلے بیس منٹ سے وہ ایک خاموش جنگ لڑی رہے تھے---
Urdu Novel Book
عقیدت شاہ کو ضد سے ہٹتا نا دیکھ ضرغام خان نے نفی میں سر ہلاتے جیپ کو روکا تو ٹھنڈی چلتی تازہ ہوا میں عقیدت شاہ کا دلکش قہقہہ گونجا
جسے سن ضرغام خان کو اپنی دھڑکنیں منتشر ہوتی محسوس ہوئی
"اتنی جلدی ہار گئے خان"---جیپ کے باہر کھڑے ضرغام خان کے قریب اپنا گھوڑا روکتے طنزیہ لہجے میں کہا تو ضرغام خان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی
"رشتوں میں یا محبت کے آگے ہار جانے والے---ہار کر بھی جیت جاتے ہیں---میری ہار اگر میری ہونے والی بیوی کو جیت کی خوشی دیتی ہے تو میں ہزار بار ہارنے کو تیار ہوں"---نظریں

Posted On Urdu Novel Book

عقیدت شاہ کے سرخ پڑتے چہرے پر ٹکائے گھمبیر لہجے میں کہا تو عقیدت کا دل بے ساختہ دھڑکا

ہوا کے دوش پر چہرے پر آتے بالوں کو کان کے پیچھے اڑستے نظروں کا زاویہ بدلا

عقیدت کو سمجھنے کا موقع دیے بغیر دو قدم میں فاصلہ سمٹتے اپنے دونوں ہاتھوں عقیدت کی کمر کے گرد لپیٹ کر اسے گھوڑے سے اتار کر اپنے حصار میں لیا

اس اچانک افتاد پر عقیدت بھونچکا سی رہ گئی۔۔پھٹی پھٹی آنکھوں سے ضرغام خان کے سنجیدہ چہرے کو دیکھا جو ناک کی سیدھ میں چلتا فارم ہاؤس کی جانب بڑھ رہا تھا

"ضرغام نیچے اتارو مجھے۔۔میں خود چل سکتی ہوں۔۔عقیدت نے دانت کچکچا کر چلاتے ہوئے کہا تو ضرغام خان نے سخت نظروں سے عقیدت کو گھورا

نظریں عقیدت کی تپش بھری آنکھوں سے سرکتی گلابی بھرے بھرے ہونٹوں پر آن ٹھہری تو ضرغام خان کی آنکھوں میں خمار کی سرخی اتری

ضرغام کی بہکی نظریں محسوس کر کہ عقیدت نے سٹپٹا کر چہرے کا رخ بدلا

"فلحال تو تم اپنی قینچی جیسی چلتی زبان کو بند رکھو۔۔ورنہ جس طرح میں بند کروں گا تمہیں پسند نہیں آئے گا۔۔خود جو ڈنکے کی چوٹ پر حق لینے کی باتیں کرتی ہو۔۔اگر میں نے اپنا حق استعمال کیا تو پھر کہو گی کہ رشتے کی آڑ میں دشمنی نبھا رہا ہوں"--- ضرغام خان کے

Posted On Urdu Novel Book

چبھتے لہجے کو محسوس کر کہ عقیدت نے اپنے ہونٹ بھینچ کر ضرغام خان کے سنجیدہ چہرے کو دیکھ

نظریں ضرغام خان کی شرٹ کے بٹنوں پر ٹکا دیں

\-----------------

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔ www.kitabnagri.xyz

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

Posted On Urdu Novel Book

"اب ہٹو بھی ہیچھے۔۔۔اور جاؤ یہاں سے"۔۔۔عقیدت کو صوفے پر بٹھا کر خود دائیں جانب بیٹھ کر اپنا بایاں بازو صوفے کی پشت پر پھیلا کر عقیدت کو اپنے حصار میں لیا

جسے دیکھ عقیدت نے جھنجھلا کر کہا تو ضرغام خان نے سختی سے اپنی مٹھیاں بھینچی

"بھائی کب آرہا ہے تمہارا۔۔۔کوئی رابطہ ہوا کہ نہیں"۔۔۔ عقیدت کے بالوں میں اپنی انگلیاں الجھائے سرد و سپاٹ لہجے میں کہا تو عقیدت نے چونک کر ضرغام خان کو دیکھا

"کیوں پوچھ رہے ہو لالا کا۔۔۔جہاں مرضی ہو وہ۔۔۔تمہارا اس سے کوئی لینا دینا نہیں۔۔۔اور جب مرضی وہ آئے تم کون ہوتے ہو روکنے والے"۔۔۔ضرغام خان کا سوال عقیدت کو بری طرح سہما گیا تھا

وہ جتنی مرضی بہادر بن جائے مگر اپنے بھائی کی بات ہونے پر ہمیشہ وہ حساس ہوجاتی تھی

حدائق شاہ تو عقیدت کے لیے جینے کی وجہ تھا۔۔۔اپنے بھائی پر وہ جان چھڑکتی تھی

"فضول مت سوچو۔۔۔ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے میرا فلحال۔۔۔بس ویسے ہی پوچھ رہا تھا"۔۔۔ عقیدت کی سوچ کو پڑھتے ضرغام خان نے ڈپٹنے کے انداز میں کہا

Posted On Urdu Novel Book

اسے مقدس بیگم کے ارادے ٹھیک نہیں لگ رہے تھے۔۔جس قدر وہ پرسکون نظر آ رہی تھی۔۔ضرغام کو شک تھا کہ کوئی بہت بڑی سازش ہو رہی ہے۔۔

ورنہ وہ کبھی اتنی پرسکون نا ہوتی۔۔وہ تو کبھی مبین بیگم کو حویلی میں برداشت نہیں کرتی تھی۔۔اسی لیے شیر خان کے مرنے کے بعد جب سے مبین بیگم عائث خان کو لے کر گئی تھی۔۔تب سے ایک دو بار بامشکل حویلی آئی ہو گی

"کیوں راتوں رات دشمن سے محبوبہ بن گیا ہے میرا بھائی جو اس کی خیر خیریت پوچھ رہے ہو"۔۔ضرغام خان کے کالر کو جھٹکا دیتے اپنے چہرے کے قریب ضرغام خان کے چہرے کو کرتے چبھتے لہجے میں غرا کر کہا تو ضرغام خان نے سخت نظروں سے عقیدت کو گھورا

"ہاہاہا محبوبہ تو نہیں محبوب بیوی کا بھائی ہے۔۔میرا اکلوتا سالا۔۔اس کی خیر خیریت کا پوچھنا میرا فرض ہے۔۔"۔۔اپنے دائیں بازو کو عقیدت کی کمر کے گرد لپیٹتے دو انچ کے فاصلے کو سمٹتے گھمبیر لہجے میں کہا تو عقیدت کے چہرے کے خوبصورت خدوخال میں سرخیاں گھل گئیں

"میں تمہاری محبوب بیوی ہوں"۔۔ سبز نگینوں جیسی آنکھوں میں بے یقینی لیے ضرغام خان نیلی آنکھوں میں دیکھتے سرگوشی نما آواز میں پوچھا تو ضرغام خان کی مونچھوں تلے عنابی ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

Posted On Urdu Novel Book

"صرف محبوب۔۔۔من جانم۔۔۔یارِ من ہو تم۔۔۔اس دل۔۔۔ان دھڑکنوں کی من یارم ہو تم"۔۔۔ عقیدت شاہ کے بھرے بھرے گلابی گالوں پر اپنی ناک ٹریس کرتے خمار آلود لہجے میں کہا تو عقیدت کو اپنے پورے وجود میں سرد لہریں سرائیت کرتی محسوس ہوئیں

ضرغام خان کی پر تپش سانسیں اپنے ہونٹوں پر محسوس کر کہ عقیدت کو اپنے گلے میں کانٹے سے چبھتے محسوس ہوئے

"یی۔۔۔یہاں کیوں آئے ہو"۔۔۔اپنے خشک پڑتے حلق کو تر کر کہ ضرغام خان کے حصار میں کسمساتے ہوئے کہا تو ضرغام خان نے اپنا حصار عقیدت کے گرد سخت کرتے صوفے کو پیچھے کو گرتے عقیدت کو خود میں بھینچ لیا

"تمہیں دیکھنے۔۔۔تمہیں محسوس کرنے۔۔۔اپنا حق کا استعمال کرنے آیا ہوں"۔۔۔خود پر جھکی عقیدت کے بالوں میں اپنے ہاتھ کی انگلیاں الجھا کر عقیدت کے سر کو پیچھے کو کرتے اپنے سلگتے ہونٹ عقیدت کی شہ رگ پر رکھے

ضرغام خان کے سلگتے ہونٹوں کا شدت بھرا لمس اور داڑھی کی چھبن محسوس کر کہ عقیدت کو اپنی ہتھیلیاں پسینے سے تر ہوتی محسوس ہوئی

ضرغام خان کے سینے پر اپنے دونوں ہاتھ رکھتے ایک جھٹکے میں ضرغام کا حصار توڑ کر پیچھے ہوئی

Posted On Urdu Novel Book

خون چھلکاتا چہرہ لیا۔۔بکھرے تنفس کو بحال کرتی خمار آلود نظروں سے صوفے پر سر کے نیچے دونوں ہاتھ رکھے لیٹے ضرغام خان کو دیکھا

جو معنی خیز خاموش نظروں سے عقیدت شاہ کے دلکش سراپے کو گہری استحاق بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا

"شادی کی شاپنگ مت کرنا۔۔کیونکہ تمہیں میں اپنی پسند کے رنگوں میں رنگا ہوا دیکھنا چاہتا ہوں۔۔تمہارے شاہ حویلی جاتے ہی سارا سامان پہنچ جائے گا۔۔برات پر تم وہی لہنگا پہنو گی جو میں بھیجو گا۔۔ورنہ دوسری صورت میں کسی کا بھی لحاظ کیے بغیر کمرے میں لے جا کر خود چینج کرواؤں گا۔۔مرضی تمہاری ہے۔۔اور اپنے بھائی سے رابطہ کرو۔۔کیونکہ شادی کے بعد پانچ چھ ماہ تک ہنی مون منانے کا ارادہ ہے میرا۔۔یہ نا ہو پیچھے سے آکر شادی کا اعلان کر دے۔۔اور میری بہن میری موجودگی کے بغیر شادی نہیں کرے گی۔۔اسے کہو شادی کرنی ہے تو ابھی پہنچ جائے۔۔بعد میں مجھے قصور وار نا ٹھہرائے"---عقیدت کے مزاحمت کرتے ہاتھوں کو پیچھے پشت پر باندھتے اپنے حصار میں لیتے سنجیدہ لہجے میں کہا تو عقیدت نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا

Posted On Urdu Novel Book

کمرے کی معنی خیز خاموشی میں دونوں کی بے ترتیب ہوئی دھڑکنوں کا شور برپا تھا۔۔اپنے چہرے پر ضرغام خان کی تپش بھری نظروں کو محسوس کر کہ عقیدت نے نظروں کا رخ پھیر لیا

نظریں مسلسل عقیدت کے گلابی بھرے بھرے ہونٹوں پر اٹکی ہوئی تھی۔۔دل و دماغ عجیب سی کشمکش میں مبتلا تھا۔

دل چاہ رہا تھا کہ اس دو انچ کے فاصلے کو ہمیشہ کے لیے سمیٹ دے۔۔آگے بڑھ کر ان نازک پنکھڑیوں کو اپنی شدت بھری گرفت میں قید کر لے۔۔اس نازک وجود کو اپنی شدت بھرے لمس سے مہکا دے۔

Urdu Novel Book

مگر ماں کی قسم زنجیر کی طرح پاؤں سے لپٹی ہوئی تھی

چہرہ عقیدت کی گردن میں چھپا کر گہری سانس بھر کر عقیدت کی خوشبو کو اپنی روح تک محسوس کیا۔

اور پھر عقیدت کو سمجھنے کا موقع دیے بغیر اسے پیچھے صوفے پر دھکیل کر لمبے لمبے ڈنگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا

جبکہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اگے ایک اور آزمائش ضرغام خان کی منتظر تھی

جو اسے پھر سے عقیدت شاہ کی نظروں میں گرا دے گی

Posted On Urdu Novel Book

----------

دونوں خاندانوں میں شادی کی تیاریاں زورو شورو سے جاری ہو چکی تھی
سننے والوں کو یقین کرنا مشکل تھا کہ ایک دوسرے کی جان کے دشمن کیسے اتنی آسانی سے دشمنی کو ختم کرنے کو تیار ہو گئے
مگر وہ گاؤں والے اس بات سے بھی واقف تھے---کہ شاہ خاندان کی دو لڑکیاں خان خاندان کے لڑکوں سے منسوب ہے--
اور یہاں منگ چھوڑنے کا رواج نہیں تھا--
شاہ حویلی میں صبح سے افراتفری مچی ہوئی تھی--کیونکہ آج عقیدت اور حوریہ کی مہندی تھی--
سب کام حلیمہ اور ثمرین بیگم اپنی نگرانی میں کروا رہی تھیں
کیونکہ بہرام شاہ کسی بہت ضروری کام سے شہر گیا ہوا تھا---وہ اس قدر لاپرواہ تو نہیں تھا کہ ساری ذمہ داریاں کسی اور کے حوالے کر کہ خود شہر چلا جاتا--
ثمرین بیگم کو شک تھا کہ وہ کوئی بات ضرور چھپا رہا ہے--
پچھلے کچھ دنوں سے وہ ٹینشن میں نظر آرہا تھا--کئی بار وہ حویلی فون کر کہ حدائق کے بارے میں بھی پوچھ چکا تھا کہ اس سے رابطہ ہوا کہ نہیں

Posted On Urdu Novel Book

اور اپنی بات کر کہ وہ کوئی بھی جواب دیے بغیر فون رکھ دیتا جس پر ثمرین بیگم کو جی بھر کر غصہ آتا

حویلی میں ملازموں کی فوج تھی۔۔مگر جب تک سر پر کھڑے ہو کر کام نا کروایا جائے ملازم بھی چھوٹے سے کام کو بڑھا دیتے ہیں

"مجھے تو سمجھ نہیں آرہی کہ کیا کروں۔۔۔بہرام تو چلو کام سے چلا گیا۔۔مگر بالاج۔۔کبھی جو یہ لڑکا میری سن لے۔۔گھر کی دو بیٹیوں کی شادی ہے۔۔۔اور کوئی مرد ہی گھر نہیں۔۔

ایک تو پہلے مجھے عقیدت پر غصہ تھا۔۔لاکھ سمجھایا تھا کہ جلدی آئے مگر نہیں دو دن پہلے آئی۔۔

Urdu Novel Book

بالاج اور عقیدت کی فطرت ایک جیسی ہی ہے دونوں ہی ضدی اور باغی ہیں۔۔

جس کام سے روکو وہی کریں گے۔۔۔اس لڑکے سے میں نے کہا بھی تھا کہ اس بار جائے تو جلدی واپس اجائے۔۔۔یا وہاں جا کر اپنا فون بند نا کرے۔۔مگر نہیں ماں کی اب سنتا ہی کون ہے"۔۔۔ عقیدت اور حوریہ کے شادی کے کپڑوں کو پیک کر کہ بیگ میں رکھتے ثمرین بیگم نے جھنجھلاتے ہوئے کہا تو حلیمہ بیگم نے بھی سر ہلا کر ان کی بات کی تاکید کی

"سلویٰ بچی بھی گھن چکر بنی ہوئی ہے۔۔کبھی حوریہ کے لیے پالر سے اپائنٹمنٹ لینا۔۔۔پھر عقیدت کے لیے۔۔۔دونوں کے کپڑوں اور جیولری وغیرہ کو دیکھنا۔۔گھر میں آئے مہمانوں کو

Posted On Urdu Novel Book
دیکھنا۔۔۔ویسے ہزار کام ہوتے شادی والے گھر کبھی اس کی سن لو کبھی اُس کی سن لو"۔۔۔حلیمہ بیگم نے سر جھٹکتے ہوئے کہا تو ثمرین بیگم نے ہنکارہ بھرا

"انہیں چھوڑوں تم یہ دیکھ لو۔۔۔تم تو اپنے گھر والوں کے رواجوں کو اچھے سے جانتی ہو گی۔۔۔ کہ کیسے شادی میں لین دین کرتے۔۔۔مقدس کے خاندان میں جو کپڑے دینے وہ میں نے اس بیگ میں کر دیے ہیں۔۔۔اور مبین کے لیے اس بیگ میں۔۔۔باقی رہ گئے حویلی والے ان کی پیکنگ تو تم نے رات میں ہی کر لی تھی۔۔

چاندی کے سکے۔۔۔اور زیور وغیرہ بہرام کے لاک اپ میں رکھے تھے میں نے۔۔۔وہ کہہ تو رہا تھا رات سے پہلے اجائے گا۔۔۔تب نکلوا لوں گی اس سے۔۔۔باقی تم دیکھ لو۔۔۔

"نہیں الحمدللہ سب بالکل ٹھیک ہے۔۔۔ بس بھابھی لوگوں کو پسند آجائے۔۔۔وہ لوگ کوئی ڈرامہ نا کر دے۔۔۔باقی تو اللہ کا شکر ہے ہم نے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔۔۔جہیز سے اگر ضرغام منع نا کرتا تو وہ بھی ہم دے دیتے۔۔۔بس اب اسی بات کی فکر کہ وہ دونوں اس بات پر کوئی تماشہ نا کریں"۔۔۔ حلیمہ بیگم نے بیگز جو بند کر کہ ایک سائیڈ پر کرتے ہوئے جواب دیا

اللہ خیر کرے۔۔۔تم بچیوں کو دیکھ لو۔۔۔کسی چیز کی ضرورت نا ہو میں ذرا کچن دیکھ آو۔۔۔ثمرین بیگم نے اٹھتے ہوئے کہا تو حلیمہ بیگم سر ہلاتی کمرے سے باہر نکل گئی

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

Posted On Urdu Novel Book

"ماشاءاللہ سے آپ دونوں تو بہت پیاری لگ رہی ہیں۔۔۔اب تو مجھے پورا یقین ہے۔۔۔ضرغام اور عائث لالا کی بچی کچی بھی ناراضگی جو ہم لوگوں سے ہوئی اسے بھول جائیں گے۔۔۔بھئی اتنی خوبصورت لڑکیاں جو دے رہے ہیں انہیں۔۔۔اپنی بیویوں کو دیکھ خود کو بھول جائیں گے یہ دشمنی کیا چیز ہے"۔۔۔ سلویٰ شاہ نے عقیدت کے کمرے میں داخل ہوتے عقیدت اور حوریہ کو مہندی کی رسم کے لیے تیار ہوئے دیکھ شوخ لہجے میں کہا

تو حوریہ نے منہ بسور کر اسے دیکھا

"زردے کی دیگ لگ رہی ہوں میں تو۔۔۔کہا بھی تھا ماں جی سے کہ مجھے کوئی اور رنگ لینے دے مگر نہیں۔۔۔اب عقیدت کو دیکھو ضرغام لالا نے کتنا پیارا کلر لے کر بھیجا ہے"۔۔۔حوریہ کے منہ بسور کر کہنے پر سلویٰ شاہ نے تاسف سے سر ہلایا

جبکہ ہاتھ میں موبائل تھامے صوفے پر بیٹھی عقیدت نے سامنے ڈریسنگ ٹیبل کے مرر میں نظر آتے اپنی عکس کو دیکھا

"ٹی پنک کلر کا شرارا جس پر سلور کلر کا خوبصورت کام ہوا تھا۔۔۔کانوں میں گلاب اور موتیے کے پھولوں سے بنے ایرنگ پہنے۔۔۔ماتھے پر بندیا لگائے۔۔۔نازک کلائیوں میں گجرے پہنے۔۔۔میک آپ کے نام پر لائٹ پنک کلر کی لپ اسٹک لگائے۔۔۔ ناک میں چمکتی ڈائمنڈ کی چھوٹی سی نوز پن چمک رہی تھی۔۔۔سبز نگینوں جیسی آنکھوں میں الوہی سی چمک اتری ہوئی"۔۔۔

Posted On Urdu Novel Book

ضرغام خان کے نام سے سجنے پر وہ اس قدر خوبصورت لگ رہی تھی کہ عقیدت کا دل یہ سوچ کر بے ساختہ دھڑکا تھا کہ جب وہ ظالم شخص اپنی قربت کی بارش اس پر کرے گا۔۔تو وہ کس طرح ان رنگوں کو چھپا سکے گی

اپنی سوچ پر ہڑبڑا کر عقیدت نے نظروں کا زاویہ بدل کر حوریہ کو دیکھا

جو یلو کلر کا شرارا جس پر گولڈن اور گرین کلر کا گوٹے کا کام ہوا تھا۔۔ہاتھوں میں گجرے پہنے۔۔جبکہ ماتھے اور کانوں میں گلاب اور موتیے کے پھولوں کی جیولری پہنے۔۔براون بالوں کو کمر پر کھلا چھوڑے۔۔چہرے پر معصومیت سجائے۔۔روٹھی ہوئی شہزادی ہی لگ رہی تھی جسے دیکھ عقیدت نے اپنی مسکراہٹ چھپائی

"ماشاءاللہ سے اتنی پیاری تو لگ رہی ہو۔۔اگر پھر بھی دل راضی نہیں ہو رہا تو تم چینج کر لو۔۔ضرغام نے اتنی ڈریسسز بھیجی ہیں اسی ڈیزائن میں ایک اور ڈریس ہے بس کلر چینج ہے وہ پہن لو"۔۔۔ عقیدت نے نرم لہجے میں کہا تو حوریہ نے جھٹ نفی میں سر ہلایا

"وہ تو آپ کے میاں نے بھیجا ہے بھئی۔۔میں کیسے پہن سکتی ہوں۔۔اور ویسے بھی اب تھوڑا ٹائم اور لگایا تو ماں جی نے جان سے مار دینا ہمیں"۔۔حوریہ نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا تو سلویٰ نے بھی تائید کرتے اثبات میں سر ہلایا

Posted On Urdu Novel Book

وائٹ کلر کی پاؤں کو چھوتی فراک کے ساتھ نارنجی رنگ کا دوپٹہ لیے۔۔گرے آنکھوں میں کاجل کی باریک لکیر کھینچ کر انہیں مزید دلکش بنایا گیا تھا۔۔براؤن بالوں کو نیچے سے ہلکے کرل ڈال کر کمر پر کھلا چھوڑا ہوا تھا--- لائٹ میک اپ کیے۔۔وہ کسی کو بھی چاروں خانے چت کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی

"اب آپ دونوں یہ دوپٹہ اوڑھ لیں۔۔اور چلے میرے ساتھ نیچے رسم شروع ہونے والی ہے۔۔گرین کلر کا دوپٹہ گھونگھٹ کے انداز میں حوریہ کہ سر پر دیتے ہوئے کہا تو عقیدت نے آگے بڑھ کر خود پر اس دوپٹے کو اوڑھا

ابھی وہ تینوں باہر نکلتی کے بہرام شاہ دروازا کھول کر اندر داخل ہوا

-------------

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

Posted On Urdu Novel Book

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔ www.kitabnagri.xyz

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

Urdu Novel Book

"تم یہ شادی اپنی رضامندی سے کر رہی ہو۔۔۔مطلب تم ضرغام خان کے ساتھ دل سے رشتہ نبھانا چاہتی ہو یا تمہارے دماغ میں کچھ اور چل رہا ہے عقیدت"۔۔۔سلویٰ اور حوریہ کو باہر بھیج کر اب وہ عقیدت کے سامنے بیٹھا سنجیدہ لہجے میں استفسار کر رہا تھا جس پر عقیدت نے آنکھیں گھمائی

Posted On Urdu Novel Book

"تمہیں لگتا ہے میں سردار ضرغام خان سے کھیل کھیلوں گی اور وہ سمجھ نہیں سکے گا۔۔ میں کیا کر رہی ہوں اور کیوں وہ سب جانتا ہے بہرام۔۔تم اس کی فکر مت کرو۔۔اگر اسے میرے فیصلے سے یا اس فیصلے کی پیچھے چھپی اصل وجہ سے کوئی مسئلہ ہوتا تو وہ مجھے جان سے مار کر اس مسئلے کو ختم کر دیتا"--- بہرام شاہ کی سیاہ گہری آنکھوں میں آنکھیں گاڑھتے ہونٹوں پر پراسرار مسکراہٹ سجا کر کہا تو بہرام شاہ نے سختی سے اپنی مٹھیاں بھینچی

"تمہیں لگتا ہے ہم بدلہ نہیں لے سکتے تھے--- جو تم اس سب کا حصہ بن رہی ہو۔۔اگر عورتوں کو ہی ڈھال بنانا ہوتا تو یہ کام ہم بہت پہلے کر سکتے تھے عقیدت - ضرغام خان پاگل ہے جو تمہیں اس کھیل کا حصہ بننے کی اجازت دے رہا ہے۔۔تم دونوں کیسے اپنے اس رشتے کو اس دشمنی کا حصہ بنا سکتے ہو۔۔

اگر میں اس شادی کے لیے رضا مند ہوا ہوں تو یہ میری بزدلی نہیں ہے عقیدت۔۔میں بس بڑوں کی لڑائیوں سے آنے والی نسل کا مستقبل خراب نہیں کرنا چاہتا۔۔آج اگر ہم اس دشمنی کو بلاوجہ بڑھاوا دے گے۔۔

تو کل آنے والی نسل بھی بنا اصل وجہ جانے۔۔بس خاندانی دشمنی کا نام دے کر اس دشمنی کو نبھاتی رہے گی۔۔

شادی کرنے ہے تو اپنے لیے کرو۔۔اپنے رشتے کو نبھانے کے لیے کرو۔۔نا کہ اس دشمنی کی آڑ میں ایک دوسرے کا استعمال کرنے کے لیے"--- سرد و سپاٹ لہجے میں کہتے سرخ نظروں سے عقیدت کے لاپرواہ انداز کو دیکھا

"چلو سب باتیں ایک طرف۔۔یہ دشمنی نبھا کر۔۔یا اصل وجہ کے پورے ہونے کے بعد تم یا ضرغام تمہیں چھوڑ دے گا۔۔جو منگ نا چھوڑے وہ بیوی کو کیسے چھوڑ دے گا عقیدت۔۔یہ نا ہو کہ اسے ہراتے ہراتے۔۔تم خود اس کے آگے اپنا دل نا ہار دو"--- گہری سانس بھر کر عقیدت کے پاس چند قدم کے فاصلے پر کھڑے ہوتے ہوئے نرم لہجے میں کہا تو عقیدت نے نظریں اٹھا کر

نیوی بلو شلوار قمیض پہنے۔۔کندھوں پر سیاہ اجرک پھیلائے--- چہرے پر سنجیدگی طاری کیے۔۔نرم نظروں سے اپنی جانب دیکھتے بہرام شاہ کو دیکھا

تم نے کبھی یہ نہیں سنا بہرام کہ " کبھی کبھی دور جانے کے لیے بہت پاس آنا ضروری ہوتا ہے۔

میں اس کے قریب نہیں جاؤں گی تو دور بھی نہیں ہو سکو گی۔۔جب ضرغام خان کے بہت قریب جانا ہی ہے۔۔تا کہ ہمیشہ کے لیے اس سے بہت دور چلی جاؤں۔۔تم سے جھوٹ نہیں بول سکتی۔۔تمہارے سامنے جھوٹ بولا ہی نہیں جاتا۔۔اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں ضرغام

Posted On Urdu Novel Book

خان کے سامنے جھوٹ بول رہی ہوں۔۔میں جھوٹ بول لیتی ہوں اس کے سامنے۔۔کیونکہ وہ سن لیتا ہے۔۔اور جھوٹ کے پیچھے چھپے میرے سچ کو بھی مان لیتا ہے۔۔تم سے جھوٹ بولو گی تو تمہیں جھوٹ کا اندازہ تو ہو جائے گا مگر تم کبھی میرے سچ کو جان نہیں سکو گے۔

اور رہی دل ہارنے کی بات وہ تو میں کب کا ہار چکی۔۔وہ جانتا ہے کہ عقیدت شاہ اس کے سامنے کئی سال پہلے ہار چکی ہے۔۔میرا ہارنا قبول نہیں اسے اسی لیے یہ کھیل کھیلنے کی اجازت دے رہا ہے۔

جب تک جیت کے اس کے برابر نہیں آجاتی وہ آگے نہیں بڑھے گا۔

تم نے کیا کہا دشمنی کے لیے میں یہ سب نا کروں"--- سرد و سپاٹ لہجے میں ایک ایک لفظ چبا کر کہتے آخر میں طنزیہ لہجے میں کہا تو بہرام شاہ نے خالی نظروں سے عقیدت کے چہرے کو دیکھا

"حضرت علی رضہ کا قول ہے کہ

ذلت اٹھانے سے بہتر ہے کہ تکلیف اٹھاؤ--

میں تکلیف اٹھا سکتی ہوں۔۔ذلت کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتی۔۔ تمہارا باپ مر گیا۔۔میرے دو ماموں مر گئے۔۔میرا باپ شہید ہو گیا۔۔سب مر گئے۔۔دشمنی کا آغاز کرنے والے سب چلے گئے - مگر میرے باپ کے ماتھے پر قاتل اور پیٹھ پر وار کرنے والا کی سیاہی لگا گئے۔۔

Posted On Urdu Novel Book

مجھے وہ سیاہی مٹانی ہے بہرام شاہ - چاہے اس سیاہی کو مٹاتے میرا نصیب ہی کیوں نا اس سیاہی سے بھر جائے"۔۔۔بیڈ کے سائیڈ ٹیبل سے سگریٹ کا پیکٹ نکال کر ہونٹوں میں دبا کر سلگاتے ہوئے سرد لہجے میں کہا تو بہرام شاہ نے سرد سانس بھرتے نفی میں سر ہلایا

"کچھ نہیں ہو سکتا تم لوگوں کا۔۔۔سارے کے سارے پاگل خر کے بچے ہیں یہاں۔۔۔دماغ گھمایا ہوا ہے میرا۔۔

اب اپنے مزاجی خدا کو فون کر کہ پوچھ لو کہ خان حویلی میں مہندی کی ہونے والی رسم کو کیوں روک دیا ہے اس نے۔۔۔آتش بازی کا سامان تو ٹرک بھر بھر کر ارمغان خان نے منگوایا تھا۔۔۔ مگر رائفل چلنے کی کیا پٹاکہ چلنے کی بھی آواز نہیں آئی۔۔۔میں تو کانوں میں ڈالنے کے لیے کاٹن کے ڈبے بھر کر لایا تھا گاڑی میں پڑے ہیں بچارے۔۔

یہ خان بیویاں آنے سے پہلے ہی سدھر گئے ہیں۔۔۔یا کوئی اور کھچڑی پکا رہے ہیں۔۔۔پوچھ کہ بتا دینا۔۔۔پھر کھانے چلے گے"۔۔۔عقیدت کے ہونٹوں سے سگریٹ نکال کر نیچے زمین پر پھینک کر اپنے پاؤں غ مسلتے ہوئے کہا تو عقیدت نے گھور کر بہرام شاہ کو دیکھا

جس پر بہرام نے ڈبل گھوری سے عقیدت کو گھورتے دوپٹے کا گھونگھٹ عقیدت کے چہرے پر کیا

Posted On Urdu Novel Book

"سسرال سے مہندی آنے والی تمہاری۔۔اگر کسی کو پتہ چل گیا کہ دلہن سگریٹ پیتی ہے۔۔ تو تمہاری ساس کو تمہارے جانے سے پہلے ہی دل کا دوڑا پر جانا ہے"۔۔نفی میں سر ہلاتے عقیدت کا ہاتھ پکڑتے قدم کمرے سے باہر کی جانب بڑھائے تو گھونگھٹ میں منہ بسور کر بہرام شاہ کی پشت کو دیکھا

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

جب سے سلویٰ کو پتہ چلا تھا کہ خان حویلی سے عقیدت اور حوریہ کے لیے مہندی لے کر ارمغان خان آیا ہے تب سے وہ بے چینی سے کچن میں چکر کاٹ رہی تھی

بری طرح اپنے لب کچلتے کچن کی کھڑی سے باہر لان میں جھانکنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"سلویٰ بی بی وہ ثمرین بیگم کہہ رہی ہے وہ مہندی لگانے والی آگئی ہے۔۔رسم ختم ہونے سے پہلے آپ مہندی لگوالیں پہلے۔۔ پھر حوریہ اور عقیدت بی بی کو لگوا دیجیئے گا۔۔ملازمہ کی آواز پر سلویٰ ہڑبڑا کر پلٹی

سخت نظروں سے ملازمہ کو گھور کر دیکھا

"پتہ ہے مجھے۔۔تم یہ بتاؤ خان حویلی سے اور کون کون آیا ہے۔۔ایک تو عقیدت لالی کا دیور ہے اور کوئی نہیں آیا کیا"۔۔چہرے پر سنجیدگی طاری کیے۔۔سرسری سے لہجے میں استفسار کیا جبکہ گہرے آنکھیں کھڑکی پر ٹکی ارمغان خان کو تلاش رہی تھیں

Posted On Urdu Novel Book

"بی بی جی وہ ارمغان خان اور اس کی بہن آئی ہے امتثال"---ملازمہ نے ہاتھ جھلاتے ہوئے کہا

تو سلویٰ کے ماتھے پر بے شمار بل نمودار ہوئے

سخت نظروں سے ملازمہ کو گھورتی اس کے مقابل آکر کھڑی ہوئی

"ارمغان لالا سمجھ آئی---اب اس کا نام لیا تو زبان گدی سے کھینچ لوں گی"--- دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تو ملازمہ ڈر کر بے ساختہ دو قدم پیچھے ہوئی

سلویٰ کے چہرے کے خطرناک تاثرات دیکھتے سر جلدی سے اثبات میں ہلایا

"جاؤ اب یہاں سے باہر نظر بھی مت آنا مجھے"---سخت لہجے میں کہا تو ملازمہ سر ہلاتی چار سو بیس کی سپیڈ میں وہاں سے غائب ہوئی

"افففف---یہ خان تو بری طرح میرے حواسوں پر چھا رہا ہے"---گہری سانس بھرتے ہونٹ کا کونا دانتوں تلے دباتے سرگوشی کی

دو گلاسوں میں کولڈ ڈرنک ڈال کر ٹرے میں رکھی اور قدم باہر لان کی جانب بڑھائے

---------

سلویٰ باہر لان میں آئی تو اسے ارمغان خان کہی بھی نا دیکھا

روشنیوں سے جگمگاتے لان میں نظروں کو دوڑاتے سلویٰ نے ٹرے ٹیبل پر رکھی

Posted On Urdu Novel Book

تبھی بے ساختہ نظر اپنے بائیں جانب اٹھی تو سلویٰ کا دل بے ساختہ دھڑکا

سفید کلر کا کرتا شلوار پہنے۔۔کرتے پر بلیک کلر کی واسکٹ پہنے۔۔چہرے پر سنجیدگی طاری کیے۔۔وہ معمول سے ہٹ کر بے حد ہنڈسم لگ رہا تھا۔۔ہلکی بڑھی بئیرڈ ارمغان خان کی وجاہت میں اضافہ کر رہی تھی

ارمغان خان کو موبائل پر کسی سے بات کرتے بیک سائیڈ کی طرف جاتے دیکھ سلویٰ نے اردگرد نگاہ دوڑائی مگر سب کو دلہنوں کی جانب متوجہ پا کر دبے پاؤں ارمغان خان کی جانب بڑھی

Urdu Novel Book

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

"ابھی میں مصروف ہوں۔۔لالا کی شادی ہو جائے تو پھر شہر لگاتا ہوں چکر۔۔نہیں ابھی نہیں میں ویسے بھی آج کل مصروف ہوں۔۔شہر نہیں آسکتا"--- ارمغان خان کو موبائل پر کسی سے بات کرتے سن سلویٰ شاہ نے بری طرح پہلو بدلا

ابھی وہ پلٹ کر جاتی کہ ارمغان خان نے اپنی سخت گرفت میں سلویٰ شاہ کی کلائی کو جکڑ کر اسے پلر کے ساتھ پن کیا

حویلی کے ایک طرف مردان خانہ تھا جس کا دروازا دوسری جانب تھا۔۔ ارمغان خان مہندی کی چیزیں حلیمہ بیگم کے حوالے کرتا وہاں چلا گیا تھا

Posted On Urdu Novel Book

مگر وہاں شاہ خاندان کے لڑکے محفل لگائے بیٹھے تھے۔کیونکہ انہیں عورتوں کی طرف آنے کی اجازت نہیں تھی

مگر ارمغان خان کو حلیمہ بیگم نے پیغام بھیج کر اس طرف بلا لیا تھا۔ایک تو وہ عقیدت لوگوں کا کزن تھا اور دوسرا چھوٹا دیور تھا۔عمر میں چاہے وہ بڑا تھا مگر رشتے میں وہ دونوں سے چھوٹا تھا۔

اسی وجہ سے حلیمہ بیگم نے کہا کہ وہ بھی آکر رسم کر لے۔۔رسم کے دوران مسلسل آتی اپنے دوست کی کال کو دیکھ ارمغان خان اس سے بات کرنے کی خاطر اس طرف چلا آیا تھا۔مگر اپنی پشت پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس کر کہ وہ سمجھ گیا تھا کہ کون بے خوفی سے ارمغان خان پر نظریں ٹکا سکتا ہے۔

ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتے نجانے کتنے ہی خاموش معنی خیز لمحے گزر گئے

"کیا کر رہی ہو یہاں۔۔اگر کوئی تمہیں اس طرح کرتے دیکھ لیتا۔۔انجام جانتی ہو تم اس بات کا"۔۔۔دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تو سلویٰ شاہ نے بے یقینی سے ارمغان خان کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

جہاں تک اتنے دنوں میں وہ اس کے بارے میں جان چکی تھی۔۔۔اس کے مطابق ارمغان خان کبھی کسی عورت سے سخت لہجے میں بات نہیں کرتا تھا۔۔۔اب شاید سلویٰ کی غلطی ہو سکتی ہے مگر اس قدر شدید رد عمل

"میرا گھر میری مرضی ارمغان خان۔۔۔اگر تمہیں میرے انجام سے زیادہ اپنے انجام کی فکر ہے تو بتاؤ۔۔۔ورنہ کسی میں اتنی ہمت نہیں کہ سلویٰ شاہ پر انگلی اٹھا سکے"۔۔۔ارمغان خان کی خون چھلکاتی آنکھوں میں اپنی گرے آنکھیں گاڑھتے مضبوط لہجے میں کہا تو ارمغان خان نے سختی سے اپنی مٹھیاں بھینچی

"میرا انجام جو ہونا تھا ہو گیا۔۔۔تم اپنے انجام کی فکر کرو۔۔۔اگر تم نہیں چاہتی کہ تمہارا انجام ٹوٹ کر بکھرنا ہو تو مجھ سے دور رہو سلویٰ شاہ۔۔۔ کوشش کرو کہ تمہاری یہ شکل مجھے آج کے بعد کبھی نا دکھے"۔۔۔سرد و سپاٹ لہجے میں کہتے سلویٰ کی کلائی تھام کر جھٹکا دیتے دوسری جانب کیا تو سلویٰ کو چھناکے سے اپنے اندر کچھ ٹوٹتا محسوس ہوا

آنکھوں کے کونے بے ساختہ نم ہوئے جنہیں دیکھ ارمغان خان نے سختی سے اپنے جبڑے بھینچے

"میرے انجام کی تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں خان--- مجھے کوئی شوق نہیں تمہیں اپنی شکل دکھانے کا۔۔۔مگر پھر بھی تمہیں کوئی مسئلہ ہے تو اپنی آنکھیں نکال لو۔۔۔کیونکہ محبت

Posted On Urdu Novel Book

اور حسرت سے دیکھنے والے مجھے بہت ہے۔تمہاری آنکھوں کی ضرورت نہیں"۔کندھے اچکا کر طنزیہ نظروں سے ارمغان خان کو دیکھتے ہوئے کہا

مگر سلویٰ شاہ کی اس بات پر ارمغان خان کو اپنا خون کھولتا محسوس ہوا

دو قدم کے فاصلے کو سمیٹ کر سلویٰ شاہ کے دونوں بازوؤں کو اپنی آہنی گرفت میں لے کر جھٹکا دیا۔

"سلویٰ شاہ میرا تھوڑا سا بھی حق ہوتا نا تم پر۔تو یقین مانو۔میں عائث یا ضرغام خان نہیں ہوں۔ جو طنز میں یا نفرت یا ناراضگی سمجھ کر ان باتوں کو نظر انداز کر دو--میں ارمغان خان ہوں۔لوگ مجھے سر پھرا خان کہتے ہیں۔

یہ مزاق بھی ہوتا تب بھی تمہاری زبان کاٹ کر ہاتھ میں رکھ دیتا۔خان ہوں میں۔اور خان جان پر تو سمجھوتا کر سکتا ہے۔مگر عزت اور غیرت پر نہیں کرتا۔

صرف نام یا جسم پر اپنی چھاپ نہیں چھوڑنے والا میں۔دل و دماغ پر نقش ہونے والا خان ہوں میں۔اور جہاں ارمغان خان ہوتا ہے وہاں کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا۔

چاہے پھر وہ کسی کی زندگی ہو یا دل و دماغ کی سوچ کی دنیا"۔دبے دبے لہجے میں غرا کر کہتے ایک ہی جھٹکے میں سلویٰ شاہ کو خود سے دور دھکیلا

"جاہل جنگلی انسان یہی بات تم آرام سے بھی کر سکتے تھے۔بازو توڑ دیے میرے"۔اپنے بازوؤں کو سہلاتے شکوہ کناں نظروں سے ارمغان خان کو دیکھتے ہوئے کہا تو ارمغان خان کو اپنے رد عمل پر ملال ہوا

"دل ٹوٹنے سے بہت بہتر ہے یہ"۔سلویٰ شاہ کی گرے آنکھوں میں اپنی شہد رنگ آنکھیں گاڑھ کر سرگوشی سے بھی کم آواز میں کہتا وہاں سے نکلتا چلا گیا

جبکہ سلویٰ ساکت سی کھڑی ارمغان خان کی بات کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

تم یہ شادی نہیں کروگے عائث۔اگر تم نے یہ شادی کی تو میرا مرا ہوا منہ دیکھو گے"۔۔۔۔ مبین بیگم کے چلا کر کہنے پر عائث خان نے خاموش نظروں سے ان کی جانب دیکھا

عائث خان ضد کر کہ مبین بیگم کو حویلی لے آیا تھا۔مگر حویلی آکر کر جب سے انہیں شادی کی بات پتہ چلی تھی

تب سے انہوں نے واویلا مچایا ہوا تھا

"میں اس گھٹیا لڑکی کو کبھی اپنی بہو نہیں بناؤ گی۔وہ کیا شاہ خاندان کی کسی بھی لڑکی کو تمہاری بیوی نہیں بننے دوں گی۔اگر تمہیں شادی ہی کرنی ہے تو امتثال سے کر لو۔یا تمہاری انڈسٹری میں تو اتنی لڑکیاں ہے ان سے کر لو۔مگر اگر یہ سب تم اپنی غیرت کی وجہ سے

Posted On Urdu Novel Book

کر رہے ہو کہ وہ تمہاری منگ ہے کسی اور کی بیوی نہیں بن سکتی تو یاد رکھو۔۔تمہارے علاوہ کوئی اسے نہیں اپنانے والا۔۔ اگر یہ دشمنی کی وجہ سے کر رہے ہو تو یہ شادی کا کھڑاک ڈالنے کی کیا ضرورت۔۔اپنے بندوں سے کہہ کر اٹھوا لو اور لے جاؤ فارم ہاؤس۔۔اپنا دل بہلا کر پھینک"۔۔ابھی مبین بیگم اپنی بات مکمل کرتی کہ عائث خان بپھرے ہوئے شیر کی طرح اپنی جگہ سے اٹھا

کمرے کے بیچوں بیچ پڑے گلاس ٹیبل کو ٹھوکر مار کر زمین بوس کیا تو کمرے میں زور دھماکے سے کانچ کے ٹکڑے دور دور تک پھیل گئے

"اوو جسٹ شیٹ اپ--- ایک لفظ اور نہیں۔۔اتنا کچھ کر لیا آپ لوگوں نے ابھی بھی دل نہیں بھرا۔۔ضرغام لالا کی قسم نا ہوتی تو میں سب کو زندہ زمین میں گاڑھ دیتا۔۔مگر اب اگر آپ نے ایک لفظ بھی اور کہا یا کچھ اور کرنے کی کوشش کی تو یاد رکھیئے گا۔۔میں سب کچھ ختم کر دوں گا۔۔حوریہ شاہ میری منگ اور کل سے میری بیوی بن جائے گی۔

اس کے خلاف میں ایک لفظ نہیں سنو گا۔۔امتثال میری بہنوں جیسی نہیں میری بہن ہی ہے۔۔اب اگر آپ نے اس کے اور میرے بارے میں ایسا سوچا تو انجام کی زمہ دار آپ ہو گی۔

Posted On Urdu Novel Book
حوریہ کو میرے علاوہ کوئی اور اپنا بھی نہیں سکتا۔۔وہ اپنی پہلی سانس سے آخری سانس تک میرے نام سے ہی منسوب رہے گی۔۔وہ میری تھی اور تاحیات میری ہی رہنے والی ہے۔ وہ میرے لیے دشمنی کا کوئی مہرہ یا دل بہلانے کا سامان نہیں۔۔ حوریہ شاہ عائث خان کی زندگی ہے۔۔میرے اس پتھر دل کو دھڑکنیں دینی والی حوریہ شاہ ہے۔۔میں آج جس مقام پر ہوں تو وجہ صرف اور صرف حوریہ شاہ ہے۔

کوئی نہیں تھا میرا نا آپ نا بابا۔۔سب اپنی زندگی میں مصروف تھے۔۔بابا اور آپ دونوں میرے نہیں تھے--- دونوں بڑے ہوئے تھے--- وہ تھی تب میری۔۔میری وحشتوں کی ساتھی--

جس کی مکمل زات عائث خان کی تھی۔۔جو میری ملکیت تھی۔

اس کے خلاف اگر کسی نے کچھ کہا یا کیا تو انجام موت سے بھی بدتر ہو گا--- اسی لیے آپ سے پہلی اور آخری بار کہہ رہا ہوں۔۔میری بیوی کوئی کسی سازش کا حصہ بنانے کی کوشش بھی مت کریے گا۔

پہلے ہی ہم بھائی آپ دونوں عورتوں کی بے جا ضدوں اور سازشوں پر خاموشی اختیار کیے ہوئے ہیں۔۔کہ مائیں ہے اولاد پر حق ہے ان کا۔۔اس لیے افف تک نہیں کیا۔۔مگر اب آپ دونوں نے کچھ کیا ضرغام کا تو نہیں میں یہ سب چھوڑ کر اپنی بیوی کو کہی دور لے جاؤں

Posted On Urdu Novel Book

گا— یہ دولت یہ شہرت عزت مرتبہ خاندان سب آپ دونوں کو ہی مبارک "--- کمرے کی ہر چیز کو زمین بوس کرتے غراتے ہوئے کہا تو مبین بیگم نے اپنے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر اپنی چیخ کا گلا گھونٹا

عائث خان اپنے دل کی بھڑاس نکال کر جب کمرے سے چلا گیا تو مبین بیگم نے ڈرتے ڈرتے اردگرد نگاہ دوڑائی

کمرے کی بکھری حالت دیکھ انہوں نے اپنے خشک پڑتے حلق کو تر کیا

یہ تو عائث خان کا رد عمل تھا—اگر ارمغان خان جو اتنی خاموشی اختیار کیے ہوئے بیٹھا ہے اس کا لاوا پھٹا تو کیا ہو گا—یہ سوچ آتے ہی مبین بیگم نے جلد از جلد شہر لوٹنے کا پلین بنایا

وہ یہاں رہ کر ارمغان خان کے ہاتھوں مرنا نہیں چاہتی تھی—

اسی لیے ملازمہ کو

بلا کر کمرے کی حالت درست کروائی اور اپنا بیگ جلدی سے پیک کیا

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

"فرصت مل گئی بیوی کا فون اٹھانے کی"—ضرغام خان کے کال ریسیو کرنے پر عقیدت نے دانت پیس کر کہا تو دوسری جانب اپنی چھت پر کھڑے ضرغام خان نے گہری سانس فضا کے سپرد کی

Posted On Urdu Novel Book

جبکہ نظریں روشنیوں میں نہائی شاہ حویلی پر مرکوز تھی۔۔جو کافی فاصلے پر ہونے کے باوجود بھی اپنی آب و تاب روشنیوں سے جھلماتی یہاں تک نظر آرہی تھی

"فون کیوں کیا ہے۔۔کل آ تو رہا ہوں تمہیں ہمیشہ کے لیے لینے"۔۔نظریں حویلی سے ہٹا کر آسمان پر نظر آتے چاند پر ٹکائے مدھم لہجے میں جواب دیا تو عقیدت شاہ نے گھور کر موبائل فون کو دیکھا

"میں نے سنا ہے تم نے مہندی کی رسم سے منع کر دیا۔۔سبھی انتظام ہونے کے باوجود بھی کوئی رسم نہیں ہوئی خان حویلی میں۔۔۔اگر شادی انتقام کے لیے بھی کر رہے ہو۔۔تو تمہارا بنتا ہے دھوم دھام سے شادی کرنا۔۔مگر یہ رسمیں نا کر کہ تم ثابت کیا کرنا چاہتے ہو ضرغام"۔۔۔ عقیدت کے سنجیدہ لہجے کو سن ضرغام خان نے اپنے ماتھے کو سہلایا

"میرا میٹر پہلے ہی گھوما ہوا ہے۔۔۔یہ بار بار انتقام اور دشمنی کی گردان کرنا بند کرو عقیدت۔۔۔نہیں پسند مجھے یہ فضول کی رسمیں۔۔۔جو ضروری تھا وہ میں کر رہا ہوں"۔۔۔سرد لہجے میں ایک ایک لفظ چبا کر کہا تو عقیدت شاہ کی مترنم ہنسی گونجی جسے سن ضرغام خان کو اپنے رگ و پے میں سکون سرائیت کرتا محسوس ہوا

Posted On Urdu Novel Book

"یہ فضول ہے—اور وہ جو تم نے ایک ہی ڈیزائن کے سات رنگوں میں ڈریس بھیجے ہیں—وہ فضول خرچی نہیں ہے--- اور پھر ہر کلر کے ساتھ میچنگ جیولری وغیرہ یہ تمہیں فضول خرچی نہیں لگی—"

"اپنی بیوی پر لٹانا فضول خرچی نہیں بلکہ یہ محبت کے اظہار اور اس کی پرواہ کرنے کو ظاہر کرتا ہے—یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ اپنے شوہر کے لیے کتنی اہمیت رکھتی ہے—یہ دولت میں نے قبر میں لے کر نہیں جانی—نا ہی میں نے پیٹ میں خزانہ جمع کرنے والی مشین فٹ کی ہے—

اب کماتا ہوں تو اپنی بیوی بچوں پر ہی خرچ کروں گا نا—اب میرا سر نا کھاؤ فون رکھو"---ضرغام خان کے جھنجھلا کر کہنے پر عقیدت نے اپنی مسکراہٹ بامشکل ضبط کی

"اچھا دماغ نہیں کھاتی—مگر تمہیں کھا جاؤں تو کوئی اعتراض تو نہیں"—عقیدت شاہ کی شوخی میں ڈوبی آواز کو سن ضرغام خان کا دل بے ساختہ دھڑکا

"کل یہی بات ہمارے بیڈروم میں کرنا تب اس کا عملی طور پر جواب دوں گا"--- قدم سیڑھیوں سے نیچے کی جانب بڑھاتے ہوئے جواب دیا تو عقیدت نے سمجھنے کے انداز میں سر اثبات میں ہلایا

Posted On Urdu Novel Book

"ویسے ہو کہاں تم۔۔میں ڈیرے پر آجاتی ہوں۔۔وہاں بھی تو تمہارا روم ہے نا۔۔وہاں آکر کہہ دیتی ہوں۔۔کل تک انتظار"۔۔ابھی عقیدت آہنی بات مکمل کرتی کہ فون سے ضرغام خان کی سرد آواز گونجی

"ٹانگیں توڑ دوں گا اگر تم حویلی سے باہر بھی نکلی۔۔ڈیرے پر سارے خاندان کے مرد جمع ہے۔۔اگر کسی کی نظر بھی تم پر پڑی تو اس کے ساتھ اپنے انجام کے لیے بھی تیار رہنا۔۔اور ابھی چپ چاپ سو جاؤ کیونکہ کل سے ویسے بھی تمہاری نیندیں اڑنے والی ہیں"۔۔سخت لہجے میں کہہ کر کھٹاک سے فون بند کیا تو عقیدت نے سختی سے اپنی مٹھیاں بھینچ کر موبائل کو پوری شدت سے دیوار میں مارا

"کھڑوس شخص۔۔تمہارے میٹر کو تو میں آکر ہی سیٹ کروں گی"۔۔دانت پیس کر کہتے ایک نظر موبائل کی ٹوٹی سکرین پر ڈال کر اپنے ہاتھوں میں لگی مہندی کو دیکھا

جو کہنیوں سے لے کر ہاتھوں تک بھر بھر کر لگائی گئی تھی

مہندی میں چھپے ضرغام خان کے نام کو دیکھ عقیدت نے گہری سانس بھرتے قدم بیڈ کی جانب بڑھائے

-----------

حوریہ نے ایک نظر اپنے ہاتھوں پر لگی عائث خان کے نام کی مہندی کو دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

اور ایک نظر آئینے میں نظر آتے اپنے عکس کو

"آج تمہاری غلطیوں میں ایک گناہ بھی شامل ہو گیا ہے حوریہ شاہ۔۔عائث خان کا حق کسی اور کو دینے کا۔۔میں کبھی معاف نہیں کروں گا تمہیں حوریہ شاہ۔۔کبھی بھی معاف نہیں کروں گا۔۔عائث خان تو اپنی ملکیت پر کسی کی نظر برداشت نا کرے۔۔کجا کہ اس کے دل میں کسی اور کے لیے جذبات کا ہونا۔۔میرا دل چاہ رہا ہے۔۔اس وقت ساری دنیا کو تہس نہس کردوں۔۔یا تمہیں ہی گولی سے اڑادوں۔۔

سوچو حوریہ شاہ یہ تو صرف میرے نفرت کی انتہا ہے۔۔محبت اور عشق تو بہت بعد کی باتیں ہیں۔۔یہ نا ہو میں نفرت میں ہی وہ سب کر گزروں جو لوگ محبت میں بھی نہیں کرتے۔۔ میں ساری حدوں کو توڑوں اس سے بہتر ہے تم میرے حصار کی حدود میں آجاؤ تا کہ یہ دونوں خاندان اور تم تباہ ہونے سے بچ جاؤ"

کانوں میں عائث خان کی سرد آواز گونجی تو حوریہ نے اپنے خشک پڑتے حلق کو تر کرتے گہری سانس بھری

"کیا عائث مجھے اپنی صفائی پیش کرنے کا ایک بھی موقع نہیں دے گا۔۔اگر کبھی اسے پتہ چل گیا کہ وہ شخص۔۔افففف وہ تو جان سے ہی مار دے گا۔۔کیسے یقین دلاؤں گی اسے کہ ایسا کچھ بھی نہیں --- مجھ سے غلطی ہوئی تھی--- گناہ نہیں کیا میں نے۔۔مگر عائث خان

سمجھے گا تب نا۔۔اس کی نظر میں تو یہ بھی کسی گناہ سے کم نہیں۔۔ ایک دنیا کی دوسری دلہنیں ہوتی ہے جو اس دن اپنی زندگی میں آنے والے سب سے خاص دن کے لیے سوچ کر لال پیلی ہو رہی ہوتی ہوں۔۔ ایک میں ہوں جو کل کا سوچ کر لال پیلی تو ہو رہی ہوں۔۔ مگر شرمانے کی وجہ سے نہیں عائث خان کے جلالی روپ کا تن تنہا مقابلہ کرنے کا سوچ کر"۔

-- ڈریسنگ ٹیبل پر چیزیں پٹک کر رکھتے بڑبڑا کر کہتے

کبرڈ سے آرام دہ سوٹ لے کر چینج کرنے چلی گئی

بستر پر لیٹتے نیند کی وادیوں میں کھونے تک سوچو کا محور عائث خان کی ذات تھی

---

برات بس پہنچنے ہی والی تھی۔۔بہرام شاہ اور شاہ خاندان کے دوسرے مرد مردان خانے کی طرف حویلی کے دوسرے گیٹ کے پاس برات کے استقبال کے لیے کھڑے تھے۔

برات ابھی شاہ حویلی پہنچی نہیں تھی۔ مگر آسمان میں گونجتی گولیوں کی تھرتھراہٹ سے اندازہ ہو رہا تھا کہ خان برات لا رہے ہیں

بہرام شاہ نے شادی میں کسی چیز سے روک ٹوک نہیں کی تھی۔۔مگر ضرغام کو پیغام ضرور بھیجا تھا کہ وہ

Posted On Urdu Novel Book

اپنے کزنز کو اور خاص طور پر ارمغان خان کو فائرنگ نا کرنے دے۔۔خوشی کے اظہار کے اور بھی بہت سے طریقے ہوتے ہیں۔

ایک تو یہ کام غیر قانونی ہے دوسرا اگر انجانے میں کسی کو گولی لگ جائے۔۔کوئی جانی نقصان ہو جائے تو پھر

کون ذمہ دار ہو گا

وہ میڈیا کا حصہ تھا۔۔اکثر وہ شادی میں ہونے والی فائرنگ کی وجہ سے لوگوں کے جان سے جانے کی نیوز دیکھتا تھا۔

وہ اس کے خلاف ایکشن بھی لے چکا تھا اور گاؤں میں شادی بیاہ پر ہوائی فائرنگ کرنے پر پابندی تھی

مگر یہ دماغ سے کھسکے ہوئے خانوں کو وہ کس طرح سمجھاتا

برات حویلی کے گیٹ پر آکر رکی تو فضا ایک بار پھر گولیوں کی تھرتھراہٹ سے گونج اٹھی خان اپنی اپنی گاڑیوں سے سر نکالے قہقہے لگاتے فائرنگ اور پیسوں کی بوچھاڑ کر رہے تھے جسے دیکھ بہرام شاہ نے تاسف سے سر ہلایا

چھوٹے بچوں کو پیسے پکڑنے کے لیے ایک دوسرے کو دھکا دیتے زمین پر گرتے دیکھ بہرام شاہ نے گہری سانس بھر کر اپنے اشتعال کو قابو پایا

Posted On Urdu Novel Book

تبھی اپنی بلیک لینڈ کروزر سے عائث خان باہر آیا

آف وائٹ کلر کی شروانی پہنے۔جس پر گولڈن کام ہوا تھا۔پاؤں میں گولڈن کلر کا کھسہ پہنے۔سیاہ گھنے بالوں کو جیل سے سیٹ کیے۔داجی کا ہاتھ تھامے مضبوط قدم لیتا بہرام شاہ کے سامنے آکر کھڑا ہوا

اپنے سامنے پٹھانی نقوش والے مغرور۔مگر زیادہ تر خاموش رہنے والے شہزادے کو دیکھ بہرام شاہ نے آگے بڑھ کر عائث خان کے گلے میں پیسوں والے ہار کی مالا پہنائی۔

عائث خان سے ملنے کے بعد اپنا سر داجی کے آگے جھکایا تو انہوں نے مسکراتے ہوئے بہرام شاہ کو ڈھیروں دعائیں دے ڈالی

کہ تبھی فضا گولیوں کی تھرتھراہٹ اور ڈھول کی تھاپ سے گونج اٹھی جس پر بہرام شاہ نے اپنی آنکھیں سختی سے میچ کر غصہ ضبط کیا

کیونکہ اسے اندازہ ہو گیا تھا یہ سب اسے چڑھانے کے لیے ضرغام خان جان بوجھ کر رہا ہے

تبھی عائث خان کی گاڑی کے سامنے ضرغام خان کی کار آکر ایک جھٹکے سے رکی

ضرغام خان کی کار کے رکنے پر اس کے دوستوں نے کار کے آگے بھنگڑے ڈالنا شروع کیے تو بہرام شاہ کو لگا اب اس کا ضبط ٹوٹ جائے گا

جبکہ عائث خان خاموشی سے گردن موڑ کر ضرغام خان کو دیکھ رہا تھا

Posted On Urdu Novel Book

جو بلیک کلر کہ شیروانی پہنے۔۔کسی ریاست کا شہزادہ ہی لگ رہا تھا۔۔چہرے پر دل جلا دینے والی مسکراہٹ لیے بہرام شاہ کو دیکھتے۔۔اپنے دوستوں کو پیچھے ہٹاتا بہرام شاہ کے قریب آکر رکا۔۔

جس پر بہرام شاہ نے تاسف سے سر ہلاتے ضرغام خان کو گلے لگایا۔۔

"سالے صاحب آج تو اگر تم مجھ پر بندوق بھی تان لیتے تو--- یہ خان تمہیں معاف کر دیتا۔۔بندوق تاننے کا اس لیے کہا کیونکہ جان سے مارنے کی آجازت تو صرف تمہاری بہن کو ہے"۔۔ضرغام خان کی سرگوشی پر بہرام شاہ کی نظریں بے ساختہ عائث خان کی شیروانی پر نظر آتی لیزر لائٹ کے سرخ نشان پر گئی

"فکر مت کرو۔۔میں بندوق نہیں تان رہا۔۔مگر میری بہن ضرور تمہاری خواہش پوری کر دے گی"-- ضرغام خان کا کندھا تھپتھپا کر کہا تو بہرام شاہ کی بات پر ضرغام خان کا دلکش قہقہہ گونجا

جس پر سر جھٹکتے بہرام شاہ مہمانوں کو لے کو اندر کی جانب بڑھا

-------------

پیازی رنگ کی ساڑھی پہنے جس پر سلور کلر کا کام ہوا تھا۔۔براؤن بالوں کی درمیان سے مانگ نکال کر اسٹریٹ کر کہ پیچھے کمر پر کھلا چھوڑا گیا تھا

Posted On Urdu Novel Book
ہاتھوں میں سونے کے کنگن پہنے۔۔گلے میں ڈائمنڈ کا خوبصورت پینڈنٹ اور کانوں میں ڈائمنڈ کے ہی ایرنگ پہنے۔۔لائٹ میک اپ کیے --
ساڑھی کا پلو ہاتھ میں تھامے سہج سہج کر چلتی کئی نظروں کو ٹھٹھکا رہی تھی --
اپنے قیامت خیز بجلیاں گراتے حسن سے لاپرواہ سیڑھیاں چڑھتی متلاشی نگاہوں سے عقیدت اور حوریہ کے روم کو تلاش کر رہی تھی
"افففف کس طرف جاؤں اب۔۔پتہ نہیں کیا کہا تھا ملازمہ نے"۔۔اوپر آکر اردگرد نگاہ دوڑاتے منہ میں بڑبڑا کر کہا
سر جھٹک کر دائیں جانب موجود راہدری کی جانب قدم بڑھائے
مگر اندر سے آندھی طوفان کی طرح آتا بہرام شاہ اپنے موبائل میں گم تیز تیز قدم لیتا۔۔
انتشال خان کے نازک وجود سے ٹکرایا
اس زور داد تصادم پر انتشال کی چیخ بے ساختہ تھی۔۔
ابھی وہ لڑکھڑا کر نیچے گرتی کی بہرام شاہ نے ہڑبڑا کر اپنے دائیں کسرتی بازو کو انتشال خان کی کمر کے گرد لپیٹ کر اسے اپنی جانب کھینچا
اس افتاد پر دونوں کی دھڑکنیں بے ہنگم ہوئی تھی

Posted On Urdu Novel Book

زندگی میں پہلی بار بہرام شاہ کو اپنا دل کانوں میں دھڑکتا محسوس ہو رہا تھا۔۔بائیں ہاتھ میں موجود موبائل ہاتھ سے چھوٹتا زمین بوس ہوا۔۔مگر یہاں پرواہ ہی کسی تھے

اپنے دونوں بازو امتثال خان کی کمر کے گرد لپیٹ کر اسے اپنے قریب تر کر لیا

نظریں بے خود سی ہوتی امتثال خان کے خوبصورت نقوش میں الجھنے لگی۔

نظریں سختی سے میچی آنکھوں سے ہوتی کپکپاتی گلاب سی نازک پنکھڑیوں پر ان ٹھہری

کمر سے سرکتا ہاتھ چہرے کے قریب آیا۔۔ابھی بہرام شاہ ان نرم و ملائم گلابی بھرے بھرے گالوں کی نرمی کو محسوس کرتا کہ امتثال خان نے پٹ سے اپنی شہد رنگ آنکھوں کو کھولا

"وہ مم۔۔میں دلہنوں کا پوچھنے آئی تھی"۔۔بہرام شاہ کے حصار کو توڑ کر چار قدم کے فاصلے پر کھڑے ہوتے اردگرد نگاہ دوڑاتے ہوئے کہا تو بہرام شاہ نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کر اپنے امڈ آنے والے جذبات پر قابو پایا

نیلے رنگ کے کرتے کے ساتھ سفید شلوار پہنے۔۔سیاہ گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ایک گہری نگاہ امتثال خان کے ہوش ربا سراپے پر ڈالی

نظریں امتثال خان کے چہرے پر گئی تو بہرام شاہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

وہ ارگرد نگاہ دوڑاتی خود کو کمپوز کرنے کی کوشش کرتی بار بار اپنے خشک پڑتے ہونٹوں کو تر کر رہی تھی

Posted On Urdu Novel Book

"سب نیچے دلہنوں کا انتظار کر رہے ہیں۔۔اسی لیے میں پوچھنے آئی تھی۔۔نکاح بھی روم میں ہی ہو گیا۔۔اور اب تو رخصتی کا بھی وقت ہونے والا ہے۔۔مگر دلہنیں ابھی تک نیچے نہیں ائیں"۔۔شہد رنگ آنکھوں میں معصومیت لیے ایک نظر بہرام شاہ کی گہری سیاہ آنکھوں میں دیکھ نظریں پھیر کر اپنا مسئلہ بتایا تو بہرام شاہ نے نیچے جھک کر اپنا موبائل اٹھایا

"آپ کے بھائیوں کا حکم تھا کہ ان کی بیویوں کو اسٹیج پر نہیں لایا جائے گا۔۔پھر چاہے وہاں صرف عورتیں ہی کیوں نا ہو۔۔اسی لیے اپنی بھابھیوں سے یا تو آپ یہاں سے لفٹ سائیڈ جا کر سینکڈ روم میں مل لیں۔۔یا اپنے گھر جا کر دیکھ لیجیئے گا"۔۔۔گہری پر تپش نظروں سے انتشال خان کی آنکھوں میں جھانکتے نرم لہجے میں کہا تو انتشال خان نے سٹپٹا کر نظروں کا رخ پھیرا

"نہیں آپ ایسا کریں مجھے ان کے روم تک ہی چھوڑ آئے۔۔گھر جا کر وہ مجھے تھوڑی دیکھنے دے گے۔۔تب تو خود دیکھے گے۔۔اسی لیے بہتر ہے میں ابھی ہی دیکھ لوں"۔۔اپنی ساڑھی کے پلو کو بار بار ٹھیک کرتی عام سے لہجے میں حکم سناتی قدم آگے بڑھائے تو بہرام شاہ نے داد دینے والے انداز میں آبرو آچکا کر انتشال خان کے لاپرواہ مالکانہ آنداز کو دیکھا

اور پھر سر جھٹک کر قدم انتشال خان سے آگے بڑھائے

Posted On Urdu Novel Book

جبکہ بہرام شاہ کے پیچھے چھوٹے چھوٹے قدم لیتی امتثال نے مسکرا کر بہرام شاہ کی چوڑی پشت کو دیکھا

امتثال کو دروازے کے باہر چھوڑ کر ایک گہری نگاہ امتثال خان پر ڈالتا وہاں سے نکلتا چلا گیا

جبکہ امتثال خان نے سر جھٹکتے کمرے کا دروازا کھول کر قدم اندر رکھے

-----------------

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔ www.kitabnagri.xyz

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

Posted On Urdu Novel Book

السلام و علیکم۔۔میں اندر آسکتی ہوں کیا"--- امتثال نے دروازے کے قریب کھڑے ہوتے ہوئے کہا

تو سلویٰ شاہ نے پلٹ کر دروازے کی جانب دیکھا

"وہ میں ضرغام لالا کی کزن ہوں"۔۔سلویٰ شاہ کی نظروں سے کنفیوز ہوتے ہوئے بتایا تو سلویٰ شاہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

"تو تمہیں اجازت کی کیا ضرورت--- تمہارا ہی گھر ہے"--- آگے بڑھ کر امتثال خان کے گلے لگتے مسکرا کر کہا تو سلویٰ کی بات پر امتثال بھی مسکرا دی

نارنجی اور گولڈن امتزاج کا لہنگا پہنے۔۔نارنجی رنگ کا دوپٹہ جس کے کناروں پر گولڈن گوٹے کا کام ہوا تھا۔۔

کانوں میں گولڈن کلر کے ایرنگ جن میں نارنجی رنگ کے نگ لگے تھے پہنے۔۔اور ماتھے پر بندیاں لگائے--- چہرے پر سنجیدگی طاری کیے۔۔کوئی مغرور شہزادی ہی لگ رہی تھی

Posted On Urdu Novel Book

انتثال کو ایک دم سے وہ بہت اپنی اپنی سی لگی۔۔نظریں دلہنوں کی بجائے بار بار سلویٰ شاہ پر ہی جا رہی تھی

"تمہاری دوسری کزن نہیں آئی کیا۔۔میرا مطلب ہماری ہونے والی بھابھی"۔۔عقیدت کا دوپٹہ سیٹ کرتے آبرو آچکا کر سلویٰ نے پوچھا تو

انتثال کے چہرے پر ایک سایہ سا لہرا کر گزر گیا۔

"طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس کی۔۔وہ بچاری تو تیار بھی تھی مگر لالا نے کہا دلہنوں نے گھر ہی آنا ہے وہ تب مل لے ابھی آرام کرے۔

اس کی طبیعت خرابی کی وجہ سے ماں جی بھی نہیں آسکی"۔۔۔ اپنے خشک پڑتے حلق کو تر کرتے مسکرانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا

تو سلویٰ نے دھیان دیے بنا سر اثبات میں ہلایا جبکہ عقیدت شاہ نے آئینے میں نظر آتے انتثال کے گھبرائے چہرے کو بغور دیکھا

ڈیپ ریڈ کلر کا کام دار بھاری لہنگا پہنے۔۔گردن میں بھاری زیورات پہنے۔۔مہندی سے سجے خوبصورت ہاتھوں میں ڈائمنڈز کے کنگن کے ساتھ سرخ رنگ کی چوڑیاں پہنے۔۔مخروطی انگلیوں میں انگوٹھیاں پہنے۔

بالوں کا خوبصورتی سے بنائے گئے ہیر اسٹائل میں موتیوں کی لڑیوں کو پرویا گیا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

پاؤں میں بھاری ڈائمنڈ کی پازیب پہنے --
وہ دونوں بہنیں دلہن کے روپ میں مبہوت کرنے دینے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی—کہ انتشال خان کو اپنی نظریں ہٹانا مشکل لگا
تبھی سلویٰ شاہ نے نگینوں سے سجے سرخ گھونگھٹ کو ان دونوں کے چہرے پر ڈال دیا—
جس سے یہ قیامت خیز بجلیاں گراتا حسن اس طرح سے چھپ گیا جیسے چودھویں کا چاند بادلوں کی اوٹ میں چھپ جاتا ہے

" چلو بھائی کے میسج آرہے ہیں کہ دلہنوں کو نیچے لے آؤ"--- سلویٰ نے ایک نظر موبائل پر ڈالتے کہا تو انتشال نے آگے بڑھ کر حوریہ کو اٹھنے میں مدد دی
جو بری طرح کپکپا رہی تھی

"بھابھی ریلیکس یار—کیوں اس طرح کانپ رہی ہیں—میرے عائث لالا تو بہت سویٹ سے ہیں—وہ تو کچھ کہتے بھی نہیں—بہت نرم لہجے والے ہیں"—حوریہ کے کپکپاتے ہاتھ کو مضبوطی سے تھامتے مسکرا کر کہا تو حوریہ نے سر کو اثبات میں جنبش دی

"سویٹ ہوگا تمہارے لیے—بھائی جو ہے تمہارا—میرا تو شوہر ہے—وہ بھی جلالی شوہر-- منہ سے آگ صرف میرے لیے ہی نکلتی ہے—بہن تم تو اپنے بھائی کی شادی انجوائے کر

رہی ہو۔۔جب کی میں تمہارے بھائی سے شادی کے بعد اپنی آنے والی شامت کو امیجن کر رہی ہوں"۔۔منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا

جبکہ امتثال خان بنا دیہان دیے حوریہ کا ہاتھ تھامے چھوٹے چھوٹے قدم لیتی سیڑھیاں اتر رہی تھی

\-------------

ضرغام اور عائث اپنی اپنی گاڑیوں کے سامنے کھڑے دلہنوں کا انتظار کر رہے تھے۔

کہ تبھی بہرام شاہ قرآن پاک کے سائے تلے ان دونوں کو لیے آتا ہوا دکھائی دیا

گھونگھٹ میں چھپے چہرے کو دیکھ ضرغام خان کا دل بے ساختہ دھڑکا

جبکہ عائث خان نے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دبا کر حوریہ کے کپکپاتے وجود کو دیکھا

"ماں جی مم۔۔میں نے نہیں جانا۔۔پل۔۔پلیز آئی پرامس مم۔۔میں تنگ نن۔۔نہیں کروں گی مم۔۔مجھے مت جانے دے"۔۔حلیمہ بیگم حوریہ کو گاڑی میں بٹھانے لگی تو وہ روتے ہوئے حلیمہ بیگم سے لپٹ گئی

ہچکیوں سے جانے سے منع کرتی عائث خان کے غصے کو بڑھاوا دے گئی

چاکلیٹ براؤن آنکھوں میں پل میں خون اترا تھا۔۔سختی میں مٹھیاں بھینچ کر حلیمہ بیگم سے لپٹی حوریہ کو دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

"اوہو کیسی باتیں کر رہی ہو۔۔۔آج نہیں تو کل تو تمہیں اپنے شوہر کے ساتھ ہی جانا ہے نا۔۔۔ دیکھو تمہارے انتظار میں کھڑا ہے۔۔۔اس گھر کے دروازے تمہارے لیے ہمیشہ کھلے رہے گے۔۔۔مگر اصل گھر تمہارا وہی ہے جہاں تمہارے سر کا سائیں رہے گا"۔۔۔حوریہ کا ہاتھ عائث خان کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا تو عائث خان نے اتنی سختی سے حوریہ کے ہاتھ کو تھاما کہ حوریہ کو اپنی ہڈیاں ٹوٹتی محسوس ہوئی

پھر بنا حوریہ کو سمجھنے کا موقع دیے۔۔۔اور کسی کی پرواہ کیے بغیر حوریہ کو اپنی بانہوں میں اٹھا کر گاڑی میں بٹھایا

جبکہ عائث خان کی اس حرکت پر بہرام شاہ نے سرعت سے نظروں کا زاویہ بدلا

جتنا شریف اور سیدھا وہ اسے سمجھا تھا اتنا وہ تھا نہیں

حوریہ کو فرنٹ سیٹ پر بٹھا کر حلیمہ بیگم سے پیار لے کر خود جا کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تو حوریہ نے سختی سے اپنی آنکھیں میچ لیں

"اپنا خیال رکھنا عقیدت۔۔۔اپنے رشتے اور شوہر کی قدر کرنا۔۔۔کیونکہ اب جو بھی ہے تمہارے لیے تمہارا شوہر ہی ہے۔۔۔تمہاری خوشی غمی۔۔۔تکلیف اگر اب کسی کے لیے سب سے زیادہ معنی رکھتی ہے تو وہ تمہارا شوہر ہے۔۔۔اپنے رشتے میں کسی تیسرے کی وجہ سے مشکلات پیدا

Posted On Urdu Novel Book

مت کرنا"۔۔۔عقید تکو گلے لگاتے ہوئے کہا تو عقیدت نے نم نظروں سے گھونگھٹ کی اوٹ سے انہیں دیکھ سر اثبات میں ہلایا

سلویٰ نے آگے بڑھ کر عقیدت کو گاڑی میں بٹھایا تو نظریں بے اختیار دائیں جانب گیٹ کی دیوار سے ٹیک لگائے کھڑے ارمغان خان پر گئی

جو گرے کلر کے پینٹ کوٹ میں۔۔۔نظر لگ جانے کی حد تک ہنڈسم لگ رہا تھا

نظروں کی تپش محسوس کر کہ ارمغان خان نے جونہی نظریں اٹھائی تو شکوہ کناں نظروں سے زور دار تصادم ہوا

جس پر ارمغان خان نے سختی سے اپنے جبڑے بھینچ کر اپنے اشتعال پر قابو پایا

داجی تو پہلے ہی خاندان کے مردوں کے ساتھ ڈیرے چلے گئے تھے

اب بس دلہنوں کو لانا تھا تو عائث اور ضرغام اپنی گاڑیوں کے ساتھ رکے تھے۔۔۔

جبکہ ارمغان اور انتثال اپنی گاڑی میں ان کے ساتھ جانے کے لیے رکے تھے۔۔۔

عقیدت کے گاڑی میں بیٹھتے ہی ضرغام خان اپنی سیٹ پر آکر بیٹھا۔

ہاتھ کے اشارے سے سلام کرتا زن سے گاڑی بھگا لے گیا

---

Posted On Urdu Novel Book

"کیا بکواس کر رہی تھی تم۔۔کہ نہیں آنا میرے ساتھ - تو کہا جانا چاہتی ہیں آپ مہرانی صاحبہ بتائیں مجھے۔

تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی میرے ساتھ آنے سے انکار کرنے کی۔۔۔ کیا سوچ کر یہ بکواس کی تھی کہ تم اس طرح کے ڈرامے کر کہ مجھ سے بچ جاؤ گی۔

تو یہ تمہاری غلط فہمی ہے مسسز عائث خان"۔۔جھٹکے سے گاڑی گاؤں کی کچی سڑک کے کنارے روکتے حوریہ کے بازوؤں کو اپنی آہنی گرفت میں لیتے پہلے طنزیہ اور بعد میں غرا کر کہا تو حوریہ شاہ کی سسکی خاموش فضا میں گونجی

حوریہ کی خاموشی سے تنگ آکر عائث خان نے ایک ہی جھٹکے میں گھونگھٹ کو الٹ دیا جس پر حوریہ نے سختی سے آنکھیں میچی۔۔جبکہ عائث خان مبہوت سا حوریہ شاہ کے خوبصورت چہرے کو دیکھ رہا تھا

عائث خان کے کسی ردعمل کو محسوس نا کر کہ حوریہ نے اپنی کانچ سی شفاف کرسٹل گرے آنکھوں کو واہ کیا تو دھک سے رہ گئی

"عائث۔۔ مم۔۔میرا مطلب وہ نن۔۔نہیں تھا میں تو بس ماں جی سے دور۔۔ہونے کی وجہ"۔۔عائث خان کی خون چھلکاتی آنکھوں میں دیکھتے نرم لہجے میں کہنے کی کوشش کی تو عائث خان نے چونک کر حوریہ کی نم آنکھوں میں دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

"ماں سے دوری کو چھوڑوں۔۔۔آج رات میں ہم دونوں کے درمیان سے ہر دوری کو ختم کرنے والا ہوں۔۔۔اگر کسی طرح کا کوئی ڈرامہ کیا تو انجام کی زمہ دار تم خود ہوگی۔۔۔میری قربت یا شدتوں پر مزاحمت کی تو یاد رکھنا حوریہ بی بی جان لے لوں گا تمہاری"۔۔۔حوریہ کی گردن کے گرد اپنا بازو لپیٹ کر خود کے قریب کرتے۔

سرد و سپاٹ لہجے میں کہا تو حوریہ کو اپنی سانسیں خشک ہوتی محسوس ہوئی

اپنی نتھ پر عائث خان کے ہونٹوں کے لمس اور ہونٹوں پر گرتی گرم سانسوں کی تپش سے حوریہ کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی

تبھی حوریہ کو سمجھنے کا موقع دیے بغیر بائیں ہاتھ سے نتھ کو ہونٹوں سے ہٹاتے عائث خان پوری شدت سے حوریہ کے ہونٹوں پر جھک گیا

حوریہ شاہ کی مدھم چلتی سانسوں میں اپنی دھونکنی کی مانند چلتی آگ سی تپش لیے سانسوں کو بری طرح الجھا کر اسے پل میں بے بس کر گیا۔

قطرہ قطرہ حوریہ کی سانسوں کو خود میں انڈیلتے عائث خان اس لمحے سب کچھ فراموش کر چکا تھا

حوریہ کی کمر کے گرد اپنا بازو لپیٹ کر اسے خود میں بھینچ لیا

Posted On Urdu Novel Book

عائث خان کے شدت بھرے لمس پر حوریہ نے سختی سے اپنی آنکھیں میچ کر عائث خان کی شیروانی کو کندھوں سے دبوچا۔

اپنے ہونٹوں پر عائث خان کے سلگتے ہونٹوں اور دانتوں کے دباؤ کو محسوس کر کہ حوریہ نے مزاحمت کی کوشش کی جس کے انجام میں عائث خان کی شدتوں میں اضافہ ہی ہوا

حوریہ کی بکھرتی سانسوں کو محسوس کر کہ عائث نے آپنے دانتوں کا دباؤ حوریہ کے نچلے ہونٹ پر دے کر پیچھے ہوا تو حوریہ گہرے گہرے سانس لیتی۔۔خون چھلکاتا چہرہ عائث خان کے سینے میں چھپا گئی

جس پر عائث خان نے خمار آلود نظروں سے خود میں چھپی تیز سانسیں بھرتی حوریہ شاہ کی پشت سہلائی

گاڑی کی معنی خیز خاموش فضا میں دونوں کی دھونکنی کی مانند چلتی سانسوں کا شور برپا تھا

"بس اتنی ہی ہمت تھی۔۔جاناں ابھی تو رات باقی ہے۔۔تب صرف ہونٹوں پر نہیں پور پور پر میری شدتیں برداشت کرنی ہے۔۔۔ساری زندگی کس طرح اپنی نازک جان پر مجھے جھیلوں گی۔۔ابھی تو خود سے بے وفائی کرنے کی سزا بھی دینی ہے۔۔مجھے تو سمجھ نہیں آرہا تم میرے جنون کی شدتیں برداشت کرو گی یا مجھ سے بے وفائی کرنے پر میرا قہر برداشت کرو گی"۔۔

Posted On Urdu Novel Book

حوریہ کے بالوں کو مٹھی میں دبوچ کر چہرہ اپنے چہرے کے قریب کرتے طنزیہ لہجے میں کہا تو حوریہ نے اپنی کرسٹل گرے سرخ پڑتی آنکھوں سے عائث خان کو دیکھا

"مم۔۔میرا کردار صاف ہے عائث۔۔میں نے غلطی کی گناہ نہیں۔۔تم اس طرح کا سلوک نہیں کرسکتے میرے ساتھ"۔۔عائث خان کی خون چھلکاتی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے مضبوط لہجے میں کہا تو عائث خان نے آبرو آچکا کر حوریہ کی دیدہ دلیری کو دیکھا

"کردار پر اگر آنچ بھی آتی تو تمہارے اس نازک وجود کو آگ لگا دیتا میں حوریہ عائث خان۔۔مگر بات کردار ہی کی تو نہیں ہے۔۔یہ دل یہ تو صاف نہیں ہے نا۔۔یہاں تم میرے پہلے کسی اور کو"۔۔حوریہ کے سینے پر دل کے مقام پر ہاتھ رکھتے دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تو عائث خان کی بات مکمل ہونے سے پہلے حوریہ نے نفی میں سر ہلاتے عائث خان کے ہاتھ کو اپنے کپکپاتے ہاتھوں میں تھاما

"ایسا نہیں ہے عائث۔۔خدا گواہ ہے میرے دل کا ایسا کچھ بھی نہیں۔۔وہ صرف میرا آئیڈیل تھا اس کے علاوہ کچھ نہیں۔۔ میرے دل میں کوئی بھی نہیں آیا۔۔کیا تم میرا یقین نہیں کر سکتے۔۔شادی بھی تو کی ہے نا۔۔تو یقین بھی کر لو"۔۔اب جیسا بھی تھا وہ عائث خان کی بیوی تھی

Posted On Urdu Novel Book

وہ جانتی تھی کہ یہ رشتہ کبھی بھی نہیں ٹوٹ سکتا تھا۔۔انا میں وہ ایک دوسرے کو تو توڑ سکتے تھے۔۔۔ مگر اس رشتے کو نہیں۔۔تو پھر وہ کیوں نا ایک قدم بڑھا کر اس آنا کو توڑ کر ایک دوسرے کو ٹوٹنے سے بچا لیتی

ساری زندگی کا ساتھ تھا۔۔وہ ساری زندگی اپنے ہمسفر کی آنکھوں میں بدگمانی یا اپنے کردار کو مشکوک نہیں دیکھ سکتی تھی۔

"تمہارے اس آئیڈیل نے میری روح کو تکلیف پہنچائی ہے۔۔میرے دل پر وار کیا ہے۔۔ میں تکلیف نہیں بھلا پا رہا۔۔کیا کروں میں ہاں۔۔تمہارے لیے کہہ دینا آسان ہے۔۔مگر اپنے نام سے منسوب شخص جس کے لیے آپ خود کو اس کی امانت سمجھ کر محفوظ کیے ہو۔۔اس کے دل میں کسی اور کے لیے احساسات دیکھ کس قدر تکلیف ہوتی ہے تمہیں اندازہ بھی نہیں"۔۔۔ حوریہ کی نازک گردن کو اپنی سخت گرفت میں لیتے چلا کر کہا تو آنسو لڑیوں کی صورت میں حوریہ کہ رخساروں پر بہنے لگے جنہیں دیکھ عائث خان نے اپنے جبڑے بھینچ کر نرمی سے حوریہ کی گردن آزاد کی

"تو پھر مجھے معاف کر دو"-& عائث خان کے سلگتے ہونٹوں کا لمس اپنی گردن پر جابجا محسوس کر کہ مضبوط لہجے میں کہا تو عائث خان نے پیچھے ہو کر حوریہ کے خون چھلکاتے چہرے کو دیکھ خاموشی سے گھونگھٹ حوریہ کے چہرے پر کرتے

Posted On Urdu Novel Book

بنا کوئی جواب دیے گاڑی سٹارٹ کی۔۔مگر اس دوران وہ حوریہ کے ہاتھ کو اپنی سخت گرفت میں لے چکا تھا۔

---

"ارمغان کدھر ہے۔۔نظر نہیں آرہا"۔۔ضرغام خان کے پوچھنے پر عائث خان نے سرد نظروں سے اسے دیکھا

"چھت پر ہے۔۔ وہ ہم سے ناراض نہیں۔۔مگر اب وہ راضی بھی نہیں ہے"۔۔عائث خان نے چھت کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تو ضرغام خان نے سختی سے اپنی مٹھیاں بھینچی

عقیدت اور حوریہ کو حویلی کے لاونج میں بٹھایا گیا تھا

جہاں خاندان کی عورتیں رسم کر رہی تھی۔

اپنے چھوٹے کزنز کو وہاں بیٹھے دیکھ عائث خان گھسیٹنے کے انداز میں سب کو وہاں سے اٹھا کر باہر لایا تھا

کچھ کو تو وہ ڈیرے بھیج چکا تھا اور کچھ باہر لان میں بیٹھے ہوئے تھے

وہ لوگ اندر نا جائے اسی لیے عائث خان ان کے سر پر کھڑا تھا

وہ لوگ کیا دلہے کی ٹانگ کھنچتے یہاں دلہا ہی جلاد بنا ان پر پہرہ دے رہا تھا کہ جب تک اس کی بیوی کو کمرے میں نہیں بھیج دیا جاتا کوئی مرد اندر نہیں جائے گا۔

Posted On Urdu Novel Book

"چلو میں دیکھ کر آتا ہوں—" عائث خان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اور تیز تیز قدم اندر کی جانب بڑھائے

---------------

"کیوں اس طرح کر رہے ہو—تم جانتے بھی ہو کہ میں مجبور تھا—تم تکلیف میں ہوتے ہو تو میری روح کو وہ تکلیف محسوس ہوتی ہے—تم بہت قیمتی ہو اس خان کے لیے چھوٹے خان--- بڑا بھائی سمجھ کر معاف"—ارمغان میں کے کندھے پر ہاتھ رکھتے نرم لہجے میں کہا تو ارمغان خان ایک ہی جھٹکے میں پلٹ کر ضرغام خان کے سینے سے لگ گیا

"نا لالا یہ بات نا کریں—تکلیف ہوئی ہے—مگر آپ کے فیصلے سے نہیں—آہنی بیوقوفی پر— ایک نا ایک دن ختم ہو جائے گی یہ تکلیف—آپ اس طرح مجھے شرمندہ نا کریں—آپ کی جگہ میں ہوتا تب میں بھی یہی فیصلہ کرتا—میں کسی اور کے لیے فکر مند ہوں"— ارمغان خان کے نم لہجے کو محسوس کر کہ ضرغام خان نے اسے خود میں بھینچ لیا

"وہ صرف چار سال چھوٹا تھا—مگر ضرغام خان نے اسے اپنے بیٹے کی طرح پالا تھا—ارمغان خان کی ہر چھوٹی بڑی چیز کا خیال رکھا تھا

اس کی پرورش خود کی تھی—اچھے برے کی تمیز ضرغام خان نے اسے سکھائی تھی—خاندان والے تو ضرغام خان کو ارمغان کی ماں کہتے تھے

Posted On Urdu Novel Book

"تم جانتے ہو یہ سب وقتی ہے۔۔اسی لیے یہ بات میں نے گھر سے باہر نہیں نکلنے دی۔۔ بہت جلد یہ سب ختم ہو جائے گا۔۔تم یہ کبھی مت سوچنا کہ میں تم سے یا تمہارے دل سے واقف نہیں ہوں۔۔یہ سب مزید سازشوں سے بچنے کے لیے تھا۔۔ورنہ ماں جی شادی تک کوئی اور ڈرامہ کرتی۔۔تم سمجھ رہے ہو نا"--- ضرغام خان کے کہنے پر ارمغان خان نے سر اثبات میں ہلایا

"اب جائیں لالا بھابھی انتظار کر رہی ہو۔۔اگر لیٹ گئے تو کل سے مجھے وہ اپنی سوتن سمجھنے لگے گی"۔۔ارمغان خان نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا تو ضرغام خان کا دلکش قہقہہ گونجا

"اور لالا وہ کوئی قسم نہیں تھی۔۔نا اس قسم کی کوئی اہمیت ہے - آپ اپنے اور بھابھی کے رشتے کو اس کی نظر مت کریں۔۔وہ صرف غصے میں کی گئی بیوقوفی تھی - سمجھ رہے ہیں نا آپ کہ میں کہنا چاہ رہا ہوں۔۔بھابھی اگر آپ کو قبول کر چکی ہیں تو ان کے مان کو ٹوٹنے مت دیجیئے گا"۔۔ارمغان خان نے سیڑھیاں اترتے ضرغام خان کو کہا تو ضرغام نے قدم روک کر بنا پلٹے سر اثبات میں ہلایا

-------------

Posted On Urdu Novel Book

ضرغام خان دروازا کھول کر کمرے میں داخل ہوا تو نظریں سامنے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے اپنا قیامت خیز حسن لیے بیٹھی عقیدت ضرغام خان سے ٹکرائی

جو تمام ہتھیاروں سے لیس ضرغام خان کے دل پر بجلیاں گرا رہی تھی

نظریں عقیدت سے ہوتی روم کے اطراف میں گھومی تو ضرغام خان کے ہونٹوں پر تلخ سی مسکراہٹ رینگ گئی

اتنا کچھ ہو جانے کے بعد بھی ارمغان خان اپنی زمہ داریوں سے پیچھے نہیں ہٹا تھا

برات میں ارمغان خان کے لیٹ پہنچنے کی وجہ بھی اب ضرغام کو سمجھ آئی

سرخ۔۔گلابی اور سفید گلاب کے پھولوں سے بیڈ کے کراؤن اور دیواروں کو سجایا گیا تھا۔۔ بیڈ کی چادر گلاب کی پتیوں تلے چھپی ہوئی تھی۔۔کمرے کے دروازے سے لے کر کمرے کے چاروں کونوں تک گلاب کے پھولوں کو بچھایا گیا تھا۔۔

ڈریسنگ ٹیبل۔۔۔سائیڈ ٹیبل اور صوفے کے درمیان میں رکھے ٹیبل پر مختلف ڈیزائنز کی خوبصورت کینڈلز کو لگایا تھا۔۔

روم میں پھیلی پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو اور کینڈلز کی لائٹ ماحول کو فسوں خیز بنا رہی تھی

اپنی شیروانی کے بٹن کھول کر صوفے پر اچھال کر قدم واشروم کی جانب بڑھائے

Posted On Urdu Novel Book

"کہاں جا رہے ہو تم"۔۔۔اپنے سر پر پنو سے سیٹ دوپٹے سے جنگ لڑتے ضرغام خان کو واشروم کی جانب جاتے دیکھ تیز آواز میں کہا تو ضرغام خان نے چونک کر گردن موڑ کر اپنی بیوی کو دیکھا جس کے چہرے پر جھنجھلاہٹ صاف عیاں تھی۔

"جہاں تک مجھے پتہ ہے تمہاری یہ دونوں آنکھیں سلامت ہیں۔۔۔جب آنکھیں سلامت ہیں تو نظر بھی آرہا ہوگا کہ کہا جا رہا ہوں"۔۔۔طنزیہ لہجے میں آبرو آچکا کر کہا تو عقیدت نے منہ بسور کر ضرغام خان کو دیکھا

"پہلے ادھر آکر اس مصیبت سے جان چھڑاؤ میری۔۔۔ورنہ مجھے یقین ہے آج گنجی ہو جاؤں گی میں"۔۔۔اپنے سر سے پنے نکالنے کی کوشش کرتی جھنجھلا کر کہا تو ضرغام خان نے گہری سانس بھر کر قدم عقیدت شاہ کی جانب بڑھائے

عقیدت کی پشت پر کھڑے ہو کر گہری استحاق بھری نظروں سے آئینے میں نظر آتے عقیدت کے ہوش ربا سراپے کو دیکھا

اپنے بے لگام ہوتے جذبات پر بندھ باندھ کر عقیدت کے ہاتھ دوپٹے سے ہٹا کر خود پنوں کو اتارنے لگا

Posted On Urdu Novel Book

سر سے پنے اتار کر کندھوں کے پاس لگی پن اتاری تو بھاری کام دار دوپٹہ کندھوں سے سرک کر زمین بوس ہوا تو ضرغام خان کی نظریں بے ساختہ دودھیاں گردن سے ہوتی ڈوریوں کی مدد سے قید کی گئی دودھیاں کمر پر آن ٹکی

اپنے ہاتھ کی پشت عقیدت کی کمر پر پھیری تو عقیدت شاہ کو اپنے رگ و پے میں سرد لہریں سرائیت کرتی محسوس ہوئی

آئینے میں نظر آتے ضرغام خان کے عکس کو دیکھا تو وہ بھی اپنی نیلی خمار آلود نظروں سے عقیدت شاہ کو ہی دیکھ رہا تھا

عقیدت کے دیکھنے پر ضرغام خان جبڑے بھینچ کر پیچھے ہٹا اور واشروم میں جا کر بند ہو گیا۔

-------------

ضرغام خان نے فریش ہو کر کمرے میں قدم رکھے تو ٹھٹھک گیا

کمرے میں اون واحد لائٹ کو بھی اب بند کر دیا گیا تھا۔ اب صرف موم بتیوں کی روشنی کمرے کو روشن کیے ہوئے تھی

جبکہ عقیدت ابھی بھی ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے ہی بیٹھی ہوئی تھی

ضرغام خان کو باہر آتا دیکھ اپنے بھاری کام دار لہنگے کو اٹھاتی اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی

Posted On Urdu Novel Book

جبکہ ضرغام خان اپنے جبڑے بھینچے عقیدت کو نظر انداز کرتا ۔۔گیلے بالوں میں ٹاول پھیرتا عقیدت سے کچھ فاصلے پر ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑا ہوا

تبھی عقیدت اپنی مسکراہٹ چھپاتی ضرغام خان کی جانب بڑھی

ضرغام کے بالوں میں چلتے ہاتھ کو تھاما تو ضرغام نے بے تاثر نگاہوں سے عقیدت شاہ کو دیکھا

جو ضرغام خان کی سخت گرفت سے ٹاول کھینچ کر فاتحانہ نظروں سے ضرغام خان کو دیکھ رہی تھی

دو قدم کے فاصلے کو سمیٹتے ضرغام خان کے قریب ہو کر کھڑی ہوئی ۔۔ہاتھ اوپر کر کہ ٹاول ضرغام خان کے بالوں میں پھیرا تو عقیدت کے اس طرح کرنے سے کمرے کی خاموش معنی خیز فضا میں چوڑیوں کے مدھم شور نے ارتعاش پیدا کیا

عقیدت کے ہوش ربا سراپے اور وجود سے اٹھتی محسور کن خوشبو کو محسوس کرتے ضرغام خان نے نظروں کا رخ پھیرنا چاہا جو کہ ناممکن سا تھا

نظریں بار بار بھٹک کر عقیدت کے دلکش رعنائیاں عیاں کرتے وجود پر جا رہی تھی

عقیدت کے بازو اوپر کرنے کے باعث سرخ لہنگے کی چولی اوپر ہوتی دودھیاں وجود کو عیاں کر رہی تھی

Posted On Urdu Novel Book

عقیدت کے ہاتھوں کا لمس اب اپنے کندھوں پر محسوس کر کہ ضرغام خان نے ایک جھٹکے میں عقیدت شاہ کے ہاتھوں کو اپنی سخت گرفت میں لیا

جو اب ٹاول کو ضرغام خان کے مضبوط چوڑے کندھوں پر پھیر رہی تھی

"چاہتی کیا ہو تم عقیدت کیوں کر رہی ہو یہ سب"—ٹاول عقیدت کے ہاتھوں سے چھین کر نیچے پھینکتے دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تو عقیدت نے قاتلانہ انداز سے آنکھیں گھما کر رہے سہے فاصلے کو بھی ختم کیا اپنے حنائی ہاتھوں کو ضرغام خان کے کندھے پر رکھا

"تمہیں چاہتی ہوں ضرغام خان—اپنی محبت کا حق چاہتی ہوں"--- اپنے کانوں پر عقیدت شاہ کے ہونٹوں کا نرم گرم لمس محسوس کر کہ ضرغام خان نے سختی سے اپنی مٹھیاں بھینچی

"مجھے نہیں عقیدت—میری ماں کی وجہ سے کر رہی ہو نا—ان سے جیتنے کے لیے تم ہمارے رشتے کو ڈھال بنا رہی ہو—اگر یہ سب تم صرف اور صرف میرے لیے کرتی تو یقین کرو—ضرغام خان تمہارے اس انداز پر خود کو لٹا دیتا"--- عقیدت شاہ کے دونوں بازوؤں کو اپنی سخت گرفت میں لیے دبے دبے لہجے میں دھاڑتے ہوئے کہا تو عقیدت کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

جسے دیکھ ضرغام خان نے جھٹکے سے عقیدت کو خود سے دور دھکیل رخ پھیر کر کھڑا ہو گیا

" بہت گہرے ہیں یوں تو سمندر لیکن

Posted On Urdu Novel Book

مرشد اس کی آنکھوں کی بات اپنی ہے—"

ضرغام خان کے روبرو کھڑے ہوتے اپنے پاؤں ضرغام کے پاؤں پر رکھتے—بوجھل لہجے میں سرگوشی کر کہ اپنا نرم لمس ضرغام خان کی نیلی آنکھوں پر چھوڑا تو ضرغام خان کو اپنے جزبات پر بندھ باندھنا مشکل لگنے لگا

مگر وہ یہ سب نہیں کر سکتا تھا—جو بات وہ عقیدت سے چھپا رہا تھا اگر اسے پتہ لگتی تو وہ اسے بہت غلط سمجھتی

جب تک وہ سب ٹھیک نہیں کر لیتا تھا—تب تک وہ اپنا رشتہ نہیں بنانا چاہتا تھا—اپنی ماں کو تو ان کی حرکت کے بعد وہ دوٹوک لہجے میں کہہ چکا تھا کہ اب ان کی وہ بات کوئی معنی نہیں رکھتی عقیدت کو وہ بیوی کا حق ضرور دے گا

مگر ابھی وہ جس قدر کشمکش کا شکار تھا وہ اپنے رشتے کو آگے نہیں بڑھانا چاہتا تھا

مگر اس کی پاگل بیوی—پوری طرح حواسوں پر چھاتی بے بس کر رہی تھی

"وجہ جو بھی ہو—تمہیں ہم دونوں کے ایک ہونے سے مطلب ہونا چاہیے میرے پاگل سردار"—ضرغام خان کے ہونٹوں پر انگلی پھیرتے زومعنی لہجے میں کہا تو ضرغام خان نے گہری سانس بھر کر عقیدت کی کمر کے گرد دونوں بازوں لپیٹ کر اسے اپنی سخت گرفت میں لیا

Posted On Urdu Novel Book
"بہت شوق چڑھا ہوا ہے ایک ہونے کا— چلو تمہارا شوق پورا کرتا ہوں"—سخت نظروں سے عقیدت کو گھورتے قدم بیڈ کی جانب بڑھائے
پٹکنے کے انداز میں عقیدت کو بیڈ پر لٹا کر اپنی بلیک بنیان اتار کر دور اچھالی
جبکہ اب عقیدت کو اپنے گرد خطرے کی گھنٹیاں بجتی محسوس ہوئی
بامشکل اپنے چہرے کے تاثرات پر قابو پاتی مسکرانے کی کوشش کرتی خود پر گھٹا کی طرح چھاتے ضرغام خان کو دیکھا
جو اپنے دونوں ہاتھ عقیدت کے اطراف میں رکھتا اس پر جھک آیا تھا—
"تم اپنا ایک اور حق تو مانگنا ہی بھول گئی"—سائیڈ ٹیبل کے ڈرا کو کھولتے نیلے رنگ کی ڈبی نکالتے ہوئے کہا تو عقیدت نے سوالیہ نظروں سے ضرغام خان کو دیکھا
جو تاسف سے سر ہلاتا ڈبی سے ایک خوبصورت ڈائمنڈ پینڈٹ نکال رہا تھا
خوبصورت سے ہارٹ پینڈٹ میں ہارٹ کے بیچوں بیچ ضرغام لکھا ہوا تھا—جب کے نام کے اردگرد نیلے رنگ کے نگینے لگے ہوئے تھے---
عقیدت کے گلے سے بھاری بھرکم ہار کو اتار کر پینڈٹ کو پہنایا
عقیدت کی سبز نگینوں جیسی آنکھوں میں دیکھتے جھک کر اپنے لب عقیدت کی سرخ پڑتی گردن پر ثبت کیے تو عقیدت نے بیڈ شیٹ کو اپنی مٹھیوں میں دبوچا

Posted On Urdu Novel Book

"من یارم نفرتوں کی دنیا میں خوش آمدید "---- سرد و سپاٹ لہجے میں کہتے عقیدت کے ہاتھ سے بیڈ شیٹ چھڑوا کر اپنے ہاتھ میں لیتے رنگز کو اتار کر سائیڈ ٹیبل پر رکھا

کانوں سے ایرنگ اور ماتھے پر لگی بندیاں کو نرمی سے اتار کر سائیڈ پر رکھا

جبکہ نظریں اس دوران عقیدت کے خفا چہرے پر ٹکی ہوئی تھیں

عقیدت کی کمر کے گرد بازو لپیٹ کر عقیدت کا سر تکیے پر رکھا

اپنے سلگتے ہونٹوں سے ناک میں پہنتی نتھ کو چھو کر نرمی سے اتارا اور اٹھ کر پیچھا ہوا

بیڈ کی پائنتی کے قریب پڑے عقیدت کے کلچ کو پکڑ کر عقیدت کے قریب آکر بیٹھا

"اس حرکت کی کیا وجہ ہے عقیدت—کیوں مجھے تکلیف دینے کے لیے یہ کر رہی ہو—تمہیں اندازہ بھی ہے کس قدر نقصان دہ ہے یہ"—عقیدت کے کلچ سے سگریٹ کی ڈبی نکال کر سامنے کرتے سرد لہجے میں کہا

"تمہیں پسند نہیں تھی—بس اسی لیے—تم نے مجھے دھتکار دیا—اور تمہاری دھتکار ہی مجھے یہاں تک لے آئی—یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے ضرغام خان—تم اگر اس دن مجھے ہاتھ سے گھسیٹ کر صرف اپنی ماں کے کہنے پر نا نکالتے تو آج میں یہاں نا ہوتی—سب کو صرف تم نظر آتے ہو—تم تمہاری اچھائی—میں تو بہت بری ہو—ایک باغی آوارہ لڑکی—بتمیز منہ پھٹ پتھر دل"—سب کو یہی لگتی ہوں—مگر کوئی یہ نہیں جانتا کہ موم سے پتھر

Posted On Urdu Novel Book

ہونا کس قدر مشکل ہے۔۔قطرہ قطرہ زمانے کے لہجوں اور نفرتوں کی آگ میں پگھل کر پتھر ہوا جاتا ہے۔۔پتھر ہونا نظر آتا ہے۔۔وجہ کسی کو نظر نہیں آتی"۔۔ضرغام خان کو خود سے دور دھکیلتے بیڈ سے اتر کر ہذیانی انداز میں چلاتے ہوئے کہا تو ضرغام خان ایک ہی جست میں عقیدت کے قریب پہنچتا

عقیدت کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں تھامتا پوری شدت سے عقیدت کے ہونٹوں پر جھک آیا

عقیدت کو یونہی تھامے بیڈ پر لا کر لٹایا۔۔ عقیدت کی سانسوں میں اپنی سانسیں الجھائے پوری شدت سے اپنا لمس چھوڑتے عقیدت شاہ کو خود میں بھینچ گیا

عقیدت کی مزاحمت کرتی کلائیوں کو اپنی سخت گرفت میں لے کر بیڈ کے اوپر پن کیا

کمرے کی معنی خیز خاموشی میں دونوں کی دھونکنی کی مانند چلتی سانسوں کا شور برپا تھا۔۔ عقیدت کے بکھرے تنفس کو محسوس کر کہ ضرغام خان نے اپنے لب نرمی سے عقیدت کے ہونٹوں سے جدا کیا

ماتھا عقیدت کے ماتھے سے ٹکراتے گہرے سانس لیتے شدت سے عقیدت کو خود میں بھینچ لیا

Posted On Urdu Novel Book

"نا ہی تم بتمیز ہو اور نا ہی پتھر دل۔۔تم آج بھی میری وہی نازک موم سی عقیدت ہو جو چھوٹی چھوٹی باتوں پر رونے لگتی تھی۔۔جو کسی غیر کو بھی تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔ میں نے غلط کیا۔۔مجھے نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔مگر جس طرح تم اپنے باپ کی محبت میں بے بس ہو۔۔ویسے ہی میں اپنی ماں کے آگے بے بس ہوں۔۔باپ کھو دیا تھا ماں نہیں کھو سکتا تھا۔۔تمہیں نکالا تھا تب بھی دل کو سکون تھا کہ جہاں بھی جاؤں گی میرے نام سے منسوب ہی رہو گی۔۔تم بتاؤں کبھی تمہیں خود سے جدا کرنے کی بات کی۔۔ یہ میں کبھی نہیں کر سکتا عقیدت۔۔اتنا یقین رکھو مجھ پر۔۔اور آئندہ کے بعد تم اس گھٹیا شے کو ہاتھ بھی نہیں لگاؤں گی۔۔ورنہ تمہاری سانسوں میں گھلی اس سگریٹ کو اپنے طریقے سے باہر نکالوں گا۔۔پھر تمہیں ہی مسئلہ ہو گا۔۔اور اب سو جاؤ۔۔ اپنی ماں کو بتا چکا ہوں کہ بہت جلد دادی بنانے والا ہوں میں۔۔اسی لیے یہ ماں کی وجہ سے دور ہونے کے طعنے دینا بند کرو مجھے"--- عقیدت کے چہرے پر جابجا اپنا لمس چھوڑتے گھمبیر لہجے میں سرگوشی کی تو اپنی اتھل پتھل ہوتی سانسوں کو بامشکل سنبھال کر عقیدت نے ضرغام خان کو خود سے دور کیا

"یہ پہلے کیوں نہیں بتایا۔۔نیند سے چکر آ رہے تھے مجھے مگر۔۔خیر چھوڑو"۔۔کبرڈ سے اپنا ڈریس نکالتے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو ضرغام خان کا مدھم قہقہہ روم کی فضا میں گونجا

Posted On Urdu Novel Book

آدھے گھنٹے بعد عقیدت فریش ہو کر آئی تو ضرغام خان تکیے پر سر رکھے مسکراتی نظروں سے عقیدت کی جانب ہی دیکھ رہا تھا

اپنا دایاں ہاتھ عقیدت کی جانب بڑھایا تو چھوٹے قدم لیتی عقیدت ضرغام خان کے قریب آکر کھڑی ہوئی

سکائے بلیو ٹی شرٹ کے ساتھ سکائے بلیو ہی ٹراؤزر پہنے گیلے بالوں کو پشت پر کھلا چھوڑے وہ اس قدر پیاری لگ رہی تھی کہ ضرغام خان کا دل کیا اسے خود میں چھپا لے

ضرغام خان کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ رکھا تو ضرغام خان نے جھٹکا دے کر عقیدت کو خود پر گرایا

کروٹ بدل کر عقیدت کو اپنے تنگ حصار میں قید کر کہ پاؤں کی مدد سے کمفرٹر کھینچ کر دونوں پر پھیلایا

عقیدت نے کسمکسا کر کروٹ بدل کر چہرہ ضرغام خان کے سینے میں چھپایا تو ضرغام خان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

مگر آنے والے کل کے بارے میں سوچ ضرغام خان کے چہرے پر چٹانوں سی سختی در آئی عقیدت کو تو وہ مر کر بھی نہیں چھوڑنے والا تھا۔۔۔وہ چاہتا تو ابھی عقیدت کے وجود پر اپنی چھاپ چھوڑ کر اس کی واپسی کے سارے رستے مسدود کر دیتا

Posted On Urdu Novel Book

مگر وہ یہ رشتہ کسی دھوکے کی بنیاد پر نہیں بنانا چاہتا تھا۔۔۔اب اسے یقین تھا جس بات کو وہ چھپا رہا تھا کل ضرور کسی نا کسی طرح مقدس بیگم اسے منظر عام پر لائیں گی

عقیدت کا رد عمل سوچ کر ضرغام خان کا دل بے ساختہ دھڑکا

عقیدت کو سختی سے خود میں بھینچتے ضرغام خان نے آنکھیں بند کر کہ سونے کی کوشش کی

رات کے نجانے کونسے پہر نیند کی دیوی نے ضرغام خان کو اپنی لپیٹ میں لے لیا

---

Urdu Novel Book

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہو ادنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔ www.kitabnagri.xyz

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

Posted On Urdu Novel Book
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

عائث خان کمرے کا دروازا کھول کر اندر داخل ہوا تو نظریں بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے سوگوار حسن لیے پلوشہ خان سے ٹکرائی

روئی روئی نیلی آنکھیں۔۔۔سرخ سوجھے آنکھوں کے پپوٹے۔۔۔جامن کلر کی لانگ شرٹ کے ساتھ آف وائٹ کیپری پہنے۔۔۔سر پر دوپٹہ اوڑھے۔۔۔گلابی بھرے بھرے گالوں پر آنسوؤں کے مٹے مٹے نشانات۔۔۔نظریں اپنے ہاتھوں پر ٹکائے خاموش ساکت بیٹھی تھی

اپنی بہن کی اجڑی حالت دیکھ عائث خان کو لگا کسی نے اس کا دل پاؤں تلے روند دیا ہو

تڑپ کر لمبے لمبے ڈنگ بھرتا پلوشہ کی جانب بڑھا

"پلوشہ لالا کی جان یہ کیا حالت بنائی ہوئی ہے اپنی"۔۔۔لہجے میں تڑپ لیے پلوشہ کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہوئے استفسار کیا تو پلوشہ نے چونک کر اپنے سامنے بیٹھے عائث خان کو دیکھا

کئی باغی آنسوں لاکھ روکنے کے باوجود پلکوں کی باڑ توڑ کر رخسار پر بہہ نکلے

"لالا"۔۔۔سسکی کی صورت میں عائث خان کو پکارا تو عائث خان نے سختی سے پلوشہ کو اپنے سینے میں بھینچ لیا

"لالا کی جان۔۔کیا ہوا ہے۔۔کسی نے کچھ کہا ہے کیا۔۔کیا بات تنگ کر رہی ہے۔۔اپنے لالا کو بتاؤ۔۔میں سب ٹھیک کر دوں گا لیشے۔۔اپنے لالا کو بتاؤ تو صحیح۔۔میں وعدہ کرتا ہوں کسی کو نہیں بتاؤ گا۔۔ضرغام کو بھی نہیں بس تم مجھے بتاؤ کہ کیا پریشانی ہے۔۔تمہاری ماں نے کچھ کہا ہے کیا"۔۔پلوشہ کا سر تھپتھپاتے نرم لہجے میں کہتے آخر میں مقدس بیگم کے ذکر پر لہجہ سخت ہوا تو پلوشہ نے نفی میں سر ہلاتے بامشکل مسکرانے کی کوشش کرتے عائث خان کو دیکھا

"مم۔۔میں آپ کی شادی انجوائے نہیں کر سکی۔۔حوریہ اور عقیدت بھابھی کو برا نا لگا ہو۔۔ضرغام لالا بھی ناراض"--- عائث خان کے کندھے سے سر ٹکاتے مدھم لہجے میں اپنی بات کہی تو عائث خان نے نرمی سے ٹوک دیا

"نا ہم ناراض ہے نا تمہاری بھابھیاں۔۔اور اب تو وہ دونوں ہمیشہ کے لیے آگئی ہیں۔۔تم جب کہو گی تمہاری بھابھی کو پھر سے دلہن کی طرح سجا دوں گا۔۔ مجھے تو ویسے بھی اس کا دلہا بننے کا شوق۔۔وہ دلہن بنے گی تو میں بھی دلہا بن جایا کروں گا۔۔اسی لیے ٹینشن مت لو۔۔

Posted On Urdu Novel Book

تمہارا جب دل چاہے گا ہم شادی کر لیا کریں گے پھر تم دل کھول کر انجوائے کرنا"۔۔۔پلوشہ کے ماتھے پر پیار کرتے نرم لہجے میں کہا تو پلوشہ نے خاموشی سے اثبات میں سر ہلا دیا

عائث خان کافی دیر تو خاموشی سے پلوشہ کے جھکے سر کو دیکھتا رہا پھر نرمی سے پلوشہ کے ہاتھو کو اپنے ہاتھوں میں تھاما

"کیا بات ہے لیشے۔۔۔یہ نہیں پوچھو گا کہ حدائق سے کیوں رشتہ توڑنے کی بات کی۔۔۔نا یہ کہوں گا کہ تم نے غلط کیا۔۔۔مگر بس یہ پوچھو گا اس کے پیچھے وجہ کیا تھی۔۔۔کیونکہ جتنا میں اپنی بہن کو جانتا ہوں۔۔۔تو پلوشہ خان صرف اور صرف محبت کر سکتی ہے۔۔۔اس کا وجود محبت کی گواہی دیتا ہے۔۔۔ذرا سی اونچی آواز پر سہم جانے والی کے دل میں اس قدر کسی کے لیے نفرت کیسے ہو سکتی ہے۔۔۔پلوشہ خان محبتوں اور وفاؤں کی تو امین ہو سکتی ہے مگر نفرت اور رشتے توڑنے والی بے وفائی کرنے والی نہیں ہو سکتی۔۔۔جانتا ہوں کہ منگنی کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔۔۔مگر پھر بھی یہ رشتہ ایک دوسرے سے دو لوگوں کو منسوب کر دیتا ہے۔۔۔

حدائق کو کیسے سنبھالا ہے وہ میرا مسئلہ ہے تم اس کی فکر مت کرو۔۔۔مگر مجھے صرف یہ بتاؤ کہ تمہیں کس نے یہ کرنے کے لیے کہا ہے--- آج اپنے بھائی سے جھوٹ مت بولنا لیشے۔۔۔ میرا مان نا توڑنا۔۔۔اپنے لالا پر یقین رکھو اور بتاؤ"--- پلوشہ خان کی آنکھوں سے متواتر بہتے

Posted On Urdu Novel Book

آنسوؤں کو اپنے ہاتھوں سے صاف کرتے نرم لہجے میں کہا تو پلوشہ نے اپنی سرخ ہوتی آنکھوں سے عائث خان کو دیکھا

رو رو کر آنکھوں میں جلن ہوتی محسوس ہوئی

"لالا۔۔مم۔۔میں مم۔۔مجھے معا۔۔ف حدا۔۔ئق مم-مارن"۔۔ہچکیوں سے روتی ابھی وہ اپنی بات مکمل کرتی کہ دھاڑ سے دروازا کھولتی مقدس بیگم ہڑبڑا کر اندر داخل ہوئی

عائث خان نے خون چھلکاتی آنکھوں سے ناگوار سے مقدس بیگم کو دیکھا

جو جبراً مسکرانے کی کوشش کرتی باہر کھڑی ملازمہ کو اندر آنے کا اشارہ کر رہی تھی

ملازمہ خاموشی سے ٹرے ٹیبل پر رکھ کر باہر گئی تو مقدس بیگم نے اپنے خشک پڑتے حلق کو تر کیا

جبکہ پلوشہ سہمی نظروں سے مقدس بیگم کو دیکھ رہی تھی

"یہ کیا بتمیزی ہے--کسی کہ کمرے میں آنے کا یہ کونسا انسانی طریقہ ہے"۔۔اپنی جگہ سے کھڑے ہو کر دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تو عائث خان کے خطرناک تیور دیکھ کر مقدس بیگم نے بے ساختہ اپنے قدم پیچھے لیے

Posted On Urdu Novel Book

"وہ طبعیت ٹھیک نہیں تھی نا پلوشہ کی تو کھانا لائی تھی صبح سے کچھ کھایا نہیں تھا"۔۔۔ماتھے پر آئے پسینے کو اپنے پلو سے صاف کرتے منمنا کر کہا تو عائث خان نے خون چھلکاتی آنکھوں سے گھور کر انہیں دیکھا

"واہ مطلب جانتی تھی کہ اس کی طبیعت خراب ہے اسی لیے اتنی احتیاط سے دروازا کھول کر اندر آئی ہیں"۔۔۔چبھتے لہجے میں طنز کیا تو مقدس بیگم نے دانت پیس کر اپنے سامنے کھڑے اس دیو قامت شخص کو دیکھا

چھ فٹ سے نکلتا قد۔۔۔چوڑا مضبوط سینہ۔کسی ریاست کے شہزادے کی مانند مغرور ناک۔۔۔ مونچھوں تلے سختی پیوست عنابی ہونٹ۔۔۔وائٹ شروانی پہنے۔۔۔چاکلیٹ براؤن آنکھوں میں غصے کی سرخی لیے۔۔

اپنی مردانہ وجاہت سے وہ کسی کو بھی زیر کر سکتا تھا۔

چہرے پر ہمہ وقت چھائی سنجیدگی عائث خان کی مردانہ وجاہت کو اور دلکش بناتی تھی

"ہنہہ۔۔۔بڑے آئے بہن کی فکر کرنے والے۔۔۔آڑے جس لڑکے کو اپنی ماں کی پرواہ نہیں کہ وہ منہ اندھیرے تن تنہا شہر چلی گئی۔۔۔اکلوتے بیٹے کی شادی کا ارمان پورا نا کر سکی۔۔۔اور بیٹے کو ماں سے زیادہ دشمن کی بیٹی عزیز تھی۔۔۔اسے بیاہنے کا بھوت سوار تھا۔۔۔وہ شخص اب میرے سامنے اپنی سوتیلی بہن کی فکر کے ڈرامے کرے گا"۔۔۔ اپنے خشک پڑتے ہونٹوں کو

Posted On Urdu Novel Book

تر کرتی ہمت کر کے طنزیہ لہجے میں بولی مگر عائث خان کو پشت پر دونوں ہاتھ باندھے۔۔ چہرے پر خونخوار تاثرات سجائے اپنی جانب بڑھتا دیکھ مقدس بیگم کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی

"آپ کی عزت اس وجہ سے نہیں کرتا کہ عورت ہے۔۔اس لیے کرتا ہوں کہ میں مرد ہوں۔۔۔ عورت کا سائبان اور اس کا محافظ۔۔عورت جس روپ میں بھی ہو اس کی عزت کرنا مجھ پر فرض ہے۔۔اس کے علاوہ آپ کی عزت ضرغام خان کی ماں سمجھ کر کرتا ہوں۔۔ ورنہ آپ جیسی عورت تو ماں کہلانے کے لائق نہیں۔۔وہ سب ایک طرف آج کے بعد میری بہن کے لیے سوتیلی کا لفظ استعمال کیا تو یقین رکھے سوتیلی ماں جی پہلی فرصت میں شوہر کے پاس کا ٹکٹ کٹوا دوں گا۔

اور رہی بات میری ماں کے تن تنہا جانے کی۔۔تن تنہا تو عائث خان سے رشتہ رکھنے والی عورت اللہ کے حکم صرف عزرائیل کے ساتھ اوپر ہی جاسکتی ہے۔۔اس سے پہلے تو یہ غلط فہمی اپنے دماغ سے نکال دیں۔۔میری ماں کے یہاں سے نکلنے سے اپنے کمرے میں داخل ہونے تک وہ میری نظروں کے حصار میں تھیں۔۔آئندہ پلوشہ ٹھیک ہو یا نا ہو بنا اجازت کے کوئی اس کے کمرے میں داخل بھی ہوا تو ٹانگیں توڑ دوں گا۔۔اور جائیں آپ یہاں سے

Posted On Urdu Novel Book

کھلا دوں گا میں کھانا"۔۔۔سرد و سپاٹ لہجے میں ایک ایک لفظ چبا کر کہا تو مقدس بیگم نے کپکپاتے ہاتھوں پر بامشکل قابو پانے کی کوشش کرتے سر اثبات میں ہلایا

اور عائث خان کے باہر کی جانب اشارہ کرنے پر سرپٹ وہاں سے بھاگی جبکہ پیچھے بیٹھی پلوشہ سانس روکے عائث خان کے اس روپ کو دیکھ رہی تھی

پھر عائث خان کے کھانا کھلانے پر خاموشی سے کھانا کھاتے۔۔۔عائث خان کے سوالوں سے بچنے کی خاطر نیند کا بہانہ کرتی آنکھیں موند گئی

جسے دیکھ عائث خان گہری سانس بھرتا لائٹس اوف کرتا پلوشہ کے روم سے نکل آیا

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

Urdu Novel Book

عائث خان کمرے میں داخل ہوا تو نظریں سامنے صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے۔۔۔چہرے پر گھونگھٹ اوڑھے حوریہ شاہ پر گئی

حوریہ کے وجود میں کوئی حرکت محسوس نا کر کہ عائث کو اندازہ ہوا کہ وہ سو رہی ہے۔۔

اپنے پیچھے کمرے کا دروازا بند کرتے۔۔۔اپنی شیروانی کے بٹن کھولتے چھوٹے مگر مضبوط قدم لیتا حوریہ کی جانب بڑھا

Posted On Urdu Novel Book

کمرے میں پھیلی گلاب کے پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو۔۔کمرے کی معنی خیز خاموشی اور سب سے بڑھ کر اس تنہائی میں اس قیامت خیز حسن لیے تمام ہتھیاروں سے لیس وجود جو کہ اپنی ملکیت تھا عائث خان کو پوری شدت سے اپنی جانب متوجہ کر رہا تھا۔

حوریہ کے قریب صوفہ پر بیٹھ کر خاموش مگر گہری نظروں سے حوریہ کے دلکش سراپے کو آنکھوں کے رستے دل میں اتارا

نظریں گھونگھٹ سے سرکتی کلائیوں پر آئیں تو ہونٹوں پر خوبصورت مسکراہٹ اپنی چھپ دکھلا گئی

اپنا بایاں ہاتھ بڑھا کر نرمی سے حوریہ کا دایاں ہاتھ تھامتے جھک کر اپنے تشنہ لب حوریہ کی کلائی پر ثبت کیے

عائث خان کے حوریہ کا ہاتھ تھامنے سے کمرے کی معنی خیز خاموشی میں چوڑیوں کی چھن سے ارتعاش پیدا۔۔ حوریہ شاہ کی کلائیوں میں پہنی چوڑیوں کی چھن عائث خان کو اپنے دل میں گونجتی محسوس ہوئی۔

"کوئی دھن اور ساز مجھے اس قدر مسرور نہیں کرسکتے جتنا تمہاری ہاتھوں میں پہنی ان چوڑیوں کی چھن چھن کی آواز مجھے مسرور کر سکتی ہے۔۔۔دنیا کے سارے ساز اس کے آگے کوئی معنی

Posted On Urdu Novel Book

نہیں رکھتے"۔۔۔حوریہ کی کمر کے گرد اپنے دونوں بازو لپیٹ کر اپنے حصار میں لیتے گھمبیر لہجے میں سرگوشی کرتے اپنے سلگتے ہونٹ پھر سے چوڑیوں پر رکھے۔

اپنی کمر میں دھنستی عائث خان کی انگلیوں کے جان لیوا لمس۔۔۔کلائی اور ہاتھوں پر جابجا سلگتے ہونٹوں کے لمس پر حوریہ نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھولیں

تو نظرے آنکھیں موندے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو شدت سے چھوتے عائث خان پر ٹھہر سی گئی

عائث خان کو اپنے اس قدر قریب دیکھ حوریہ شاہ کی نیند بھک سے اڑی

گھونگھٹ کی اوٹ میں سہمی ہرنی جیسی آنکھوں سے عائث خان کو دیکھتے اپنے خشک پڑتے ہونٹوں پر زبان پھیر کر انہیں تر کیا

"اب تو شوہر ہوں تمہارا اب تو میرا انتظار تم پر فرض ہے مسسز عائث خان۔۔۔میری بات سمجھ نہیں آئی تھی کیا۔۔۔جب میں تمہیں کہہ چکا ہوں کہ میں ان فاصلوں کو آج سمیٹنے والا ہوں تو پھر میرا انتظار کیے بغیر سونے کا مطلب"۔۔۔گھونگھٹ کے اندر سے بازو حوریہ کی گردن کے گرد لپیٹ کر چہرہ اپنے چہرے کے قریب کرتے دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تو حوریہ نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے عائث خان کی خون چھلکاتی چاکلیٹ براؤن آنکھوں کو

Posted On Urdu Novel Book

دیکھا۔۔غصے کی زیادتی سے چہرے میں گھلتی سرخی اور سختی سے بھنچے ہونٹوں کو دیکھ حوریہ نے اپنے خشک پڑتے ہونٹوں کو تر کرتے اپنا کپکپاتا ہاتھ عائث خان کے کندھے پر رکھا

"مم۔۔میں انتظار ہی کک۔۔کر رہی تھی عائث۔۔پھر پتہ نن۔۔نہیں کب آنکھ لگ گئ"---

اپنی کپکپاتی آواز پر بامشکل قابو پاتے نرم لہجے میں جواب دیا مگر عائث خان کے چہرے کو ہنوز سرخ تاثرات دیکھ حوریہ کو اپنے پاؤں سے جان نکلتی محسوس ہوئی

وہ تو شکر تھا کہ گھونگھٹ کی دیوار ان دونوں کے بیچ حائل تھی۔۔ورنہ حوریہ کو یقین تھا کہ اس بندے نے اپنی آگ برساتی آنکھوں سے ہی اسے سالم نگل جانا تھا۔

کچھ دیر خاموشی سے حوریہ کے کپکپاتے وجود کو دیکھتے عائث خان جھٹکے سے حوریہ کو خود سے دور کرتا رخ سیدھا کر کہ بیٹھ گیا

ہاتھوں پر سر گرائے اپنے بالوں میں انگلیاں الجھا کر گہری سانس بھری

حوریہ کو عائث خان اس وقت اپنے حواسوں میں نا لگا

ابھی وہ کچھ سمجھتی کہ عائث خان جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھا اور کبرڈ کی جانب بڑھا

عائث خان نے کبرڈ کا دروازا کھول کر سامنے نظر آتے لاکر پر کوڈ ڈالتے اسے کھول کر اس میں سے ایک بلیک کلر کا باکس نکالا

جبکہ حوریہ نا سمجھی سے عائث خان کو دیکھ رہی تھی

Posted On Urdu Novel Book

حوریہ کے قریب کھڑے ہوتے جھک کر نرمی سے حوریہ کا ہاتھ تھام کر اسے اپنے روبرو کھڑا کیا

بائیں ہاتھ میں باکس تھامے۔۔۔اسی ہاتھ کو حوریہ کی کمر کے گرد لپیٹ کر دائیں ہاتھ سے حوریہ کے چہرے سے گھونگٹ پیچھے کو الٹ دیا

عائث خان کی اس حرکت پر حوریہ نے سختی سے اپنی آنکھیں میچی

"صدقے"--- عائث خان کے ہونٹوں سے بے ساختہ نکلاتو حوریہ نے پٹ سے اپنی گرے کانچ سی شفاف آنکھوں کو کھولا

نظروں کا تصادم اس قدر تصادم اس قدر جان لیوا تھا کہ عائث خان کو اپنا آپ ان میں ڈوبتا محسوس ہوا

ہاتھ میں تھامے باکس سے ڈائمنڈ پینڈنٹ نکال کر حوریہ کے گلے میں پہنایا

پینڈٹ پر لکھے مسسز۔۔۔عائث پر اپنے لب رکھتے پیچھے کو ہوا

جبکہ حوریہ سانس روکے عائث خان کو دیکھ رہی تھی

"مجھے ہمیشہ اپنی ذات میں ایک خالی پن محسوس ہوتا تھا۔۔۔مگر تمہارا یہ روپ دیکھنے کے بعد۔۔۔ تمہیں میرے نام سے منسوب۔۔۔میرے لیے یوں پور پور سجے اپنے حصار میں دیکھ مجھے وہ خالی پن ختم ہوتا محسوس ہو رہا ہے۔۔۔مجھے معلوم نہیں تھا کہ تمہارا میرا ہوجانا اور خود کو

Posted On Urdu Novel Book

میرے لیے یوں سجانا میرے وحشتوں بھرے خالی پن کو ختم کر دے گا۔۔تو یقین مانو حوریہ شاہ میں بہت پہلے تمہاری رضامندی کے بغیر بھی تمہیں اپنا بنا کر۔۔اس خالی پن کو ختم کر گزرتا۔۔"۔۔حوریہ کے ماتھے پر شدت سے اپنا لمس چھوڑتے لہجے میں جذبات کی آنچ لیے سرگوشی کی تو حوریہ کو اپنا وجود ٹھنڈا پڑتا محسوس ہو رہا تھا

دل عائث خان کی اس قدر جان لیوا قربت پر سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔۔اپنی بے ترتیب ہوئی دھڑکنوں کا شور کانوں میں سنائی دینے لگا تو حوریہ شاہ نے گھبرا کر دور ہونا چاہا

تبھی عائث خان نے ایک جھٹکے میں حوریہ کو اپنی بانہوں میں اٹھاتے قدم ڈریسنگ ٹیبل کی جانب بڑھائے

حوریہ کو ڈریسنگ ٹیبل پر بٹھا کر خود دو قدم پیچھے پڑتا۔۔دونوں بازو سینے پر باندھے گہری بولتی بے باک نگاہوں سے حوریہ کے سراپے جا جائزہ لیتا اسے شرم سے لال پیلا کر گیا

عائث خان کی بے باک نظروں کو اپنے وجود پر گڑھتے دیکھ حوریہ کو اپنے جسم کا سارا خون اپنے چہرہ پر سمٹتا محسوس ہوا

"ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں"۔۔ہتھیلیوں کو آپ میں رگڑتے نظریں جھکائے مدھم لہجے میں کہا تو عائث خان کا خوبصورت قہقہہ روم کی فضا میں گونجا تو حوریہ نے حیرت سے عائث خان کو دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

"کیا ہوا ہستا ہوا اچھا نہیں لگتا کیا۔۔جو اس قدر حیرت سے دیکھ رہی ہو۔۔یا تمہیں میرا خوش ہونا ہی نہیں پسند حوریہ شاہ"۔۔۔۔ حوریہ کے کندھوں کے گرد لپٹے دوپٹے کو اتار کر صوفے پر اچھالتے سرد لہجے میں کہتے ۔ اپنے دہکتے ہونٹوں کو شدت سے حوریہ کے گال پر ثبت کیا جبکہ عائث خان کے شدت بھرے لمس۔۔مونچھوں کی چبھن کے ساتھ عائث خان کے دانتوں کے دباؤ کو اپنے گال پر محسوس کر کہ حوریہ نے سختی سے اپنی آنکھیں میچی

حوریہ کے گال پر اپنی شدتوں کے نشان چھوڑتے۔۔ہونٹوں کو گال سے پھیرتے تھوڑی پر لا کر دانتوں کا دباؤ ڈالا تو حوریہ کی بے ساختہ سسکی روم کی فضا میں گونجی جسے عائث خان نظر انداز کرتا اپنے دونوں بازو حوریہ کی کمر کے گرد لپیٹا اسے خود میں بھینچ گیا

"عائث۔۔مجھ سے ناراض ہے"۔۔ہمت کر کہ اپنے کپکپاتے ہاتھوں کو عائث خان کے بالوں میں الجھاتا ایک جھٹکے میں عائث کا چہرہ اپنے سامنے کیا تو حوریہ کی اس حرکت پر عائث خان نے اپنی سرخ انگارا ہوتی آنکھوں سے گھور کر حوریہ کو دیکھا

حوریہ یہ سمجھنے سے قاصر تھی کہ سرخی قربت کے خمار کی تھی جس غصے کی وحشت کی مگر عائث خان جانتا تھا کہ آنکھوں میں اتری یہ سرخی جنونِ وحشت کی تھی۔۔حوریہ شاہ کی اتنی سی قربت کا خمار رگ و پے میں سرایت کر گیا تھا

"ہنہہ۔۔مگر میں ناراض رہنا نہیں چاہتا۔۔

Posted On Urdu Novel Book

آنا کہتی ہے چھوڑ دوں تمہیں
مگر عشق کہتا ہے سب قربان تم پر"۔۔۔حوریہ کی کان کی لو کو اپنے دانتوں تلے دباتے گھمبیر لہجے میں شعر کہا تو حوریہ نے کرسٹل گرے کانچ سی شفاف آنکھوں میں آنسو لیے عائث خان کے وجیہہ چہرے کو دیکھا

عائث خان کی گرم سانسوں کی تپش سے حوریہ کو اپنے گال دہکتے محسوس ہوئے

"انتظار کیوں نہیں کیا میرا"۔۔۔ حوریہ کی تھوڑی کو نرمی سے تھامے۔۔۔سرد لہجے میں ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا تو حوریہ نے عائث خان کی چاکلیٹ براؤن آنکھوں میں دیکھتے اپنی بانہوں کا ہار عائث خان کی گردن کے گرد حائل کرتے عائث خان کو خود پر جھکاتے پشت ڈریسنگ ٹیبل کے مرر سے ٹکرائی

"آپ اچھے سے جانتے ہیں کہ میں آپ کا انتظار کر رہی تھی"--- مدھم لہجے میں کہتے عائث خان کی ناراضگی دور کرنے کی کوشش کرتے اپنے نرم گلاب سی پنکھڑیوں سے ہونٹوں کو عائث خان کے گال پر ثبت کیا

" میرے ساتھ اور میری قربت کی طلب سے زیادہ طلب تمہیں اپنی نیند پوری کرنے کی طلب تھی ۔۔۔جس کی وجہ سے دو گھڑی جاگ ہی نا سکی"۔۔۔حوریہ کے بالوں کو مٹھی میں دبوچے غرا کر کہا تو حوریہ نے سختی سے اپنے ہونٹ بھینچے

Posted On Urdu Novel Book

"مجھے آپ کا ساتھ ہمیشہ کے لیے مل گیا ہے عائث۔۔۔اور اس وقت میں کسی نیند کی آغوش میں نہیں بلکہ آپ کی قربت میں آپ کے حصار میں قید ہوں"۔۔۔حوریہ کے دانت پیس کر کہنے پر عائث خان نے جھٹکے سے حوریہ کو اپنے قریب تر کر کیا

"تم اسے قربت کہتی ہو۔۔۔تمہیں قربت کے معنی بھی پتہ ہیں۔۔۔میری قربت میں ہوتی تو اس وقت تمہاری زبان یوں قینچی کی طرح نا چل رہی ہوتی"--- حوریہ کے ناک میں پہنی نتھ کو نرمی سے اتار کر سائیڈ پر رکھتے سپاٹ لہجے میں کہا مگر عائث خان کے معنی خیز بے باک جملے نے حوریہ کو کان کی لو تک سرخ کر دیا تھا

اب اس بات کا وہ اسے کیا جواب دیتی یہ شخص تو بھال کی خال ادھیڑنے لگ جاتا تھا۔۔

"میرے لیے یہی قربت بہت معنی رکھتی ہے"۔۔۔حوریہ کی سرگوشی پر عائث خان نے سر اٹھا کر حوریہ کے جھکے چہرے کو دیکھ سر جھٹکتے گلے میں پہنے بھاری ہار کو اتار کر سائیڈ پر رکھا حوریہ کی گردن پر موجود سرخ نشانوں پر انگلی کو ٹریس کرتے سینے تک لایا تو حوریہ کا دل دھک سے رہ گیا

عائث خان کے بےباک لمس پر پوری وجود میں سرد لہریں سرائیت کرتی محسوس ہوئی

"لیکن میرا گزارا اتنی سی قربت میں نہیں ہونے والا۔۔۔میں تمہارے پور پور کو اپنی شدتوں کی بارش سے بھگونا چاہتا ہوں۔۔۔تمہارے چہرے پر اپنی قربت سے پھوٹتے حیا کے رنگوں کو

Posted On Urdu Novel Book

دیکھنا چاہتا ہوں۔۔تمہارے اس نازک وجود کو میری شدتوں سے بے حال ہوتے میرے ہی سینے میں چھپ کر پناہ لیتے دیکھنا چاہتا ہوں۔

تمہیں سرخ پڑتے دیکھنا چاہتا ہوں"۔۔حوریہ کے ہونٹوں پر اپنی انگلی کو ٹریس کرتے بے باک لہجے میں سرگوشی کی تو حوریہ کو نظریں اٹھانا محال لگنے لگا

"تو بتاؤ مجھے راضی کرنے کے لیے دو گی میرا ساتھ میری شدتوں میں"۔۔حوریہ کے چہرے کو اپنی بےباک نظروں کے حصار میں لیتے سپاٹ لہجے میں کہا اس سے پہلے حوریہ کوئی جواب دیتی عائث خان پوری شدت سے حوریہ کے ہونٹوں پر جھک آیا

حوریہ کی سانسوں کو شدت سے قطرہ قطرہ خود میں انڈیلتے۔۔حوریہ کی دونوں کلائیوں کو اپنی سخت گرفت میں لیتے ڈریسنگ ٹیبل کے مرر سے لگایا تو کانچ کی کئی چوڑیاں ٹوٹ کر نیچے بکھر گئی

مگر وہ ظالم بنا حوریہ شاہ کی سانسیں روکنے کے در پر تھا

اپنی بند ہوتی سانسوں کو محسوس کر کہ حوریہ نے احتجاج کرنا چاہا مگر عائث خان دیوانہ وار اپنی جنون خیزیاں حوریہ کے نازک ہونٹوں پر لٹانے میں مصروف تھا

عائث خان کو پیچھے ہٹتے نا دیکھ حوریہ نے عائث خان کی گرم سانسوں کو خود میں کھنچتے سانس لینی چاہی مگر یہ بھی کہاں ممکن تھا

Posted On Urdu Novel Book

حوریہ کی معصوم حرکت پر عائث خان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔۔نرمی سے پیچھے ہٹتے حوریہ کو سانس لینے کی مہلت دی

باریک گلابی ہونٹوں پر لگی بلڈ ریڈ لپ اسٹک ہونٹوں کے اردگرد بکھر چکی تھی۔۔سانسیں عائث خان کی شدتوں سے بری طرح بکھری تھیں

سینے پر ہاتھ رکھے سر پیچھے مرر سے ٹکائے آنکھیں موند کر گہرے سانس لیتی وہ اپنی سانسیں ہموار کرنے میں ہلکان ہو رہی تھی

مگر سامنے لو دیتی نظروں سے حوریہ کو دیکھتے عائث خان کو ضبط کی طنابیں ٹوٹتی محسوس ہوئی اسی لیے جھٹکے سے حوریہ کو کمر سے تھام کر ایک بار پھر سے خود کے قریب تر کر لیا

جبکہ حوریہ نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھولیں

حوریہ کے ہوائیاں اڑے چہرے کو دیکھ عائث خان نے بامشکل اپنا قہقہہ ضبط کیا پھر سر جھٹکتے حوریہ کی کلائیوں سے کنگھن اور چوڑیاں اتار کر سائیڈ پر رکھے

عائث خان چوڑیاں اتار کر گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا تو حوریہ نے نا سمجھی سے عائث خان کے جھکے سر کو دیکھا مگر عائث خان کے اگلے عمل سے دھک سے رہ گئی

جو حوریہ کا دایاں پاؤں اپنے گھٹنے پر رکھتا اس پر اپنے ہونٹ ثبت کر چکا تھا۔۔

Posted On Urdu Novel Book

حوریہ نے گھبرا کر اپنا پاؤں پیچھے کھینچنا چاہا مگر عائث خان نے اپنی گرفت سخت کرتے ہونٹ حوریہ کی پائل پر رکھے تو حوریہ کو اپنا دل کانوں میں دھڑکتا محسوس ہوا

سانسوں کو روکے۔۔۔بت بنی وہ عائث خان کے ایک ایک عمل کو دیکھ رہی تھی

جو نرمی سے حوریہ کے پاؤں کو چومتا پائل کو اس کے پاؤں سے جدا کرتا جابجا اپنا لمس چھوڑتا اٹھ کھڑا ہوا تھا

"جاؤں چینج کر آو۔۔۔رات بہت ہو گئی ہے۔۔۔صبح میرے مہمانوں نے شہر سے آنا مجھے انہیں رسیو کرنے بھی جانا ہے۔۔۔مگر یہ مت سوچنا کہ تمہیں خود سے دور کر رہا ہوں۔۔۔

آج تمہیں شادی کے فنکشن کی وجہ سے جو بھی تھکن ہے اسے سکون کی نیند سو کر اتار لو۔۔۔کیونکہ پھر ہر رات میں اپنی تھکن تمہارے وجود پر اتارنے والا ہوں۔۔۔ تمہارے وجود پر میری قربت میں ملی تھکن ہونی چاہیے۔۔۔جسے دور بھی میں اپنی قربت سے ہی کروں گا۔۔۔ اسی لیے کل تک کا وقت دے رہا ہوں۔۔۔اب جاؤ شاباش چینج کر آؤ۔۔۔اس سے پہلے میں سب کچھ بھلائے ایک لمحے میں تمہاری روح تک اتر جاؤں"۔۔۔حوریہ کو اپنے روبرو کھڑے کرتے۔۔۔اپنی انگلیاں حوریہ کی انگلیوں سے الجھائے بوجھل لہجے میں سرگوشی کی

جبکہ عائث خان کے اتنے خطرناک ارادے جان حوریہ کو اپنی ٹانگوں پر کھڑے رہنا محال لگنے لگا

Posted On Urdu Novel Book

تبھی جھٹ سے سر ہاں میں ہلاتے وہاں سے بھاگنا چاہا مگر اگلے ہی لمحے اپنے پیٹ کے گرد عائث خان کے بازؤں کا حصار بندھا دیکھا روح فنا ہوتی محسوس ہوئی

"آج کہ بعد تمہارے وجود پر میں کوئی ایسی چیز نا دیکھو جو کسی غیر مرد کو تمہاری جانب متوجہ کرنے کا باعث بنے۔۔چوڑیاں پہننی ہیں پہنو۔۔پائل پہننی ہیں پہنو۔

ہار سنگھار کیا سولہ سنگھار بھی کرنا ہے تو دل کھول کر کرو۔۔مگر اس حویلی کی چار دیواری تک۔۔زیادہ بہتر یہی ہے کہ تم یہ سب صرف میری موجودگی میں کرو۔۔باہر جاتے وقت تم کوئی ڈارک پرفیوم یوز نہیں کرو گی۔۔یہ کوئی پابندی یا حکم نہیں میرا حق ہے مسسز عائث خان"۔۔حوریہ کے کندھے پر تھوڑی ٹکائے۔۔حوریہ کی پشت کو اپنے چوڑے سینے میں بھینچے بھاری گھمبیر لہجے میں کہتے حوریہ کو کمر سے تھام کر رخ اپنی جانب کیا

"تم میری ہو حوریہ۔۔اور میں اپنی چیزوں میں شراکت برداشت نہیں کرتا۔۔تم تو پھر میری بیوی ہو۔۔تمہارے وجود سے اٹھتی محسور کن دلکش خوشبو پر صرف میرا حق ہے۔۔ تمہاری چوڑیوں اور پائل کی چھنکار کو سننے کا حق صرف میرا ہے۔۔تمہارا سجنا سنورنا صرف میرے لیے ہونا چاہیے۔۔تم خان کی عزت ہو۔۔اور عزت سے بڑھ کر تو خان کو جان بھی عزیز نہیں ہوتی۔۔اسی لیے تمہیں عزت بنایا ہے جان نہیں۔۔کیونکہ جان تو قربان کر سکتا ہے خان۔۔ مگر عزت پر کسی کا سایہ بھی برداشت نہیں کرسکتا۔۔قربان کرنا تو دور کی بات۔۔ تمہیں لگے

Posted On Urdu Novel Book

کہ میں شوہر ہونے کا ناجائز فایدہ اٹھا رہا ہوں نہ حق جما رہا ہوں۔۔۔تو تمہیں بھی اجازت ہے چاہے مجھ پر حق ہونے کا ناجائز فایدہ اٹھا لو۔۔۔ویسے اگر ہم دونوں فایدہ اٹھائیں بھی تو جائز ہی ہو گا۔۔۔میں تو انتظار میں رہوں گا کہ تم میرا فایدہ اٹھانے کی کوشش ہی کر لو باقی آگے میں خود ہی کنٹینیوں کر لوں گا"--- حوریہ کی گردن میں چہرہ چھپائے گہری سانس بھر کر حوریہ کی خوشبو کو روح تک محسوس کرتے خمار آلود لہجے میں کہتے بنا حوریہ کو سمجھنے کا موقع دیا اسے بازوؤں میں اٹھائے واشروم کے دروازے کے باہر کھڑا کرتے اندر کی جانب دھکیل کر دروازا بند کر کہ اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے اپنے جزبات پر قابو پانے کی کوشش کی

جبکہ واشروم میں حوریہ بند دروازے سے ٹیک لگائے گہرے گہرے سانس بھرتی واشروم سے باہر جا کر ایک بار پھر سے عائث خان کا سامنہ کرنے کا سوچتے لال پیلی ہونی لگی

---

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔ www.kitabnagri.xyz

Posted On Urdu Novel Book

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

Urdu Novel Book

یہ منظر جنگل کے قریب بنے ایک شاندار فارم ہاؤس کا تھا۔۔جو اس وقت گہری رات کا ہی حصہ لگ رہا تھا۔

جہاں ہر طرف گہری رات کی سیاہی تھی وہی۔۔فارم ہاؤس کی سیاہ دیواریں بھی اسی رات کا حصہ معلوم ہو رہی تھی

آسمان پر چمکتے چاند کی روشنی بکھری وہی فارم ہاؤس کے گلاس ڈور سے لاونج میں لگی لائٹس اور فانوس کی روشنی چھن سے باہر دور تک نظر آ رہی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

تبھی میں بیٹھے وجود نے ساری لائٹس کو بند کر کہ ہاتھ میں تھامے ریموٹ سے فانوس کی روشنی کو کم کرتے ریموٹ سامنے ٹیبل پر رکھا

کھڑے ہو کر ایک نظر ہاتھ میں بندھی گھڑی پر ڈالی تو ہونٹوں پر پراسرار سی مسکراہٹ رینگ گئی

صوفے سے کھڑے ہوتے قدم لاؤنج کے دائیں جانب راہدری کی طرف بڑھائے تو اس وحشت بھری خاموشی میں ٹک ٹک کی آواز گونجنا شروع ہوئی

مغرورانہ اور مضبوط چال چلتی وہ اس خاموشی کو اپنی ہیل کی ٹک ٹک سے توڑتی لفٹ کے سامنے رکی

لفٹ کے دروازے واہ ہوتے ہی اس میں داخل ہو کر بیسمنٹ کے لیے نمبر بٹن دبایا تو اگلے کچھ لمحوں میں لفٹ .بیسمنٹ میں کھلی

ہاتھ بڑھا کر لائٹس اون کی تو شیشے سا چمکتا .بیسمنٹ روشنی میں نہا گیا

.بیسمنٹ میں ایک الگ ہی دنیا قائم تھی۔

جہاں بڑے سے لیکثری لاونج میں سفیدی مرمری چمکتے فرش پر اپنا عکس تک دکھائی دے رہا تھا۔

لاونج کو آف وائٹ اور گولڈن رنگ کے امتزاج سے سیٹ کیا گیا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

آف وائٹ صوفہ۔۔جس پر لائٹ گولڈن کلر کے کشنز پڑے تھے--- صوفے کے سامنے شیشے کی میز جس کے کناروں پر گولڈن ڈیزائن بنے تھے---

ٹیبل کے بالکل اوپر لاونج کے وسط میں لگے گولڈن فانوس سے لاونج کی خوبصورتی میں چاند چار لگ گئے تھے---

لاونج کے دائیں جانب امریکن طرز سے بنے اوپن کچن کے قریب سے گزرتے ہاتھ بڑھا کر سلیپ سے سیب اٹھا کر ہاتھ میں تھاما

دس قدم کے فاصلے پر آکر رک کر گہری سانس بھرتے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھ کر دروازا کھولا

---

بالاج شاہ کو معلوم تھا کہ حوریہ اور عائث خان کی شادی کی تاریخ طہ ہو گئی ہے

مگر وہ اسے ڈائیریکٹ جا کر نہیں توڑ سکتا تھا۔۔حوریہ پہلے سے ہی اس سے بدگمان تھی۔۔ اس نے غصے میں حرکت ہی ایسی کی تھی۔۔

مسئلہ صرف بدگمانی کا نہیں تھا۔۔وہ پسندیدگی جس کی جھلک بالاج شاہ کو حوریہ کی آنکھوں میں دکھائی دی تھی وہ اس دن کے بعد کبھی دکھائی نا دی

ان کانچ سی شفاف آنکھوں میں بالاج شاہ نے اپنی لیے نفرت محسوس کی تھی۔۔

Posted On Urdu Novel Book

اور اب۔بالاج شاہ کو حوریہ کی ناراضگی ختم کرنا تھی

وہ پاکستان کب کا آچکا تھا۔

مگر اس نے بہرام شاہ کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کی کہ وہ ابھی ترکی میں ہی ہے۔

عائث خان کو شادی کے دن قتل کر کہ وہ اس کا قصہ ہمیشہ کے لیے ختم کرنا چاہتا تھا۔

کیونکہ وہ سچ میں بے رحم شاہ تھا۔اس کی نظر میں دشمنی کا مطلب مرنا یا مار دینا تھا۔نا کہ انسانیت یا رشتوں کے واسطے دشمنی سے پیچھے ہٹ جانا۔

شادی والے دن وہ حویلی موجود تھا۔مگر ہر کوئی اس کی موجودگی سے ناواقف تھا۔

عائث خان پر نشانہ تانے وہ اسے موت کے گھاٹ اتارنے ہی والا تھا جب اپنی گردن پر کوئی چیز چبھتی محسوس ہوئی

اس کے اگلے ہی پل بے جان ہوتے ہاتھوں سے بندوق چھوٹ کر زمین بوس ہوئی

اپنی بند ہوتی آنکھوں کو بامشکل کھولنے کی کوشش کرتے اپنے پیچھے کھڑے لوگوں کو دیکھنے کو دیکھنا چاہا مگر پل میں آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا

دو گھنٹے پہلے سے وہ ہوش میں آچکا تھا۔مگر کمرے میں چھائے گھپ اندھیرے سے وہ جگہ اور وقت کا اندازہ نہیں لگا پا رہا تھا

مگر جو چیز بالاج شاہ کے سینے میں آگ لگانے کا باعث بن رہی تھی۔۔وہ تھی حوریہ شاہ کا عائث خان کا ہوجانا

یہ بات بالاج شاہ کو ان دیکھی آگ میں جلا رہی تھی

ابھی وہ اپنی ہی سوچو میں گم تھا کہ کمرے کے باہر کسی کے چلنے کی آواز سن ٹھٹھکا

قدموں کی چاپ جیسے جیسے قریب ہو رہی تھی۔۔ویسے ویسے بالاج۔۔شاہ کے غصے کا گراف بڑھ رہا تھا

وہ جو بھی تھا بالاج شاہ کے قہر سے بچنے نہیں والا تھا۔

تبھی کمرے کا دروازا کھلا تو بالاج شاہ نے سختی سے اپنے جبڑے بھینچ لیے

اتنی دیر اندھیرے میں رہنے کے باعث۔۔۔دروازے سے آتی لاونج کی تیز روشنی میں آنکھوں میں چھبن سی ہوئی

اپنی گہری سیاہ آنکھوں کو زور سے بند کر کہ کھولا تو نظریں دروازے کے بیچوں بیچ استاذہ وجود پر گئیں

ابھی بالاج شاہ غور کرتا کہ اسی وجود نے قدم آگے بڑھا کر دروازا اپنے پیچھے بند کر دیا

کمرے میں ایک بار پھر سے سکوت چھا گیا تھا

ہیل کی آواز نے بالاج شاہ کو ٹھٹھکنے پر مجبور کر دیا۔

Posted On Urdu Novel Book

تبھی اپنے چہرے کے قریب کسی کی گرم سانسوں کی تپش محسوس ہوئی تو بالاج شاہ نے اندھیرے میں اس وجود کو گھورنا چاہا

کہ ایک دم سے کمرہ روشنی میں نہا گیا۔

اپنی آنکھوں کو زور سے بند کر کہ کھولتے بالاج شاہ نے قہر بھری نظروں سے سامنے دیکھا جہاں سفید پینٹ شرٹ کے ساتھ۔۔پنک گھٹنوں تک لانگ کوٹ پہنے۔۔۔اسٹریٹ بالوں کو کندھوں پر کھلا چھوڑے۔۔گلابی بھرے بھرے ہونٹوں پر ریڈ لپ اسٹک لگائے۔۔۔بھوری شہد رنگ آنکھوں میں چمک لیے۔۔۔گلے میں پہنے پینڈٹ پر لکھے لفظ بی پر اپنے دائیں ہاتھ کی انگلی پھیرتے بالاج شاہ کے دیکھنے پر آنکھ دبائی تو بالآج شاہ نے اپنے بندھے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ کر اپنے اشتعال پر قابو پانے کی کوشش کی

" سبھی جانتے ہیں یہاں کہ
محبت کو ازل سے زوال ہے
مگر تجھ سے کرنے کو
خسارے کون دیکھے گا"

Posted On Urdu Novel Book

بالآج شاہ کے چہرے پر جھکتے پراسرار لہجے میں شعر کہتے ایک ہی جھٹکے میں بالآج شاہ کے ہونٹوں پر لگی ٹیپ کو کھینچ کر اتارا تو بالآج شاہ نے جبڑے بھینچ کر خون چھلکاتی آنکھوں سے سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھا

جو اس قدر خوبصورت تھی کہ کوئی بھی اسے دیکھ کر دل ہار بیٹھے

"میں تمہاری چمڑی ادھیڑ دوں گا صبغہ شاہ۔۔تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی یہ گھٹیا حرکت کرنے کی۔۔اگر اگلے دس سیکنڈ میں تم نے مجھے آزاد نا کیا تو اپنا انجام سوچ لینا بیوقوف لڑکی۔ تمہاری وجہ سے اگر میں نے حوریہ کو کھویا تو یاد رکھنا۔۔میں تمہاری رگ رگ میں زہر بھر کر وہ موت دوں گا کہ دیکھنے والے توبہ کر اٹھے گے"--- شیر سی دھاڑ لیے غرا کر کہا تو کسویٰ شاہ نے زخمی شکوہ کناں نظروں سے بالاج شاہ کے خون چھلکاتے چہرے کو دیکھا

"میں تو تمہیں ہمیشہ کے لیے اپنی محبت میں قید کرنا چاہتی ہوں بالاج شاہ۔۔دنیا کے توبہ کرنے کا تو نہیں پتہ مگر میری محبت پر عش عش ضرور کر اٹھے گی۔۔میری رگ رگ میں تم کیا زہر بھرو گے بالاج۔۔یہاں تو پہلے ہی تمہارا عشق خون کی مانند گردش کرتا ہے۔۔ تمہیں غصہ دکھانا ہے غصہ دکھاؤ۔۔برا بھلا کہنا ہے کہہ لے۔۔تمہارا ہر ستم سر آنکھوں پر۔

Posted On Urdu Novel Book
مگر اب تم حوریہ کا نام بھی مت لینا"--- بالآج شاہ کی سیاہ گہری آنکھوں میں اپنی شہد رنگ آنکھیں گاڑھے دبے دبے لہجے میں چلا کر کہا تو بالآج شاہ نے ناگواری سے صبغہ شاہ کی جانب دیکھا

"آواز نیچی رکھو جاہل عورت۔۔بہت اچھے سے جانتا ہوں کہ کس کے دم پر اتنا اچھل رہی ہو۔۔بہرام شاہ نے ساتھ دیا ہے نا تمہارا۔۔وہی ہے نا اس سب کے پیچھے۔

کیونکہ یہ تو ناممکن ہے کہ بہرام شاہ کے ہوتے کوئی اس کے بھائی کے سائے تک پہنچ جائے۔

اب اگر اپنی زندگی عزیز ہے تو ہاتھ کھولو میرے۔۔یہ جو عشق عاشقی کا بھوت چڑھا ہے نا دماغ پر یہ میرے ہی دم درود سے اترے گا ہاتھ کھولو میرے۔

میں بھی دیکھو تو دیکھو عشق خون میں سرائیت کرتا کیسا دکھتا ہے"۔۔بالاج شاہ کے جبڑے بھینچ کر دھاڑنے پر صبغہ شاہ نے بے ساختہ قدم پیچھے لیے

"نہیں کھولو گی جو کرنا ہے کر لو۔۔اگر تم نے مجھے ہاتھ بھی لگایا تو یاد رکھنا بالآج۔۔بہرام لالا تمہاری عمر کا لحاظ بھی نہیں کریے گے۔۔اور جو پھر تمہاری کٹ لگے گی بستر پر لیٹنے سے بھی قاصر ہو جاؤ گے"۔۔چہرے پر معصومیت طاری کیے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کہا تو بالآج شاہ نے نخوت سے سر جھٹکتے چہرے کا رخ بدلا

Posted On Urdu Novel Book

" دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔اور لالا سے کہو جو کہنا ہے جلد میرے سامنے آ کر کہیں۔۔یہ جو کمزور سی رسیاں میرے ہاتھوں میں بندھی ہیں۔۔ انہیں میں صرف اپنے لالا کی مرضی جان کر خاموشی سے برداشت کر رہا ہوں۔۔ورنہ تمہاری سوچ ہے کسویٰ شاہ یہ معمولی سی رسیاں مجھے روک سکتی ہیں۔۔شکل گم کرو اپنی۔۔اور یہ غلطی فہمی نکال دو کہ حور یہ کہ رخصتی ہو گئی ہے تو میں اسے چھوڑ دوں گا۔

وہ بالآج شاہ کی تھی اور تاحیات میری ہی رہے گی۔۔اب کھسکو یہاں سے"--- آبرو آچکا کر طنزیہ لہجے میں کہتے کرسی کی پشت سے سر ٹکایا تو صبغہ شاہ نے مٹھیاں بھینچ کر اپنے اشتعال پر قابو پایا

Urdu Novel Book

اگر یہ شخص صبغہ شاہ کے دل کی سلطنت پر براجمان نا ہوتا تو وہ کبھی پلٹ کر بھی اس کی طرف نا دیکھتی۔۔ وہ جس نے کبھی شکست نہیں کھائی تھی۔۔اس شخص کی محبت میں ہر روز ہار رہی تھی۔۔کبھی اپنے دل کے آگے اور کبھی اس شخص کی نفرت کے آگے

"اب بندھے رہو یہی۔۔تمہیں عزت راس ہی نہیں پاگل شخص۔۔جب تک عائث خان تمہیں اپنے بچوں کا ماموں نہیں بنا دیتا تب تک بہرام لالا سے کہہ کر تمہیں یہی قید رکھنے والی ہوں--- لالا کی مرضی کی وجہ سے رکے ہو نا تو یہی رہو اب"۔۔بالاج شاہ کے بال دونوں

Posted On Urdu Novel Book

ہاتھوں کی مٹھیوں میں دبوچتے سر کو جھٹ[illegible] بے لہجے میں چلا کر کہا تو بالآج شاہ نے دانت کچکچا کر اس پاگل لڑکی کو دیکھا

جو اس کے پہلے سے چکراتے اور درد سے پھٹتے سر کو اپنے غصے کا نشانہ بنا رہی تھی۔

ابھی بالآج شاہ غصے میں پھر سے کچھ کہتا جھٹکے میں بالآج شاہ کے بالوں کو چھوڑتے دروازے کی جانب دوڑ لگائی

جیسے وہ اپنے لالا کی مرضی کو بھاڑ میں جھونک کر ابھی ان رسیوں کو توڑ کر صبغہ شاہ کی ہڈیوں کا سرمہ بنا دے گا

یہ حرکت تو کر لی تھی مگر اب وہ جانتی تھی کہ یہ شخص اسے چھوڑنے نہیں والا

_____________

"لالا وہ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں"۔۔صبغہ شاہ کے کہنے پر دوسری جانب فون کان سے لگائے کھڑے بہرام شاہ نے ہنکارہ بھرا

"ٹھیک ہے میں کل تک آجاؤں گا۔۔ اور اب تم گھر جاؤ واپس وہاں نا آنا۔۔ بالآج کو میں سنبھال لوں گا"۔۔۔ بہرام شاہ کے سنجیدہ لہجے پر صبغہ شاہ نے سر اثبات میں ہلایا

Posted On Urdu Novel Book

"جی لالا میں بس نکل ہی رہی ہوں۔۔بالاج کی کل میٹنگ بھی تھی۔۔میں اسے اٹینڈ کر لوں گی۔۔آپ بس انہیں سنبھال لیجئے گا"۔۔صبغہ شاہ کے منہ بسور کر کہنے پر بہرام شاہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

"ٹھیک ہے اپنا رکھنا اللہ حافظ"--- بہرام شاہ کے فون بند کرنے پر صبغہ نے گہری سانس بھر کر کمرے کے بند دروازے کو دیکھا اور اٹھ کر قدم لفٹ کی جانب بڑھائے

---

اپنے چہرے پر گہری نظروں کی تپش محسوس کر کہ عقیدت نے موندی موندی آنکھیں کھولی تو نظریں خود پر جھکے ضرغام خان کے سنجیدہ چہرے سے ٹکرائی۔

مگر ضرغام خان کی نیلی آنکھوں میں جذبات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر دیکھ عقیدت کے گلے میں گلٹی سے ابھر کر معدوم ہوئی

وہ لاکھ کنفیڈنٹ یا بلنٹ تھی۔۔مگر وہ بے باکی کے مظاہرے ضرغام خان کے سامنے مقدس بیگم کی قسم کو توڑنے کے لیے کرتی تھی۔

وہ اس کا شوہر تھا اس کا قریب آنا غلط تو نہیں تھا۔۔مگر عقیدت کا مقصد صرف مقدس بیگم کو نیچا دکھانا تھا۔۔مگر کل رات جب سے ضرغام نے بتایا کہ وہ مقدس بیگم کو عقیدت سے

Posted On Urdu Novel Book

رشتہ بنانے کا کہہ چکا ہے۔ تب سے عقیدت کو اپنے ارد گرد خطرے کی گھنٹیاں سنائی دے رہی تھیں۔

وہ جب بھی ضرغام کے قریب ہوئی تب جانتی تھی کہ وہ کبھی بھی اپنی ماں سے کیا وعدہ نہیں توڑے گا۔۔مگر اب وہ کیسے اس سرپھرے خان کو روکے گی۔

اگر وہ سچ میں اپنا حق لینے پر آگیا تو عقیدت کس طرح اس کا مقابلہ کرے گی۔

وہ تو اپنی سمندر سی گہری نیلی آنکھوں سے جب بھی عقیدت کو دیکھتا تھا تب ہر بار عقیدت کا ان آنکھوں میں اپنا آپ ڈوبتا ہوا محسوس ہوتا تھا

"ایسے کیوں دیکھ رہے ہو۔ اور کیا ٹائم ہوا ہے"۔۔ضرغام خان کی لو دیتی نظروں سے گھبرا کر ارد گرد نگاہ دوڑاتے مدھم لہجے میں کہا تو ضرغام خان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

"اب ڈر لگ رہا ہے میری شیرنی کو"۔۔عقیدت کی گردن سے بال ہٹا کر اپنی ناک عقیدت کی شہہ رگ پر سہلاتے بوجھل لہجے میں چھیڑا تو عقیدت نے سختی سے اپنی آنکھیں بند کر کہ کھولیں

"کیا مطلب کس بات کا ڈر۔ اور ٹائم کیا ہوا ہے۔۔اتنے بڑا کمرہ تو بنا لیا ایک گھڑی بھی دیوار پر لگا لیتے تو کونسا پیسے کم پڑ جانے تھے تمہارے"۔۔ضرغام میں کے کندھوں پر اپنے

Posted On Urdu Novel Book

ہاتھ رکھتے بات بدلنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا تو ضرغام خان نے مسکرا کر نفی میں سر ہلاتے عقیدت کی شہہ رگ پر دانتوں کا دباؤ ڈالتے اپنا شدت بھرا لمس چھوڑا

"تمہارے آنے سے پہلے لگی ہوئی تھی۔۔مگر جیسے ہی تمہارے آنے کی خبر ہوئی میں نے گھڑی آتار دی"۔۔عقیدت کے نیم واہ ہونٹوں پر شدت بھرا لمس چھوڑتے خمار آلود نظروں سے دیکھتے بوجھل لہجے میں سرگوشی کی تو ضرغام خان کی حرکت عقیدت کان کی لو تک سرخ پر گئی

"کیا مطلب میرے آنے سے گھڑی کیوں اتروا دی"۔۔ضرغام خان کی نیلی آنکھوں میں اپنی سبز نگینوں جیسی موٹی موٹی آنکھوں کو گاڑھتے حیرت سے استفسار کیا تو ضرغام خان کے ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ رینگ گئی

عقیدت کی کمر کے گرد بازو لپیٹ کر اسے خود میں بھینچتے کروٹ بدلی

"کیونکہ تمہارے آنے سے پہلے میں وقت کا پابند تھا۔۔اپنا ہر کام گھڑی کی سوئی کے گھومنے کے حساب سے کرتا تھا۔۔مگر اب میں صرف تمہارا پابند بن کر رہنا چاہتا ہوں۔۔۔تمہیں اپنی محبت کا پابند کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ میری اجازت کے بنا کوئی اس کمرے کے دروازے کو ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا اندر آنا تو دور کی بات ہے۔۔باہر والوں سے بے فکر ہوں میں۔۔۔مگر اس کمرے میں-- میں چاہتا ہوں کہ تم باہر کی دنیا کو بھول جاؤ۔۔۔نا یہاں گھڑی ہو گی اور پھر نا

تمھیں وقت گزرنے کا احساس ہو گا"--- عقیدت کو اپنے سینے پر لٹائے خود میں سختی سے بھینچے بوجھل لہجے میں کہا تو عقیدت نے حیرت سے ضرغام خان کو دیکھا جیسے اس سے اس طرح کی حرکت کی امید نا ہو

"چلو اٹھو نماز کا وقت گزر جائے گا مجھے بعد میں دیکھ لینا تمہارا ہی ہوں"—عقیدت کے چہرے کے گرد بکھرے بالوں کو سمیٹتے نرم لہجے میں کہہ کر عقیدت کا گال تھپتھپاتے بیڈ سے اتر کر عقیدت کے پرسوچ چہرے پر ایک نگاہ ڈال کر کبرڈ سے کپڑے لیتا واشروم میں گھس گیا

______________

عجیب رشتہ تھا ان کا وہ اسے شوہر بھی مانتی تھی—مگر وہ اس کے باپ کو قاتل مانتا تھا—
اس سے دشمنی بھی نبھانی تھی—مگر نفرت کرنا بس سے باہر تھا—
چال بھی چلنی تھی—مگر دھوکہ بھی نہیں دینا تھا—
غرور توڑ کر منہ کے بل گرانا تھا—مگر اس کی عزت بن کر عزت کی جان سے بڑھ کر حفاظت بھی کرنی تھی---
دھڑکنیں ایک دوسرے کی قربت پر حشر برپا کرتی تو کبھی عشق کی تال پر رقص کرتی تھی—
مگر دماغ میں چلتے کھیل کو بھی نہیں جھٹلانا تھا--

Posted On Urdu Novel Book

سانسیں ایک ہونے پر دنیا بھول جاتی تھی - مگر دنیا کی باتوں کو بھلانا بھی نہیں تھا-

ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے آنے والے کل کے سپنے سجانے تھے--- مگر ایک دوسرے کے مقابل کھڑے ہوتے ماضی کو دہرانا بھی تھا-

دوسرے کو اس کھیل میں ہرانا بھی تھا—مگر پھر اپنی جیت بھی قبول نہیں تھی-

عقیدت نے گہری سانس بھر کر اپنے سامنے جائے نماز پر کھڑے ضرغام خان کو دیکھا

اور خود ضرغام خان کے پیچھے تھوڑے فاصلے پر جائے نماز بچھا کر کھڑی ہوگئ

ضرغام خان کی امامت میں نماز پڑھتے عقیدت شاہ کو اپنے رگ و پے میں سکون سرائیت کرتا محسوس ہوا

Urdu Novel Book

دعا کے لیے ہاتھ اٹھے تو عقیدت نے نم نگاہوں سے آگے بیٹھے ضرغام خان کی چوڑی پشت کو دیکھا

نظریں ضرغام خان کی پشت سے ہوتی اپنی ہتھیلیوں پر ان ٹکی

خاموش نم نظروں سے ہاتھ کی ہتھیلیوں کو دیکھتی نجانے کتنے لمحے سرک گئے

چونکی تو تب جب ضرغام خان کے ہاتھوں کا لمس اپنے ہاتھوں کے گرد محسوس کیا

"رحم مانگ لو عقیدت کچھ سمجھ نہیں آرہا تو—رب کی رحمت سے بڑھ کر اور کچھ نہیں—وہ جب رحم کرتا ہے تو سب کچھ عطا کر دیتا ہے"—ضرغام خان کے نرم محبت بھرے لہجے پر

Posted On Urdu Novel Book

عقیدت نے سر اثبات میں ہلایا تو ضرغام مسکرا کر عقیدت کو دیکھتا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا

نماز سے فارغ ہو کر عقیدت نے دوپٹہ اتار کر صوفے پر رکھا ابھی پلٹ کر بیڈ کی جانب جاتی کہ ضرغام خان نے عقیدت کی کلائی تھام کر جھٹکے سے اپنے قریب کرتے عقیدت کے ماتھے کو محبت سے چھو کر پیچھے ہٹا

"حد ہوگئی ہے طبعیت ٹھیک ہے نا خان--- کل سے عجیب حرکتیں کر رہے ہو۔۔پہنی وینی تو شروع نہیں کر دی۔۔اب تمہارا یہ بیہویر مجھے تنگ کر رہا ہے"۔۔عقیدت شاہ کے جھنجھلا کر کہنے پر ضرغام خان کے چہرے پر سختی در آئی

"رات کو ملتے ہیں۔۔اور مجھے امید ہے میری والدہ نے تمہارے لیے بہت اچھا سرپرائز تیار کیا ہو گا۔۔تم سوجاؤ کیونکہ اس کے بعد ویسے بھی تمہاری نیندیں اڑنے والی۔۔سکون و چین سب برباد ہو جانا"۔۔چہرے پر چٹانوں سی سختی سجائے سپاٹ لہجے میں کہا تو عقیدت نے الجھ کر ضرغام خان کے پل میں بدلتے لہجے کو دیکھا

"بتا دینا انہیں کہ اگر ان کا سرپرائز میری نیندیں اڑائیں گا۔۔تو سونے میں انہیں بھی نہیں دوں گی۔۔اور پھر انہیں یہ بھی بتا دینا کہ سکون تو صرف قبر میں ہی ہے۔۔میرے سرپرائز

سے انہیں سکون صرف وہی ملے گا"--- ضرغام خان کی گھوریوں کی پرواہ کیے بغیر تنک کر کہتی جھپاک سے بستر میں گھس کر چہرے تک کمفرٹر اوڑھ لیا

جبکہ ضرغام تاسف سے سر ہلاتا ٹیرس کا دروازا کھول کر باہر جا کر کھڑا ہو گیا

کیونکہ اسے صبح اٹھنے کے بعد نیند بہت کم ہی آتی تھی-

مگر اس کی بیوی کو رات بھر سونے کے بعد بھی صبح الگ سے نیند کی ضرورت ہوتی تھی

---

آج ان کا ولیمہ تھا—جو کہ بہت بڑے پیمانے پر ہونا طہ پایا تھا

مگر بہرام شاہ نے ولی خان سے بات کی کہ ابھی صرف چھوٹی سے رسم کر لیتے ہیں—ایک بار حدائق اجائے تو

تب سب کا ایک ساتھ گرینڈ ولیمہ کریں گے--- وہ پہلے اپنی بہنوں کی شادی میں شریک نہیں ہو سکا---

تو ولیمہ حدائق شاہ کے آنے پر ہی کریں تو زیادہ بہتر ہے—جس پر ولی خان نے ٹال مٹول کرنے کی کوشش تو کی مگر ضرغام خان نے حامی بڑھ لی

اب ولیمے میں چند قریبی رشتہ دار اور عائث خان کے کچھ جاننے والے شرکت کرنے والے تھے---

Posted On Urdu Novel Book

کیونکہ ان میں سے کچھ بیرون ممالک سے بھی آئیں تھے--- تو انہیں اس وقت انکار کرنا مناسب نہیں لگا

بیوٹیشن تھوڑی دیر پہلے عقیدت کو تیار کر کہ گئی تھی۔۔۔ابھی وہ آئینے کے سامنے کھڑی خود کو دیکھ رہی تھی کہ موبائل کی چنگاڑتی آواز پر چونک کر دائیں جانب ٹیبل پر پڑے موبائل کو دیکھا

موبائل پر ان نون نمبر دیکھ عقیدت نے کال اٹینڈ کرتے موبائل کان سے لگایا

"السلام و علیکم عقیدت شاہ از سپیکنگ ہئیر"۔۔۔نرم لہجے میں سلام کرتے ایک نظر آئینے میں دیکھا

Urdu Novel Book

سکن کلر کی میکسی جس پر سلور کلر کا کام ہوا تھا۔۔۔بالوں کا جوڑا بنا کر اس پر نیٹ کے سکن دوپٹے کو سیٹ کیا گیا تھا جو کہ میکسی کے ساتھ پیچھے زمین پر پھیلا ہوا تھا۔۔۔کانوں میں ڈائمنڈ کے ایرنگز پہنے۔۔۔گلے میں ضرغام خان کا منہ دکھائی میں دیا پینڈٹ پہنے۔

نفاست سے کیے گئے میک اپ کے ساتھ عقیدت شاہ کوئی شہزادی ہی لگ رہی تھی۔

وہ اس قدر خوبصورت لگ رہی تھی کہ خود کو نجانے کتنی بار دیکھ چکی تھی۔۔۔ اور اب ضرغام خان کے ردعمل کے بارے میں سوچ کر دل کہ دھڑکنیں بے ساختہ بڑھیں تھیں۔

Posted On Urdu Novel Book

ابھی وہ اپنی سوچوں میں ہی گم تھی کہ موبائل سے آتی چنگاڑتی ہوئی آواز عقیدت کو ہوش کی دنیا میں لائی

"بہری ہوگئی ہو کیا---یا ضرغام خان نے رات میں ہی ہوش ٹھکانے لگا دیے ہیں جو اب زبان تالوں سے چپکی ہوئی ہے"--- مبین بیگم کے سرد لہجے اور گھٹیاں بکواس پر عقیدت نے مٹھیاں بھینچ کر اپنے اشتعال پر قابو پانے کی کوشش کی

" اپنی گھٹیاں زبان کو لگام دیں سوتیلی ساسوں ماں---میرے ہوش ٹھکانے لگانے کا تو پتہ نہیں مگر جب ضرغام خان کو یہ پتہ چلے گا کہ اس کی بیوی کے ساتھ آپ نے اس لہجے میں بات کی ہے تو یاد رکھیئے گا زبان گدی سے کھینچ لے گا وہ آپ کی -

ضرغام کو چھوڑیں اگر یہ بات آپ کے سگے بیٹے کو پتہ چلی کہ آپ نے اس کے بڑے بھائی کی بیوی کے ساتھ کس گھٹیا لہجے میں بات کی ہے تو لحاظ وہ بھی نہیں رکھے گا آپ گا - اسی لیے تمیز کے دائرے میں رہے تو آپ کے لیے بہتر ہے"---سرد و سپاٹ لہجے میں ایک ایک لفظ چبا کر کہا تو عقیدت کی بات پر مبین بیگم نے بری طرح پہلو بدلا

دل تو ان کا چاہ رہا تھا کہ دونوں بہنوں کو زندہ قبر میں اتار دیں---مگر وہ مقدس بیگم کی طرح خود میں یہ حوصلہ نہیں رکھتی تھی-

Posted On Urdu Novel Book

مقدس بیگم کو بیٹا چھوڑ بھی دے تو پورا خاندان ان کے پاس ہے۔۔مگر مبین بیگم کے پاس تو صرف سسرال ہے اور وہ بھی نا ہونے جیسا۔۔میکے کو تو وہ شوہر کے قتل کے بعد ہمیشہ کے لیے چھوڑ چکی تھی۔

میکے میں بھی کون تھا ایک بھائی اور اس کی بیوی۔۔بھائی کو بھی گزرے اب تو سالوں ہو چکے تھے۔۔۔

باقی بچتی تھی بھابھی اور اس کی بیٹی صبغہ شاہ۔۔ان دونوں سے وہ ویسے رابطہ رکھنا پسند نہیں کرتی تھی

"یہ جو غرور ہے نا تمہیں عقیدت شاہ یہ تمہارا شوہر ہی توڑے گا۔۔بہت ہواؤں میں اڑ رہی ہو۔۔مگر تمہیں اندازہ بھی ہے کہ تمہارے شوہر نے کیا چال چلی ہے۔

کیوں شادی کے لیے تمہارے بھائی کے آنے کا بھی انتظار نہیں کیا۔۔اپنے شوہر سے پوچھو تو تمہاری نند کہاں منہ چھپائے بیٹھی ہے۔ ہنہہ۔۔ پوچھ لو تمہارے بھائی کے لیے راضی بھی ہے ان کی بہن یا نہیں۔ ایک تم دونوں بے شرم بہنیں ہو جنہیں اپنی عزت نفس عزیز نہیں۔

تایا کے قاتلوں کی سیج سجانے آگئیں ہیں۔۔دیکھ لینا ٹشو پیپر کی طرح استعمال کر کہ نا پھینکا تو میرا نام بھی مبین شاہ نہیں۔

Posted On Urdu Novel Book

میرا بیٹا جس کے آگے پیچھے دنیا بھر کی لڑکیاں گھومتی ہیں۔۔وہ گاؤں میں پل بڑھ کر بڑھی ہونے والی لڑکی کو منہ لگائے گا۔

صرف بدلا لیا ہے انہوں نے - شاہوں کی عزت کو اپنے طریقے سے روندہ ہے "--- مبین بیگم کے زہر میں ڈوبے لفظوں کو سن عقیدت نے بے ساختہ ڈریسنگ ٹیبل کو تھاما

وہ جانتی تھی کہ یہ سب جھوٹ ہے۔۔مگر پلوشہ کا کل سے سامنے نا آنا دل کو کسی انہونی کا پتہ دے رہا تھا

آنکھوں کے سامنے حدائق شاہ کا وجیہہ چہرہ لہرا گیا

یہ شادی یہ رشتہ۔۔۔یہ سب کچھ اپنے بھائی کے لیے ہی تو کیا تھا۔

کہ اس کے بھائی کی محبت کی راہ میں کوئی رکاوٹ نا بنے۔۔تاکہ خان خاندان کے پاس انکار کا کوئی جواز نا ہو

اسی لیے تو پہل کی تھی اس نے۔۔ضرغام سے تو وہ رشتہ ویسے بھی توڑنا نہیں چاہتی تھی۔۔
مگر رخصتی کا اس نے کبھی نہیں سوچا تھا

اس رشتے کو رخصتی تک وہ صرف اپنے بھائی کے لیے لائی تھی

"ضرغام یا عائث ہمارے ساتھ چال سکتے ہیں۔۔ہمیں دھوکہ دے سکتے ہیں۔۔مگر یہ مت بھولیں مبین شاہ - میرے بھائی ان کے ایسا کرنے پر قیامت برپا کر دیں گے۔۔خان خاندان

Posted On Urdu Novel Book

کو صفحہ ہستی سے مٹانے میں پل نہیں لگائیں گے۔۔میرے بھائی ہی کیوں اگر ضرغام خان نے میری پیٹھ پر وار کیا تو میں اپنے ہاتھوں سے اس کی جان لوں گی۔

اگر ہماری طرف عزت سے ہاتھ بڑھایا گیا تو ہم نے بھی عزت اور مان سے اسے بڑھے ہوئے ہاتھ کو تھاما ہے۔۔بنا کسی سازش کے ۔ مگر اگر اس کے پیچھے کوئی گھٹیا سازش ہوئی تو آپ دونوں سوتنوں کے بیٹوں سے پہلے آپ دونوں کا حشر بگاڑ دوں گی میں۔

کیونکہ بیٹوں کی پرورش کرنا۔۔انہیں صحیح غلط کہ پہچان کروانا۔۔عورت کی عزت کے معنی سمجھانا۔۔اسے محافظ بننے کی تربیت دینا ماں کا فرض ہوتا ہے۔

اگر ان دونوں نے اپنی بیویوں کو دشمنی کا مہرہ بنایا بھی ہے تو اس کے پیچھے آپ دونوں کی تربیت کا ہاتھ ہے۔

تو اسی لیے میں پہلے اسی ہاتھ کو بازو سے الگ کروں گی ۔ اور پھر جس زبان نے ہمارے خلاف ان کے کانوں میں زہر اگلا ہے اس زبان کو گدی سے کھینچ کر کتوں کے آگے ڈالوں گی۔۔میرے ٹشو پیپر بننے کی فکر نا کریں۔۔بلکہ اپنے جسم کی فکر کریں جسے میں جنگلی جانوروں کا کھانا بناؤں گی"۔۔ڈریسنگ ٹیبل کی سطح پر سختی سے ہاتھ جمائے دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تو مبین بیگم نے ہڑبڑا کر موبائل کو کان سے پیچھے کیا

Posted On Urdu Novel Book

عقیدت کے آگ اگلتے لہجے نے سچ میں ان کی روح فنا کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔

"کک۔۔کس بات کا غغ-غرور ہے تمہیں۔۔یہ اکڑ کس بات کی ہے۔۔تت۔۔تم جانتی نہیں مجھے"۔۔لڑکھڑاتے لہجے میں تنک کر کہا تو عقیدت کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ رینگ گئ

"جانتے تو آپ لوگ نہیں مجھے۔۔ صرف اپنے شوہر کی محبت اور شدتوں کے آگے کمزور پڑ رہی ہوں۔۔مگر آپ لوگوں نے تو بزدل ہی سمجھ لیا۔۔یا یہ کہ عقیدت ماضی بھول گئ ہے۔۔حرف بہ حرف یاد ہے مجھے۔

اور رہی بات غرور اور اکڑ کی وہ تو خاندانی ہے۔۔خون میں شامل ہے میرا کوئی قصور نہیں۔۔

اور یہ کہ میں ابھی اپنے شوہر کے ساتھ وقت بتانا چاہتی ہوں۔۔۔اور آپ نے کیا کہا کہ رات ضرغام خان نے میرے ہوش ٹھکانے لگائیں ہیں جو زبان تالو سے چپکی ہوئی۔

تو سچ بتاؤں۔۔بالکل ایسا ہی ہوا ہے۔۔وہ اپنی جنون خیزیوں اور شدتوں۔۔۔افف میں کیا بتا رہی ہوں۔۔یہ تو ہسبنڈ وائف کا پرسنل ہوتا نا۔۔ورنہ میں آپ کو بتاتی کہ کس طرح آپ کے سوتیلے بیٹے نے ساری رات مجھے تنگ کیا ہے۔۔ایک لمحے کو بھی سونے"--- ہونٹوں پر

Posted On Urdu Novel Book

دل جلا دینے والی مسکراہٹ لیے۔۔آنکھیں میچیں طنزیہ لہجے میں قہقہہ لگا کر کہتی ایک دم سے مبین بیگم کی توبہ توبہ اور بے شرم کی گردان سن کر خاموش ہوئی

ابھی عقیدت کوئی جواب دیتی کہ وہ فون رکھ چکی تھی

جس پر عقیدت نے مسکرا کر سر جھٹکتے موبائل ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتے جونہی نظریں اٹھائی تو دھک سے رہ گئی

-----------------

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔ www.kitabnagri.xyz

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

Posted On Urdu Novel Book

آئینے میں نظر آتا ضرغام خان کا عکس عقیدت کے چودہ طبق روشن کر چکا تھا۔
گلے میں بے ساختہ گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی---
وجہ اپنا لہجہ یا غصہ نہیں تھا۔۔۔وجہ وہ الفاظ تھے جو وہ مبین بیگم کو تپ چڑھانے کے لیے بول چکی تھی۔
اپنے بےباک الفاظ ذہن کے پردے سے گزرے تو شرم و حیا سے عقیدت کا چہرہ ایک دم سے تپ اٹھا
جبکہ ڈارک بلیو پینٹ کوٹ کے ساتھ۔۔۔وائٹ شرٹ پہنے۔۔۔بالوں کو جیل سے سلیقے سے سیٹ کیے۔۔۔دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں پھنسائے۔۔۔بند دروازے سے ٹیک لگائے کھڑا۔۔۔نیلی سرد آنکھوں کو عقیدت کے ہوش ربا سراپے پر گاڑھے۔۔۔سر جھٹکتا ٹیک ہٹا کر سیدھا کھڑا ہوا۔
عقیدت کو اپنی نظروں کے حصار میں لیے مضبوط قدم لیتا درمیان میں موجود فاصلے کو سمیٹتے عقیدت کی پشت پر آکر کھڑا ہوا

جبکہ اس دوران عقیدت کو اپنا دل کانوں میں دھڑکتا محسوس ہو رہا تھا۔ایسا لگ رہا تھا کہ دل پسلیاں توڑ کر باہر اجائے گا۔

وہ اپنی بے باکیوں کا مظاہرہ کرتے وقت بھی نروس نہیں ہوئی تھی۔مگر آج نجانے کیوں ضرغام خان کو اپنی جانب یوں دیکھتے دیکھ چہرہ حیا کی لالی سے تپ اٹھا تھا۔دھڑکنیں سینے میں رقص کرنے لگی تھیں۔

"کیا کہہ رہی تھی تم کہ میں نے سونے نہیں دیا۔رات بھر تمہیں تنگ کیا ہے"۔عقیدت کی کمر کے گرد اپنا دایاں ہاتھ لپیٹتے ایک جھٹکے میں عقیدت کی پشت کو اپنے سینے میں بھینچتے سرد لہجے میں سرگوشی کی تو عقیدت نے اپنے خشک پڑتے ہونٹوں پر زبان پھیرتی ۔ اپنی موٹی موٹی سبز نگینوں جیسی آنکھوں میں معصومیت لیے سامنے آئینے میں دیکھ منہ بسورا تو ضرغام خان کے دل نے بیٹ مس کی

عقیدت کے گرد لپٹے ہاتھ کی گرفت سخت کرتے عقیدت کو خود کے قریب تر کر لیا

" مجھے نہیں پتہ تھا کہ تمہیں میری محبت کمزور کر رہی ہے۔اور نا ہی تم نے مجھے بتایا کہ تم میرے ساتھ وقت گزارنا چاہتی ہو۔شوہر میں ہوں تمہارا۔ یہ سب جاننے کا حق میرا ہے نا کہ تمہاری سگی او سوتیلی ساس کا۔

Posted On Urdu Novel Book

آئندہ اگر اپنے احساسات۔۔۔خواہشات۔۔۔خوابوں یا محبت کا اظہار میرے علاوہ کسی اور کے ساتھ کیا تو جان نکال لوں گا تمہاری عقیدت۔۔۔ہمارا رشتہ صرف ہم دونوں کے لیے ہیں۔۔۔اس میں صرف تم اور میں اور کل کو ہماری اولاد ہو گی۔۔۔نا کہ ہمارا رشتہ کسی دوسرے کو نیچا دکھانے یا جلانے کے لیے ہے۔۔۔سمجھ ائی میری بات یا اپنے طریقے سے سمجھاؤں"--- بائیں جانب سے نیٹ کے دوپٹے کو سائیڈ پر کرتے عقیدت کی گردن کی پشت پر اپنے سلگتے ہونٹوں کو لمس چھوڑتے باور کرانے والے لہجے میں ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا تو عقیدت نے کسمکسا کر ضرغام خان کی سخت گرفت سے نکلنا چاہا

ضرغام خان کے ہونٹوں کا لمس اپنی گردن پر جابجا محسوس کر کہ عقیدت کو لگا کسی نے دہکتا ہوا کوئلہ اس کی کی گردن پر رکھ دیا ہو

جبکہ ضرغام خان مدہوش ہوتا اپنے لمس سے عقیدت کی گردن بھگوتا خود میں قید کرتا جا رہا تھا

اپنے بالوں پر کھچاؤ محسوس کر کہ عقیدت نے بگڑے تنفس پر بامشکل قابو پاتے اپنے کپکپاتے ہاتھوں سے ضرغام خان کے حصار کو توڑ کر ضرغام خان کو خود سے دور دھکیلا

عقیدت کی اس حرکت پر ضرغام خان نے خون چھلکاتی آنکھوں سے اپنے سینے پر ہاتھ رکھے گہری سانسیں لیتی عقیدت کو دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

ابھی ضرغام غصے سے آگے بڑھتا کہ عقیدت نے اپنے دونوں ہاتھ آگے کرتے اسے روکا

"پاگل ہو۔۔سرا دوپٹہ خراب کر دیا میرا۔۔یہ دیکھو تمہارے جوتے کے نشان۔۔اففف دوپٹہ کھچنے کی وجہ سے میرے بالوں میں درد ہو رہا ہے۔۔اتنی مشکل سے سیٹ کیا تھا ضرغام۔۔ تمہیں اللہ پوچھے سب خراب کر دیا۔۔دیکھو جوڑا لوز ہو گیا ہے۔۔یہی حال کرنا تھا تو کوئی اور ڈریس لے لیتے"۔۔اپنے جوڑے اور دوپٹے سے نکلی پنز کو بامشکل سیٹ کرتے روہانسی لہجے میں کہا تو ضرغام خان کو اپنی بے اختیاری پر جی بھر کر غصہ آیا

اور عقیدت کے غصے پر بامشکل مسکراہٹ کو ضبط کیا

"کچھ نہیں ہوا بیٹھو یہاں میں کر دیتا ہوں۔۔واویلا مچانے کی ضرورت نہیں۔۔بیٹھو سکون سے"۔۔عقیدت کو کندھوں سے تھامے زبردستی کرسی پر بیٹھایا

پیچھے ہو کر گھٹنوں کے بل بیٹھ کر میکسی اور دوپٹے ٹھیک کر کہ دوبارا سے پھیلایا

اپنی جیب سے رومال نکال کر عقیدت کے دوپٹے پر اپنے جوتے کے ہلکے سے نظر آتے نشان کو اچھے سے صاف کر کہ رومال دوبارا جیب میں رکھا

دوپٹہ ایک سائیڈ پر کر کہ عقیدت کی پشت پر کھڑا ہوا

نظریں آئینے میں نظر آتے عقیدت کے روہانسی چہرے پر گئیں تو ضرغام خان نے بے ساختہ جھکتے اپنے لب عقیدت کے سر پر رکھے

Posted On Urdu Novel Book

"رونے والی کیا بات ہے اس میں عقیدت—ایک تو تم لڑکیاں بڑی بڑی باتیں اتنی خاموشی سے سہہ جاتی ہو--- مگر بات جب تم لوگوں کے میک اپ اور کپڑوں کی اجائے تو چھوٹی چھوٹی بات پر رونے لگ جاتی ہو--- میں ہوں نا کر رہا ہوں نا ٹھیک—تو بس پھر ہو جائے گا—اپنی یہ رونی شکل کو ٹھیک کرو—"--- تاسف سے سر ہلاتے ہوئے کہا اور آخر میں عقیدت کے منہ بسورنے پر ٹوکتے ہوئے کہا تو عقیدت نے نظروں کا رخ پھیر لیا

جبکہ ضرغام تاسف سے سر ہلاتے اپنے کام کی جانب متوجہ ہوا—عقیدت کے جوڑے پر سیٹ ہوا دوپٹہ اتار کر اپنے بائیں بازو پر رکھا—لوز ہوئے جوڑے کو کھول کر گولڈن گھنے بالوں کو کمر پر کھلا چھوڑ دیا—دوپٹے کو دوبارا سے سر پر رکھتے پنزز سے اچھے سے سیٹ کرتے مسکرا کر عقیدت کے جھکے سر کو دیکھا

"ناؤ اِٹس پرفیکٹ جسٹ لائک مائے بیوٹیفل وائف"--- عقیدت کے کندھے پر تھوڑی ٹکائے سرگوشی کی تو عقیدت نے پلکوں کی باڑ اٹھا کر آئینے میں نظر آتے ایک دوسرے کے مکمل عکس کو دیکھا

تو دل نے بے ساختہ ماشاءاللہ کہا

عقیدت نے گردن موڑ کر اپنے کندھے پر تھوڑی ٹکائے ضرغام خان کو دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

دل کی دھڑکنیں بے ہنگم ہوئی--- آنکھوں میں آنکھیں ڈالے نجانے کتنے ہی معنی خیز خاموش لمحے سرک گئے

مگر وہ دونوں سب کچھ فراموش کیے ایک دوسرے کی ذات میں گم ہونے لگے

ضرغام خان نے اپنا بایاں ہاتھ بڑھا کر عقیدت کے گال پر رکھا تو ضرغام خان کے لمس پر عقیدت نے آنکھیں بند کر کہ اس لمس کو اپنی روح تک محسوس کرنا چاہا

مینه درسره لرم دا دیو° نیم° °°° °بر° مجسم° په °یر دی – ستا موندل زما ماهیت او مینه بشپړ°وي – زه نشم کولی تا له لاسه ورکا°م – زه پد° مسله ک% °یر ب° وسه یم – ستا په قضیه ک% نه په ز°ه او نه ذهن ک% انتخاب شتون لري – یواز° ستاسو حاکمیت

(مجھے تم سے عشق ہے -- میری بے قرار نظروں کو قرار تمہیں دیکھ کر آتا ہے-- میری بے چین دھڑکنوں کو سکون تمہیں محسوس کر کہ ملتا ہے-- تمہارے بغیر یہ خان کچھ بھی نہیں --- تمہارے بغیر مٹی سے بنا یہ جسم پتھر کے ادھورے مجسمے سا ہے-- تمہیں پانا میری ذات اور عشق کو کامل کرتا ہے -- تمہیں کھو نہیں سکتا-- بہت بے بس ہوں اس معاملے میں -- تمہارے معاملے میں کوئی اختیار نہیں نا دل پر نا دماغ پر -- صرف تمہاری حکمرانی ہے)"--- ضرغام خان کے شدت بھرے الفاظ عقیدت کو اپنی روح تک اترتے محسوس ہوئے

Posted On Urdu Novel Book

لفظ سمجھنے سے تو وہ قاصر تھی۔۔مگر لہجہ ضرغام خان کی محبت کی گواہی دے رہا تھا

ہاتھ عقیدت کے چہرے اور گردن کے درمیان رکھتے عقیدت کی موٹی موٹی آنکھوں میں دیکھتے جھک کر شدت بھرا لمس عقیدت کے ہونٹوں پر چھوڑتا ایک دم سے پیچھا ہوا

ضرغام خان کے پیچھے ہونے پر عقیدت کے گرد پھیلا ان فسوں خیز لمحات کا طلسم بھی چھناکے سے ٹوٹا

اپنے جیل سے سیٹ کیے گئے بالوں میں ہاتھ پھیرتے نظریں عقیدت کے خون چھلکاتے چہرے سے چراتے کمرے میں اردگرد دوڑائی

وہ کیا لینے آیا تھا۔۔سب کچھ بھول چکا تھا۔

نظریں بھٹک بھٹک کر عقیدت شاہ کے ہوش دیا سراپے پر جا کر ٹھہر رہی تھیں

تبھی اپنی پاکٹ سے موبائل نکال کر بلاوجہ سکرول کرنا شروع کر دیا۔

"ضرغام پلوشہ کہا ہے۔۔وہ مجھ سے ایک بار بھی ملنے نہیں آئی۔۔کیا وہ میرے یہاں آنے سے خوش نہیں۔۔کیا وہ مجھے اپنی بھابھی قبول نہیں کر پارہی"--- دونوں ہاتھوں میں میسکی تھامے سہج سہج کر قدم اٹھاتی بیڈ پر بیٹھے ضرغام خان کی جانب بڑھی

جس کے چہرے پر عقیدت کی بات پر چٹانوں سی سختی در آئی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

"اب تم ہمیشہ کے لیے یہی ہو۔۔۔مل لے گی جب اس کا دل کرے گا۔۔۔اگر تمہارے اندر اتنی محبت جاگ رہی ہے تو خود جا کر مل آو۔۔۔میں بلاوجہ صرف تمہارے لیے اپنی بہن کو ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتا۔۔۔وہ نہیں ملنا چاہتی تو اس کی مرضی ہے۔۔۔جب دل کیا تو مل لے گی۔۔۔اگر تم اسے ناپسند بھی ہوئی تو خود ہی بتا دے گی"--- اپنی جگہ سے اٹھ کر عقیدت کے روبرو کھڑے ہوتے کندھے آچکا کر کہا تو عقیدت نے بے یقینی سے ضرغام خان کے بدلے لہجے کو دیکھا

بہت کچھ کہنے کی کوشش کے باوجود بھی الفاظ حلق میں ہی دن توڑ گئے

گلے میں آنسوؤں کا پھندا سا اٹکتا محسوس ہوا

"ہمم"۔۔۔ضرغام خان کی نیلی آنکھوں میں دیکھتے ہنکارہ بھر کر جھٹکے سے رخ بدلا

ورنہ آنکھوں میں در آنے والی نمی ضرغام خان کے سامنے عقیدت شاہ کو کمزور کر دیتی

"ضرغام خان کا اچھا برا برتاؤ تو کوئی اہمیت نہیں رکھتا تھا۔۔۔مگر اب تو صرف سرد لہجے نے اس قدر تکلیف دی تھی کہ عقیدت کو ان الفاظ سے اپنی روح تک جھلستی محسوس ہو رہی تھی

جبکہ عقیدت کے رخ بدلنے پر ضرغام خان نے مٹھیاں بھینچ کر اپنے اشتعال پر قابو پانے کی کوشش کی

Posted On Urdu Novel Book

"اگر تمہارا ہار سنگھار ہو گیا ہے تو میں انتشال کو بھیجتا ہوں۔۔بنا وقت ضائع کیے باہر آ جاؤ ۔ تمہارے گھر والے بھی آ گئے ہیں "--- عقیدت کے کندھے سے کندھا ٹکرا کر گزرتے سپاٹ لہجے میں کہا تو ایک باغی آنسوں پلکوں کی باڑ توڑتا عقیدت کے رخسار پر بہہ نکلا نجانے کیوں ضرغام خان کے لہجے سے اس قدر تکلیف ہوئی تھی کہ عقیدت کا پھوٹ پھوٹ کر رونے کو دل چاہ رہا تھا

"تم کرو تو صحیح کوئی ڈرامہ میرے ساتھ۔۔اگر میرا دل توڑا تو یاد رکھنا تمہاری ہی بیوی ہوں۔۔ ہڈی پسلی توڑ دوں گی تمہاری"--- کمرے کی دہلیز پار کرتے ضرغام خان کے قدموں میں سائیڈ ٹیبل سے واس اٹھا کر مارتے چلاتے ہوئے کہا تو ضرغام خان نے پلٹ کر گھوری سے عقیدت کو نوازا اور سر جھٹکتا کمرے سے نکلتا چلا گیا

---

شاہ حویلی سے بہرام۔۔سلویٰ ۔ حلیمہ اور ثمرین بیگم اور چند خاندان کے بڑے آئیں تھے۔ --

انتشال نے پاؤں کو چھوتی وائٹ کلیوں والی فراک کے ساتھ۔۔ڈارک براؤن بالوں کا جوڑا بنائے۔۔گلے میں باریک سی ڈائمنڈ کی چین پہنے۔۔دونوں ہاتھوں میں سفید رنگ کی کانچ کی

Posted On Urdu Novel Book

چوڑیاں پہنے۔۔نفاست سے کیے گئے لائٹ میک اپ کے ساتھ آسمان سے اتری کوئی نازک سی پری ہی لگ رہی تھی۔

بائیں ہاتھ میں عقیدت کا ہاتھ تھامے اور دائیں ہاتھ سے عقیدت کی میکسی کو تھامے اسٹیج کی جانب آتی۔۔سامنے اسٹیج کے قریب کھڑے۔۔گرے پینٹ کوٹ کے ساتھ وائٹ شرٹ پہنے بہرام شاہ کے دل کے تار چھیڑ چکی تھی۔

بہرام شاہ اردگرد سے بیگانہ ۔۔دیوانہ وار امتثال خان کے خوبصورت چہرے کو تکنے میں محو تھا۔۔امتثال خان کا اپنی جانب بڑھتا ایک ایک قدم بہرام شاہ کو اپنے دل کی سلطنت پر پڑتا محسوس ہو رہا تھا۔

تبھی امتثال خان نے نظریں عقیدت کے میکسی تھامے ہاتھ سے ہٹا کر سامنے کو اٹھائی تو خود کو اس قدر محویت سے تکتے بہرام شاہ کو دیکھ دھک سے رہ گئی

چھ فٹ سے نکلتا قد۔۔سیاہ گھنے بالوں کو جیل سے سیٹ کیے۔۔کالی گہری سیاہ رات سی آنکھوں میں چمک لیے۔۔مونچھوں تلے عنابی ہونٹوں پر دھیمی مسکراہٹ سجائے۔۔ کسی ریاست کا شہزادہ ہی لگ رہا تھا

مگر یہ شہزادہ دوسرے شہزادوں کی طرح ظالم نہیں تھا۔۔یہ شہزادہ رحم دل تھا۔۔بے غرض اور بے لوث محبت کرنے والا۔۔قدم کے ساتھ قدم ملا کر چلنے والا۔

Posted On Urdu Novel Book

مشکل وقت میں ڈھال بننے والا—محبت میں جان دینے والا—اور عشق میں سب قربان کر جانے والا تھا—

جسے دشمنی سے نفرت تھی—جو معاف کر کہ آگے بڑھنے والوں میں سے تھا—

جو ماضی کی غلطیوں پر حال اور مستقبل کو برباد نہیں کرنا چاہتا تھا—

جو دوستی کا ہاتھ بڑھانے والوں میں سے تھا—اور جو اب سلویٰ شاہ کو جنون کی ہر حد کو پار کر کہ چاہنے والا تھا—

جس نے اپنے دل کی بند سلطنت کے دروازے امتثال خان کے لیے کھول دیے تھے—وہ مقام جو کسی کو نہیں دیا تھا وہ پہلی نظر سے امتثال خان کو دے دیا تھا—

اب بس اظہار باقی تھا—اور امتثال خان کو اپنے نام کرنا تھا—ہمیشہ کے لیے---

"بھائی اب اپنی بہن کا ہاتھ تھام کر اسٹیج پر ہی بٹھا دے—اتنا تو آپ کا فرض بنتا نا"---

امتثال خان نے مسکرا کر بہرام شاہ کو طنزیہ لہجے میں کہا تو بہرام شاہ ہڑبڑا کر ہوش میں آیا

"استغفر اللہ"—امتثال خان کہ بات سمجھ آنے پر بہرام شاہ نے بھی بلند آواز میں کہا تو امتثال کے چہرے کے خدوخال میں پل میں سرخیاں گھلیں

شکر تھا کہ پاس کوئی تھا نہیں - مگر عقیدت کے مسکراہٹ چھپانے پر امتثال نے کھسیانی سی ہنسی ہنستے کینہ توز نظروں سے بہرام شاہ کو دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

جو جزبے لٹاتی نظروں سے امتثال کو دیکھتا عقیدت کا ہاتھ تھامے اسٹیج پر چڑھ گیا تھا

"مسٹر فلرٹ نا ہو تو۔۔شکل سے کتنے سوبر دکھتے۔۔ مگر اندر سے کتنے ٹھرکی ہے"۔۔منہ بسور کر بڑبڑاتے بہرام شاہ کی پشت کو دیکھ پیر پٹخ کر اسٹیج کے سامنے دائیں جانب پڑے صوفے پر بیٹھی تو بہرام شاہ نے عقیدت کو بٹھا کر ایک نگاہ ارد گرد دوڑا کر لوگوں کا جائزہ لیا

اور پھر نظر بچا کر اپنی جانب سخت نظروں سے گھورتی امتثال خان کو دیکھ آنکھ دبائی تو بہرام شاہ کی اس حرکت پر امتثال کی آنکھیں ابل کر باہر آنے کو ہو گئ

ہونٹ بے ساختہ سیٹی کی شکل میں واہ ہوئے تو بہرام شاہ نے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دبا کر بامشکل اپنا اڈتے قہقہے کا گلا دبایا

جبکہ اسٹیج پر بیٹھی عقیدت نے حیرت سے تین کپل صوفہ کو دیکھا۔

ایک تو عقیدت اور ضرغام کے لیے اور دوسرا عائث اور حوریہ کا تھا۔۔مگر تیسرا صوفہ کس کے لیے سیٹ کیا گیا ہو گا۔

ابھی وہ انہی سوچوں میں گم تھی کہ بہرام شاہ عقیدت کے پاس ہی براجمان ہو گیا۔

تو عقیدت بھی سر جھٹکتی بہرام شاہ سے باتوں میں مصروف ہو گئی

جبکہ سامنے بیٹھی امتثال بہرام شاہ کی لو دیتی نظروں سے گھبرا کر وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی

Posted On Urdu Novel Book

جس پر بہرام شاہ کے ہونٹوں پر تبسم بکھر گیا

اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اپنی بے اختیاری پر خود کو کوستے عقیدت کی باتوں کا جواب دینے لگا

---

یہ کس طرح تیار کر رہی ہیں آپ۔۔آپ کو نہیں پتہ کہ یہ لپ اسٹک کلر اس کے ساتھ سوٹ نہیں کرتا۔۔چینج کریں اسے۔۔اور ویسے بھی کوئی لائٹ پنک کلر یوز کرے"---

عائث خان کے پھر سے بولنے پر حوریہ نے آنکھیں میچ کر اپنے غصے پر قابو کیا

عجیب شخص تھا۔۔جب سے بیوٹیشن آئی تھی۔۔تب سے سر پر سوار تھا۔۔جیولریسے لے کر میک اپ تک ایک ایک چیز خود بتا کر تیار کروا رہا تھا۔۔کبھی یہ سیٹ اچھا نہیں۔۔کبھییہ اولڈ فیشن۔۔یہ مسکارا اچھے برینڈ کا نہیں۔۔کبھی یہ ائی شیڈ ٹھیک نہیں۔۔یہ بیس اوور ہے۔۔کبھی یہ لپ اسٹک ڈارک ہے"۔۔اب تو حوریہ کہ برداشت کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا

باہر سب مہمان اچکے تھے--- عقیدت اور ضرغام بھی اسٹیج پر جا چکے تھے۔۔اور ایک یہ تھا حوریہ شاہ کا شوہر جسے بیوٹیشن کے ہر کام میں کیڑے نظر آرہے تھے---

کتنی بار وہ ڈریس چینج کر چکی تھی۔۔اور میک اپ اب تو حد ہو گئی تھی

Posted On Urdu Novel Book

"تھینک یو سو مچ آپ جائے میں خود دیکھ لیتی ہوں"۔۔۔عائث خان کو کینہ توز نظروں سے دیکھتے بیوٹیشن سے کہا تو اس بچاری نے بھی اثبات میں سر ہلاتے وہاں سے بھاگنے میں ہی عافیت جانی

ورنہ یہ پاگل خان اسے آج بیوٹیشن سے پاگل بنا کر ہی بھیجتا

بیوٹیشن کے نکلتے ہی حوریہ نے ڈریسنگ ٹیبل سے ہئیر برش اٹھا کر پٹکنے کے انداز پر زمین پر پھینکا تو عائث خان نے آبرو آچکا کر حوریہ کو دیکھا

جو سی گرین کلر کی میکسی کے ساتھ۔۔۔لائٹ ڈائمنڈ جیولری پہنے۔۔۔چاکلیٹ براؤن بالوں کا جوڑا بنائے۔۔۔لائٹ میک اپ کیے سیدھا عائث خان کے دل میں اتر رہی تھی

"یہ کیا حرکت ہے عائث۔۔۔پچھلے پانچ گھنٹوں سے بیٹھ بیٹھ کر میری کمر اکڑ گئی ہے۔۔۔اور آپ کو کچھ پسند نہیں آرہا۔۔۔اور کتنا ایکسپرینس ہے یہ کلر اچھا ہے یہ برینڈ ٹھیک نہیں۔۔۔آپ سنگر ہیں یا وہاں فی میل سنگرز کے بیوٹشن بھی آپ ہیں۔۔۔اگر میں نہیں اچھی لگ رہی تو نا دیکھے نا۔۔۔ایسے بھی کوئی کرتا ہے۔۔۔نہیں پسند آپ کو تو سیدھی طرح کہے۔۔۔اسی طرح تو تکلیف نا دیں مجھے"۔۔۔ ایک جھٹکے میں اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے عائث کے روبرو کھڑے ہوتے جھنجھلاتے ہوئے کہا تو عائث خان نے خاموش نظروں سے حوریہ کو دیکھتے اپنا دایاں بازو حوریہ کی کمر کے گرد لپیٹتے خود میں بھینچ لیا

Posted On Urdu Novel Book

"کیوں نا دیکھو حق ہے میرا۔۔اور کس نے کہا تم اچھی نہیں لگ رہی۔۔تم اس قدر اچھی لگ رہی ہو کہ میرا تمہیں باہر لے جانے کا دل ہی نہیں کر رہا۔۔دیکھو سب کو پتہ ہے تم تیار ہو رہی ہو تو کوئی ہمیں ڈسٹرب کرنے بھی نہیں آیا۔۔بس تھوڑی دیر اور یہ فنکشن ختم ہو جانا۔۔ باہر جانے کی نسبت ہی نہیں آنی۔۔داجی کچھ کہے گے تو ہمارے پاس ریزن ہو گا کہ بیوٹیشن نے تمہارا میک اپ خراب کر دیا تھا۔۔اور پھر تم اس بات پر رونے لگی اور باہر آنے سے انکار کر دیا۔۔اور جب میری بیوی روم میں تھی تو میرا باہر کیا کام"--- دونوں بازو حوریہ کی کمر کے گرد لپیٹے کندھے آچکا کر کہا تو حوریہ نے ہونکوں کی طرح منہ کھولے اپنے شوہر کو دیکھا

عائث خان کے نادر خیالات جان کر حوریہ کا دل کیا اپنا سر کسی دیوار میں مار لے

"یہ سس۔۔سب مم۔۔میرا۔۔مطلب یہ سب باہر نا جانے کی وجہ سے کر رہے تھے آپ"۔۔ حوریہ کے حیرتے بھرے لہجے پر عائث خان نے اثبات میں سر ہلاتے مسکرا کر حوریہ کو دیکھتے آنکھ دبائی تو حوریہ نے سختی سے اپنی مٹھیاں بھینچ کر عائث خان کو خونخوار نظروں سے دیکھا

"شرم نہیں آرہی آپ کو عائث۔۔یہاں مسلسل پچھلے پانچ گھنٹوں سے بیٹھ بیٹھ کر میری کمر اکڑ گئی۔۔درد سے اب مجھ سے مزید بیٹھا نہیں جارہا اور آپ یہ سب صرف باہر نا جانے کی

Posted On Urdu Novel Book

وجہ سے کر رہے تھے۔۔آپ کو ذرا میرا احساس ہے بھی یا نہیں"--- حوریہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ یا تو وہ خود کو کچھ کر لے یا اس گھنے میسنے شخص کو

"شوہر کا شرم سے کیا کام۔۔درد ہے تو کیا ہوا میں ہوں نا۔۔میں نے تو رات کا سوچا تھا تمہیں اگر زیادہ درد ہے تو آؤ ابھی بام لگا دیتا ہوں۔۔اور تمہیں عملاً بتا بھی دیتا ہوں کہ تمہارا کس قدر احساس ہے"--- حوریہ کی ناک پر اپنے لب رکھتے بوجھل لہجے میں کہا تو عائث خان کی جذبے لٹاتی نظروں کو خود پر گڑھے دیکھ حوریہ کا نظریں اٹھانا محال ہو گیا۔

اپنے خشک پڑتے حلق کو تر کرتے کسمکسا کر عائث خان کا حصار توڑنا چاہا

کیونکہ اب وہ اس بے باک شخص کو اور کیا کہہ سکتی تھی۔۔ہر بات کو تو وہ اپنے مطلب کی بات کا رنگ دے دیتا تھا۔

"اگر اب آپ کی اجازت ہو تو باہر چلیں۔۔سب انتظار کر ہے ہیں عائث۔۔کیا سوچ گے سب"۔۔التجائیہ نظروں سے عائث خان کو دیکھتے مدھم لہجے میں کہا تو عائث خان نے گہری سانس بھرتے اپنا دایاں ہاتھ بڑھا کر حوریہ کی گردن اور چہرے کے درمیان رکھتے انگھوٹھے سے حوریہ کی شہہ رگ کو سہلایا

عائث خان کے لمس پر حوریہ کو اپنے جسم میں سرد لہریں سرائیت کرتی محسوس ہوئیں

Posted On Urdu Novel Book

"اجازت تو مجھے تمہاری چاہیئے بیوی۔۔۔انتظار تو میں کر رہا ہوں تمہارا۔۔۔اور تمہیں دنیا والوں کی پڑی ہے۔۔۔ باہر لوگ کیا سوچیں گے مجھے فرق نہیں پڑتا۔۔مگر جو اس وقت میں سوچ رہا ہوں۔۔۔تم اس کے بارے میں سوچو۔۔۔ہم دونوں کے درمیان ان فضول بے معنی دوریوں کو ختم کرنے کے بارے میں سوچو"--- دو قدم کے فاصلے کو سمٹتے ایک بار پھر سے حوریہ کو اپنے حصار میں لیتے گھمبیر بوجھل لہجے میں کہا تو حوریہ نے ہڑبڑا کر عائث خان کے حصار کو توڑنے کی کوشش کی

جو بے خود ہوتا سب کچھ فراموش کیے ہوئے تھا۔۔

"عائث۔۔۔پلیز اس طرح مت کریں۔۔۔باہر چلیں نا"--- ابھی حوریہ کچھ اور کہتی کہ کمرے کے دروازے پر ہوتی دستک پر ایک جھٹکے سے عائث خان کا حصار توڑ کر پیچھے ہوئی جس پر عائث خان نے گھور کر حوریہ کو دیکھا

اور وارننگ دیتی نظروں سے دیکھتا دروازے کی جانب بڑھا

-------------

" مانا کہ یہ دن آپ لوگوں کا ہے لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ آپ ہم غریبوں کو لفٹ ہی نا کروائیں"۔۔۔عائث خان کے دروازا کھولتے سلویٰ شاہ نے مسکراتے ہوئے کہا تو

Posted On Urdu Novel Book

عائث خان نے اپنے سیاہ بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دبا کر حوریہ کے خون چھلکاتے چہرے کو دیکھا

مسٹرڈ کلر کی پاؤں کو چھوتی فراک پہنے جس کے دامن اور گلے پر گرین نارنجی اور پیلے رنگ کا کام ہوا تھا۔براؤن بالوں کو فرنچ چٹیا میں قید کیے کمر پر چھوڑا ہوا تھا۔ چٹیاں سے نکلتی آوارہ لٹے چہرے کا احاطہ کیے ہوئی تھیں۔گرے آنکھوں میں کاجل کی لکیر کھینچ کر انہیں مزید دلکش بنایا گیا تھا۔لائٹ میک اپ کیے وہ دیکھنے والوں کو چاروں خانے چت کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی

"نن۔نہیں وہ ہم بس آہی رہے تھے--- وہ بیوٹیشن کو میک اپ ہی نہیں کرنا آرہا تھا"۔-- عائث خان کو خونخوار نظروں سے دیکھتے دانت پیستے ہوئے کہا تو سلویٰ شاہ نے بامشکل اپنی مسکراہٹ چھپائی

"مجھے بھی یہی لگ رہا کہ یہ بیوٹیشن ہی ٹھیک نہیں تھی۔اتنا ٹائم برباد کر دیا"۔سلویٰ شاہ نے تاسف سے سر ہلاتے ہوئے کہا تو حوریہ نے روہانسی نظروں سے دروازے سے ٹیک لگائے کھڑے عائث خان کو دیکھا

جو بلیک پینٹ کوٹ کے ساتھ وائٹ شرٹ پہنے حوریہ کے دل کے تار چھیر رہا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

حوریہ کے دیکھنے پر عائث خان نے آگے بڑھتے بنا سلویٰ شاہ کی پرواہ کیا حوریہ کی کمر کے گرد بازو لپیٹ کر باہر کی جانب قدم بڑھائے

"آجائیں سالی صاحبہ - ایک تو آپ عورتوں کی باتیں ختم نہیں ہوتی۔۔۔وقت دیکھیں کیا ہو گیا ہے"۔۔۔عائث خان کے سارا ملبہ حوریہ اور سلویٰ پر ڈالنے پر دونوں ہونکوں کی طرح منہ کھولے اس میسنے خان کو دیکھتی رہ گئیں جو لاپروا بنتا ناک کی سیدھ میں چلتا جا رہا تھا

---

روشنیوں سے سجے لان کے ایک کونے میں کھڑی سکن کلر کی میکسی پہنے پور پور سجی۔۔۔ آنکھوں میں نفرت کی آگ لیے چہرے پر سپاٹ تاثرات سجائے

نظریں سامنے سٹیج پر بیٹھے ضرغام خان کے ساتھ کھڑی مقدس بیگم پر ٹکائے

فون پر کسی سے محو گفتگو تھی

"کیوں خوامخواہ کی دشمنی مول لے رہی ہو۔۔۔جو جیسے کرتا ہے کرنے دو۔۔۔ہمارے پاس پہلے ہی بہت سے مسائل ہیں جنہیں حل کرنا ہے

اب تم اس خاندانی دشمنی کا بھی حصہ بن رہی ہو"۔۔۔موبائل سے قدری جھنجھلائی ہوئی آواز گونجی

Posted On Urdu Novel Book
تو عقیدت شاہ کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ رینگ گئی
"یہ نفرتیں یہ دشمنیاں تو وراثت میں ملی ہیں—اور وراثت میں ملی ہوئی چیزوں کو قبول کرنا ہی پڑتا ہے—ہم جتنا بھی انکار کریں—مگر لوگ جانتے ہیں کہ وراثت ہماری ہے—کوئی دولت نہیں جسے انکار کروں گی تو ماہان کہلاؤ گی--- دشمنی ہے یہ

انکار کرو گی تو بزدل کہلاؤ گی

قبول کروں گی تو ایک نا ایک دن جیت جاؤ گی—یا اس دشمنی کو نبھاتے نبھاتے مر جاؤں گی"
اچھا چھوڑو وہ تمہاری سوتیلی ساس نے نمبر لیا تھا
کیا بات ہوئی تمہاری ان کے ساتھ—فون پر موجود عقیدت کے کولیگ نے بات بدلتے ہوئے کہا مگر وہ نہیں جانتا تھا اگلی بات پر وہ سر پکڑ کر بیٹھ جائے گا
"کچھ نہیں انہوں نے مجھے کہا—اتنی اکڑ اور غرور کس بات کا—تو میں نے سمپل سا جواب دیا کہ خاندانی عادت ہے غرور اور اکڑ کی - اب خون میں یہ سب شامل ہیں تو اس میں میرا

Posted On Urdu Novel Book

کوئی قصور نہیں۔۔۔پھر مجھے برا بھلا کہہ کر فون رکھ دیا"۔۔۔عقیدت شاہ کے کندھے آچکا کر کہنے پر فون پر دوسری جانب یہ سنتے شخص نے سچ میں اپنا سر پکڑ لیا

تم پاگل ہو جانتی بھی ہو۔۔۔وہ عورت کس قدر واویلا مچائے گی اس بات پر کہ تم نے خاندان والوں کو طعنہ دیا"۔۔۔دانت پیس کر کہا گیا مگر ادھر پرواہ ہی کسے تھی

"اور تمہارا شوہر اس نے کچھ کہا"۔۔۔لہجے میں تجسس سموئے استفسار کیا تو عقیدت نے سامنے سٹیج پر بیٹھے موبائل پر مصروف ضرغام خان کو دیکھا

جو اپنی مغرورانہ پرسنیلٹی اور مردانہ وجاہت کے باعث پورے ماحول پر چھایا ہوا تھا

"ہاں کہا نا۔۔۔یارِ من نفرتوں کی دنیا میں خوش آمدید" ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ سجائے سر جھٹکے جواب دیا تو دوسری جانب موجود شخص نے اپنے ہونٹ بھینچے

"تمہیں پتہ ہے وہاں تمہارا سب سے بڑا دشمن کون ہے۔۔۔"

"میرا شوہر" یک لفظی جواب دے کر اپنی جانب بڑھتے۔۔۔اس ضرغام خان کو دیکھا جس کی آنکھوں اور ہونٹوں پر رینگتی مسکراہٹ اس کی جیت کا پتہ دے رہی تھی اور وہ مضبوط قدم لیتا اپنی ٹائی کو اتارتا اسی کی جانب آرہا تھا

Posted On Urdu Novel Book

"ناراض ہو"۔۔۔عقیدت کا ہاتھ تھامے۔۔۔اپنے ہاتھ میں موجود ٹائی کو عقیدت کی کلائی پر باندھتے نرم لہجے میں کہا تو عقیدت نے ناراضگی سے چہرے کا رخ پھیرا تو ضرغام خان نے جھک کر اپنے لب عقیدت کی کلائی پر رکھے

"اس طرح ادائیں نا دکھاؤ جاناں۔۔۔ورنہ میں کسی کا بھی لحاظ کیے بغیر کوئی گستاخی کر گزروں گا"۔۔۔عقیدت کے ہاتھ کی انگلیوں میں زبردستی اپنا انگلیاں الجھائے بوجھل لہجے میں کہا تو عقیدت نے شکوہ کناں نظروں سے ضرغام خان کو دیکھا

"تم شاید بھول رہے ہو کہ کس قدر تلخ لہجہ اپنا چکے ہو میرے ساتھ۔۔۔اب یہ محبت کے ڈرامے کرنے کی ضرورت نہیں"۔۔۔اردگرد نگاہ دوڑاتے سپاٹ لہجے میں کہا تو ضرغام خان نے خاموش نظروں سے عقیدت کے خوبصورت چہرے کو دیکھتے دو قدم کے فاصلے کو سمیٹتے عقیدت کے قریب تر کھڑا ہوا

ضرغام خان کے وجود سے اٹھتی ڈارک پرفیوم کی خوشبو عقیدت کو اپنے نتھنوں سے ٹکراتی حواسوں پر چھاتی محسوس ہوئی

"اس دشمنی میں تم بھی تو مجھے تکلیف دیتی ہو نا"۔۔۔ضرغام خان کے شکوہ کناں لہجے پر عقیدت نے گھور کر اسے دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

"تکلیف۔۔۔میں نے تمہیں تکلیف دی ضرغام۔۔۔میں نے غصہ کیا لڑائی کی۔۔۔مگر تمہارے قریب آئی۔۔۔ہمارے رشتے میں پہل ہمیشہ میں نے کی ہے۔۔۔کیا تمہیں میرا قریب آنا تکلیف دیتا ہے"۔۔۔عقیدت کے دبے دبے لہجے میں چلا کر کہنے پر ضرغام خان نے اپنی شہادت کی انگلی عقیدت کے ہونٹوں پر رکھی

"ہششش میں نے کب اسے تکلیف کہا۔۔۔تکلیف تو وہ ہے جو اب تم مجھ سے دور رہ کر دے رہی ہو۔۔۔تکلیف وہ ہے عقیدت جو تم پاس آکر دور چلی جاتی ہو---تکلیف یہ ہے کہ تم ابھی بھی اس رشتے کو لے کر کشمکش میں مبتلا ہو۔۔۔یہ سب مجھے تکلیف دیتا ہے۔۔۔خیر چھوڑو آؤ وہاں بیٹھے۔۔۔داجی بلا رہے تھے---اور بہرام لوگ بھی جانے لگے ہیں۔۔۔تو تم پھوپھو سے مل لو آکر"--- عقیدت کا ہاتھ تھامے قدم اسٹیج کی جانب بڑھاتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا تو عقیدت نے بری طرح اپنے لب کچلتے ضرغام خان کی چوڑی پشت کو دیکھا۔

---

"آج سب کو ایک ساتھ دیکھ ایسا لگ رہا ہے جیسے وہی وقت پھر سے لوٹ آیا ہے۔۔۔اب تو دعا ہے رب تم سب کو ہمیشہ یونہی ہنستے مسکراتے ایک ساتھ رکھے"--- ولی خان نے کھڑے ہوتے عقیدت اور حوریہ کے سر پر پیار دیتے ہوئے کہا تو حلیمہ اور ثمرین بیگم نے بے ساختہ امین کہا

Posted On Urdu Novel Book

"اللہ انہیں خوش رکھے۔۔چلیں بابا [illegible] ہے"۔۔حلیمہ بیگم نے پیار سے ضرغام خان کے سر پر ہاتھ پھیرتے ولی خان سے کہا تو انہوں نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا

سلویٰ شاہ نے آگے بڑھ کر حوریہ کو گلے لگایا تو نظریں بے اختیار صوفے کے پیچھے کھڑے سفید کاٹن کا سوٹ پہنے۔۔کندھوں پر سیاہ اجرک پھیلائے۔۔چہرے پر سنجیدہ تاثرات سجائے کھڑے ارمغان خان کی خون چھلکاتی آنکھوں سے ٹکرائیں

ارمغان خان کی سرد نظریں سلویٰ کو اپنے جسم سے آر پار ہوتی محسوس ہوئی تو سلویٰ شاہ نے سر جھٹکتے نظروں کا رخ پھیر کر قدم عقیدت کی جانب بڑھائے

جبکہ سلویٰ کی اس حرکت پر ارمغان خان نے صوفے کی پشت کو اپنی سخت گرفت میں لیتے سختی سے اپنے جبڑے بھینچے

"ایک منٹ نند جی ایسے کیسے جا رہی ہیں۔۔ہمارے ارمغان کی دلہن کو تو دیکھتے جائیں"۔۔۔ مقدس بیگم کی آواز پر سب نے بے ساختہ اسٹیج سے نیچے کھڑی مقدس بیگم کو دیکھا جو گھونگھٹ اوڑھے ایک وجود کو تھامے کھڑی تھیں

جبکہ مقدس بیگم کے اس عمل پر ضرغام اور عائث نے سختی سے اپنے جبڑے بھینچے

"کیا مزاق ہے بہو۔۔۔یہ سب بعد میں بھی ہو سکتا تھا"۔۔۔ولی خان نے دبے دبے لہجے میں تنبیہہ کی جسے نظر انداز کرتی مقدس بیگم گھونگھٹ میں چھپے وجود کو گھسیٹنے کے انداز میں اسٹیج پر لا کر صوفے پر بٹھا چکی تھیں

"کیسی باتیں کر رہے ہیں داجی۔۔۔نکاح ہوا ہے دونوں کا۔۔۔یہ رشتہ مزاق ہرگز نہیں۔۔۔کل بھی تو سب کو پتہ چلنا ہے نا۔۔۔تو میں نے سوچا آج ہی اس خوشی کو دوبالا کر دیا جائے"---صوفے کے پیچھے کھڑے ارمغان خان کو زبردستی بازو سے گھسیٹ کر صوفے پر بٹھاتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا تو ماحول میں ایک دم سے موت سا سناٹا چھا گیا

جبکہ عقیدت کے قریب کھڑی سلویٰ شاہ کو اپنے جسم سے جان نکلتی محسوس ہوئی۔۔۔چھناکے سے سینے میں کچھ ٹوٹتا محسوس ہوا۔۔۔اپنے بے جان ہوتے جسم کے ساتھ پیچھے ہٹتی بہرام شاہ کے سینے سے لگ گئی جس پر بہرام نے اپنا بازو سلویٰ شاہ کے کندھے کے گرد پھیلا کر ہلکے سے تھپتھکا

عقیدت دیکھو گی نہیں اپنی دیورانی کا چہرہ۔۔۔تم تو اس گھر کی بڑی بہو ہو تو تمہارا حق پہلا بنتا ہے۔۔۔آؤ دیکھ لو۔۔۔اور نیگ دو کچھ اپنی دیورانی کو"--- مقدس بیگم کے مکار لہجے پر عقیدت نے کینہ توز نظروں سے انہیں دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

جبکہ ضرغام نے اپنی ماں کی اس حرکت پر سختی سے اپنی مٹھیاں بھینچ کر اپنے اشتعال پر قابو پانے کی کوشش کی

جبکہ ارمغان خان کی نظروں نے دور تک سلویٰ شاہ کا پیچھا کیا تھا—

اسٹیج پر جہاں کچھ دیر پہلے سب خوش گپیوں میں مصروف تھے—

اب وہی موت سا سناٹا چھایا ہوا تھا—

عقیدت نے ایک نظر مقدس بیگم کے چہرے کو دیکھ اپنی جگہ سے اٹھتی گھونگھٹ میں بیٹھے وجود کے سامنے کھڑی ہوئی

دل اس وقت کر جذبات سے عاری تھا—وہ سمجھ چکی تھی کہ کیا کھیل کھیلا گیا ہے

مگر بس ایک آخری امید پر وہ یہ گھونگھٹ اٹھانے لگی تھی کہ شاید ویسا نا ہو جیسا وہ سوچ رہی ہے

عقیدت نے ہاتھ بڑھا کر جیسے ہی گھونگھٹ اٹھایا تو پیچھے کھڑی حلیمہ بیگم پر سکتہ سا چھا گیا

جبکہ ارمغان خان عقیدت کے گھونگھٹ اٹھانے سے پہلے ہی لمبے لمبے ڈنگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا—

---

Posted On Urdu
Novel Book

اسلام علیکم !

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔ www.kitabnagri.xyz

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

عقیدت کا فق چہرہ دیکھ حوریہ ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے کھڑی ہو کر سامنے آئی تو وہ بھی لمحے کے لیے اپنی جگہ ساکت رہ گئی

Posted On Urdu Novel Book

"یہ کیا بکواس ہے - پلوشہ میرے بھائی کی منگ ہے۔۔کس کی اجازت سے یہ نکاح کیا ہے آپ نے"۔۔عقیدت کے غرا کر کہنے پر ضرغام خان نے ایک تاسف بھری نگاہ اپنی ماں پر ڈالی اور اٹھ کھڑا ہوا

"کونسی منگ کوئی منگ نہیں ہے یہ۔۔میری بیٹی نہیں مانتی تھی اس رشتے کو۔۔اگر تم لوگ بھی انکار کر دیتی تو ہم لوگ کبھی تم لوگوں کے ساتھ زبردستی نا کرتے۔۔تم لوگوں نے اپنی مرضی سے یہ"--- ابھی مقدس بیگم اپنی بات مکمل کرتی کے عقیدت کا ہاتھ اٹھا تھا اور ان کے چہرے پر نشان چھوڑتا چلا گیا

بے دریغ دو تھپڑ مقدس بیگم کے چہرے پر مارتے انہیں دونوں بازوؤں سے تھام کر اپنے روبرو کیا

"بکواس بند کرو گھٹیا عورت۔۔جان لے لوں گی میں تمہاری۔۔ہمت بھی کیسے ہوئی میرے بھائی کے حق میں ڈاکہ ڈالنے کی۔۔ تمہیں لگتا ہے تم ہمارے ساتھ کھیلو گی اور میں تمہیں کامیاب ہونے دوں گی۔۔اپنے بھائی کا حق لینے کے لیے مجھے تمہاری بیٹی کو بیوہ بھی کرنا پڑے تو مجھے کوئی اڑ محسوس نہیں ہوگی اس میں۔۔ سمجھ آئی میری بات"--- بہرام شاہ کے ہاتھوں سے اپنا بازو چھڑوانے کی کوشش کرتے مقدس بیگم پر چلاتے ہوئے کہا تو مقدس بیگم نے بے ساختہ اپنے قدم پیچھے لیے

Posted On Urdu Novel Book

جبکہ ضرغام خان بھاگنے کے انداز میں ارمغان خان کے پیچھے کب کا جا چکا تھا۔

"چھوڑو عقیدت بعد میں دیکھ لیں گے اس معاملے کو۔۔اور ماں جی چچی کو گاڑی میں لے جا کر بیٹھائے آرہا ہوں میں۔۔عائث تم داجی کو اندر لے کر جاؤ"۔۔بہرام نے بپھری ہوئی عقیدت کو قابو کرتے بیک وقت ثمرین بیگم اور عائث خان سے کہا تو عائث آگے بڑھتا سر تھامے بیٹھے ولی خان کو وہاں سے لیے اندر کی جانب بڑھا

"مجھے اپنے شوہر سے بات کرنی ہے بہرام۔۔ہاتھ چھوڑو میرا۔۔ورنہ میں تمہارا بھی لحاظ نہیں کروں گی۔۔مجھے میرے شوہر سے جواب چاہئیے"--- عقیدت کے دبے دبے لہجے میں غرا کر کہنے پر بہرام نے عقیدت کے ہاتھ چھوڑیں تو وہ ایک قہر بھری نگاہ مقدس بیگم پر ڈالتی تیز تیز قدم لیتی اسٹیج سے اتر کر اندر کی جانب بڑھی

"حوریہ تم پلوشہ کو اندر لے جاؤ"۔۔بہرام شاہ نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے تھر تھر کانپتی پلوشہ کو دیکھتے حوریہ سے کہا تو وہ ایک نفرت بھری نگاہ مقدس بیگم اور کشف بیگم پر ڈالتی پلوشہ کو جھٹکے سے اس کی جگہ سے اٹھاتی اندر کی جانب بڑھی

"تمہاری معصوم شکل دیکھ کر تم پر ترس بھی آرہا ہے۔۔مگر اپنے بھائی کا سوچ کر تمہیں جان سے مارنے کو شدت سے دل چاہ رہا ہے"--- حوریہ شاہ کی پھنکارتی آواز پر پلوشہ نے اپنی سوجھی متورم سرخ نظروں سے اپنا بازو سختی سے دبوچے تیز تیز قدم چلتی حوریہ کو دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

جبکہ امتثال حق دق سی اپنی جگہ کھڑی نم نظروں سے سب کچھ پھر سے ایک بار بکھرتے دیکھ وہی زمین پر بیٹھتی چلی گئی

امتثال کی نم نظروں کو دیکھ بہرام شاہ نے سختی سے اپنی مٹھیاں بھینچ پر اپنے اشتعال پر قابو پانے کی کوشش کی

ایک قہر بھری نگاہ دونوں عورتوں پر ڈالتا تن فن کرتا خان حویلی سے نکلتا چلا گیا

---

کچھ دن پہلے-:

عائث خان کی طبیعت کچھ سنبھلی تو وہ مبین بیگم کو حویلی آنے کے لیے منا چکا تھا-

ضرغام اور ارمغان وہی اس کے ساتھ تھے---کیونکہ ضرغام کو ابھی بھی شک تھا کہ وہ ایکسیڈنٹ کسی کہ سازش تھی—اور اب وہ عائث کو اکیلے آنے جانے کی اجازت نہیں دے رہا تھا—جس پر عائث خان نے اسے کافی سمجھانے کی کوشش کی مگر ضرغام خان کا کہنا تھا کہ وہ اپنے بھائی کہ جان پر کوئی رسک نہیں لے سکتا-

عقیدت سے ملنے کے بعد ضرغام عائث اور مبین بیگم کو اپنے ساتھ ہی گاؤں لے آیا تھا-

وہ حویلی داخل ہوئے تو ضرغام خان کو حویلی کے ماحول میں عجیب سا تناؤ محسوس ہوا

وہ لوگ لاونج میں داخل ہوئے تو معمول سے ہٹ کر خاموشی چھائی ہوئی تھی-

Posted On Urdu Novel Book

سبھی ملازمہ سر جھکائے خاموشی سے اپنے کاموں میں مصروف تھی—لاونج میں حویلی کا کوئی بھی فرد موجود نہیں تھا— داجی صبح اٹھنے کے بعد یا تو لاونج میں ہوتے یا مردان خانے میں— مگر اس وقت وہ نا یہاں تھے اور نا ہی مردان خانے میں

ارمغان نے ایک نظر اردگرد ڈالتا بیگ صوفے کے قریب زمین پر رکھتے-- گرنے کے انداز میں صوفے پر لیٹ کر آنکھیں موند گیا

جبکہ مبین بیگم عائث خان سے ناراضگی کا اظہار کرتی حویلی میں موجود اپنے کمرے کی جانب بڑھی

تبھی پلوشہ کے کمرے کا دروازا کھلنے پر موبائل پر ٹائپنگ کرتے عائث اور ضرغام خان نے بے ساختہ نظریں اٹھا کر کمرے کے دروازے کی جانب دیکھا

مگر دروازے کے سامنے کھڑی امتثال خان کی نم سرخ آنکھیں دیکھ دونوں کو حیرت ہوئی

"کیا ہوا ہے ثالے رو کیوں رہی ہو—پلوشہ تو ٹھیک ہے نا"—ضرغام خان اپنا موبائل صوفے پر پھینکتا لمبے لمبے ڈنگ بھرتا امتثال خان کے روبرو آکر کھڑا ہوا تو امتثال نے نم نظروں سے ضرغام خان کو دیکھتے نفی میں سر ہلایا

Posted On Urdu Novel Book

ویلوٹ کی میرون قمیض کے ساتھ سکائے بلیو کلر کی کیپری پہنے۔۔ساتھ سکائے بلیو رنگ کا ہی دوپٹہ جس کے کناروں پر میرون رنگ کا کام ہوا تھا۔۔سلیقے سے سر پر لیے۔۔ کوئی نازک سی کانچ کی گڑیا ہی لگ رہی تھی

ضرغام خان کے پوچھنے کی دیر تھی کہ امتثال روتے ہوئے تڑپ کر ضرغام خان کے کندھے سے لگ گئی

"لالا پتہ نہیں اسے کیا ہوا ہے۔۔وہ بہت عجیب باتیں کر رہی ہے۔۔میرے دل کو کچھ ہو رہا ہے لالا۔۔وہ کچھ کھا پی بھی نہیں رہی"--- ضرغام خان کے کندھے سے لگے ایک ہی سانس میں روتے ہوئے جواب دیا تو امتثال کی بات سنتے ہی ارمغان خان جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھا

جبکہ عائث ضرغام اور امتثال کو سائیڈ پر کرتا جھٹکے سے دروازا کھولتا اندر داخل ہوا

-----------

عائث کے دروازا کھولتے ہی مقدس بیگم اور کشف بیگم کے قریب بیٹھی پلوشہ آٹھ کر بھاگنے کے انداز میں عائث خان کی جانب آئی

Posted On Urdu Novel Book

"لالا۔۔۔مم۔۔۔مجھے نن۔۔۔نہیں کر۔۔۔نی حح۔۔۔حدائق سے شش۔۔۔شادی مم۔۔۔مجھے بب۔۔۔چا لل۔۔۔لیں لالا"۔۔۔عائث خان کے گلے لگے ہچکیوں سے روتے ہوئے ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں کہا تو عائث خان نے متائے جان کی طرح پلوشہ خان کو خود میں بھینچ لیا

"شش لالا کی جان۔۔۔ تمہاری مرضی کے بغیر کچھ نہیں ہو گا۔۔۔ تمہیں پتہ ہے نا لالا کتنی محبت کرتا ہے تم سے۔۔۔تمہارے ساتھ کچھ غلط ہونے دے سکتا ہے بھلا"۔۔۔پلوشہ کی کمر سہلاتے اسے پرسکون کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا

جبکہ ارمغان خاموش نظروں سے سسکتی ہوئی پلوشہ کو دیکھ رہا تھا اور ضرغام خان پرسوچ نظروں سے مقدس بیگم کے سنجیدہ چہرے کو دیکھ رہا تھا

ضرغام خان کے دیکھنے پر مقدس بیگم نے ہڑبڑا کر ارگرد نظروں کو گھمایا

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو۔۔۔اپنی بہن سے پوچھو کیا سوچ بیٹھی ہے۔۔۔ماں نے تو صرف رخصتی کرنے سے منع کیا تھا۔۔۔مگر دیکھو اپنی بہن کو کیسے اس دشمنی کی آگ میں تیل ڈالنے کا سوچ بیٹھی ہے۔۔۔اب بتاؤ بہن عزیز ہے یا اس دشمنی کو ختم کرنا"--- مقدس بیگم نے نخوت سے سر جھٹکتے ہوئے کہا تو کمرے میں داخل ہوتی مبین بیگم بھی آکر نا کے قریب کھڑی ہو گئیں

اور سوالیہ نظروں سے ضرغام خان کے خطرناک حد تک سرخ پڑتے چہرے کو دیکھنے لگیں

Posted On Urdu Novel Book

"آپ عورتوں کو کوئی اور کام نہیں بلاوجہ کا واویلا مچانے کے۔۔۔ایک تو وہ بچی پہلے سے رو رہی ہے۔۔۔اور دوسرا آپ لوگ اس طرح کی باتیں کر رہی ہیں۔۔۔ماں آپ ہی کچھ خیال کر لیں۔۔۔ لے کر جائیں تائی جان کو یہاں سے"۔۔۔ارمغان خان نے دود سے پھٹتے سر کو دائیں ہاتھ کی انگلیوں سے دباتے سرد لہجے میں کہا تو کشف بیگم اپنے بیٹے کے سرد لہجے۔۔۔سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ ہڑبڑا کر اپنی جگہ سے اٹھیں

"بتاؤ پلوشہ کیا سوچ بیٹھی ہو تم جو ماں اس طرح سے بات کر رہی ہیں۔۔۔بے فکر ہو کر بتاؤ تمہارے بات تمہاری مرضی کا احترام کیا جائے گا۔۔۔جو حق اللہ نے دیا ہے وہ تمہارا لالا تم سے کبھی نہیں چھیننے گا"۔۔۔عائث خان کے کندھے سے لگی پلوشہ کو بازو سے تھام کر اپنے سامنے کرتے دو ٹوک لہجے میں کہا تو پلوشہ خان نے شکوہ کناں نظروں سے ضرغام خان کو دیکھا۔

پلوشہ کی آنکھوں میں لکھی شکوے کی تحریر پڑھ کر ضرغام خان نے ناسمجھی سے پلوشہ کو دیکھا جو اب چہرہ جھکا چکی تھی۔

"مم۔۔۔مجھے آج اور اب۔۔۔ابھی ارمم۔۔۔غان لا۔۔۔مم۔۔۔مطلب ارمغان سے نکاح کرنا ہے۔۔۔ مم۔۔۔میں انہیں پپ۔۔۔پسند کک۔کرتی ہوں"۔۔۔پلوشہ خان کی بات سنتے ان تینوں پر سکتہ سا طاری ہو گیا

Posted On Urdu Novel Book

جبکہ دروازے سے ٹیک لگا کر کھڑی امتثال نے بے یقینی سے اپنے ہونٹوں پر ہاتھ رکھا۔

وہ کیسے یقین کر لیتی اس بات کا وہ بے شک پلوشہ سے چھوٹی تھی مگر وہ سائے کی طرح اس کے ساتھ رہی تھی

اتنا تو پلوشہ خان خود کو نہیں جانتی تھی جتنا امتثال خان اسے جانتی تھی۔

وہ اس کی سگی بہن نہیں تھی۔۔مگر خون تو تھی نا۔۔امتثال خان پلوشہ کی رگ رگ اور ہر اس دھڑکن سے واقف تھی جو دھڑکتے ہوئے حدائق شاہ کا نام لیتی تھی۔

ہر اس سانس کو جانتی تو جو حدائق شاہ کے نام کی مالا جپتی تھی۔

وہ کیسے اس بات پر یقین کر لیتی کہ وہ حدائق شاہ سے شادی نہیں کرنا چاہتی

"یہ کیا بکواس ہے۔۔تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی اتنی گھٹیا بات سوچنے کی۔۔میں نے تمہیں ہمیشہ اپنی چھوٹی بہن سمجھا۔۔تمہارے ناز نخرے چھوٹی بہنوں سے بڑھ کر اٹھائیں۔۔ضرغام اور عائث لالا سے زیادہ محبت دینے کی کوشش کی۔۔اور تم یہ بکواس کر کہ مجھے میری ہی نظروں میں گرانا چاہتی ہو۔۔میرا بس چلتا تو پلوشے اس بات پر تمہاری چمڑی ادھیڑ دیتا۔۔یہ گھٹیا بکواس کرنے سے پہلے تمہاری زبان کاٹ کر ہاتھ میں رکھ دیتا"---کمرے کے سکوت میں ارمغان خان کی چنگھاڑتی ہوئی آواز گونجی تو ضرغام خان نے خون چھلکاتی آنکھوں سے زخمی شیر کی طرح بھپڑے ہوئے ارمغان خان کو دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

جس کے دونوں بازو عائث خان کی گرفت میں تھے

عائث جانتا تھا کہ وہ پلوشہ پر کبھی ہاتھ نہیں اٹھائے گا۔۔مگر وہ یہ بھی جانتا تھا کہ وہ اپنوں کا کبھی تکلیف نا دینے والا خود کو ضرور اذیت دے گا۔۔اسی لیے وہ اس کے بازو تھامے۔۔اپنے شکنجے میں قابو کیے کھڑا تھا

جبکہ ارمغان خان کی دھاڑ پر پلوشہ کو اپنے جسم سے جان نکلتی محسوس ہوئی - ارمغان خان کی خون چھلکاتی آنکھوں کو دیکھ پلوشہ نامحسوس انداز میں ضرغام خان کے سینے میں چھپنے کی کوشش کرنے لگی جسے دیکھ ضرغام خان نے اپنا بازو پلوشہ کے کندھے کے گرد پھیلایا

"دشمنی بڑھتی ہے یا ختم ہوتی ہے۔۔میرے لیے یہ بات اہمیت نہیں رکھتی۔۔میرے لیے میری بہن کی خوشی اس کی مرضی اہمیت رکھتی ہے۔۔اگر وہ ارمغان سے نکاح کرنا چاہتی ہے تو نکاح ہوگا اور آج ہی ہو گا۔۔شاہ خاندان کو کیا جواب دینا ہے انہیں کیسے ہینڈل کرنا ہے وہ میرا سر درد ہے۔۔مگر شادی تک اگر یہ بار حویلی سے باہر نکلی تو میں سب حویلی والوں کو حویلی سمیت آگ لگا دوں گا۔۔بات سمجھ میں آئی یا نہیں"--- سرخ نظریں عائث خان اور بھپڑے ہوئے ارمغان خان پر گاڑھے سرد لہجے میں ایک ایک لفظ چبا کر کہا اور آخر میں بے تاثر نگاہوں سے اپنی ماں کی آنکھوں کو چمک کو دیکھتے ضرغام خان نے تاسف سے سر ہلاتے پلوشہ کو صوفے پر بٹھایا

Posted On Urdu Novel Book
"تیاری کریں آپ تھوڑی دیر تک نکاح ہے"۔۔ارمغان خان کو بازو سے پکڑے گھسیٹنے کے انداز میں کمرے سے باہر لے جاتے ہوئے کہا تو مقدس بیگم نے مسکرا کر بت بنی بیٹھی پلوشہ کو دیکھا

---

"ماں اب تو لالا حدائق کو کچھ نہیں کریں گے نا۔۔وہ ٹھیک تو ہو جائیں گے نا"--- امتثال کے کمرے سے جاتے ہی پلوشہ نے روتے ہوئے مقدس بیگم کے ہاتھ تھامتے استفسار کیا تو مبین بیگم نے نا سمجھی سے کشف بیگم کو دیکھا

تو انہوں نے اپنے موبائل کی سکرین ان کی جانب کی جس پر ایک شخص خون سے لت پت سڑک پر اوندھے منہ پڑا تھا-- جبکہ آگے والی تصویروں میں ہاسپٹل کے روم کا منظر تھا جہاں ایک شخص آکسیجن ماسک لگائے ہوش و خرد سے بیگانہ پڑا تھا

مبین بیگم نے غور سے دیکھا تو ان کی آنکھیں حیرت سے کھلی رہ گئیں کیونکہ وہ کوئی اور نہیں حدائق شاہ تھا۔

مبین بیگم نے بے یقینی سے کشف بیگم کی طرف دیکھا تو انہوں نے مکروہ مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا

Posted On Urdu Novel Book

"ہاں کچھ نہیں ہو گا حدائق کو۔۔اور دیکھا یقین آگیا نا ماں پر۔۔تمہارے لالا یہ دشمنی ختم ہی نہیں کرنا چاہتے اسی لیے تو تمہارے نکاح کے لیے رضا مند ہو گئے ہیں۔۔ وہ کبھی بھی شاہ خاندان میں اپنی عزت نا دیتے۔۔وہ صرف عقیدت اور حوریہ کو اس حویلی میں بدلے کے لیے لانا چاہتے ہیں۔۔اسی لیے تو شادی تک نکاح خوفیہ رکھنے کا بول کر گیا ہے تمہارا لالا"۔۔ پلوشہ کے ہاتھ تھامے نظریں جھکائے مایوس کن لہجے میں کہتی وہ پلوشہ کی جان لبوں پر لے آئیں تھیں

وہ کیسے حدائق یا اس کی بہنوں پر کوئی آنچ آنا بھی برداشت کر سکتی تھی۔۔ عشق حدائق شاہ سے تھا تو اپنی جان سے بڑھ کر ہر وہ چیز عزیز تھی جو حدائق شاہ کی ذات سے جڑی تھی۔۔ عقیدت اور حوریہ تو حدائق شاہ کی

بہنیں تھیں جن میں اس کی جان بستی تھی

تو پلوشہ خان کیوں نا خود کو ان پر قربان کرتی

"نن۔۔نہیں ماں جی لالا ایسے کک۔۔کیسے کر سکتے وہ بب۔۔بیوی ہو گی ان کی مم۔۔میں لالا کو عقیدت یا حوریہ کے ساتھ کک۔۔کچھ غلط نہیں کرنے دوں گگ۔۔گی مم۔۔میں چھوڑ رہی ہہ۔ہوں نا حدائق کو"۔۔۔روتے ہوئے تڑپ کر نفی میں سر ہلاتے ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں کہا تو مقدس بیگم نے سختی سے مٹھیاں بھینچ کر اپنے اشتعال پر قابو پانے کی کوشش کی

Posted On Urdu Novel Book

ایک وہ تھی کہ بس چلتا تو شاہ خاندان کے ایک ایک فرد کو اپنے ہاتھوں جان سے مار دیتی اور ایک ان کی اولاد تھی جو ان کے لیے جینے مرنے کو تیار تھی

"حدائق کی زندگی بچانی ہے تو تمہیں یہ نکاح اب کرنا ہی ہوگا پلوشے۔۔فلحال حدائق کی زندگی بچانے کو وہ کرتی جاؤ جو تمہارا لالا کہتا ہے۔۔پھر عقیدت اور حوریہ کے بارے میں بعد میں سوچ لیں گے"---کشف بیگم نے آگے بڑھتے پلوشہ کو بازوؤں سے تھام کر اپنے سامنے کرتے ہوئے کہا تو پلوشہ خان نے اپنی نیلی آنکھوں کرب ذدہ آنکھوں کو اٹھا کر ایک آخری امید کے طور پر کشف بیگم کو دیکھا

کہ شاید وہ کوئی اور راستہ نکال لیں۔۔کچھ اور مگر حدائق کے علاوہ کسی اور کا ہونے سے بچالیں۔۔پھر چاہے وہ رستہ موت کا ہی کیوں نا ہو

سرخ قمیض کے ساتھ وائٹ کیپری پہنے۔۔اور سرخ رنگ کا ہی دوپٹہ گلے میں لیے۔۔گلابی بھرے بھرے ہونٹ جو بری طرح سے کپکپا رہے تھے--- نیلی جھیل سی آنکھیں جو اس وقت سرخی لیے ہوئے تھیں۔۔چھوٹی سی ناک جو رونے کے باعث سرخ ہوئی تھی اور ناک پر چمکتی ڈائمنڈ کی نوز پن پہنے۔۔وہ پل کے لیے کشف بیگم کو بھی مبہوت کر گئی تھی۔

لوگ کہتے تھے کہ پٹھان لڑکیاں خوبصورت ہوتی ہیں۔۔مگر پلوشہ خان کو دیکھ کر لگتا تھا کہ پٹھانوں کو سارا حسن اس میں اسمایا ہو۔۔وہ اس قدر خوبصورت تھی کہ اسے دیکھ کسی معصوم

Posted On Urdu Novel Book

شہزادی کا ہی گمان گزرتا تھا۔۔اگر وہ انسانوں کی دنیا میں نا ہوتی تو ضرور کسی پریستان کی ملکہ ہوتی۔

کشف بیگم کو پلوشہ خان پر بیک وقت ٹوٹ کر پیار بھی آیا اور اس پر افسوس بھی ہوا

وہ کیوں تھی ضرورت سے زیادہ معصوم۔۔۔یہ دنیا اب معصوموں کے لیے رہی ہی کہا تھی۔۔۔

یا یہ کہہ لینا بہتر تھا اس دنیا میں اب معصوم رہا ہی کون تھا۔

یہ کوئی انیسویں صدی تھوڑی تھی جس میں لڑکی کو غلط صحیح۔۔جھوٹ سچ کا پتہ نا چل سکے۔۔۔

یا وہ لوگوں کی چالوں کو نا سمجھ سکیں۔۔۔یا وہ منہ اٹھا کر کسی پر بھی یقین کر لیں۔۔۔یا جو انہیں باہر کی دنیا کے بارے میں بتا دیا جاتا اور وہ اسے سچ مان لیتی

یہ اکیسویں صدی تھی یہاں لڑکیاں کالج بعد میں جاتی تھی شعور کی دنیا میں قدم پہلے رکھتی تھی۔۔۔دلائل کے بغیر کسی بات کو نہیں مانتی۔۔۔ہر بات پر یقین نہیں کر لیتیں۔۔۔حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا جانتی ہیں۔۔۔نا کہ کسی شہزادے کی آس میں بیٹھی خواب بنتی رہتی اور اذیتیں سہتی ہیں۔۔۔ٹھوکر لگنے پر گر جائیں تو اٹھ کھڑی ہونے کا حوصلہ بھی رکھتیں ہیں۔۔۔جو عزت عورت کو اسلام نے دی تھی ہر رشتے میں وہ جو اب کہی مردوں کی آنا میں کھونے لگی تھی اس کے لیے آواز اٹھانے کا حوصلہ رکھتی ہیں۔

وہ صرف ہمسفر نہیں بنتی اب کندھے سے کندھا ملا کر چلنے کا حوصلہ رکھتی ہیں۔

Posted On Urdu Novel Book

تو پھر وہ کیوں عقیدت جیسی نہیں تھی۔۔۔جو نڈر تھی۔۔۔حق نا ملنے پر بغاوت پر بھی اتر آتی تھی۔۔۔جو اپنے باپ کے ماتھے سے قاتل کا الزام ہٹانے کے لیے اپنی محبت سے مکر جانے کا حوصلہ رکھتی تھی۔۔۔وہ کیوں نہیں تھی حوریہ جیسی جو بچپن کی نادانی کا احساس ہونے کے بعد۔۔۔ٹھوکر کھانے کے بعد کمزور نہیں پڑی تھی۔

اس شخص کے آگے جھکی نہیں تھی۔۔۔جس نے محبت سے زیادہ عزت کو ترجیح دی تھی۔۔۔وہ کیوں نہیں تھی امتثال جیسی جو ڈٹ کر کھڑی ہونے والوں میں سے تھی۔

جو کانچ سی نازک تھی مگر ضرورت پڑنے پر چٹان بننے کا حوصلہ بھی رکھتی تھی۔

وہ کیوں نہیں تھی سلویٰ شاہ جیسی جو محبت کے لیے مر مٹنے والوں میں سے تھی۔۔۔جو ڈنکے کی چوٹ پر محبت کا اعتراف کرنے والوں میں سے تھی۔

جو رحم دل تو تھی مگر بے رحمی میں وہ اپنی مثال آپ تھی۔

تو پلوشہ خان کیوں نہیں تھی ان جیسی۔۔۔شاید وہ بالکل ویسی تھی جیسی حدائق شاہ نے دعاؤں میں مانگی تھی۔

وہ دنیا کے رنگوں سے انجان تھی۔۔۔کیونکہ حدائق شاہ اسے اپنی محبت کے رنگوں سے روشناس کروانا چاہتا تھا۔

اس دنیا اور دنیا والوں سے انجان تھی۔۔کیونکہ حدائق شاہ اسے اپنی محبت بھری دنیا میں قید کر کہ رکھنے والا تھا۔۔جہاں کوئی غرض لالچ دکھ تکلیف نہیں تھی۔۔جہاں پلوشہ خان کے لیے محبتیں وارفتگیاں اور شدتیں ہی تھی۔۔جہاں پلوشہ خان حدائق شاہ کا جنون تھی۔

حدائق شاہ کی تو دنیا ہی پلوشہ خان تھی۔۔اور وہ سوچ رہی تھی کہ وہ اسے چھوڑ دے گی تو وہ آسانی سے اس سے دستبردار ہو جائے گا۔

وہ حدائق شاہ کی جان بچانا چاہتی تھی مگر یہ نہیں جانتی تھی کہ حدائق شاہ کی جان تو اس میں ہی بستی تھی

"مم۔۔میں نکاح کک۔۔کیا شش۔۔شادی کو بھی تیار ہوں بب۔بس حح۔دائق اور اس کی بب۔بہنوں کو کچھ مم۔مت کیجیئے گا"۔۔۔ کشف بیگم کے گلے لگے پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے کہا تو مقدس بیگم نے نخوت سے پلوشہ خان کے ہچکولے بھرتے وجود کو دیکھا اور اٹھ کر کمرے سے باہر چلی گئیں

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

"حدائق کو پسند نا پسند کرنا الگ بات ہے۔۔مگر میں یہ بات مان ہی نہیں سکتا کہ پلوشہ ارمغان کے بارے میں کبھی ایسا سوچ سکتی ہے۔۔ اور یہ ارمغان کدھر گیا ہے۔۔ایک تو پہلے ہی اس لڑکے کو لڑنے کا بہانہ چاہیے ہوتا ہے۔۔اور داجی کو کیا جواب دو گے۔۔۔وہ تو

Posted On Urdu Novel Book

پھوپھو کو زبان دے چکے ہیں کہ حدائق کہ آتے ہی پلوشہ اور اس کی شادی کر دیں گے"۔

-- عائث خان نے مردان خانے میں خاموشی سے سر جھکائے بیٹھے ضرغام خان سے ایک ساتھ کئی سوال پوچھے تو ضرغام نے گہری سانس بھر کر سر اٹھا کر عائث خان کو دیکھا

"رابطہ ہوا تمہارا۔۔نہیں ہوا تو میسج چھوڑ دینا تھا"۔۔عائث خان کے کسی بھی سوال کا جواب دیے بغیر سوال کیا تو عائث خان نے سر اثبات میں ہلاتے ضرغام کے قریب جگہ سنبھالی

"میسج چھوڑ دیا ہے۔۔جہاں تک مجھے معلومات ملیں ہیں اس کے مطابق وہ پاکستان میں ہی ہے۔۔یہاں آتے اس کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔۔ہاسپٹل سے وہ کہاں گیا کسی کو نہیں پتہ۔۔جہاں تک مجھے لگتا ہے اس کے پیچھے بہرام شاہ ہو گا۔۔وہی حدائق کو ہاسپٹل سے کسی محفوظ جگہ لے کر گیا ہو گا۔۔کیونکہ میں نے پتہ کروایا ہے وہ کافی دنوں سے شہر میں ہے۔۔شادی کی اتنی ذمہ داریاں ہونے کے باوجود بھی وہ حویلی نہیں آیا"--- عائث خان نے نظریں موبائل کہ سکرین پر جمائے پرسوچ لہجے میں جواب دیا تو ضرغام خان نے ہنکارہ بھر کر اپنے دونوں ہاتھ پیچھے کو ٹکا کر سر پیچھے کو گرایا

"نکاح خواں آنے والا ہے۔۔تم اسے حویلی میں لے کر جاؤ میں ارمغان کو لاتا ہوں۔۔ داجی کی فکر مت کرو۔۔ساتھ والے گاؤں گئے ہیں۔۔ان کے آنے سے پہلے یہ سب ہو جانا چاہیے۔۔بعد میں جو ہو گا میں سنبھال لوں گا"--- ضرغام خان نے آٹھ کر اپنی اجرک کو

کندھوں پر پھیلاتے سنجیدہ لہجے میں کہا تو عائث خان نے سمجھنے کے انداز میں سر اثبات میں ہلایا

---

کھیتوں سے گزرتی نہر سے ہوتے آگے سر سبز کھلے میدان کی طرف ضرغام آیا تو نظریں ضرغام خان کے گھوڑے کے قریب موبائل پر بات کرتے ارمغان خان کی پشت سے ٹکرائی ضرغام گہری سانس بھرتا ایک نظر اردگرد کے خوبصورت مناظر پر دوڑاتا لمبے لمبے ڈنگ بھرتا ارمغان خان کی جانب بڑھا

"تمہیں کتنی بار کہا ہے ارمغان اس طرف اکیلے مت آیا کرو"۔۔۔ضرغام خان کے سرد لہجے پر ارمغان نے کال بند کر کہ پلٹ کر شکوہ کناں نظروں سے ضرغام خان کو دیکھا

یہ جگہ وہی تھی جہاں شیر خان اور بہادر خان کا قتل ہوا تھا۔

یہ جگہ لاکھ خوبصورت ہونے کے باوجود بھی شاہ اور خان خاندان کے لیے اذیتوں کا سبب تھی۔

"کچھ نہیں ہوتا لالا۔۔۔کسی میں اتنا دم نہیں کہ وہ ارمغان خان پر وار کر سکے۔۔۔نا ہی سینے پر نا ہی پیٹھ پر۔۔۔آپ میرے لیے پریشان مت ہوا کریں"۔۔۔ارمغان خان نے سپاٹ لہجے پر ضرغام نے آگے بڑھ کر اپنے دونوں ہاتھ ارمغان خان کے کندھوں پر رکھے

Posted On Urdu Novel Book

"پلوشہ کبھی بھی ایسا نہیں سوچ سکتی ارمغان۔۔۔یہ بات تم بہت اچھے سے جانتے ہو۔۔۔وہ ڈری ہوئی ہے۔۔۔اور میں یہ نہیں سمجھ پا رہا کہ وہ کس چیز سے ڈر رہی ہے"-- آپ کہنا کیا چاہتے ہیں لالا صرف وہ بات کہے پلوشہ نے یہ سب کیوں کیا مجھے اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔ضرغام میں کی بات کاٹتے سرد لہجے میں کہا تو ضرغام خان نے پرسوچ نظروں سے ارمغان خان کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھا

"پلوشہ سے آج نکاح کر لو ارمغان۔۔۔اپنے لالا پر یقین رکھو۔۔۔کچھ غلط نہیں ہونے دوں گا نا تمہارے ساتھ نا ہی پلوشہ کے ساتھ تم بس آج یہ نکاح کر لو۔۔۔اور مجھے شادی تک کا وقت دو میں سب سنبھال لوں گا۔۔۔کیونکہ حدائق کا بھی ایکسیڈنٹ ہوا ہے اور عائث کا بھی۔۔۔اور مجھے لگتا ہے کہی نا کہی یہ دونوں ایکسیڈنٹ کسی ایک کی ہی سازش ہے۔۔۔اور میں جلد ہی اس شخص تک پہنچ جاؤں گا جو اس سب کے پیچھے ہے اسی لیے ماں یا پلوشہ کو کسی اور بیوقوفی سے روکنے کے لیے یہ نکاح آج ہونا ضروری ہے-- عائث نکاح خواں کو لینے گیا ہے۔۔۔اپنے لالا پر یقین ہے تو نکاح کے لیے آجانا "-- ضرغام خان کے سرد و سپاٹ لہجے پر ارمغان خان نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا تو ضرغام خان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

ارمغان کو دونوں کندھوں سے تھام کر اپنے سینے سے بھینچ لیا

Posted On Urdu Novel Book

"تم میرے چھوٹے بیٹے کی طرح ہو چھوٹے خان--- تم ضرغام خان کی طاقت بھی ہو اور کمزوری بھی۔۔تم سے بڑھ کر میرے لیے کچھ نہیں۔۔ایک باپ بھی شاید اتنا اپنے بیٹے کو نہیں سمجھتا ہوگا-- جتنا میں تمہیں جانتا ہوں۔۔تمہارے دل و دماغ میں کیا چل رہا ہے بہت اچھے سے واقف ہوں میں۔۔نا تمہارے جسم پر کوئی آنچ آنے دوں گا اور نا ہی تمہارے دل کو کسی کو تکلیف پہنچانے دوں گا۔۔ بس اس فیصلے کے لیے اپنے لالا کو معاف کر دینا۔۔میں بہت جلد سب ٹھیک کر دوں گا"--- ارمغان خان کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے نرم و پر یقین لہجے میں کہا تو ارمغان خان نے نفی میں سر ہلاتے ضرغام خان کو اپنے سامنے کرتے ہوئے دیکھا

Urdu Novel Book

"نا لالا یہ بات دوبارا مت کیجئے گا۔۔آپ پر تو ارمغان خان خود کو وار دے یہ تو ایک فیصلہ ہی کیا ہے آپ نے۔۔معافی مانگ کر۔مجھے میری نظروں میں مت گرائیں۔۔آپ چلے میں بس آرہا ہوں۔۔اور یہ بات ہمیشہ یاد رکھیئے گا کہ ارمغان خان کو خود سے زیادہ اپنے بڑے بھائیوں پر یقین ہے۔۔اور یہ یقین دنیا کی کوئی طاقت نہیں توڑ سکتی"--- ارمغان خان کے مضبوط لہجے میں دیے گئے مان پر ضرغام خان کو اپنا سیروں خون بڑھتا محسوس ہوا

اگر ضرغام خان نے ارمغان خان کو بیٹوں کی طرح پالا اور اسے اولاد کی طرح چاہا تھا تو ارمغان خان نے بھی ضرغام خان کو باپ کی طرح عزت و مان دیا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

ایک جان مانتا تھا تو دوسرا اس پر کام وارنے کو بھی ہر پل تیار رہتا تھا

اور پھر شام میں عائث نکاح خواں کو حویلی لایا تو ضرغام اور عائث کی موجودگی میں ارمغان اور پلوشہ کا نکاح پڑھوا دیا گیا

---

حال-:

کمرے کا دروازا دھاڑ سے کھلا تو ضرغام خان نے گردن موڑ کر بائیں جانب عقیدت شاہ کی جانب دیکھا

ڈارک بلیو کوٹ کو اتار کر صوفے پر پھینکا ہوا تھا—وائٹ شرٹ کی آستینوں کو کہنیوں تک فولڈ کیے—شرٹ کے پہلے دو بٹنوں کو کھلا چھوڑے—ڈریسنگ ٹیبل کی سطح پر دونوں ہاتھ جمائے آگے کو جھکے—سفید پیشانی پر بے ترتیبی سے بکھرے چاکلیٹ براؤن بال—سرخ وحشت لیے نیلی گہری آنکھیں— مونچھوں تلے سختی میں آپس میں پیوست عنابی ہونٹ—ستواں مغرور ناک—یونانی دیوتاؤں سا حسن لیے وہ کسی کا بھی ایمان ڈگمگا سکتا تھا—

وہ اس قدر پرکشش تھا کہ عقیدت کو کبھی کبھی لگتا کہ وہ صرف اپنی نظروں سے ہی اسے زیر کر کہ خود میں ہمیشہ کے لیے قید کر لے گا—

Posted On Urdu Novel Book

وہ حسن پرست تو نا تھی۔۔مگر ضرغام خان کو دیکھ وہ ہمیشہ اپنی دھڑکنوں پر سے اختیار کھو بیٹھتی تھی۔

اپنے پیچھے دروازا دھاڑ سے بند کرتی وہ ایک لمحے میں ضرغام خان کے قریب پہنچی

"یہ تم نے نہیں نا کیا ضرغام۔۔یہ سب۔۔اس سب کے پیچھے تمہاری ماں ہے نا۔۔مم۔۔مجھے پتہ ہے تم میرے ساتھ دھوکہ نہیں کرسکتے۔۔تم اپنی عقیدت اپنی بیوی کو کبھی دھوکہ نہیں دے سکتے۔۔کہوں کہ باہر جو بھی تھا وہ سب جھوٹ تھا۔۔کہوں نا ڈیم اٹ کہ وہ سب جھوٹ تھا ویسا کچھ نہیں۔۔پلوشہ صرف اور صرف میرے بھائی کی ہے۔۔کہو نا ضرغام کے تم نے مجھے دھوکہ نہیں دیا"---ضرغام خان کے دونوں ہاتھ ڈریسنگ ٹیبل کی سطح سے ہٹا کر اپنے ہاتھوں میں تھامتے ضرغام خان کے سامنے کھڑے ہوتے ہذیانی انداز میں چلاتے ہوئے کہا تو ضرغام خان نے خون چھلکاتی نظروں سے عقیدت کو دیکھتے اپنے ہاتھ عقیدت کے ہاتھوں سے چھڑوا کر عقیدت کی کمر کے گرد حصار باندھ کر اسے خود میں بھینچا

"ہششش۔۔تمہاری آنکھوں سے ایک بھی آنسو بہا تو میں حشر برپا کر دوں گا یہاں۔۔پلوشہ نہیں پسند کرتی تھی حدائق کو اس کی مرضی ارمغان تھا۔۔یہ میری یا ماں کی نہیں پلوشہ کی مرضی تھی۔۔اب تم بھی اس حقیقت کو قبول کر لو۔۔جو جیسا ہو رہا ہے اسے ہونے دو۔۔تم صرف مجھ پر اور ہمارے رشتے پر دیہان دو"۔۔عقیدت کی بے یقینی سے پھیلی نم آنکھوں

Posted On Urdu Novel Book

میں اپنی سرخ انگارا ہوتی نیلی آنکھیں گاڑھے سرد لہجے میں کہتے اپنے سلگتے ہونٹ عقیدت کے ماتھے پر ثبت کیے تو ضرغام خان کے ہونٹوں کے سلگتے لمس کو محسوس کر کہ عقیدت کا سکتہ ٹوٹا

بے یقینی سے ضرغام خان کو دیکھتے اپنے دونوں ہاتھ ضرغام خان کے سینے پر رکھتے۔۔نفی میں سر ہلاتے ضرغام خان کو خود سے دور کیا

"جھوٹ۔۔۔میں مان ہی نہیں سکتی ضرغام کہ تم میرے ساتھ ایسا کر سکتے ہو۔۔۔اگر یہ سچ میں پلوشہ کی مرضی ہوتی تو تم مجھے بتاتے۔۔۔مجھ سے شئیر کرتے نا کہ یوں چھپ چھپا کر نکاح کر دیتے۔۔۔یہ سارا ڈرامہ تمہاری نفسیاتی ماں کا کیا کرایا ہے۔۔۔اسے ہی دوسروں کی خوشیاں"---

ابھی عقیدت سرد لہجے میں اپنی بات مکمل کرتی کہ ضرغام خان نے دو قدم کے فاصلے کو سمیٹتے عقیدت کے بازوؤں کو اپنی آہنی گرفت میں لیا

"جسٹ شیٹ اپ عقیدت۔۔۔ایک لفظ اور نہیں۔۔۔ماں ہے وہ میری۔۔۔بتمیزی برداشت نہیں کروں گا"۔۔۔ضرغام خان نے دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تو عقیدت کے ہونٹوں پر تلخ مسکراہٹ رینگ گئی

جسے دیکھ ضرغام خان نے سختی سے اپنے جبڑے بھینچے

Posted On Urdu Novel Book

نفی میں سر ہلاتے ۔۔ہونٹوں پر دل جلا دینے والی مسکراہٹ سجائے ۔ اگ اگلتی آنکھوں سے ضرغام خان کو دیکھا

"وہ ماں ہے تو میں بیوی ہوں ضرغام خان۔۔مجھے بتمیزی پر ٹوک رہے ہو تو جا کر اپنی ماں کو گناہوں سے روکوں۔۔تم نے پہلے بھی مجھے دھتکارا تھا۔۔اور وہ دھتکار آج بھی میرے لیے ایک ناسور کی طرح ہے۔۔

میں نے تم سے کھیل بھی کھیلا تو تمہیں دھوکہ نہیں دیا ضرغام۔۔شوہر ہو میرے اپنی ناراضگی کا جیسے مرضی اظہار کرو۔۔ مگر میں نے اس کھیل میں کسی دوسرے کو نہیں گھسیٹا۔۔مگر تم نے تو میرے بھائی سے اس کی محبت ہی چھین لی۔۔

میں جانتی ہوں۔۔کہ یہ تمہارا نہیں تمہاری ماں کا فیصلہ ہے مگر یہ بات جو تم نے کی ہے نا تم بھی میرے مجرم ہو ۔

جو شخص سچ یا حق کے لیے آواز نا اٹھا سکے وہ شخص عقیدت شاہ کے لیے کوئی معنی نہیں رکھتا۔۔تم دنیاداری اور رشتے نبھاؤ۔۔سچ جانتے ہوئے بھی آنکھوں پر پٹی باندھ کر بیٹھے رہو۔۔ مگر مجھ سے کوئی رشتہ رکھنے کی ضرورت نہیں"--- سرد و سپاٹ لہجے میں کہتے ضرغام خان کے اپنی جانب بڑھتے ہاتھوں کو جھٹکتے تلخی سے مسکراتے پلٹ کر جانا چاہا تو ضرغام خان نے جبڑے بھینچ کر سرخ انگارا ہوتی آنکھوں سے عقیدت شاہ کی پشت کو دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

اس سے پہلے عقیدت باہر جاتی کہ ضرغام نے آگے بڑھ کر عقیدت کا بازو تھامتے جھٹکے سے رخ اپنی جانب کیا

"حالات جو بھی ہو عقیدت۔۔۔کوئی مرے یا جیے۔۔۔مجھے پرواہ نہیں۔۔۔تم بیوی ہو میری۔۔۔اور تمہیں تاحیات میری ہی رہنا ہے۔۔۔یہ بھول ہے تمہاری کہ حدائق اور پلوشہ کا رشتے ٹوٹنے کی وجہ سے میں اپنا رشتہ توڑوں گا۔۔۔اپنی محبت اپنی بیوی کو کسی کے ملنے یا بچھڑنے کی نظر نہیں کر سکتا میں۔۔۔بھاڑ میں جائیں سب۔۔۔تم کان کھول کر سن لو آگر ایک قدم بھی کمرے سے باہر رکھا تو ٹانگیں توڑ کر یہی بستر پر ڈال دوں گا۔۔۔غصہ ہے یا ناراضگی یہی میرے سامنے رہ کر اس کا اظہار کرو۔۔۔مگر میں تمہیں بالکل اجازت نہیں دیتا کہ تم ہمارے رشتے کو کسی اور کی وجہ سے خراب کرو"--- اپنا بایاں بازو عقیدت کی کمر کے گرد لپیٹتے جبکہ دائیں بازو کو گردن کے گرد لپیٹ کر عقیدت کے بالوں کو اپنی مٹھی میں دبوچے۔۔۔عقیدت کے سرخ پڑتے چہرے پر جھک کر ایک ایک لفظ چبا کر کہا تو عقیدت نے نفی میں سر ہلا کر ضرغام خان کو دیکھا

"کون سا رشتہ ضرغام۔۔۔کونسی بیوی اور کہاں کی محبت۔۔۔جب تم میرے بھائی سے اس کی محبت چھین سکتے ہو تو کیا میں تم سے تمہاری محبت نہیں چھین سکتی۔۔۔تم سے تمہاری محبت کو چھیننے کے لیے اب اگر مجھے اپنے وجود کو آگ لگا کر راکھ بھی کرنا پڑا تو مجھے رتی برابر بھی

Posted On Urdu Novel Book

فرق نہیں پڑے گا۔۔بلکہ میری کوشش ہو گی کہ ضرغام خان تمہارے نصیب میں میری راکھ بھی نا آئے۔ میں نے کبھی تمہیں غلط نہیں سمجھا۔۔میں تمہیں غلط سمجھ سکتی ہی نہیں تھی۔ مجھے تم پر یقین تھا کہ تم کبھی مجھے دھوکہ نہیں دو گے۔۔مگر تم نے میرا بھروسہ توڑ دیا۔ اور جب محبت میرے بھائی کا نصیب نہیں تو پھر کیسے محبت پلوشہ خان کے بھائی کا نصیب ہو سکتی ہے۔ اگر اس کی پسند میرا بھائی نہیں تو عقیدت شاہ سوچ بھی کیسے سکتی ہے ضرغام خان کو۔

اگر وہ ساری عمر میرے بھائی سے منسوب رہ کر کسی اور کے بارے میں خواب سجا سکتی ہے۔۔ تو پھر کس کی مجال ہے کہ وہ عقیدت شاہ کے خوابوں میں رکاوٹ بنے۔ اب ایسا ہے تو ایسا ہی سہی۔۔تمہارے بہن کو اس کی پسند مبارک۔۔اور میں بہت جلد اپنی پسند"---- ضرغام خان کی نیلی سمندر سی گہری آنکھوں میں اپنی سبز نگینوں جیسی غصے کی زیادتی سے سرخ پڑتی آنکھوں کو گاڑھے۔۔سرد و سپاٹ لہجے میں بات مکمل کرتی کہ اس سے پہلے ہی ضرغام خان نے پلٹ کر گلاس ٹیبل کو اٹھا کر سامنے ڈریسنگ ٹیبل پر مارا کہ دھماکے دار تیز آواز پر عقیدت کو اپنے کانوں کے پردے پھٹتے محسوس ہوئے
اپنے کانوں پر ہاتھ رکھے نیچے کو جھکتے عقیدت نے سختی سے اپنی آنکھیں میچیں

Posted On Urdu Novel Book

مگر اگلے ہی لمحے خود کو ضرغام خان کے سخت حصار میں پا کر عقیدت کو اپنی روح فنا ہوتی محسوس ہوئی

عقیدت کے بالوں پر سیٹ کیے گئے نیٹ کے دوپٹے کو اتار کر زمین پر اچھالتے ایک ہی جھٹکے میں عقیدت کو اپنی بانہوں میں اٹھاتے بیڈ کی جانب قدم بڑھائے

خود کو ہوا میں محسوس کرکہ عقیدت نے آنکھیں کھولی تو حیرت کی زیادتی سے عقیدت کی زبان تالو سے چپک گئی

کمرے میں ٹوٹے ہوئے ڈریسنگ ٹیبل کے شیشے اور گلاس ٹیبل کے شیشے دور دور تک پھیلے ہوئے تھے

"بہت شوق ہو رہا ہے مجھ سے جدا ہونے کا۔۔بھائی کے لیے اپنی محبت سے مکرنے کا۔۔اس وجود کو آگ لگا کر راکھ کرنے کا۔۔تو مت بھولو عقیدت بی بی سر سے لے کر پاؤں تک تم میری ملکیت ہو۔۔تمہاری راکھ کیا پور پور پر میرا حق ہے۔۔ کیا کہہ رہی تھی کہاں کہ بیوی۔۔ بیوی نا مانو اب اس کمرے سے تم تب ہی باہر نکلو گی جب میرا وارث تمہاری کوکھ میں ہوگا۔۔پھر کہہ کر بتانا کہاں کا باپ اور کون باپ۔۔چمڑی نا ادھیڑ دی تو نام بدل دینا میرا۔۔ میں بھی دیکھتا ہوں کس میں ہے اتنی جرات کہ وہ ضرغام خان سے اس کی محبت چھین لیں۔۔ تم تو اپنے نام سے میرے نام کو جدا نہیں کر سکتی عقیدت ضرغام خان اور آج جب

Posted On Urdu Novel Book

میں تمہارے وجود کی گہرائیوں سے روح میں اتر کر اپنی چھاپ چھوڑ دوں گا۔۔تو کیسے اپنے وجود سے میری شدتوں کو مٹاؤ گی۔۔یا کیسے میرے لمس کو جھٹلاؤ گی"۔۔۔۔ عقیدت کو بیڈ پر پٹکنے کے انداز میں لٹاتے اپنی شرٹ ایک ہی جھٹکے میں اتار کر دور اچھالی

سرد نظروں سے عقیدت کو دیکھتے بنا عقیدت کو سمجھنے کا موقع دیا اس پر جھک کر عقیدت کے دونوں ہاتھوں کو اپنی سخت گرفت میں لے کر بیڈ کے اوپر پن کرتے۔۔عقیدت کے چہرے پر اپنی گرم جھلسا دینے والی سانسوں کی تپش چھوڑتے غرا کر کہا تو عقیدت نے بے ساختہ نفی میں سر ہلاتے ضرغام خان کی خون چھلکاتی آنکھوں میں دیکھا

"تم نے کیا سوچ کر یہ بکواس کی ہے۔۔دل تو کر رہا ہے سچ میں تمہارے اس قیامت خیز سراپے کو آگ لگا دوں۔۔ کسی کو پسند تو دور کی بات میرے علاوہ کسی کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھ کر تو دکھاؤ۔۔یہ تمہاری جو خوبصورت نگینوں جیسی آنکھیں ہیں نا انہیں بینائی سے محروم کرنے میں مجھے سیکنڈ نہیں لگے گا"۔۔دبے دبے لہجے میں غرا کر کہتے عقیدت کے گال پر جھک کر اپنے دانت گاڑھے تو تکلیف سے عقیدت کے ہونٹوں سے بے ساختہ سسکی نکلی

اپنے دونوں ہاتھ ضرغام خان کے کندھوں پر رکھ کر ضرغام کو خود سے دور کرنے کی کوشش کی جس پر ضرغام خان نے اپنے وجود کو سارا بوجھ عقیدت پر ڈالتے۔۔عقیدت کے ہاتھ کی انگلیوں میں زبردستی اپنی انگلیاں الجھائیں

Posted On Urdu Novel Book

"پیچھے ہٹو موٹے خان--- میرا سانس بند ہو جائے گا—پیچھے ہٹو ورنہ میں ناک توڑ دوں گی تمہارا"—ضرغام خان کے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ آزاد کروا کر—ضرغام کے کندھوں کو اپنے ناخنوں سے نوچتے دبے دبے لہجے میں چلا کر کہا تو ضرغام خان نے کندھوں پر ہوتی جلن اور تکلیف پر لب بھینچ کر عقیدت شاہ کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھا

"ہٹو ہیچھے—مجھے جانا ہے ضرغام"—ضرغام خان کی خاموش نظریں اپنے چہرے پر محسوس کر کہ نظروں کا رخ بدلتے مدھم لہجے میں کہا تو ضرغام خان نے جھک کر شدت بھرا لمس عقیدت کے ہونٹوں پر چھوڑتے عقیدت کو خود میں بھینچ لیا

"عقیدت ضرغام خان میں اتنا حوصلہ ہے کہ وہ مجھے تکلیف پہنچا سکے—اور کہاں جانا ہے ضرغام کی جان نے"—عقیدت کے چہرے پر جابجا اپنے ہونٹوں کا لمس چھوڑتے بوجھل لہجے میں سرگوشی کی تو عقیدت کی آنکھوں سے آنسو لڑیوں کی صورت میں بہتے چہرے کو بھگونے لگے

روم کی بوجھل فضا میں عقیدت کی سسکی گونجی تو ضرغام خان نے تڑپ کر چہرہ اٹھا کر عقیدت کو دیکھا

"ہے عقیدت—کیوں رو رہی ہو یار—میں بس ڈرا رہا تھا تمہیں—بٹ آئی سوئیر میرے ڈرانے کا بھی ہرگز یہ مطلب نہیں تھا کہ تم رونے لگ جاؤ—میں بس یہ چاہتا تھا کہ تم دور

جانے کی بات مت کرو"۔۔۔عقیدت کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے لہجے میں تڑپ لیے کہا تو عقیدت نے اپنی سرخ متورم آنکھوں سے ضرغام خان کی نیلی آنکھوں میں دیکھتے اپنے دونوں ہاتھ ضرغام خان کے کندھوں کے گرد پھیلا کر ضرغام خان کو خود پر جھکایا

"تم نے بب-ہت غلط کیا ضرغام۔۔۔مم۔۔۔میرا-- بھائی۔۔۔مم۔۔۔میں نے خود سے وعدہ کیا تھا کہ پلوشہ میرے بھائی کی رہے گی۔۔۔مم۔۔۔میں خود سے کک۔۔۔کیسے نظریں مم۔۔۔ملاؤ مم۔۔۔میں تمہیں معاف نہیں کروں گی سمجھے۔۔۔جج۔۔۔جان لے لوں گی تمہاری"۔۔۔ضرغام خان کی گردن کے گرد بازو لپیٹے نم لہجے میں کہا تو ضرغام خان نے تڑپ کر عقیدت کے گرد حصار مضبوط کرتے اسے اپنے سینے میں چھپا لیا جس پر عقیدت کی مدھم سسکیاں ضرغام خان کے سینے میں دب گئیں

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔ www.kitabnagri.xyz

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Posted On Urdu Novel Book
Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

تھوڑی دیر بعد عقیدت کی سسکیاں تھمی تو ضرغام نے نرمی سے عقیدت کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھام کر سامنے کیا۔۔۔جبکہ اپنی بے بسی اور رونے پر عقیدت کو جی بھر کر شرمندگی محسوس ہوئی

اہانت کے احساس سے چہرے خون چھلکانے جیسے ہوگیا۔۔۔جس سے لڑ رہی تھی۔۔۔جس سے شکوے تھے--- جسے گنہگار کہہ رہی تھی اب اسی کے سینے سے لگی اپنے بھائی کی تکلیف پر رو رہی تھی۔

"ہے عقیدت۔۔۔میری طرف دیکھو۔۔۔میں کچھ بھی نہیں ہوں نا دشمن نا کوئی غیر ۔ میں بس تمہارا شوہر ہوں۔۔۔دیوانہ شوہر۔۔۔جانتا ہوں غلط ہوگیا۔۔۔مگر آئی پرامس سب ٹھیک بھی کر دوں گا۔۔۔بس تم آج کے بعد کبھی رو گی نہیں سمجھی۔۔۔تمہارے رونے سے اس خان کو یہاں

Posted On Urdu Novel Book

تکلیف محسوس ہوتی ہے"۔۔عقیدت کے آنسوؤں کو اپنی انگلیوں کے پوروں سے صاف کرتے آخر میں عقیدت کا ہاتھ تھام کر اپنے دل کے مقام پر رکھتے ہوئے کہا تو عقیدت نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلا کر نظریں ضرغام خان کے گلے کی ہڈی پر ٹکا دیں

"میرا بھائی ضرغام۔۔وہ بہت محبت کرتا ہے پلوشہ سے۔۔مم۔۔میں کیا کہوں گی اسے - کیسے بتاؤں گی"۔۔۔ نظریں ضرغام خان کے کندھوں ٹ دیے گئے اپنے زخموں پر ٹکائے مدھم لہجے میں استفسار کیا تو ضرغام خان کے عنابی ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

عقیدت کے دونوں ہاتھ تھام کر اپنے گردن کے گرد لپیٹے۔۔عقیدت کی گردن میں چہرہ چھپا کر گہری سانس بھرتے عقیدت کو شدت سے خود میں بھینچ لیا

"کچھ نہیں ہوگا۔۔میرے ہوتے کسی میں اتنی ہمت نہیں کہ وہ ضرغام خان کی بیوی سے سوال کر سکے۔۔عقیدت ضرغام خان کسی کو جواب دہ نہیں ہے۔۔پھر سامنے والا کوئی بھی ہو"۔۔عقیدت کے بالوں میں اپنی انگلیاں الجھا کر جڑوں کو سہلاتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا تو عقیدت نے ضرغام خان کی نیلی آنکھوں میں دیکھتے ایک بار پھر ضرغام کو خود سے پیچھے کیا تو ضرغام دائیں جانب بیڈ پر عقیدت کے برابر لیٹ گیا

"آج پلوشہ کو ارمغان کے نام کر دیا- اچھی تو تمہاری ماں کو میں بھی نہیں لگتی کل کو تمہیں کہے گی کہ کسی اور لڑکی سے نکاح کر لو تو کیا تب بھی سر جھکائے خاموشی سے نکاح کر لو

Posted On Urdu Novel Book

گے"--- ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھتے چبھتے لہجے میں کہا تو عقیدت کے لہجے میں جلن اور کھو دینے کا احساس محسوس کر کہ ضرغام خان کے ہونٹوں پر تبسم بکھر گیا

"ماں ہے پھر وہ میری—اور ماں کا حکم تو سر آنکھوں پر—لیکن دوسری شادی سے پہلے—اپنی پہلی بیوی سے تو اپنا حق لے لوں - پہلے فاصلے تو سمیٹنے دو یار مجھے - پھر دوسری کے بارے میں بھی سوچتے ہیں"—پیچھے سے عقیدت کو اپنے حصار میں لیتے عقیدت کی دودھیاں کمر پر جا بجا اپنے لب رکھتے گھمبیر لہجے میں سرگوشی کی مگر ضرغام خان کے لفظوں سے عقیدت کو اپنے تن بدن میں آگ لگتی محسوس ہوئی

"میں تمہارا قتل کر دوں گی ضرغام— چھچھورے انسان--- ہٹو پیچھے"—ضرغام خان کے حصار میں بن پانی کے مچھلی کی طرح تڑپتے ہوئے چلا کر کہا جس پر ضرغام نے اپنی شدتوں میں اضافہ کرتے عقیدت کو خود میں سختی سے قید کر کہا—عقیدت نے اپنی بائیں کہنی ضرغام خان کے پیٹ میں ماری تو ضرغام خان کی گرفت ہلکی ہوئی تو عقیدت جھٹکے سے حصار توڑتی آٹھ کر سامنے کھڑی ہوئی

جس پر ضرغام خان نے گہری استحاق بھری خمار آلود نظروں سے عقیدت کے ہوش ربا بکھرے سراپے کو دیکھا—

Posted On Urdu Novel Book

گلہ ڈیپ ہونے کی وجہ سے دونوں کندھوں سے سرک چکا تھا۔گولڈن گھنے بال کمر اور کندھوں کے گرد بکھرے ہوئے تھے - چاند سا خوبصورت چہرہ بالوں کی آوارہ لٹو میں چھپا ہوا تھا۔

جبکہ ضرغام خان کی لو دیتی نظروں سے گھبرا کر عقیدت نے نظروں کا زاویہ پھیرنے کی کوشش کی مگر نظریں بے اختیار ہوتی ضرغام خان کے وجیہہ چہرے سے سرکتی گردن سے ہوتی - مضبوط چوڑے سینے پر ان ٹھہری۔سیکس پیک کو دیکھ عقیدت کو اپنے گلے میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوتی محسوس ہوئی

"تم نے جو بھی بکواس کی چاہے وہ غصے میں تھی یا نفرت میں - مگر میں نے جو بھی کہا وہ سچ تھا عقیدت - آج میں ہم دونوں کے درمیان ان سبھی فاصلوں کو سمٹنا چاہتا ہوں۔تمہیں مکمل طور پر اپنا بنا لینا چاہتا ہوں۔تمہاری واپسی کہ ساری راہوں کو اپنی قربت میں قید کر دینا چاہتا ہوں۔تم سے اجازت نہیں مانگو گا۔کیونکہ تمہارا نکاح کے لیے حامی بھرنا۔میرے ساتھ اس رشتے کو ہر طرح سے آگے بڑھانے کے لیے حامی بڑھنا ہی تھا۔مجھے صرف تمہارا ساتھ چاہیے - احتجاج یا مزاحمت نہیں - ورنہ انجام کی زمہ دار تم خود ہوگی"۔عقیدت کی بیوٹی بون پر اپنی انگلی ٹریس کرتے سرد لہجے میں کہا تو ضرغام خان کے سلگتے ہاتھوں کے لمس اور سرد الفاظ سے عقیدت کو اپنے رگ وپے میں سرد لہریں سرائیت کرتی محسوس ہوئیں

Posted On Urdu Novel Book

عقیدت کے بالوں کو اپنی سخت گرفت میں لیتے عقیدت کا چہرہ اپنے روبرو کیا۔ خاموش نظروں سے عقیدت کے خون چھلکاتے چہرے کو گہری معنی خیز نظروں سے دیکھتے ابھی ضرغام خان جھک کر اپنے تشنہ لب عقیدت کے ہونٹوں پر رکھتا کہ باہر سے آتی فائرنگ کی آواز سن ضرغام خان نے جھٹکے سے سر اٹھایا

جبکہ عقیدت کی آنکھیں بھی حیرت سے کھلی رہ گئیں تھیں

"ضرغام۔۔۔ح-حدائق لالا"--- ضرغام خان کی نیلی آنکھوں میں دیکھتے خوشی و حیرت کی ملی جلی کیفیت کے ساتھ کہا تو ضرغام خان نے سختی سے اپنے جبڑے بھینچتے ہاتھ بڑھا کر عقیدت کے کندھوں پر سرکی شرٹ کو ٹھیک کیا۔

عقیدت کو نرمی سے سائیڈ پر کرتے اپنی شرٹ اٹھا کر پہنتے دروازے کی جانب دوڑ لگائی جبکہ ضرغام خان کے پیچھے ہی عقیدت زمین پر بکھرے کانچ کے ٹکروں سے بچتی دروازے کے کی جانب بڑھی

---

پلوشہ کہاں ہے۔۔اپنے کمرے میں تو نہیں ہے۔کشف بیگم نے مقدس بیگم کے کمرے میں داخل ہوتے حیرت سے استفسار کیا تو مقدس بیگم کے ہونٹوں پر مکروہ مسکراہٹ رینگ گئی

Posted On Urdu Novel Book

"ارمغان کے کمرے میں چھوڑ کر آئی ہوں۔۔جتنا جلدی ہو سکے ان کا رشتہ آگے بڑھ جانا چاہیے۔۔نکاح ہو گیا یا دھوم دھام سے شادی ایک ہی بات ہے۔۔اب دیکھنا کیسے آگ لگے گی شاہ خاندان والوں کو۔۔بہرام شاہ آج تو چلا گیا۔۔مگر یقین ہے بہت جلد وہ اپنی بہنوں کو ہمیشہ کے لیے یہاں سے لے جائے گا"۔۔مقدس بیگم کے کہنے پر کشف بیگم نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا

"یہ ارمغان گیا کدھر ہے۔۔ضرغام تو اس کے پیچھے گیا تھا۔۔مگر اب وہ اپنے کمرے میں اپنی بیوی کے ساتھ ہے۔۔اور ان کے کمرے سے چیزیں ٹوٹنے کی بھی اتنی آوازیں آرہی تھیں"۔۔کشف بیگم نے بیڈ پر بیٹھتے حیرت انگیز لہجے میں کہا تو مقدس بیگم کا قہقہہ گونجا

"اوقات یاد دلا رہا ہو گا اس عقیدت کو۔۔بہت ہواؤں میں ہیں نا۔۔ابھی تو اس تھپڑ کا بھی جواب دینا ہو گا عقیدت کو۔۔ایسی جگہ مارو گی کہ پانی بھی نصیب نہیں ہو گا۔۔اور ضرغام گیا تھا ارمغان کے پیچھے۔۔مردان خانے میں تھا ارمغان کہہ رہا تھا تھوڑی دیر میں خود ہی اجائے گا۔۔اسی لیے ضرغام واپس آگیا۔۔ابھی مقدس بیگم آگے کچھ اور کہتی کہ باہر سے آتی گولیوں کی آواز سن دونوں بھونچکا رہ گئیں

"اللہ خیر کرے۔۔یہ کون ہے کمبخت جو اس وقت حویلی میں گولیاں چلا رہا"۔۔کشف بیگم نے دہل کر کہا تو مقدس بیگم نے کوفت سے انہیں دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

"یہ کمبخت حدائق شاہ ہی ہو سکتا ہے۔۔۔گولیاں چلا نہیں رہا ہمیں موت کے گھاٹ اتارنے آگیا ہے"--- مقدس بیگم کے دانت پیس کر کہنے پر کشف بیگم نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے بند دروازے کو دیکھا

حدائق شاہ کا سوچتے ہی انہیں اپنے جسم سے جان نکلتی محسوس ہوئی

---

عائش خان کمرے کا دروازا کھول کر اندر داخل ہوا تو نظریں بیڈ پر پڑے بیگ پر گئی۔۔۔ چہرے پر نارمل تاثرات سجائے قدم ڈریسنگ روم کی جانب بڑھائے جہاں سے کھٹ پٹ کی آوازیں آرہی تھی

ابھی عائش خان ڈریسنگ روم میں داخل ہوتا کہ حوریہ کپڑوں کا انبار اٹھائے اپنی میکسی کو بامشکل سنبھالتی باہر آئی

جسے دیکھ عائش خان نے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دبائے اپنی مسکراہٹ چھپائی

اپنے سامنے کھڑے عائش خان کو نظر انداز کرتے حوریہ نے قدم بیڈ پر پڑے بیگ کی جانب بڑھائے اور پٹکنے کے انداز میں کپڑوں کو بیگ میں رکھا

Posted On Urdu Novel Book

اپنا بلیک کوٹ اتار کر ایک گہری استحاق بھری نگاہ حوریہ شاہ کی پشت پر ڈالتے ہاتھ میں تھامے کوٹ کو لپیٹ کر حوریہ کی کمر کا نشانہ لیا

حوریہ جو چہرے پر سخت تاثرات سجائے۔۔تیزی سے ہاتھ چلاتی کپڑوں کے انبار کو بیگ میں ٹھونسنے میں مصروف تھی۔

اپنی کمر پر ہوئے اس اچانک حملے پر بھونچکا رہ گئی۔۔آنکھیں اور منہ حیرت کی زیادتی سے کھلے رہ گئے۔۔ گردن ترچھی کر کہ عائث خان کو دیکھا جو اب مسکراتی نظروں سے حوریہ کو دیکھتا اپنی شرٹ کی آستینوں کو کہنیوں تک فولڈ کر رہا تھا۔۔حوریہ کے دیکھنے پر آنکھ دبائی تو حوریہ نے ہڑبڑا کر نظروں کا رخ بدلا

چہرہ عائث خان کی حرکت پر تپ اٹھا تھا۔

"گھنا میسنا خان"۔۔۔دانت کچکچا کر بڑبڑا کر کہتے بیگ کی زپ بند نا ہونے پر جھنجھلا کر کچھ جوڑے نکال کر زمین پر پھینکیں

جبکہ ڈریسنگ ٹیبل کی ڈرا سے بام نکالتے عائث خان کی نظریں مسلسل حوریہ شاہ کے دلکش سراپے میں الجھی ہوئیں تھیں۔

بام کی ڈبی کو مٹھی میں دبائے۔۔قدم حوریہ کی جانب بڑھائے جو بیگ کی زپ بند کرتی گہری سانس بھر کر اپنی کامیابی پر مسکرا رہی تھی

Posted On Urdu Novel Book

"تو شروع کریں ہم"--- حوریہ کی کمر کے گرد بازو لپیٹتے—اپنے قریب تر کرتے جھک کر حوریہ کے کان میں گھمبیر لہجے میں سرگوشی کو تو

عائث خان کے اس قدر قریب آجانے پر حوریہ کا دل دھک سے رہ گیا—اپنے پیٹ پر مضبوطی سے لپٹے عائث خان کے ہاتھ کو دیکھتے حوریہ کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑتی محسوس ہوئی

خشک پڑتے ہونٹوں کو تر کرتے گردن ترچھی کر کہ عائث خان کو دیکھنے کی کوشش کی—

مگر عائث خان کو اپنی ہی جانب خمار آلود نظروں سے دیکھتا پا کر—حوریہ کے گال شرم و حیا سے دہک اٹھے

لمبی گھنی پلکیں حیا کے بوجھ سے عارضوں پر سایہ فگن ہو گئی

عائث خان کی جھلساتی سانسوں کی تپش اپنی گردن پر محسوس کرتے حوریہ کو اپنا سانس سینے میں اٹکتا محسوس ہوا

اس سے پہلے وہ عائث خان کی قربت میں پگھلتی-- شام کے مناظر آنکھوں کے پردے کے آگے لہرائے تو طلسمی لمحات کا فسوں چھناکے سے ٹوٹا

Posted On Urdu Novel Book

"مجھے اپنی چیزیں سمیٹنی ہیں ہٹیں پیچھے"۔۔عائث خان کا حصار توڑنے کی کوشش کرتے سرد و سپاٹ لہجے میں کہا تو عائث خان نے سخت نظروں سے اپنے حصار میں بن پانی کے مچھلی کی طرح پھڑپھڑاتی حوریہ شاہ کو دیکھا

ایک ہی جھٹکے میں حوریہ کا رخ بدلتے چہرہ اپنے چہرے کہ بالکل قریب کیا

جبکہ چہرے کے سپاٹ تاثرات پل میں بدل کر پھر سے نارمل ہو چکے تھے۔۔۔

"تم سے زیادہ میں بیقرار ہوں ہمارے ہنی مون کے لیے۔۔مگر اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ تم ہماری سپیشل نائٹ پیکنگ میں برباد کردو۔۔اور ویسے بھی ہنی مون پر میں تمہیں ان بورنگ ڈریسسز میں نہیں دیکھنا چاہتا۔

ہمارے ہنی مون پر تم کیا پہننے والی ہو وہ سب میں پہلے سے ہی ارینج کر چکا ہوں۔۔اگر پھر بھی تمہیں کچھ پسند نا آئے تو کوئی بات نہیں۔

میری شرٹس تو ہوگی نا۔۔اینڈ ایم ڈیم شور کہ تم میری شرٹس میں بہت جان لیوا لگو گی۔۔اسی لیے اس پیکنگ کو یہی چھوڑو۔۔اور مجھے بتاؤ کہاں درد تھا تمہیں شام میں۔۔ تاکہ میں بام لگا سکوں۔۔کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ تمہیں رات بھر میری قربت کے علاوہ کوئی اور درد ستائے۔۔یو نو نا واٹ آئی مین۔۔محبت کا کھٹا میٹھا سا درد"۔۔۔ حوریہ کو سمجھنے کا موقع دیے بغیر سر پر سیٹ ہوئے دوپٹے کو آتار کر بیڈ پر اچھالتے۔۔اپنا ایک بازو حوریہ کی کمر جبکہ

Posted On Urdu Novel Book

دوسرا بازو حوریہ کی گردن کے گرد لپیٹتے۔۔حوریہ کے چہرے پر جھک کر بوجھل خمار آلود لہجے میں کہا-- تو عائث خان کے اس قدر بے باک جملوں اور انداز پر حوریہ کو لگا جسم کا سارا خون سمٹ کر چہرے پر آگیا ہوں

ستم یہ تھا کہ وہ خود کو شرم سے کہی چھپا بھی نہیں سکتی تھی۔۔عائث خان کی گہری بولتی بے باک نگائیں اپنے ہونٹوں پر محسوس کر کہ حوریہ کو اپنے گلے میں کانٹے سے چبھتے محسوس ہوئے

کس قدر عجیب شخص اس کے پلے پڑا تھا۔۔باہر اتنا تماشہ ہو گیا۔۔یہاں بیوی گھر واپس جانے کے لیے پیکنگ کر رہی ہے۔۔مگر وہ ہر بات کو اپنے مطلب کا رنگ دے رہا تھا۔

"مم۔۔مجھے میرے گھر جج-جانا ہے عائث۔۔جب تک لالا آکر کوئی فیصلہ نہیں کرتے میں تب تک وہی رہوں گی۔۔اور اگر لالا نے ہمیں یہاں واپس آنے سے منع کیا تو شاید ہمیشہ کے لیے"۔۔ڈھکے چھپے لفظوں میں اپنی بات بتاتے نظریں اٹھا کر عائث خان کی سنجیدہ نظروں میں دیکھا

"تم مجھے چھوڑنے کی بات کر رہی ہو"۔۔دونوں ہاتھ حوریہ کی کمر پر باندھتے۔۔سرد و سپاٹ لہجے میں ٹھہر ٹھہر کر استفسار کیا تو عائث خان کے سرد رویے پر حوریہ کا دل دھک سے رہ گیا۔

Posted On Urdu Novel Book

"میرے ہی سامنے تم مجھے اپنا اور اپنے بھائی کا فیصلہ سنا رہی ہو کہ تم مجھے چھوڑ رہی ہو یا شاید چھوڑ دو گی۔۔یعنی کہ تمہیں اپنی سانسیں عزیز نہیں ہے۔۔یا بہت جلد ہی تم زندگی سے اکتا گئی ہو۔۔جو یوں مرنے کی باتیں کر رہی ہو"۔۔حوریہ کی شہہ رگ پر اپنا انگھوٹھا پھیرتے۔۔پراسرار لہجے میں پھنکارتے ہوئے کہا

تو عائث خان کے اس قدر شدید ردعمل۔۔ اور عائث خان کی دہکتی سانسوں کی تپش اپنے چہرے پر محسوس کر کہ حوریہ نے سختی سے اپنی آنکھیں میچتے کپکپاتے ہاتھوں سے عائث خان کی سفید شرٹ کو سامنے سے مٹھیوں میں دبوچا

"نن۔۔نہیں میرا مطلب وہ عائث۔۔رس۔رسم ہوتی نا شش۔۔شادی کے نیکسٹ ڈے دلہن جاتی نا واپس"--- عائث خان کے بگڑے تیور دیکھ جلدی سے بات سنبھالنے کی کوشش کرتے مدھم لہجے میں کہا

کیونکہ وہ جتنی مرضی بہادر بنتی یا بلنٹ تھی۔۔نا اس کی اپنے بھائیوں کے سامنے زبان کھلتی تھی۔

اور عائث خان کے سامنے وہ جو دل میں آتا کہہ تو جاتی تھی۔۔مگر اب اس گھنے میسنے خان کے خطرناک تیور دیکھ حوریہ کو اپنی جان لبوں پر محسوس ہو رہی تھی

Posted On Urdu Novel Book

اوپر سے اس خان کی غصے سے سرخ پڑتی آنکھیں۔۔حوریہ کے رہے سہے اوسان بھی خطا کر رہی تھی۔

اسے تو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کونسی عورتیں ہوتی ہیں۔۔جو شوہر غصے میں ہوتا تو آگے سے پورا مقابلہ کرلیتی تھیں۔۔یہاں تو صرف سرد لہجہ اور سرخ آنکھیں دیکھ ہی وہ پل میں اپنی بات سے بدلی تھی

کیونکہ اس کا کمرے سے زندہ سلامت نکلنے کا ارادہ تھا۔۔ورنہ اس خان کا کیا بھروسہ تھا۔۔دو بار تو وہ مرنے کا کہہ چکا تھا کیا پتہ تیسری بار کہنے کی بجائے سیدھا اوپر ہی بھیجتا

دل میں عقیدت کو دو سو سلواتوں سے نوازا۔۔کیونکہ وہی اسے بہادر بننے۔۔حق کے لیے بولنے۔۔دوسروں کا منہ بند کروانے کے مشورے دیتی رہتی تھی۔۔اس کا ہی کہنا تھا کہ جب سچ بولوں۔۔سچ کے لیے لڑو تو یہ مت دیکھو کہ سامنے کون ہے۔

اور اب جو وہ بولتی تھی تو سچ میں بھول جاتی تھی کہ سامنے والا کون ہے۔۔اور اب وہ سامنے والا خونخوار تاثرات چہرے پر سجائے حوریہ کے بولنے کا انتظار کر رہا تھا۔

اور حوریہ کا دل کر رہا تھا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے

"تمہارا بھائی یا ماں واپس لے کر گئی تھی جو تم اکیلے واپس جانے کی بات کر رہی ہو"۔۔سخت لہجے میں سوال پوچھا تو حوریہ نے بے ساختہ نفی میں گردن ہلائی

Posted On Urdu Novel Book

جبکہ اپنی کمر پر دھنستی عائث خان کی انگلیوں کے جان لیوا لمس پر وہ مزاحمت بھی نہیں کر پارہی تھی

"تو اب تم اکیلے واپس جانا چاہتی ہو۔۔بھیجو تمہیں واپس"۔۔۔عائث خان کے پھر سے کرخت لہجے میں کیے گئے سوال پر حوریہ نے بےبسی سے منہ بسورتے نفی میں سر ہلاتے

سر عائث خان کے سینے سے ٹکا دیا

اب وہ کہاں جاتی۔۔۔اس پاگل شخص سے وہ الجھ نہیں سکتی تھی۔۔۔وہ جانتی تھی جو سوال وہ کر رہا ہے اگر ان کے جواب وہ نا ہوئے جو وہ سننا چاہتا ہے تو وہ حشر برپا کر دے گا۔

"تو میری جان یہی بات پہلے تم مجھ سے پوچھ لیتی۔۔پہلے ہی کمر میں درد تھا۔۔۔اور پھر تم نے یہ خامخواہ کی محنت کی"۔۔۔ حوریہ کا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے۔۔۔حوریہ کے ماتھے پر نرمی سے اپنے لب رکھتے۔۔۔مسکرا کر کہا تو حوریہ نے گہری سانس بھرتے منہ بسور کر عائث خان کے وجیہہ چہرے کو دیکھا۔۔ عائث خان کے حصار میں کھڑی وہ کوئی نازک سی گڑیا ہی لگ رہی تھی۔۔۔جبکہ چھ فٹ سے نکلتا قد۔۔۔مضبوط چوڑے سینے اور کسرتی بازوؤں کے حصار میں حوریہ کو قید کیے۔۔۔چہرہ اپنے سینے میں چھپی حوریہ کے چہرے پر جھکائے حوریہ کو وہ کوئی خاموش رہنے والا ظالم دیو ہی لگا

Posted On Urdu Novel Book
حوریہ کی نظر میں اگر وہ خاموش رہتا تھا تو بہت اچھا تھا۔۔کیونکہ اس شخص کے پاس صرف الفاظ نہیں۔۔الفاظ کے جال تھے--- وہ لفظوں کے جال میں انسان کو الجھا کر اپنی من مانی کرنے والا شخص تھا---

وہ سنگر تھا۔۔اور حوریہ کو اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ اتنا مقبول کیوں تھا۔۔وہ لفظوں کے ساتھ ہیر پھیر کر کہ ۔ لفظوں کے ساتھ کھیلتے لوگوں کے دلوں میں۔ اتر جاتا تھا--

اور اپنے بے باک لفظوں کی سرگوشیوں سے وہ حوریہ کے معصوم سے دل کو دہلا کر رکھ دیتا تھا۔

"عائث مم۔۔میں چینج کر لوں ایکچولی میں بہت انکمفرٹیبل فیل کر رہی ہوں"۔۔عائث خان کی لو دیتی جذبوں سے چور آنکھوں سے گھبرا کر مدھم لہجے میں کہا تو عائث خان نے نفی میں سر ہلاتے حوریہ کو خود میں بھینچ لیا

"نہیں چینج کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ابھی تو میں نے تمہیں جی بھر کر دیکھا بھی نہیں ۔ ابھی تو تمہیں جی بھر کر دیکھنا باقی ہے ۔ تمہارے جان لیوا حسن کو خراج تحسین پیش کرنا ہے۔۔تمہاری روح میں شامل ہو کر تمہیں اپنے رنگ میں رنگنا ہے۔۔ابھی تو بہت کچھ باقی ہے جانِ عائث اور تم ابھی سے فرار چاہ رہی ہو"--- جھک کر نرمی سے حوریہ کو اپنی بانہوں میں اٹھاتے قدم بیڈ کی جانب بڑھاتے خمار آلود لہجے میں سرگوشی کی۔۔جھک کر اپنے لب

Posted On Urdu Novel Book

حوریہ کی چھوٹی سی ناک پر رکھتے حوریہ کو بیڈ پر لٹایا تو حوریہ نے اپنے خشک پڑتے ہونٹوں کو تر کرتے پلکوں کی باڑ اٹھا کر عائث خان کو دیکھا

جو استحاق بھری گہری نظروں سے حوریہ کے دلکش سراپے کو دیکھتے۔۔ہاتھ میں تھامی بام کی ڈبی کا ڈھکن کھول کر سائیڈ ٹیبل پر رکھ چکا تھا۔

بام ڈھکن کے قریب رکھتے اپنی شرٹ کی آستینوں کو کہنیوں تک فولڈ کرتے۔۔شرٹ کے اوپری بٹن کھولے

عائث خان کی شرٹ کے کھلے بٹنوں سے جھانکتے مضبوط چوڑے سینے پر نظر آتے بالوں کو دیکھ حوریہ شاہ نے بے ساختہ اپنی نظروں کو رخ پھیرتے بیڈ کے دوسری جانب کھسکنے کی کوشش کی

"آہہ"۔۔۔ابھی حوریہ آگے ہوتی اس سے پہلے ہی عائث خان نے جھک کر اپنا مضبوط کسرتی بازو حوریہ کی کمر کے گرد لپیٹتے اسے بیڈ پر اوندھے منہ لٹا کر اس پر جھک آیا

اس اچانک ہونے والی افتاد اور اپنی کمر پر رینگتی عائث خان کی انگلیوں کے جان لیوا لمس پر حوریہ کی چیخ بے ساختہ تھی جس سے لاپرواہ بنتے عائث خان نے مسکرا کر حوریہ شاہ کے بالوں پر اپنے لب رکھے

"عائث مم۔۔میں بالکل ٹھیک ہوں اس کی ضرورت نہیں پلیز رہنے دیں"۔۔عائث خان کے ہاتھ کی پشت کو اپنی میکسی کے ڈیپ گلے سے نظر آتی کمر پر رینگتے محسوس کر کہ التجائیہ لہجے میں کہا تو عائث خان نے خاموش نظروں سے اپنی حصار میں قید نازک مومی وجود کو دیکھا

"لیکن جو تکلیف تمہیں میری وجہ سے ہوئی۔۔اس کا ازالہ بھی تو کرنا ہے نا جانِ عائث"۔۔ بنا حوریہ کو سمجھنے کا موقع دیے ایک جھٹکے میں میسکی کی زپ کھولتے بوجھل لہجے میں جواب دیا تو حوریہ نے ہڑبڑا کر اپنے ہاتھ پیچھے کر کہ اپنی کمر کو چھپانے کی کوشش کی

مگر عائث خان کے ہاتھوں کی سخت گرفت اپنی کلائیوں پر محسوس کر کہ شرم و حیا سے سختی سے اپنی آنکھیں میچتے چہرہ تکیے میں چھپا لیا

مزاحمت کرتے ہاتھوں کو ڈھیلا چھوڑا تو عائث خان کے عنابی ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی نظریں حوریہ کی کلائیوں سے ہوتی دودھیاں کمر پر سرکی تو عائث خان کو اپنے گلے میں کانٹے سے چبھتے محسوس ہوئے

آنکھوں میں جذبات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر لیے۔۔۔بے خود ہوتے اپنے لب حوریہ کے کندھے پر رکھے

عائث خان کے جان لیوا ہونٹوں کے لمس۔ مونچھوں کی چبھن اور دہکتی سانسوں کی تپش محسوس کر کہ حوریہ کو اپنی جان ہوا ہوتی محسوس ہوئی

Posted On Urdu Novel Book

تبھی عائث خان نے خمار آلود نظروں سے حوریہ کے کپکپاتے وجود کو ہاتھ کی انگلیوں پر بام لگاتے گہری نظروں سے حوریہ کے لرزتے وجود کو دیکھتے ـــ نرم انگلیوں کو حوریہ کی کمر پر پھیرا تو حوریہ شاہ نے جھٹکے میں رخ بدلتے چہرہ عائث خان کے سینے میں چھپا لیا

کمرے کی معنی خیز خاموشی میں دونوں کی ہنگم ہوئی دھڑکنوں کا شور رقص پیدا کر رہا تھا ـــ دھونکنی کی مانند چلتی حوریہ کی سانسوں کو محسوس کر کہ عائث خان نے خمار آلود نظروں سے خود میں چھپی ـــ گہری سانسیں لیتی حوریہ شاہ کو دیکھتے بام کی ڈبی دور اچھالتے دونوں بازو حوریہ کی کمر کے گرد لپیٹتے اسے خود میں بھینچ لیا

" عائث پلیز نن ـــ نہیں مجھ سے یہ مم ـــ مطلب میں مجھے شرم آرہی ہے"--- ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں بات کہنے کی کوشش کرتے آخر میں روانگی میں اپنی بات کہی تو کمرے کی خاموشی فضا میں عائث خان کا دلکش قہقہہ گونجا جس پر حوریہ نے شرمندگی سے اپنی آنکھیں سختی سے میچتے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دبایا

"انہیں شرم و حیا کے پردوں کو تو ہمارے درمیان سے ہٹانے کی کوشش کر رہا ہوں ـــ میری بے باکیوں اور شدتوں پر شرماؤ ـــ مگر شرما کر مجھ سے دور نہیں مجھ میں سمٹ جانا حوریہ ـــ تمہارا دور جانا مجھے شرم و حیا میں بھی قبول نہیں" ـــ حوریہ کے ہاتھوں کی انگلیوں میں اپنے ہاتھ کی انگلیاں الجھاتے ـــ حوریہ کے ہاتھوں کو بیڈ پر دائیں بائیں جانب لاک کرتے ـــ حوریہ

Posted On Urdu Novel Book

کے چہرے پر جھکتے شدت بھرے لہجے میں ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا تو حوریہ نے حیرت سے عائث خان کی چاکلیٹ براؤن آنکھوں میں نظر آتے جنون کو دیکھا

"میں آپ سے دور نہیں جاسکتی عائث۔۔یہ میرے بس میں نہیں ہے۔۔مجھے آپ سے کوئی طوفانی محبت نہیں ہے۔۔مگر اس رشتے کو نبھانے کے لیے میں کسی بھی طوفان کا مقابلہ کر سکتی ہوں۔۔یہ رشتہ میرے باپ نے جوڑا تھا۔۔میں اس سے انجان تھی۔۔بھٹک گئی تھی۔۔ مگر جس دن سے اس رشتے کو جانا ہے۔۔یہ رشتہ میرے لیے دنیا کے ہر رشتے سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔۔لیکن کل سے سب بدل گیا میرے لیے یہ رشتہ نہیں اس رشتے میں جڑا شخص جو میری روح کا حصہ ہے۔۔وہ بھی مجھے جان سے عزیز ہو گیا ہے۔

کبھی کبھی طوفانی محبت ہونا ضروری نہیں ہوتا۔۔وہ رشتہ جو آپ کو جوڑتا ہے۔۔دو جسموں کو ایک جان بناتا ہے۔۔اس کا احساس ہونا اس کا آپ کے لیے اہم ہونا ضروری ہوتا ہے۔۔ میرے لیے آپ سے بڑھ کر کچھ نہیں عائث۔۔میرے لیے سانسوں سے زیادہ ضروری ہو گئے ہیں آپ"۔۔عائث خان کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے نرم لہجے میں کہتی وہ عائث خان کو سرشار کر گئی تھی۔

حوریہ کے مان بھرے محبت کے اظہار کی تاثیر عائث خان کو اپنے رگ و پے میں سرایت کرتی محسوس ہوئی

Posted On Urdu Novel Book

عائث خان نے بے ساختہ جھکتے حوریہ کے ماتھے پر اپنا شدت بھرا لمس چھوڑتے۔۔حوریہ کے چہرے کو جابجا اپنے شدت بھرے لمس سے مہکا دیا

ابھی عائث خان جھک کر حوریہ کی بے ترتیب ہوئی سانسوں میں اپنی سانسیں الجھاتا کہ باہر سے آتی فائرنگ کی آواز پر عائث خان نے جھٹکے سے سر اٹھایا

" سالے تیری تو"۔۔حدائق شاہ کو سوچتے عائث خان نے دانت پیستے گالی دینی چاہی مگر حوریہ کو ہونکوں کی طرح اپنی جانب منہ کھولے تکتے دیکھ سر جھٹکتے جھک کر حوریہ کے نیم واہ ہونٹوں کو اپنی سخت گرفت میں لیتے۔۔شدت بھرا لمس چھوڑ کر ایک جھٹکے میں پیچھے ہوا بنا حوریہ کو سمجھنے کا موقع دیے حوریہ کی کمر کے گرد بازو لپیٹتے۔۔اسے ایک بار پھر سے اوندھے منہ کرتے احتیاط سے میکسی کی زپ بند کرتے پیچھے ہوا

"باہر آؤ تو اچھے سے دوپٹہ اوڑھ کر آنا۔۔یا ڈریس چینج کر کہ آنا۔۔ورنہ یہ نا ہو تمہارے بھائی کو چھوڑ کر میں تمہاری ٹانگیں توڑ دوں"۔۔سخت لہجے میں کہتا جلدی سے کبرڈ کے ڈرا سے اپنی پسٹل لیتا باہر کی جانب بڑھا

جبکہ حوریہ حق دق سی نا سمجھی سے کمرے کا دروازا کھول کر باہر جاتے عائث خان کو دیکھ رہی تھی۔۔

Posted On Urdu Novel Book

پھر سمجھ آنے پر جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھی۔ڈریس چینج کرنے کا وقت تو تھا نہیں۔اسی لیے میکسی کے ساتھ کا دوپٹہ اٹھا کر جلدی سے خود کے گرد لپیٹتی باہر کی جانب بڑھی

---

ارمغان خان نے دکھتے سر کو دائیں ہاتھ کی انگلیوں سے دباتے ایک نظر لاونج میں لگی گھڑی پر وقت دیکھا تو رات کے بارہ دیکھ گہری سانس بھرتے قدموں کا رخ اپنے کمرے کی جانب کیا

دروازے کا ہینڈل گھماتے۔درواہ کھول کر اندر داخل ہوا

ارادہ کمرے میں داخل ہوتے بستر پر گرتے نیند کی وادیوں میں کھو جانے کا تھا۔کیونکہ اتنے دنوں سے وہ ذہنی اذیت میں مبتلا تھا

سلویٰ شاہ کو کھونے کا احساس سانپ کی طرح ڈس رہا تھا۔اور آج سلویٰ شاہ کی آنکھوں میں نمی دیکھ ارمغان خان کو اپنی سانسیں رکتی محسوس ہو رہی تھی۔

وہ تو لوگوں پر جان دینے والا شخص تھا--- رشتوں پر مرمٹنے والا تھا۔ اور یہاں تو بات سلویٰ شاہ کی تھی جو ارمغان خان کو پہلی بار میں ہی اپنی سانسوں سے قریب ترین محسوس ہوئی تھی۔جو عائث خان کے خاموش دل میں ہلچل مچاگئی تھی۔وہ جو کسی کا پابند نہیں تھا وہ پہلی جھلک میں ہی سلویٰ شاہ کی محبت کا پابند ہوگیا تھا۔وہ جو اپنی سحر انگیز شخصیت سے

Posted On Urdu Novel Book

لوگوں کو اسیر کر دیتا تھا۔۔۔وہ سلویٰ شاہ کی گرے آنکھوں کا اسیر ہو کر اپنا سب کچھ اس کے آگے ہار چکا تھا۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی کسی اور وجود کی خوشبو کو کمرے میں محسوس کر کہ ارمغان خان نے جھٹکے سے گردن موڑ کر بائیں جانب بیڈ کی پائنتی کے قریب سر جھکائے سادہ سے کاٹن کا لائٹ پنک سوٹ پہنے بیٹھی پلوشہ خان کو دیکھا

پلوشہ خان کو اپنے کمرے میں دیکھ ارمغان خان کا دل کیا یا تو خود کو شوٹ کر لے یا تو اس بیوقوف لڑکی کو

اگر جو حدائق شاہ کو خبر ہو جاتی کہ پلوشہ خان بیوی کی حیثیت سے ارمغان خان کے کمرے میں ہے تو وہ پاگل انکی شخص وجہ بعد میں پوچھتا پہلے ارمغان خان کے وجود کو گولیوں سے چھلنی کرتا۔

اور دوسری ارمغان خان کی روٹھی محبت اگر اسے بھنک بھی پڑ جاتی کہ پلوشہ اس کے کمرے میں کس حیثیت سے آئی تھی۔۔۔وہ تو ارمغان خان کو گنجا کر دیتا۔

اپنی سوچ پر بے ساختہ جھرجھری لیتے ارمغان خان نے چہرے پر خطرناک تیور سجائے قدم پلوشہ خان کی جانب بڑھائے

Posted On Urdu Novel Book

"دماغ سے پیدل لڑکی یہاں کیا کر رہی ہو فوراً نکلو یہاں سے۔۔کیوں مجھے مروانے پر تُلی ہوئی ہو پلوشے"۔۔۔ پلوشہ کی جانب بڑھتے دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تو پلوشہ ارمغان خان کی سخت آواز سن کر ہڑبڑا کر اپنی جگہ سے اٹھی

"لالا۔۔۔وہ ماں جی زبردستی چھوڑ گئی ہیں"۔۔۔نیلی موٹی موٹی رونے کے باعث نم ہوئی آنکھوں میں سرخ ڈورے لیے۔۔۔لمبی خمدار نم پلکوں کو جھپکتے۔۔۔معصومیت سے سر جھکائے جواب دیا تو ارمغان خان نے مٹھیاں بھینچ کر اپنے اشتعال پر قابو پانے کی کوشش کی

پلوشہ کق وہ نکاح ہونے سے پہلے ہی میسج کر کہ بتا چکا تھا کہ یہ نکاح صرف ایک دکھاوا ہے۔۔۔نکاح پڑھوانے والا عائث خان کے ڈرائیور کا بیٹا ہے۔۔۔ارمغان خان نے صاف لفظوں میں پلوشہ سے کہا تھا کہ وہ تینوں بھائی جانتے ہیں کہ یہ ڈرامہ وہ کسی کے کہنے پر کر رہی ہے۔۔

جب تک ضرغام اور عائث کی شادی نہیں ہو جاتی انہیں وہی کرنا ہے جو مقدس بیگم اور کشف بیگم چاہتی ہیں

کیونکہ وہ شادی میں کوئی بدمزگی نہیں چاہتے۔۔۔ اور ارمغان جانتا تھا کہ وہ حدائق شاہ سے محبت کرتی ہے۔۔۔وہ اتنا بڑا قدم اٹھا تو چکی ہے مگر نکاح وہ کبھی نہیں کر پائے گی۔۔۔وہ خود کو

Posted On Urdu Novel Book

کوئی تکلیف نا پہنچا لے اسی لیے لاکھ غصے کے باوجود بھی وہ ضرغام اور عائث کو بتائے بغیر پلوشہ کو نکاح کی حقیقت بتا چکا تھا کہ یہ نکاح نکلی ہو گا

عائث تو اتنے دنوں سے مسلسل حدائق سے رابطہ کرنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہا تھا۔۔ نجانے بہرام شاہ نے اسے کہاں چھپایا تھا کہ وہ ارد گرد کے گاؤں۔۔جس جس شہر بہرام شاہ جاتا تھا وہاں کا چپا چپا چھان چکے تھے--- مگر حدائق شاہ کے بارے میں کچھ پتہ نہیں چل سکا تھا

جبکہ اس سب کے دوران ارمغان خان کو اپنی جان کے لالے پڑے ہوئے تھے۔۔جتنا وہ سب کو گھماتا تھا اب قسمت نے ساری کسریں ایک ساتھ ہی پوری کر دی تھی۔۔ایک طرف ہونے والا سالا تھا۔۔اور دوسری جانب اس سالے کی تایا زاد بہن جو شاید ارمغان خان کو کچا ہی چبا جائے گی

سلویٰ شاہ کی ناراضگی۔۔اس کی بے رخی اور سب سے زیادہ سلویٰ شاہ کی آنکھوں میں خود کو بیووفا دیکھ کر ارمغان خان کو اپنا آپ انگاروں پر لوٹتا محسوس ہو رہا تھا۔

" تم کیوں اپنی اور میری جان کی دشمن بن رہی ہو پلوشے۔۔تمہیں تو وہ دونوں بہن بھائی کچھ کہے نا کہے۔۔مجھ معصوم کو بخشے گے نہیں۔۔اب چلو اپنے روم میں۔۔تائی جان سے میں خود بات کر لوں گا صبح۔۔اب چلو"--- سر جھکائے تھر تھر کانپتی پلوشہ کو دیکھ اپنے سخت

Posted On Urdu Novel Book

صبر حتی الامکان ضبط کرتے۔۔دانت پیستے ہوئے کہا مگر پلوشہ کو مسلسل سر جھکائے کھڑے دیکھ ارمغان خان نے جھنجھلاتے ہوئے آگے بڑھ کر پلوشہ کی کلائی کو اپنی سخت گرفت میں لیتے قدم باہر کی جانب بڑھانے چاہے

مگر اس سے پہلے ہی کمرے کا دروازا دھاڑ کی آواز سے کھلا

جس پر ارمغان خان نے سختی سے اپنی آنکھیں میچ کر آنے والے طوفان کے لیے خود کو تیار کیا

---

اپنے سامنے سیاہ شلوار کرتا پہنے۔۔چھ فٹ سے نکلتا قد۔۔ماتھے پر بے ترتیبی سے بکھرے سیاہ سلکی بال۔۔چہرے پر چٹانوں سے سختی اور نیلی سمندر سی آنکھوں میں جنون کی آگ لیے۔۔مونچھوتلے سختی عنابی ہونٹوں کو سختی سے بھینچے۔۔دائیں ہاتھ میں پسٹل تھامے۔۔لہو چھلکاتی آنکھیں پلوشہ خان کی پھٹی پھٹی آنکھوں میں گاڑھے مضبوط قدم لیتا پلوشہ کی جانب بڑھا

نظریں پلوشہ خان کے سراپے سے ہوتی پلوشہ کی دائیں کلائی پر آئی تو حدائق شاہ کے ضبط کی طنابیں پل میں ٹوٹی

Posted On Urdu Novel Book

بائیں ہاتھ کی مٹھی سختی سے بھینچتے قہر بھری نگاہ ارمغان خان کے ہاتھ پر ڈالتے جس سے وہ پلوشہ کی کلائی تھامے کھڑا تھا--- بنا دونوں کو سمجھنے کا موقع دیا حدائق شاہ ارمغان خان کے بائیں بازو پر گولی ماری تو کمرے میں چھائے موت سے سناٹے میں گولی کی آواز کے ساتھ پلوشہ خان کی دلخراش چیخ گونجی

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔ www.kitabnagri.xyz

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

Posted On Urdu Novel Book

جبکہ ارمغان خان نے تکلیف کی زیادتی سے سختی سے ہونٹ بھینچتے۔۔پلوشہ کی کلائی چھوڑتے اپنے زخم پر مضبوطی سے ہاتھ رکھا

"لالا۔۔تم غلط"--- حدائق شاہ کے خطرناک تیور دیکھتے ارمغان خان نے جبڑے بھینچ کر کہنا چاہا مگر حدائق شاہ کی سخت نظروں کی گھوری پر چپ خاموش ہوگیا

"دوبارا یہ حرکت انجانے میں بھی نا کرنا چھوٹے خان"۔۔حدائق شاہ کے دبے دبے لہجے میں غرا کر کہنے پر پلوشہ نے اپنے ہونٹوں پر دونوں ہتھیلیاں جما کر اپنی چیخ کا گلا گھونٹا

جس پر حدائق شاہ نے ناگواری سے پلوشہ کی جانب دیکھا

تبھی حدائق شاہ نے دو قدم کے فاصلے کو سمیٹتے پلوشہ کی کلائی کو اپنی سخت گرفت میں لیتے قدم باہر کی جانب بڑھائے

"نن۔۔نہیں مم۔۔مجھے نہیں جانا آپ کے ساتھ"--- حدائق شاہ کی جھلسا دینے والی سخت گرفت۔۔۔اور حدائق شاہ کے خطرناک تیور دیکھ کر پلوشہ کو اپنی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھاتا محسوس ہوا تھا

اس نے کبھی حدائق شاہ کو دیکھا نہیں تھا۔۔مگر وہ اس کا کزن تھا۔۔ذہن کی بھولی بھٹکی یادوں میں اس کے چہرے کے نقوش یاد تھے۔۔

Posted On Urdu Novel Book

پلوشہ کو اتنا یاد تھا تب وہ بہت رحم دل ہوا کرتا تھا۔۔سب کہتے تھے بہرام اور حدائق کی عادتیں ملتی ہیں۔۔اور پلوشہ نے جب جب بہرام شاہ کو دیکھا تھا اس کے چہرے پر پرسکون نرم مسکراہٹ ہوتی تھی۔۔جس سے اسے یہی لگتا تھا کہ حدائق شاہ بھی اس کے خوابوں کے شہزادے کی طرح رحم دل ہو گا۔۔جس کی آنکھوں اور باتوں سے صرف بہت جھلکتی ہو گی۔ مگر آج اپنے سامنے دیو قامت جسامت۔۔چہرے پر چٹانوں سی سختی لیے۔۔قہر بھری آگ برساتی نظروں سے خود کو دیکھتے۔۔حدائق شاہ کو دیکھ پلوشہ کو اپنے ننھے سے دل کو سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا۔

وہ مزاحمت کر رہی تھی۔۔مگر حدائق شاہ کام لپیٹے ناک کی سیدھ میں چلتا پلوشہ کو اپنے ساتھ گھسیٹے جا رہا تھا۔

---

"ہاتھ چھوڑو میری بہن کا حدائق"--- وہ سیڑھیاں اتر کر نیچے لاونج میں آئے تو پیچھے سے سیڑھیاں اترتے ضرغام خان نے چلا کر کہا تو حدائق شاہ پلوشہ کی کلائی پر گرفت سخت کرتا۔ - جھٹکے سے ایڑھیوں کے بل گھوم کر رخ ضرغام خان کی جانب کیا

نظریں ضرغام خان کی آنکھوں میں گاڑھے اپنے ہاتھ کو جھٹکا دے کر پاس کھڑی پلوشہ خان کو اپنے حصار میں لیا

Posted On Urdu Novel Book

جس پر ضرغام خان نے خون چھلکاتی نظروں سے حدائق شاہ کو دیکھا

جبکہ پلوشہ اپنے بھائی کے سامنے اس شخص کی بے باکی پر کان کی لو تک سرخ پر گئی تھی

"لالا پلوشہ کا ہاتھ چھوڑیں۔۔بیٹھ کر بات کرتے ہیں"۔۔۔ضرغام خان کے خطرناک حد تک سرخ پڑتے چہرے اور پلوشہ خان کے تھر تھر کانپتے وجود کو دیکھ ضرغام خان کے بائیں جانب کھڑی ہوتی عقیدت نے نرم لہجے میں کہا

تب تک مقدس اور کشف بیگم بھی بائیں وہی آگئی تھیں۔۔۔عائث خان تیزی سے سیڑھیاں اترتا ضرغام کی سائیڈ سے گزرتا حدائق شاہ کے سامنے جا کر کھڑا ہوا

جبکہ اپنی میکسی کو بامشکل سنبھالتی حوریہ بھی تیزی سے سیڑھیاں اتر کر نیچے آئی تو آگے کا منظر دیکھ اس کا دل چاہا اپنا ماتھا پیٹ لے

مجال تھی جو ان لوگوں کی بے چین روح کو ذرا سکون ہو

"شاہ ہاتھ چھوڑ میری بہن کا"۔۔۔عائث خان کی گرجدار آواز لاونج میں گونجی تو حدائق شاہ نے استہزائیہ نظروں سے عائث خان کو دیکھا جس پر عائث خان نے مٹھیاں بھینچ کر اپنے اشتعال پر بامشکل قابو پانے کی کوشش کی

"میں تمہاری بہن کا ہاتھ چھوڑو گا تو کیا تم میری بہن کو چھوڑ دو گے"۔۔۔عائث خان سے بھی زیادہ گرجدار آواز میں دھاڑتے ہوئے کہا تو مقدس اور کشف بیگم نے دہل کر اپنے سینے پر ہاتھ رکھا

"اگر ہاتھ تھامنے کا اتنا شوق تھا تو کہا غائب تھے۔۔۔کتنی کوشش کی تم سے رابطہ کرنے کی۔۔۔اگر اتنی محبت تھی تب آتے حدائق شاہ"۔۔۔ضرغام خان نے قدم آگے بڑھاتے دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تو حدائق شاہ نے بائیں ہاتھ میں تھامی پسٹل کو اپنی کنپٹی پر رکھتے پر سوچ نظروں سے ضرغام خان کے خون چھلکاتے چہرے کو دیکھا

اور پھر طنزیہ مکسراتے قہر آلود نظروں سے مقدس بیگم کو

"اگر میری ساسوں ماں مجھے ہاسپٹل بھیجنے کا انتظام نا کرتی تو یقین مانو۔۔۔میں اس دن یہاں آ بھی جاتا اور تمہاری بہن کو ہمیشہ کے لیے اپنا بنا کر یہاں سے کہی دور لے جاتا۔۔۔اور آج کے دن تمہیں فون کر کہ بتاتا کہ خان میں باپ بننے والا ہوں۔۔۔مگر تمہاری ماتا شیری نے میرے ارمانوں کا قتل کر دیا یار"۔۔۔چہرہ جھکائے تاسف سے گردن ہلاتے دکھ بھرے لہجے میں کہا تو اپنے بھائی کی بے باکی پر اپنے شوہر کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ عقیدت کا دل چاہا وہ خود یہاں سے کہی فرار ہو جائے مگر وہ ایسا کر بھی نہیں سکتی تھی

Posted On Urdu Novel Book

"ج- جھوٹ بول رہا ہے—مم—میں نے کچھ بھی نہیں کیا"— حدائق شاہ کی سرد نظریں خود پر محسوس کر کہ مقدس بیگم نے منمناتے ہوئے کہا تو ضرغام خان نے افسوس بھری نظروں سے اپنی ماں کو دیکھ گہری سانس بھرتے حدائق شاہ کو دیکھا

"لالا مم—میرا—ہاتھ چچ- چھڑوائیں"—سب کو ایک دوسرے کی جانب دیکھتا پا کر پلوشہ خان نے روتے ہوئے کہا تو حدائق شاہ نے جبڑے بھینچ کر خون چھلکاتی نظروں سے پلوشہ کو دیکھا کہ بچاری حدائق شاہ کی نظروں کو دیکھ ہی چپ سادھ گئی

اس سے پہلے عائث یا ضرغام آگے بڑھتے عقیدت جلدی سے حدائق کی جانب بڑھی

"لالا ہاتھ چھوڑیں وہ بہت معصوم ہے ڈر جائے گی آپ سے"—حدائق شاہ کے ہاتھ سے زبردستی پلوشہ کی کلائی چھڑواتے عقیدت نے منت بھرے لہجے میں کہا تو حدائق شاہ نے جھٹکے سے پلوشہ کو خود سے دور کیا کہ وہ بچاری بامشکل گرتے گرتے بچی

"لالا"—درد سے کراہتی آواز پر ضرغام اور عائث نے جھٹکے سے چہرہ موڑ کر پیچھے دیکھا تو ارمغان خان کے لہو لہان بازو کو دیکھا ان دونوں کو ایسا لگا جیسے حویلی کی چھت سر پر آن گری ہو

"چھوٹے خان"--- ضرغام خان کی دل دہلا دینے والی دھاڑ لاونج میں گونجی تو حدائق شاہ نے کوفت سے ان سب کو دیکھتے صوفے پر جا کر جگہ سنبھالی

Posted On Urdu Novel Book

"یو سالے۔۔۔کمینے انسان تیری ہمت کیسے ہوئی میرے بھائی پر گولی چلانے کی"--- ضرغام کو ارمغان کی جانب بڑھتا دیکھ۔۔۔عائث خان لمبے لمبے ڈنگ بھرتا صوفے کی پشت پر دونوں ہاتھ پھیلائے کروفر سے بیٹھے حدائق شاہ کی جانب بڑھا

ابھی وہ جھک کر حدائق شاہ کے کالر کو اپنی مٹھیوں میں دبوچ کر اپنے روبرو کھڑا کرتا اس سے پہلے ہی حدائق شاہ نے اپنی دائیں ٹانگ کو سیدھے کرتے عائث خان کے پیٹ پر وار کیا کہ وہ لڑکھڑاتے ہوئے چند قدم پیچھے ہوا

"گالی نہیں خان--- گالی تو میں نے اپنے باپ سے لاڈ میں نہیں سنی تھی۔۔۔اور ہمت کی تو بات ہی مت کرو۔۔۔پلوشہ خان صرف اور صرف میری ہے۔۔۔پھر چاہے کوئی اس سے ڈارمہ رچائے شادی کا یا سچ میں ایسا سوچے۔۔۔میرے لیے وہ دونوں ہی واجب القتل ہیں۔۔۔اگر یہاں ارمغان خان کی جگہ کوئی اور ہوتا تو یقین مانو۔۔۔وہ کب کا آہنی سانیس پوری کر چکا ہوتا۔۔۔اب اپنی یہ سڑی ہوئی شکل گم کرو۔۔۔کیونکہ میں تمہیں نہیں کسی اور کو فرصت سے نہارنے آیا ہوں"--- عائث خان کے پٹھانی نقوش والے چہرے میں سرخیاں گھلتے دیکھ آخر میں آنکھ دبا کر کہا تو عائث خان نے جھک کر حدائق شاہ کی دونوں ٹانگوں کو پکڑ کر صوفے سمیت پیچھے کو الٹا تو

لاونج عورتوں کی دلخراش چیخوں سے گونج اٹھا

Posted On Urdu Novel Book

جبکہ ان چیخوں کے درمیان حدائق شاہ کے دل جلا دینے والے قہقہے عروج پر تھے

"لالا میں ٹھیک ہوں۔۔گولی چھو کر گزری ہے"۔۔ضرغام خان کو شرٹ اتار کر پانے زخم پر باندھتے دیکھ ارمغان خان نے جبڑے بھینچ کر نرم لہجے میں کہا تو ضرغام خان نے خون چھلکاتی نیلی آنکھوں سے ارمغان خان کو دیکھتے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے۔۔ارمغان خان کا کندھا تھپتھپایا

"عائث پیچھے ہٹیں کیا کر رہے ہیں۔۔آپ کو لگ جائے گی"۔۔عائث کے آگے کھڑے ہوتے اپنے دونوں ہاتھ عائث خان کے سینے پر رکھتے اسے حدائق شاہ سے پیچھے کرنے کی کوشش کرتے حوریہ شاہ نے التجائیہ لہجے میں۔کہا تو عائث خان نے غصے سے سرخ انگارا ہوتی آنکھوں سے اپنے سامنے کھڑی اپنی متائے جان کو دیکھا

جو آنکھوں میں التجا لیے عائث خان کو دیکھ رہی تھی

غصے کی زیادتی سے تیز چلتی سانسیں۔۔بازوؤں کی پھولی ہوئی رگیں۔۔چہرے کے تنے ہوئے نقوش۔۔چاکلیٹ براؤن خون چھلکاتی آنکھیں۔۔حوریہ کو وہ کوئی زخمی بپھرا ہوا شیر ہی لگا۔۔

"لالا بس کریں یہ تماشہ۔۔پاگل ہو گئے ہیں آپ۔۔پلیز یہاں سے جائیں۔۔ہم صبح بات کریں گے اس بارے میں"۔۔حدائق شاہ کے سامنے کھڑے ہوتے عقیدت نے دبے دبے لہجے میں چلا کر کہا تو حدائق شاہ نے سخت نظروں سے عقیدت کو گھورا

"تمہارا کمینہ شوہر میری امانت عزت سے لوٹا دے میں اسے لے کر چلا جاؤں گا۔۔مگر اس کے بغیر تو یہ ناممکن ہے عقیدت"۔۔۔اپنے ہونٹ سے نکلتے خون کو ہاتھ کی پشت سے صاف کرتے سرد و سپاٹ لہجے میں کہا تو عقیدت نے اپنے بھائی کی ہٹ دھرمی پر سختی سے مٹھیاں بھینچی

"لالا شوہر ہے وہ میرا۔۔اس کے خلاف میں کوئی بات نا سنو۔۔گالی تو بہت دور کی بات۔۔آئندہ ضرغام کو گالی مت دیجیے گا۔۔ورنہ میں سارے لحاظ بھول جاؤں گی"۔۔۔دو قدم کے فاصلے کو سمیٹتے حدائق شاہ کے قریب ہوتے دانت پیستے سرگوشی نما آواز میں کہا تو حدائق شاہ نے آبرو آچکا کر عقیدت شاہ کو داد دینے والے انداز میں دیکھا

"مطلب تم اس کل کے بنے شوہر کی وجہ سے اپنے جان سے عزیز بھائی کے خلاف جاؤ گی"۔۔۔عقیدت کے لہجے میں جھک کر سرگوشی کی تو عقیدت نے گھور کر حدائق شاہ کو دیکھا

"شوہر۔۔شوہر ہی ہوتا ہے لالا۔۔۔دو دن پہلے کا ہو یا دو منٹ پہلے کا۔۔۔وہ میری عزت پر میرے کردار پر کسی کی بات گوارا نہیں کرتا تو میں کیسے اپنی شوہر کے خلاف کچھ سن لوں۔۔آپ بھائی ہیں میرے۔۔مجھے اب بھی جان سے عزیز ہیں۔۔مگر آپ دونوں میں سے کسی کا ساتھ دینا پڑے تو میں حق اور سچ پہ ہونے والے کا دوں گی"--- حدائق شاہ کی نیلی آنکھوں

میں اپنی سبز نگینوں جیسی آنکھیں گاڑھے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا تو حدائق شاہ نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا

---

ابھی عقیدت کچھ سمجھتی کہ پیچھے سے آتے ضرغام خان نے کندھوں سے تھام کر عقیدت کو پیچھے کیا اور پوری شدت سے پنچ حدائق شاہ کے ناک پر رسید کیا

"سالے تیری تو۔۔۔ یہ جو سر پر چوٹ لگ کر دماغ ٹھکانے سے سٹک گیا ہے نا۔۔۔ یہ کوئی ڈاکٹر نہیں ضرغام خان ہی ٹھکانے پر لائے گا"۔۔۔حدائق شاہ کے ماتھے پر لگی بینڈج کو دیکھ دانت پیس کر کہا

ابھی عقیدت ان دونوں کو روکتی کہ وہ پل میں ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو چکے تھے۔۔۔ جبکہ عائث خان حوریہ کا بازو تھامے سرد نظروں سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا

ارمغان خان نے سیڑھیوں پر بیٹھتے اپنا سر دائیں جانب دیوار سے ٹکاتے تاسف سے سر ہلایا کہ تبھی بہرام شاہ بھاگنے کے انداز میں وہاں آیا تھا

ارمغان نے نیچے آنے سے پہلے بہرام کو یہاں کی صورت حال کے بارے میں بتا دیا تھا

"پاگل ہوگئے ہو تم لوگ۔۔۔چھوڑوں ایک دوسرے کو۔۔۔اگر ایک سیکنڈ میں تم دونوں پیچھے نا ہوئے تو میں حشر بگاڑ دوں گا تم دونوں کا"۔۔۔ ضرغام اور حدائق کو ایک دوسرے سے پیچھے

Posted On Urdu Novel Book

کرنے کی کوشش کرتے دھاڑتے ہوئے کہا تو حدائق شاہ نے ایک جھٹکے میں ضرغام خان کو خود سے پیچھے دھکیلا

"ہائے میرا بیٹا—اللہ غارت کرے منحوس شاہ"—کشف بیگم نے آگے بڑھتے ارمغان خان کو اپنے سینے سے لگاتے دھاڑیں مار کر روتے ہوئے کہا تو حوریہ نے ناگوار نظروں سے اپنے بھائی کو بددعائیں دیتی کشف بیگم کو دیکھا

"عائث اپنی چچی سے کہے میرے بھائی کو کچھ مت بولو"—عائث خان کی گرفت سے اپنا بازو چھڑوانے کی کوشش کرتے دانت پیس کر کہا تو عائث خان نے نرم نظروں سے حوریہ شاہ کی جانب دیکھا

"ریلیکس خان کی جان—ان کے بولنے سے تمہاری ڈھیٹ بھائی کو کچھ نہیں ہونے والا—اس کا ثبوت تمہارے بھائی کا زندہ سلامت تمہارے سامنے ہونا ہے—جو ایکسیڈنٹ سے نہیں مرا ان کے رونے چلانے سے تھوڑی کچھ ہو گا اسے"—حوریہ کے بالوں میں اپنی انگلیاں پھیرتے سرگوشی نما آواز میں کہا تو سب کے سامنے عائث خان کے اس عمل پر حوریہ سٹپٹا کر رہ گئی جبکہ وہ ساری سچویشن کو سرے سے نظر انداز کرتا—حوریہ شاہ کی ذات میں گم ہو رہا تھا—

Posted On Urdu Novel Book

"پلیز ضر میری خاطر۔۔۔پلیز مت کرو یہ لڑائی"۔۔۔ضرغام خان کے دونوں ہاتھ نرمی سے تھامتے ضرغام اور حدائق شاہ کے درمیان کھڑے ہوتے محبت بھرے لہجے میں کہا تو ضرغام خان نے ایک جتاتی نظر حدائق شاہ پر ڈالتے عقیدت شاہ کو اپنے حصار میں لیا

"خان کی جان قربان اپنی شیرنی پر۔۔۔اب تو تمہارا بھائی جان سے بھی مار دیں تو اف نہیں کرے گا تمہارا خان تمہارے لیے"۔۔۔حدائق شاہ کے سرخ پڑتے چہرے کو نظروں کے حصار میں لیتے آنکھ دبا کر کہا تو حدائق شاہ نے سرعت سے نظریں کا رخ پھیرا

بہرام شاہ تاسف سے ان دونوں پر نظر ڈالتا ارمغان خان کی جانب بڑھا۔۔۔جو بند ہوتی آنکھوں کو بامشکل کھولنے کی تدودو میں سامنے دیکھ رہا تھا

---

"میرے بھائی کو ہاتھ بھی مت لگانا میں سر پھاڑ دوں گی تمہارا"۔۔۔ارمغان خان کی جانب بہرام شاہ کو بڑھتے دیکھ امتثال خان نم چہرہ لیے بہرام شاہ کے راستے میں حائل ہوئی اپنے دونوں بازو دائیں بائیں پھیلائے سخت لہجے میں بہرام شاہ کو روکا تو بہرام شاہ نے حیرت سے امتثال خان کی نم شہد رنگ کانچ سی آنکھوں میں دیکھا

نظریں امتثال کی نظروں کے ارتکاز میں اپنے ہاتھ میں تھامی پسٹل ہر آئیں تو بہرام شاہ نے گہری سانس فضا کے سپرد کی

Posted On Urdu Novel Book

حدائق اور ضرغام کو چھڑواتے وہ حدائق کے ہاتھوں سے پسٹل تھام چکا تھا

اور اب امتثال کو لگ رہا تھا کہ وہ ارمغان کو نقصان پہنچانے آرہا ہے

"ہششش چندہ سیکنڈز سے پہلے اپنے آنسو صاف کرو۔۔پکچھ نہیں کر رہا تمہارے بھائی کو۔۔ ہاسپٹل لے کر جانا ہے اسے۔۔اور سیکنڈ سے پہلے سائیڈ پر ہٹو۔۔اگر مزید ایک پل ایسے راستہ روکے کھڑی رہی تو۔۔خود میں چھپا لوں گا تمہیں"۔۔ سرزنش کرتے لہجے میں کہتے آخر میں شوخ لہجے میں سرگوشی کی تو امتثال خان نے ہڑبڑا کر اپنے ہاتھ نیچے کیے۔

سرخ پڑتی وہ پل میں سائیڈ پر ہوئی تو بہرام شاہ سر جھٹکتا آگے بڑھا

اور ارمغان خان کو کشف بیگم سے الگ کرتے۔۔جھک کر اپنے کندھے پر اٹھاتے تیزی سے وہاں سے نکلا

بہرام کو جاتے دیکھ عائث خان بھی ایک نظر ضرغام اور حدائق کو دیکھتا جلدی سے بہرام شاہ کے پیچھے نکلا

---

بہرام اور حدائق کے جانے کے کچھ ہی دیر بعد حدائق شاہ کے آدمی نکاح خواں کے ساتھ حویلی اچکے تھے

جنہیں دیکھ ضرغام خان نے بامشکل خود پر قابو پایا

Posted On Urdu Novel Book

اب لاونج میں پن ڈراپ خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔۔جو لاونج کچھ دیر پہلے اپنی شان و شوکت کا منہ بولتا ثبوت پیش کر رہا تھا اب اس کی حالت بکھری ہوئی تھی

سیڑھیوں سے لے کر دروازے تک ارمغان خان کے خون کے قطروں کے نشان تھے---

جبکہ پھٹے ہونٹ۔۔۔سوجھی گال اور آنکھ سمیت ضرغام خان سامنے صوفے پر بیٹھا خون چھلکاتی نظروں سے سامنے کروفر سے بیٹھے حدائق شاہ کو دیکھ رہا تھا

جبکہ ضرغام خان کے ساتھ بیٹھی عقیدت نظروں سے ہی اپنے بھائی کو باز رہنے کا کہہ رہی تھی

حدائق شاہ کے قریب بیٹھی حوریہ کبھی ایک بے بس نگاہ بھائی ہر ڈالتی اور کبھی ایک نگاہ ضرغام خان کے سرخ پڑتے چہرے پر

جبکہ صوفے کے دائیں جانب کھڑی امتثال زرد پڑتی کانپتی پلوشہ کو اپنے سینے میں چھپائے کھڑی تھی

کشف بیگم تو بہرام اور عائث کے نکلتے ہی چادر لیتی اپنے بیٹے کے پیچھے ہاسپٹل نکل چکی تھی

جبکہ مقدس بیگم سیڑھیوں کے قریب کھڑی نفرت بھری نظروں سے ان سب کو دیکھ رہی تھی

Posted On Urdu Novel Book

"یہاں سے شرافت سے چلے جاؤ شاہ۔۔داجی کی طبیعت پہلے ٹھیک نہیں۔۔نیند کی گولی دے کر انہیں سلایا ہے۔۔تمہاری بے جا ضد کی وجہ سے میں انہیں تنگ نہیں کروں گا"۔۔ضرغام خان نے دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تو حدائق شاہ نے ٹانگ پر ٹانگ رکھتے

پاؤں کو جھلاتے۔۔دائیں جانب گردن موڑ کر پلوشہ خان کو دیکھا

"شرافت سے میرا کوئی لینا دینا نہیں خان--- یہ فضول کی باتوں میں میرا وقت ضائع نا کرو۔۔میں نے کونسا تمہارے داجی سے نکاح کرنا ہے۔۔جس سے نکاح کرنا ہے وہ یہ کھڑی ہے زندہ سلامت۔۔جس نے گواہ بننا ہے۔۔وہ ڈھیٹ انسان میرے سامنے براجمان ہے۔۔ نکاح خواں باہر کھڑا ہے۔۔تو تم اپنی بے جا آنا کو چھوڑ کر نکاح کے لیے اجازت دو"--- اپنے دائیں پاؤں کو مسلسل جھلاتے سرد و سپاٹ لہجے میں کہا تو حدائق شاہ کی بات پر ضرغام خان کو مٹھیاں بھینچتے دیکھ عقیدت نے نامحسوس انداز میں اپنا ہاتھ بڑھا کر ضرغام خان کے ہاتھ کو تھاما

"ضرغام پلیز لالا کی بات مان لو۔۔کل بھی تو کرنا ہے نا تو آج ہی"۔۔ضرغام خان کی نیلی وحشت لیے آنکھوں میں اپنی سبز نگینوں جیسی آنکھیں ڈالتے نرم لہجے میں کہا تو ضرغام خان نے سپاٹ نظروں سے عقیدت کے خوبصورت چہرے کو دیکھتے نظروں کا رخ بدلتے پلوشہ خان کو دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

ایک نظر دور کھڑی اپنی ماں کو دیکھ ضرغام خان نے گہری سانس فضا کے سپرد کی

"پہلے جب تم سے ملنا تھا تب تمہارے دوسرے بھائی نے شکل بگاڑ دی۔۔اب جب تمہاری روح میں شامل ہو کر تمہیں اپنا بنانا تھا۔۔تب اس سالے نے شکل بگاڑ دی۔۔میری گولڈن نائٹ کا ستیاناس کر دیا اور تم کہہ رہی ہو میں اس خر کے بچے کا نکاح کروادوں آہنی بہن سے"۔۔عقیدت کی جانب جھکتے دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تو عقیدت نے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دبا کر ضرغام خان کے وجیہہ چہرے پر نیلے نشانوں کو دیکھا

"مجھے ہر حال میں یہ شکل قبول ہے۔۔کروادو نا نکاح۔۔ان کے مسئلوں سے جان چھڑوا کر سکون سے گولڈن نائٹ بھی منا لینا اور ہنی مون پر بھی سب سے چھپ کر کہہ دور چلے جائیں گے"۔۔محبت بھرے لہجے میں سرگوشی کرتے چور نظروں سے حدائق شاہ کو دیکھا جو نظریں جھکائے زمین کو دیکھنے میں مصروف تھا

"لالچ دے رہی ہو مجھے خان کی جان"۔۔عقیدت کی ہتھیلی پر اپنا انگھوٹھا رب کرتے خمار آلود لہجے میں سرگوشی کی

عقیدت کے چہرے پر اپنے بھائی کے نکاح کے لیے خوشی کے بکھرے رنگ دیکھ ضرغام خان کو اپنے رگ و پے میں سکون سرائیت کرتا محسوس ہوا

Posted On Urdu Novel Book

"بیویاں شوہروں کو ایسے ہی مناتی ہیں"۔۔ضرغام خان کے بے لگام ہوتے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ کی مٹھیوں میں قید کرتے شرمائے لجائے لہجے میں سرگوشی کی تو ضرغام خان کو اپنا دل کانوں میں دھڑکتا محسوس ہوا

عقیدت کا یہ روپ ضرغام خان کے دل میں بری طرح ہلچل مچا چکا تھا

"اب بدلنا نہیں مسسز ضرغام۔۔اور بیویاں شوہروں کو منانے کے لیے اور بھی بہت کچھ کرتی ہیں۔۔وہ میں تمہیں روم میں جا کر تفصیل سے بتاؤں گا۔۔پہلے اس جن سے جان چھڑوا لوں"۔۔۔ عقیدت کے بالوں کو کان کے پیچھے اڑستے۔۔سیدھا ہو کر بیٹھا

"نکاح تمہاری مرضی سے ہو رہا ہے حدائق شاہ۔۔مگر رخصتی میری بہن کی مرضی سے ہو گی"۔۔ضرغام خان کے سخت لہجے پر حدائق شاہ نے نظریں اٹھا کر ضرغام خان کو دیکھا

"تم نکاح کروانے والے بنو۔۔جب نکاح کے بعد تمہاری بہن میری بیوی بن جائے گی۔۔تب اس کی مرضی بھی میری مرضی کے مطابق بدل جائے گی۔۔اسی لیے زیادہ دور کی نا سوچو"۔۔ حدائق شاہ کے کندھے آچکا کر کہنے پر ضرغام خان نے گھور کر عقیدت کو دیکھا

جیسے کہہ رہا ہو اپنے بھائی کی حرکتوں کو دیکھو جس پر عقیدت نے منہ بسور کر ضرغام خان کو دیکھتے۔۔التجائیہ نظروں سے حدائق شاہ کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا

Posted On Urdu Novel Book

جبکہ اس پورے معاملے میں مقدس بیگم خاموش تھی۔۔کیونکہ وہ جانتی تھی ان کے بولنے پر ساری گیم ان پر ہی الٹ جائے گی

اسی لیے وہ خاموشی سے دور کھڑی آگے کا لائحہ عمل تیار کر رہی تھی۔

جبکہ ضرغام خان کے اجازت دیتے ہی حدائق شاہ کے آدمی نے نکاح خواں کو اندر بھیجا اور اگلے پندرہ منٹوں میں پلوشہ کی حالت کو یکسر نظر انداز کرتے حدائق شاہ اسے اپنے نام کر چکا تھا۔

---

"اگر آج یہ نکاح نا ہوتا تو یقین مانو ضرغام خان۔۔ میں خالی ہاتھ واپس جانے والوں میں سے نہیں تھا۔۔اس حویلی سے پھر جنازے ہی اٹھنے تھے۔۔پہلا تمہاری ماں کا جس نے مجھے میری محبت سے دور کیا۔۔دوسرا تمہاری بہن کا جس نے اپنے ڈر کی نظر حدائق شاہ کی محبت کو کیا۔۔اور تیسرا جنازہ حدائق شاہ کا اٹھنا تھا۔۔اپنی محبت ہار جانے کے غم میں"--- ضرغام خان کے سامنے کھڑے ہوتے سرد و سپاٹ لہجے میں کہا تو ضرغام خان نے بنا کوئی جواب دیے

عقیدت کی جانب رخ کیا

Posted On Urdu Novel Book

"ارمغان کے پاس جا رہا ہوں میں۔۔پلوشہ کے پاس رک جانا آج کی رات تم"۔۔۔ ضرغام خان کے سپاٹ لہجے پر عقیدت نے جھٹ سر اثبات میں ہلایا تو ضرغام خان ایک تیز نظر حدائق شاہ پر ڈالتا

پلوشہ کے جھکے سے ہر ہاتھ رکھ کر پیار دیتا لمبے لمبے ڈنگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا

"لالا یہ بہت غلط حرکت تھی۔۔جو بھی تھا آپ کو یہ نہیں کرنا چاہیے تھا"۔۔عقیدت نے تاسف سے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ایک نظر صوفے پر سر جھکائے بیٹھی پلوشہ کو دیکھا آگے بڑھ کر پلوشہ کا ہاتھ نرمی سے تھامتے وہاں سے نکلتی چلی گئی

جبکہ حدائق شاہ کی مسکراتی نظروں نے دور تک پلوشہ خان کا پیچھا کیا جب تک وہ نظروں سے اوجھل نا ہو گئی

"عقیدت کو کہنا شرافت سے اپنے شوہر کے کمرے میں جائے۔ میں فریش ہو کر اپنی بیوی سے ملنے آنا والا ہوں"۔۔حوریہ کی جانب رخ کرتے سخت لہجے میں کہا تو حوریہ شاہ نے آنکھیں گھما کر حدائق شاہ کو دیکھا

اور بنا کوئی جواب دیے۔ منہ بسورتی سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئی

جبکہ امتثال بامشکل مسکرانے کی کوشش کرتی حدائق شاہ کو دیکھتی بھاگنے کے انداز میں وہاں سے نو دو گیارہ ہوئی

Posted On Urdu Novel Book

اب لاونج میں صرف مقدس بیگم اور حدائق شاہ رہ گئے تھے---

لاونج میں لگی گھڑی کی ٹک ٹک کی آواز پر حدائق شاہ کے ہونٹوں پر پراسرار مسکراہٹ رینگ گئی

"میری بیوی سے دور رہنا- برا وقت تو تمہارا شروع ہوگیا ہے—مقدس بیگم—تمہارا گھناؤنا روپ جاننے کے بعد بھی میں نہیں چاہتا کوئی اور اس سے واقف ہو—مگر اگر غلطی سے بھی میری بیوی کو اپنی کسی سازش کا شکار بنایا تو اپنے انجام کی زمہ دار تم خود ہوگی—میرے بہنوں اور ان کی خوشیوں سے سو فٹ دور رہو"--- مقدس بیگم کے رو برو کھڑے ہوتے دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تو مقدس بیگم نے کو اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس ہوئی

"کک—کیا کہنا چاہتے ہو—کک—کیا جان گئے ہو"&- آپنے خشک پڑتے ہونٹوں پر زبان پھیرتے—گھبرا کر پوچھا تو لاونج کی **#Maan_Yaraam**

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

-

---

اب لاونج میں صرف مقدس بیگم اور حدائق شاہ رہ گئے تھے---

Posted On Urdu Novel Book

لاونج میں لگی گھڑی کی ٹک ٹک کی آواز پر حدائق شاہ کے ہونٹوں پر پراسرار مسکراہٹ رینگ گئی

"میری بیوی سے دور رہنا - برا وقت تو تمہارا شروع ہوگیا ہے۔۔مقدس بیگم۔۔تمہارا گھناؤنا روپ جاننے کے بعد بھی میں نہیں چاہتا کوئی اور اس سے واقف ہو۔۔مگر اگر غلطی سے بھی میری بیوی کو اپنی کسی سازش کا شکار بنایا تو اپنے انجام کی زمہ دار تم خود ہوگی۔۔میرے بہنوں اور ان کی خوشیوں سے سو فٹ دور رہو"--- مقدس بیگم کے رو برو کھڑے ہوتے دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تو مقدس بیگم نے کو اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس ہوئی

"کک۔۔کیا کہنا چاہتے ہو۔۔کک۔۔کیا جان گئے ہو"&- آپنے خشک پڑتے ہونٹوں پر زبان پھیرتے۔۔گھبرا کر پوچھا تو لاونج کی خاموش میں حدائق شاہ کا دلکش قہقہہ گونجا

مقدس بیگم کو بنا جواب دیے لمبے لمبے ڈنگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا

جبکہ مقدس بیگم نے پریشانی سے اپنا سر تھام لیا

_

کچھ دن پہلے-:

حدائق شاہ کے علاوہ کسی اور شخص کا تصور ہی سوہان روح تھا۔۔وہ حدائق شاہ کی جان بچانے کی خاطر اتنا بڑا قدم اٹھا تو چکی تھی۔۔مگر وہ کیسے کسی اور کی ہو سکتی تھی

Posted On Urdu Novel Book

وہ جو مکمل طور پر حدائق شاہ کی بن کر۔۔۔اس کے نام سے منسوب ہو کر اس کے سامنے جانا چاہتی تھی۔۔۔وہ کیسے کسی اور کا ہاتھ تھام کر حدائق شاہ کا سامنہ کر سکتی تھی

وہ نہیں جانتی تھی کہ اس شخص کہ لیے پلوشہ خان کا اس کا ہونا یا نا ہونا اہمیت رکھتا ہے یا نہیں۔۔۔مگر پلوشہ خان کے لیے تو اس کا سب کچھ حدائق شاہ ہی تھا۔

بیڈ پر اوندھے منہ لیٹی۔۔۔ہچکیوں سے روتی وہ قسمت کی اس ستم ظریفی پر ماتم کناں تھی۔

سانس جیسے سینے میں اٹک رہا تھا۔۔۔دھڑکنیں سست پڑ رہی تھی۔

اور پلوشہ خان کی یہی دعا تھی کہ حدائق شاہ کے علاوہ کسی اور کا ہونے سے بہتر ہے کہ ان بے معنی سانسوں کی ڈور ٹوٹ جائیں

تبھی کمرے کی خاموش فضا میں موبائل کی چنگارتی ہوئی آواز گونجی

جسے سن پلوشہ نے اپنے کانوں پر سختی سے ہاتھ رکھ لیے

فلحال وہ کسی سے بھی بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔

دل بری طرح سے گھبرا رہا تھا۔

وہ اپنی ماں کو بتانا چاہتی تھی کہ اس کا دل کس قدر تکلیف میں ہیں۔۔۔وہ دھاڑیں مار مار کر رونا چاہتی ہے مگر وہ رو نہیں پا رہی۔۔۔ایسا لگ رہا ہے کہ تکلیف کی شدت سے دل پھٹ

Posted On Urdu Novel Book

جائے گا— وہ منت کرنا چاہتی تھی اپنی ماں کی کہ وہ حدائق شاہ سے رشتہ توڑ سکتی ہے مگر کسی اور کی نہیں ہو سکتی—

مگر وہ یہ کہہ بھی نہیں پا رہی تھی—دل میں ڈر تھا کہ اگر مقدس بیگم نے کہہ دیا کہ اس کے بھائیوں نے حدائق کو کچھ کر دیا ہے تو وہ کیسے برداشت کریں گی—

ابھی وہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھی کہ ایک بار پھر سے موبائل کی چنگاڑتی آواز گونجی

کال کرنے والا کوئی مستقل مزاج ہی تھا—تکیے سے چہرہ اٹھاتے نم بھیگی نیلی آنکھوں کو ہاتھ کی پشت سے صاف کرتے—گردن ترچھی کر کہ سائیڈ ٹیبل پر پڑے موبائل کو دیکھا

گلے میں آنسوؤں کا گولہ اٹکتا سا محسوس ہوا

خشک پڑتے ہونٹوں کو زبان سے تر کرتے اپنے وجود کو گھسیٹنے کے انداز میں آگے کرتے— ہاتھ بڑھا کر سائیڈ ٹیبل سے موبائل کو اٹھایا

موبائل پر چمکتے "جان لالا"—کے الفاظ کو دیکھ کئی آنسوں پلکوں کی بار توڑ کر رخسار پر بہہ نکلیں

ضرغام اور عائث خان ارمغان خان کو چھوٹے خان کہہ کر بلاتے تھے--- جبکہ امتثال اور پلوشہ کی تو اپنے لاڈلے اور چہیتے لالا میں جان تھی

Posted On Urdu Novel Book

امثال کو کوئی کام ہوتا ارمغان خان سے تو وہ اسے جان لالا کہتی تھی۔۔جس پر ارمغان کافی چڑتا بھی تھا۔

اسی لیے امثال نے اپنے اور پلوشہ کہ موبائل میں ارمغان خان کے نمبر کو جان لالا کے نام سے سیو کیا ہوا تھا

اپنے نازک گلاب سی پنکھڑیوں جیسے پھڑپھڑاتے ہونٹوں کو بری طرح کچلتے۔۔۔دھندلی آنکھوں سے سکرین پر نظر آتی ارمغان خان کی مسکراتی تصویر کو دیکھا

وہ خود کی نظروں میں تو گری تھی۔۔مگر وہ ساری عمر کیسے اس شخص کے سامنے نظر اٹھا سکے گی

جس نے چھوٹی بہنوں جیسے لاڈ اٹھائے تھے --

"اس۔۔اسلام و عع۔علیکم"۔۔اپنے آنسوؤں پر بندھ باندھ کر بامشکل ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں سلام کیا

تو دوسری جانب ارمغان خان جو غصے میں بھرا بیٹھا تھا اور پلوشہ کی اچھی خاصی کلاس لینے کا سوچے ہوئے تھے

پلوشہ کی نم بھیگی آواز سن کر گہری سانس بھر کر رہ گیا

Posted On Urdu Novel Book
"میری بات کان کھول کر سن لو پلوشے۔۔میں نے ہمیشہ تمہیں چھوٹی بہن سمجھا ہے۔۔تم نے جو بھی بکواس کی ہے اس کے بعد میرا دل تو تمہیں اپنے ہاتھوں سے قتل کرنے کو چاہ رہا ہے۔۔مگر"--- لاکھ روکنے کے باوجود بھی لہجے میں سختی در آئی تو ارمغان خان نے بامشکل خود پر ضبط کیا

"نکاح تو تم سے میں کسی صورت نہیں کروں گا۔۔پھر اس کے لیے چاہے مجھے خود مرنا مرے یا تمہیں مارنا پڑے۔۔تو اس غلط فہمی کو دماغ سے نکال ہی دو۔۔اور جس نے تمہارے دماغ میں یہ فطور بھرا ہے اس سے دور رہو۔۔اور اگر تمہیں یہ لگ رہا ہے کہ حدائق شاہ کوئی بہت ہی رحمدل اور مسیحا ٹائپ بندہ ہے تو تب بھی اپنی یہ غلط فہمی جلد دور کر لو۔۔

وہ مسیحا اور رحمدل بے سہاروں۔۔غریب اور یتیم لوگوں کے لیے ہے--

لوگوں کے آپریشن تو وہ جان بچانے کے لیے کرتا ہے نا۔۔ ہمارا اس نے جان سے مارنے کے لیے کر دینا ہے۔۔

تم نہیں بتانا چاہتا ابھی مت بتاؤ کہ تم نے ایسا کیوں کیا--مگر میری بات کان کھول کر سن لو۔۔اور اس کے بعد اپنی چونچ بند رکھنا - یہ نکاح نکلی ہو گا۔۔صرف اور صرف دوسروں کو دکھانے کے لیے۔۔جب تک حدائق لالا نہیں آجاتے - اس کے بعد اگر تم ان کے سامنے یہ بات کہہ دو گی کہ تمہیں ان سے شادی نہیں کرنی تو میں مان لوں گا کہ تم سچ میں ان

Posted On Urdu Novel Book

سے شادی نہیں کرنا چاہتی - آئی بات سمجھ"--- سرد و سپاٹ لہجے میں ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا تو پلوشہ خان نے بے ساختہ سر اثبات میں ہلایا

ابھی وہ آگے سے کوئی جواب دیتی ارمغان خان فون رکھ چکا تھا۔

جبکہ پلوشہ خان کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھی تھی۔حدائق سامنے ہو گا تو وہ کیسے اسے کہہ سکتی تھی کہ وہ اس سے شادی نہیں کرنا چاہتی - وہ تو حدائق شاہ کا ہاتھ تھام کر یہاں سے دور چلی جائے گی جہاں کوئی دشمنی۔کسی نفرت کا نام و نشان تک نہیں ہو گا

---

نکاح خواں نہیں آئے گا نکاح پڑھوانے"۔عائث خان کو ہاتھ میں نکاح نامی تھامے کمرے میں داخل ہوتے دیکھ مقدس بیگم نے حیرت سے پوچھا تو عائث خان نے آبرو آچکا کر سپاٹ نظروں سے انہیں دیکھا

"آپ کو نکاح سے مطلب ہے یا نکاح خواں سے"۔سرد و سپاٹ لہجے میں ایک ایک لفظ چبا کر کہا تو مقدس بیگم نے گڑبڑا کر عائث خان کے سپاٹ چہرے کو دیکھا

"نن۔نہیں مجھے کیوں کسی سے مطلب ہو گا۔میں تو بس اسی لیے کے نکاح کون پڑ"۔

ابھی مقدس بیگم اپنی بات مکمل کرتی کہ عائث خان سر جھٹکتا سائیڈ سے ہوتا صوفے پر سر جھکائے دوپٹے کا گھونگھٹ اوڑھے بیٹھی پلوشہ کی جانب بڑھا

Posted On Urdu Novel Book

"ارمغان کافی غصے میں ہے۔۔اور اپنا غصہ وہ نکاح خواں پر بھی نکال چکا ہے۔۔ پلوشے بیٹا یہاں سائن کر دو"۔۔مقدس بیگم کو جواب دیتے پلوشہ کے سر پر ہاتھ رکھتے نرم لہجے میں کہا تو پلوشہ نے کپکپاتے ہاتھوں سے پین تھام کر جہاں جہاں عائث خان کہتا گیا وہ سائن کر دیے

"مبارک ہو اللہ تمہیں خوش رکھے"۔۔پلوشہ کے سر پر پیار دیتے۔۔ایک قہر بھری نظر وہاں کھڑی تینوں عورتوں پر ڈالتا سر جھٹکتے روم سے نکلتا چلا گیا

جبکہ مقدس بیگم نے نکاح ہوجانے کی خوشی میں یہ تک بھی نا دیکھا کہ عائث خان کے ہاتھ میں موجود نکاح نامی اصلی بھی ہے یا نکلی

---

ارمغان خان کی بات مکمل ہونے پر بہرام شاہ نے مسکراتے ہوئے سر جھٹکا

"جب تم جانتے تھے کہ گولی سے تمہیں ایک کھروچ جتنا نقصان ہوا ہے تو پھر اتنی نوٹنکی کرنے کی کیا ضرورت تھی"۔۔ہاسپٹل کے پرائیویٹ روم میں بیڈ کے دائیں جانب پڑے صوفے پر بیٹھے عائث خان نے سرد لہجے میں استفسار کیا تو بہرام شاہ کے موبائل پر پب جی کھیلتے ارمغان خان نے اپنی شہد رنگ آنکھوں کو چھوٹا کر کہ معصوم شکل بنا کر عائث خان کو دیکھا

جبکہ بہرام شاہ نے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دبا کر بامشکل اپنے اڈتے قہقہے کو روکا

Posted On Urdu Novel Book

"وہ تو میں نے ماں جی کی وجہ سے کیا۔۔۔ موقع اچھا تھا تو اسی سے فائدہ اٹھایا میں نے۔۔۔جب ضرغام لالا نے اپنی شرٹ زخم پر باندھی انہیں تب ہی اندازہ ہوگیا تھا۔۔۔اور ماں جی کو احساس دلانا تھا کہ دشمنی اور نفرت کا یہی انجام ہوتا ہے۔۔۔آج میں خون میں لت پت تھا۔۔۔ کل کو کفن میں"۔۔۔دونوں ہاتھوں میں موبائل تھامے۔۔۔محویت سے گیم کھیلتے لاپروا لہجے میں کہتے ابھی ارمغان خان بات مکمل کرتا کہ عائث خان نے ضبط سے سرخ پڑتی آنکھوں سے ارمغان خان کے جھکے سر کو دیکھا

"بکواس بند کرو چھوٹے خان--- جان سے مار دوں گا آئندہ یہ گھٹیا بات دوبارہ کی۔۔۔ جب جانتے ہو ہماری جان بستی ہے تم میں پھر یہ گھٹیا بات سوچی بھی کیسے تم نے۔۔۔اگر حدائق شاہ تمہارے کمرے تک پہنچ گیا تھا تو اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ کوئی بھی منہ اٹھا کر حویلی میں داخل ہو جائے گا۔۔۔یا تمہیں نقصان پہنچا سکے گا۔۔۔ارمغان خان تک تو موت کو بھی پہنچنے سے پہلے اس کے بھائیوں کا سامنہ کرنا ہوگا۔۔۔تم پر تو ضرغام خان خود کو وار دے اور تم اپنے بھائیوں کی جان لینے والی باتیں کر رہے ہو"۔۔۔کمرے کا دروازا دھاڑ سے کھولتے اندر داخل ہوتے ضرغام خان نے۔۔۔ارمغان کے قریب پہنچتے۔۔۔دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تو ارمغان خان نے سٹپٹا کر مدد طلب نظروں سے عائث خان کو دیکھا جو خود خون چھلکاتی نظروں سے ارمغان خان کو ہی دیکھ رہا تھا

Posted On Urdu Novel Book

"چھوڑو یار بچہ ہے۔۔نکل گئی بات منہ سے۔۔اب جانے بھی دو"۔۔بہرام شاہ نے قدم ضرغام خان کی جانب بڑھاتے نرم لہجے میں مسکرا کر کہا تو ضرغام خان نے غصے کی زیادتی سے سرخ پڑتے چہرے پر ہاتھ پھیرتے خود پر ضبط کرنے کی کوشش کرتے اردگرد نگاہ دوڑائی

"حدائق کہاں ہے۔۔پھر تو نہیں جھگڑے تم لوگ"۔۔ضرغام خان کے روبرو کھڑے ہوتے سنجیدہ لہجے میں استفسار کیا تو ضرغام خان نے اپنی نیلی خون چھلکاتی نظروں سے بہرام شاہ کو دیکھتے مٹھیاں بھینچ کر اپنے اشتعال پر قابو پایا

"سالے کا نکاح کروا کر آرہا ہوں۔۔دل تو میرا اسے جان سے مارنے کا تھا۔۔مگر اپنی بہن کے آگے بے بس ہوا ہے یہ خان---اگر وہ یہ سمجھتا ہے کہ حویلی داخل ہوجانا۔۔یا ارمغان خان کے کمرے تک پہنچ جانا اس کی بہادری تھی۔۔تو کان کھول کر سن لو اور اسے بتا دینا۔۔یہ ضرغام خان کی اجازت تھی کہ وہ حویلی کہ اندر تک اجائے۔۔ہم جانتے تھے کہ وہ آئیں گا۔۔یہ بھی جانتے تھے کہ وہ پاکستان میں ہی ہے۔۔اور اسے زخمی حالت میں ہاسپٹل سے کسی اور جگہ شفٹ کرنے والے بھی تم ہو۔۔ہم جو بھی کرلیتے وہ اپنی مرضی کے بغیر سامنے نا آتا۔۔اسی لیے یہ نکاح کا ڈرامہ کیا حدائق شاہ کو سامنے لانے کے لیے--

کیونکہ میرے پاس گاؤں کے اور اپنے بہت سے مسائل ہیں۔۔میں سٹار پلس کی ستی ساوتری بیوی بن کر اس کا انتظار نہیں کر سکتا تھا کہ وہ کب آئیں گا۔

Posted On Urdu Novel Book

زیادہ مسئلہ پلوشہ کا تھا۔۔مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ ماں کیوں اس قدر ان کے خلاف ہے۔۔ میں لاکھ بار سمجھا بھی چکا ہوں۔۔مگر وہ نہیں مان رہی۔۔اسی لیے یہ ضروری تھا کہ کسی بھی طرح پلوشہ کا نکاح حدائق سے ہوجاتا"۔۔سرد و سپاٹ لہجے میں کہتے گہری نیلی آنکھوں سے پھر سے گیم میں غرق ارمغان خان کو گھورا

" صحیح وقت آنے دو۔۔سب سامنے اجائے گا۔۔میں ذرا ڈرائیو کو دیکھ لوں۔۔کپڑے لانے کا بولا تھا۔۔اسے سے پہلے فجر کا وقت گزر جائے"۔۔اپنی خون لگی شرٹ پر ہاتھ پھیرتے۔۔ ضرغام کی باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا تو پیچھے بیٹھے عائث خان نے تاسف سے سر ہلاتے ان تینوں کو دیکھا

Urdu Novel Book

"میں بھی نماز کے لیے ہی جا رہا تھا۔۔ساتھ ہی چلتے ہیں۔۔اور چچی کو بھی گھر بھیجنا ہے۔۔ اتنا ڈوز کافی تھا۔۔مجھے تو لگتا یہ عورتوں کو سدھارنے کا یہی ٹھیک طریقہ ہے زخمی ہو کر ہسپتال پہنچ جاؤ"۔۔ارمغان خان کے ہاتھوں سے موبائل چھین کر سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا تو عائث خان کی بات پر بہرام شاہ کا دلکش قہقہہ گونجا

جبکہ ضرغام نے تاسف سے سر ہلاتے آگے بڑھ کر ارمغان خان کو اپنے سینے سے لگاتے۔۔ ارمغان خان کی پیٹھ تھپتھپائی

Posted On Urdu Novel Book

"آئندہ چاہے ماں ہو یا بیوی انہیں اپنے طریقے سے ڈیل کرنا۔۔۔ایسی بیوقوفوں والی حرکت کرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔تمہارے سامنے بندوق تان کر چاہے حدائق شاہ کھڑا ہو یا کوئی بھی۔۔۔ مجھے تم صحیح سلامت چاہیے۔۔۔پھر چاہے خود کو بچانے کے لیے سامنے والے کو موت کے گھاٹ اتار دو"۔۔۔سرد و سپاٹ لہجے میں ایک ایک لفظ پر زور دیتے۔۔۔ارمغان خان کو دیکھتے ہوئے کہا تو ارمغان خان نے سر ہلانے پر اکتفا کیا

جبکہ عائث خان نے گہری سانس بھرتے بہرام شاہ کو باہر نکلنے کا اشارہ کیا تو وہ سر ہلاتا عائث خان کے ساتھ کمرے سے باہر نکل گیا

"لالا آپ بھی جانتے ہیں کہ حدائق لالا بیسٹ شوٹر ہیں۔۔۔اگر ان کی نیت مجھے نقصان پہنچانے کی ہوتی تو میرے سینے کا نشانہ لیتے۔۔۔اب انہوں نے ایسا کیوں کیا وہی بہتر جانتے ہیں۔۔۔اور پلوشہ اور حدائق لالا کے نکاح کا فیصلہ بہت اچھا کیا آپ نے"۔۔۔اپنے ڈارک براؤن بالوں کو ہاتھ کی مدد سے سیٹ کرتے سنجیدہ لہجے میں کہا تو ضرغام خان نے پرسوچ نظروں سے ارمغان خان کے چہرے کو دیکھتے سر اثبات میں ہلایا

"اس بارے میں بعد میں بات کرتے ہیں۔۔۔پہلے اٹھ کر نماز پڑھ لو۔۔۔میں بھی مسجد میں نماز ادا کر کہ آتا ہوں۔۔۔میرے سے پہلے نماز پڑھ چکے ہو تم"۔۔۔نیلی آنکھوں کو چھوٹا کرتے گھور کر ارمغان خان کو کہا تو روم کی فضا میں ارمغان خان کا دلکش قہقہہ گونجا تو ضرغام

Posted On Urdu Novel Book

خان نے مسکراتے ہوئے ارمغان کے سیٹ کیے بالوں کو ہاتھ سے بگاڑتے قدم باہر کی جانب بڑھائے

---

Posted On Urdu Novel Book

"کیا مطلب صبغہ کہا گیا بالاج۔۔تم فارم ہاؤس میں نہیں تھی کیا"۔۔کبرڈ سے عائث خان کا ڈریس نکالتے فون کان سے لگائے حوریہ نے حیرت سے استفسار کیا تو

دوسری جانب فارم ہاؤس کے باہر کھڑی صبغہ شاہ نے پریشانی سے ماتھا مسلتے جنگل کی جانب نگاہ دوڑاتے بری طرح اپنے لب کچلے

"بہرام لالا نے کہا تھا کہ میں اب یہاں سے چلی جاؤں ان کے گارڈز آجائیں گے۔۔اور وہ کمینہ شاہ مجھے کہہ رہا تھا کہ لالا کی وجہ سے یہاں بندھا ہوا ہے۔۔جب تک نہیں آئیں گے کہی نہیں جاؤں گا۔

اور اب آدھی رات کو گارڈز کی درگت بنا کر پتہ نہیں کہا نکل گیا ہے۔۔وہ تو میں نے ویسے ہی گارڈ کو کال کی تو اس بچارے کی چیخوں پکار سن کر مجھے اس کمینے شاہ کی فرمانبرداری کی وجہ سمجھ آئی۔۔ویسے چاہے مجھے نظر اٹھا کر نا دیکھے۔۔مگر غیرت مند اتنا تھا کہ جانتا تھا کہ میں فارم ہاؤس میں اکیلی ہوں اسی لیے وہی بھائی کا فرمانبردار بن کر بیٹھا رہا۔۔اور ابھی مجھے گئے کچھ گھنٹے ہی ہوئے تھے کہ اپنی شرافت دکھا دی"--- دانت پیستے قدم جنگل کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا تو فون سے حوریہ شاہ کی کھلکھلاتی ہوئی ہنسی کی آواز گونجی

Posted On Urdu Novel Book

"مطلب کچھ کچھ تو ہے تمہارے کمینے شاہ کے دل میں"۔۔۔ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہوتے اپنے بالوں میں برش کرتے مسکرا کر کہا تو صبغہ شاہ نے تلخی سے مسکراتے سر جھٹکا

"دل میں تو تم ہو۔۔۔میں تو وہ ان چاہا وجود ہوں جسے وہ دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرتا۔۔۔جس کی محبت کو وہ رتی کے بھاؤ نا خریدے۔۔۔میں کہی بھی نہیں ہوں۔۔۔نا بالآج شاہ کہ دل میں نا ہی اس کی سوچوں میں۔۔۔وہاں تو صرف تمہارا بسیرا ہے۔۔۔ مجھ سے تو بس غیرت کا رشتہ ہے۔۔۔ میں اس کے خاندان کی عزت ہوں۔۔۔میری عزت کی حفاظت کے لیے وہ اپنی جان دے سکتا ہے۔۔۔مگر میری محبت کی وجہ سے میری جان لے بھی سکتا ہے"۔۔۔تلخ لہجے میں کہتے بائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے آنکھ کے کناروں سے آنسو صاف کرتے بری طرح اپنے لب کچل ڈالے

"میں بالآج شاہ کے دل میں ہوں یا نہیں یہ معنی نہیں رکھتا۔۔۔میں عائث خان کا نصیب اس کے نام سے منسوب ہوں یہ اہمیت رکھتا ہے۔۔۔بالآج اور عقیدت کی بہت سی عادتیں ملتی ہیں۔۔۔وہ دونوں ضدی اور ہٹ دھرم ہیں۔۔۔اپنی کرنے والے۔۔۔مگر وہ دونوں اپنے نام سے منسوب رشتوں پر جان دینے والے ہیں۔۔۔بیوفائی نہیں کر سکتے۔۔۔ ضرغام لالا عقیدت کو چھوڑنے کا فیصلہ بھی کرتے تو عقیدت کبھی انہیں نہیں چھوڑتی۔۔۔یہ بالآج اور عقیدت کی فطرت ہے۔۔۔اپنی دسترس میں آنے والی چیزیں کسی دوسرے کے لیے نہیں چھوڑتے۔۔۔تم

Posted On Urdu Novel Book

بس ایک بار بالآج شاہ کے نام سے منسوب ہو جاؤ۔۔پھر دیکھنا بالآج شاہ کے دل و دماغ اور دنیا پر صرف تمہارا ہی راج ہو گا۔۔بالآج شاہ کے لیے اس دنیا میں صرف ایک ہی لڑکی اہمیت رکھے گی۔۔اور وہ ہو گی صبغہ بالآج شاہ"۔۔ حوریہ شاہ نے محبت بھرے لہجے میں کہا تو حوریہ کی باتوں سے صبغہ کے ہونٹوں پر بھی خوبصورت مسکراہٹ رینگ گئی

"اچھا بس اتنے خواب کافی ہیں۔۔تم جاؤ اپنے خان کے پاس۔۔میں ذرا اپنے شاہ کو ڈھونڈ لوں"۔۔مدھم قہقہہ لگاتے ہوئے کہا تو حوریہ شاہ نے مسکرا کر نفی میں سر ہلاتے کال بند کر کہ فون ڈریسنگ ٹیبل پر رکھا

جبکہ درختوں کے قریب کسی انسان کے سائے کو محسوس کرتے صبغہ تیز قدم لیتی آگے بڑھی صبح کے ساڑھے چار بجے جنگل کی تاریکی میں چودھویں کے چاند کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ گہری خاموشی میں جنگلی جانوروں کی آوازیں گونج رہی تھیں۔

صبغہ شاہ ڈرپوک ہرگز نا تھی۔۔ رب کی ذات کے علاوہ دل میں کسی چیز کا خوف نہیں تھا۔۔ بس ایک ڈر تھا بالآج شاہ کے کھو جانے کا۔۔اور اب تو وہ اپنے اس ڈر پر بھی قابو پا چکی تھی۔

گھنے جنگل میں آگے بڑھتے ہوئے وہ یہ بھی جانتی تھی کہ بالآج شاہ یہی کہیں ہے وہ چاہے خود جتنی بھی تکلیف دے۔۔مگر اس کے ہوتے کسی میں اتنی جرات نہیں کہ صبغہ شاہ کو کھروچ

Posted On Urdu Novel
صبغہ شاہ پر ہی Book نظر مگر اس کی ہر نظر۔۔ وہ چاہے وں سے اوجھل تھا۔۔ بھی پہنچا سکے۔۔ تھی۔

صبغہ کی نظر

"آہہ"۔۔ صبغہ تیزی سے آگے بڑھتی درخت کے قریب سے گزری تو اپنے پیچھے درخت سے کچھ گرنے کی آواز پر دہل کر رہ گئیں

اس اچانک افتاد پر دل ایک لمحے کو بند ہوتا محسوس ہوا۔۔ بند ہوئی سانس بحال ہوئی تو جیکٹ کی جیب سے پسٹل نکال کر ابھی وہ پلٹتی کہ پیچھے موجود وجود نے ہونٹوں پر پراسرار مسکراہٹ سجائے آگے بڑھتے ہاتھ میں تھامے تیز دھار چاقو کو صبغہ شاہ کی شہہ رگ پر رکھ کر دباؤ ڈالا

---

"اللہ تمہیں غارت کرے بالآج شاہ۔۔ کمینے انسان جان نکال دی میری"--- اپنے اردگرد پھیلی بالآج شاہ کی مخصوص خوشبو کو محسوس کرتے دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تو صبغہ کے چلانے پر بالآج شاہ نے صبغہ کی گردن پر موجود چاقو پر دباؤ ڈالا

"تمہاری یہ دونمبر محبت بھری ٹھرکی نظروں میں آگیا ہوں۔۔ ابھی بھی غارت ہونے میں کوئی کسر باقی ہے۔۔ اور ابھی کہاں نکالی ہے تمہاری جان میں نے۔۔ تمہیں تو سسک سسک کر مرنے پر مجبور نا کیا تو میرا نام بھی بے رحم شاہ نے"--- سفاک لہجے میں کہتے چاقو کی نوک پر دباؤ ڈالا تو اپنی گردن پر نمی محسوس کر کہ صبغہ کی آنکھیں بے ساختہ نم ہوئی

Posted On Urdu Novel Book

نا محسوس انداز میں پسٹل کو جیکٹ کی جیب میں واپس ڈالتے۔۔۔اپنی گردن کے گرد لپٹی بالآج شاہ کے بازو کو دونوں ہاتھوں میں تھام کر جھٹکا دیا

اور رخ بدل کر اپنی ٹانگ فولڈ کر کہ بالآج شاہ کے پیٹ میں گھٹنہ مارا تو صبغہ شاہ کی اس جرات پر بالآج شاہ کا دلکش قہقہہ جنگل کی فضا میں گونج کر ارتعاش پیدا کر گیا

"تم سے محبت اپنی جگہ۔۔۔مگر تمہارا ایسا کوئی ظلم برداشت نہیں کروں گی۔۔۔بڑے آئے بے رحم شاہ"۔۔۔اپنی گردن سے خون کے قطروں کو صاف کرتے دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تو بالآج شاہ نے آبرو آچکا کر صبغہ شاہ کو دیکھتے پیچھے درخت سے ٹیک لگائی

"واؤ گریٹ مطلب صبغہ شاہ کی محبت میں شرائط ہیں کہ وہ محبوب کہ ان ظلموں کو برداشت کرے گی اور ان کو نہیں۔۔۔امپریسوں۔۔۔تو بتاؤ میرے کون کون سے ظلم برداشت کر سکتی ہو۔۔۔تا کہ میں وہ نا دوں۔۔۔اور ان ظلموں اور زخموں سے تمہاری روح تک زخمی کر دوں جو تمہاری برداشت میں نہیں"--- گہری رات سی سیاہ آنکھوں میں چمک لیے۔۔۔بلیک ہڈی پہنے۔۔۔درخت سے ٹیک لگائے۔۔۔سرد و سپاٹ لہجے میں ایک ایک لفظ چبا کر کہتا وہ صبغہ شاہ کو اس اندھیری رات۔۔۔تاریک جنگل کا ہی ایک حصہ لگا

"یہ شرائط نہیں ہے بالآج شاہ۔۔۔عورت ہو کر ظلم سہہ کر میں مردوں کو شہہ نہیں دے سکتی۔۔۔اگر صبغہ شاہ کمزور پڑ سکتی ہے تو پھر کوئی اور کیوں نہیں۔۔۔مجھے کمزور نہیں بننا۔۔۔اور

Posted On Urdu Novel Book

رہی بات روح کو زخمی کرنے کی---وہ تم کر چکی ہو---اس دل میں کسی اور کو بسا کر"--- چھوٹے چھوٹے قدم لیتی بالآج شاہ کے روبرو کھڑے ہوتے سنجیدہ لہجے میں کہا تو بالآج شاہ نے

چاند کی روشنی میں نظر آتے صبغہ شاہ کے خوبصورت چہرے کو دیکھتے تاسف سے سر ہلایا جینز کی پینٹ کے ساتھ وائٹ شرٹ پہنے---بلیک لونگ کے کوٹ کے ساتھ بلیک ہی شوز پہنے---شہد رنگ بالوں کو کیچر میں قید کیے---بھوری شہد رنگ آنکھوں میں محبت کے دیپ جلائے---گلابی بھرے بھرے ہونٹوں کو بری طرح کچلتے وہ بالآج شاہ کے سامنے سراپہ سوال بنی کھڑی تھی

"مجھ سے کوئی امید مت رکھو صبغہ شاہ---میں تو تمہیں اذیت دوں گا---مگر میرا ساتھ تمہارے لیے ناسور بن جائے گا"--- ایک دم سے ٹیک ہٹاتے---صبغہ کی گردن اپنے دائیں ہاتھ میں دبوچتے زخمی شیر سی دھاڑ لیے غراتے ہوئے کہا تو صبغہ شاہ نے اپنی آنکھیں سختی سے بند کرتے گہری سانس لیتے خود کو پرسکون کرنے کی کوشش کی

"امید ہی تو سب کچھ ہے"---بھوری شہد رنگ آنکھیں---بالآج شاہ کی گہری سیاہ آنکھوں میں گاڑھتے ہونٹوں پر دل جلا دینے والی مسکراہٹ لیے جواب دیا تو بالآج شاہ کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ رینگ گئی

Posted On Urdu Novel Book

"مگر ٹوٹ جائیں تو انسان کہ پاس کچھ نہیں بچتا"---- نفاست سے کہتے ایک ہی جھٹکے میں صبغہ کو پیچھے کی جانب دھکیلا تو صبغہ نے بامشکل خود کو گرنے سے بچایا

" میری امیدیں تو انشاء اللہ نہیں ٹوٹے گی - مگر کمینے انسان تمہاری ہڈی پسلی آج ضرور میرے ہاتھوں ٹوٹے گی"--- بالآج شاہ کے مسکراتے چہرے کو دیکھتے چلا کر کہتے آگے بڑھ کر کلابازی لگاتے__ٹانگ گھما کر بالآج شاہ کے چہرے پر مارنی چاہی مگر بالآج شاہ نے بروقت پیچھے کی جانب جھکتے صبغہ کے وار کو ضائع کیا

صبغہ کے سیدھا ہونے سے پہلے ہی ہاتھ بڑھا کر صبغہ کی کمر کے گرد اپنا بازو لپیٹتے ایک ہی جھٹکے میں صبغہ کو اپنے شکنجے میں لیتے زمین پر پٹکا تو جنگل کی خاموش فضا میں صبغہ شاہ کی دبی دبی چیخ گونجی

"اپنی زبان کو قابو میں رکھو صبغہ شاہ__ تم میری ہڈی پسلی توڑو نا توڑو میں تمہاری چمڑی ادھیڑ دوں گا اب اگر مجھے میرے اردگرد دکھائی بھی دی__اب تک تمہارا جو لحاظ کیا ہے وہ صرف کزن اور عورت ہونے کی حیثیت سے__اپنی آئی پر آؤ تو لحاظ تو میں اپنے اصولوں کا بھی نہیں رکھتا"--- گھٹنوں کے بل زمین پر صبغہ کے قریب بیٹھتے دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تو صبغہ شاہ نے مسکراتی نظروں سے بالآج شاہ کو دیکھا

جس پر بالآج شاہ نے مٹھیاں بھینچ کر اپنے اشتعال پر قابو پانے کی کوشش کی

Posted On Urdu Novel Book

ابھی وہ وہاں سے اٹھتا کہ صبغہ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں میں مٹی بھرتے بالآج شاہ کے چہرے پر اچھالی

اور اپنی بائیں ٹانگ سے بالآج شاہ کے سینے پر وار کرتے اسے پیچھے زمین پر دھکا دیا

" ایسی کی تیسی تمہارے اصولوں کی بتمیز شاہ ۔۔۔عورت کزن گئی بھاڑ میں ۔۔۔بیوی بننا ہے مجھے ۔۔۔بیوی والی عزت اور محبت چاہیے - ورنہ اپنے یہ لحاظ اپنے پاس سنبھال کر رکھو ۔۔۔ شادی تو میری تم سے ہوگی ۔۔۔وہ بھی تمہاری مرضی سے ۔۔۔اور ہمارے چھ بچے بھی دنیا میں آئیں گے وہ بھی تمہاری مرضی سے ۔۔۔اب اگر کوئی ڈرامہ کیا تو جان لے لوں گی تمہاری "۔۔۔اپنی آنکھیں مسلتے زمین پر گرے بالآج شاہ کے بالوں کو مٹھیوں میں دبوچے ۔۔۔بالآج شاہ کے سر کو بری طرح گھماتے چلاتے ہوئے کہا تو بالآج شاہ نے دانت پیستے آنکھیں بند کیے ہی صبغہ کو خود سے دور کرنے کی کوشش کی

"جاہل پاگل عورت ۔۔۔اگر میرا ایک بھی بال ٹوٹا ۔۔۔تو تمہیں تمہاری ان گھنی زلفوں سے محروم کرنے میں ایک سیکنڈ نہیں لگاؤں گا ۔۔۔بال چھوڑو میرے "۔۔۔صبغہ شاہ کے ہاتھوں سے اپنے بال چھڑوانے کی کوشش کرتے دانت پیستے ہوئے چلا کر کہا تو صبغہ شاہ نے ایک دم سے ہاتھوں کی حرکت کو روکتے پرسوچ نظروں سے بالاج شاہ کو دیکھا

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Urdu Novel Book

"اوپسس سوری۔۔۔ابھی تھوڑی تمہیں گنجا کرنا ہے۔۔شادی کی پکس اچھی نہیں آئیں گی۔۔۔اس کے لیے تو ساری عمر پڑی ہے"۔۔کندھے اچکاتے سائیڈ پر کھڑے ہوتے معصومیت بھرے لہجے میں کہا تو بالآج شاہ نے اپنی سرخ پڑتی آنکھوں کو بامشکل کھول کر صبغہ شاہ کو گھورا

"تمہاری تو--- رکو ذرا اب"--- صبغہ شاہ کو بھاگنے کے لیے پر تولتے دیکھ ایک ہی جھٹکے میں آٹھ کر دھاڑتے ہوئے کہا اور آگے کی جانب بھاگتی صبغہ کے پیچھے دوڑ لگائی

---

بہرام شاہ کے موبائل پر ہوتی مسلسل رنگ پر ارمغان خان نے آنکھیں کھول کر دائیں جانب ٹیبل کو دیکھا

Urdu Novel Book

ضرغام کے جانے کے بعد وہ نماز پڑھ کر لیٹ گیا تھا۔۔۔مگر وہ تینوں ابھی تک واپس نہیں آئیں تھے۔۔۔بہرام جاتے وقت اپنا موبائل لے جانا بھی بھوک گیا تھا

اور اب مسلسل آتی کال پر ارمغان خان نے گہری سانس لیتے ہاتھ بڑھا کر سائیڈ ٹیبل سے موبائل ہاتھ میں تھام کر سامنے کیا تو نظریں سکرین پر پڑتے ہی ارمغان خان کے ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ رینگ گئی

ایک نظر روم کے بند دروازے کو دیکھ۔۔۔دوبارا سے موبائل کی سکرین کو دیکھا

جہاں سلویٰ شاہ کا نام جگمگا رہا تھا

Posted On Urdu Novel Book

"السلام و علیکم"۔۔کال اٹینڈ کرتے موبائل کان سے لگاتے۔۔گھمبیر لہجے میں سلام کیا تو دوسری جانب سلویٰ شاہ ایک لمحے کے لیے ساکت سی رہ گئی

"لالا سے بات کرنی ہے مجھے۔۔لالا کو فون دیں"--- سلویٰ شاہ کے سپاٹ لہجے پر ارمغان خان نے جبڑے بھینچتے گھور کر موبائل کی سکرین کو دیکھا

"مجھ سے بات کرتے تمہاری زبان کو کیا تکلیف ہو رہی ہے--- کوئی لالا والا نہیں ہے تمہارا یہاں۔۔بات کرنی ہے تو مجھ سے کرو۔۔اور جو بھی پیغام دینا ہے مجھے دو میں بتا دوں گا"۔۔ سخت لہجے میں جواب دیا تو ارمغان خان کے جواب پر سلویٰ شاہ نے تلملا کر موبائل فون کو گھورا

Urdu Novel Book

مگر پھر کچھ سوچ کر ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ رینگ گئی

"ہاں پیغام تو دینا ہے۔۔اور بہت ضروری پیغام ہے۔۔لالا سے کہیں گا جو رشتہ انہوں نے میرے لیے دیکھا تھا نا۔۔ مجھے پسند ہے۔۔اور رات ارمان جی کی کال بھی آرہی تھی۔۔وہ سنڈے کو مجھے لنچ پر لے کر جانا چاہتے ہیں۔۔میں اتنی ایکسائیٹڈ تھی لالا کو بتانے کے لیے۔۔ رات سے ویٹ کر رہی ہوں۔۔مگر وہ ابھی تک آئیں نہیں گھر"۔۔گرے آنکھوں کو معصومیت سے پٹپٹاتے۔۔بالوں کی آوارہ لٹ کو انگلی پر لپیٹتے۔۔نرم لہجے میں کہتی وہ پل میں ارمغان خان کو انگاروں پر گھسیٹ چکی تھی

Posted On Urdu Novel Book

موبائل پر گرفت مضبوط ہوتی جا رہی تھی۔۔شہد رنگ آنکھوں میں پل میں خون اترا تھا۔۔
گردن اور ماتھے کی رگیں تن کر واضح ہونے لگی تھی

"ایسے ہی پیغام دو سلویٰ شاہ کہ جن کے جواب پر تمہیں اپنی جان سے ہاتھ نا دھونے پڑے۔۔اس ارمان کے تو ایسے ارمان نکالوں گا میں کی اپنی بیوی کے بارے میں بھی نہیں سوچ سکے گا۔۔اور سنڈے کو لنچ میں تمہیں ارمان کے جنازے کی بریانی اپنے ہاتھوں سے نا کھلائی تو میرا نام بھی ارمغان خان نہیں۔۔مگر شرط یہ ہے کہ سرخ رنگ پہن کر تیار ہونا۔۔
چلو چھوڑو محبوب سے کیسی شرطیں۔۔تم بس میرے ہاتھوں سے بریانی کھانے کے لیے تیار رہنا۔۔باقی اپنے رنگ میں تمہیں میں خود ہی رنگ لوں گا"۔۔دبے دبے لہجے میں غرا کہتے بنا سلویٰ کا جواب سنے کھٹاک سے فون بند کیا

وہ جانتا تھا کہ غلطی اس کی ہے۔۔ناراض ہونا سلویٰ کا حق تھا۔۔مگر وہ اس طرح بدلا لے گی اس بات کا اندازہ نہیں تھا ارمغان خان کو۔۔جو سلویٰ شاہ نے کہا اگر وہ غصے میں بھی تھا۔۔ تب بھی ارمغان خان کو سلویٰ شاہ کی باتوں میں اپنے علاوہ کسی اور کا ذکر تک گوارا نا تھا۔۔
وہ چھوٹا خان تھا۔۔اپنے شیر جیسے بھائیوں کا چہیتا۔۔جسے ہر چیز مکمل ملی تھی۔۔جس چیز کو وہ پسند کی نگاہ سے دیکھتا تھا وہ اس کی دسترس میں آجاتی تھی۔۔اور پھر صرف اور صرف ارمغان خان کی ملکیت ہوتی تھی۔۔تو پھر وہ کیسے اپنی محبت میں سمجھوتا کر لیتا۔۔وہ کیسے

شراکت برداشت کر سکتا تھا۔۔۔جو محبت کہ کامل ہونے پر یقین رکھتا تھا۔۔۔وہ تو محبوب کی لاپرواہی برداشت نا کرے کجا کہ اس کے ہونٹوں سے کسی اور کا ذکر۔

وہ ارمان نامی شخص سچ تھا یا سلویٰ شاہ کا جھوٹ۔۔۔وہ دونوں صورتوں میں اسے ہمیشہ کے لیے ختم کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

"پتہ کرو کہ بہرام شاہ نے اپنی بہن کے لیے کس لڑکے کو پسند کیا ہے۔۔۔اور اس کے لیے تمہارے پاس دوپہر بارہ بجے تک کا وقت ہے۔۔۔اگر نا کر سکے تو اس کے بعد خود کو اپنے ہاتھوں سے ختم کر لینا۔۔۔ورنہ میں جو موت دوں گا وہ برداشت نہیں ہوگی تم سے"---تکیے کے نیچے سے موبائل نکالتے سرد و سپاٹ لہجے میں کہا تو دوسری جانب سے جواب سن کر ہنہہ۔۔۔کہتے کال بند کرتے موبائل کو پھر سے تکیے کے نیچے رکھ دیا

"سٹڈے"۔۔۔سرد و سپاٹ لہجے میں سرگوشی کرتے آنکھیں موندتے کروٹ بدل لی

---

"تم سمجھ کیوں نہیں رہے۔۔۔جو بھی کرنا ہے۔۔۔انہی دنوں میں کرنا ہوگا۔۔۔حدائق واپس آگیا ہے۔۔۔اور اس کی باتوں سے لگ رہا ہے کہ وہ کچھ جان چکا ہے۔۔۔اور ضرغام بھی کچھ دنوں سے پراپرٹی کے کاغذات مانگ رہا۔۔۔اس سے پہلے حدائق اسے کچھ بتائے۔۔۔یا کاغذات دیکھ اسے کچھ پتہ چلے۔۔۔کچھ کرو۔۔۔یا تو حدائق کو رستے سے ہٹاؤ یا ضرغام کو۔۔۔مگر مجھے اس مصیبت

Posted On Urdu Novel Book

سے بچاؤ"۔۔کمرے سے آتی مقدس بیگم کی جھنجھلاتی ہوئی آواز پر عقیدت شاہ کے قدم بے ساختہ رکے

مقدس بیگم کے اتنے زہریلے لفظوں سے پل کے لیے عقیدت کے قدم ڈگمگائے

کس طرح کی ماں تھی وہ۔۔اس قدر محبت اور عزت کرنے والی اولاد تھی۔۔اور وہ اپنی ہی اولاد کی دشمن تھی۔۔اگر یہی بات پلوشہ یا ضرغام کو پتہ چلتی کہ ان کی ماں کے دل و دماغ میں کس قدر زہر بھرا ہوا ہے ان کے لیے تو کیا وہ اس بات کو برداشت کر پاتے

"کیا کر سکتا ہوں میں۔۔ایک تو اتنے سالوں چھپ کر دوسرے ملک بیٹھا ہوں۔۔ یہاں اپنے ہی گاؤں میں نہیں آسکتا کہ کہی ضرغام اور عائث ماضی کے اس دن کے بارے میں کوئی سوال نا پوچھ لے۔۔کہی میرے منہ سے کوئی غلط بات نکل گئ تو وہ بال کی کھال ادھیڑ لے گے۔۔مارنے کی کوشش کی تھی نا حدائق کو۔۔مگر وہ ڈھیٹ انسان کچھ دن بیہوش رہ کر پھر سے اٹھ گیا۔۔ہاسپٹل میں مارنے کا ارادہ تھا میرا مگر وہ بہرام اسے وہاں سے غائب کر گیا۔۔ ضرغام یا حدائق کو نہیں عقیدت کو راستے سے ہٹا کر ضرغام پر الزام لگا دیتے ہیں۔۔پھر حدائق شاہ خود ہی اپنی بہن کا بدلہ لے گا۔۔اور ایک دفعہ پھر خون بہے گا خان اور شاہو کا۔۔اور پھر یہ دشمنی تا قیامت چلتی رہے گی"۔۔۔۔ کمرے سے آتی کسی دوسرے وجود اور خاص کر مرد کی آواز سن کر عقیدت نے حیرت سے کمرے کہ آدھ کھلے دروازے کو دیکھا۔۔

Posted On Urdu Novel Book

کون تھا وہ جو ماضی کے بارے میں جانتا تھا۔۔جو اس دشمنی کو کسی صورت ختم نہیں ہونے دینا چاہتا تھا۔

آہستہ سے قدم پیچھے لیتے عقیدت جس خاموشی سے آئی تھی اسی خاموشی سے پلٹ گئی

"سلام دعا چھوڑو۔۔ضرغام کی جتنی پراپرٹی ہے۔۔صرف ضرغام کی نہیں ولی خان کی جتنی بھی پراپرٹی ہے اس کی ساری ڈیٹیلز چاہیے مجھے۔۔۔ضرغام کے ڈیرے ارمغان کے بزنس ہر ایک چیز کے بارے میں چھوٹی سی چھوٹی انفارمیشن چاہئے مجھے۔۔بزنس یا ڈیرے کے معاملات کے جتنے بھی کاغذات ہے بنا ضرغام کو شک ہوئے مجھے ان سب کی کاپی چاہئے۔۔کل تک کا وقت ہے تمہارے پاس"۔۔اپنے کمرے میں میں آکر کسی کو فون ملاتے۔۔سخت لہجے میں کہا تو دوسری جانب سے جی میڈم کہہ کر فون رکھ دیا گیا

جبکہ عقیدت نے آگے بڑھ کر اپنے بیگ سے پسٹل نکالی

مسٹرڈ کلر کے کرتے جس پر بلیک کلر کے پھول بنے ہوئے تھے--- ساتھ جینز کی پینٹ پہنے۔۔گلے میں مسٹرڈ کلر کا ہی دوپٹہ لپیٹے۔۔گولڈن گھنے بالوں کو کلپ میں قید کیے۔۔گلے میں ضرغام خان کے منہ دکھائی میں دیے گئے پینڈٹ کو پہنے نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی

عقیدت اور حوریہ ہاسپٹل میں ان چاروں کے لیے کھانا اور کپڑے لے کر جا رہی تھی

Posted On Urdu Novel Book

کیونکہ وہ چاروں ہی انتہا کہ صفائی و نفاست پسند تھے۔اب تک تو ہاسپٹل میں رہ کر ان کی جانوں پر بنی ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر پہلے کشف بیگم گھر لوٹ آئی تھی انہوں نے تو نہیں مگر ڈرائیور نے بتایا تھا کہ عائشہ خان نے زبردستی انہیں واپس بھیجا ہے

رو رو کر ان کی طبعیت بھی کافی خراب تھی اسی لیے امتثال نے انہیں زبردستی دودھ پلا کر میڈیسن کھلا دی تھی

اور اب وہ عقیدت کے کہنے پر پلوشہ کے ساتھ تھی۔کیونکہ عقیدت کو اپنے بھائی پر پورا یقین تھا کہ اگر وہ ملنے کا کہہ کر گیا تھا تو وہ ضرور آئے گا۔

مگر عقیدت کا فلحال پھر سے کوئی تماشہ دیکھنے کا ارادہ نہیں تھا

ضرغام فلحال تو خاموش تھا مگر عقیدت جانتی تھی اس کے غصے کا لاوا بہت جلد پھٹنے والا ہے

اور ابھی وہ ہاسپٹل جانے کے لیے ہی وہاں سے گزری تھی کہ مقدس بیگم کی باتیں سن ساکت سی رہ گئی

مگر اس بات کی تسلی تھی کہ ضرغام اور حدائق ان کے نشانے پر نہیں ہیں۔

---

Posted On Urdu Novel Book

وہ دونوں روم کا دروازا کھول کر اندر داخل ہوئی تو نظریں بیڈ پر آنکھیں موندیں لیٹے ارمغان خان سے ہوتی سامنے صوفے پر سنجیدہ تاثرات چہرے پر سجائے بیٹھے - عائث -اور بہرام شاہ سے ٹکرائی

جبکہ ضرغام خان صوفے کی پشت سے سر ٹکائے آنکھیں موندے ہوئے تھا-

نیلے رنگ کی شارٹ فراک—جس پر گلابی رنگ کے پھول بنے تھے--- سر پر ہم رنگ دوپٹہ اور کندھوں پر میرون رنگ کی چادر پھیلائے—میک آپ کے نام پر ہونٹوں پر لائٹ پنک گلوز لگائے—وہ سیدھا عائث خان کے دل میں اتر رہی تھی

حوریہ شاہ کو اپنے سامنے دیکھ عائث خان کو اپنی تھکاوٹ پل میں زائل ہوتی محسوس ہوئی— رگ و پے میں سکون کی لہریں سرائیت کرتی موڈ کو خوشگوار کر گئی تھی-

"اسلام و علیکم لالا—کیسی طبیعت ہے اب ارمغان کی"--- نظریں ضرغام خان کے وجیہہ تھکن ذدہ چہرے پر ٹکائے بہرام شاہ سے سوال کیا تو بہرام شاہ نے ایک نظر بیڈ پر سوئے ارمغان خان کو دیکھا

"الحمدللہ بالکل ٹھیک ہے—پریشانی کی کوئی بات نہیں—یہ تو چھوٹے خان کا رات تک ہاسپٹل میں رہنے کا ارادہ ہے ورنہ ڈاکٹرز نے تو کہا ہے کہ گھر جا سکتے ہیں"—صوفے سے اٹھتے نرم لہجے جواب دیا

Posted On Urdu Novel Book

"آپ تو کپڑے چینج بھی کر چکے ہیں۔۔۔ورنہ میں گھر سے لائی تھی آپ کے لیے بھی ڈریس اور کھانے کو بھی"--- بہرام شاہ کو سرمئی رنگ کے کرتا شلوار میں دیکھتے ہوئے کہا تو بہرام شاہ نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا

"ہاں ڈرائیور کو بھیجا تھا تو سلویٰ نے بھیج دیے تھے کپڑے۔۔۔میں گھر جا رہا ہوں۔۔۔گھر جا کر ہی ناشتہ کروں گا۔۔۔کیونکہ آج سکول بھی جانا ہے۔۔۔اور حدائق کے ہاسپٹل کا بھی کچھ کام رہتا تھا وہ بھی دیکھنا ہے"۔۔۔موبائل پر میسج ٹائپ کرتے سنجیدہ لہجے میں کہا تو عقیدت نے سمجھنے کے انداز میں سر اثبات میں ہلایا

"مجھے آپ سے ضروری بات بھی کرنی ہے۔۔۔شام میں آپ سے ملنے آؤ گی میں"--- سرگوشی نما آواز میں کہا تو بہرام شاہ نے چونک کر عقیدت کے چہرے کو دیکھا اور پھر سمجھنے کے انداز میں سر ہلاتے پلٹ کر عائث خان سے ہاتھ ملاتے حوریہ کے سر پر پیار دیتے وہاں سے نکلتا چلا گیا

جبکہ اس سب دوران عائث خان کی محبت چھلکاتی نظروں کے حصار میں خود کو محسوس کرتے حوریہ کو اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی۔

ضرغام خان کو بے حس و حرکت آنکھیں موندے دیکھ عقیدت نے بری طرح اپنے لب کچلے اور مسکرا کر ایک نظر عائث خان کو دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

"تم کیا لائی ہو میرے لیے"--- نظریں حوریہ کے خوبصورت چہرے پر ٹکائے گھمبیر لہجے میں سوال کیا تو حوریہ نے گڑبڑا کر عقیدت کو دیکھا جس پر عقیدت نے مسکراہٹ چھپاتے نظریں کمرے کے اطراف میں دوڑائی

"وہ مم—میں یہ آپ کا سوٹ اور سینڈوچ اور کافی لائی ہوں"--- ایک نظر عقیدت اور ضرغام خان کو دیکھتے مدھم لہجے میں کہا تو عائث خان نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا

"چلو پھر چل کر کھاتے ہیں—ساتھ والا روم میرے دوست کا ہی ہے وہاں چلتے ہیں"—اپنی جگہ سے اٹھتے حوریہ کا ہاتھ اپنی سخت گرفت میں لیتے جھک کر کہا تو حوریہ نے سٹپٹا کر عقیدت کو دیکھا ابھی وہ کوئی جواب دیتی کہ عائث خان حوریہ کا ہاتھ تھامے دروازے کی جانب بڑھا اور وہاں سے نکلتا چلا گیا

---

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔ www.kitabnagri.xyz

Posted On Urdu Novel Book
اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو
ابھی ای میل کریں۔
knofficial9@gmail.com
آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔
Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

"ضرغام"—ضرغام خان کے بائیں جانب بیٹھتے—ضرغام خان کے ماتھے پر بکھرے بالوں کو اپنی ہاتھ سے پیچھے کرتے محبت بھرے لہجے میں سرگوشی کی تو ضرغام خان نے اپنی خون چھلکاتی آنکھوں کو واہ کر کہ عقیدت شاہ کو دیکھا

"طبیعت ٹھیک ہے نا"—ضرغام خان کے گال پر اپنا ہاتھ رکھتے پھر سرگوشی نما آواز میں سوال کیا تو ضرغام خان نے سر اثبات میں ہلاتے اپنے گال پر رکھے عقیدت کے ہاتھ کو تھامتے اپنے ہونٹوں سے چھوا

Posted On Urdu Novel Book

"چھوٹا خان ٹھیک ہے تو گھر چلتے ہیں - یہاں رکنے کی کیا ضرورت ہے"۔۔۔ارمغان خان کو گہری نیند میں کروٹ کے بل لیٹے سوتے ہوئے دیکھ کر کہا تو ضرغام خان نے گہری سانس بھرتے عقیدت کا ہاتھ چھوڑتے بنا عقیدت کو سمجھنے کا موقع دیا

اپنا بایاں بازو عقیدت کی کمر کے گرد لپیٹتے اسے خود میں بھنچا

"سکون بھی دیکھو رب نے میرا کہا لکھا ہے۔۔۔دشمن کی بیٹی کے ساتھ اس کی قربت میں۔۔ ضرغام خان کے بے چین دل کا قرار اور بے سکونی کا سکون لکھ دیا ہے۔۔۔تمہارے بنا چین نہیں آتا مجھے۔۔۔میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور روح کا سکون بن چکی ہو تم عقیدت۔۔۔ تمہیں نہیں کھو سکتا میں۔۔۔اور تمہارے سوا کسی اور کا نہیں ہو سکتا۔۔۔خود کا بھی نہیں"۔۔۔چہرہ عقیدت کی گردن میں چھپاتے۔۔۔اپنا بھیگا شدت بھرا لمس چھوڑتے شدت بھرے لہجے میں سرگوشی کی تو ضرغام خان کے شدت بھرے لمس اور ارمغان خان کی کمرے میں موجودگی پر عقیدت کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی

چہرہ حیا کی لالی سے تپ اٹھا۔۔۔بامشکل ضرغام خان کا حصار توڑتے جھٹکے سے کھڑے ہوتے دو قدم کے فاصلے کر کھڑی ہوئی

ضرغام خان کی قربت پر اپنی بے ترتیب ہوئی سانسوں کو بامشکل سنبھالتے۔۔۔گھور کر ضرغام خان کی خمار آلود نظروں میں دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

"کپڑے چینج کر لو۔۔اس میں بلیک کرتا شلوار تمہارے لیے۔۔اور سفید ارمغان کے لیے ہے۔۔ اور پھر یہ کھانا بھی ہے۔۔میں ارمغان کو اٹھاتی ہوں کہ وہ بھی کچھ کھا لے"۔۔ٹیبل پر رکھے چھوٹے سے سکائے بلیو بیگ کو ضرغام کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا تو ضرغام خان نے گھور کر عقیدت کو دیکھا

اور خاموشی سے بلیک کلر کا کرتا شلوار نکالتا اٹھ کر واشروم میں بند ہو گیا۔

جبکہ عقیدت نے مسکرا کر سر جھٹکتے قدم ارمغان خان کی جانب بڑھائے

"چھوٹے خان"۔۔ارمغان خان کو کندھے سے ہلاتے اٹھانے کی کوشش کی مگر ارمغان خان کو گہری نیند میں سوتے دیکھ عقیدت نے گہری سانس بھری

وہ شاید دوایوں کے زیر اثر تھا ورنہ جہاں تک وہ جانتی تھی وہ بھائی گہری نیند تو نہیں سوتے تھے---

"عقیدت ٹاول نہیں لائی کیا"--- واشروم سے ضرغام خان کی جھنجھلاتی آواز سن کر عقیدت نے گھور کر واشروم کے بند دروازے کو دیکھا

اور بیگ سے منی ٹاول نکال کر دروازے کی جانب بڑھی

Posted On Urdu Novel Book

"آنکھیں سلامت ہے نا۔۔۔جب کپڑے نکال رہے تھے تب نظر نہیں آیا تھا"۔۔۔دروازے کے قریب کھڑے ہوتے دانت پیستے دبے دبے لہجے میں چلا کر کہا تو ضرغام خان نے جھٹکے سے دروازا کھولتے بنا عقیدت کو سمجھنے کا موقع دیے کلائی سے تھام کر واشروم میں کھینچ لیا جب کہ اس اچانک افتاد پر عقیدت کی چیخ بے ساختہ تھی جس کا گلہ ضرغام خان نے عقیدت کے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھتے گھونٹ دیا تھا

دروازے سے عقیدت کی پشت کو لگائے اپنے دونوں ہاتھ عقیدت کی کمر کے گرد سختی سے لپیٹے۔۔۔شدت بھرا لمس عقیدت کے ہونٹوں پر چھوڑتے۔۔۔وہ پل میں اسے بے بس کر چکا تھا

Urdu Novel Book

اپنے ہونٹوں پر ضرغام خان کے ہونٹوں کا دہکتا اور شدت بھرا لمس محسوس کر کہ عقیدت کو اپنے رگ و پے میں سرد لہریں سرائیت کرتی محسوس ہوئی

ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی محسوس ہوئی تو عقیدت نے بے ساختہ ضرغام خان کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھتے کرتے کو اپنی مٹھیوں میں دبوچا

قطرہ قطرہ عقیدت کی سانسوں میں اپنی دہکتی سانسیں شامل کرتے ضرغام خان نے۔۔۔اپنا ایک بازو عقیدت کی گردن کے گرد لپیٹتے خود میں بھینچ لیا

Posted On Urdu Novel Book

عقیدت کی بے ترتیب ہوئی دھڑکنوں کا رقص اپنے سینے پر محسوس کرتے۔۔۔اور بکھرتی سانسوں کا خیال کرتے نرمی سے اپنے لب عقیدت کے ہونٹوں سے جدا کیا۔

ابھی وہ سانس بھی نا لے پائی تھی۔۔کہ اپنی شدتوں سے سرخ ہوئے عقیدت کے ہونٹوں کو دیکھتے ضرغام خان بے خود ہوتا عقیدت کے بھیگے نم نچلے ہونٹ کو اپنے دانتوں میں دبا گیا ہونٹوں کی نمی کو اپنے انگھوٹے کے پوروں سے صاف کرتے گہرے سانس لیتی عقیدت کو خود میں بھینچ گیا

ضرغام خان کے چوڑے مضبوط سینے میں اپنا خون چھلکاتا چہرہ چھپائے عقیدت نے سختی سے ضرغام خان کے گرد اپنے بازو لپیٹتے۔۔۔ہاتھ کی مٹھیوں میں پشت سے ضرغام کے کرتے کو دبوچتے خود کو گرنے سے بچایا

"ضرغام۔۔۔پاگل جنگلی خان--- جان لینے کا ارادہ ہے کیا میری۔۔۔باہر تمہارا بھائی ہے اور تمہیں اپنا ٹھرک جھاڑنے سے فرصت نہیں"--- سانس بحال ہونے پر ضرغام خان کے بال مٹھیوں میں دبوچتے دبے لہجے میں غرا کر کہا تو ضرغام خان نے مسکراتی نظروں سے عقیدت کو دیکھتے جھک کر شدت بھرا لمس عقیدت کے گال پر چھوڑا

"بھائی کی فکر نا کرو۔۔۔اس کی زبان کو بریک نہیں لگ رہی تھی۔۔۔ڈاکٹر سے کہہ کر اس کی ڈرپ میں نیند کا انجکشن ایڈ کروایا تھا۔۔۔پانچ چھ گھنٹوں تک نہیں اٹھنے والا۔۔۔اور یہ ٹھرک

پن نہیں میری محبت ہے۔۔اور مت بھولوں اسی چیز کا لالچ دے رہی تھی تم رات میں مجھے۔۔اگر اپنی بات سے مکرنے کی کوشش بھی کی تو جان لے لوں گا تمہاری۔۔یا زبردستی اٹھا کر کہی دور لے جاؤں گا۔۔اور پھر صرف تمہیں نہیں اپنی بہن کو بھی کہی چھپا دوں گا۔۔پھر ڈھونڈتا رہے تمہارا بھائی"۔۔عقیدت کے بالوں میں لگے کیچر کو اتار کر دور اچھالتے۔۔اپنی مٹھی میں عقیدت کے بال دبوچتے چہرہ اپنے چہرے کے قریب کرتے۔۔ سنجیدہ لہجے میں ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا تو عقیدت نے بامشکل سر اثبات میں ہلایا

جبکہ ضرغام خان کی گرم سانسوں سے آپنے چہرے کی جلد جھلستی ہوئی محسوس ہو رہی تھی

"نہیں مکر رہی میں۔۔تمہارے ساتھ ہی ہوں۔۔ہمیشہ تمہاری بن کر ہی رہوں گی"۔۔ضرغام خان کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے محبت بھرے لہجے میں جواب دیا تو ضرغام خان نے اپنی سرخ انگارا ہوتی آنکھوں سے عقیدت کو گھورتے عقیدت کا جبڑہ اپنے دائیں ہاتھ میں دبوچا

"تمہارے لیے یہی بہتر ہے مسسز ضرغام خان--- مجھے وعدہ خلافی کرنے والوں سے شدید نفرت ہے۔۔اور خان جس سے نفرت کرتا ہے۔۔اس پر زمین تنگ کر دیتا ہے۔۔چھپنے کو دنیا کم پر جاتی ہے اس شخص کو پھر۔۔مگر تمہارے معاملے میں تھوڑی چینجنگ ہو گی"---ناک عقیدت کے پھولے گلابی گال پر ٹریس کرتے۔۔شدت سے اپنے دانت عقیدت کے

Posted On Urdu Novel Book

گال پر گاڑھتے پراسرار لہجے میں کہا تو عقیدت نے ضرغام خان ص شدت پر سختی سے اپنی آنکھیں میچیں

"اب اگر تمہارا دھمکی اور محبت کا سیشن ختم ہوگیا ہو تو ہم کچھ کھا لیں۔۔کل سے بھوکی ہوں میں۔۔مگر تمہیں کہا فکر میری"--- ضرغام خان کے سینے پر دونوں ہاتھوں کا دباؤ ڈالتے فاصلہ بناتے منہ بسور کر کہا تو ضرغام خان نے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دبا کر مسکراہٹ روکی

" میری بھوک تو تمہیں کھا کرہی ختم ہوگئی۔۔۔وہ سنا نہیں تم نے ہلکی پھلکی بھوک میں ہلکا پھلکا ٹک۔۔۔ویسے ہی ضرغام خان کی ہلکی پھلکی بھوک میں عقیدت شاہ کے پھولے گلابی گالوں کا ہلکا پھلکا محبت بھرا چک "۔۔۔آنکھوں میں شرارت لیے مسکرا کر کہتے عقیدت کے گال پر نظر آتے اپنے دانتوں کے نشان پر نرمی سے ہونٹ رکھتے بوجھل لہجے میں کہا تو عقیدت نے خفا نظروں سے ضرغام خان کو دیکھا جس پر ضرغام خان نے مسکرا کر سر جھٹکتے عقیدت کو بازو سے تھام کر اپنے سینے میں بھینچ لیا

"اول قسم کے بے شرم ہو تم خان"۔۔۔ضرغام خان کے سینے پر مکے برساتے خفا لہجے میں کہا تو ضرغام خان نے بامشکل اپنے امڈتے قہقہے کا گلا گھونٹا

Posted On Urdu Novel Book

"جو خان کی جان کہے - مگر اس سے پہلے تمہاری بھوک کا علاج کرتے ہیں--- پھر یہی سے کنٹینیوں کریں گے"—عقیدت کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام کر ہونٹوں سے لگاتے مسکرا کر کہا اور واشروم کا دروازا کھولتے قدم کمرے میں رکھے

جہاں ارمغان خان اوندھے منہ لیٹا نیند کی گہری وادیوں میں گم تھا

جس کر ضرغام خان نے مسکراتے عقیدت کا ہاتھ چھوڑتے آگے بڑھ کر ارمغان خان کو کندھوں سے تھام کر سیدھا لٹایا—

اور پلٹ کر پلیٹ میں سینڈوچ رکھتی عقیدت شاہ کو محبت بھری نظروں سے دیکھا

Urdu Novel Book

---

ماضی-:

کیا ہوا پریشان لگ رہے ہو"—حدایت شاہ نے اپنے گھوڑے کو درخت سے باندھتے زمین پر شیر خان کے پاس بیٹھتے فکر مند لہجے میں استفسار کیا تو درخت سے ٹیک لگائے بیٹھے شیر خان نے گہری سانس بھرتے ہاتھ میں تھامے کنکر کو سامنے نہر میں پھینکا

"کچھ سمجھ نہیں آرہا کہ کیا ہو رہا ہے—مقدس کو میں نے دل سے اپنی بیوی قبول کیا ہے اسے عزت محبت مان سب کچھ دیا—مگر وہ"--- افسردہ لہجے میں کہتے کہتے وہ چپ ہوئے تو حدایت شاہ نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تسلی دی

Posted On Urdu Novel Book

"سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔وہ شاید تم سے ابھی تک ناراض ہے۔۔اور ویسے بھی ماں جی کہتی ہے شادی کہ ایک دو سال تو ایک دوسرے کو سمجھنے میں۔لگ جاتے ہیں۔۔چھوٹی موٹی باتیں ہوتی رہتی ہیں۔۔بھابھی بھی سمجھ جائیں گی"۔۔گو کہ حدایت شاہ خود مقدس بیگم کی حسد ذدہ اور مغرور فطرت سے واقف تھے۔۔۔ مگر وہ اب اپنے دوست کو مزید دکھی نہیں کر سکتے تھے۔۔۔ اگر معاملہ صرف دوست اور اس کی بیوی کا ہوتا تب شاید وہ کوئی اور مشورہ دیتے۔۔مگر اب ان دونوں کے درمیان چھ ماہ کا ضرغام خان بھی تھا

"ناراض۔۔ہنہہ۔۔ تم بتاؤ کیا غلط کیا میں نے۔۔بابا کہ ایک بار کہنے پر میں نے اس عورت سے شادی کر لی۔۔اپنی محبت تک کو چھوڑ دیا۔۔پورے دل سے اپنایا اسے۔۔اور یہ اس بات کو نہیں بھول رہی کہ اس کے بھائی کو میں نے اپنی بہن کا رشتہ کیوں نہیں دیا۔۔تم جانتے ہو وہ شخص کس طرح کی گھٹیاں جگھوں پر جاتا۔۔شراب پینا تو اس کا روز کا معمول ہے۔۔ جوے میں اپنی آدھی سے زیادہ جائیداد ہار چکا ہے۔۔اس شخص کے ہاتھ اپنی نازوں پلی بہن کا ہاتھ تھما دیتا'۔۔۔۔ ضبط کا دامن ہاتھ سے چھوٹا تو وہ اپنے جگری یار کے آگے دل کی بات بولتے ہی چلے گئے

شیر خان۔۔حدایت شاہ اور مبین بیگم بچپن سے ایک ساتھ پڑھے تھے۔۔۔ حدایت شاہ اور شیر خان کی دوستی کی مثالیں پورا گاؤں دیتا تھا۔۔مبین شاہ حدایت شاہ کی خالہ زاد تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

جبکہ شیر خان دل ہی دل میں انہیں پسند کرتے تھے--- مگر اس سے پہلے وہ اپنی پسندیدگی کا اظہار کر پاتے---ولی خان نے ان کا رشتہ اپنے چچا زاد بھائی کی بیٹی سے کر دیا-

وہ اس رشتے سے انکار کر دیتے مگر جب انہیں پتہ چلا کہ یہ بات بڑوں میں کافی عرصے سے چل رہی ہے---اور نا صرف ان کا بلکہ حلیمہ خان کا رشتہ بھی مقدس بیگم کے ساتھ طہ ہے اور خاندان میں طہ ہوئے رشتے سے انکار کرنا یعنی بغاوت کرنا تھا-

پھر انہوں نے خاموشی سے خود تو سر جھکا دیا---مگر جب انہیں مقدس بیگم کے بھائی کے کرتوتوں کے بارے میں پتہ چلا تو وہ بے دھڑک سب کے خلاف کھڑے ہوگئے

شیر خان کا کہنا تھا کہ وہ بڑوں میں ہوئی بات سے انجان تھے--- اور وہ اپنے دوست کو زبان دے چکے ہیں---اور اب وہ زبان سے ہٹ نہیں سکتے-

اس بات پر خاندان والوں میں بہت سے باتیں بنی---اور بالآخر شیر خان نے اپنی بہن کی شادی اپنے جگری دوست میجر حدایت شاہ سے کروادی

گو کہ وہ اس زبان والی بات سے بالکل انجان تھے--- مگر اپنے دوست کے کہنے پر وہ سب کے سامنے اقرار کر گئے کہ شیر خان کئی سال پہلے سے ہی انہیں زبان دے چکا تھا-

مگر جب حلیمہ بیگم ان کی زندگی میں آئی تو انہیں لگا ان کی زندگی رنگوں سے بھر گئی ہو

Posted On Urdu Novel Book

وہ اپنے رب کا جتنا بھی شکر ادا کرتے شاید کم تھا۔۔اور جب نیلی آنکھوں اور مغرور نقوش والا شہزادہ ان کی زندگی میں آیا تو حدایت شاہ کو لگا ان کی زندگی مکمل ہوگئی ہو

"بات صرف میری ہوتی تو میں نظر انداز کر جاتا۔۔مگر وہ۔۔کیا کیا بتاؤں تمہیں اب - اسے میری اولاد نہیں چاہیے تھی - میرے بچے کو دنیا میں آنے سے پہلے مار دینا چاہتی تھی - تمہیں نہیں پتہ یہ عرصہ میں نے کس طرح راتوں کو جاگ جاگ کر اور دن میں سائے کی طرح مقدس کے ساتھ رہتے گزارا ہے۔۔ مجھے تھا کہ اولاد ہاتھ میں آئیں گی تو سمجھ جائے گی ابھی ناسمجھ ہے۔۔مگر یار وہ چھ ماہ کے بچے کو سنبھالنا تو دور دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرتی۔۔ سچ بتاؤں تو اب مجھے لگتا ہے اسے میرے ہونے نا ہونے سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔ اسے صرف دولت۔۔عیش و عشرت کی زندگی سے محبت ہے۔۔میں تھکا ہارا رات کے جس پہر بھی گھر جاؤں اس عورت نے کبھی پانی کا گلاس تک نہیں پوچھا مجھے - تھک گیا ہوں یار میں اتنے سے عرصے میں"۔۔ جھنجھلاتے ہوئے جواب دیتے وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے تو حدایت شاہ نے افسوس سے سر جھٹکا کس قدر ناشکری اور بیوقوف عورت تھی وہ جو ہیرے جیسے شخص کی قدر نہیں کر رہی تھی

"سیدھی طرح کہوں کے بھابھی کے ہاتھ سے پانی پینا چاہتے ہو۔۔میں کرتا ہوں حلیمہ سے بات کہ بھابھی تک پیغام پہنچائیں کہ ان کا شوہر ان کے ہاتھوں سے کھانا پینا چاہتا ہے۔۔باقی

Posted On Urdu Novel Book

کوئی کام بے شک نا کریں۔۔مگر میرے یار پر اتنا تو ترس کھائیں۔۔شوہر ہے آخر حق بنتا ہے۔۔میرے یار کا"--- شیر خان کی گردن کے گرد بازو باندھتے شوخ لہجے میں کہا تو نا چاہتے ہوئے بھی شیر خان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

"نہیں یار فوجی مزاق نا کر۔۔میں سچ میں بہت پریشان ہوں۔۔کل ڈیرے سے جلد فارغ ہو کر حویلی گیا تو۔۔کمرے میں داخل ہوتے اپنے بیٹے کی چیخیں جب سنائی دی تو مجھے اپنی قدموں سے زمین نکلتی محسوس ہوئی۔۔مقدس کو رتی برابر پرواہ نہیں۔۔کل وہ سوتے ہوئے ضرغام کو بستر پر چھوڑ کر بنا بابا اور کسی ملازمہ کو بتائے اپنی سہیلیوں کے ساتھ باغ میں چلی گئی تھی۔۔اور ضرغام کے نیند میں بستر سے گرنے پر سر پر چوٹ آئی تھی۔۔اگر خدانخواستہ میں وقت پر نا پہنچتا --

اور جب میں نے مقدس سے شکوہ کیا تو اس کا کہنا تھا یہ میرا خون ہے - مجھے ہی اسے دنیا میں لانے کا شوق تھا- وہ جیے یا مرے اسے فرق نہیں پڑتا۔۔اور اس کی ان باتوں نے مجھے کچھ کہنے کے قابل نہیں چھوڑا۔۔اور اگر کل کو یہی باتیں وہ ضرغام کے سامنے کرے گی تو میں کیا جواب دوں گا اپنی اولاد کو۔۔کیا بتاؤں گا کہ کس بات کا غصہ ان کی ماں ان پر نکال رہی ہے"۔۔تلخ لہجے میں کہتے اپنے گھوڑے کی رسی درخت سے کھول کر اس پر سوار ہوئے

Posted On Urdu Novel Book

"ضرغام کو چھوٹ لگی__اور عجیب شخص ہو تم بتایا بھی نہیں"__حدایت شاہ نے پر شکوہ لہجے میں کہا تو شیر خان نے مسکرا کر انہیں دیکھا

"ایک تو تمہیں چھٹی پورے ہونے سے پہلے فوج کی طرف سے واپسی کا خط آ گیا۔ پہلے ہی تم میرے ساتھ گاؤں کے جھمیلوں میں پھنسے رہے__اب یہ دو دن میں نہیں چاہتا تھا کہ تم میرے لیے برباد کرو__اپنے بیوی بچوں کے ساتھ وقت گزارو"--- گھوڑے کی گردن پر ہاتھ پھیرتے نرم لہجے میں کہا تو حدایت شاہ نے اپنی کرسٹل گرے آنکھوں کو چھوٹی کر کہ انہیں گھورا

"اپنی بیوی بچوں کو ان کے حصے کا وقت دے چکا ہوں میں__اور ویسے بھی میرے دوست کی کراچی پوسٹنگ تھی__وہاں سے وی سی آر منگوائی ہے داجی سے چھپا کر تمہارے ڈیرے میں رکھ کر آیا ہوں__ کیسے چلاتے ہیں اتنا تو پتہ تو نہیں__مگر رات میں پنگے شنگے لے گے__بہادر خان کو لے آنا ڈیرے پر__اور سمیر لالا کو بھی منا کر میں لے آؤ گا__اور اپنے چھوٹے شیروں کو بھی (بہرام__حدائق) ساتھ لاؤں گا میں__ضرغام کو لیتے ہوئے آنا تم بھی"--- حدایت شاہ کی بات پر شیر خان نے تاسف سے سر ہلایا

"تمہارے پاس چاہے جتنا بھی وقت ہو میرے پاس ان فضول کاموں کے لیے وقت نہیں__ گاؤں میں بجلی کے لیے درخواست دی تھی میں نے__مگر کوئی مثبت جواب نہیں آیا__آج

سنا ہے وہ آفیسر ساتھ والے گاؤں آیا ہے۔۔تو میں وہی جا رہا ہوں۔۔۔واپسی شاید کل فجر تک ہو۔۔تب تک ضرغام کو تم اپنی طرف لے جانا۔۔میں بس ظہر کی نماز ادا کر کہ نکل رہا ہوں"۔۔۔گھوڑے کی بانگ کو تھامے سنجیدہ لہجے میں کہا تو حدایت شاہ نے گہری سانس بھرتے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا تو شیر خان نے الوادعی نظر ان پر ڈالتے۔۔۔وہاں سے نکلتے چلے گئے

جبکہ حدایت شاہ کی نظروں نے دور تک ان کا پیچھا کیا

---

حال:-

یہ چائے کس کے لیے لے کر جا رہی ہو"۔۔۔ملازمہ کو ٹرے میں کپ اور بسکٹ رکھتے دیکھ کچن میں داخل ہوتی عقیدت نے پوچھا

"سردارنی جی۔۔بڑی بیگم نے چائے کا بولا تھا ان کے لیے ہے"۔۔۔ ملازمہ کے جواب پر عقیدت کے ہونٹوں پر پراسرار مسکراہٹ رینگ گئی

"مینز میری ساسوں میں کے لیے ہے۔۔۔ پھر تم رہنے دو میں دے آتی ہوں۔۔تم ذرا میرے لیے کچھ کھانے میں چٹ پٹا سا بنا دو"۔۔۔کیبن کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے کہا تو ملازمہ نے جی سردارنی جی کہہ کر فریج سے سامان نکالنے لگی

Posted On Urdu Novel Book

جبکہ کیبن سے اپنی مطلوبہ چیز ملتے ہی عقیدت نے گردن ترچھی کر کہ ملازمہ کو دیکھا جو دوسرے کیبن سے سامان نکال رہی تھی

"اچھا سنو—یہ چھوڑو—میری ساسوں میں کے روم سے ان کا فرسٹ ایڈ باکس لے آؤ جلدی"--- قدم کاؤنٹر کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا تو ملازمہ نے حیرت سے اپنے سردار کی بیوی کو دیکھا

مگر کچھ بھی کہے مگر سر اثبات میں ہلاتی وہ سامان کاؤنٹر پر رکھتی مقدس بیگم کے کمرے سے فرسٹ ایڈ باکس لینے چلی گئی

مٹھی میں دبے ادرک پاؤڈر کو چائے کے کپ میں ڈال کر چمچ سے اچھے سے مکس کرتے—ایک گہری مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے ٹرے تھام کر لاونج کا رخ کیا

---

مقدس بیگم کو مارننگ شو میں غرق دیکھ—عقیدت نے صوفے کی سائیڈ سے ٹیبل پر چائے رکھتے—ایک طنزیہ نظر مقدس بیگم پر ڈالی

اور پیچھے ہو کر اپنے دونوں ہاتھ صوفے پر ٹکا کر مقدس بیگم کی جانب دیکھا

شو میں کمرشل بریک آنے پر مقدس بیگم نے ہاتھ بڑھا کر کپ تھام کر ہونٹوں سے لگایا—ذائقہ تھوڑا الگ تو لگا مگر بے دھیانی میں وہ چائے پیتی رہی—

Posted On Urdu Novel Book

جبکہ پیچھے کھڑی عقیدت کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ گہری ہوتی چلی گئی

تبھی اپنے پیچھے ملازمہ کی موجودگی محسوس کر کہ عقیدت نے گردن موڑ کر ہاتھ کے اشارے سے اسے وہی رکنے کا بولا

سر کے اشارے سے سائیڈ ٹیبل پر باکس رکھنے کا کہا—اور بائیں ہاتھ سے جانے کا اشارہ کیا

تو ملازمہ عقیدت کی ناسمجھ آنے والی حرکتوں پر صبر کا گھونٹ بڑھتی وہاں سے نکلتی چلی گئی

تبھی اپنے گلے میں تکلیف—اور اکھڑتی سانسوں کو محسوس کر کہ مقدس بیگم نے پھینکنے کے انداز میں چائے کا کپ ٹیبل پر پٹکا

"یہ—مم—میری سس—سانسیں پپ-پلو شش—شے - ام—تث—ال"—صوفے پر گرتے دونوں ہاتھوں سے اپنی گردن تھامے تکلیف ذدہ لہجے میں پکارا تو عقیدت شاہ کا طنزیہ قہقہہ لاونج کی فضا میں گونجا

"اوپسس یہ کیا ہو گیا ساسوں ماں—کتنے کیئر لیس ہیں آپ کے ملازم—انہیں پتہ بھی ہے کہ آپ الرجک ہے ادرک سے مگر پھر بھی ڈال دی—بلائیں ذرا انہیں کلاس لوں میں بھی—بھئی اگر میری ساس کو کچھ ہوگیا—تو مجھے امیر سے امیر ترین ہوتا کونے کون دیکھے گا"---

مقدس بیگم کے آنسوؤں سے تر چہرے کو دیکھتے—تاسف بھرے لہجے میں کہتے اپنے ماتھے پر ہاتھ مارا تو مقدس بیگم نے بے ساختہ نفی میں گردن ہلائی

Posted On Urdu Novel Book

"ان۔۔جیک"۔۔عقیدت کے ہاتھوں میں موجود فرسٹ ایڈ باکس کو دیکھتے بامشکل بیٹھنے کی کوشش کرتے ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں کہنے کی کوشش کی تو عقیدت نے جھکتے اپنی شہادت کی انگلی مقدس بیگم کے ہونٹوں پر رکھی

"تم تو موت دینے والوں سے ہو۔۔زندگی کی بھیک مانگنا تم پر جچتا نہیں ہے۔۔مقدس بیگم۔۔مگر پھر بھی میں تمہیں مرنے نہیں دوں گی۔۔کیونکہ اس بات کی ایک تم ہی تو گواہ ہو کہ اس جائیداد کی آدھے سے زیادہ حصے دار ہوں میں"۔۔۔ مقدس بیگم کے جبڑے کو اپنی سخت گرفت میں لیتے ایک جھٹکے سے چھوڑتے دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تو مقدس بیگم نے حیرت سے پھٹی آنکھوں سے عقیدت کو دیکھا جو فرسٹ ایڈ باکس میں سے انجیکشن نکال کر فل کر رہی تھی۔

مقدس بیگم کی آنکھوں میں اپنی سبز نگینوں جیسی آنکھیں گاڑھے۔۔مضبوطی سے مقدس بیگم کا بازو تھام کر ان کے بازو میں انجیکشن لگایا تو مقدس بیگم نے گہری سانسیں لیتے۔۔سر صوفے کی پشت سے ٹکا دیا

"جتنی سکون کی سانسیں لے سکتی ہو لے لو۔۔کیونکہ تمہاری ان سانسوں میں زہر نا گھولا تو میرا نام بھی عقیدت حدایت شاہ نہیں۔۔۔ بہت شوق تھا نا تمہیں مجھے اس گھر سے نکالنے کا۔۔اب دیکھنا کیسے میں تمہاری ان آنکھوں کے سامنے اس گھر پر راج کرتی ہوں۔۔صرف

Posted On Urdu Novel Book

گھر ہی کیا ولی خان کی جائیداد کی مالک ہوں۔۔گاؤں کے سردار کی بیوی ہوں۔۔یہ تو سلطنت ہی میری ہے۔۔یہاں حکم بھی عقیدت شاہ کا چلے گا اور راج بھی عقیدت شاہ کا ہو گا۔۔اور سچ سامنے لا کر سزا بھی عقیدت شاہ ہی سنائے گی"--- مقدس بیگم کی دونوں کلائیوں کو اپنی سخت گرفت میں لیتے ان کے چہرے پر جھکتے دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تو مقدس بیگم نے خشک پڑتے ہونٹوں پر زبان پھیرتے۔۔بامشکل عقیدت کے ہاتھوں سے اپنی کلائیاں چھڑوائی اور ایک ہی جھٹکے میں آٹھ کر کئی قدم کے فاصلے پر جا کر کھڑی ہوئی

آنکھوں میں خوف و حیرت لیے عقیدت شاہ کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھا

" یہ دولت۔۔یہ گھر سب میرا ہے۔۔میں نے اس کی حفاظت کی ہے۔۔تم نہیں ضرغام مالک ہے۔۔تو جب میرا بیٹا اس سب کا مالک ہے تو اس کی ملکیت پر اس کی ماں کا حق بنتا ہے۔۔نا کہ تمہارا"--- ماتھے پر آئے پسینے کو اپنے دوپٹے کے پلو سے صاف کرتے ہوئے سخت لہجے میں کہا تو عقیدت نے طنزیہ مکسراتے آبرو آچکا کر انہیں دیکھا

ابھی عقیدت کوئی جواب دیتی کہ لاونج میں داخل ہوتے ضرغام خان کو دیکھ مقدس بیگم کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ رینگ گئی

جس پر عقیدت نے سختی سے اپنے ہونٹ بھینچے

Posted On Urdu Novel Book

اسے پیچھے دیکھنے کی ضرورت نہیں تھی کہ آنے والا کون ہے۔آنے والا تو اس کی روح میں بستا تھا۔عقیدت شاہ تو قدموں کی آہٹ اور فضا میں رچی ضرغام خان کی خوشبو سے ہی اس کی موجودگی کو جان جاتی تھی

"مطلب تم نے میرے بیٹے سے یہ شادی صرف دولت اور اپنے باپ کو سچا ثابت کرنے کے لیے کی ہے۔کس قدر گھٹیاں سوچ کی مالک ہو تم عقیدت شاہ۔چلو اس بات پر تو میں چپ کر گئی تھی کہ باپ ہے تمہیں دکھ ہوتا ہوگا۔مگر دولت کے لیے اس حد تک گر جاؤ گی۔خیر تمہارے تو خون میں ہی بغاوت ہے"۔نظریں عقیدت شاہ کے سرخ پڑتے چہرے پر ٹکائے افسوس و حیرت کے ملے جلے تاثرات لہجے میں سموئے کہا تو لاونج میں داخل ہوتے ضرغام خان کے قدم بے ساختہ رکے

نظریں اپنے سامنے کھڑی ماں سے ہوتی ٹیبل پر اپنی جانب پشت کیے بیٹھی عقیدت شاہ کے وجود پر جا کر ٹھہر سی گئی

رواں رواں سماعت بن کر عقیدت شاہ کے جواب کا منتظر تھا۔

"تو آپ کو کیا لگا تھا کہ عقیدت شاہ اپنے باپ پر الزام لگانے والے کو بھول جائے گی - اور رہی بات ضرغام سے شادی کی اب اتنے سال اس طوق کو گلے میں لٹکائے رکھا تھا۔اب اتنا تو حق بنتا ہے میرا۔ویسے بھی پیسے کی لت لگ جائے تو کہاں دنیاداری۔رشتہ داری یا

Posted On Urdu Novel Book

ایمانداری نظر آتی ہے۔۔پھر تو بس آنکھوں کے سامنے عیش و عشرت کی زندگی کے سہانے خواب ہی ہوتے ہیں۔۔اب ساری عمر کے سکون کے لیے اگر کچھ دن ضرغام خان کو جھیلنا بھی پڑ جائے تو اس میں کوئی قباحت تو نہیں۔۔اور اگر کبھی کمرے کی تنہائی میں بہک بھی جائیں تو گناہ بھی نہیں ہو گا"--- سرد و سپاٹ لہجے میں کہتے آخر میں مقدس بیگم کے ہونک بنے چہرے کو دیکھ آنکھ دبا کر قہقہہ لگایا تو ضرغام خان نے عقیدت کی بات پر سختی سے اپنی مٹھیاں بھینچی

جبکہ عقیدت ہی جانتی تھی کہ یہ الفاظ اس نے کس دل سے ادا کیے تھے--- وہ بس مقدس بیگم کی نظر میں یہی ثابت کرنا چاہتی تھی کہ ضرغام اور اس کا رشتہ سوائے دشمنی اور ذاتی مفاد کے کچھ نہیں - تا کہ وہ ضرغام کو کوئی نقصان نا پہنچائیں - وہ اپنا ٹارگٹ عقیدت کو ہی رکھیں

مقدس بیگم کوئی جواب دیتی کہ ضرغام خان بائیں ہاتھ سے ٹیبل پر پڑے ڈیکوریشن پیس کو پوری شدت سے زمین پر پھینک چکا تھا۔

کانچ ٹوٹنے کی تیز آواز پر عقیدت نے سختی سے اپنی آنکھیں میچیں

جبکہ ضرغام خان خون چھلکاتی نظروں سے عقیدت کو دیکھتا لمبے لمبے ڈنگ بھرتا سیڑھیاں چڑھتا اوپر چلا گیا

Posted On Urdu Novel Book

عقیدت نے گہری سانس بھرتے سپاٹ نظروں سے مقدس بیگم کے مکروہ چہرے کو دیکھا اور چھوٹے چھوٹے قدم لیتی ان کی جانب بڑھی۔

عقیدت کو دیکھ کر نخوت سے سر جھٹکتی ابھی وہ آگے بڑھتی کہ عقیدت نے نامحسوس انداز میں اپنا پاؤں آگے کیا تو مقدس بیگم منہ کے بل نیچے گری

ان کی دبی دبی چیخ کا گلا عقیدت نے ان کے ہونٹوں پر سختی سے اپنی ہتھیلی جما کر روکا

"اس سے زیادہ بری طرح تو آپ انسانیت کے درجے سے گر چکی ہیں۔۔یہ تو کچھ بھی نہیں"۔ -- مقدس بیگم کے کان میں پھنکارتے ہوئے کہا اور ایک ہی جھٹکے میں آٹھ کر تیز تیز قدم لیتی سیڑھیوں کی جانب بڑھی

---

عقیدت کمرے میں آئی تو نظریں صوفے پر سر جھکائے۔۔اپنی کہنیاں گھٹنوں پر ٹکائے بیٹھے ضرغام خان سے ٹکرائی تو گلے میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی

بری طرح اپنے لب کچلتے تیزی سے واشروم میں گھس گئی

تھوڑی دیر بعد واپس آئی تو ضرغام خان کو ہنوز اسی پوزیشن میں بیٹھے دیکھ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا کر کھڑی ہوگئی

نظریں آئینے سے ضرغام خان کے جھکے سر پر ہی ٹکی ہوئیں تھی

Posted On Urdu Novel Book

ن خام غاضر کے دجو و میں حرکت س محسو کر کہ ی جلد سے نظروں کا رخ پھیرا
ماتھے پر بے ترتیبی سے چاکلیٹ ے بکھر ل با اؤن بر ہوئے تھے--- نیلی نکھیں ی آگھر
حد تک خ سر ہو چکی تھی۔۔ے جبڑ سختی سے بھنچے تھے کہ ماتھے اور گردن کی گیں ر
ضح وا ہونے لگی تھی۔۔نظریں ئینے آ میں نظر ت عقید تے آ کے ے چہر پر گئیں تو ک نا خطر
ت عقید کے ں نو کا ظ لفا ا میں گونجے تن کر
جس پر ن خام غاضر نے سختی سے پنی ا مٹھیاں بھینچی بلیک کلر کی شارٹ فراک کے ساتھ
بلکیک ی کیپر پہنے۔۔گلے میں یڈر کلر کا پٹہ دو لیے۔۔ن لڈ گو گھنے لمبے ں لو با کو رف سے
ڑے جو میں قید کیے۔۔سبز ں نگینو جیسی ں نکھو آ میں کاجل کی لکیر کھینچیں۔۔گلابی ے بھر
ں نٹو ہو ے بھر پر یڈر لپ زگلو لگائے--- پے اسر باش رہو پنے ا سے وہ پل میں کسی کا بھی
گمگان ڈیما اسکتی تھی۔۔ ہشا ت عقید کا قیامت خیز دل پر ں بجلیا گرتا ا یہ ن خام غاضر روپ کو
نکھ آ یک ا قت اس و نہیں بھا ہار تھا
کوئی قت اور و ہوتا تو شاید ت عقید وہ آج کو اس روپ میں یکھ د ضبط کے سارے بندھن
کر۔۔ت عقید کی روح میں شامل ہو جاتا۔۔مگر اب اس کا بس نہیں چل ہار تھا کہ ساری
نیاد کو تہس نہس کر ڑ دے چھو

Posted On Urdu Novel Book

وہ جانتا تھا کہ یہ ت عقید نے ضرس مقد ور بیگم کو غصہ نے لاد کے لیے کیا ہو گا۔۔مگر م غاضر
ن خا کو پھر بھی یہ گوارا نہیں تھا کہ ان کا شتہ ر کسی بھی جہ و سے لوں گو کی نظروں میں
مزاق یا سوال بنے

ن خا'م غاضر۔۔"ت عقید آؤ ھر اد کے لے وا پنے ا دٹھر لہجے۔۔اور آگ سی تپش لیے
نظروں کو دخو پر س محسو کر کہ ہ شا ت عقید کو ھ یڑر پنی ا کی ی ہڈ میں سنسناہٹ س محسو ہوئی
مم۔۔"میں"۔۔نگلی ف اطر پنے ا کرتے بیو قوفانہ سوال کیا تو م غاضر خان نے ن خو چھلکاتی
نظروں سے ت عقید کو تے رگھو سر ت ثبا ا میں ہلایا

ی گہر سانس بھرتے ت عقید نے پلٹ کر ن خا م غاضر م قد کی جانب بڑھائے
ن خا م غاضر کی دسر نظریں ت عقید کو دجو پنے ا کے رپا آر ہوتی س محسو ہو ہی ر تھی۔۔پسینے
سے تر ہوتی ں ہتھیلیو کو پٹے دو پنے ا کے پلو سے ف صا کرتی م قد وہ دو کے فاصلے پر م غاضر
ن خا کے سامنے ی کھڑ ہوئی

تو ن خا م غاضر نے پنی ا سخت گرفت میں ت عقید کی کلائی تھامتے ایک جھٹکے میں ں گھٹنو کے
بل پنے ا سامنے مین ز پر بٹھایا

Posted On Urdu Novel Book

"کہو عقیدت ضرغام خان کے باہر جو بھی بکواس کی وہ سرا سر جھوٹ تھا"--- اپنا دایاں بازو عقیدت کی گردن کے گرد سختی سے لپیٹتے سرد و سپاٹ لہجے میں کہا تو عقیدت نے اپنے خشک پڑتے حلق کو تر کرتے ضرغام خان کی نیلی آنکھوں میں دیکھا

سوچنے میں وقت ضائع کرنے کا مطلب تھا ضرغام خان کی بات پر سچ کی مہر لگانا جو کہ فلحال عقیدت نہیں کر سکتی تھی---وہ اپنی خوشی یا انا کی وجہ سے ضرغام سے سب چھپا نہیں رہی تھی---وہ بس اسے اُس تکلیف سے بچانا چاہتی تھی---وہ مقدس بیگم کو کسی بھی طرح ان کی غلطیوں کا احساس کروانا چاہتی تھی---ان کے دل میں اولاد کے لیے محبت پیدا کرنا چاہتی تھی

"میں نے باہر جو بھی کچھ کہا وہ حرف بہ حرف سچ تھا---اور مجھے اس پر کوئی پچھتاوا نہیں ہے"--- ضرغام خان کی خون چھلکاتی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے سپاٹ لہجے میں کہا تو عقیدت کی گردن پر ضرغام خان کی گرفت بے ساختہ سخت ہوئی

ضرغام خان کے جان لیوا لمس سے عقیدت کو ایسا محسوس ہوا جیسے ضرغام کی انگلیاں اس کی جلد میں پیوست ہو چکی ہیں

"تمہارے لیے یہ رشتہ ایک طوق تھا---"

"میرے لیے یہ اب بھی ایک طوق ہی ہے"---ضرغام خان کے سرد لہجے پر عقیدت نے سپاٹ لہجے میں کہا تو ضرغام خان کے ہونٹوں پر تلخ مسکراہٹ رینگ گئی

Posted On Urdu Novel Book

"تمہیں یہ دولت چاہیے ---"

"یہ دولت یہ جائیداد میرا حق ہے"---ضرغام خان کے سوال کا دوبدو جواب دیا تو ضرغام خان نے اپنا بایاں بازو عقیدت کی کمر کے گرد لپیٹتے اپنے روبرو کیا تو اس اچانک افتاد پر عقیدت نے بے ساختہ ضرغام خان کے کندھوں پر اپنے ہاتھ رکھے

"پھر تو میرے بھی بہت سے حق نکلتے ہیں---ویسے بھی باہر تو تم مجھے جھیلنے کی بات بھی کر رہی تھی نا---تو تمہیں آج میں اپنے الفاظ میں بتاتا ہوں عقیدت ضرغام خان کے جھیلنا کہتے کسے ہیں" پراسرار لہجے میں کہتے بنا عقیدت کو سمجھنے کا موقع دیے ایک ہی جھٹکے میں عقیدت کے گلے سے دوپٹہ کھینچ کر اتارا تو ریشمی دوپٹہ گلے پر پھرنے سے کئی خراشیں گردن پر پڑیں ابھی عقیدت کوئی مزاحمت کرتی کہ ضرغام خان اپنے کندھے پر رکھے عقیدت کے ہاتھوں کو باندھتا---ایک جھٹکے میں عقیدت کو اپنی بازوؤں میں اٹھاتا بیڈ کی جانب بڑھا"

"میں تمہارا منہ نوچ لوں گی ضرغام---اگر تم نے ایسا کچھ سوچا بھی---چھوڑو مجھے پاگل خان---سر پھاڑ دوں گی تمہارا"---ضرغام خان کے بالوں کو اپنی مٹھیوں میں دبوچتے---گردن پر اپنے ناخن گاڑھتے---دبے دبے لہجے میں غرا کہا جسے ان سنا کرتے ضرغام خان نے پٹکنے کے انداز میں عقیدت کو بیڈ پر لٹایا

Posted On Urdu Novel Book

سرد و سپاٹ نظروں سے عقیدت کو دیکھتے ایک ہی جھٹکے میں اپنے سفید کرتے کو اتار کر دور اچھالا تو عقیدت نے بے یقینی سے ضرغام خان کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھا

عقیدت کی آنکھوں میں بے یقینی اور حیرت دیکھ ضرغام خان کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ رینگ گئی

"مجھے میرا حق لینے دو عقیدت شاہ۔۔اس کے بعد ساری دولت تمہارے قدموں میں ڈھیر کردوں گا۔۔اج تو ضرغام خان کی ضد ہے تمہیں پانا۔۔اور خان کی ضد معمولی تھوڑی ہو سکتی ہے۔۔اتنا تو بنتا ہے۔۔اگر لٹنا مقدر ہے تو شاندار طریقے سے ہونا چاہیے نا۔۔اس حسین رات۔۔دشمن مگر محبوب بیوی کی قربت کے لیے تو میں خود ہار جاؤں دولت کی کیا اوقات ہے"--- عقیدت شاہ کے مزاحمت کرتے ہاتھوں کو اپنی سخت گرفت میں لیتے۔۔عقیدت کے چہرے پر جھکتے ہوئے سرد لہجے میں کہا تو عقیدت نے خونخوار نظروں سے ضرغام خان کو دیکھا

"اور کوئی عقیدت شاہ کو ضد بنا کر اپنی منمانی کر لے۔۔ایسا تو میرے مرنے کے بعد بھی ممکن نہیں"۔۔اپنی دائیں ٹانگ کو فولڈ کرتے ضرغام خان کے پیٹ میں مارتے خود سے پیچھے کیا۔۔عقیدت پھر سے ضرغام خان کے پیٹ میں دوسری ٹانگ مارتی کہ ضرغام خان نے خونخوار نظروں سے عقیدت کو گھورتے عقیدت کے پاؤں کو اپنے ہاتھ میں تھاما

Posted On Urdu Novel Book

ابھی عقیدت کچھ سمجھتی کہ ضرغام خان نے اپنے وجود کا سارا بوجھ عقیدت پر ڈالتے۔۔ جھک کر بنا عقیدت کو سمجھنے کا موقع دیے دائیں جانب کندھے سے شرٹ کو کھینچا تو کندھے سے بازو تک شرٹ پھٹتی چلی گئی

جس پر عقیدت نے افسوس اور بے یقینی سے ضرغام خان کی جانب دیکھا۔۔جبکہ اس غیر ارادی حرکت پر ضرغام خان نے سختی سے اپنے جبڑے بھینچے۔۔

بنا عقیدت کی جانب دیکھے ہاتھ اوپر کرتے عقیدت کے ہاتھوں سے دوپٹہ اتارا

اپنی اس حرکت پر دل نے بری طرح ملامت کی۔۔مگر عقیدت کے چہرے کی جانب دیکھا تو وہی الفاظ پھر سے سارے حواس جھنجھوڑ گئے

اپنی شرمندگی کو پس پشت پر ڈالتے عقیدت کے ہاتھ کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں الجھاتے جھک کر اپنا چہرہ عقیدت کی گردن میں چھپایا

ضرغام خان کے ہونٹوں کے سلگتے لمس کے ساتھ دانتوں کے دباؤ پر عقیدت نے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دبا کر سسکی کا گلہ گھونٹا

عقیدت کی گردن پر جابجا اپنا شدت بھرا لمس چھوڑتے۔۔۔عقیدت کو وہی تکلیف دینی چاہی جو اس کے الفاظ نے ضرغام خان کو دی تھی

Posted On Urdu Novel Book

"تم جنگلی—پاگل خان--- پیچھے ہٹو—ورنہ آج میرے ہاتھوں سے تمہارا قتل پکا ہے—مجھے تم معصوم لگتے تھے--- مگر تم تو دن بدن ٹھرکی اور بیہودہ ہی ہوتے جا رہے ہو"--- ضرغام خان کے سینے پر دونوں ہاتھوں سے دباؤ ڈال کر پیچھے ہٹایا—اس سے پہلے ضرغام خان پھر سے جھکتا کہ عقیدت نے دائیں ہاتھ کا مکہ بنا کر ضرغام خان کے ناک پر مارا تو ضرغام تکلیف سے کراہ کر پیچھے ہٹا

"یو سائیکو عورت—دماغ ٹھکانے پر ہے یا نہیں—رکو ذرا تم"--- اپنی سرخ پڑتی ناک کو پکڑے—بیڈ ہر کھڑی عقیدت شاہ کو دیکھتے دھاڑتے ہوئے کہا تو عقیدت نے طنزیہ نظروں سے ضرغام خان کو دیکھا

م غاضر کو پنی ا جانب بڑھتا وہ بھی ا یکھ د بھاگتی کہ ن خا م غاضر نے ت عقید کی ئیں دا ٹانگ
ن خا

کو پکڑ کر کھینچا تو ھے ندت او عقید منہ بیڈ پر ی گر

جو تم نے کہا ہے نا ں دل یہا ---ں یہا ت وہ عقید پر نقش ہو گیا ہے—کوشش و کر کہ ے میر سامنے کم ہی رہا آو—اس محبت غ ما دل و د پر حاوی نہیں ہونے دوں گا—ن جا لے ں لو گا تمہاری—اور تمہاری قسم برابر تی ر بھی س فسوا نہیں ہو گا—ے میر ت با ی خر اور آ قریب بھی مت دجورے و تمہا نہ ور—نا آ کو تو ؤں لگا آگ گا—دجو و پنے ا سے تمہارا لمس مٹانے کے لیے دخو کو بھی کھ را کر ں لوڈا گا"—ت عقید کی گردن کو پنی ا سخت گرفت میں خمی ز شیر سی ڑھاد لیے اغر کر کہا یک اور ا جھٹکے میں ت عقید سے پیچھے ہٹتے یک ا خونخوار کے خ سر پڑتے ے چہر پر ڈ کبر—لتاڈا سے یس ڈر لیتا ڈریسنگ روم میں بند ہو گیا لیتے بیڈ پر چت لیتی—خالی نظروں سے چھت کو یکھتی د بر پنے ح اطر ی لب کچل نظر ت عقید دروازا کھلنے کی آواز پر گردن ترچھی کر کہ یکھاد تو ن خا م غاضر کو یسنگ ڈر کے جبکہ ت عقید ہی ر تھی

—

سامنے—چہرے پر چٹانوں سی سختی لیے کھڑا دیکھ اور خود کو نہر انداز کرتے محسوس کر کہ عقیدت کو اپنے دل میں ٹھیس سی اٹھتی محسوس ہوئی

عقیدت کی موجودگی کو سرے سے نظر انداز کرتے ضرغام اپنے بال سیٹ کرتا دروازا دھاڑ سے بند کرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا

گہری سانس بھرتے—عقیدت نے انگلیوں کے پوروں سے اپنی گردن پر ضرغام خان کے دیے زخموں کو محسوس کرنے کی کوشش کی—گردن پر ہوتی جلن پر عقیدت نے سر جھٹکتے کروٹ بدلتے آنکھیں موند لیں

جبکہ اپنی جیپ کے پاس کھڑے ہوتے ضرغام خان نے ایک شکوہ کناں نظر اپنے کمرے کی کھڑکی پر ڈالی—اور تیش میں اپنے ہاتھ کا مکہ بنا کر جیپ پر مارا

"کبھی معاف نہیں کروں گا عقیدت—کبھی نہیں"—سرد و سپاٹ لہجے میں کہتا ایک آخری نظر کھڑکی پر ڈال کر جیپ سٹارٹ کرتا حویلی سے نکلتا چلا گیا

---

"یہ تو حدائق جی کا ہاسپٹل نا"--- گاڑی کے ہاسپٹل کے سامنے رکنے پر پلوشہ نے حیرت سے امتثال کی جانب دیکھتے ہوئے استفسار کیا تو امتثال نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا

Posted On Urdu Novel Book

"تم پاگل ہو امتثال۔۔لالا جان سے مار دیں گے۔۔اور مم۔۔میں ویسے بھی نہیں جا رہی"۔۔ کار کے دروازے کو سختی سے پکڑتے ہوئے کہا تو امتثال نے گھور کر پلوشہ کو دیکھا

"پاگل لڑکی کوئی ہوش ہے تمہیں کہ نہیں۔۔پہلے ہی تمہارا سر تاج ناراض ہے تم سے۔۔ملنے بھی نا آسکا۔۔اگر وہ ملنے آ بھی جاتے تو تمہارے ہوش ہی ٹھکانے لگانے تھے۔۔اس سے پہلے وہ خود آئیں اس سے بہتر ہے تم جا کر انہیں منا لو۔۔اور اپنی غلطی کے لیے معافی بھی مانگ لینا"--- پلوشہ کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھامے گھسیٹنے کے انداز میں آگے بڑھتے ہوئے کہا تو پلوشہ نے گھبراتے ہوئے بے ساختہ نفی میں گردن ہلائی

"ہم سے نہیں منایا جاتا کسی کو۔۔اور وہ تو پورے جلاد ہیں۔۔مجھے مارنے کے بعد آنے کی وجہ پوچھیں گے۔۔میں نہیں جاؤں گی امتثال پلیز میرا ہاتھ چھوڑ دو"--- نم لہجے میں کہتے اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کی تو امتثال نے گردن موڑ کر سخت نظروں سے پلوشہ کو گھورا جبکہ پلوشہ خان نے بے بسی سے اسے دیکھا

وہ اب اسے کیا بتاتی۔۔کہ اس کے خیالوں کی دنیا میں جو حدائق شاہ تھا وہ ایک رحم دل مسیحا تھا۔۔جو درد کی دوا تو ہو سکتا تھا مگر وجہ نہیں۔۔مگر حدائق شاہ نے بری طرح پلوشہ خان کو خیالوں کی دنیا سے حقیقت میں پٹکا تھا۔۔اب تو پلوشہ کی نظر میں حدائق شاہ طوفان بن کر آیا تھا۔۔اور حشر برپا کر کہ چلا گیا تھا۔۔ مگر وہ تہس نہس کر کہ بھی پوری شان سے پلوشہ

Posted On Urdu Novel Book

خان کو اپنے نام کر چکا تھا۔۔۔حدائق شاہ کے ہاتھوں کا سلگتا لمس ابھی بھی پلوشہ خان کے وجود میں سنسنی دوڑا دیتا تھا۔۔۔اور امتثال کہہ رہی تھی کہ وہ اس شخص کو جا کر منائے۔۔۔جس کی نیلی آنکھوں میں وحشتیں اور جنون دیکھنے کے بعد وہ ٹھیک سے سو نہیں پائی تھی۔۔۔جو شخص پل میں قیامت برپا کر گیا تھا۔۔۔امتثال کہہ رہی تھی کہ وہ اس شخص کے سامنے اکیلی جائے۔۔۔اکیلی جاتے وہ مر نا جائے

"یہ رہا تمہارے میاں کا آفس۔۔۔اب اگر یہاں سے تم بات کیے بغیر نکلی تو جان نکال لوں گی میں تمہاری"۔۔۔حدائق شاہ کے آفس کے سامنے کھڑے ہوتے پلوشہ کو بازو سے تھام کر اپنے سامنے کرتے سخت لہجے میں کہا تو پلوشہ نے تڑپ کر پیچھے ہونا چاہا مگر اس سے پہلے ہی امتثال اس کا بازو دبوچ کر دروازا کھولتی اندر دھکیل چکی تھی

ہونٹوں پر فخریہ مسکراہٹ سجائے قدم کیفے ٹیریا کی جانب بڑھائے

وہ انے سے پہلے ہی ہر چیز پتہ کر چکی تھی۔۔کہ حدائق کا آفس کہاں ہے۔۔۔وہ کس وقت فری ہوتا ہے۔۔۔لنچ ٹائم پر کہا ہوتا ہے یعنی کولیگیز کے ساتھ یا اکیلا

جس پر ملازم نے بتایا تھا کہ وہ اپنی ڈیوٹی سے فارغ ہو کر اکیلا رہنا ہی پسند کرتا ہے۔ کولیگیز سے بھی کام کے سلسلے میں ہی بات کرتا ہے۔۔۔اس کی بہرام اور بالاآج کے علاوہ کسی سے دوستی بھی نہیں

Posted On Urdu Novel Book

اسی لیے امتثال کو یہی وقت ٹھیک لگا تھا۔ جتنی بیوقوف اس کی کزن تھی اور جتنا غصیلہ اس کا جیجا نکلا تھا تو امتثال کو یہی بہتر لگا کہ وہ دونوں ایک دوسرے سے اکیلے میں بات کر لیں تا کہ ان کے درمیان موجود سب غلط فہمیاں ختم ہو جائیں۔۔اور وہ ایک دوسرے کو اچھے سے سمجھ سکیں

---

کیفیٹیریاں میں آئی تو وہاں بس اکا دکا لوگ تھا

ابھی کچھ دن ہی تو ہوئے تھے ہاسپٹل کو سٹارٹ ہوئے

کاؤنٹر پر جا کر ابھی وہ اپنا آڈر دیتی کہ اپنے کندھوں کے اردگرد چادر اور کسی کے مردانہ ہاتھ محسوس کر کہ بھونچکا رہ گئی

گردن ترچھی کر کہ اپنے بائیں جانب دیکھا تو دھک سے رہ گئی

بہرام شاہ جو حدائق سے ملنے ہاسپٹل آیا تھا۔ مگر حدائق کے روم کے سامنے سے گزرتی لڑکی پر اسے امتثال کا گمان ہوا۔

تو وہ اس کے پیچھے ہی کیفیٹیریاں میں آگیا۔۔اپنے شک پر یقین کی مہر لگتے دیکھ بہرام شاہ کے وجود میں سرور کی لہر دوڑ گئی

مگر وہاں بیٹھے میل ڈاکٹر کی نگاہ امتثال خان کے وجود پر گڑھی دیکھ بہرام شاہ کو اپنی رگوں میں شرارے پھوٹتے محسوس ہوئے

اسی لیے اپنے کندھوں پر لی اجرک کو اتار کر لمبے لمبے ڈنگ بڑھتا امتثال خان کے قریب پہنچتے بنا امتثال کو سمجھنے کا موقع دیے اس کے کندھوں پر پھیلا چکا تھا

اپنے بائیں جانب چہرے پر چٹانوں سی سختی لیے کھڑے بہرام شاہ کو دیکھ امتثال کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں

بہرام شاہ نے گردن ترچھی کر کہ سخت نظروں سے خود کو حیرت سے تکتی امتثال خان کو دیکھا

Urdu Novel Book

اور بنا کسی کی پرواہ کیے امتثال کی کلائی اپنی سخت گرفت میں لیتا وہاں سے نکلتا چلا گیا

"ہاتھ چھوڑیں ہمارا۔۔۔آپ کی ہمت بھی کیسے ہوئی یہ گھٹیا حرکت کرنے کی۔۔۔ہاتھ چھوڑیں بہرام شاہ۔۔۔ورنہ میں لالا کو آپ کی اس حرکت کے بارے میں بتا دوں گی"۔۔۔بہرام شاہ کے ساتھ گھسیٹتے دبے دبے لہجے میں چلا کر کہا تو بہرام شاہ نے اپنی گہری رات سی سیاہ آنکھوں سے گھور کر امتثال خان کو دیکھا

بہرام شاہ کی سرد نظروں کو دیکھ امتثال کی زبان تالو سے چپک چکی تھی

تبھی بہرام شاہ نے ایک روم کا دروازا کھول کر امتثال کو اندر دھکیلا

Posted On Urdu Novel Book

دیوار کے ساتھ امتثال کو پن کرتے اپنے دونوں ہاتھ اس کے اطراف میں رکھے مسٹرڈ کلر کی پٹھانی فراک پہنے جس کے دامن اور گلے پر رنگ برنگے پھول بنے ہوئے تھے۔۔۔ گلے میں آتشی گلابی رنگ کا دوپٹہ لیے۔۔۔براون بالوں کو لوز چٹیاں میں قید کیے۔۔۔جس کے باعث بالوں کی چند آوارہ لٹیں چہرے کا احاطہ کیے ہوئے تھیں۔۔۔گلابی بھرے بھرے ہونٹوں کو سختی سے بھنچیں۔۔۔اور شہد رنگ آنکھوں میں غصے کی تپش لیے خونخوار نظروں سے اپنے سامنے کھڑے بہرام شاہ کو گھورتی وہ سیدھا بہرام شاہ کے دل میں اتر رہی تھی۔ سفید کاٹن کے سوٹ میں۔۔۔سیاہ گھنے بالوں کو جیل سے سیٹ کیے۔۔۔گہری سیاہ آنکھوں میں غصہ اور جذبات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر لیے۔۔۔یک ٹک امتثال خان کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔۔۔جس پر امتثال نے دانت کچکچا کر بہرام شاہ کو دیکھا

"چادر کہاں ہے تمہاری"۔۔۔سرد و سپاٹ لہجے میں کہتے ہاتھ بڑھا کر دائیں جانب سے لٹوں کو کان کے پیچھے اڑسا تو بہرام شاہ کے سرد لہجے اور ہاتھوں کے لمس پر امتثال نے بے ساختہ جھرجھری لی

بہرام شاہ کی غصے کی زیادتی سے تیز دھونکنی کی مانند چلتی سانسوں کو محسوس کر کہ امتثال کو اپنے گلے میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوتی محسوس ہوئی

Posted On Urdu Novel Book
"گ- گھر ہے—اور ہماری مرضی ہم چادر لیں یا نا—آپ کون ہوتے ہیں یہ سوال پوچھنے والے"--- بہرام شاہ کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھتے پیچھے کی جانب دھکیلنے کی کوشش کرتے چلا کر کہا تو بہرام شاہ نے جبڑے بھینچ کر امتثال خان کو دیکھا

نظریں امتثال کے سرخ چہرے سے ہوتی اپنے سینے پر رکھے امتثال کے ہاتھوں پر آئیں تو بہرام شاہ نے سرد نظروں سے امتثال کو دیکھتے—اپنے سینے پر دھرے امتثال کے ہاتھوں کو اپنی سخت گرفت میں لیتے—ایک ہی جھٹکے میں امتثال کی پشت پر لاک کرتے امتثال کو اپنے قریب کیا

"تم نہیں جانتی کہ میں کون ہوں امتثال خان—میں بہرام شاہ ہوں - جو پہلی نظر میں تمہارے آگے خود کو ہار آیا تھا-- چادر تو بہت چھوٹی بات ہے میرا بس چلے تو تمہیں سات پردوں میں چھپا کر رکھ لوں—کہ جہاں بہرام شاہ کے علاوہ تمہیں کوئی اور نا دیکھ سکے—تم سے سوال و جواب کرنے کا—تمہاری مرضی کو اپنی مرضی میں ڈھالنے کا— تمہیں اپنے رنگ میں رنگنے کا حق صرف اور صرف بہرام شاہ کا ہے—آئندہ میں نے اگر تمہیں چادر کے بغیر حویلی سے باہر قدم رکھتے دیکھ لیا—تو بہت بری طرح پیش آؤ گا امتثال—یہ تمہاری پہلی اور آخری غلطی تھی—آئندہ یہ نا ہو"--- سرد و سپاٹ لہجے میں کہتے ایک ہی جھٹکے میں امتثال کو خود سے دور کیا تو امتثال نے نم شکوہ کناں نظروں سے بہرام شاہ کو دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

جس پر بہرام نے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دبا کر انتثال خان کی نم نظروں میں دیکھتے۔۔ نفی میں سر ہلایا

"اس سے زیادہ بری طرح کیا پیش آئیں گے۔۔آپ کی نظر میں اس سے زیادہ برے کا اور کیا مطلب ہے۔۔اس دن جیسا برا جو اپ کا بھائی کر کہ گیا۔۔وہ آپ میرے ساتھ کریں گے--- ہاتھ اٹھائیں گے مجھ پر بھی۔۔ہاتھ اٹھا کر اپنی منمانی کریں گے--- اس طرح کا سلوک رکھتے ہیں آپ کے ہاں اپنی محبت کے ساتھ"--- اپنی سرخ پڑتی کلائیاں جن پر بہرام شاہ کی انگلیوں کے نشان پر چکے تھے--- بہرام شاہ کے آگے کرتے دبے دبے لہجے میں چلا کر کہا تو بہرام شاہ نے نرم نظروں سے انتثال کو دیکھتے نرمی سے انتثال کی کلائیوں کو اپنی گرفت میں لیا

"تم پر ہاتھ اٹھانے سے پہلے بہرام شاہ مر نا جائیں۔۔برا تو میں کروں گا مگر اپنے طریقے سے۔۔اور کیا پتہ وقت کے ساتھ تمہیں وہ میرا برا بھی اچھا لگنے لگے۔۔اور ہمارے ہاں محبت کے ساتھ کیا سلوک رواں رکھتے ہیں وہ تم ایک بار مکمل طور پر میری دسترس میں آجاؤ پھر تمہیں تفصیل سے بتاؤں گا۔۔مگر بہت شکریہ کہ تم مان گئی کہ تم بہرام شاہ کی محبت ہو"۔۔ اپنے ہاتھ کے انگھوٹھوں کے پوروں سے نرمی سے کلائی کو سہلاتے زومعنی لہجے میں کہا تو بہرام شاہ کے ہاتھ کے سلگتے لمس اور زومعنی جملے نے انتثال کو کان کی لو تک سرخ کر دیا

Posted On Urdu Novel Book

خون چھلکاتے چہرے کو جھکا کر اپنی کلائی کھینچنی چاہی تو بہرام شاہ نے ہلکا سا جھٹکا دیتے دو قدم کے فاصلے کو سمیٹا

نظریں سرخ کلائیوں پر گئیں تو بہرام شاہ کے دل نے سینے میں سر پٹکا کے جھک کر محبت سے اسے چھو کر محسوس کر لیں۔۔مگر دماغ نے بری طرح سرزنش کی

وہ محبت تھی۔۔مگر نام سے منسوب نا تھی۔۔۔دل کو بری طرح ڈپٹتے محبت بھری نظروں سے انتثال خان کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھا

When I look at you Kuch kuch hota hai

ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دبا کر پک اپ لائن کہی تو انتثال خان نے جھٹکے سے سر اٹھا کر ہونکوں کی طرح منہ کھولے بے یقینی سے بہرام شاہ کو دیکھا جس پر روم کی معنی خیز خاموش فضا میں بہرام شاہ کا دلکش قہقہہ گونجا

"میں نے آپ سے دوسری ملاقات پر جو آپ کے بارے میں اندازہ لگایا تھا۔۔بالکل ٹھیک تھا۔۔انتہا کے ٹھرکی شاہ ہیں آپ"۔۔۔دانت کچکچا کر اپنی کلائیاں بہرام شاہ کے ہاتھوں سے آزاد کرواتے ہوئے کہا تو بہرام شاہ نے مسکراتی نظروں سے انتثال خان کو دیکھا

"یہ تو کل مجھے کسی نے سینڈ کی تھی۔۔مگر اسے پڑھ کر مجھے تمہاری یاد آئی۔۔۔تمہیں دیکھ کر کچھ کچھ تو کیا بہت کچھ ہوتا ہے دل میں۔۔۔خیر تم اسے چھوڑو یہ بتاؤ دوسری ملاقات میں

Posted On Urdu Novel Book

ٹھرکی لگا تھا—تو پہلی میں کیسا لگا تھا—اور اس سب کا مطلب تمہیں بھی کچھ کچھ ہوا تھا—جو میرے بارے میں سوچا"--- امتثال خان کے کندھوں پر چادر کو ٹھیک کرتے شوخ لہجے میں کہا تو امتثال نے گھور کر بہرام شاہ کو دیکھا

"پہلی ملاقات میں غلطی سے ڈیسنٹ انسان لگے تھے--- مگر اب میری وہ غلط فہمی بہت اچھے سے دور ہوگئی ہے"—سخت نظروں سے گھورتے ہوئے کہا—دل میں تھا کہ پوچھ لے کہ اسے سینڈ کرنے والا کون تھا—یا تھی—مگر وہ جانتی تھی اگر پوچھ لیتی تو بہرام شاہ نے پھیل جانا تھا—دل کو بری طرح ڈپٹتے سخت لہجے میں کہا تو بہرام شاہ نے گہری نظروں سے امتثال خان کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھا

"یہاں کیسے آنا ہوا آپ کا"--- کمرے کا دروازا کھولتے—امتثال کا ہاتھ تھامے باہر آتے نرم لہجے میں کہا تو امتثال نے ایک نظر بہرام شاہ کے ہاتھ میں قید اپنی کلائی کو دیکھا

"وہ مم—میں پلوشہ کو حدائق لالا سے ملوانے لائی تھی"—بری طرح اپنے لب کچلتے جھجھکتے ہوئے جواب دیا تو بہرام شاہ نے بھی حیرت سے گردن موڑ کر اپنے ساتھ سر جھکائے چلتی امتثال خان کو دیکھا

اور پھر مسکرا کر سر جھٹکا

Posted On Urdu Novel Book

"امتثال"۔۔۔بہرام شاہ کے بوجھل لہجے اور رک جانے پر امتثال خان نے بے اختیار سر اٹھا کر بہرام شاہ کو دیکھا

"ماں جی کو کچھ دنوں تک بھیجوں گا۔۔۔مجھے امید ہے آپ انکار نہیں کریں گی۔۔۔اگر کوئی بات یا اعتراض ہوا تو بلا جھجھک عقیدت سے کہہ دیجیئے گا وہ مجھے بتا دے گی۔۔۔ میں پوری عزت اور مان کے ساتھ آپ کو اپنی زندگی میں لانا چاہتا ہوں۔۔۔ میرے لیے بہت خاص ہیں آپ"۔۔۔محبت بھرے لہجے میں کہتے نرمی سے امتثال کا ہاتھ چھوڑا

جبکہ بہرام شاہ کے محبت بھرے لہجے پر پل میں امتثال خان کے چہرے پر گلال بکھرا جسے دیکھ بہرام شاہ کے وجود میں سرشاری کی لہر دوڑ گئی

ایک گہری محبت بھری نگاہ امتثال خان کے وجود پر ڈالتے اسے حدائق کے ساتھ والے روم میں چھوڑ کر باہر آکر اپنے گارڈ کو بلا کر دروازے کے باہر کھڑا کر دیا کہ کوئی بھی اس روم میں جا نا پائے جب تک امتثال خان کمرے میں موجود ہے

ایک نظر حدائق شاہ کے آفس کو دیکھ لمبے لمبے ڈنگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا

---

ماضی:-

تم پاگل تو نہیں ہو گئے بادام گُل۔۔۔نام تمہارا بادام گل ہے اور عقل تمہارے گھٹنوں میں بھی نہیں۔۔۔اگر شیر خان کو اس بات کی بھنک بھی لگ گئی نا تو قیامت برپا کر دے گا۔۔۔اور جس دولت کی وجہ سے میں نے شادی کی ہے وہ دولت میرے ہاتھ میں آنے سے پہلے ہی دھکے دے کر حویلی سے کیا گاؤں سے بھی نکال دے گا"۔۔۔مقدس بیگم نے دانت کچکچا کر اپنے سامنے ڈھیٹوں کی طرح بیٹھے اپنے بھائی کو دیکھ دبے دبے لہجے میں چلا کر کہا تو بادام گل نے کوفت بڑھی نگاہ مقدس بیگم کے تپے تپے چہرے پر ڈالی

"تم سے تو کچھ ہوا نہیں - اپنی بہن کی شادی تک تو اس نے تمہارے کہنے پر بھی مجھ سے نا کروائی۔۔۔دولت کیا خاک تمہارے نام کرے گا۔۔۔اور اس دولت کے انتظار میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے نہیں بیٹھ سکتا میں۔۔۔اور مجھے کسی شیر خان کا ڈر نہیں۔۔۔اور یہ کام میں کسی صورت نہیں چھوڑنے والا"--- منہ میں پان ڈالتے زہر خند لہجے میں کہا تو مقدس بیگم نے ایک نظر اپنے کمرے کے بند دروازے کو دیکھا اور پھر گھور کر اپنے چہیتے اکلوتے بھائی کو

"جوا کھیل رہے تھے نا۔۔۔وہ کم تھا کیا۔۔۔جو اب کوٹھے اور لڑکیوں کا دھندا شروع کر دیا ہے۔۔۔شیر خان تو پہلے ہی تمہارے شراب پینے اور ایسی جگہوں پر جانے کی وجہ سے تمہارا نام تک حویلی میں لینا پسند نہیں کرتا۔۔۔کجا کہ اب تم خود یہ کام کر رہے ہو۔۔۔تمہیں تو قتل

Posted On Urdu Novel Book

کرے گا سو کرے گا مجھے بھی زندہ گاڑھ دے گا"--- صوفے پر بادام گل کے پاس بیٹھتے۔۔ ہاتھ مسلتے پریشان لہجے میں کہا تو بادام گل کے ہونٹوں پر مکروہ مسکراہٹ رینگ گئی

"تمہیں شیر خان چاہیئے یا یہ دولت شہرت"--- بادام گل کے سنجیدہ لہجے پر مقدس بیگم نے چونک کر اسے دیکھا

"شیر خان کا نام چاہیئے تھا وہ بھی صرف اس دولت کے لیے جو کہ میں حاصل کر چکی ہوں۔۔ اور اب میرا مقصد اس ساری دولت کو اپنے نام کرنا اور حویلی پر راج کرنا ہے۔۔اس سے پہلے شیر خان اپنے بھائی کی بیوی بیاہ کر لائے۔۔اور مجھے اس مصیبت کو بھی جھیلنا پڑیں۔۔ اس سے پہلے پہلے میں اس سب سے چھٹکارہ پانا چاہتی ہوں"--- مقدس بیگم کے زہر میں ڈوبے لفظوں پر بادام گل کا مکروہ قہقہہ بے ساختہ تھا

"پھر تھوڑا صبر کر لو۔۔یہ دولت بھی تمہاری ہوگی اور راج بھی تمہارا ہوگا۔۔ شیر خان اور حدایت شاہ کا نام اس صفہ ہستی سے ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے گا۔۔کیونکہ جو آگ شیر خان نے میری منگ کو اس میجر کے نام کر کہ میرے سینے میں لگائی ہے اسے ٹھنڈا صرف ان دونوں کا خون ہی کر سکے گا۔۔اور اس میں تم میرا ساتھ دو یا نا دو مگر یہ بات یاد رکھو۔۔ جلد یا بدیر میں ان دونوں جگری یارو کو موت کے گھاٹ اتارنے والا ہوں۔۔۔اور ان دونوں

Posted On Urdu Novel Book

خاندانوں میں نفرت کی ایسی آگ لگاؤں گا کہ تا قیامت اس میں جلتے رہیں گے"--- بادام گل کے سرسراتے لہجے اور ارادوں کو جان مقدس بیگم پل کے لیے ساکت رہ گئی مگر آنکھوں کے سامنے دولت کی حوس کی پٹی بندھی ہوئی تھی۔۔۔اور اس حوس نے ان کے ضمیر کو مار ڈالا تھا

کہ وہ آج اتنی عزت و مان دینے والے شوہر کو مارنے تک کا سوچ بیٹھی تھیں

حضرت علی رضہ کا قول تھا کہ:-

جب آنکھیں نفس کی پسندیدہ چیزیں دیکھنے لگ جائیں

تو دل انجام سے اندھا ہو جاتا ہے

اور مقدس بیگم کا دل بھی انجام سے اندھا ہو چکا تھا۔۔۔وہ نہیں جانتی تھی جو اعمال وہ آج بو رہی ہیں۔۔۔ان کے انجام کی فصل کو خود ہی کاٹنا پڑے گا۔۔

رشتوں کی آڑ میں جو کھیل وہ آج کھیلنے جا رہی ہیں اس کے انجام میں بری طرح شکست ان کا انجام ہو گی

---

دیکھو مبین میں نہیں کر سکتا تم سے شادی۔۔۔تم سمجھنے کی کوشش کرو۔۔۔میری بیوی ہے ایک بیٹا ہے۔۔۔میں کیسے انہیں دھوکہ دے سکتا ہوں۔۔۔تم پڑھی لکھی ہو۔۔۔تمہارے آگے

Posted On Urdu Novel Book

پوری زندگی پڑی ہے۔۔اپنے جیسے کسی قابل شخص کا ہاتھ تھام کر آگے بڑھو نا کہ اس طرح مجھے مجرم بناؤ اور نا خود کو برباد کرو"--- شیر خان نے سمجھانے والے انداز میں اپنے سامنے بیٹھی مبین بیگم سے کہا ورنہ دل تو ان کا کر رہا تو دو تھپڑ لگا دیں

شیر خان نے کب ان سے اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا تھا۔۔ہاں وہ پسند کرتے تھے انہیں مگر اپنے والد کے فیصلے کو جاننے کے بعد وہ اس راز کو اپنے سینے میں ہی دفن کر چکے تھے---

اور آج مبین بیگم نے انہیں پیغام بھجوا کر ملنے کے لیے بلوایا تو وہ کوئی ضروری بات سمجھ کر ان سے ملنے چلے آئے

مگر یہاں آکر مبین بیگم نے انہیں شادی کے لیے کہا تو وہ بھونچکا رہ گئے

مقدس بیگم جیسی بھی تھی ان کی بیوی تھی۔۔وہ کیسے دھوکہ دے سکتے تھے اپنے نام سے جڑی عورت کو۔۔ان کا چھوٹا سا بیٹا تھا۔۔جس میں شیر خان کی جان بستی تھی۔۔وہ کیسے بیٹے کے مجرم بن سکتے تھے۔

دیکھو شیر مجھے کسی بات سے فرق نہیں پڑتا۔۔اپنے لالا کو منا چکی ہوں میں۔۔انہیں بھی کوئی اعتراض نہیں۔۔تم بس مجھ سے نکاح کر لو۔۔اپنے گھر والوں سے یہ بات چاہے چھپائے رکھنا۔۔میں تمہیں کبھی کسی کو بتانے کے لیے فورس نہیں کروں گی۔۔لیکن مجھے ٹھکراؤ مت۔۔میں تمہارے علاوہ کسی اور کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی"۔۔صوفے پر بیٹھے

Posted On Urdu Novel Book

شیر خان کے قدموں میں بیٹھتے منت بھرے لہجے میں کہا تو شیر خان نے افسوس بھری نگاہوں سے مبین بیگم کو دیکھتے تاسف سے سر جھٹکا اور مبین بیگم کو کندھوں سے تھام کر کھڑا کرتے۔۔خود فاصلے پر کھڑے ہوگئے

"ہر انسان نے اپنے ہمسفر کے متعلق اپنے ذہن میں ایک خاکہ بنایا ہوتا ہے۔۔وہ ساری زندگی خود کو پسند آنے والی چیزوں کو اس خاکے میں فٹ کرتا رہتا ہے۔۔اور سوچتا رہتا ہے کہ اس کا ہمسفر ان خوبیوں یا صلاحیتوں کا حامل ہوگا۔۔وہ بالکل میری خوابوں جیسے ہوگا۔۔تمہیں دیکھا تو تم میرے اس خاکے میں پوری اترتی تھی مبین۔۔مگر خدا گواہ ہے میں نے کبھی نہیں چاہا تھا میری وجہ سے تمہاری عزت پر حرف بھی آئے۔۔میں یہ بات تمہیں کبھی بتانا بھی نہیں چاہتا تھا میں بابا سے ڈائیریکٹ بات کرنا چاہتا تھا۔۔مگر خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا۔۔مگر اب جو تم یہ بلاوجہ کی ضد کر رہی ہو میں اسے کسی صورت پورا نہیں کر سکتا۔۔کل کو تمہیں اپنے فیصلے پر پچھتاوا ہو۔۔اس سے بہتر ہے تم ابھی سے اپنے فیصلے پر نظر ثانی کر کہ پیچھے ہٹ جاؤ"۔۔سخت لہجے میں کہتے ایک نظر مبین بیگم کے آنسوؤں سے تر چہرے پر ڈالتے سختی سے جبڑے بھینچے۔۔لمبے میں ڈنگ بھرتے مبین بیگم کے ڈرائنگ روم سے نکلتے چلے گئے

جبکہ وہ وہ زارو زار روتی وہی زمین پر بیٹھتی چلی گئیں

Posted On Urdu Novel Book

---

حال-:

"نن۔۔نہیں امتثال دروازا کھولو"۔۔امتثال کے اچانک دھکا دینے اور دروازا بند کرنے پر پلوشہ پل کے لیے بھونچکا رہ گئی

جلدی سے آگے بڑھ کر دروازا کھولنا چاہا مگر دروازے کو نا کھلتا دیکھ آنکھیں پل میں نم ہوئی مگر اچانک سے دماغ میں جھماکا سا ہوا جب ناک کے نتھنوں سے بھینی بھینی گلاب کے پھولوں کی خوشبو ٹکرائی۔۔ آنکھوں کی پتلیاں حیرت کی زیادتی سے پھیل گئی

نظریں ایک بار پھر سے بند دروازے پر گئیں تو پلوشہ کو اپنی سانسیں رکتی ہوئی محسوس ہوئیں دروازے پر بنے گلاب کے پھولوں کے ہارٹ میں لکھے اے اور ایچ ایلفابیٹ کو دیکھ گلے میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی

نظریں بند دروازے سے ہوتی نیچے زمین پر آئی تو اپنے قدموں تلے گلاب کی پتیوں کو دیکھ ایسا محسوس ہوا جیسے گلاب کی پتیوں سے قالین بچھا دیا گیا ہو

کمرے میں اے اسی اون ہونے کے باوجود پل میں پلوشہ کا وجود پسینے سے تر ہوگیا ہتھیلیوں کو بری طرح آپس میں مسلتے ایک بار پھر دروازا کھولنے کی کوشش کی۔۔مگر دروازے کو نا کھلتا دیکھ بے بسی سے کئی باغی آنسوں پلکوں کی باڑ توڑ کر رخسار پر بہہ نکلے

Posted On Urdu Novel Book

وہ کس قدر تڑپی تھی حدائق شاہ کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے ــ کتنا چاہا تھا اس شخص کو ــ مگر اب جو وہ زندگی میں آگیا ہے ــ جسم و روح کا مالک بن چکا ہے تو اب پلوشہ خان میں اتنی ہمت نا تھی کہ وہ اس شخص کو نظر اٹھا کر دیکھ بھی لیتی

بری طرح لب کچلتے بے بسی سے بند دروازے کو دیکھتے ــ دروازے کے ساتھ لگتے خود کو اس بند دروازے میں گم کر کہ اپنی پشت پر محسوس ہوتی سلگتی نظروں کی تپش سے بچنا چاہا

" میری بیوی مجھے منانے کے لیے مجھ سے ملنے آنے والی تھی ــ اور تمہیں لگتا ہے کہ حدائق شاہ اس بات سے بے خبر ہو سکتا ہے" --- اپنی پشت سے آتی گھمبیر لہجے میں کی گئی سرگوشی اور اپنی گردن پر سلگتی سانسوں کی تپش محسوس کر کہ پلوشہ کو اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس ہوئی

ابھی پلوشہ کچھ سمجھتی کہ اپنی کمر پر رینگتی انگلیوں کے لمس پر دھک سے رہ گئی --- سٹپٹا کر ابھی وہ دور ہوتی کہ مضبوط مردانہ بازو کمر سے ہوتا پیٹ پر سختی سے لپٹ گیا اور ایک ہی جھٹکے میں پلوشہ کا رخ اپنی جانب کیا

تو اس اچانک افتاد پر پلوشہ کی چیخ بے ساختہ تھی

خود کو گرنے سے بچانے کے لیے اپنی کمر کے گرد لپٹے دونوں ہاتھوں کو سختی سے نیچا

Posted On Urdu Novel Book

گہرے نیلے رنگ کی پٹھانی فراک پہنے۔۔جس کے گلے اور دامن پر رنگ برنگے پھول بنے ہوئے تھے۔۔۔ آنکھوں کو سختی سے میچیں۔۔گلابی بھرے بھرے ہونٹوں کو دانتوں تلے دبائے۔۔چھوٹی سی ناک اور بھرے بھرے رخسار رونے کے باعث سرخ انار ہو رہے تھے۔۔۔ پٹھانی نقوش میں گھلی معصومیت۔۔چہرے کا احاطہ کیے چند آوارہ لٹے۔۔پلوشہ خان کے معصوم حسن کو چار چاند لگا رہی تھی۔

جبکہ سر پر ہم رنگ دوپٹہ لیے۔۔اور کندھوں پر میرون رنگ کی چادر لیے۔۔وہ بری طرح حدائق شاہ کے دل کے تار چھیر چکی تھی

"مائے شائنگ سٹار"۔۔۔ پلوشہ خان کے چہرے کے گرد جھولتی آوارہ لٹوں کو اپنی انگلی کے گرد لپیٹتے کان کے پیچھے اڑستے بوجھل لہجے میں کہا

تو حدائق شاہ کے گھمبیر لہجے اور سانسوں کی خوشبو پلوشہ کو اپنے حواسوں پر چھاتی محسوس ہوئی

خشک پڑتے حلق کو تر کرتے پلکوں کی جھالر اٹھا کر سامنے دیکھا

تو دو نیلی آنکھوں کے زور دار تصادم پر پلوشہ کو ساری دنیا رکتی محسوس ہوئی

ایسا لگا جیسے سمندر میں جذبات کو طوفان اٹھ آیا ہو۔۔اپنا آپ حدائق شاہ کی نیلی آنکھوں میں ڈوبتا محسوس ہوا

Posted On Urdu Novel Book
وہ تو پہلے ہی اس شخص کی محبت میں پور پور ڈوبی ہوئی تھی۔۔اور آج یوں اسے اپنے اس قدر حق سے قریب محسوس کر کہ پلوشہ کو اپنا آپ اس جان لیوا لمس سے پگھلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

وائٹ شرٹ کے ساتھ جینز کی پینٹ پہنے۔۔شرٹ کی آستینوں کو کہنیوں تک فولڈ کیے۔۔ سیاہ گھنے سلکی بال بے ترتیبی سے کشادہ پیشانی پر بکھرے ہوئے تھے۔۔نیلی سمندر سی گہری آنکھوں میں جذبات کی آنچ لیے نظریں پلوشہ خان کے چہرے پر ٹکائے۔۔مغرور تیکھی ناک کو پلوشہ کی پھولے گلابی گال پر رب کرتے۔۔ شدت بھرا لمس پلوشہ خان کے دائیں گال پر ثبت کیا

حدائق شاہ کی دہکتی سانسوں کی تپش اپنے چہرے پر محسوس کرتے پلوشہ کو اپنے حواس گم ہوتے محسوس ہوئے۔۔رہی سہی کسر حدائق شاہ کے شدت بھرے لمس اور مونچھوں کی چھبن نے پوری کر دی

وہ نازک جان اتنی سی قربت پر ہی تھر تھر کانپتی۔۔ہوش و حواس کھوتی حدائق شاہ کی مضبوط بانہوں کے حصار میں جھول گئی

جس پر حدائق شاہ نے سٹپٹا کر پلوشہ کو مضبوطی سے اپنے سینے میں بھینچا۔۔ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دباتے۔۔خمار الود نظروں سے اپنے حصار میں مومی وجود کو دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

نرمی سے پلوشہ کو بازوؤں میں بھرتے پلٹ کر قدم صوفے کی جانب بڑھائے

پلوشہ کو نرمی سے صوفے پر لٹاتے ایک نظر اردگرد دوڑائی

ٹیبل صوفے اور چیئر تک گو کہ آفس میں موجود ہر چیز کو پھولوں کی پتیوں سے ڈھک دیا گیا تھا۔۔جبکہ صوفے کے سامنے موجود ٹیبل پر پھولوں کے درمیان خوبصورت مختلف ڈیزائنز کی رنگ برنگی کینڈلز کو رکھا ہوا تھا۔

کمرے میں چھائی معنی خیز خاموشی اور حواسوں پر چھاتی گلاب کے پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو کو سانسوں میں اتارتے حدائق شاہ نے استحقاق بھری گہری نگاہ پلوشہ کے دلکش سراپے پر ڈالی

Urdu Novel Book

قدم رولنگ چیئر کے سامنے موجود ٹیبل پر پڑے پانی کے جگ کی جانب بڑھائے

"حدائق شاہ جانتا تھا کہ اس کی محبت معصوم ہے۔۔مگر اس قدر نازک ہوگی کہ میری اتنی سی قربت کو برداشت نہیں کر پائے گی اس بات کا اندازہ نہیں تھا۔۔یہ تو میری محبت تھی شائنگ سٹار۔۔اگر جو حرکت تم نے کی اس کی سزا تمہیں دیتا تو کیسے برداشت کر پاتی تم"۔

-- پلوشہ کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مار کر اسے ہوش میں لانے کا ارادہ ترک کرتے اپنے دونوں ہاتھ پلوشہ کے اردگرد ٹکاتے۔۔پلوشہ خان کے چہرے پر جھکتے سرگوشی نما لہجے میں کہتے ہاتھ بڑھا کر پلوشہ کے گرد لپٹی چادر کو اتار کر ٹیبل پر رکھا

Posted On Urdu Novel Book

پلوشہ کے سر کے نیچے ہاتھ رکھ کر سر اوپر کرتے۔۔۔۔دوپٹہ سر سے اتارا تو اس قدر نزدیکی پر حدائق شاہ کے دل نے ایک بیٹ مس کی

پلوشہ کی مدھم چلتی سانسوں کی تپش اپنے ہونٹوں پر محسوس کرتے حدائق شاہ کو اپنے گلے میں کانٹے سے چبھتے محسوس ہوئے

اپنے بے لگام ہوتے جذبات پر بامشکل بندھ باندھتے دوپٹہ اتار کر سائیڈ پر رکھ کر پلوشہ کو دیکھا تو پلوشہ خان کا دلکش سراپہ دیکھ حدائق شاہ کی آنکھوں میں پل میں جذبات کی سرخی اتری۔۔

بے خود ہوتے پلوشہ کے ہاتھ کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں الجھائے۔ حدائق شاہ پلوشہ کے خوبصورت چہرے پر جھک آیا

جابجا شدت بھرا لمس چھوڑتے وہ پلوشہ خان کے لمس کو اپنی روح تک محسوس کرنے لگا انگلیوں سے ہاتھ سرکتا سر کے بالوں میں الجھایا جبکہ دوسرے بازو کو پلوشہ کی کمر کے گرد لپیٹتے اسے خود میں بھنچا

"شاہ کی جان۔۔۔ابھی تو اتنے سالوں کے ہجر کا جواب دینا ہے۔۔۔یہ جو آنکھوں میں سمندر لیے پھر رہی ہو نا اس سے اپنے اس دیوانے کی تشنگی کو مٹانا ہے۔۔۔جو کہ شاید عمر بھی نا مٹے۔۔۔بہت غلط کیا یہاں آکر یہ جو تمہارے وجود کی حواسوں پر چھا جانے والی خوشبو ہے نا

Posted On Urdu Novel Book

یہ مجھے بری طرح بہکا رہی ہے--- تمہارا یہ موم سا نازک لمس مجھے تمہاری روح میں اترنے پر اکسا رہا ہے— تمہاری ان مدھم سانسوں اور بے ترتیب ہوئی دھڑکنوں کا شور مجھے دنیا سے بے خبر کر کہ تمہاری ذات میں گم ہو کر سارے فاصلوں کو سمٹنے پر مجبور کر رہا ہے— میں تو پہلے ہی بگڑا ہوا-- تم پر دیوانوں کی طرح عاشق بندہ ہوں—اور اوپر سے تمہارا یہ ہوش ربا سراپا میری نیت بری طرح بگاڑ رہا ہے"--- پلوشہ کی گردن میں چہرہ چھپائے گھمبیر لہجے میں سرگوشی کرتے—گہری سانس بھرتے پلوشہ کے وجود سے اٹھتی محسور کن خوشبو کو اپنی سانسوں میں اتارا

چہرہ اٹھا کر خمار آلود نظروں سے پلوشہ خان کی بند آنکھوں کو دیکھا

نظریں آنکھوں سے سرکتی گلابی بھرے بھرے ہونٹوں پر آئی تو حدائق شاہ نے ہاتھ بڑھا کر انگھوٹھے سے پلوشہ کے نچلے ہونٹ کو نرمی سے رب کیا

مخمور نظروں سے پلوشہ کے نیم واہ ظلو دیکھتے—بے خود ہوتے انہیں اپنی شدت بھری گرفت میں لیا

پلوشہ خان کی مدھم چلتی سانسوں میں اپنی دھونکنی کی مانند چلتی سانسوں کو شامل کرتے— قطرہ قطرہ پوری شدت سے حدائق شاہ پلوشہ خان کی سانسوں کو خود میں اتارنے لگا

کمرے کی معنی خیز خاموشی میں حدائق شاہ کی تیز چلتی سانسوں کا شور برپا تھا

Posted On Urdu Novel Book

پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو ماحول کو فسوں خیز بناتی حدائق شاہ کو پلوشہ کہ لمس میں گم کرتی چلی گئی

پلوشہ کے وجود میں حرکت محسوس کر کہ حدائق شاہ لمحے کے لیے پیچھے ہوا۔۔اپنی شدتوں سے خون چھلکاتے نم ہونٹوں کو دیکھ ہاتھ بڑھا کر پلوشہ کے نچلے ہونٹ کو نرمی سے چھوتے جھک کر ہونٹوں کی نمی کو چنتے جھٹکے سے پیچھے ہوا

گھنے سیاہ بالوں میں ہاتھ پھیرتے پلوشہ کو ہوش میں آتے دیکھ جھٹکے سے وہاں سے اٹھ کر رولنگ چیئر پر جا کر بیٹھ گیا

پانی کا گلاس ہونٹوں سے لگاتے اپنے خشک پڑتے گلے کو تر کرنے کی کوشش کی جبکہ نظریں ہنوز پلوشہ خان کے سراپے میں الجھی ہوئی تھیں

---

اپنے ہونٹوں پر سلگتا ہوا لمس اور بند ہوتی سانسوں کو محسوس کر کہ پلوشہ کو اپنے پاؤں سے جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی۔

ہوش میں آتے چند لمحے نا سمجھی سے وہ چت لیٹی سچویشن کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی دیہان کے پردے میں کچھ دیر پہلے کے مناظر لہرائے تو پلوشہ خان جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھی

Posted On Urdu Novel Book

نظریں سامنے مغرور انداز میں بیٹھے حدائق شاہ پر گئیں تو پل میں آنکھوں میں نمی اتری لمحے میں نظروں کا زاویہ بدل کر وہاں سے اٹھنا چاہا تو نظریں ٹیبل پر پڑی اپنی چادر اور دوپٹے پر گئیں تو پلوشہ خان کی آنکھوں کی پتلیاں حیرت سے سکڑ گئی

ہونکوں کی طرح منہ کھولے گردن موڑ کر حدائق شاہ کو دیکھا جو سنجیدہ نظروں سے پلوشہ کی جانب ہی دیکھ رہا تھا

حدائق شاہ کی وجود میں گڑھتی نظروں کو محسوس کر کہ پلوشہ کو شرم سے اپنا آپ زمین میں بڑھتا محسوس ہوا

جھک جھٹکے سے دوپٹہ اٹھا کر سر پر لیا اور چادر کندھوں پر پھیلاتے قدم دروازے کی جانب بڑھائے

"تم بہت کچھ میری مرضی کے بغیر کر چکی ہو--- مگر اب تمہاری مرضی کیا تمہاری سانسوں تک حدائق شاہ کی مرضی چلے گی۔۔یہ دروازا نہیں کھلے گا۔۔اسی لیے اپنی نازک جان کو زحمت نا دو۔۔اور یہاں آؤ میرے پاس"۔۔پلوشہ کو دروازا کھولنے کی تگ ودو کرتے دیکھ سرد لہجے میں کہا تو پلوشہ خان نے سہمی نظروں سے رخ بدل کر حدائق شاہ کے سپاٹ چہرے کو دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

"مم۔۔۔مجھے گھر جانا ہے"۔۔۔ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں مدھم لہجے میں کہا آواز اتنی مدھم تھی کہ پلوشہ خود بھی بامشکل سن سکی

اگر حدائق شاہ کا سارا دیہان پلوشہ کے چہرے کے اتراؤ چڑھاؤ پر نا ہوتا تو وہ کبھی بھی اس بات کو سن نا پاتا۔۔مگر پلوشہ کے ہونٹوں کی جنبش سے ہی وہ اس کے الفاظوں کو بنا سنے سمجھ چکا تھا۔

"سمجھ نہیں آرہی۔۔کیا بکواس کر رہا ہوں میں۔۔۔ایک سیکنڈ میں ادھر آو۔۔۔ورنہ وہی زمین میں گاڑھ دوں گا۔۔۔پھر گھر جانے کا شوق پورا کر لینا"--- دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تو حدائق شاہ کی دھاڑ پر پلوشہ اچھل کر بند دروازے سے لگی

آنسوغ پلکوں کی باڑ توڑ کر روانی سے رخساروں پر بہنے لگے۔۔کپکپاتے وجود کو دروازے سے لگائے روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا

وہ کیوں اس طرح کا سلوک کر رہا تھا۔۔۔جبکہ ہوش کھونے سے پہلے وہ کس قدر مہربان ہو رہا تھا۔۔۔وہ سوچنا نہیں چاہتی تھی مگر ہوش سے بیگانہ ہونے کے باوجود اسے اپنے چہرے پر حدائق شاہ کے ہونٹوں کا نرم گرم لمس محسوس ہوتا رہا تھا

جسے وہ جھٹلا رہی تھی۔۔۔مگر اب حدائق شاہ کے تیور دیکھ وہ اسے سچ میں اپنا وہم لگ رہا تھا

Posted On Urdu Novel Book

حدائق شاہ کی سرد نظریں محسوس کر کہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی۔۔۔پھولوں کی پتیوں کو اپنے پاؤں تلے روندتی۔۔۔حدائق شاہ کے سامنے جا کر سر جھکائے کھڑی ہو گئی

"سننے میں آیا ہے کہ میری منکوحہ کسی سے اظہار محبت کرتی اپنے بھائی کو اس سے شادی کے لیے مناتی رہی ہے۔۔۔جبکہ حدائق شاہ سے نفرت کا اظہار کیا گیا تھا"۔۔۔پلوشہ کی کلائی کو اپنی سخت گرفت میں لیتے سرد لہجے میں کہا تو پلوشہ نے جھٹکے سے سر اٹھاتے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا

"نن۔۔۔نہیں تو مم۔۔۔میں نن۔۔۔نہیں کیا قق۔۔۔سم سے"۔۔۔نم سرخ آنکھوں سے حدائق شاہ کی جانب دیکھتے لہجے میں معصومیت لیے کہا تو حدائق شاہ نے طنزیہ نظروں سے پلوشہ کو گھورا تو بچاری نے سٹپٹا کر سر جھکا لیا

"تمہیں اندازہ بھی ہے کہ کتنے دن تم کسی اور شخص کے نام سے منسوب رہی ہو۔۔۔اور یہ بات کس قدر تکلیف دیتی رہی ہے مجھے۔۔۔مجھے ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے کوئی تیز دھار آلے سے میرا سینہ چھلنی کر رہا ہو۔۔۔اور تم کہہ رہی ہو یہ جھوٹ ہے۔۔۔اگر یہ جھوٹ بھی تھا پلوشہ حدائق شاہ تب بھی تم میری روح کی مجرم ہو جیسے تمہارے اس جھوٹ نے تار تار کیا ہے"۔۔۔پلوشہ کی کلائی کو جھٹکا دیتے گھٹنوں کے بل بٹھاتے۔۔۔پلوشہ کی تھوڑی کو اپنی سخت گرفت میں لیتے سرد و سپاٹ لہجے میں کہا تو پلوشہ خان نے بھیگی نم پلکوں کی جھالر اٹھا کر

Posted On Urdu Novel Book

التجائیہ نظروں سے حدائق شاہ کو دیکھا جو اس وقت ظالم بنا پلوشہ خان کی نازک جان نکالنے کے در پر تھا

"مجھ سے نفرت ہے تمہیں۔۔۔میرا ساتھ تمہیں تکلیف دیتا ہے پلوشہ خان"۔۔۔حدائق شاہ لاکھ چاہنے کے باوجود بھی یہ سوال نا کر پایا کہ وہ کسی اور سے محبت کرتی ہے۔۔۔وہ جانتا تھا کہ وہ بات پلوشہ نے بیوقوفی میں کہی تھی مگر اب وہ غصے میں اپنی بیوی کو اس کی نظروں میں نہیں گرا سکتا تھا۔ نا ہی وہ خود میں یہ حوصلہ رکھتا تھا کہ وہ پلوشہ خان کا نام کسی اور کے ساتھ غصے میں بھی جوڑ سکے

وہ ناراض تھا اس بات پر شدید غصہ بھی تھا۔۔۔اسی لیے وہ نکاح کے بعد کہنے کے باوجود بھی پلوشہ سے ملنے نہیں گیا

وہ جانتا تھا کہ وہ اس بات کا غصہ پلوشہ خان پر نکالنے سے خود کو روک نہیں پائے گا۔۔۔وہ اپنے بھائیوں کی لاڈلی نازوں میں پلی بڑھی معصوم شہزادی تھی۔۔۔تو حدائق شاہ کا عشق بھی تو تھی۔۔۔وہ چاہ کر بھی اسے تکلیف نہیں دے سکتا تھا۔۔۔اتنے دنوں سے وہ اپنے غصے پر قابو پانے کی ہی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ مگر خود پر لاکھ ضبط کرنے کے باوجود بھی وہ اپنی ناراضگی کا اظہار کر چکا تھا۔۔۔

وہ پلوشہ کو بتانا چاہتا تھا کہ اس کا عمل حدائق شاہ کے لیے کس قدر جان لیوا تھا۔۔۔

Posted On Urdu Novel Book

"نن۔۔نہیں شاہ ہہ۔ہمیں آپ سے نفرت نن۔۔نہیں ہے"۔۔تڑپ کر حدائق شاہ کے ہاتھوں کو تھامتے روتے ہوئے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو حدائق شاہ نے سختی سے جبڑے بھینچ کر سرخ انگارا ہوتی آنکھوں سے پلوشہ خان کو دیکھا۔

"تو پھر کسی اور کے بارے میں سوچا بھی کیسے"۔۔پلوشہ خان کے بالوں کو اپنی مٹھی میں دبوچتے جھک کر چہرہ پلوشہ کے چہرے کے قریب کرتے دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تو حدائق شاہ کے چلانے پر پلوشہ نے بے ساختہ سانس روک کر پھٹی پھٹی آنکھوں سے حدائق شاہ کی خون چھلکاتی آنکھوں میں دیکھا

پلوشہ کی ہرنی کی مانند سہمی نم آنکھیں حدائق شاہ کے دل میں ہلچل مچا چکی تھیں

"شاہ آپ کے لیے ماں جی نے کہا تھا کہ لالا آپ کو مار دیں گے۔۔خدا گواہ ہے میں نے آپ کے علاوہ کسی کو نہیں سوچا۔۔پلوشہ خان آپ سے خیانت کرنے سے پہلے اپنی سانسوں سے دغا نا کر جائے۔۔زندگی کو دھوکہ دے کر موت کو گلے لگا سکتی ہوں۔۔مگر حدائق شاہ کو دھوکہ دے کر کسی اور کی نہیں ہو سکتی"۔۔۔ہمت کرتے حدائق شاہ کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے مضبوط لہجے میں کہا تو پلوشہ خان کے مان بھرے الفاظوں سے حدائق شاہ کو سرشاری کی لہر اپنے رگ و پے میں دوڑتی محسوس ہوئی

Posted On Urdu Novel Book

"میری بات کان کھول کر سن لو پلوشہ خان۔۔خدا جب تک نا چاہے حدائق شاہ کو کوئی دشمن موت نہیں دے سکتا۔۔اور تمہارا بھائی تو بالکل نہیں۔۔کیونکہ وہ میری جان کی حفاظت تو کرسکتا ہے مگر مجھے مارنے کی سازش نہیں کرسکتا۔۔اسی لیے اپنے بھائی کے لیے ایسا دوبارہ کبھی سوچنا بھی مت۔

پلوشہ خان کا حدائق شاہ کا ہونا ہی حدائق شاہ کے لیے زندہ رہنے کی وجہ ہے۔۔میرے زندہ رہنے کے لیے صرف میری بن کر رہنا پلوشہ خان۔۔مگر جو تم کر چکی ہو اس کے لیے فلحال میں تمہیں معاف نہیں کر سکتا۔۔پہلے جا کر اپنے بھائی سے معافی مانگو۔۔جس کی اتنی محبت کے باوجود تم اس پر شک کر چکی ہو۔۔۔ اور پھر رخصتی تک مجھے منانے کے بارے میں سوچو۔۔اگر تم مجھے نا منا سکی تو تمہاری اس نازک جان کی خیر نہیں"۔۔۔ دایاں ہاتھ پلوشہ کے چہرے اور گردن کے درمیان رکھتے۔۔انگھوٹھے سے پلوشہ کی شہہ رگ سہلاتے سپاٹ لہجے میں کہا تو پلوشہ خان نے بری طرح اپنے لب کچلتے حدائق شاہ کے سپاٹ چہرے کو دیکھا

"لالا مجھ سے ناراض نہیں ہوتے۔۔اور مجھے منانا بھی نہیں آتا"۔۔انگلیاں چٹخاتے مدھم لہجے میں کہا تو حدائق شاہ نے آبرو آچکا کر پلوشہ کو دیکھا

"تو میں کیا کر سکتا ہوں۔۔"

Posted On Urdu Novel Book

"تو آپ بھی ناراض نا ہو"۔۔۔حدائق شاہ کے سرد لہجے پر سٹپٹا کر ایک ہی سانس میں کہا تو حدائق شاہ نے کینہ توز نظروں سے پلوشہ کو گھورا

"ٹھیک ہے سوچتے ہیں اس بارے میں مگر اس سے پہلے مجھے شاہ کہہ کر پکارو جیسے پہلے پکار رہی تھی"۔۔۔ انگلیوں کے پوروں سے پلوشہ کے چہرے کے نقوش کو چھوتے سنجیدہ لہجے میں کہا تو حدائق شاہ کی انگلیوں کے جان لیوا لمس پر پلوشہ نے خشک پڑتے حلق کو تر کرتے حدائق شاہ کی نیلی آنکھوں میں جھانکا

"پھر آپ ہمیں معاف کر دیں گے"۔۔۔نظریں جھکائے نرم لہجے میں سوال کیا تو حدائق شاہ نے گھور کر پلوشہ کو دیکھا

"وہ بعد میں سوچیں گے پہلے جو کہا ہے وہ کرو۔۔۔ورنہ آج پھر اپنی رخصتی ہی سمجھو۔۔۔کمرہ تو پہلے ہی سجا ہوا ہے۔۔۔اور تمہیں پھر میں خود سجا لوں گا۔۔۔تو خیال ہے۔۔۔شاہ پکارنا ہے یا میں تمہیں اپنی پسند سے سجانا شروع کروں"۔۔۔پلوشہ کی کمر میں بازو لپیٹ کر جھٹکے سے اٹھا کر اپنے تھائی پر بٹھاتے۔۔۔سپاٹ لہجے میں کہا

پلوشہ جو اس اچانک افتاد پر ابھی سنبھلی بھی نا تھی کہ حدائق شاہ کی بات پر بھونچکا رہ گئی

"نن۔۔۔نہیں میں پکارتی ہوں"

Posted On Urdu Novel Book

"تو پکاروں۔۔کیا عزرائیل کے آنے کا انتظار کر رہی ہو۔۔اگر کر بھی رہی ہو تو دماغ میں بٹھا لو اپنی خواہش پوری کیے بغیر تمہیں جانے نہیں دوں گا"۔۔پلوشہ کے کان کی لو کو دانتوں تلے دباتے سرد لہجے میں کہا تو بچاری نے روہانسی نظروں سے حدائق شاہ کو دیکھا

"شاہ"۔۔نظریں جھکائے مدھم لہجے میں کہا تو حدائق شاہ کے ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ رینگ گئی

"اوو شاہ کی شائنگ سٹار"۔۔۔ سرگوشی سے بھی کم آواز میں جواب دیتے۔۔جس پر پلوشہ نے نا سمجھی سے حدائق شاہ کی جانب دیکھا مگر اس سے پہلے وہ کچھ سمجھتی حدائق شاہ پلوشہ کی گردن کے گرد بازو لپیٹتے۔۔پلوشہ کا چہرہ خود پر جھکاتا پلوشہ کے ہونٹوں کو اپنی نرم گرفت میں لے چکا تھا

فسوں خیز لمحوں کا دورانیہ بھرنے لگا تو پلوشہ خان کی بکھرتی سانسوں کو محسوس کرتے حدائق شاہ نے نرمی سے اسے خود سے الگ کیا

جبکہ پلوشہ گہرے سانس لیتی سر حدائق شاہ کے کندھے سے ٹکا چکی تھی۔

"رخصتی تک حویلی سے قدم باہر رکھنے کی کوشش بھی مت کرنا۔۔ورنہ جہاں جاؤں گی وہاں سے ڈائیریکٹ بیڈروم میں لے کر جاؤں گا۔۔اسی لیے ٹک کر حویلی میں بیٹھو۔۔اگر رخصتی کی زیادہ جلدی ہے تو چاہو کل ہی حویلی سے باہر آجانا۔۔تمہارے بھائی کو منانا میرا کام ہے۔۔

Posted On Urdu Novel Book

اور اگر تم یہ سوچ رہی ہو کہ میں راضی ہو گیا ہوں تو یہ غلط فہمی بھی دور کر کہ جاؤ— کیونکہ یہ تو میں نے اپنا حق وصول کیا ہے—پھر چاہے تم اس کے لیے راضی ہوتی یا نا"— پلوشہ کو بازو سے تھامتے کھڑے ہوتے سنجیدہ لہجے میں کہا اور ایک گہری استحاق بھری نظر پلوشہ کے ہونکوں کی طرح کھلے منہ پر ڈالتے سر جھٹکتے قدم دروازے کی جانب بڑھائے

"تمہاری کزن باہر ہی کھڑی ہے—اب سیدھا اس کے ساتھ گھر جانا—راستے میں کہی رکنے کی ضرورت نہیں ہے—ورنہ ٹانگیں توڑ دوں گا—اور اپنی کزن کو بھی کہہ دینا کہ نیکسٹ ٹائم اکیلے کہی نا جائے—میرا بھائی دکھنے میں ہی نرم ہے—اسے جلاد بننے میں ٹائم نہیں لگے گا"—حدائق شاہ کی باتوں پر پلوشہ نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا اس سے پہلے وہ کوئی سوال کرتی حدائق شاہ نے نرمی سے پلوشہ کے ماتھے کو چھوتے درواغ کھول کر اسے باہر جانے کا اشارہ کیا

جس پر پلوشہ نے ایک خفا نظر حدائق شاہ کے چہرے پر ڈالتے باہر نکلتے دھاڑ سے دروازا بند کیا

پلوشہ کی اس حرکت پر حدائق شاہ کے ہونٹوں پر تبسم بکھر گیا—

سر جھٹکتے ایک نظر آفس کے چاروں اطراف میں ڈالی جو کہ آفس کم پھولوں کی دکان ہی لگ رہا تھا

Posted On Urdu Novel Book

گہری سانس بھرتے قدم صوفے کی جانب بڑھائے

---

ایک سال پہلے ارمان شاہ کا رشتہ سلویٰ کے لیے آیا تھا۔
جس کے بارے میں بہرام شاہ نے گھر میں بات کی تھی۔۔اور بتایا تھا کہ وہ انکار کر چکا ہے۔۔کیونکہ وہ ابھی سلویٰ کی شادی نہیں کرنا چاہتا
اس دن غصے میں وہ ارمغان خان کے سامنے ارمان کا نام تو لے چکی تھی۔۔مگر یہ بات جان کر اسے حیرت ہوئی کہ وہ پاگل شخص سچ میں ارمان کے بارے میں معلومات نکلوا رہا ہے۔
اور جب ارمغان خان کو یہ بات پتہ چلی کہ بہرام شاہ اس رشتے سے انکار کر چکا ہے تب سے وہ کافی پرسکون تھا
اور سلوی کو ارمغان خان کا یہی سکون بری طرح کھل رہا تھا
اسی لیے وہ بہرام شاہ سے ارمان سے ایک بار ملنے کی بات کر چکی تھی۔
سلویٰ کے اجازت مانگنے پر پہلے تو بہرام نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔مگر پھر کچھ سوچ کر اسے اجازت دے دی
اور اس وقت گاؤں سے باہر شہر کے قریب موجود کیفے میں ارمان کے سامنے بیٹھی ہوئی تھی

Posted On Urdu Novel Book

پیازی رنگ کی فراک کے ساتھ چوری دار پاجامہ پہنے۔۔کندھوں پر ہم رنگ دوپٹہ اوڑھے۔۔ ہونٹوں پر لائٹ پنک لپ گلوز لگائے۔۔گرے آنکھوں میں کاجل کی لکیر کھینچیں۔۔براؤن بالوں کو فرنچ چٹیا میں قید کیے۔۔چند لٹوں کو ہلکے سے کرل کیے چہرے کے اطراف میں کھلا چھوڑا ہوا تھا۔۔ اپنے جان لیوا ایمان ڈگمگا دینے والے حسن سے بے نیاز چہرے پر کوفت سجائے۔۔کیفے میں نظریں گھومنے میں مصروف تھی

جبکہ سامنے بیٹھا ارمان شاہ سلوی شاہ کے کچھ بولنے کہ انتظار میں ٹکٹکی باندھے اسے نہارنے میں مصروف تھا۔۔

"بہرام شاہ انکار کر چکا تھا تو ہمیں امید نہیں تھی کہ دوبارہ سے رشتے کی بات چل نکلے گی۔۔ اور آپ سے ملاقات کا شرف بھی حاصل ہو جائے گا"۔۔سلویٰ شاہ کی مسلسل چپ کو دیکھ ارمان شاہ نے مسکراتے ہوئے بات کا آغاز کیا تو سلویٰ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا وہ جو کب سے ارمغان خان کے آنے کا انتظار کر رہی تھی ارمان شاہ کی بات پر کوفت زدہ نظروں سے اسے دیکھا

مگر ارمان کے پیچھے گلاس ڈور کو دھکیلتے اپنی سحر انگیز شخصیت لوگوں کو اپنی جانب متوجہ کرتا۔۔اور مغرورانہ چال چلتا ارمغان خان۔۔ سلوی شاہ کی جانب ہی آرہا تھا

Posted On Urdu Novel Book

ارمغان خان کی شہد رنگ آنکھوں میں آگ کے شعلے بھڑکتے دیکھ سلویٰ شاہ کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ رینگ گئی

جبکہ کیفے میں بیٹھی لڑکیوں کو ارمغان خان کو گھورتے دیکھا غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچی

"بس پھر قسمت اسی کا نام ہے۔۔۔جو ہم سوچتے بھی نہیں وہی ہو جاتا ہے اور پھر ہمیں اسے قبول کرنا ہی پڑتا ہے"۔۔۔ٹیبل کی سطح پر اپنی کہنیاں ٹکاتے۔۔۔ جان لیوا انداز میں کہا تو ارمان شاہ تو سلوی شاہ کے اس انداز پر قربان ہوتا ٹیک ہٹا کر آگے ہوا

اسے سے پہلے وہ کوئی جواب دیتا کہ ارمغان خان کرسی کو سلوی شاہ کے قریب کرتا وہاں بیٹھ چکا تھا

"قسمت کی بات ہو رہی ہے تو میری بھی خوش قسمتی ہے کہ آپ جیسے شخص سے ملاقات کا شرف حاصل ہؤا۔۔۔اور مجھے امید ہے کہ میری آمد آپ لوگوں کو کافی ناگوار گزری ہو گی مگر قسمت کی ستم ظریفیوں کی طرح میری آمد کو دل سے قبول کرنا آپ لوگوں کی مجبوری ہے۔۔۔ورنہ ارمغان خان کے نام سے کون نہیں واقف۔۔۔اور ارمغان خان کو انکار کرنے یا اس کے مقابل آنے والوں کے انجام سے مجھے امید ہے کہ آپ بھی بخوبی واقف ہوگے"۔۔۔ ٹانگ پر ٹانگ رکھے۔۔۔سرد آگ برساتی آنکھوں سے ارمان کو دیکھتے سپاٹ لہجے میں کہا تو ارمان شاہ نے سٹپٹا کر ارمغان خان کو دیکھا اور پھر سلوی شاہ کو دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

"سیکنڈ سے پہلے اپنی نظریں اس سے ہٹاؤ۔۔اب اگر غلطی سے بھی تمہاری نظر اس پر گئی تو یقین مانو۔۔یہی زندہ زمین میں گاڑھ دوں گا"۔۔ارمان کو سلوی کی جانب دیکھتے دیکھ دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تو اس نے ہڑبڑا کر پل میں نظروں کا زاویہ بدلا

"ارمغان"۔۔سلوی شاہ نے دانت پیستے دبے دبے لہجے میں سرزنش کی تو ارمغان خان نے کھا جانے والی نظروں سے سلوی کو دیکھا

"جانِ ارمغان تم یہی بیٹھو۔۔میں ذرا تمہارے امیدوار کی امید کی ساتھ ہڈیاں توڑ کر پانچ منٹ میں واپس آتا ہوں۔۔پھر تمہیں اپنے ہاتھوں سے بریانی بھی تو کھلانی ہے نا"--- سلوی شاہ کی جانب جھکتے سرد لہجے میں ایک ایک لفظ چبا کر کہا تو سلوی کو اپنے ارگرد خطرے کی گھنٹیاں بجتی محسوس ہوئی

وہ تو بس ارمغان خان کو جیلس فیل کروانا چاہتی تھی۔۔اسے وہی تکلیف دینا چاہتی تھی جو اس نے محسوس کی مگر وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ یہ سرپھرا چھوٹا خان اس تکلیف کے بدلے دوسرے بندے کی ہڈیوں کا سرمہ بنا دے گا۔

اپنے خشک پڑتے ہونٹوں کو تر کرتے گھبرائی نظروں سے ارمغان خان کو دیکھا جو ارمان کو بازو سے تھام کر باہر لے جا رہا تھا۔

جبکہ وہ بچارا گردن موڑ کر رحم کی اپیل کے لیے سلوی کو دیکھ بھی نہیں سکتا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

---

سلویٰ شاہ تیز تیز قدموں سے چلتی باہر آئی تو نظریں سامنے ارمغان خان کی جیپ اور اس کے آگے پیچھے اس کے گارڈز کو ان کی گاڑیوں کے آگے اسلحے سے لیس دیکھ خشک پڑتے ہونٹوں کو تر کرتے اردگرد ارمغان خان کی تلاش میں نگاہ دوڑائی

"میڈم سر اس طرف گئے ہیں" سلوی کو سڑک کی جانب بڑھتے دیکھ گارڈ نے آگے بڑھتے نظریں جھکائے کیفے کے دائیں جانب گلی کی طرف اشارہ کیا تو سلوی نے سر ہلا کر پلٹ کر جلدی سے گلی کی جانب بڑھی۔

گلی میں داخل ہوتے ہی ارمان شاہ کی دبی دبی چیخیں سنائیں دی تو سلوی شاہ نے شرمندگی سے سختی سے اپنی آنکھیں میچ کر کھولیں

چند قدم آگے آئی تو نظریں سامنے کرسی پر اپنی جانب پشت کیے بیٹھے ارمغان خان پر گئی اور سامنے ارمغان خان کے گارڈز کے ہاتھوں درگت بنتے ارمان پر گئیں تو سلویٰ شاہ نے شرمندگی سے نظریں چرا کر ارمغان خان کی پشت کو گھورا

"لیو ہم۔۔۔ایک سیکنڈ میں اس سے پیچھے ہٹو تم لوگ"۔۔۔سلویٰ شاہ کے چلا کر کہنے پر ارمغان خان نے گردن ترچھی کر کہ سلوی کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ ہاتھ کے اشارے سے اپنے گارڈز کو رکنے کا اشارہ کیا

Posted On Urdu Novel Book

"اتنا ڈوز میرے خیال سے کافی ہو گا ۔۔اور اس بات کا بخوبی اندازہ بھی ہو گیا ہو گا کہ چھوٹا خان ہے کون ۔۔۔دوبارہ کبھی میری عزت کی طرف نگاہ کرنے کی جرات بھی نا کرنا نگاہ کیا تم مجھے اس کی طرف جاتے کسی بھی رستے پر ملے تو یقین مانو وہی تمہاری قبر بنادوں گا" ۔۔۔ارمان شاہ کے قریب زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھتے دبے دبے لہجے میں غرا کر کہتے جھٹکے میں اپنی جگہ سے اٹھ کر قدم سلوی شاہ کی جانب بڑھائے

بنا سلوی شاہ پر ایک نگاہ بھی ڈالے ۔۔۔سلوی کے بازو کو اپنی آہنی گرفت میں لیتے تیز تیز قدم چلتا اپنی جیپ کی جانب بڑھا

جبکہ ارمغان خان کے تیز چلتے قدموں کے ساتھ بامشکل گھسیٹتی سلوی شاہ نے اپنے بازو کو ارمغان خان کی سخت گرفت سے آزاد کروانے کی کوشش کی

" تم پاگل خان--- کیا حشر کیا ہے تم نے اس بے قصور شخص کا ۔۔کوئی احساس یا انسانیت نام کی کوئی چیز بھی ہے تم میں یا بس جنگلی پن بھرا ہوا ہے"--- ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ارمغان خان کو دیکھتے دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تو ارمغان خان نے خون چھلکاتی نظروں سے سلوی شاہ کو دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

سرمئی رنگ کا کرتا شلوار پہنے۔۔۔ماتھے پر بکھرے براؤن بال پسینے سے چپکے ہوئے تھے---
شہد رنگ آنکھوں میں وحشت لیے۔۔عنابی ہونٹوں کو سختی سے بھینچے وہ سلوی شاہ کو ہنس مکھ
شوخ ارمغان خان سے یکسر مختلف لگا

ارمغان خان کی خون چھلکاتی نظروں کو دیکھ سلوی شاہ کو اپنے گلے میں گلٹی سی ابھر کر
معدوم ہوئی

جبکہ سلویٰ کو گھورتے ارمغان خان نے پلٹ کر پیچھے پڑی اپنی اجرک اتار کر سلویٰ کی جانب
بڑھائی

ارمغان خان کے چہرے پر اس قدر چٹانوں سی سختی تھی کہ سلوی شاہ کو بے ساختہ ارمغان
خان کے تیور دیکھ ڈر لگنے لگا

اسی لیے بنا کچھ کہے ہاتھ بڑھا کر اجرک لیتے خود پر اچھے سے پھیلائی

"تم صرف بہرام شاہ کی ہی نہیں اس خان کی بھی عزت ہو۔۔۔اسی وجہ سے ارمغان خان
نے کیفے میں موجود لوگوں کے سامنے خود پر ضبط کیا اور اس شخص کو کچھ نہیں کہا تا کہ
کوئی تمہارے کردار پر سوال نا اٹھا سکے۔۔۔اور اگر اسے کچھ کہا ہے تو اس لیے کہ اس بغیرت
شخص کو اندازہ ہو کہ جسے عزت بنانا ہو اس سے یوں ملاقاتیں نہیں کی جاتی۔۔۔اور تمہیں کوئی
اندازہ ہے سلوی شاہ کہ لوگ تمہارے اور اس کے بارے میں کیا سوچ رہے ہو گے۔۔۔تم

Posted On Urdu Novel Book

اور وہ بغیرت شخص لوگوں کی نظروں میں سوکالڈ گرل فرینڈ اور"--- دبے دبے لہجے میں غرا کر کہتے آخر میں پوری شدت سے اسٹیرنگ پر مکا مارا تو سلوی شاہ اچھل کر سیٹ سے پیچھے کھسکی

"ایسا کچھ نن__نہیں ہے اور وہ وی__ویسے بھی میرا ہونے والا شوہر ہے"--- ارمغان خان کی خون چھلکاتی شہد رنگ آنکھوں میں دیکھتے نڈر لہجے میں جواب دیا تو ارمغان خان نے سختی سے جبڑے بھینچ کر سلوی شاہ کو دیکھا

"تمہاری عزت کا تماشہ نہیں بنایا تھا__اور نا بنا سکتا ہوں__مگر تمہاری اس بکواس پر جان سے ضرور مار سکتا ہوں"--- سرسراتے لہجے میں کہتے جیپ سٹارٹ کی تو سلوی شاہ نے بری طرح لب کچلتے ارمغان خان ک کو دیکھا

نظریں وجیہہ چہرے سے ہوتی بازوؤں کی پھولی ہوئی نیلی رگوں پر آئی تو سلوی شاہ کا دل بے ساختہ دھڑکا

"تم نے بھی تو نکاح کیا تھا"--- خفا لہجے میں کہتے نظریں روڈ پر ٹکرائی تو ارمغان خان نے ایک نظر سلوی شاہ کے خفا چہرے پر ڈالتے سر جھٹکتے نظروں کا رخ بدلا

"اب اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم یہ سب کر کہ اپنی ناراضگی کا اظہار کرو__اگر ایسا دوبارا سوچا بھی تو یاد رکھنا سلوی اس بار ارمان کا یہ حشر کیا تھا__اگلی بار تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں

Posted On Urdu Novel Book

گا۔۔ اور اسے دھمکی ہر گز نا سمجھنا--- کیونکہ ارمغان خان کا ماننا ہے محبوب ہو تو صرف آپ کا اگر آپ کا نہیں ہو سکتا تو پھر وہ خود کا بھی نہیں رہنا چاہیے"--- سرد و سپاٹ لہجے میں ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا تو سلوی شاہ نے آنکھیں گھما کر ارمغان خان کو دیکھا۔

"تم نے ڈرایا اور میں ڈر گئی نا۔۔ہاتھ لگا کر دکھانا پھر بتاؤں گی۔۔اور اس طرح کیا تم دیکھتے جاؤ بچو میں تمہارے ساتھ کرتی کیا ہوں۔۔ تاکہ آئیندہ اگر کسی اور کو میری جگہ دینے کے بارے میں سوچا بھی تو یہ بات ہمیشہ یاد رہے تمہیں۔۔ابھی تو میں لالا کو جا کر بتانے والی ہوں کہ تم نے کیا حال کیا ہے ارمان کا"۔۔سارا راستہ خاموشی سے کٹا تو اترتے ہوئے سلوی شاہ نے دانت کچکچا کر کہا تو ارمغان خان نے طنزیہ نظروں سے سلوی کو دیکھا

جو سارے رستے تو بھیگی بلی بنی ہوئی تھی۔۔اور اب اپنی حویلی پہنچ کر شیرنی بن رہی تھی

ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دبا کر بامشکل اپنی مسکراہٹ کو روکا

"یہ غصہ مجھے لگتا ہے بریانی نا کھلانے کی وجہ سے ہے۔۔ڈونٹ وری مائے بھیگی بلی۔۔ تمہیں اپنے نام کرتے پہلا ادھار یہی اتاروں گا۔۔اور پھر اس کے بعد میرے جو ادھار تم پر ہیں وہ تم اتارنا"--- شوخ لہجے میں لوٹتے مسکرا کر کہا تو سلوی شاہ نے نا سمجھی سے ارمغان خان کو دیکھا اس سے پہلے وہ کوئی سوال کرتی کہ ارمغان خان پل میں وہاں سے غائب ہوا

جس پر سلوی شاہ نے دھول اڑتے رستے پر جاتی ارمغان خان کی جیپ کو دیکھتے دانت کچکچائے

Posted On Urdu Novel Book

اور سر جھٹکتی قدم اندر کی جانب بڑھائے
اپنے کندھوں کے گرد لپیٹی ارمغان خان کی اجرک سے اٹھتی محسور کن خوشبو کو محسوس کرتے سلوی شاہ کے ہونٹوں پر شرمیگی مسکراہٹ رینگ گئی

---

ماضی:-

ضرغام خان ایک سال کا ہو چکا تھا۔۔۔شیر خان کو امید تھی کہ ایک نا ایک دن ان کا اور مقدس بیگم کا رشتہ ٹھیک ہو جائے گا۔۔مگر دن بدن ان کا رشتہ بگڑتا جا رہا تھا۔۔۔اور اب اس کا اثر ضرغام خان پر بھی ہونے لگا تھا۔

کیونکہ شیر خان سے چھوٹی سی بحث کے بعد مقدس بیگم اپنا سارا غصہ اس معصوم بچے پر نکالتی تھیں۔۔۔جس کے نتیجے میں ضرغام خان ڈرا سہمہ رہنے لگا تھا۔

شیر خان نے یہ بات بھی شدت سے نوٹ کی تھی کہ وہ مقدس بیگم کے پاس نہیں جاتا تھا۔۔۔اور جب مقدس بیگم کو اپنے قریب محسوس کر لیتا یا تو رونے لگتا یا سہم جاتا تھا۔

اور جو دوسری بات شیر خان نے محسوس کی تھی وہ تھا مقدس بیگم کا انہیں نظر انداز کرنا۔۔۔رات ان کے کمرے میں آنے کے بعد کسی بہانے سے کمرے سے باہر چلے جانا۔۔۔یا شیر خان کے ان کے قریب آنے پر کوئی بہانہ بنا دینا۔

Posted On Urdu Novel Book

وہ اس بارے میں مقدس بیگم سے بات کرنا چاہتے تھے مگر اس قدر مصروفیت تھی کہ وہ چاہ کر بھی کچھ پوچھ نا پائے

آج وہ زمینوں سے جلدی فارغ ہو کر حویلی آئے تو کچھ دیر ولی خان اور بہادر خان کے پاس بیٹھے

کیونکہ حویلی میں بہادر خان کی شادی کی باتیں چل رہی تھیں

بہادر خان کے لیے حلیمہ بیگم نے اپنی کزن کا سوچا تو ولی خان کو بھی یہ رشتہ مناسب لگا تو انہوں نے رشتہ بھیج دیا

لڑکی والوں کی طرف سے مثبت جواب ملا تو حویلی میں خوشی کی لہر دوڑ گئی

مگر یہ بات مقدس بیگم کو جب سے پتہ چلی تھی وہ انگاروں پر لوٹ رہی تھیں۔

وہ کبھی نہیں چاہتی تھی کہ ان کے علاوہ کوئی اس حویلی میں آئیں۔۔بہادر خان کی بیوی کی حیثیت سے تو بالکل نہیں

اپنے سینے پر سوئے ضرغام خان کو بیڈ پر لٹاتے شیر خان نے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی اپنی بیوی کو دیکھا

اور اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے قدم ان کی جانب بڑھائے

جبکہ شیر خان کو اپنی جانب آتا دیکھ مقدس بیگم نے منہ بگاڑا

Posted On Urdu Novel Book

"ناراض ہو مجھ سے کسی بات پر۔۔انجانے میں کوئی غلطی ہو گئی ہے کیا مجھ سے"--- نظریں آئینے میں نظر آتے مقدس بیگم کے چہرے پر ٹکائے۔۔ان کی پشت پر کھڑے ہوتے۔۔ اپنے دونوں ہاتھ مقدس بیگم کے کندھوں پر رکھتے محبت بھرے لہجے میں استفسار کیا تو مقدس بیگم نے نخوت سے شیر خان کے ہاتھ جھٹکے

جبکہ مقدس بیگم کے اس قدر ہتک آمیز رویے پر شیر خان نے سختی سے اپنے جبڑے بھینچ کر اپنے اشتعال پر قابو پایا

"کوئی مسئلہ ہے کیا مقدس۔۔کوئی بات پریشان کر رہی ہے تو مجھے بتاؤ"۔۔اپنے لہجے کو حتی الامکان نرم رکھنے کی کوشش کرتے سنجیدہ لہجے میں کہا تو مقدس بیگم نے طنزیہ نظروں سے شیر خان کو دیکھا

"آپ ہیں میرا مسئلہ۔۔آپ پریشان کر رہے ہیں مجھے۔۔خدا کا واسطہ دور رہے ہیں مجھ سے"۔۔برش پٹکنے کے انداز میں ٹیبل پر رکھتے جھٹکے سے کھڑے ہوتے دبے دبے لہجے میں چلا کر کہا تو شیر خان نے حیرت سے مقدس بیگم کو دیکھا

جبکہ بادام گل کے پچھلے چھ مہینے سے غائب ہونے اور گھر میں بہادر خان کی شادی کی تیاریوں کو دیکھ ان سے اب یہ سب بالکل برداشت نہیں ہو پا رہا تھا

محبت کا لبادہ جو وہ اوڑھے رکھتی تھی شیر خان نے کے سامنے وہ بھی آج وہ اتار چکی تھیں۔۔

Posted On Urdu Novel Book

"ہوش میں تو ہو کیا بکواس کر رہی ہو۔۔بیوی ہو میری۔۔تمہارے قریب آنا حق ہے میرا۔۔ اگر تمہیں کوئی مسئلہ تھا تو شادی ہی کیوں کی۔۔نا کرتی شادی رہتی اپنے بھائی کے گھر۔۔کسی نے زبردستی تو نہیں کی تھی"--- شیر خان کے ضبط کا پیمانہ لبریز ہوا تو دبے دبے لہجے میں چلا کر بولے تو مقدس بیگم نے نخوت سے سر جھٹکا

"ہو گئی غلطی خوش۔۔مگر اب مجھ سے تمہاری گھٹن زدہ قربت اور یہ رشتہ برداشت نہیں ہوتا۔۔تمہارے سارے رشتے میں رہنا میری مجبوری نا ہوتی اور میرے ماں باپ سلامت ہوتے تو کب کی چلی گئی ہوتی"۔۔شیر خان کے کرتے کو مٹھیوں میں دبوچ چلاتے ہوئے کہا تو مقدس بیگم کے الفاظوں سے شیر خان کا چہرہ خون چھلکانے جیسے ہو گیا۔۔

"اگر یہ رشتہ میرے باپ کی خوشی سے جڑا نا ہوتا۔۔تو ابھی دو لفظ بول کر تم جیسی عورت کو خود پر حرام کر لیتا۔۔ اگر تم اس کمرے اور حویلی میں ہو تو صرف میرے بیٹے کی وجہ سے۔۔مگر اگر آج کے بعد میں نے تمہیں اس کے سلسلے میں کوئی لاپرواہی برتتے دیکھا تو اس دن اپنا آخری دن سمجھنا مقدس بیگم"--- مقدس بیگم کو خود سے دور جھٹکتے دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا اور ایک تاسف بھری نگاہ ان کے وجود پر ڈالتے لمبے لمبے ڈنگ بھرتے کمرے سے نکلتے چلے گئے

-

---

Posted On Urdu Novel Book

تم نے سوچ لیا ہے کہ مبین کو حویلی لے کر جاؤ گے۔۔اگر بھابھی نے کوئی تماشہ کیا پھر۔۔ جہاں تک مجھے اندازہ ہے وہ کبھی مبین اور عائث کو قبول نہیں کریں گی"۔۔شیر خان کی گود سے چار سال کے عائث کو لیتے حدایت شاہ نے کہا تو شیر خان نے گہری سانس لیتے انہیں دیکھا

وہ مبین بیگم سے پانچ سال پہلے شادی کر چکے تھے--- وجہ مقدس بیگم کا رویہ نہیں مبین بیگم کا خودکشی کی کوشش کرنا تھا۔۔اور پھر جب ان کے بھائی نے شیر خان کے آگے ہاتھ جوڑے تو وہ ناچاہتے ہوئے بھی مان گئے

مگر شیر خان نے شرط رکھی تھی کہ وہ یہ رشتہ کبھی بھی دنیا کے سامنے نہیں لائیں گے۔۔ جس پر مبین بیگم بنا کسی اعتراض کے مان گئیں تھیں

انہیں صرف شیر خان کا نام اس کا ساتھ چاہیئے تھا۔۔انہیں دنیا سے کوئی غرض نہیں تھی اسی لیے نکاح کرنے کے بعد وہ شہر آگئیں تھیں۔۔جہاں شیر خان مہینے میں کچھ دن رہنے کے لیے آجاتے تھے---

مگر عائث خان کے پیدائش اور اس کے چار سال کے ہوجانے کے بعد شیر خان کو یہ مناسب نا لگا کہ وہ ایک اولاد کو دنیا کی نظر میں رکھے اور ایک کو گناہ کی طرح چھپاتے پھریں

وہ دونوں ان کے خون تھے--- اور دونوں کی جان سے زیادہ عزیز تھے ۔

Posted On Urdu Novel Book

بہادر خان کی شادی ہوئی اور کشف بیگم بیاہ کر آئی تو ان کے آنے کے بعد مقدس بیگم کا رویہ آہستہ آہستہ بہتر ہونے لگا

جسے حویلی کا ہر فرد سمجھنے سے قاصر تھا۔۔۔وہ ضرغام کو اپنا اس قدر عادی کر چکی تھی کہ اب وہ ایک پل بھی ان کے بغیر نہیں رہتا تھا۔

ماں کی محبت اور باپ کے لاڈ اٹھانے کا یہ نتیجہ سامنے آیا تھا کہ وہ کافی شرارتی ہو گیا تھا ضرغام خان کی شرارتیں حویلی میں رونق لگائے رکھتی تھی۔۔جبکہ اس کے برعکس عائث خان بچپن سے ہی خاموش طبعیت کا مالک تھا۔۔۔وہ بہت کم بولتا تھا۔۔۔ مگر جب بولتا تھا اگلے بندے کی بولتی بند کر دیتا تھا۔

انہیں سب چیزوں کو دیکھتے ہوئے شیر خان نے مبین بیگم اور عائث کو حویلی لے جانے کا فیصلہ کیا۔۔۔وہ چاہتے تھے کہ ضرغام اور عائث زندگی کے کسی موڑ پر ایک دوسرے کے سامنے آئیں تو وہ ایک دوسرے سے نفرت نا کریں

وہ اپنے دونوں بیٹوں کو ایک ساتھ خوش دیکھنا چاہتے تھے اور یہ تب ہی ممکن تھا جب وہ ایک ساتھ رہتے ایک دوسرے کو سمجھتے

Posted On Urdu Novel Book

اس پانچ سال کے عرصے میں مبین بیگم نے واقع اس بات کو ثابت کیا تھا کہ ان کے لیے صرف شیر خان معنی رکھتا ہے۔۔انہوں نے سچے دل سے شیر خان کو چاہا تھا اور شیر خان کو بھی خود سے محبت کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔

"ہاں وہ مشکل سے مبین اور عائث کو قبول کرے گی۔۔یا شاید کبھی کرے ہی نا۔۔لیکن یہ شادی میں نے جس جیسے بھی حالات میں کی۔۔ لیکن اب میرا ضمیر مجھے ملامت کرتا ہے۔۔ کہی نا کہی میں بھی اس رشتے کے لیے راضی تھا ورنہ مرد سے کون زبردستی کر سکتا ہے۔۔ اور اب میں مزید اپنی بیوی اور بچے کو دنیا کی نظروں سے چھپا کر نہیں رکھ سکتا۔۔جتنا حق مقدس کا ہے اتنا ہی مبین کا بھی۔۔مبین کو حویلی جانے سے اور مقدس کے ساتھ رہنے سے کوئی مسئلہ نہیں اگر مقدس کو ہوا اور وہ نا رہنا چاہے تو میں اسے الگ گھر میں رکھ لوں گا"۔ -- شیر خان کے سنجیدہ لہجے پر حدایت شاہ نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا

"اگر مقدس بھابھی کے لحاظ سے سوچا جائے تو وہ جیسی بھی تھی یہ غلط ہوا ہے کہ تم نے چھپ کر شادی کی۔۔مگر ان کے رویے کو سامنے رکھا جائے تو تم اپنی جگہ ٹھیک ہو۔۔اور ویسے بھی تم نے کہی بھی ان کے ساتھ نا انصافی نہیں کی۔۔ اسی لیے خود کو ملامت کرنا بند کرو"۔۔حدایت شاہ نے شیر خان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تو انہوں نے مسکرا کر اپنے دوست کو دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

جو ہر مشکل گھڑی میں ان کے ساتھ رہا تھا۔۔جو دور ہو کر بھی ان کی پرچھائی بنا رہا تھا مبین بیگم سے جب نکاح کیا تب حدایت ڈیوٹی کرٹ تھا۔۔واپسی پر جب انہیں معلوم ہوا وہ کافی ناراض ہوئے تھے دونوں سے مگر اپنے دوست کو خوش اور مطمئن دیکھ وہ اپنی ناراضگی جلد ختم کر چکے تھے۔۔۔

"جمعہ کو مبین اور عائشہ کو لے کر حویلی جا رہا ہوں۔۔ تم اس دن حویلی نا ہی آؤ تو بہتر ہے ورنہ سارا ملبہ تم پر ڈال دینا مقدس نے"۔۔اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے ہوئے شیر خان نے کہا تو حدایت شاہ نے چونک کر انہیں دیکھا

"مگر میں تو آتے ہوئے حلیمہ کو حویلی چھوڑ کر آیا ہوں۔۔اس کی طبیعت ناساز تھی اور ثمرین بھابھی گھر نہیں تھی۔۔اور جیسی اس کی کنڈیشن تھی میں اسے ملازموں کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑ سکتا تھا۔۔تو کشف بھابھی نے کہا کہ حویلی چھوڑ جاؤ تو میں وہی چھوڑ کر آرہا ہوں۔۔ حدایت شاہ کے جواب پر شیر خان نے پریشانی سے اپنا ماتھا مسئلہ

"چلو جو ہوگا دیکھا جائے گا۔۔۔ حلیمہ کی خیر ہے مگر تم حویلی مت آنا۔۔میں نہیں میری وجہ سے وہ تمہیں بلاوجہ کسی بات کا الزام دیں۔۔یا مقدس تم سے بتمیزی کرے۔۔میں بابا سے پہلے ہی بات کر لوں گا۔۔تا کہ وہ معاملہ سنبھال لیں"۔۔۔ شیر خان کے کہنے پر حدایت شاہ نے سر اثبات میں ہلایا

Posted On Urdu Novel Book

مگر حقیقتاً وہ خود پریشان ہو چکے تھے--- کیونکہ حلیمہ بیگم کی کنڈیشن ایسی نہیں تھی کہ انہیں کوئی ٹینشن دی جاتی۔ مگر وہ یہ سوچ چکے تھے کہ وہ جمعہ سے پہلے حلیمہ بیگم کو حویلی سے لے آئیں گے ۔

---

حال-:

اس دن کے بعد سے ضرغام کا رویہ کافی سرد ہو گیا تھا۔پہلے تو شام کے وقت ہی وہ حویلی لوٹ آتا تھا

وہ نجانے کس پہر حویلی آتا اور داجی کے ساتھ تھوڑا وقت گزار کر پھر سے ڈیرے پر چلا جاتا۔دن رات ضرغام خان کے وہی گزر رہے تھے

وہ پاس تھا تو اپنی معنی خیز نظروں اور بے باک جسارتوں سے اسے بوکھلائے رکھتا تھا۔اور اب ناراض ہوا تھا تو عقیدت کی جان لبوں پر لے آیا تھا۔

پہلے وہ ہر وقت نظروں کے سامنے رہتا تھا۔مگر ان چند دن میں ضرغام خان نے اپنی ایک جھلک دیکھنے کے لیے بھی ترسا دیا تھا

ضرغام خان کی بے رخی دیکھ عقیدت کو اپنی غلطی کا شدت سے احساس ہوا تھا۔ضرغام خان نے ہاتھ اٹھا کر مردانگی دکھا کر بدلہ نہیں لیا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

اس نے خود کو عقیدت کی نظروں سے دور کر کہ عقیدت کی دکھتی رگ پر وار کیا تھا۔
اپنی غلطی کا احساس بھی تھا مگر جو ضرغام کرنے جا رہا تھا۔۔۔اپنے غصے میں اپنی ہی عزت کو روندنے لگا تھا۔۔۔یہ حق کسی شوہر کو نہیں کہ وہ غصے میں اپنی بیوی کی ذات کو روند کر بعد میں اسے اپنی محبت کا نام دے دے۔

ضرغام خان اس سے لڑتا جھگڑتا کچھ بھی کرتا۔۔۔وہ سب قبول تھا مگر اپنے شوہر کے ہاتھوں اپنی وقار اپنی نسوانیت کا روندے جانا کسی حال میں بھی قبول نہیں تھا۔

ضرغام خان کے وفادار ملازم کو ڈرا دھمکا کر عقیدت ضرغام کے گھر آنے کا وقت پوچھ چکی تھی

اور اب وہ سجی سنوری ضرغام خان کے حویلی آنے کا انتظار کر رہی تھی۔

سرخ اناری رنگ کی پٹھانی فراک پہنے--- سر پر سرخ رنگ کا دوپٹہ جس کے کناروں پر خوبصورت گوٹے کا کام ہوا تھا۔۔۔سر پر اوڑھ کر ماتھا پٹی لگائے۔۔۔ سبز نگینوں جیسی چمکتی موٹی آنکھوں میں کاجل لگا کر انہیں مزید دلکش بنایا گیا تھا۔۔۔گلے میں ضرغام خان کا دیا پینڈٹ پہنے۔۔۔بھرے بھرے گلابی ہونٹوں پر ریڈ لپ اسٹک لگائے۔۔۔ کلائیوں میں بھر بھر کر ست رنگی چوڑیاں پہنے۔۔۔پور پور سجی وہ آسمان سے اتری کوئی حور ہی لگ رہی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

لبوں کو بری طرح کچلتے رات کے پہر حویلی کے پچھلے دروازے کی اوٹ میں کھڑی وہ بے صبری سے ضرغام خان کے آنے کا انتظار کر رہی تھی۔

تبھی دروازا کھلنے اور ملازم کے سلام کرنے کی آواز سن عقیدت کا دل زورو سے دھڑکا جتنی دیدہ دلیری سے اس دن ضرغام خان سے بات کی تھی۔چند دن کی دوری نے ساری انا غصہ اور دلیری ہوا کر دی تھی

یہ شخص نجانے کیا تھا۔ صرف دشمن تھا تو دیکھنا بھی گوارہ نہیں تھا۔مگر شوہر بن کے سامنے آیا تو اسے دیکھے بنا گزارا نہیں ہو رہا تھا۔رگوں میں خون کی مانند گردش کرنے لگا تھا۔عقیدت اگر اس پر اپنی چلا رہی تھی۔تو یہ صرف عقیدت کا دل ہی جانتا تھا کہ وہ شخص بن کچھ کہے بن کچھ کہے عقیدت کے دل کو اپنا پابند کر چکا تھا۔

قدموں کی چاپ سن عقیدت اپنے دھڑکتے دل کو سنبھالتی جلدی سے دیوار کی اوٹ میں ہوئی

ضرغام خان ملازم کے سوال کا جواب دیتا تیزی سے اندر کی جانب بڑھا

ابھی وہ مزید آگے بڑھتا کہ اپنی اجرک پر کسی کے ہاتھوں کا دباؤ محسوس کر کہ جھٹکے سے پلٹا

Posted On Urdu Novel Book

ضرغام خان کو آگے بڑھتا دیکھ عقیدت جلدی سے دیوار کی اوٹ سے نکلتی  آگے بڑھتے ضرغام خان کی اجرک کو بائیں جانب سے تھام چکی تھی۔

—

Posted On Urdu Novel Book

رات کی گہری خاموشی میں چوڑیوں کی کھنک نے خوبصورت ارتعاش پیدا کیا تو ضرغام خان نے سختی سے اپنے جبڑے بھینچے وہ اس اندھیرے میں بھی جان چکا تھا کہ سامنے موجود ہستی کون ہے-

حویلی کی بیک سائیڈ پر اس وقت ساری لائٹس اوف ہی ہوتی تھی-

اور اس طرف کے آنے جانے کا راستہ حویلی کے لوگوں کے علاوہ کسی کو معلوم بھی نا تھا

اپنے کمر پر بندھی پسٹل کی جانب ضرغام خان کا جاتا ہاتھ چوڑیوں کی کھنک سن کر رک چکا تھا-

جبکہ عقیدت نے ضرغام خان کے کسی بھی رد عمل کو نا دیکھ ضرغام خان کی اجرک کو دونوں جانب سے تھام کر کھینچا

اور دیوار کے قریب سے ہوتی دوسری جانب آئی

جہاں آسمان پر چمکتے چاند کی روشنی ہر سو پھیلی ہوئی تھی

ضرغام خان کی نظریں چاند سے ہوتی—اپنے سامنے کھڑی پور پور سجی اپنی بیوی پر گئی تو ضرغام خان نے دل نے ایک بیٹ مس کی

مگر عقیدت کی باتیں یاد آئیں تو چہرے پر سرد تاثرات سجائے گھور کر عقیدت کو دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

جو آنکھوں میں محبت لیے ضرغام خان کے وجیہہ چہرے کے نقوش کو آنکھوں کے رستے دل میں اتار رہی تھی

"ناراض ہو"--- ہاتھ اجرک سے حرکت کرتے ضرغام خان کی گردن کے گرد حائل ہوئے تو ضرغام خان نے سرد نظروں سے عقیدت کو دیکھتے۔۔جھٹکے سے عقیدت کو خود سے دور کیا

"میری بات سمجھ نہیں آئی تھی کیا۔۔میرے قریب آئی تو جان لے لوں گا"۔۔دوپٹے سمیٹ عقیدت کے بالوں کو مٹھی میں دبوچے دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا

ضرغام خان کے اس قدر اجنبی اور سرد رویے پر عقیدت کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوتی محسوس ہوئی

"مگر تم نے یہ تو بتایا نہیں کہ تمہارے دور جانے سے بھی میری جان جائے گی۔۔میں تو ایسے بھی مر رہی ہوں۔۔تو اس بہتر ہے نا کہ تمہارے قریب آکر۔۔تمہاری بانہوں میں مر جاؤں"۔۔ضرغام خان کے کرتے کو سامنے سے مٹھیوں میں دبوچے۔۔ضرغام خان کو اپنی طرف جھکاتے ہوئے سرگوشی نما آواز میں کہا تو ضرغام خان نے سختی سے جبڑے بھینچ کر نیلی خون چھلکاتی آنکھوں سے عقیدت کو دیکھتے تاسف سے نفی میں سر ہلایا

"میں تو تمہارے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔۔مجھ سے جڑا رشتہ تو گلے کا طوق ہے نا۔۔تو پھر اس ڈرامے کا مقصد۔۔چال چل رہی ہو پھر سے کوئی۔۔محبت کی مار مارنا چاہتی ہو مجھے عقیدت

Posted On Urdu Novel Book

ضرغام خان"--- اپنے ہاتھوں کی آہنی گرفت میں عقیدت کی کلائیاں تھام کر پشت پر لگاتے غراتے ہوئے کہا تو عقیدت نے نم آنکھوں سے ضرغام خان کو دیکھتے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا

"محبت کی مار تو میں مر چکی ہوں ضرغام۔۔ایم رئیلی سوری۔۔پلیز مجھ سے دور مت جاؤ۔۔ایسے مت کرو۔۔اٹس ہرٹنگ می۔۔میں تم سے لڑ جھگڑ سکتی ہوں۔۔لیکن تم سے دور اور ناراض نہیں رہ سکتی ہے۔۔میں نے اس دن آنٹی کو سنانے کے لیے وہ سب بولا۔۔لیکن وہ سب جھوٹ تھا ایسا کچھ بھی نہیں"--- نم آنکھوں میں آنسوں لیے۔۔نم لہجے میں کہتی وہ ضرغام خان کا دل دھڑکا چکی تھی۔

لیکن ضرغام خان کا اس بار جلدی ماننے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔۔ان دونوں بہن بھائیوں کا دماغ تو بچپن سے ہی خراب تھا۔۔دونوں حد سے زیادہ جذباتی تھے اور دونوں کو خود سے زیادہ عقلمند تو کوئی لگتا ہی نہیں تھا۔۔اور اپنی عقلمند بیوی کو سیٹ کرنے کا ضرغام خان کو اس سے اچھا موقع دوبارا نہیں مل سکتا تھا۔

کیونکہ اس بار عقیدت ضرغام خان بھی جانتی تھی کہ غلطی سراسر اس کی تھی

اسی لیے تو بھیگی بلی بنی چہرے پر دنیا جہاں کی معصومیت سجائے آنکھیں پٹپٹاتے ضرغام خان کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ رہی تھی

Posted On Urdu Novel Book

"دولت کے کاغذات کے ساتھ اس طوق زدہ رشتے سے آزادی کے کاغذات بھی تمہیں بہت جلد مل جائیں گے۔۔۔اسی لیے بہتر ہے کہ تم مجھ سے دور ہی رہو۔۔۔تمہارے لیے میں ساری دنیا سے لڑنے کو تیار تھا عقیدت شاہ۔۔۔اس بات کا اس سے بڑا ثبوت کیا ہوگا کہ میں اپنی ماں کے خلاف تک چلا گیا۔۔۔ماں سے بڑھ کر تو کچھ نہیں ہوتا نا۔۔۔اگر تمہیں یہ رشتہ طوق ہی لگتا ہے تو میرا دماغ خراب نہیں کہ میں ایک ایسی لڑکی کے پیچھے اپنی ماں کو ناراض کرتا پھروں جس کی نظر میں میری کوئی اہمیت نہیں۔۔۔تمہیں آزاد کر کہ تمہاری خوشی دینے والا ہوں اور اپنی ماں کی پسند سے شادی کر کہ انہیں خوش کرنے والا ہوں۔۔۔اور مجھے امید ہے اس لڑکی کے لیے ضرغام خان سے بڑھ کر کوئی اہم نہیں ہوگا"---- عقیدت کے جبڑے کو سختی سے دبوچے سرد لہجے میں کہتے طنزیہ نظروں سے عقیدت کی حیرت و غم سے پھٹی آنکھوں میں دیکھتے جھٹکے سے عقیدت کو چھوڑتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا حویلی کے اندرونی حصے کی جانب بڑھ گیا

جبکہ ضرغام خان کے الفاظوں سے عقیدت کو لگا جیسے کسی نے پگھلا ہوا سیسہ کانوں میں ڈال دیا ہو

سانس سینے میں اٹکتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔آنکھوں سے بہتا گرم سیال پل میں چہرے کو تر کر چکا تھا۔۔

Posted On Urdu Novel Book

قدم بری طرح ڈگمگائے تو تو بے ساختہ دیوار کا سہارا لیا اور نم آنکھوں سے اس جانب دیکھا جہاں سے ابھی ضرغام خان غائب ہوا تھا—

آنکھوں کے آگے اندھیرا سا چھانے لگا تو سر جھٹکتے خود کو سنبھالا

وہ نہیں جانتی تھی کہ ضرغام خان اس قدر عقیدت شاہ کے دل و دماغ پر حاوی ہو جائے گا کہ اس کہ بنا سانس لینا محال ہو گا—اس شخص کی بے رخی سہان روح ہو گی—وہ خون بن کر نہیں ایک ایسے نشے کی مانند رگو میں رچ بس گیا تھا کہ اسے خود سے دور کرنے کے نتیجے میں موت ہی صرف عقیدت ضرغام خان کا نصیب ہو سکتی تھی--- ضرغام خان روح بن کر وجود میں اتر گیا تھا اور اس بات کا اندازہ عقیدت کو آج ہوا تھا—کہ وہ شخص جدا ہوا تو اس کا جسم تو فقط ایک مٹی کا بے جان پتلا ہے

ہاتھوں کی پشت سے بے دردی سے آنسو پونچھتے تیز تیز قدم لیتی وہ ضرغام خان کے پیچھے ہی حویلی کے اندرونی حصے کی جانب بڑھی

---

دھاڑ سے دروازا کھول کر اندر داخل ہوئی تو واشروم سے پانی گرنے کی آواز سن کر زور سے دروازا بند کرتی جا کر سامنے صوفے پر بیٹھ گئی

Posted On Urdu Novel Book

وہ اچھے سے جانتی تھی اس خان کو کہ اب تیلی لگائی ہے تو سلگانے کے لیے کمرے میں ہی جائے گا۔۔اسی لیے وہ داجی کے کمرے میں جانے کی بجائے سیدھا اپنے روم میں آئی تو-- توقع کے عین مطابق ضرغام خان آج اتنے دنوں بعد اپنے کمرے کو اپنی موجودگی کا شرف بخش چکے تھے---

دو منٹ خاموشی سے انتظار کیا مگر جب صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تو واشروم کے بند دروازے کی جانب بڑھی

"دروازا کھولو ضرغام۔۔باہر کیا بکواس کر کہ آئے ہو۔۔سامنے آؤ میرے۔۔میں کرواتی ہوں تمہاری شادی پاگل خان--- بہت شوق ہو رہا ہے دوسری شادی کا۔۔دروازا کھولو ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں"۔۔بری طرح دروازے کو پیٹتے چلاتے ہوئے کہا تو شاور کے نیچے۔۔دونوں ہاتھ دیوار پر ٹکائے کھڑے ضرغام خان نے گردن موڑ کر بند دروازے کو دیکھا

جس بچارے کو اب پتہ نہیں کس کس چیز سے تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا تھا۔۔

"تم ایک سیکنڈ میں باہر نا آئے تو آئی سوئیر ضرغام میں دروازا توڑ دوں گی۔۔اور مجھے کوئی شرمندگی بھی نہیں ہوگی"۔۔ڈریسنگ ٹیبل سے چیزیں اٹھا کر بند دروازے پر مارتے چلاتے ہوئے کہا مگر لہجے میں گھلی نمی صاف ظاہر ہو رہی تھی جسے محسوس کر کہ ضرغام خان کے عنابی ہونٹوں پر مسکراہٹ معنی خیز مسکراہٹ رینگ گئی

Posted On Urdu Novel Book

مسرور ہوتے آنکھیں موند کر چہرہ شاور کی جانب کرتے۔۔چاکلیٹ براؤن بالوں میں ہاتھ پھیرتے۔۔گہرا مسکراتے شاور بند کیا

ہاتھ بڑھا کر سٹینڈ سے ٹاول کھینچ کر اپنے گرد لپیٹا اور ایک نظر قد آور آئینے میں اپنے توانا جسم کو دیکھا

جہاں سینے پر پانی کی بوندیں چمک رہی تھیں۔۔۔ گہری نیلی آنکھوں میں چمک لیے بند دروازے کو دیکھا جہاں سے عقیدت کے چلانے اور چیزیں توڑنے کی آوازیں آ رہی تھیں

چہرے پر سرد تاثرات سجائے آگے بڑھ کر دروازا کھولا

Urdu Novel Book

---

عقیدت جو کبرڈ سے ڈوبلیکیٹ کیز نکالتی واشروم کا دروازا کھولنے لگی تھی ضرغام کے یوں اچانک دروازا کھول کر نمودار ہونے پر سٹپٹا کر پیچھے ہوئی

نظریں اپنے ہاتھوں میں تھامی کیز سے ہوتی سامنے گئی تو عقیدت کے چہرے کے خدوخال میں پل میں سرخیاں گھلیں

ماتھے پر بکھرے گیلے چاکلیٹ براؤن بال۔۔ جس سے بہتی پانی کی بوندیں گردن سے ہوتی مضبوط چوڑے سینے پر گر رہی تھی۔۔جنہیں دیکھ عقیدت کے گلے میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی

Posted On Urdu Novel Book

نظریں ضرغام خان کے سیکس پیکس سے ہوتی پھولے مسلسز پر گئی تو عقیدت نے بے ساختہ قدم پیچھے لیے۔
جبکہ عقیدت کو سرخ نظروں سے گھورتے ضرغام خان نے قدم ڈریسنگ ٹیبل کی جانب بڑھائے۔۔اور وہ جو لڑنے کو پھر سے تیار بیٹھی تھی اس کی زبان تو تالوں سے چپک چکی تھی۔

"یہ کیا بتمیزی ہے۔۔تم میں کوئی مینرز ہے بھی کہ نہیں جو یوں منہ اٹھا کر باہر چلے آئے ہو"۔۔نظریں ضرغام خان کی پشت پر ٹکائے لہجے کو حتی الامکان نارمل رکھنے کی کوشش کرتے غصے سے کہا تو ضرغام خان نے آبرو آچکا کر طنزیہ نظروں سے عقیدت کو دیکھا
"جب تم نے دروازا توڑ کر اندر آنا تھا۔۔تو تمہیں کیا لگتا ہے اندر میں سات پردوں میں بیٹھا تھا۔۔اور تم نے ہی کہا تھا کہ تمہیں کوئی شرمندگی نہیں ہوگی۔۔تو مائے ڈارلنگ یقین مانو دروازا کھول کر اندر آنے والی شرمندگی کے سامنے تو یہ کچھ بھی نہیں"--- دانت پیستے طنزیہ لہجے میں کہا تو عقیدت نے سٹپٹا کر نظروں کا زاویہ بدلا
"کمینہ خان"۔۔سرگوشی نما آواز میں کہتے گھور کر ضرغام خان کو دیکھا جو نارمل آنداز میں مرر کے آگے کھڑا اپنے نم بالوں کو ڈرائے کر رہا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

"میں معافی مانگ رہی ہوں نا۔۔۔اب تم کیا چاہتے ہو سچ میں تمہاری شادی کروا کر تمہیں راضی کروں تو کان کھول کر سن لو تمہاری بیوہ بن جاؤں گی مگر تمہیں کسی اور کا ہونے نہیں دوں گی"۔۔۔ضرغام خان کے ہاتھوں سے ڈرائیر لیتے ڈریسنگ ٹیبل پر پٹکنے کے انداز میں رکھتے۔۔۔سخت لہجے میں کہا تو ضرغام خان نے کینہ توز نظروں سے اپنے سامنے کمر پر دونوں ہاتھ ٹکائے کھڑی آتش فشاں بنی اپنی بیوی کو دیکھا

"تمہیں کس نے کہا میں تمہارے راضی کرنے کے انتظار میں بیٹھا ہوں۔۔۔مجھے تم سے اب کوئی سروکار نہیں۔۔۔تمہاری کوئی بھی حرکت یا عمل میرے لیے اب سے کوئی معنی نہیں رکھتا"-- عقیدت کے ماتھے پر بندھی سلور رنگ کی ماتھا پٹی جس میں رنگ برنگے پھول بنے تھے--- اسے دائیں ہاتھ کی دو انگلیوں سے ٹھیک کرتے سرد لہجے میں کہا تو عقیدت نے گھور کر ضرغام خان کو دیکھا

"دیکھو ضرغام مجھ سے ایسا رویہ نا رکھو میں بول رہی ہوں کہ تمہارا یہ رویہ مجھے ہرٹ کر رہا ہے۔۔۔اور باہر بہت اچھے طریقے سے منانے کی کوشش بھی کر چکی ہوں۔۔۔تو اب اچھے شوہروں کی طرح مان جاؤں تم"۔۔۔دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی ضرغام خان کے سینے پر رکھتے۔۔۔سبز موٹی آنکھوں کو چھوٹا کرتے تحکمانہ لہجے میں کہا تو منانے کے اس انداز پر ضرغام خان دل ہی دل میں عش عش کر اٹھا

Posted On Urdu Novel Book

"میں قربان نا ہو جاؤ تمہارے اس منانے کے انداز پر"۔۔عقیدت کی انگلی اپنے سینے سے ہٹاتے طنزیہ لہجے میں کہتے قدم کبرڈ کی جانب بڑھائے

کبرڈ سے اپنا ڈریس نکال کر ڈریسنگ روم میں بند ہوا تو عقیدت نے مٹھیاں بھینچ کر اپنے اشتعال پر قابو پانے کی کوشش کی۔

---

پانچ منٹ بعد ضرغام باہر آیا تو نظریں خاموشی سے کمرے کا پھیلاوا سمیٹتی عقیدت پر گئی جسے دیکھ ضرغام خان نے مشکوک نظروں سے عقیدت کو دیکھا۔۔مگر پھر سر جھٹکتے ڈریسنگ ٹیبل سے اپنی گھڑی اٹھا کر کلائی پر باندھی

بالوں میں برش کرنے کے بعد۔۔ خود ہر سپرے کرتے۔۔کبرڈ سے اجرک نکال کر کندھوں کے گرد پھیلائی

جبکہ اس دوران کمرے میں عقیدت شاہ کی موجودگی کو سرے سے نظر انداز کیا۔۔جبکہ یہ کرتے ہوئے ضرغام خان کا دل سینے میں سر پٹکتا ضرغام خان کی آنا کو کوس رہا تھا

دل کا کہنا تھا آگے بڑھ کر اس نازک پھولوں سے وجود کو خود میں چھپا لے۔۔اپنی ساری ناراضگی اور انا کو پاؤں تلے روند کر۔۔اس گلاب کے پھول سے وجود کی خوشبو میں گم ہو جائے

Posted On Urdu Novel Book
مگر عقیدت کو اپنی اہمیت اس رشتے کی خوبصورتی کا احساس دلانے کے لیے یہ سب کرنا بے حد ضروری تھا۔۔ورنہ وہ اپنی جذباتی طبعیت اور غصے میں پھر سے یہی سب کرے گی۔

"کیسے مانو گے تم"۔۔کمرے سے باہر جاتے ضرغام خان کا راستہ روکتے۔۔ آنکھوں کو گھماتے ہوئے کہا تو عقیدت کی اس دلکش ادا پر ضرغام خان کو ٹوٹ کر پیار آیا

کمبخت دل تو پہلے سے ہی دل و جان سے فدا تھا۔۔اوپر سے وہ ظالم محبوبہ سرخ رنگ میں پور پور سجی اپنی قاتلانہ اداؤں سے ضرغام خان کی جان لینے کے در پر تھی۔

"ایک ایسی بیوی لا دو مجھے جسے یہ معلوم ہو کہ شوہر کو مناتے کیسے ہیں۔۔اور اب ہٹو میرے رستے سے۔۔اتنا فضول وقت نہیں جو تمہاری شکل دیکھ کر برباد کروں"۔۔تنک کر کہتے عقیدت کو بازو سے تھام کر سائیڈ پر کیا تو عقیدت نے گھور کر ضرغام خان کو دیکھتے پھر سے اس کے رستے میں حائل ہوتی دروازے سے ٹیک لگا گئی

"میں قسم سے اب تمہاری جان لے لوں گی اب اگر تم نے دوسری شادی کا نام لیا ضرغام۔۔منا رہی ہوں نا۔۔تو مان جاؤ نا"۔۔تیز لہجے میں کہتے آخر میں معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ضرغام خان کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرا تو ضرغام خان کے گلے میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی

Posted On Urdu Novel Book

اپنا آپ عقیدت کی ان اداؤں کے آگے ہارتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔وہ کوئی نفس پرست یا کمزور اعصاب کا مالک نہیں تھا جو یوں کسی کو بھی دیکھ کر بہک جاتا۔۔۔مگر اب جو بہک رہا تھا تو سامنے موجود ہستی اس کی ملکیت تھی۔۔۔ضرغام خان کا عشق و جنون تھی۔۔۔ وہ اس دنیا میں ضرغام خان کے لیے بنا کر بھیجی گئی تھی اور اٹھارہ سال پہلے دنیا میں اسے ضرغام خان کے نام سے منسوب کر کہ ہمیشہ کے لیے اس کا بنا دیا گیا تھا۔۔۔وہ صرف بیوی ہی نہیں ضرغام خان کی اولین چاہت اور دھڑکتے دل کی وجہ تھی۔۔۔ ضرغام خان کو یقین تھا کہ عقیدت شاہ اس دنیا کی پہلی اور آخری لڑکی ہے جس کی ہر خطا وہ معاف کر سکتا ہے۔۔۔چاہے وہ پھر ضرغام خان کی جان لینا ہی کیوں نا ہو ۔۔

"مجھے چاہے منانا نہیں آتا۔ مگر مجھے تمہارے علاوہ کسی اور کو چاہنا بھی تو نہیں آتا۔ تمہارے بغیر رہنا بھی تو نہیں آتا۔۔۔کیا تمہارے لیے یہی کافی نہیں۔۔۔اب تمہاری بیوی ایسی ہی ہے۔۔۔ جنت تک مجھ سے ہی نبھا کر لو۔۔۔بیوی تو نہیں لیکن کیوٹ پیاری سی بیٹی دے دوں گی۔۔۔جو ہمیشہ اپنے بابا کی سائیڈ ہو گی۔۔۔بولو منظور ہے"۔۔۔ دونوں بانہیں ضرغام خان کی گردن کے گرد حائل کرتے اپنا چہرہ ضرغام خان کی گردن میں چھپاتے سرگوشی نما آواز میں کہا تو ضرغام خان نے گہری نیلی آنکھوں سے اپنے سینے سے لگی کھڑی عقیدت شاہ کو دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

عقیدت شاہ کے نرم و نازک لمس اور وجود سے اٹھتی محسور کن خوشبو کو محسوس کر کہ ضرغام خان کی آنکھوں میں پل میں خمار کی سرخی اتری۔
ہاتھ بے ساختہ حرکت میں آتے عقیدت کی کمر کے گرد لپٹے
"بیٹی تو میری ہو گی عقیدت ضرغام خان۔۔اور وہ اپنے بابا کی سائیڈ ہی ہو گی۔۔مگر فلحال میری بیٹی کی ماں اس کے بابا کو بری طرح ہرٹ کر چکی ہے۔۔پہلے مجھے منا کر دکھاؤ۔۔پھر بیٹی کیا بیٹوں کے بارے میں بھی پلیننگ کر لیں گے"--- دوپٹہ عقیدت کے سر سے اتار کر بیڈ پر اچھالا تو ماتھا پٹی دوپٹہ کے ساتھ اتری زمین بوس ہوئی۔۔عقیدت کے بالوں کو مٹھی میں بھر کر چہرہ اپنے چہرے کے قریب کرتے۔۔سپاٹ لہجے میں کہا تو عقیدت کی آنکھیں بے ساختہ ضرغام کی اس قدر بے رخی پر نم ہوئی
غلطی ہو گئی تھی وہ مان بھی تو رہی تھی۔۔حالانکہ وہ اس بارے میں ابھی بہرام شاہ سے بات بھی نہیں کر سکی تھی۔۔کیونکہ وہ شہر گیا ہوا تھا۔۔مگر وہ ضرغام خان سے نفرت کا ڈرامہ نہیں کرسکتی تھی۔۔اس دن جو سمجھ میں آیا کر تو دیا مگر اس کے بعد ایک پل کو چین نہیں تھا۔۔اب عقیدت کو ہر طرح کا نقصان اٹھانا گوارا تھا مگر ضرغام خان کو خود سے خفا کرنا نہیں۔۔مگر وہ تو آج بے حس بن کھڑا تھا---
کسی بھی طرح ماننے کو تیار نہیں تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

ضرغام خان کو نم آنکھوں سے دیکھتے عقیدت نے اپنے قدم پیچھے لیے اور سائیڈ پر ہوتی بیڈ کی جانب بڑھی۔

ہاتھ مار کر لائٹس اوف کرتی بیڈ پر جا کر نیم دراز ہوتے کمفرٹر چہرے تک اوڑھ لیا

جبکہ عقیدت کے اس عمل پر ضرغام خان ساکت کھڑا رہ گیا۔۔عقیدت کی نم آنکھیں یاد کرتے مٹھیاں بھینچتے جھٹکے سے اجرک اتار کر صوفے پر اچھالی اور لمبے لمبے ڈنگ بھرتا بیڈ پر آکر اپنی جگہ نیم دراز ہو گیا۔

کیونکہ اب باہر جانا تو کسی صورت ممکن نہیں تھا۔

بیڈ پر چت لیٹے بازو آنکھوں پر رکھے۔۔وہ اپنی ہی سوچو میں گم تھا کہ تبھی کانوں میں دبی دبی ہچکیوں کی آواز گونجی تو ضرغام خان نے جھٹکے سے آنکھیں کھولتے اندھیرے میں اپنے پہلو میں لیٹی عقیدت کو حیرت سے دیکھا

وہ لڑ جھگڑ سکتی تھی۔۔کسی کو رونے پر مجبور کر سکتی تھی۔۔اور ضرورت پڑنے پر مار بھی سکتی تھی۔۔مگر وہ کبھی رو سکتی تھی وہ بھی ضرغام خان کی بے رخی پر اس بات کا اندازہ ضرغام کو بالکل نہیں تھا

ہاتھ بڑھا کر عقیدت سے کمفرٹر اتارتے۔۔جھٹکے سے عقیدت کو اپنی جانب کیا

Posted On Urdu Novel Book

وہ جس نے کبھی کسی کو منانا تو دور کسی سے بات کرنا گوارا نہیں کرتی تھی۔۔آج اس قدر کوشش کرنے کے باوجود بھی ضرغام خان کے رویے سے پل میں ٹوٹی تھی۔

لاکھ مضبوط ہونے کے باجود بھی عام بیویوں کی طرح شوہر کی ذرا سی بے رخی پر وہ آنکھوں سے بہتے سیال کو روک نا سکی۔

کہ تبھی ضرغام خان کے بازو کو اپنی کمر کے گرد لپیٹتے محسوس کر دھک سے رہ گئی

ضرغام خان کے کھینچنے سے عقیدت سیدھا ضرغام خان کے سینے سے ٹکرائی تو اس اچانک افتاد پر وہ ہڑبڑا کر پیچھے ہوتی کہ ضرغام خان دونوں بازو عقیدت کی کمر کے گرد لپیٹا اسے بستر پر لٹاتا اس پر جھک آیا تھا۔

"کیوں رو رہی ہو"۔۔ہاتھ بڑھا کر سائیڈ لیمپ اون کرتے عقیدت کی نم آنکھوں کو انگھوٹھے کے پوروں سے صاف کرتے نرم لہجے میں کہا تو کمرے کی معنی خیز خاموشی میں عقیدت کی سسکی گونجی تو ضرغام خان کو لگا کسی نے اس کا دل مٹھی میں دبوچ لیا ہو

تڑپ کر عقیدت کا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے۔۔جابجا اپنا شدت بھرا لمس چھوڑتے عقیدت کو خود میں بھینچ لیا

Urdu Novel Book

Posted On Urdu Novel Book

"کیا ہو گیا یار۔۔جان لینی ہے کیا میری۔۔ایک سیکنڈ میں چپ کرو عقیدت ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں"۔۔کروٹ بدلتے عقیدت کو اپنے سینے میں چھپائے ڈپٹنے والے انداز میں کہا تو عقیدت جھٹکے سے ضرغام خان کا حصار توڑتی آٹھ کر فاصلے پر بیٹھی

پہلے سے گلابی چہرہ رونے کے باعث سرخ انار ہو چکا تھا۔۔ سبز نگینوں جیسی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو دیکھ ضرغام خان کو اپنا آپ ان میں ڈوبتا ہوا محسوس ہوا

"تت۔م سس۔ے بب۔را کک۔۔کوئی ہہ۔و بب۔ بھی نہیں" ہچکیوں سے روتے شکوہ کرتے چہرہ ہاتھوں میں چھپایا تو ضرغام خان تڑپ کر اٹھتے عقیدت کے دونوں ہاتھ چہرے سے ہٹاتا۔۔ہاتھوں کی پشت پر شدت بھرا لمس چھوڑتے۔۔مزاحمت کرتی عقیدت کو خود میں چھپا چکا تھا۔۔

"خان صدقے اپنی جان کے--- قسم سے یار تنگ کر رہا تھا۔۔رونا تو بند کرو میری جان"۔۔ عقیدت کی کمر سہلاتے نرم لہجے میں کہا تو عقیدت نے نفی میں سر ہلاتے چہرہ ضرغام خان کی گردن میں چھپا لیا

عقیدت کی ہچکیاں تھمی تو ضرغام خان نے نرمی سے اسے سامنے کرتے عقیدت کے نم چہرے کو اپنے ہاتھوں سے صاف کرتے۔۔نرمی سے عقیدت کی آنکھوں کو چھوتے۔۔چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرا

Posted On Urdu Novel Book

"میری اتنی سی بے رخی برداشت نہیں ہوئی۔۔اور خود جو مجھ سے نفرت کا اعتراف کرتے۔۔ ہمارے رشتے کے بارے میں جو بھی کہا تمہیں اندازہ ہے مجھے کتنی تکلیف ہوئی تھی۔۔اگر تمہیں اندازہ ہوتا نا عقیدت تم کبھی وہ سب نا کہتی۔۔وہ میں تھا جو تمہاری محبت میں برداشت کر گیا۔۔یقین مانو تم کبھی نا کر پاتی۔۔میرے ایسا سوچنے پر بھی جان سے مار دیتی"--- شکوہ کناں لہجے میں کہتے آخر میں مسکرا کر کہتے ناک عقیدت کی ناک سے مس کرتے نرمی سے اپنے ہونٹوں سے چھو کر پیچھے ہوا

ضرغام خان کے پیچھے ہونے پر عقیدت نے نم پلکوں کی بار اٹھا کر ضرغام خان کی جانب دیکھا تو نجانے کتنے ہی لمحے معنی خیز خاموشی میں گزر گئے

ضرغام خان نے نرمی سے عقیدت کی کمر کے گرد بازو لپیٹتے خود سے لگایا تو کمرے کی خاموشی میں چوڑیوں کی کھنک سے خوبصورت ساز بکھرا

خاموش مگر آنکھوں میں جذبات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر لیے ایک دوسرے کو دیکھتے۔۔ضرغام خان نے ہاتھ بڑھا کر عقیدت کی گردن کے گرد بازو لپیٹا تو عقیدت نے بے ساختہ ضرغام خان کے کرتے کو مٹھیوں میں دبوچا

جبکہ نظریں مسلسل ضرغام خان کی لو دیتی نظروں سے الجھی ہوئی تھیں

Posted On Urdu Novel Book
تبھی ضرغام خان نے ایک گہری استحاق بھری نگاہ عقیدت کے ہوش ربا سراپے پر ڈالتے۔۔۔
عقیدت کے چہرے پر جھکتے
عقیدت کے سرخ بھرے بھرے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں کی شدت بھری گرفت میں لیا
عقیدت کی کمر کے گرد گرفت سخت کرتے پیچھے کو ہوتے سر تکیے پر ٹکایا
اپنی ٹانگوں سے عقیدت کی ٹانگوں کو لاک کیا۔۔۔اور پوری شدت سے عقیدت کی مدھم چلتی سانسوں کو اپنی سانسوں سے الجھا دیا
اپنے نازک ہونٹوں پر ضرغام خان کے شدت بھرے لمس اور دانتوں کے دباؤ کو محسوس کرتے۔۔۔عقیدت کے ہاتھ سرکتے ضرغام خان کے بالوں میں الجھے
کمرے کی معنی خیز خاموشی میں دونوں کی دھونکنی کی مانند چلتی سانسوں کا شور برپا تھا
ایک دوسرے کے سینے میں محبت کی تھاپ پر رقص کرتی دھڑکنوں کے شور سے گھبرا کر عقیدت نے ضرغام خان میں چھپنا چاہا
جسے محسوس کرتے ضرغام خان نے جھٹکے سے کروٹ بدلتے عقیدت کی کلائیوں کو اپنی سخت گرفت میں لیا تو کئی چوڑیاں ٹوٹ کر بستر پر بکھر گئی
مگر محبت میں ایک دوسرے کی قربت میں گم ہوئے دونوں وجودوں کو پرواہ ہی کب تھے۔
--

Posted On Urdu Novel Book

عقیدت کی بکھرتی سانسوں کو محسوس کرتے ضرغام خان نرمی سے پیچھا ہوا تو نظریں عقیدت کے بکھرے سراپے۔۔بہکی تیز چلتی سانسوں اور نم ہونٹوں سے سرکتی دودھیاں گردن پر آئی تو ضرغام خان کو اپنے گلے میں کانٹے سے چبھتے محسوس ہوئے

خمار آلود نظروں سے عقیدت کو گہرے سانس لیتے دیکھتے۔۔ہاتھ بڑھا کر نم ہونٹوں کو چھوتے جھک کر ان کی نمی کو چنتے پیچھے ہوتے۔۔چہرہ عقیدت کی گردن میں چھپاتے جا بجا اپنا لمس چھوڑتے وہ پل میں عقیدت کے اوسان خطا کر چکا تھا

ضرغام خان کے ہاتھوں کے بے باک لمس کو بازوؤں سے سرکتے اپنے پیٹ پر محسوس کرتے عقیدت نے تڑپ کر پیچھے ہونا چاہا جس پر ضرغام خان نے سختی سے عقیدت کو پیٹ سے تھامتے۔۔عقیدت کی مزاحمت پر عقیدت کی گردن پر بائٹ کیا تو عقیدت نے تڑپ کر ضرغام خان کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں تھاما تو ضرغام خان نے غصے سے چہرہ اٹھا کر عقیدت کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھا۔

جسے دیکھ عقیدت نے اپنے خشک پڑتے ہونٹوں کو تر کرتے۔۔ضرغام خان کی سرخ آنکھوں میں دیکھا

ابھی ضرغام کچھ کہتا کہ کمرے میں فون کی آواز گونجی تو ضرغام خان عقیدت کی کمر کے گرد بازو لپیٹ کر اٹھاتے اپنے سینے سے لگاتا۔۔بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا گیا

Posted On Urdu Novel Book

اپنے کرتے کی جیب سے موبائل نکال کر سامنے کیا تو اپنے خاص بندے کی کال دیکھ ایک نظر اپنے کندھے سے سر ٹکائے آنکھیں موندے عقیدت کو دیکھ نرمی سے عقیدت کے ماتھے کو چھوتے پیچھے ہوا تو عقیدت نے آنکھیں واہ کر کہ ضرغام خان کو دیکھا جو اب فون کان سے لگا چکا تھا۔

"اچھا تم معاملہ سنبھالو میں آرہا ہوں۔ہاں بس پانچ منٹ میں"۔ضرغام خان کے جانے کی بات سن عقیدت جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھی

"کھیتوں میں رات کو پہرہ دینے والے آدمیوں میں منہ ماری ہوگئی ہے۔معاملہ ہاتھ سے نکل نا جائے مجھے جانا ہو گا۔کل ہماری بیٹی کی پلیننگ کرے گے۔اب رونا نہیں سکون سے سو جاؤ۔میں جلد ہی واپس آجاؤں گا"۔عقیدت کے کچھ بھی کہنے سے پہلے۔عقیدت کے ہونٹوں پر شہادت کی انگلی رکھتے نرم لہجے میں کہا تو عقیدت نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا تو ضرغام خان نے مسکرا کر نرمی سے عقیدت کو ماتھے کو چھوتے پیچھے ہوا

"تمہاری اجرک"۔ضرغام کو دروازا کھولتے دیکھ عقیدت نے اجرک ضرغام خان کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا تو ضرغام خان رخ بدل کر عقیدت کے سامنے کھڑا ہوا تو عقیدت نے نا سمجھی سے ضرغام خان کی جانب دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

جس پر ضرغام نے آنکھوں کے اشارے سے اجرک کی طرف اشارہ کیا تو عقیدت کے ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ رینگ گئی

دو قدم کے فاصلے کو سمیٹتے ضرغام خان کے کندھوں کے گرد چادر پھیلا کر پیچھے ہوئی تو ضرغام خان کی نظریں عقیدت کی دودھیاں گردن پر گئی جو اب ضرغام خان کی شدتوں سے سرخ ہوئے پڑی تھی۔۔۔جسے دکھ ضرغام خان کا دل کیا ساری دنیا کو بھاڑ میں جھونک کر وقت کو یہی روک لے۔۔۔اور آج آپنی محبت کو ہمیشہ کے لیے اپنا بنا لے۔۔۔مگر محبت کے ساتھ فرض بھی تو تھا۔۔۔وہ خان تھا۔۔۔اور سردار تھا۔۔۔وہ فرض سے لاپرواہی نہیں برت سکتا تھا۔

نرمی سے عقیدت کا گال تھپتھپا کر جھٹکے سے پلٹتا کمرے سے نکلتا چلا گیا

جبکہ عقیدت نے آگے بڑھ کر دروازا بند کرتے دروازے سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند لیں اپنے وجود سے اٹھتی ضرغام خان کی خوشبو کو محسوس کر کہ ہونٹوں پر شرمیگی مسکراہٹ رینگ گئی

ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دبائے۔۔۔ضرغام خان کے بارے میں سوچتے چہرے پر کئی دھنک رنگ بکھر گئے

---

Posted On Urdu Novel Book

یار صبغہ کچھ کرو۔۔اگر عائث کو بھنک بھی لگ گئی کہ میں یہ سب کرتی پھر رہی ہوں۔۔ تو میری جان لے لیں گے۔۔افففف تم ایٹلیسٹ مجھ سے بات تو کر لیتی"۔۔۔کمرے میں بے چینی سے ٹہلتی حوریہ نے پریشانی سے اپنا ماتھا مسلتے ہوئے کہا تو دوسری جانب اپنے آفس میں بیٹھی صبغہ نے پٹکنے کے انداز میں فائل ٹیبل پر رکھی

"حد ہی ہوگئی حوریہ۔۔سب کچھ میں ہی کروں۔۔صبغہ نا ہوگئی کوئی جادو کی چھڑی ہی ہوگئی۔۔ جس کو گھما کر سارے کام سیٹ کر والو۔۔ایک تو میری جان کا دشمن مجھے سکون کا سانس نہیں لینے دیتا اور اب یہ ایک نئی مصیبت"۔۔صبغہ کے جھنجھلا کر کہنے پر حوریہ نے پریشانی سے کمرے کے بند دروازے کو دیکھا

اور آہستہ قدموں سے چلتی ٹیبل کے پاس گئی۔۔ہاتھ بڑھا ٹیبل پر پڑا پانی کا گلاس اٹھا کر ہونٹوں سے لگا کر ایک ہی گھونٹ میں گلاس خالی کرتی نفی میں سر ہلاتی صوفے کی جانب بڑھی۔۔صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر ایک نظر بند دروازے کو دیکھ گہری سانس بھری

"مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا کیا کروں۔۔میرے لیے چند گھنٹوں کے لیے یہاں سے نکلنا مشکل نہیں۔۔مگر میرا گھنا شوہر بہت شاطر انسان ہے۔۔چیل کی نگاہ رکھتا ہے۔۔اسے اگر ذرہ سا بھی شک گزرا تو میری خیر نہیں"۔۔ حوریہ نے بری طرح لب کچلتے ہوئے کہا تو صبغہ شاہ نے اپنے سامنے پڑے فائلوں کے ڈھیر کو ہاتھ مار کر پیچھے کھسکایا

Posted On Urdu Novel Book

اور منہ بسور کر دل ہی دل میں بالآخر حمزہ کو دعاؤں سے نوازا

جو شاید کمپنی کی ساری فائلز صبغہ کے حوالے ہی کر چکا تھا۔

"اب کچھ نا کچھ تو کرنا ہو گا۔۔اور تمہیں اس جاہل انسان کا بھی پتہ ہے۔۔جان کا عذاب بن جاتا ہے۔۔تم بس کسی بھی طرح آجانا۔۔یا میں ہی آجاؤں گی اور شاپنگ کا بہانہ کر کہ تمہیں ساتھ لے آؤ گی"--- صبغہ کے پرجوش لہجے میں کہنے پر حوریہ نے بھی سکون کا سانس لیا

"ہاں یہ بیسٹ ہے۔۔بس تم شاپنگ پہلے سے کر کہ رکھنا۔۔خالی ہاتھ گھر آئے نا۔۔تو شک ہو جانا"۔۔حوریہ نے چٹکی بجا کر کہا تو صبغہ شاہ نے مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا

تبھی کمرے کے باہر قدموں کی چاپ سن کر حوریہ جھٹکے سے ٹیک ہٹا کر سیدھی ہو بیٹھی

"اس بارے میں تم سے بعد میں بات کرتی ہوں۔۔ابھی شاید کوئی آرہا ہے۔۔تم کل ٹائم پر پہنچ جانا"--- تیزی سے صبغہ کو جواب دیتے۔۔فون بند کر کہ بیڈ پر اچھالا اور تیز قدموں سے چلتی ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا کر کھڑی ہوگئی۔۔جبکہ دل بری طرح سے دھڑک رہا تھا۔۔گہری سانس لیتے بند دروازے کے ہینڈل کو دیکھا جسے باہر کی جانب سے گھمایا گیا تھا

Posted On Urdu Novel Book

عائث خان دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو نظریں ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے نظریں جھکائے کھڑی حوریہ شاہ کی پشت سے ٹکرائی۔۔ حوریہ شاہ کو نظروں کے حصار میں رکھتے عائث خان نے دروازہ بند کیا تو

دروازہ بند ہونے کی آواز سن۔۔حوریہ کا دل بے ساختہ دھڑکا

اپنی جانب عائث خان کے بڑھتے قدموں کی چاپ سنتے۔۔حوریہ کو اپنا دل کانوں میں دھڑکتا محسوس ہوا۔۔ہاتھوں میں تھامے ہئیر برش پر گرفت سخت سے سخت ہوتی جارہی تھی

"مجھے لگا تم سو رہی ہوگی"۔۔اپنی کمر پر رینگتی عائث خان کی سلگتی انگلیوں کے لمس۔۔اور گھمبیر لہجے میں کی گئی سرگوشی کو سن حوریہ نے جھٹکے سے سر اٹھا کر آئینے میں نظر آتے عائث خان کے سنجیدہ چہرے کو دیکھا--- جو اس وقت کسی بھی قسم کے جذبات سے عاری تھا۔۔چاکلیٹ براؤن سرد آنکھوں میں دیکھتے حوریہ کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوتی محسوس ہوئی

"دن کے تین بجے کون سوتا ہے"--- برش کو ٹیبل پر رکھتے۔۔اپنے خشک پڑتے ہونٹوں کو زبان سے تر کرتے۔۔مدھم لہجے میں کہا تو عائث خان نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا

ابھی حوریہ پلٹتی کہ عائث خان نے دائیں ہاتھ کو حوریہ کی کمر کے گرد لپیٹتے ایک جھٹکے میں اپنی سخت گرفت میں لیتے۔۔حوریہ کی پشت کو اپنے سینے میں بھنچا۔۔اس اچانک افتاد پر حوریہ

Posted On Urdu Novel Book

نے بامشکل اپنی چیخ روکتے۔۔سہمی نظروں سے آئینے میں نظر آتے عائث خان کے وجیہہ مگر سرد و سپاٹ چہرے کو دیکھا۔۔۔

پینٹ کے ساتھ ڈارک براؤن شرٹ پہنے۔۔جس کے اوپری دو بٹن کھلے ہوئے تھے۔۔شرٹ کو کہنیوں تک فولڈ کیا ہوا تھا۔۔جس کے باعث بازوؤں کی پھولی نیلی رگیں واضح ہو رہی تھیں۔۔سیاہ سلکی بال بے ترتیبی سے ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔۔اور چاکلیٹ براؤن سرد آنکھیں حوریہ کی گردن پر حرکت کرتی اپنی انگلیوں پر جمی ہوئی تھیں۔

جنہیں دیکھ حوریہ کو اپنا سانس رکتا محسوس ہو رہا تھا۔

"جو انسان رات آٹھ بجے سو سکتا وہ دن کے تین بجے بھی تو سو سکتا ہے نا"۔۔۔ حوریہ کی گردن سے بائیں جانب سے بال ہٹاتے ہوئے سرد لہجے میں کہتے۔۔کان کی لو کے قریب جھک کر گہری سانس بھرتے احوریہ کے وجود سے اٹھتی محسور کن خوشبو کو اپنی سانسوں میں اتارا تو حوریہ کو اپنا پورا وجود کپکپاتا محسوس ہوا

ابھی حوریہ کوئی جواب دیتی اس سے پہلے ہی عائث خان نے حوریہ کو اپنی گرفت میں لیتے۔۔جھٹکے سے رخ بدلتے ڈریسنگ ٹیبل پر بٹھا کر۔۔حوریہ کے دونوں بازو اپنی گردن کے گرد لپیٹتے۔۔چہرہ حوریہ کی گردن میں چھپا کر آنکھیں موند لیں

Posted On Urdu Novel Book

جبکہ اس اچانک افتاد پر حوریہ نے سختی سے اپنی آنکھیں میچتے۔۔۔عائث خان کی شرٹ کو مضبوطی سے اپنی گرفت میں لیتے۔۔۔گہری سانس بھری

وہ جانتی تھی کہ یہ سب غصہ سرد لہجہ کس وجہ سے ہے۔۔۔ عائث خان کو وہ کب سے قبول کر چکی تھی ۔ لیکن وہ اس رشتے کو لاکھ چاہنے کے باوجود بھی آگے نہیں بڑھا پا رہی تھیں۔۔۔ عائث خان کی آنکھوں میں جنون اور شدت دیکھ حوریہ کو ڈر لگنے لگا تھا۔

اگر کبھی وہ اس کے ماضی کے بارے میں جان گیا تو کیا وہ اسے چھوڑ دے گا۔۔۔کیا وہ اس کے کردار پر سوال اٹھائے گا۔۔۔وہ سب کچھ برداشت کر سکتی تھی۔۔۔لیکن اب عائث خان کا دور جانا برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

اور اب تو عائث خان کے ہر انداز میں استحقاق تھا۔۔۔عائث خان کی نظریں جو حوریہ کو پیغام دیتی تھی اس سے بچنے کی خاطر ہی وہ شام ہوتے کمرے میں گھس جاتی تھی۔۔۔عائث لاکھ جلدی آنے کی کوشش کرتا۔۔۔لیکن وہ ہمیشہ اس کے آنے سے پہلے سوتی بنتی تھی

وہ جانتی تھی کہ عائث خان کبھی بھی اس کی اجازت کے بغیر اس رشتے کو نہیں بڑھائے گا۔

"عائث"۔۔۔عائث خان کی دہکتی سانسوں تپش اپنی شہہ رگ پر محسوس کرتے حوریہ نے سرگوشی میں پکارا تو عائث خان نے بنا جواب دیے شدت سے حوریہ کو خود میں بھینچتے اپنے ہونٹ حوریہ کی شہہ رگ پر رکھے

Posted On Urdu Novel Book

"کسی سے بات کر رہی تھی تم"--- چہرہ حوریہ کی گردن سے نکالتے۔۔سوالیہ لہجے میں استفسار کیا تو حوریہ نے چونک کر عائث خان کو دیکھا جس کے چہرے کے تاثرات اس وقت بالکل نارمل تھے

حوریہ کے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں تھامے۔۔ہاتھوں کی انگلیوں سے کھلے بالوں کو کان کے پیچھے اڑستے نرم نظروں سے حوریہ کو دیکھا تو حوریہ نے سر اثبات میں ہلایا

"وہ۔۔در۔۔دراصل صبغہ کی کال تھی۔۔اس نے کل شاپنگ پر جانا۔۔تو مجھے بھی ساتھ لے جانا چاہتی ہے۔۔تو بس اسی بارے میں بات ہو رہی تھی"--- اپنے چہرے پر رکھے عائث خان کے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھتے نرم لہجے میں مسکرا کر کہا تو عائث خان نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا

لائٹ پنک اور سکائے بلیو کے کامبنیشن کے کرتے کے ساتھ وائٹ کیپری پہنے۔۔براؤن بالوں کو کھلا چھوڑے۔۔کرسٹل گرے آنکھوں میں کاجل لگائے۔۔گلابی باریک ہونٹوں پر لپ گلوز لگائے۔۔چہرے پر معصومیت سجائے وہ عائث خان کو اپنے دل میں اترتی محسوس ہوئی

حوریہ کو گہری استحاق بھری نظروں سے دیکھتے۔۔عائث میں نے گہری سانس بھرتے جھک کر نرمی سے حوریہ کے ماتھے پر اپنا لمس چھوڑا تو عائث خان کے اس عمل پر حوریہ کے گالوں میں پل میں گلال اترا

Posted On Urdu Novel Book

ابھی وہ ان لمحات کو محسوس کرتی کہ کمرے کی معنی خیز خاموشی میں موبائل کی چنگارتی آواز گونجی تو عائث خان نے پیچھے ہٹتے۔۔پینٹ کی جیب سے موبائل نکالتے کھا جانے والی نظروں سے سکرین کو گھورا

"ایک بار کی بکواس سمجھ نہیں آتی تمہیں--- عائث خان کے سامنے جھوٹ بولنے والوں کا انجام تباہ ہونا ہی ہے۔۔ شدید نفرت ہے مجھے جھوٹ بولنے والوں سے شدید۔۔ اس چھوٹے سے جھوٹ کی سزا بربادی تھی ورنہ اس گھٹیا شخص کے مرنے سے بھی کسی کو کوئی فرق نہیں پڑنا تھا۔۔اور اب پرویز تمہاری کال اگر مجھے اس کی حمایت کے لیے آئی تو تم اپنا انجام سوچ لینا"--- حوریہ کے چہرے کے گرد جھولتی آوارہ لٹوں کو انگلی کے گرد لپیٹتے۔۔اگ اگلتے لہجے میں ایک ایک لفظ چبا کر کہا تو حوریہ کو عائث خان کا ہر لفظ اس کے سیکرٹری کے لیے نہیں --- بلکہ اپنے لیے ایک وارننگ ہی لگا۔۔خشک پڑتے ہونٹوں کو تر کرتے۔۔عائث خان کی چاکلیٹ براؤن آنکھوں میں دیکھتے نرمی سے عائث خان کی گردن کے گرد حائل اپنے ہاتھ پیچھے کیے۔۔تو عائث خان نے آبرو آچکا کر سوالیہ نظروں سے حوریہ کو دیکھا تو حوریہ نے کبرڈ کی طرف اشارہ کیا

جسے سمجھتے عائث خان نے اپنے قدم پیچھے لیے

Posted On Urdu Novel Book

تو کل کب جانا ہے شاپنگ پہ"--- کبرڈ سے کپڑے نکالتی حوریہ کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتے نرم لہجے میں کہا تو حوریہ نے خالی خالی نظروں سے عائث خان کو دیکھا

"پتہ نہیں - ام---میرا مطلب اس نے ٹائم نہیں بتایا---اگر آپ کہے گے تو میں نہیں جاؤں گی"---نظریں عائث خان کے ہاتھوں میں قید اپنے ہاتھوں کو دیکھتے مدھم لہجے میں کہا تو عائث خان نے سر اثبات میں ہلایا

"حور---کیا تم مجھ سے کچھ کہنا چاہتی ہو"--- خاموشی کا دورانیہ بڑھنے لگا تو عائث خان نے گہری سانس لیتے---خاموشی سے نظریں اپنے ہاتھوں پر ٹکائے کھڑی حوریہ سے استفسار کیا

"کچھ نہیں --- بہت کچھ---مجھے آپ سے بہت کچھ کہنا ہے خان---بہت کچھ"--- کرسٹل گرے آنکھوں کو عائث خان کی چاکلیٹ براؤن آنکھوں میں گاڑھے---دل میں عائث خان سے مخاطب ہوتے جواب دیا تو آنکھیں میں بے اختیار نم ہوئیں

جنہیں خاموشی سے دیکھتے عائث خان نے حوریہ کے ہاتھوں پر گرفت سخت کرتے جھٹکے سے خود کے قریب کیا

"تمہاری خاموشی بھی مجھ سے گفتگو کرتی ہے حوریہ--- تمہاری دھڑکنوں کا شور میرے ہر سوال کا جواب دے دیتا ہے - مگر اب میں ہر اعتراف تمہارے ہونٹوں سے سننا چاہتا ہوں---تمہاری آواز میرے کانوں میں رس گھولتی ہے---جب تم ان لبوں سے بولتی ہو تو

Posted On Urdu Novel Book

عائث خان ان ہونٹوں کی جنبش دیکھ بن پیئیے بہکتا ہے--- تمہارے ہونٹوں سے ادا ہوا ہر لفظ میرے بے جان وجود میں روح پھونکتا ہے"۔۔۔وہ عائث خان تھا۔۔۔وہ صرف آواز کا ہی ساحر نہیں تھا۔۔۔وہ لفظوں کا بھی کھلاڑی تھا--- اس کا ہر لفظ حوریہ کو کمزور کر رہا تھا۔۔۔وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ یہ محبت ہے یا عائث خان سچ جاننے کے لیے یہ سب کر رہا ہے۔۔۔ لیکن جو بھی تھا۔۔۔وہ اپنے لفظوں کے جال میں حوریہ کو الجھا چکا تھا۔

"ہر اعتراف محبت کا تو نہیں ہوتا خان۔۔۔کچھ اعتراف گناہوں کے بھی ہوتے ہیں۔۔۔اور ضروری تو نہیں کہ ہونٹوں سے ادا ہوا ہر لفظ روح پھونکے۔۔۔کچھ الفاظ اس قدر زہریلے ہوتے ہیں کہ وہ پل میں وجود کو بے جان کر دیتے ہیں۔۔۔روح کو نوچ نکالتے ہیں وجود سے"۔-- نم لہجے میں کہتے بری طرح اپنے لب کچلتے قدم پیچھے لینے چاہے تو ہاتھوں پر عائث خان کی گرفت میں مزید سختی آئی

جسے محسوس کرتے حوریہ کی آنکھوں کے کناروں سے بے ساختہ کئی آنسو پلکوں کی باڑ توڑتے رخسار پر بہہ نکلیں

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

Posted On Urdu Novel Book

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔ www.kitabnagri.xyz

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

Urdu Novel Book

"گناہوں کی معافی ممکن ہے"۔۔۔دو قدم کے فاصلے کو جھٹکے سے سمیٹتے۔۔۔ایک بازو حوریہ کی کمر کے گرد لپیٹتے۔۔۔سخت لہجے میں کہا تو حوریہ کا سر میکانکی انداز میں نفی میں ہلا

"ہر گناہ کی معافی ممکن نہیں خان۔۔۔کوئی بھی انسان اتنا ظرف نہیں رکھتا کہ ہر گناہ معاف کر دے"---- اپنا دایاں ہاتھ عائث خان کے دل کہ مقام پر رکھتے مدھم لہجے میں کہا تو عائث خان نے سر جھکا کر اپنے سینے میں چھپی کھڑی حوریہ شاہ کو دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

"کسی بھی انسان اور محبت کرنے والے انسان کے ظرف میں بہت فرق ہوتا ہے روحِ من۔۔۔ اور جہاں تمہیں لگے کہ اس گناہ کی معافی ممکن نہیں۔۔۔وہاں کفارہ ادا کر دو۔۔۔کبھی بہت محبت دے کر اور کبھی وہ غلطی دوبارا نا کرنے کا عہد کر کہ"--- عائث خان کے کہنے پر حوریہ نے چونک کر عائث خان کے چہرے کو دیکھا۔۔۔عائث خان کے چہرے پر نرمی کے علاوہ کوئی اور تاثر نا دیکھ حوریہ کے دل میں بے چینی پھیلنے لگی

اس شخص کے کتنے رنگ تھے۔۔۔اور ہر رنگ پہلے سے مختلف۔۔۔کبھی وہ ایک گہرا راز لگتا تو کبھی کھلی کتاب کی مانند-- کبھی ہمدرد تو کبھی ستمگر۔۔۔ کبھی جان نچھاور کرنے والا تو کبھی چھوٹی سی بات پر جان لینے والا۔۔۔ کبھی اتنا شدت پسند کہ اپنے علاوہ کسی کی طرف اٹھی نگاہ برداشت نا کرے اور کبھی اتنا اعلیٰ ظرف ہو جانا کہ ہر گناہ کو معاف کر دینا--- ابھی کچھ دیر پہلے وہ کسی کو چھوٹے سے جھوٹ بولنے پر تباہ کر چکا تھا اور یہاں گناہ معاف کرنے کی بات کر رہا تھا"--- وہ جتنا اسے سمجھ رہی تھی وہ اتنا سمجھ سے باہر ہو رہا تھا۔

حوریہ کو اپنا دم گھٹتا محسوس ہوا۔۔۔ایک طرف کنواں تھا تو دوسری طرف کھائی۔۔۔ایک طرف حال تھا تو پیچھے ماضی تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

نا آگے بڑھ پا رہی تھی نا ماضی پیچھے چھوٹ رہا تھا۔۔غلطی تھی گناہ تو نہیں تھا۔۔لیکن سامنے کھڑے شخص سے جو رشتہ تھا اس رشتے کی نوعیت سے وہ غلطی بھی جیتے جی مر جانے کہ مقام پر لا کھڑا کر رہی تھی

گہری سانس لیتے۔۔حوریہ نے بنا کوئی جواب دیے سر عائث خان کے سینے پر ٹکا کر آنکھیں موند لیں

وہ اس وقت کچھ سمجھ نہیں پارہی تھی۔۔نا حالات کو نا خود کو۔۔لیکن اس سب کے باوجود جو وہ جانتی تھی وہ یہ تھا کہ حوریہ شاہ کا سکون یہی تھا۔۔اس شخص کی دھڑکنوں کے قریب۔۔ان دھڑکنوں کے شور میں۔

Urdu Novel Book

حوریہ کہ اس اچانک ردعمل پر عائث خان کے کچھ کہنے کے لیے واہ ہوئے لب خاموش ہو گئے۔۔اپنے انگھوٹے کی پشت کو بائیں آنکھ پر ماتھے کے قریب رب کرتے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دباتے۔۔ایک گہری استحاق بھری نگاہ حوریہ شاہ کے وجود پر ڈالتے۔۔اپنے دونوں ہاتھ حوریہ کی کمر کے گرد لپیٹتے۔۔نرمی سے اپنے سینے میں بھنچا۔۔پشت کبرڈ کے بند دروازے سے ٹکاتے آنکھیں موند لیں

---

Posted On Urdu Novel Book

خود کو سخت گرفت میں قید محسوس کرتے حوریہ نے نیند میں خود کو آزاد کروانا چاہا۔۔جس کے نتیجے میں گرفت میں سختی در آئی۔۔جسے محسوس کرتے حوریہ نے مندی مندی آنکھیں کھول کر سر اٹھا کر اردگرد کا جائزہ لینا چاہا۔۔۔ مگر کمرے میں چھائے گھپ اندھیرے کو دیکھ گہری سانس لیتے سر تکیے پر ٹکایا تو دوپہر کے مناظر آنکھوں کے پردے کے سامنے لہرا گئے

۔

اپنی کمر کے گرد لپٹے عائث خان کے مضبوط بازوؤں کے حصار کو محسوس کرتے۔۔سانسیں سینے میں اٹکتی محسوس ہوئی ۔۔ سانس روکے گھپ اندھیرے میں اپنے دائیں جانب عائث خان کی جانب چہرے کا رخ کیا تو۔۔عائث خان کی مدھم دہکتی سانسوں کی تپش کو اپنے چہرے پر محسوس کرتے۔۔ رخسار شرم سے تپ اٹھے۔

خشک پڑتے ہونٹوں کو زبان سے تر کرتے۔۔اپنے پہلو پر رکھے عائث خان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے کروٹ عائث خان کی جانب لی

ہونٹوں پر شرمیگی مسکراہٹ نے احاطہ کیا تو ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دبائے۔۔نظریں اٹھا کر عائث خان کے چہرے کی جانب دیکھنے کی کوشش کی۔۔۔

ہاتھ سرکتا عائث خان کے بازو پر آیا تو حوریہ کو اپنا دل کانوں میں دھڑکتا محسوس ہوا۔۔جبکہ پہلو میں رکھے عائث خان کے ہاتھ کی گرفت میں سختی محسوس کر کہ حوریہ کو عائث خان کے

Posted On Urdu Novel Book

جاگنے کا احساس ہوا جسے نظر انداز کرتی اپنا بایاں بازو عائث خان کے کندھے کے گرد لپیٹ چکی تھی

عائث—چہرہ عائث خان کی گردن میں چھپاتے محبت سے چور لہجے میں سرگوشی کی تو عائث خان کے عنابی ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

دونوں بازو حوریہ کی کمر کے گرد لپیٹتے—جھٹکے سے حوریہ کو اپنے قریب تر کرتے اپنی ٹانگوں میں حوریہ کی ٹانگوں کو لاک کرتے گال حوریہ کے سر پر ٹکا دیا

حکم روح من--- محبت سے لبریز لہجے میں کہتے ہونٹ حوریہ کے ماتھے پر ثبت کیے تو حوریہ نے آسودگی سے آنکھیں موندتے عائث خان کے الفاظ کو اپنی روح تک اترتے محسوس کیا

آپ سوئے نہیں تھے کیا—" چہرہ ہنوز عائث خان کی گردن میں چھپائے—بائیں ہاتھ کی انگلیوں کو عائث خان کے بالوں میں الجھائے استفسار کیا تو کمرے میں چھائی خاموشی میں عائث خان کا مدھم دلکش قہقہہ گونجا

"افففف—میری معصوم روح من--- تمہارا شوہر معصوم ہے مگر اتنا بھی معصوم نہیں—کہ پہلو میں حق حلال کی جان لیوا حد تک خوبصورت بیوی ہو—جس کے وجود سے اٹھتی مسحور کن خوشبو حواسوں پر سوار ہو رہی ہو—جس کا نرم لمس میرے جذبات کو بڑھا کا رہا ہو تو اس سب میں نیند کس کافر کو آسکتی ہے---زندگی سے قیمتی لمحات کو نیند کی نظر نہیں کر سکتا

Posted On Urdu Novel Book

تھا یہ خان۔۔۔میں تو تمہیں۔۔۔تمہارے لمس کو محسوس کر رہا تھا۔۔۔تمہاری سانسوں کی خوشبو کو اپنی سانسوں میں قید کر رہا تھا۔۔۔مجھے لگتا ہے کہ تم تا عمر یونہی میری بانہوں میں قید رہو اور میں تمہیں محسوس کرتا رہوں تو تب بھی یہ عمر بہت کم پڑتی ہے۔۔۔یہ عمر تو تمہارے ہونے کے احساس کو محسوس کرتے صرف ہو جائے۔۔۔تمہاری روح میں اترنے۔۔۔تمہیں اپنے رنگ میں رنگنے۔۔۔تمہاری سانسوں۔۔۔تمہارے لمس کو اپنی روح میں قید کرنے کے لیے مجھے بہت سی زندگیاں چاہیے۔۔۔ میں تمہیں صدیوں جینا چاہتا ہوں روحِ من"۔۔۔ایک جھٹکے میں حوریہ کو تکیے پر لٹاتے۔۔۔اور خود اس پر جھکتے دونوں ہاتھوں میں حوریہ کی کلائیوں کو قید کرتے سر کہ اوپر لاک کرتے گھمبیر لہجے میں کہا تو اس اچانک افتاد اور شدت بھرے اظہار پر حوریہ حق دق سی خود پر جھکے عائث خان کو دیکھنے لگی

اندھیرے میں کچھ نظر آنا تو ممکن نہیں تھا۔۔۔مگر لمحہ بہ لمحہ عائث خان کی سانسوں کی تپش کو قریب تر ہوتے محسوس کر کہ حوریہ نے سختی سے آنکھیں موند لیں

"عا۔۔ئث۔۔۔پپ۔۔۔پلیز مم۔۔۔میں آپ مم۔۔۔یں بردا۔۔۔شت نن۔۔۔ہیں"۔۔۔عائث خان کی ہلکی بئیرڈ کی چبھن اپنے رخسار سے گردن تک محسوس کرتے حوریہ نے تڑپ کر ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں کہنے کی کوشش کی مگر عائث خان کی بڑھتی بے باکیوں پر شرم سے لال ہوتی ہونٹوں کو بھینچے آنکھیں سختی سے بند کر لیں

Posted On Urdu Novel Book

"ہششش۔۔آواز نا آئے اب تمہاری۔۔کچھ نہیں کر رہا۔۔بس تمہیں محسوس کرنا ہے اور اس کے لیے بھی اپنا جائز حق استعمال کر رہا ہوں۔۔تمہارا اعتراض کرنا نہیں بنتا"۔۔سرد و سپاٹ لہجے میں کہتے حوریہ کے ہاتھوں کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں الجھاتے۔۔اپنے ہونٹ شدت سے حوریہ کے گال پر ثبت کیے۔

اپنے چہرے پر جابجا عائث خان کے شدت بھرے لمس کو محسوس کرتے حوریہ نے تڑپ کر اپنے ہاتھ عائث خان کے ہاتھوں سے آزاد کرواتے عائث خان کے کندھوں پر رکھے۔۔لیکن عائث خان کو روکنے کی کوشش نہیں کی۔۔۔

کمرے کی معنی خیز خاموشی میں حوریہ کی دھونکنی کی مانند چلتی سانسوں کا شور برپا تھا۔۔جسے محسوس کرتے عائث خان نے حوریہ کی سانسوں کو پوری شدت سے اپنی سانسوں سے قید کرتے۔۔حوریہ کو اپنی سخت گرفت میں لیتے۔۔اپنا سارا بوجھ حوریہ کے نازک وجود پر ڈال دیا

نجانے کتنا وقت اس معنی خیز خاموشی کی نظر ان خوبصورت لمحات میں گزرتا جا رہا تھا۔۔کبھی عائث خان کے ہونٹوں کے شدت بھرے لمس کو اپنے ہونٹوں پر اور کبھی گردن سے سرکتے کندھوں تک محسوس کرتے۔۔ حوریہ کو اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوتی اور کبھی عائث خان کی شدتوں پر دھونکنی کی مانند چلتی

Posted On Urdu Novel Book

ابھی وہ کہہ رہا تھا کہ وہ صرف محسوس کرنا چاہتا ہے۔۔اور یہ سوچ کر حوریہ کا دل سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا کہ جب وہ پوری طرح اس کی روح میں اترے گا تو تب وہ کیسے عائث خان کی شدتوں اور جنون کو سہے گی

"عائث۔۔بس۔۔نا۔۔میں مر جاؤں گی"۔۔عائث خان کے ہونٹوں کے لمس کو دل کے مقام پر محسوس کرتے۔۔حوریہ نے تڑپ کر کہتے عائث خان کے ہاتھوں کو تھامتے کروٹ بدلتے چہرہ تکیے میں چھپایا تو

عائث خان نے گہرا مسکراتے حوریہ کو اپنے نرم حصار میں لیتے۔۔سر حوریہ کے کندھے پر ٹکا دیا

"کیا ہوا بیگم۔۔اتنا ہی حوصلہ تھا۔۔پہلے تو بہت دلیری سے مقابلہ کیا جاتا تھا۔۔اب اتنے میں ہی ہتھیار ڈال دیے"--- حوریہ کے بازو پر دائیں ہاتھ کی پشت پھیرتے مسکراتے لہجے میں کہا تو حوریہ نے اندھیرے میں ہی گردن ترچھی کر کہ عائث خان کو گھوری سے نوازا جسے محسوس کرتے عائث خان نے بامشکل اپنے قہقہے کا گلہ گھونٹا اور ہاتھ بڑھا کر سائیڈ ٹیبل پر لیمپ کو اون کیا

"پہلے کب میں آپ سے ایسی جنگیں لڑتی رہوں جس کے طعنے دے رہیں ہیں۔۔اور تب مجھے آئیڈیا بھی نہیں تھا کہ یہ کم گو۔۔شکل سے معصوم نظر آنے والا خان اندر سے عمران

Posted On Urdu Novel Book

ہاشمی سے چار ہاتھ آگے ہیں"۔۔۔عائث خان کو خود سے پیچھے کرتے۔۔۔اٹھ کر بیٹھتے بالوں کو جوڑے میں لپیٹتے۔۔۔منہ بسور کر کہا تو عائث خان نے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دباتے سمجھنے کہ انداز میں سر اثبات میں ہلایا

"پہلے نہیں۔۔۔لیکن اب تو ایسی جنگیں روز لڑنی پڑیں گی۔۔۔اور مقابلہ بھی برابری کا کرنا پڑیں گا روحِ من--- تب آئیڈیا نہیں تھا لیکن مجھے امید ہے اب بہت اچھے سے آئیڈیا ہو گیا ہو گا۔۔۔ اور آئندہ مجھے کسی سے کمپئیر مت کرنا۔۔۔ کیونکہ تمہیں بعد میں اپنے تجزیے پر افسوس ہو گا بیگم۔۔۔بیڈ سے اترتی حوریہ کی کمر میں بازو ڈالتے۔۔۔اپنے سینے پر گراتے سنجیدہ لہجے میں کہا تو حوریہ نے تاسف سے سر نفی میں ہلایا

عائث خان کے سینے پر کمر کے بل لیٹے--- نظریں کھڑکی سے نظر آتے چاند پر ٹکائے حوریہ نے گردن ترچھی کر کہ عائث خان کو دیکھا جو آنکھیں موندے لیٹا تھا

"اگر آپ سے پوچھے کہ حوریہ کون ہے۔۔۔یا آپ کی زندگی میں میری کیا اہمیت ہے تو آپ کا جواب کیا ہو گا عائث"--- حوریہ کے سوال پر عائث خان نے اپنی خمار آلود چاکلیٹ براؤن آنکھوں کو واہ کیا تو نظروں کہ اس تصادم پر حوریہ کے دل نے بے ساختہ بیٹ مس کی

Posted On Urdu Novel Book

"میرا ہر عمل ہر انداز لوگوں کو یہ باور کروانے کے لیے کافی ہے کہ حوریہ کون ہے۔۔۔عائث خان کے لیے اس دنیا میں حوریہ عائث خان کا کوئی نعم البدل نہیں۔۔۔نا کوئی حوریہ شاہ جیسا اس دنیا میں عائث خان کے لیے ہو سکتا ہے اور نا ہی کوئی عائث خان کے دل و دنیا میں وہ مقام حاصل کر سکتا ہے جو حوریہ شاہ کا ہے"--- عائث خان کا محبت بھرا ہر لفظ حوریہ کو اپنی روح میں اترتا محسوس ہو رہا تھا

دل چاہ رہا تھا یہ لمحے یہ تھم جائیں اور وہ انہیں لمحوں میں ساری عمر گزار دے۔۔۔عائث خان کو اس عشق کے لیے صدیاں درکار تھی مگر حوریہ عائث خان ان محبت بھرے لمحوں میں صدیاں جی سکتی تھی۔

"ام۔۔۔چلیں بہت ہو گیا عائث--- نیچے آنٹی ویٹ کر رہی ہونگی۔۔۔ہم جب سے یہاں آئیں ہیں آپ نے انہیں بالکل ہی ٹائم نہیں دیا۔۔۔اب چلیں نیچے ویسے بھی ڈنر کا ٹائم ہو گیا ہے"--- عائث خان کا حصار توڑ کر کھڑے ہوتے۔۔۔دونوں ہاتھ کمر پر ٹکاتے تحکمانہ لہجے میں کہا تو عائث خان نے دونوں ہاتھ سر کے نیچے باندھتے آبرو آچکا کر تائیدی انداز میں حوریہ کو دیکھا تو عائث خان کے دیکھنے کے انداز پر حوریہ نے سٹپٹا کر نظروں کا رخ بدلتے کمر سے ہاتھ ہٹائے

چور نظروں سے عائث خان کو دیکھا جو اب سر کے نیچے سے ہاتھ نکالے اٹھنے والا تھا جسے دیکھ حوریہ نے دوڑنے کے انداز میں واشروم کی جانب دوڑ لگائی

کیونکہ اب اگر عائث خان اپنے کچھ دیر پہلے والے روپ میں واپس اجاتا تو حوریہ کو یقین تھا کہ آج وہ حوریہ کہ کسی بھی احتجاج کو خاطر میں نہیں لائے گا

حوریہ کے بھاگ کر واشروم میں بند ہونے پر عائث خان نے حیرت سے واشروم کے بند دروازے کو دیکھا

اور پھر بات سمجھ آنے پر کمرے کی خاموش فضا میں عائث خان کا قہقہہ گونجا جسے واشروم کے دروازے سے ٹیک لگائے کھڑی حوریہ نے سنتے اپنا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں چھپاتے سختی سے آنکھیں میچ لیں

---

سردار اس غلام فرید نے پہلے میرے ملازم پر ہاتھ اٹھایا تھا—میں نے وجہ پوچھی تو جواب دینے کی بجائے مجھ سے بحث کرنے لگا—جس پر مجھے بھی غصہ آگیا تو بس پھر بات بحث سے بڑھتی ہاتھا پائی تک پہنچ گئی"--- ضرغام خان کے سامنے سر جھکائے کھڑے ملازم نے لڑائی کی وجہ بیان کی تو ضرغام خان نے تاسف سے سر ہلایا جبکہ جیپ سے ٹیک لگائے کھڑے ارمغان خان نے جمائی لیتے افسوس بھری نظروں سے ان لوگوں کی جانب دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

"میں تو لڑائی دیکھنے کے لیے آیا تھا۔۔مگر یہ کیسی لڑائی تھی جس میں ایک کھروچ تک نہیں آئی تم لوگوں کو۔۔کیا دور دور سے لڑ رہے تھے۔۔اوئے غلام فرید میں نے تیرے منہ پر مکہ مار دیا میں نے تیرا سر پھاڑ دیا--- چچچچ۔۔اتنی رات کو اگر لڑائی کا دوڑہ پر ہی گیا تھا تو اپنے خان ہونا کا ہی لحاظ کر لیتے--- جان سے چاہے نا مارتے سر پھاڑ دیتے۔۔ہاتھ پاؤں توڑ دیتے۔۔تا کہ پھر میں سردار کا بھائی ہونے کے ناطے آنکھ کے بدلے آنکھ اور سر کہ بدلے سر کا بدلہ لیتا"۔۔جیپ کی بونٹ پر بیٹھتے تاسف بھرے لہجے میں کہا تو ضرغام خان نے گھور کر ارمغان خان کو دیکھا جس پر ارمغان خان نے لاپرواہی سے کندھے اچکاتے اردگرد نگاہ دوڑائی۔۔رات کے پچھلے پہر وہ

کھیتوں کے قریب کچی سڑک پر کھڑے تھے --- جہاں جیپ کی ہیڈ لائیٹس کے علاوہ دور دور تک اندھیرا چھایا ہوا تھا۔۔موسم خراب ہونے کہ باعث ہر طرف گھنے سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے جو رات کی تاریکی میں اور اضافہ کر رہے تھے--- ٹھنڈی سنسناتی ہوا--- اور دور جنگل سے آتی جانوروں کی آوازیں ماحول کو خوبصورت کے ساتھ خوفناک بھی بنا رہی تھیں

اردگرد نگاہ دوڑاتے ارمغان خان کو سڑک کے دوسرے کناروں درختوں کی اوٹ میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا

Posted On Urdu Novel Book

ارمغان خان نے ایک نظر ملازموں کے ساتھ بات کرتے ضرغام خان کو دیکھا اور اپنی جیکٹ سے نامحسوس انداز میں گن نکالتے جیپ کے بونٹ سے چھلانگ لگائی

"کدھر جا رہے تم چھوٹے خان۔۔۔واپس جیپ میں جا کر بیٹھو"۔۔۔ابھی ارمغان خان آگے بڑھتا کہ پیچھے سے آتی ضرغام خان کی کرخت آواز پر بدمزہ ہوتا منہ بسور کر پلٹا تو ضرغام خان کو اپنی جانب متوجہ دیکھ سر نفی میں ہلایا

"مجھے شک ہے لالا وہاں کوئی ہے"۔۔۔عنابی ہونٹوں کو ہلکے سے جنبش دیتے سرگوشی نما لہجے میں کہا تو ضرغام خان کی نیلی آنکھوں میں پل میں سرخی اتری---

"جب تمہیں شک ہے تو تم مجھے بتانے کی بجائے خود کیوں جا رہے ہو"--- سخت لہجے میں کہتے آگے بڑھ کر ارمغان خان کو بازو سے تھام کر زبردستی جیپ میں بٹھایا اور خود قدم سڑک کے دوسرے کنارے کی جانب بڑھائے تو ارمغان خان نے تاسف سے سر ہلاتے ضرغام خان کو دیکھا

اور ایک قہر بھری نگاہ چہ مگوئیاں کرتے ملازموں پر ڈالتے انہیں وہاں سے نو دو گیارہ ہونے کا اشارہ کیا اور خود دبے قدموں ضرغام خان کے پیچھے بڑھا

ضرغام خان تیز تیز قدم بڑھتا جیسے ہی درختوں کے پار گیا تو وہاں کسی کو بھی موجود نا پا کر پلٹنے لگا

Posted On Urdu Novel Book

"مجھے سچ میں یہاں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تھا-- ہو سکتا ہے شاید میرا وہم ہو"--- ارمغان خان نے کندھے آچکا کر کہا تو ضرغام خان نے موبائل کی ٹارچ سے اردگرد کا جائزہ لیتے سر نفی میں ہلایا

"وہم نہیں تھا__سچ تھا چھوٹے خان__یہاں کوئی تھا__اور وہ کوئی ایک نہیں تین چار لوگ تھے"--- ضرغام خان نے درخت پر لگے تازے خون کے نشان کو انگلیوں کے پوروں سے چھوتے ہوئے کہا تو ارمغان خان نے آگے بڑھ کر ہلکی گیلی زمین پر جوتوں کے نشان دیکھتے حیرت سے ضرغام خان کو دیکھا

"مطلب ہمارے آنے سے پہلے یہاں شکار ہو چکا ہے__وہ بھی انسان کا"--- درخت پر لگے خون کو دیکھتے ارمغان خان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو ضرغام خان نے سختی سے ہونٹ بھینچتے اردگرد نگاہ دوڑائی

اور ٹارچ لائٹ کی مدد سے قدموں کے نشانوں کی جانب قدم بڑھائے

—

صبغہ شاہ نے قہر آلود نظروں سے سامنے بیٹھی جاپانی لڑکی کو دیکھتے__ایک نظر میٹنگ روم میں اپنے اردگرد بیٹھے ورکرز پر دوڑائی__جو سب ڈیل کہ طہ پا جانے اور میٹنگ کے اختتام کے بعد ایک دوسرے سے باتوں میں مصروف تھے

Posted On Urdu Novel Book

ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا—بالاج شاہ کا کہنا تھا کہ میٹینگ سے دس منٹ پہلے اور دس منٹ بعد کوئی بھی شخص اسے میٹینگ روم میں نظر نا آئے ورنہ وہ اسے دنیا سے ہی غائب کر دے گا—اور اس کے کہے کہ مطابق میٹینگ شروع ہونے اور ختم ہوتے ہی سب ورکرز بوتل کے جن کی طرح حاضر اور گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہو جاتے تھے مگر آج وہ صبغہ شاہ کا دل جلانے کو پچھلے ایک گھنٹے سے مسلسل سامنے بیٹھی لڑکی کی باتیں سن رہا تھا

وہ لڑکی کوئی عام لڑکی نا تھی--- جاپان کی نمبر ون بزنس وومن تھی وہ—اور وہ اب پاکستان میں شاہ کمپنی کہ ساتھ مل کر پراجیکٹ کرنا چاہتی تھی

وائٹ پینٹ کوٹ کے ساتھ لائٹ پنک شرٹ پہنے—کندھوں تک جھولتے بالوں کو انگلیوں پر لپیٹتی—وہ اپنی گرے جاپانی آنکھوں کو بالاج شاہ کے چہرے پر ٹکائے--- مسکرا کر باتیں کرتی صبغہ شاہ کو کوئی ناگن ہی لگ رہی تھی

جبکہ گرے پینٹ کوٹ کے ساتھ بلیک شرٹ پہنے—بائیں کلائی پر بیش قیمتی بلیک کلر کی پہنی گھڑی پر انگلیاں پھیرتے--- گہری سیاہ آنکھوں میں چمک اور ہونٹوں پر دل جلا دینے والی مسکراہٹ سجائے وہ اس طرح ہمہ تن گوش نظر آرہا تھا جیسے اس لڑکی کی باتوں سے زیادہ ضروری کچھ ہے ہی نہیں

Posted On Urdu Novel Book

میٹینگ روم میں بالاج شاہ کو داخل ہوتے دیکھ صبغہ کو بالاج شاہ کا ہر قدم اپنے دل پر پڑتا محسوس ہو رہا تھا۔۔مگر تھوڑی ہی دیر بعد اس کی سوچ خیالات و احساسات بالاج شاہ پر جان نثار کرنے سے جان لینے میں بدل چکی تھے۔۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اس ظالم۔۔ بے رحم شاہ کو ساری دنیا سے چھپا کر اپنے دل میں قید کر لے--- یا بالاج شاہ کی آنکھوں میں اس طرح سے اتر جائے کہ وہی قید ہو جائے۔۔بالاج شاہ چاہے بھی تو صبغہ شاہ کے علاوہ کسی اور کو دیکھ نا پائے

"اس جاپانی چوزی کو بولو کہ ایک سیکنڈ میں تم سے اپنی نظریں ہٹائے--- ایک سیکنڈ میں بالاج شاہ"--- اس لڑکی کو اپنی چیئر بالاج شاہ کے قریب کھسکاتے دیکھ۔۔اور ہاتھ ٹیبل پر رکھے بالاج کے ہاتھ سے تھوڑے فاصلے پر رکھتے دیکھ صبغہ کے صبر کا پیمانہ پل لبریز ہوا تھا۔۔اسی لیے اپنے دونوں ہاتھ ٹیبل پر رکھتے۔۔پاؤں کی مدد سے رولنگ چیئر کو آگے گھسیٹتے۔-- بالاج شاہ کی جانب جھکتے آگ برساتے لہجے میں ایک ایک لفظ چبا کر کہا تو بالاج شاہ نے چونکنے کے انداز میں صبغہ شاہ کی جانب دیکھا

"اور تم اپنے وجود کے ساتھ یا سے دو سیکنڈ میں نو دو گیارہ ہو صبغہ شاہ--- کیونکہ مزید یہ شکل دیکھنے کا حوصلہ نہیں ہے مجھ میں"--- چہرے پر دل جلا دینے والی مسکراہٹ سجائے۔۔

Posted On Urdu Novel Book

صبغہ کی جانب جھکتے--- زہر خند لہجے میں کہا صبغہ شاہ نے طنزیہ مسکراتے بالاج شاہ کے چہرے سے نظریں ہٹاتے—ان دونوں کی جانب دیکھتی اس لڑکی کی جانب دیکھا

"میٹینگ سے پہلے آپ کو مینیجر نے میٹنگ روم کے اصول شاید نہیں بتائے—ان اصولوں کہ مطابق اب آپ کو میٹنگ روم میں کیا کمپنی میں بھی نظر نہیں آنا چاہیے--- کیونکہ آف ٹائم ہو گیا ہے—سو مس واٹس یور نیم—واٹ ایور—اب آپ جا سکتی ہے—جلد ہی ملاقات ہوتی ہے"--- چئیر سے اٹھتے اپنے ورکرز کو ہاتھ کے اشارے سے نو دو گیارہ ہونے کا اشارہ کرتے—سپاٹ چہرے سے سامنے بیٹھی لڑکی کو دیکھتے ایک ایک لفظ چبا کر کہا تو بالاج شاہ نے سختی سے میٹھی بھینچے اپنے اشتعال پر قابو پانے کی کوشش کی

یہ لڑکی ہمیشہ اس کا ضبط آزماتی تھی—

"آپ سے کل ڈنر پر ملاقات ہوتی ہے مسٹر بالاج"--- پارک شن نے اٹھتے بالاج شاہ کی جانب ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا جسے نا محسوس انداز میں بالاج شاہ نے نظر انداز کرتے ٹیبل سے اپنا موبائل اٹھایا جسے دیکھ صبغہ شاہ کے ہونٹوں پر فاتحانہ مسکراہٹ رینگ گئی

"شیور بیوٹی فل لیڈی"--- صبغہ شاہ کو طنزیہ نظروں سے دیکھتے جواب دیا تو صبغہ نے ہنکارہ بھرتے نظریں اطراف میں دوڑائی

Posted On Urdu Novel Book

جبکہ دل میں دو سلواتوں سے پارک شن کو نوازا جو اب میٹینگ روم کے دروازے پر کھڑی ایک مسکراتی نظر بالاج شاہ پر ڈالتی مینیجر کے ساتھ باہر چلی گئی تھی

---

"صبغہ کا بے رحم شاہ اگر خود کو اس کی نہیں حوریہ شاہ کی ہی امانت سمجھ کر خود پر کسی غیر کو حق نہیں دیتا تھا تو تب بھی وہ صبغہ کے دل کے تاروں کو چھو جاتا تھا۔۔وہ اس کا ہونے سے انکاری تھا۔۔ صبغہ کا دل توڑنے۔۔اسے خود سے محبت کرنے سے روکنے کے لیے کسی بھی حد تک جاسکتا تھا۔۔مگر وہ کبھی بھی کسی دوسری عورت کو درمیان میں نہیں لا سکتا

"تم ڈنر پر جا رہے ہو اس کے ساتھ"--- میٹنگ روم سے سب کے جانے کے بعد رولنگ چئیر پر بیٹھے بالاج شاہ کو دیکھتے صبغہ نے سپاٹ لہجے میں کہا تو بالاج شاہ نے آبرو آچکا کر صبغہ شاہ کو دیکھا

"میں تمہیں جواب دہ نہیں ہوں"--- سرد و سپاٹ لہجے میں کہتے ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے۔۔ سر کرسی کی پشت سے ٹکایا تو صبغہ شاہ نے بری طرح تلملاتے اپنی کرسی کو ٹانگ مارتے پیچھے کی جانب دھکیلا

"آج نہیں ہو لیکن آنے والے کل میں۔۔تم اپنے ہر فعل کے لیے مجھے جواب دہ ہوگے بالاج شاہ--- میں ہر گز برداشت نہیں کروں گی کہ میرا شوہر شادی سے پہلے یا بعد میں

Posted On Urdu Novel Book

لڑکیوں کے ساتھ ڈنرز پر جائے"---وہ دونوں ہاتھ ٹیبل پر ٹکاتے چلانے والے انداز میں کہا تو بالاج شاہ نے خون چھلکاتی آنکھیں واہ کرتے___کھا جانے والی نظروں سے صبغہ شاہ کو دیکھا

بالاج شاہ کی آنکھوں میں سرخی دیکھ صبغہ کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوتی محسوس ہوئی ابھی وہ پیچھے ہٹتی کہ پل میں ہوئی افتاد پر وہ بھونچکا رہ گئی

"تمہیں حق دینے سے پہلے___میں تمہاری جان نا لے لوں صبغہ شاہ--- اور آئندہ اگر میرے سامنے زبان درازی کی یا اونچی آواز میں بات کرنے کی جرات کی--- زبان گدی سے کھینچ کر ہاتھ میں رکھ دوں گا"--- وہ جو کب سے صبغہ کی باتوں کو اگنور کر رہا تھا___ مگر صبغہ کی شادی اور حق کی بات پر پل میں اشتعال میں آیا تھا___ایک جھٹکے میں اپنی جگہ سے اٹھتے بنا صبغہ کو سمجھنے کا موقع دیے--- صبغہ کی دائیں ٹانگ میں اپنا پاؤں اڑستے___صبغہ کے دونوں ہاتھ اپنی سخت گرفت میں لیتے___وہ اسے ٹیبل پر جھکا کر--- اس قدر گرجدار آواز میں بولا کہ پل کے لیے صبغہ کو اپنی روح فنا ہوتی محسوس ہوئی

غصے کے باعث گردن اور ماتھے کی رگیں تن کر واضح ہوئی___جنہیں دیکھ صبغہ نے اپنے خشک پڑتے ہونٹوں کو تر کرتے___بالاج شاہ کی گہری سیاہ خون چھلکاتی آنکھوں میں دیکھا___

Posted On Urdu Novel Book

جہاں صبغہ شاہ کے لیے صرف اور صرف دھتکار تھی۔۔ناپسندیدگی جسے دیکھ صبغہ کو اپنا دل ہزار ٹکڑوں میں کٹتا ہوا محسوس ہوا

"جان لینے کے ساتھ اگر تم حق سے جان لینے کی بات کرتے تو یقین مانو میرے بے رحم شاہ--- خوشی خوشی تمہاری اس خواہش پر خود کو قربان کر دیتی۔۔مگر ایک بات کبھی مت بھولنا بالاج شاہ--- تمہاری محبت میں ٹوٹ سکتی ہوں۔۔رو سکتی ہوں۔۔مگر جھک نہیں سکتی۔۔ جھکنے کے لیے تو ایک ہی ذات ہے۔۔اور صبغہ شاہ نے اس ذات کہ آگے جھک کر تمہیں مانگا ہے۔۔اور یقین مانو تم پوری دنیا گھوم آؤ--- پلٹ کر میرے پاس ہی آؤ گے۔۔تمہارا نصیب صبغہ شاہ ہے"--- شہد رنگ بھوری آنکھوں میں تیرتی نمی۔۔ان موٹی آنکھوں کو مزید دلکش بنا رہی تھی

جسے دیکھ بالاج شاہ نے سختی سے اپنے جبڑے بھینچے اور ایک ہی جھٹکے میں صبغہ کو دونوں بازوؤں سے تھامتے ٹیبل سے اٹھا کر باہر کی جانب دھکا دیا

"تمہیں پتہ ہے بھی ہے پاگل عورت میں تمہاری اس سو کالڈ محبت کو اپنی وقت گزاری کے لیے بھی استعمال کر سکتا ہوں--- جب چاہے محبت کہ نام پر اپنا دل بہلا سکتا ہوں--- تمہیں استعمال کر کہ ٹشو کی طرح پھینک بھی دوں تو کوئی مجھ سے سوال نہیں کر سکتا۔۔کیوں بعض نہیں آجاتی صبغہ تم کیوں۔۔تم سے نہیں کرتا محبت۔۔نہیں دھڑکتا یہ دل اس کے سوا

Posted On Urdu Novel Book

کسی کے کیے"--- صبغہ شاہ کو وہیں کھڑے دیکھ آگے بڑھتے صبغہ کی گردن اپنے ہاتھ کی آہنی گرفت میں لیتے---کچھ سخت اور تاسف بھرے لہجے میں چلا کر کہا تو صبغہ شاہ کو اپنے گلے میں آنسوؤں کا پھندا اٹکتا ہوا محسوس ہوا

"مجھے تم سے بہت محبت ہے بالاج---بہت--- اور تم بھی جانتے ہو کہ یہ بچپنا نہیں میری دیوانگی ہے --- مجھے اس دل میں تھوڑی سی جگہ تو دو بالاج---یہ صرف میرے لیے دھڑکے گا ہی نہیں بلکہ میرے بنا یہ دھڑک ہی نہیں سکے گا---تمہاری ہر دھڑکن کو صبغہ شاہ کے لیے دھڑکنے پر مجبور کر دوں گی"--- صبغہ شاہ کے نام لہجے پر بالاج شاہ نے سخت نظروں سے گھورتے ایک جھٹکے میں صبغہ کو خود سے دور کیا--- جس کی محبت سے لبریز والہانہ نظریں بالاج شاہ کے چہرے کو جیسے حفظ کرنے کی کوشش میں تھی

"شیطان خون کی مانند انسان کے جسم میں سرائیت کرتا ہے بالاج شاہ---اس کے شر سے بچو---ایک شادی شدہ عورت سے محبت کا دعویٰ چھوڑ دو---نہیں ہے تمہیں اس سے محبت---اور نا ہی اس نے کبھی تم سے محبت کی ہے---نہیں دھڑکتا تمہارا دل اس کے لیے---یہ صرف گلٹ ہے---اس کے ساتھ برا کرنے کا---اسے تکلیف دینے کا--- سمجھے تم"--- بالاج شاہ کو بنا کوئی جواب دیے پلٹتے دیکھ صبغہ نے ٹیبل پر پڑی فائلز کو زمین پر گراتے چلاتے ہوئے کہا تو صبغہ شاہ کہ الفاظ پر بالاج شاہ کو اپنا خون کھولتا محسوس ہوا

Posted On Urdu Novel Book

ایک ہی جھٹکے میں پلٹتے وہ صبغہ کو بازو سے تھام کر سیدھا کرتے۔۔اس کے گال پر تھپڑ رسید کر چکا تھا۔۔میٹنگ روم کی خاموش فضا میں تھپڑ کی آواز گونجی تو پل کے لیے وہاں موت سا سناٹا چھا گیا

جبکہ صبغہ بے یقینی سے گال پر ہاتھ رکھے پھٹی آنکھوں سے بالاج شاہ کی آگ برساتی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی

"اگر تمہاری یہ گھٹیا حرکات برداشت کرتا ہوں تو صرف اور صرف تمہاری ماں کی وجہ سے۔۔ جس کے لیے ساری دنیا ہی اس کی اکلوتی لاڈلی بیٹی ہے۔۔لیکن افسوس ہے مجھے ان پر کہ تم جیسی لڑکی ان کی بیٹی ہے۔۔مجھے تم پہلے نا پسند تھی۔۔آج مجھے تم سے نفرت ہوگئی ہے صبغہ شاہ۔۔لیکن سچ پتہ ہے کیا تم میرے کسی احساس کہ قابل نہیں ہو چاہے پھر وہ نفرت کا ہی کیوں نا ہو"--- صبغہ شاہ کے چہرے کو اپنے ہاتھ میں دبوچے سرد و سپاٹ لہجے میں ایک ایک لفظ چبا کر کہتے جھٹکے سے صبغہ کا چہرہ آزاد کیا۔۔ایک قہر آلود نظر صبغہ شاہ پر ڈالتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا میٹنگ روم سے نکلتا چلا گیا

آج مجھے تم سے نفرت ہوگئی ہے صبغہ شاہ---لیکن سچ پتہ ہے کیا تم میرے کسی احساس کہ قابل نہیں ہو چاہے پھر وہ نفرت کا ہی کیوں نا ہو"--- بالاج شاہ کے زہر خند الفاظ کانوں میں گونجے تو صبغہ بے جان ہوتے وجود کے ساتھ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھتی چلی گئی

Posted On Urdu Novel Book

آنسوں متواتر چہرے کو بھگوتے گردن میں اترنے لگے۔۔بھوری شہد رنگ آنکھوں میں پل میں سرخی اتری تھی۔۔گلابی کپکپاتے ہونٹوں کو دانتوں تلے دباتے اپنی ہچکیوں کا گلا گھوٹتے سر ٹیبل کے ساتھ ٹکاتے سختی سے آنکھیں میچ لیں

"اللہ"---- لہجے میں کرب و اذیت لیے سر اوپر اٹھاتے سرگوشی نما لہجے میں پکارا تو ضبط کی طنابیں ٹوٹتی چلی گئیں

"اپنی ناقدری کے لیے تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی بالاج شاہ--- کبھی بھی نہیں۔۔خدا کرے تمہیں عشق ہو۔۔اور صبغہ شاہ سے ہو۔۔اور پھر میں تمہیں اس عشق کی آگ میں جلاؤں۔۔تمہارے عشق کے اعتراف پر تمہیں تم سے بھی زیادہ سفاک ہو کر ملوں"--- ہاتھوں کی پشت سے آنسو صاف کرتے - ہتھیلیاں زمین پر رکھتے۔۔لڑکھڑاتے قدموں سے کھڑے ہوتے۔۔جزبات سے عاری لہجے میں کہتے۔۔خالی خالی نظروں سے میٹینگ روم کے بند دروازے کو دیکھا جہاں دل میں بسنے والا دل کو پاؤں تلے روندتا ہوا گیا تھا

---

کمرے کا دروازا کھول کر ضرغام خان نے قدم اندر رکھے تو نظریں ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے ہونٹوں پر لپ اسٹک لگاتی عقیدت ضرغام خان پر گئیں

Posted On Urdu Novel Book

جو آج پھر سے سفید رنگ کی پٹھانی فراک پہنے۔۔جس کے گلے اور دامن پر رنگ برنگے پھولوں بنے اس کی خوبصورتی میں اضافہ کر رہے تھے۔۔۔ گولڈن سلکی بالوں کی درمیان سے مانگ نکال کر ڈھیلی سی چٹیاں کی گئی تھی۔۔جبکہ چٹیاں سے نکلتی آوارہ لٹیں چہرے کے گرد ہالہ بنائے ہوئے تھیں۔۔سبز نگینوں سی آنکھوں میں کاجل اور گلابی بھرے بھرے ہونٹوں پر لائٹ لپ اسٹک لگائے کھڑی وہ ضرغام خان کی آنکھوں سے دل میں اترتی لمحوں میں رات بھر کی تھکاوٹ ذائل کر چکی تھی۔

دروازہ بند ہونے کی آواز پر عقیدت نے چونک کر دروازے کی جانب دیکھا تو۔۔۔دروازے سے ٹیک لگائے۔۔سفید کرتا شلوار پہنے۔۔کندھوں پر بھورے رنگ کر اجرک پھیلائے۔۔ دونوں ہاتھ سینے پر باندھے۔۔نیلی سمندر سی گہری آنکھوں میں سرخی اور جزبات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر لیے۔۔خود کو تکتے ضرغام خان کو دیکھتے۔۔عقیدت نے خفگی سے نظروں کا رخ بدلتے لپ اسٹک کو ٹیبل پر رکھا

"آگئی یاد کہ گھر میں ایک بیوی بھی موجود ہے۔۔جو رات بھر سے تمہارا انتظار کر رہی ہے"۔ ۔۔ ضرغام خان کو اپنی جانب بڑھتا محسوس کر کہ خفا لہجے میں شکوہ کیا تو ضرغام خان کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ رینگ گئی

Posted On Urdu Novel Book

بنا کوئی جواب دیے عقیدت کے قریب پہنچ کر نرمی سے عقیدت کا بازو تھام کر رخ اپنی جانب کیا۔۔تو عقیدت نے خفا نظروں سے ضرغام خان کو دیکھا--- جس پر ضرغام خان نے مسکراتے سر جھٹکا

کچھ پل خاموشی سے ایک دوسرے کو دیکھتے گزرے تو ضرغام خان نے آگے بڑھتے دو قدم کے فاصلے کو سمیٹتے۔۔عقیدت کو نرمی سے اپنی بانہوں میں بھر لیا۔۔وہ جو ضرغام خان کے کچھ بولنے کا انتظار کر رہی تھی۔۔ضرغام خان کی اس حرکت پر حق دق سی کچھ پل کے لیے ساکت رہ گئی

"ضرغام خان اپنی یارِ من کو کبھی نہیں بھول سکتا۔۔دنیا بھلا سکتا ہوں تمہیں نہیں۔۔اس دنیا میں ایک ہی عقیدت ضرغام خان ہے۔۔اور ضرغام خان کے لیے پوری دنیا ہی عقیدت ضرغام خان ہے"---- چہرہ عقیدت کے بالوں میں چھپائے آنکھیں موندتے محبت سے چور لہجے میں سرگوشی کی تو عقیدت کو اپنا دل کانوں میں دھڑکتا محسوس ہوا۔

پہلو میں گرے ہاتھوں کو حرکت دیتے ضرغام خان کے گرد حصار باندھتے آسودگی سے آنکھیں موندی۔۔جبکہ عقیدت کا حصار اپنے گرد محسوس کر کہ ضرغام خان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

Posted On Urdu Novel Book

کندھوں سے تھام کر نرمی سے عقیدت کو خود سے جدا کرتے۔۔ہاتھوں کے پیالوں میں عقیدت کا چہرہ بھرا۔۔ضرغام خان کی نیند نا لینے کی باعث سرخ ہوئی آنکھوں کو دیکھتے۔۔ عقیدت نے اپنے ہاتھ ضرغام خان کے گالوں پر رکھتے نرمی سے انگھوٹھے کے پورے کو آنکھوں کے قریب کیا۔۔جنہیں دیکھتے ضرغام خان نے خاموشی سے آنکھیں موند لیں---
عقیدت کی ہاتھوں کے لمس کو اپنے چہرے اور اپنی آنکھوں پر محسوس کرتے ضرغام خان کو اپنی روح تک سکون سرائیت کرتا محسوس ہوا

عقیدت کے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھتے آنکھیں واہ کی تو نظریں عقیدت کی سرخ سبز آنکھوں سے ٹکرائیں ۔ جنہیں دیکھ ضرغام خان کو اندازہ ہوگیا کہ وہ رات بھر جاگتی رہی ہے

عقیدت کے ہاتھ سامنے کرتے نرمی سے عقیدت کی ہتھیلیوں کو چومتے۔۔اپنے سینے پر دل کے مقام پر رکھتے۔۔اپنی نیلی آنکھوں کو عقیدت کے سرخ پڑتے چہرے پر ٹکا دیا---

"کبھی کبھی اپنی تکلیف--- احساسات--- محبت--- تھکن ظاہر کرنے کے لیے آپ کو لفظوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔۔اس کے لیے آپ کو روح سے چاہنے والا شخص درکار ہوتا ہے۔۔جو دنیا کے شور میں بھی آپ کی خاموشی کو سن لے--- جو آپ کی خاموشی کو تب بھی سمجھ لے جب آپ کے پاس کہنے کو کوئی الفاظ نا ہو۔۔کبھی کبھی ہر درد و تکلیف۔۔ہر تھکن--- ہر مرض کا علاج۔۔آپ کے من پسند شخص کے ساتھ میں ہی ہوتا ہے۔۔چاہے

Posted On Urdu Novel Book

کوئی بات ہو نا ہو--- چاہے آپ اسے کچھ کہہ بھی نا پا رہے ہو۔۔مگر دل وہ سب کہہ جاتے ہیں--- محبت بھری نظریں محبوب کی ہر کیفیت کو سمجھ جاتی ہیں

"میں تمہارے لوٹنے کا انتظار کر رہی تھی"---ضرغام خان کی اجرک پر ہاتھ پھیرتے نرم لہجے میں کہا تو ضرغام خان نے مسکراتے سر عقیدت کے سر سے ٹکا دیا

"اور میں تمہارے پاس لوٹ آنے کو بیقرار تھا"---عقیدت کے ماتھے کو محبت سے چھوتے جواب دیا تو عقیدت کے ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ رینگ گئی

"تم فریش ہو جاؤ میں تمہارے لیے ناشتہ لاتی ہوں"۔۔ضرغام خان کے کندھوں سے اجرک اتارتے ہوئے کہا تو ضرغام خان نے سر اثبات میں ہلایا

"کدھر جا رہی ہو۔۔یہ کون کرے گا"--- عقیدت کو باہر کی جانب بڑھتا دیکھ ضرغام خان نے کلائی تھام کر رخ اپنی جانب کیا تو عقیدت نے نا سمجھی سے ضرغام خان کی جانب دیکھا جس پر ضرغام خان نے کرتے کہ بٹنوں کی جانب اشارہ کیا تو عقیدت نے آبرو آچکا کر ضرغام خان کو دیکھا جو شوخ نظروں سے عقیدت کو ہی دیکھ رہا تھا۔

"بیوی ہو تم۔۔اور بیوی کا فرض ہے شوہر کا ہر کام کرنا"۔۔عقیدت کی کلائی کو جھٹکا دیتے عقیدت کو اپنے قریب کرتے۔۔دونوں بازو عقیدت کی کمر کے گرد حائل کیے تو عقیدت نے ناک سکوڑ کر ضرغام خان کو دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

"ہر کام سے اچھا نہیں کہ میں شوہر کا ہی کام تمام کردوں—اور فرائض کی بات مت کرو مجھ سے—اگر میں نے تمہارے فرائض گنوائیں نا------ تو پھر بیوی بری لگے گی تمہیں"--- ضرغام کے کالر کو دونوں ہاتھوں میں تھامے جھٹکے سے ضرغام کے چہرے کو اپنے قریب کرتے "—رات کے حوالے سے طنز کیا تو ضرغام خان نے ستائشی انداز میں آبرو آچکائی

"صرف بری—مجھے تو تم زہر لگتی ہو—جان لیوا—ایسا زہر جو رگوں میں گھل کر پورے وجود میں سرائیت کر جائے—جس سے بچ پانے کا کوئی راستہ نا ہو"--- ماتھا عقیدت کے ماتھے سے ٹکائے سرگوشی نما لہجے میں کہا تو عقیدت نے گھور کر ضرغام خان کو دیکھا

"تو کھا کر مر جاؤ"---- ضرغام خان کی گردن پر واضح ہوتی ہڈی کو اپنی انگلیوں کے پوروں سے چھوتے منہ بسور کر کہا تو ضرغام خان نے مسکرا کر عقیدت کے تپے تپے چہرے کو دیکھا کمر پر گرفت سخت کرتے دو انچ کے فاصلے کو بھی ختم کر دیا

"میں تو تیار ہوں--- مگر یہ زہر ہی نہیں میرے منہ لگنا چاہتا—میں نے تو رات پوری کوشش کی تھی اس زہر کو اپنی رگوں سے روح تک شامل کرنے کی"--- عقیدت کے بالوں میں انگلیاں الجھاتے—چہرہ اپنے چہرے کے بالکل قریب کرتے دھیمے انچ دیتے لہجے میں معنی خیزی جملہ بولا تو عقیدت کو اپنے گال تپتے محسوس ہوئے

Posted On Urdu Novel Book
"رات کی بات مجھے یاد مت دلاو ضرغام۔۔۔مجھے تم پر پہلے ہی بہت غصہ ہے۔۔۔آئندہ اگر تم مجھے رات کے وقت یا کبھی بھی کسی کہ فون کر دینے پر چھوڑ کر گئے تو قسم سے تمہارے ساتھ ان کی بھی جان لے لوں گی"--- سرخ نظروں سے ضرغام خان کو گھورتے کرتے کا بٹن کھولتے ہوئے کہا تو ضرغام خان نے گھور کر عقیدت کو دیکھا

پھر سر جھٹکتے جھک کر اپنے ہونٹ شدت سے عقیدت کے گال پر ثبت کیے تو عقیدت نے ایک گھوری سے ضرغام خان کو نوازتے پیچھے ہونا چاہا جس پر ضرغام خان نے عقیدت کے ہاتھ اپنی سخت گرفت میں لیتے۔۔۔بٹن پر رکھے اور خود عقیدت کے چہرے پر جا بجا اپنا لمس چھوڑنے لگا

"مسئلہ رات جانے کا ہے یا ہمارے اسپیشل مومنٹس کے خراب ہونے کا"--- عقیدت کے احتجاج کو کسی خاطر میں لائے بغیر اپنی بئیرڈ کو عقیدت کے دونوں گالوں پر رب کرتے سوالیہ لہجے میں استفسار کیا تو عقیدت نے منہ پھلا کر نظروں کا رخ بدلا جسے دیکھ ضرغام خان کندھے اچکاتا عقیدت کے دونوں ہاتھوں کو کمر پر لاک کرتا۔۔۔عقیدت کی گردن پر جھک گیا

"تم انسان بنو گے کہ نہیں ضرغام۔۔۔انکھیں دیکھو نیند نا لینے کی وجہ سے کیسے سرخ ہو رہی ہیں۔۔۔اور تم سونے کی بجائے اپنا ٹھرک جھاڑنے میں مصروف ہو"۔۔۔ضرغام کو پیچھے ہٹتے نا دیکھ عقیدت نے ضرغام خان کو کندھوں سے تھامتے پیچھے کرنے کی کوشش کی جس کے

Posted On Urdu Novel Book

بدلے میں ضرغام خان نے پوری شدت سے عقیدت کی گردن پر اپنے دانتوں کا دباؤ بڑھایا تو عقیدت نے ہونٹ بھینچتے ضرغام خان کے جھکے سر کو دیکھتے۔۔آگے ہوتے اپنے دانت ضرغام خان کے کندھے پر گاڑھے تو گردن پر جھکے ضرغام خان کے عنابی ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

"چلو میں فریش ہو جاؤ پھر اس بات کا بدلہ لیتا ہوں تم سے"۔۔عقیدت کے خود ہی پیچھے ہونے پر ضرغام خان نے گال تھپتھپاتے ہوئے کہا تو عقیدت نے گھور کر ضرغام خان کو دیکھتے۔۔نفی میں سر ہلاتے قدم باہر کی جانب بڑھائے

عقیدت کو کمرے سے جاتے دیکھتے۔۔ضرغام ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ سجائے کبرڈ سے کپڑے لیتا واشروم میں گھس گیا

---

کل رات۔۔۔

آج تو موقع اچھا ہے۔۔ایک تیر سے دو نشانے"--- سڑک کنارے ملازموں کے سامنے کھڑے ضرغام اور جیپ کے سامنے کھڑے ارمغان خان کو دیکھتے درختوں کی آڑ میں کھڑے ایک شخص نے ہونٹوں پر مکروہ مسکراہٹ سجائے کہا تو دوسرے نے بھی تائیدی انداز میں سر اثبات میں ہلاتے اپنی پسٹل کا رخ ارمغان خان کی جانب کیا

Posted On Urdu Novel Book

"اپنے شوہر پر اٹھی کسی کی بری نگاہ برداشت نا کروں—اور تم بندوق تانے کھڑے ہو"---
اپنے عقب سے آتی سرد آواز پر وہ دونوں وجود بھونچکا رہ گئے

ابھی وہ دونوں سنبھلتے حدائق شاہ نے آگے بڑھتے اپنی پسٹل کو ارمغان پر نشانہ باندھے کھڑے شخص کی گردن پر رکھ دیا

جبکہ ضرغام خان پر پسٹل تانے کھڑے شخص کو دیکھ عقیدت نے آگے بڑھتے اپنی جیکٹ سے تیز دھار آلہ نکالتے—پیچھے سے اس شخص کی گردن پر رکھا

"عقیدت نہیں--- ہمیں ابھی اس سے معلومات"---- عقیدت کے ارادے کو بھانپتے حدائق شاہ نے روکنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا لیکن اس کی بات ختم ہونے سے پہلے ہی عقیدت—حدائق شاہ اور اس شخص کو سمجھنے کا موقع دیے بغیر اس کی گردن پر بے رحمی سے اسے آلے کو پھیر چکی تھی—

خون کی تیز دھار پھوارے کی مانند نکلتی سامنے درخت پر گری

"معلومات گئی بھاڑ میں—میرے شوہر پر بندوق تانے کھڑے شخص کا یہی انجام ہو سکتا تھا—ایک سانس کی بھی مہلت نا دوں—اور آپ چاہتے تھے کہ میں اسے زندہ رکھو وہ بھی صرف چند سوالوں کے جواب جاننے کے لیے"--- جھٹکے سے اس شخص کو زمین پر پھینکتے سرد لہجے میں چبا کر کہا تو حدائق کے ساتھ کھڑے بہرام شاہ نے تاسف سے سر ہلایا

Posted On Urdu Novel Book

"وہ لوگ ادھر ہی آرہے ہیں--- جلدی نکلو"--- دوسرے شخص کے لاکھ جھپٹانے کے باجود بہرام شاہ اسے بیہوش کرتا اپنے کندھوں پر اٹھاتا پیچھے جھاڑیوں کی جانب بڑھا

جبکہ حدائق شاہ تاسف سے عقیدت کو دیکھتا نیچے جھک کر اس شخص کی لاش کو اٹھاتا۔۔۔اور تیز نظروں سے عقیدت کو چلنے کا اشارہ کرتا آگے کی جانب بڑھا

عقیدت نے پلٹ کر ایک نظر درختوں کی جانب آتے ضرغام خان کو دیکھا--- اور پھر تیز تیز قدم لیتی جھاڑیوں کی جانب بڑھی

ضرغام خان کے وہاں پہنچنے تک وہ تینوں وہاں سے غائب ہو چکے تھے

Urdu Novel Book

---

اب بس بھی کردو عقیدت--- ہوش میں تو آنے دو اسے"---- بہرام شاہ نے آگے بڑھتے عقیدت کو بازو سے تھام کر روکا

جہاں یہاں پہنچتے ہی دوسرے شخص کی درگت بنا چکی تھی۔

"کیسے بس کر جاؤں بہرام۔۔۔بتاؤ کیسے کر جاؤ۔۔۔اگر ہمیں خبر نا ملتی۔۔۔اگر میں نے ضرغام پر نظر نا رکھی ہوتی تو یہ لوگ آج میرے شوہر کو مجھ سے چھین لیتے--- وہاں سے یہاں آنے تک جتنی بار بھی میرے ذہن میں یہ سوچ آئی کہ اگر ضرغام کو کچھ ہو جاتا--- تو میں کیسے جیتی--- اس سوچ پر ہی مجھے اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوئی ہیں۔۔۔اور آپ کہہ رہے ہیں

Posted On Urdu Novel Book

میں بس کر جاؤں"--- لکڑی کے چھوٹے سے ٹیبل کو ٹھوکر مارتے چلاتے ہوئے کہا تو حدائق شاہ نے اپنی بہن کا جنونی روپ دیکھ تاسف سے سر ہلایا

"اس دن مقدس بیگم کے کمرے میں تم نے جس شخص کی باتیں سنی مجھے یقین ہے کہ وہ کون ہے۔۔کیونکہ عائث اور حدائق جن جگہوں پر ایکسیڈنٹ ہوا۔۔وہاں تحقیق کروائی تھی میں نے۔۔اور وہاں ایک چیز کامن تھی

کہ وہ دونوں ایکسیڈنٹ پری پلینڈ تھے۔۔اور جس گاڑی سے ہوا ان میں موجود ڈرائیور بھی ایک ہی شخص تھا۔۔اور اس ڈرائیور کی انفارمیشن نکالی تو اس کے کال ریکارڈ میں اس شخص کا نام موجود تھا"--- گھٹنے کے بل زمین پر جھکتے نیچے ادھ موئے شخص کے چہرے کو بغور دیکھتے ٹھہرے لہجے میں کہا تو عقیدت نے ہونٹ بری طرح کچلتے بہرام شاہ کے جھکے سر کو دیکھا---

"کیا میں اس شخص کو جانتی ہوں"--- عقیدت کے سوالیہ لہجے پر بہرام شاہ نے گردن ترچھی کرتے خاموش نگاہوں سے عقیدت کو دیکھا جسے سمجھتے عقیدت نے سختی سے اپنی مٹھیاں بھینچ لیں

"جاننے کی بات چھوڑو عقیدت - بس اتنا بتاؤ۔۔اگر گنہگار خان خاندان سے نکلا تو تمہارا کیا فیصلہ ہوگا۔۔ضرغام کو چھوڑ دو گی۔۔اگر کبھی وہ تمہارے بدلہ یا انصاف کہ رستے میں آیا"-

Posted On Urdu Novel Book

-- دیوار سے ٹیک لگائے تب سے خاموش کھڑے حدائق شاہ کی آواز بیسمنٹ کی خاموشی میں گونجی تو عقیدت نے سختی سے مٹھیاں بھینچی

"اس نے چھوڑ دیا تھا مجھے کیا--اس کی نظر میں تو اس کی باپ کے قاتل کی بیٹی ہوں--- اس بات کا بدلہ لیا کیا مجھ سے--میں ضرغام خان کو مرتے دم تک نہیں چھوڑوں گی - اور اگر کبھی وہ میرے انصاف یا بدلے کے رستے میں آیا تو اسے چھوڑنے کی بجائے جان سے مار دوں گی اور خود بھی مر جاؤں گی--مگر اپنے باپ کو بے قصور ثابت کر کہ رہوں گی"-

-- سپاٹ لہجے میں ایک ایک لفظ چبا کر کہا تو بہرام شاہ نے گھور کر حدائق شاہ کو دیکھا جو اسے بھڑکانے کا کام کر رہا تھا--جس پر حدائق شاہ نے کندھے آچکا کر پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ اڑسے

"آپ نے--او--آپ کی ہمت بھی کیسے ہوئی لالا کہ چھوٹے خان پر گولی چلانے کی--- آپ نے ضرغام کو تکلیف دینے کے لیے چھوٹے خان پر گولی چلا دی--یہ تک بھول گے ایک وقت تھا جب اس چھوٹے سے بھالوں میں ہماری بھی جان بسا کرتی تھی--اور آپ نے اسی پر گولی چلا دی"--- ارمغان خان کا چہرہ آنکھوں کے سامنے لہرایا تو عقیدت نے جھٹکے سے پلٹتے لہجے میں افسوس بھرے لہجے میں پوچھا تو حدائق شاہ نے گہری سانس لیتے قدم عقیدت کی جانب بڑھائے

Posted On Urdu Novel Book

"میں اس دن اگر ارمغان پر گولی نا چلاتا تو۔۔۔دشمن اس پر وار کرتا۔۔۔وہ سب دشمن کا دھیان بٹانے کے لیے تھا۔۔۔اس پر یہ ظاہر کرنے کے لیے تھا۔۔۔کہ ہم ایک دوسرے کے دشمن ہے۔۔۔اسے ہمیں مارنے کی ضرورت نہیں ہم خود ایک دوسرے کی جان لینے والے ہیں۔۔۔عائث پھر میں۔۔۔اور میرے بعد ضرغام اور ارمغان ہوتے۔۔۔اپنے دل پر پتھر رکھ کر اس شخص کو تکلیف دی ہے میں نے۔۔۔اور یقین مانو ضرغام خان کے ہاسپٹل پہنچنے سے میرے جاننے والے سپیشلسٹ ڈاکٹر وہاں اس کے انتظار میں کھڑے تھے--- بلیک پینٹ پر بلیک ہڈی پہنے--- نیلی آنکھوں میں سرد تاثرات سجائے سنجیدہ لہجے میں کہا تو عقیدت نے سکون سے سانس لی

ورنہ اپنا آپ مجرم لگ رہا تھا۔۔۔دل پر بوجھ تھا۔۔۔ارمغان خان کے سامنے جاتے نظریں شرمندگی سے جھک جاتی تھی۔۔۔اور وہ جب پیار سے ضرغام خان کے نام سے چھیڑتا یا بھابھی کہتا تو عقیدت کو گلٹ میں مبتلا کر دیتا

"عقیدت اب تم حویلی جاؤ۔۔۔ایسا کرتا ہوں میں ہی چھوڑ کر آتا ہوں---وہ پاگل خان حویلی پہنچا اور تمہیں وہاں نا پا کر قیامت برپا کر دے گا۔۔۔اور بدلے میں میری معصوم بیوی کو مجھ سے دور کرنے کی کوشش کرے گا"۔۔۔عقیدت کو بازو سے تھامتے زبردستی باہر لاتے مسکراتے لہجے میں کہا تو ضرغام خان کو پاگل کہنے پر عقیدت نے گھور کر حدائق شاہ کو دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

---

عقیدت ٹرے تھامے کمرے میں داخل ہوئی تو نظریں بیڈ پر اوندھے منہ لیٹے ضرغام خان پر گئی۔۔جو فریش ہو کر بلیک بنیان کے ساتھ بلیک ٹراؤزر پہنے شاید سو چکا تھا۔

ٹرے ٹیبل پر رکھتے۔۔کمرے کے دروازے کو لاک کرتے عقیدت نے قدم ضرغام خان کی جانب بڑھائے

"ضرغام"۔۔بیڈ کے کنارے ضرغام خان کے قریب بیٹھتے۔۔۔ ضرغام خان کے چاکلیٹ براؤن بالوں میں ہاتھ پھیرتے نرم لہجے میں پکارا تو ضرغام خان نے نیند کی سرخی لیے سرخ آنکھوں کو واہ کیا

نیلی آنکھوں میں سرخی دیکھ عقیدت کو اپنا دل ان میں ڈوبتا سا محسوس ہوا

"کچھ کھا لو پھر سو جانا"۔۔۔ ضرغام خان کی کنپٹی کو ہولے سے لبوں سے چھوتے کہا تو ضرغام خان نے ہنکارہ بھرتے آنکھیں موند لیں۔۔۔

"یہی لے آؤ۔۔اٹھنے کی ہمت نہیں ہو رہی"۔۔چہرہ عقیدت کے پہلو میں چھپاتے خمار آلود لہجے میں کہا تو اس اچانک افتاد پر عقیدت حق دق سی سانس روکے اپنے پہلو میں چہرہ چھپائے لیٹے ضرغام خان کو دیکھنے لگی

Posted On Urdu Novel Book

"تت۔۔تم ہٹو گے تو لاؤں گی نا"۔۔ضرغام خان کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے پیچھے کرتے جھنجھلائے لہجے میں کہا تو ضرغام خان نے پیچھے ہوتے ایک خفا نظر عقیدت کے سرخ چہرے پر ڈالی جسے سرے سے نظر انداز کرتے عقیدت نے اٹھ کر قدم ٹیبل کی جانب بڑھائے ناشتے کی ٹرے بیڈ پر ضرغام خان کے قریب رکھتے۔۔خود ٹرے کے دوسری جانب ضرغام خان کے سامنے بیٹھی تو ضرغام خان نے آبرو آچکا کر عقیدت کو دیکھا

"کیا۔۔میں نے بھی ناشتہ نہیں کیا۔۔اور اب ٹائم ویسٹ کرنے کی بجائے جلدی سے ناشتہ کر کہ سو جاؤ"--- ضرغام خان کی گھورتی نگاہوں کو نظر انداز کیے سینڈوچ اٹھا کر کھایا تو ضرغام خان نفی میں سر ہلاتا ٹیک ہٹا کر آگے ہوا

وہ اپنے لیے دو سینڈوچ جبکہ ضرغام کے لیے چھ لائی تھی--- کیونکہ اتنے دنوں میں اسے یہ آئیڈیا ہو گیا تھا کہ ضرغام خان کافی ہیوی قسم کا ناشتہ کرتا ہے--- لیکن اب تو ناشتے کے بعد اس نے سونا تھا۔۔تو وہ پراٹھے لسی کی بجائے سینڈوچ بنا لائی۔۔ضرغام خان کے لیے تین سینڈوچ رکھتے رکھتے نجانے کیا سوچ کر وہ چھ بنا لائی اور ابھی وہ ایک بھی ختم نہیں کر پائی تھی کہ وہ اپنے حصے کہ کھا کر کافی کا کپ لبوں سے لگا چکا تھا۔

جبکہ عقیدت ہونکوں کی طرح منہ کھولے ضرغام خان کی جانب دیکھ رہی تھی جس پر ضرغام نے آنکھوں سے استفسار کیا تو عقیدت نے بنا جواب دیے خاموشی سے اس نفی میں ہلایا

Posted On Urdu Novel Book

"ماشاءاللہ"۔۔۔سر جھکائے سرگوشی میں ماشاءاللہ بولا کہ کہی ضرغام خان کو نظر ہی نا لگ جائے۔۔۔کیونکہ اس نے اپنی ماں کو کہتے دیکھا جب بھی عقیدت اپنی ڈائٹ سے ہٹ کر کھا لیتی تو حلیمہ بیگم ہمیشہ ماشاءاللہ کہتی تھی

ابھی وہ انہی سوچو میں گم تھی کہ ضرغام خان نے ٹرے درمیاں سے اٹھا کر سائیڈ ٹیبل پر رکھتے۔۔۔عقیدت کے ہاتھوں سے سینڈوچ تھامتے--- اپنا بایاں بازو عقیدت کی کمر کے گرد حائل کرتے جھٹکے سے رخ بدلتے عقیدت کو تکیے پر پٹکا

ابھی وہ اس اچانک افتاد پر سنبھلی بھی نہیں تھی کہ ضرغام خان اپنے دونوں ہاتھ عقیدت کے اطراف میں رکھتا عقیدت پر جھک آیا

"میں یہاں تمہارے سامنے موجود ہوں۔۔۔مجھے دیکھنے۔۔۔پیار کرنے کی بجائے تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی اپنے خیالات میں کھونے کی یارِ من"--- عقیدت کے گلے سے دوپٹہ اتار کر بیڈ کے دوسرے کنارے پر اچھالتے سرد لہجے میں کہا تو عقیدت نے ضرغام خان کی بات کو نظر انداز کرتے اٹھنا چاہا تھا ضرغام خان نے اپنے دونوں ہاتھ عقیدت کے کندھوں پر رکھتے اسے واپس لٹایا

"خود تو ناشتہ کر چکے ہو اب مجھے بھی کرنے دو۔۔کیا تمہاری نظر اب میرے سینڈوچز پر ہے"--- منہ پھلائے ضرغام خان کے ہاتھ میں تھامے اپنے سینڈوچ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے معصومیت سے کہا تو ضرغام خان نے گھور کر عقیدت کو دیکھا

جو اس کے رومینٹک موڈ میں ناشتے کو لا رہی تھی--- مگر پل میں کچھ سوچتے آنکھیں چمکی تو عقیدت کو اپنے گرد خطرے کی گھنٹیا بجتی محسوس ہوئیں

"میری نظر تو میری بیوی کی بھوک پر ہے۔۔آج تمہارا پاگل خان اپنے طریقے سے تمہاری بھوک کا علاج کرے گا"--- عقیدت کے گلابی بھرے بھرے ہونٹوں کو اپنے انگھوٹھے سے سہلاتے خمار آلود لہجے میں کہا تو عقیدت نے دھک دھک کرتے دل کے ساتھ نفی میں سر ہلایا

مگر ضرغام خان کی معنی خیز نظریں اور ان میں نظر آتی محبت دیکھ عقیدت کو فرار کے سارے رستے بند ہوتے محسوس ہوئے

نظریں عقیدت کی سبز نگینوں سی آنکھوں میں گاڑھے۔۔سینڈوچ کو اپنے ہونٹوں کے درمیان رکھتے چہرہ عقیدت کے چہرے پر جھکایا تو عقیدت نے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دباتے سر نفی میں ہلایا

Posted On Urdu Novel Book
مگر اپنی کمر کے گرد لپٹے ضرغام خان کے ہاتھوں کی سخت گرفت محسوس کرتے۔۔۔ہونٹوں کو ہلکہ سے واہ کیا تو ضرغام خان کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ رینگ گئی

عقیدت کو سینڈوچ نا کھاتے دیکھ ضرغام خان نے گھورا مگر عقیدت نے سختی سے آنکھیں میچ لیں جس پر ضرغام خان نے عقیدت کو سمجھنے کا موقع دیے بغیر سینڈوچ کے چھوٹے سے بچ جانے والے ٹکڑے کو نکال کر ٹرے میں اچھالا اور پوری شدت سے عقیدت کے ہونٹوں پر جھک آیا

عقیدت اس سے پہلی سنبھلتی ضرغام خان اسے اپنے شکنجے میں قید کر چکا تھا۔

قطرہ قطرہ عقیدت کی سانسوں کو خود میں اتارتے۔۔۔ضرغام خان پل میں مدہوش ہوا تھا۔۔۔

عقیدت کی کمر پر ہاتھ لے جاتے وہ جھٹکے میں زپ کو کھولتے شرٹ کو دونوں کندھوں سے سرکا چکا تھا۔۔۔جسے محسوس کرتے عقیدت کو اپنے پورے وجود میں سرد لہریں سرائیت کرتی محسوس ہوئی

ہونٹوں پر لمحہ بہ لمحہ سخت ہوتی ضرغام خان کے ہونٹوں کی گرفت محسوس کرتے۔۔۔عقیدت نے مٹھیوں میں ضرغام خان کی بنیان کو دبوچا

کمرے کی خاموش معنی خیز فضا میں عقیدت کی بکھری سانسوں کا شور برپا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

عقیدت کی بکھری سانسوں کو محسوس کرتے ضرغام خان نے نرمی سے اپنے ہونٹ جدا کیے تو عقیدت نے گہرے سانس لیتے۔سر تکیے پر ٹکاتے آنکھیں موند لیں

ضرغام خان کی خمار آلود نظریں عقیدت کے خون چھلکاتے سرخ ہونٹوں سے ہوتی۔دودھیا شفاف گردن پر آکر رکی تو نیلی شہہ رگ کو دیکھتے ضرغام خان کو اپنے گلے میں گلٹی سی ابھرتی محسوس ہوئی

عقیدت کے کندھوں پر اپنے ہاتھ کی پشت پھیرتے--- انگلیاں عقیدت کی انگلیوں سے الجھا کر سر کہ اوپر پن کی تو عقیدت نے قربت کا خمار لیے سرخ ہوئی آنکھوں کو واہ کیا تو نظریں گہری نیلی آنکھوں سے ٹکرائی

Urdu Novel Book

جس پر ضرغام خان نے جھکتے نرمی سے عقیدت کی آنکھوں کو اپنے ہونٹوں سے چھوا تو عقیدت کے ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ رینگ گئی جسے دیکھتے ضرغام خان کو اپنے رگ و پہ میں سکون سرائیت کرتا محسوس ہوا۔

چہرے پر جھکتے نرم گرم لمس چھوڑتے۔ضرغام خان پل میں چہرے سے گردن کا سفر طہ کرتا۔دیوانہ وار اپنی شدتیں نچھاور کرنے لگا

عقیدت کی گردن اور کندھوں پر اپنی شدتوں کے نشان چھوڑتے وہ دنیا بھلائے--- اپنی بیوی کی ذات میں گم ہوتا مدہوش ہو رہا تھا

Posted On Urdu Novel Book
عقیدت کی کمر پر بازو لپیٹے کروٹ بدلی تو عقیدت نے اپنا چہرہ ضرغام خان کی گردن میں چھپاتے--- گہری سانس بھری تو—اپنی گردن پر دہکتی بکھری سانسوں کی تپش محسوس کرتے ضرغام خان نے شدت سے عقیدت کو خود میں بھینچ لیا

عقیدت کی سانسیں ہموار ہوئی تو ضرغام خان نے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دبائے—ہاتھ بڑھا کر دوسرا سینڈوچ اٹھایا

"بیگم ابھی تو ایک اور رہتا ہے"—ضرغام خان کے مسکراتے لہجے پر عقیدت نے سر اٹھا کر ضرغام خان کو گھورا تو عقیدت کے بکھرے سراپے کو دیکھ ضرغام خان نے آنکھ دبائی تو عقیدت نے سٹپٹا کر اپنی فراک کا گلہ ٹھیک کیا

جس پر کمرے کی خاموش فضا میں ضرغام خان کا دلکش قہقہہ گونجا

تو عقیدت نے خفا ہوتے ضرغام خان کے سینے پر مکے برسائے تو ضرغام خان نے مسکراتے—عقیدت کو بانہوں میں بھرتے سر نفی میں ہلایا

ہنسی رکی تو خاموشی سے سینڈوچ دوبارا عقیدت کے ہونٹوں کی طرف کیا تو عقیدت نے یاک خاموش نظر ضرغام خان کے ہاتھ میں تھامے سینڈوچ پر اور پھر ضرغام خان کے چہرے پر ڈالی—نظریں ضرغام خان کی آنکھوں سے سرکتی مونچھوں تلے عنابی ہونٹوں پر آکر رکی تو عقیدت نے ہاتھ بڑھاتے سینڈوچ پکڑ کر ٹرے میں رکھا

Posted On Urdu Novel Book
جبکہ عقیدت کو خاموشی سے دیکھتے ضرغام خان کے دل نے بے ساختہ بیٹ مس کی تھی۔۔
اپنے چہرے پر جھکتی عقیدت کو دیکھ ضرغام خان کی آنکھیں خود بہ خود بند ہوتی چلی گئی۔۔
بازو نرمی سے عقیدت کے گرد حائل ہوئے تو۔۔عقیدت نے نرمی سے جھکتے--- نرم ہونٹوں سے ضرغام خان کے چہرے کو اپنے ہونٹوں سے چھوا
تھوڑی پر لب رکھتے۔۔انگھوٹھے کے پوروں سے ہونٹوں کو چھوا تو--- ضرغام خان نے خمار آلود چاکلیٹ براؤن آنکھوں کو واہ کیا--- کمر سے سرکتا ہاتھ عقیدت کے بالوں میں آکر الجھا تو عقیدت نے خاموش نظروں سے ضرغام خان کو دیکھا جس پر ضرغام خان نے عقیدت کا سر اپنے ہونٹوں پر جھکایا تو عقیدت نے نرمی سے اپنے ہونٹ ضرغام خان کے ہونٹوں پر ثبت کر دیے
ضرغام خان نے پاؤں کی مدد سے کمفرٹر کو اوپر کھیچتے ہاتھ بڑھا کر دونوں کے وجود کو ڈھانپتے عقیدت کو اپنے حصار میں قید کر لیا
"اب سو جاؤں ضرغام۔۔مجھے مزید تنگ مت کرو--- ورنہ میں دوسرے کمرے میں چلی جاؤں گی"--- گہری سانس بھرتے چہرہ ضرغام خان کی گردن میں چھپاتے سرگوشی کی تو ضرغام خان نے کروٹ کے بل ہوتے عقیدت کو خود میں بھینچ لیا

Posted On Urdu Novel Book

"ایسی کی تیسی دوسرے کمرے کی--- دوسرے کمرے میں جانے کا سوچا بھی تو ٹانگیں توڑ کر ہمیشہ کے لیے اس بستر پر لٹا دوں گا---تمہاری نیند کا خیال کر کہ سونے دے رہا ہوں--- ورنہ جس قدر تم میرے قریب ہو میرا دل چاہ رہا ہے سب پردوں کو ہٹاتے آج تمہاری روح میں شامل ہو جاؤ--- تم پر اپنی شدتوں کے۔محبت کے سارے رنگ نچھاور کر دوں"--- گال عقیدت کے سر پر ٹکائے خمار آلود لہجے میں کہا مگر عقیدت کی جانب سے کوئی جواب نا پا کر ضرغام نے سر جھکا کر دیکھا تو وہ کب کی نیند کی وادیوں میں کھو چکی تھی۔ جسے دیکھ ضرغام خان کے ہونٹوں پر تبسم بکھر گیا نرمی سے عقیدت کے سر پر ہونٹ رکھتے ہاتھ بڑھا کر ریموٹ سے لائیٹس بند کرتے سکون سے آنکھیں موندی تو تھوڑی ہی دیر میں نیند کی دیوی نے ضرغام خان کو اپنے لپیٹ میں لیتے۔خوابوں کی دنیا میں چھوڑ دیا

---

"عقیدت پتر۔اگر کام سے چھٹیاں لیں تھی تو کہی گھوم ہی آتے تم دونوں"--- ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے ناشتہ کرتے دا جی نے عقیدت کی طرف دیکھتے نرم لہجے میں کہا تو عقیدت کی نظریں بے اختیار اپنے سامنے خاموشی سے ناشتہ کرتے ضرغام خان پر گئی

وہ ناشتہ کرنے میں اس قدر مگن تھا کہ جیسے اس سے ضروری کوئی کام ہو ہی نا------

Posted On Urdu Novel Book

کل صبح میں سونے کے بعد وہ عصر کے وقت اٹھے تھے۔۔ضرغام فریش ہوتا نماز کے لیے گیا تو وہی سے ڈیرے کی طرف ہو گیا--- زمینوں کے معاملات دیکھتے۔۔اور جنگل میں ہوئے خون کی چھان بین کرتے اسے کافی وقت لگ گیا جس باعث وہ رات لیٹ حویلی آیا

مگر عقیدت کو اپنے انتظار میں جاگنے کی بجائے سوتے ہوئے دیکھ وہ صبح سے اس سے ناراضگی کا اظہار کر رہا تھا۔۔جو عقیدت کی سمجھ سے باہر ہی تھا۔

"داجی وہ ضرغام کو گاؤں کے کچھ ضروری کام تھے۔۔ہم انشا اللہ نیکسٹ ٹائم پلین کر لیں گے"--- ایک نظر ضرغام خان کے جھکے سر کو دیکھتے۔۔نظروں کا رخ داجی کی جانب کرتے ہوئے کہا تو عقیدت کو کینہ توز نظروں سے دیکھتی مقدس بیگم نے منہ بسورتے ہنکارہ بھرا

"ہنہہ۔۔جیسے تم لوگوں کو بہتر لگے۔۔اور تمہاری تو نوکری تھی نا وہ کیا موئے کہتے جو ٹی وی پر آتی۔۔اس کے بارے میں کیا ارادہ ہے"--- داجی کے سوال پر ضرغام خان نے بے اختیار سر اٹھاتے۔۔خاموش نظروں سے عقیدت کی جانب دیکھا

"نیکسٹ ویک سے انشاء اللہ دوبارا سے شروع کر دوں گی۔۔میری ٹیم بھی کئی بار رابطہ کر چکی ہے۔۔اور اب مجھے لگتا ہے کہ اتنا بریک کافی ہے"۔۔ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے نرم لہجے میں کہا تو داجی نے سمجھنے کے انداز میں سر اثاںت میں ہلایا

Posted On Urdu Novel Book

خود پر نظروں کی تپش محسوس کرتے عقیدت نے نظروں کا رخ سامنے کیا تو ضرغام خان کو خاموش نظروں سے خود کو تکتا پایا

عقیدت نے آبرو آچکا کر وجہ پوچھی تو ضرغام خان ہاتھ سے پلیٹ پیچھے کھسکاتا وہاں سے اٹھتا۔۔لمبے لمبے ڈنگ بھرتا اوپر اپنے کمرے کی---جانب بڑھ گیا

"جب سے یہ لڑکی میرے بیٹے کی زندگی میں آئی ہے۔۔بچارے نے کھانا پینا کم کر دیا ہے۔۔نا سونے کا ہوش نا جاگنے کا۔۔اب بھی دیکھو کچھ ڈھنگ سے کھایا بھی نہیں اور اٹھ کر چلا گیا"--- مقدس بیگم کے طنزیہ لہجے پر عقیدت نے چونک کر ان کی جانب دیکھا جبکہ داجی نے افسوس سے سر نفی میں ہلایا

"جہاں محبت ہو وہاں چھوٹی موٹی ناراضگیاں چلتی رہتی ہیں۔۔اور ناراض ہو کر کھانا نا کھا کر ہی شوہر بیوی کو ایموشنل بلیک میل کرتے ہیں۔۔تا کہ وہ ان کی بات مان جائے۔۔اور آپ کا بیٹا بھی اپنی بات منوانے کے لیے یہ حربے استعمال کر رہا ہے۔۔محبت دیکھ لیں گاؤں کے سردار سے بھی کیا کچھ کروا جاتی ہے"--- مقدس بیگم کی جانب جھکتے آگ لگاتے لہجے میں کہتے۔۔مسکرا کر اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی تو مقدس بیگم نے کھا جانے والی نظروں سے عقیدت کو دیکھتے نخوت سے سر جھٹکا

جبکہ داجی خاموشی سے سر جھکائے کھانا کھانے میں مصروف ہو گئے

Posted On Urdu Novel Book

تاسف بھری نگاہ مقدس بیگم پر ڈالتے عقیدت نے قدم اپنے کمرے کی جانب بڑھائے

---

Posted On Urdu Novel Book

وہ ابھی کمرے میں داخل ہوئی ہی تھی کہ ضرغام خان نے بازو سے پکڑتے۔۔کمرے کا دروازہ بند کرتے عقیدت کو دروازے کے ساتھ لاک کرتے اپنے دونوں ہاتھ اطراف میں رکھے

"کیا کہہ رہی تھی تم داجی سے"--- نظریں عقیدت کے کھلے کھلے چہرے پر جمائے سخت لہجے میں استفسار کیا تو عقیدت نے نا سمجھی سے ضرغام خان کی جانب دیکھا--- جو نیوی بلو کرتا شلوار پہنے۔۔چاکلیٹ براؤن ہلکے گیلے بالوں کو ماتھے پر بے ترتیبی سے بکھیرے--- چہرے پر سخت تاثرات سجائے--- عنابی ہونٹوں کو سختی سے بھینچے عقیدت کے قریب طرح جھکا اس کے جواب کا منتظر تھا--

"تو اور کیا وجہ بتاتی۔۔ہمارے نا"--- ہششش وہ نہیں جو تم نے اس کے بعد کہا--- کس سے پوچھ کر تم اپنی جاب پھر سے شروع کرنے والی ہو"--- عقیدت کی بات کاٹتے سرد لہجے میں ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا تو عقیدت نے نا سمجھی سے ضرغام خان کے سرخ پڑتے چہرے کی جانب دیکھا---

"کیا مطلب کس سے۔۔وہ میرا پروفیشن ہے۔۔میرا شو چل رہا ہے۔۔جس سے میں نے شادی کے لیے بریک لیا--- اب اسے دوبارا سے کرنے کے لیے کس کی اجازت چاہئے مجھے۔۔میں وہ پہلے بھی کر رہی تھی اور آگے بھی کرتی رہوں گی خان"--- نظریں ضرغام خان کی نیلی

Posted On Urdu Novel Book

سرخ پڑتی آنکھوں میں گاڑھے جواب دیا تو دروازے پر رکھے ضرغام خان نے اپنے ہاتھوں کو سختی سے بھنچا

"آج تو کہہ دیا تم نے۔۔مگر آئندہ میں اس بارے میں تمہارے ہونٹوں سے ایک لفظ نا سنو۔۔۔اور رہی اجازت کی بات تو میں تمہارا شوہر ہونے کی حیثیت سے تمہیں اس جاب کی اجازت نہیں دیتا۔۔۔اور مجھ لگتا ہے کہ یہ بات اب ہمیشہ کے لیے یہی پہ ختم ہو جانی چاہیے"۔--

-- نرمی سے عقیدت کا گال تھپتھپاتے سنجیدہ لہجے میں کہا تو عقیدت نے بے یقینی سے ضرغام خان کے چہرے کی جانب دیکھا---

"کیوں نہیں اجازت دو گے تم مجھے۔۔۔کیسے تم آسانی سے اس بات کو نظر انداز کر سکتے ہو"۔--

-- رخ بدلتے ضرغام خان کو بازو سے تھامتے اپنی جانب کرتے بے یقینی سے کہا تو ضرغام خان نے خاموش نظروں سے عقیدت شاہ کی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔جہاں صرف بے یقینی اور حیرت تھی۔

"کیونکہ تمہیں سکرین پر دیکھ کر لوگ باتیں ڈسکس"--- ڈسکس۔۔۔ایسا کیا کر رہی ہوتی ہوں میں خان۔۔۔مجھے فرق نہیں پڑتا کہ لوگ مجھے دیکھ کر کیا سوچتے ہیں میرے بارے میں کیا کہتے ہیں--- مجھے یاک پرسنٹ بھی لوگوں کی سوچ اور باتوں سے فرق نہیں پڑتا"---

Posted On Urdu Novel Book

ضرغام خان کی بات کاٹتے تیز لہجے میں کہا تو ضرغام خان نے سختی سے مٹھیاں بھینچتے دو قدم کے فاصلے کو سمیٹتے عقیدت کو کندھوں سے تھامتے دیوار سے پن کیا

"لیکن مجھے فرق پڑتا ہے عقیدت ضرغام خان--- مجھے تمہاری طرف اٹھتی ہر نگاہ سے فرق پڑتا ہے—میرے رگوں پہ میں شرارے پھوٹتے ہیں—میرا دل و دماغ پھٹنے والا ہو جاتا ہے جب لوگ تمہیں دیکھتے ہیں--- تم میری ہو—اس خان کی بیوی—میں تم پر کسی کا سایہ برداشت نا کروں کجا اتنے لوگوں کی نظریں—مجھے تمہارے جاب کرنے سے کوئی مسئلہ نہیں ہے—یقین مانو مجھے بالکل مسئلہ نہیں ہے—لیکن تمہیں لوگوں کی نظروں کے حصار میں نہیں دیکھ سکتا میں--- اور اس بات کی اجازت تو تمہیں میرے مرنے کے بعد بھی نہیں مل سکتی"---- عقیدت کے چہرے پر جھکے شدت بھرے لہجے میں کہا تو عقیدت نے نم پلکوں کی باڑ اٹھاتے ضرغام خان کی خون چھلکاتی آنکھوں میں دیکھتے پل میں چہرے کا رخ بدلا تو ضرغام خان نے عقیدت کے چہرہ پھیرنے پر اپنی انگلیوں کی گرفت عقیدت کے کندھوں پر سخت کی تو

عقیدت کو ضرغام خان کی انگلیاں اپنے بازوؤں میں دھنستی محسوس ہوئی—اپنے چہرے پر جھلسا دینے والی سانسوں کی تپش محسوس کر کہ عقیدت نے لب بھینچے تو ضرغام خان نے

Posted On Urdu Novel Book

جھٹکے سے عقیدت کو قریب کرتے اپنے دانت عقیدت کے گال پر گاڑھے تو عقیدت نے تڑپ کر ضرغام خان کے کرتے کو مٹھیوں میں دبوچا

"آئندہ--- اگر تم نے مجھ سے نظریں پھیریں تو جان لے لوں گا تمہاری"--- عقیدت کے گال پر اپنے دانتوں کے نشان پر شدت سے لب رکھتے بوجھل لہجے میں تنبیہہ کی تو عقیدت نے بسورتے ضرغام خان کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے پیچھے دھکیلا

"جان لینے میں کوئی کسر چھوڑی ہے تم نے—تم مجھ سے میرا خواب چھین رہے ہو--- میرے اتنے سالوں کی محنت کو اپنی آنا اور ضد کی نظر کرنے کا کہہ رہے ہو—میری زندگی کے مقصد کو مجھ سے چھین رہے ہو خان"--- ضرغام خان کے بالوں کو اپنی مٹھیوں میں دبوچ جھکتے سے رخ بدلتے دیوار سے پن کرتے نم لہجے میں چلا کر کہا تو ضرغام خان نے سخت نظروں سے عقیدت کو گھورتے--- عقیدت کے ہاتھوں کو اپنے بالوں سے جدا کرتے اپنے ہاتھوں میں قید کیا

"میں تم سے تمہارا کوئی خواب نہیں چھین رہا عقیدت—تمہیں لگتا ہے کہ میں تمہارے ساتھ کچھ ایسا کرسکتا ہوں--- اگر مجھے مر کر بھی تمہارے خوابوں کو تعبیر دینی پڑے تو میں ایک لمحہ نا لگاؤ—لیکن اس سب کے باجود بھی میں یہ برداشت نہیں کرتے سکوں گا—میں تمہیں یہ نہیں کہوں گا کہ تم عبایا پہن کر شو کر لو—بالکل بھی نہیں—جب لوگ تمہاری آواز سنے

Posted On Urdu Novel Book

گے۔۔۔تمہاری آنکھوں کو دیکھے گے تو وہ تمہارا چہرہ دیکھنے کے لیے بے قرار ہو گے۔۔۔میں نہیں چاہتا کہ کسی کے دل و دماغ میں یہ سوچ یا خواہش بھی ائے۔۔۔تم میری عزت ہو اس خان کی غیرت۔۔۔ تمہارے سر کے بال سے پاؤں کے ناخن تک صرف اور صرف میرا حق ہے۔۔۔تم کیسی دکھ رہی ہو۔۔۔تمہارے ہونٹ تمہاری آنکھیں۔۔۔تمہارے ہاتھ پاؤں یا آواز ان سب کے بارے میں سوچنے تعریف کرنے انہیں چھونے کا حق میرا ہے۔۔۔اور اپنے حق کی طرف اٹھنے والی نگاہ کو ضرغام خان نوچ سکتا ہے چھوڑ نہیں۔۔۔ تمہیں لوگوں کی مدد کرنی ہے۔۔۔انہیں انصاف دلانا ہے۔۔۔تو اس کے لیے صرف یہی ایک راستہ تو نہیں ہے۔۔۔تم ہماری این جی او سنبھال لو۔۔۔شو کے علاوہ چینل بھی تو بہرام کا ہے نا تم اس میں کوئی اور ذمہ داری سنبھال کو۔۔۔مگر یہ نہیں عقیدت۔۔۔میرے مرنے کے بعد بھی تمہیں اس کی اجازت نہیں"۔۔۔۔ سلگتے لبوں کا لمس عقیدت کے ہاتھوں کی پشت پر چھوڑتے سخت لہجے میں باور کرواتے۔۔۔ نیلی آنکھوں میں شدت و جنون لیے وہ عقیدت کو خاموش کرواگیا

" مطلب میں جو بھی کہہ کو۔۔۔جیسی بھی ضد کر لوں۔۔۔تم اپنی بات سے نہیں ہٹو گے"۔۔۔ نظریں ضرغام خان کے ہاتھوں پر ٹکائے سوالیہ لہجے میں کہا تو ضرغام خان نے کندھے اچکاتے۔۔۔ہاتھ عقیدت کی کمر پر رکھتے اسے قریب کیا

Posted On Urdu Novel Book

"تمہیں پتہ ہے نا عائث کے ساتھ بہت سے پارٹیز میں گیا ہوں میں--- اور وہاں ایکٹینگ کے لیے بہت سی آفرز بھی ہوئی ہیں مجھے۔۔لاکھ شوق ہونے کے باوجود بھی میں نے ان آفرز کو قبول نہیں کیا۔۔وجہ پتہ کیا تھی"---- پشت دیوار سے ٹکاتے۔۔عقیدت کو اپنے سینے سے لگاتے۔۔دونوں ہاتھوں میں عقیدت کا چہرہ بھرتے نرم لہجے میں استفسار کیا تو عقیدت نے خاموش نظروں سے ضرغام خان کو دیکھا جو آنکھوں میں جذبوں کی آنچ لیے عقیدت کے چہرے کے نقوش کو والہانہ انداز میں تک رہا تھا

ٹی پنک کلر کی شرٹ کے ساتھ کیپری اور ہم رنگ دوپٹہ اوڑھے۔ سبز نگینوں سی آنکھوں میں کاجل کی لکیر کھینچے۔۔گلابی بھرے بھرے ہونٹوں پر ڈارک پنک لپ اسٹک لگائے خاموش نظروں سے ضرغام کو دیکھتی اس کے دل میں طلاطم برپا کر چکی تھی۔

"وہ وجہ میں تو نہیں ہو سکتی۔۔میری تو شکل دیکھنے کے روادار نہیں تھے تم"--- طنزیہ لہجے میں کہتے نظروں کا رخ ایک بار پھر سے پھیرا تو ضرغام خان نے غصے سے عقیدت کا چہرہ ہاتھ میں دبوچتے اپنی جانب کیا اور آنکھوں میں وارننگ لیے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو یہ آخری بار تھا۔۔

"وجہ تم ہی تھی۔۔تمہارے علاوہ نا زندگی کا مقصد ہے نا کوئی وجہ۔۔میں شوبز کا حصہ بن کر اپنی بیوی کو انسکیور نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔میں نہیں چاہتا تھا کہ میرے رات گئے گھر سے باہر

Posted On Urdu Novel Book

ہونے پر وہ میرے انتظار کے ساتھ اس فکر میں مبتلا ہو کہ میں کسی لڑکی کے ساتھ تو نہیں—میرے کسی بھی جھوٹے اسکینڈل کی وجہ سے وہ مجھے کھونے کے احساس سے گزرے— میں تمہیں لے کر انسکیور نہیں ہوں کہ تم مردوں کے ساتھ کام کرتی ہو—میں تمہارے معاملے میں حد سے زیادہ پوزیسو ہوں--- مجھے سمجھنے کی کوشش کرو عقیدت--- نہیں کر سکتا میں برداشت یار—تمہیں کوئی اور دیکھے اور میں برداشت کر لوں نہیں ہے حوصلہ اس بات کا مجھ میں"---- ضرغام خان کے شدت بھرے لہجے میں در آئی بے بسی کو محسوس کرتے عقیدت نے اپنی ہتھیلی ضرغام خان کے ہونٹوں پر رکھی

" یہ مت سمجھنا کہ تمہاری ایموشنل باتوں میں آگئی ہوں--- ایسا بالکل بھی نہیں ہے—سچ تو یہ ہے کہ میں تمہیں یہاں اکیلے خوبصورت پٹھانیوں میں چھوڑ کر اتنے اتنے دنوں کے لیے شہر جا کر نہیں بیٹھ سکتی—تم تو ویسے بھی دوسری شادی کے چکر میں ہو - میں وہاں لوگوں کو انصاف دلانے جاؤں اور پیچھے میرا شوہر میرے ساتھ ہی ناانصافی کر جائے"--- ضرغام خان کو گھورتے--- ناک سکوڑ کر کہا تو کمرے میں ضرغام خان کا دلکش قہقہہ گونجا آگے بڑھتے عقیدت کے احتجاج کو کسی خاطر میں لائے بغیر اپنی سخت گرفت میں لیتے—خود میں بھینچ کر زمین سے اٹھاتے—گول گول گھمایا تو عقیدت نے بامشکل اپنی چیخوں کا گلا گھونٹتے ضرغام خان کے بالوں کو مٹھیوں میں دبوچ لیا

Posted On Urdu Novel Book

"آہ ۔۔پاگل خان۔۔۔ کوئی شرم و حیا ہے کہ نہیں"۔۔۔ ضرغام خان کے رکنے پر عقیدت نے اپنا سر ضرغام خان کے سینے پر۔ٹکاتے پھولی سانسوں سمیت کہا تو ضرغام خان نے بنا کوئی جواب دیے عقیدت کو اتنی زور سے خود میں بھینچا کہ عقیدت کو اپنی پسلیاں ٹوٹتی محسوس ہوئی

"چلو آج تمہیں جنگل گھما کر لاتا ہوں"۔۔۔ کبرڈ سے عقیدت کی چادر نکال کر۔۔عقیدت کے سر پر اوڑھتے ہوئے کہا اس سے پہلے عقیدت کوئی سوال کرتی ضرغام خان اس کا ہاتھ تھامتا کمرے کا دروازا کھولتا باہر قدم رکھ چکا تھا۔

اپنے ہاتھ پر ضرغام خان کی گرفت دیکھ عقیدت سمجھ چکی تھی کہ انکار کی کوئی گنجائش نہیں تھی

جبکہ ان دونوں کو ہاتھ تھامے ایک ساتھ باہر جاتے دیکھ مقدس بیگم کو اپنے سینے پر سانپ لوٹتے محسوس ہو رہے تھے۔۔۔

---

دا جی وہ شاہ حویلی سے بیبیاں آئیں ہیں۔۔اور وہ کہہ رہی ہیں کہ آپ سے بات کرنا چاہتی ہیں"۔۔۔ ملازمہ نے کمرے میں آکر پیغام دیا تو دا جی نے اسے چلنے کا اشارہ کرتے کتاب بند کرتے سائیڈ ٹیبل پر رکھی

Posted On Urdu Novel Book

"السلام و علیکم دا جی"--- داجی کے ڈرائنگ روم میں داخل ہونے پر حلیمہ بیگم اور ثمرین بیگم نے احتراماً اٹھتے ہوئے سلام کیا تو داجی نے مسکراتے ہوئے ان کے سر پر پیار دیتے بیٹھنے کا اشارہ کیا

جبکہ ڈرائنگ روم کو گفٹس کپڑوں مٹھائیوں زیورات کے باکسسز کو دیکھتے وہ کافی حد تک معاملہ سمجھ چکے تھے

"کیسے آنا ہوا—اور تم دونوں اکیلی ہی آئی ہو سلویٰ بچے کو بھی لیتی آنا تھا"--- صوفے پر بیٹھتے داجی نے کہا تو حلیمہ بیگم نے ایک نظر ثمرین بیگم کو دیکھتے بات شروع کرنے کا سوچا

"داجی اپ جانتے ہیں کہ ہماری امانت آپ کی طرف ہے—پہلے ہی بہت دیر ہو گئی ہے— ہم اور دیر نہیں کرنا چاہتے--- میں اپنے حدائق کی دلہن کو اب اپنے گھر لے جانا چاہتی ہوں--- مجھے امید ہے کہ آپ کو بھی اعتراض نہیں ہو گا—آپ اگر حدائق سے مل کر کوئی بات کرنا چاہتے ہیں مطلب اپنی تسلی کے لیے تو وہ آپ سے ملنے اجائے گا— لیکن داجی ہم چاہتے ہیں کہ جتنی جلدی ہو سکے آپ ہماری امانت ہمارے حوالے کر دیں"--- حلیمہ بیگم کی بات سنتے داجی نے سمجھنے کے انداز میں سر اثبات میں ہلایا

"ہمم—ٹھیک کہہ رہی ہو تم—وہ تمہاری ہی امانت ہے اور تم جب چاہے اسے لے جا سکتی ہو—ہمیں کوئی اعتراض نہیں—میں بس اس امانت کے رکھوالوں سے مشورہ کر لو کہ وہ کیا

Posted On Urdu Novel Book

چاہتے ہیں۔۔ضرغام عائث اور ارمغان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو حلیمہ بیگم کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی اور رہی بات حدائق سے ملنے کی وہ میں خود وقت نکال کر مل آؤ گا

"داجی میں بھی آپ سے کچھ مانگنے آئی ہوں--- میں بہت امید لے کر آئی ہوں۔۔مجھے امید ہے کہ آپ مجھے خالی ہاتھ نہیں لٹائیں گے۔۔میرے مانگنے کا مان رکھ لیجئے گا"--- ثمرین بیگم کے التجائیہ لہجے پر داجی نے چونک کر دیکھا اور ہاتھ کے اشارے سے انہیں بولنے کا اشارہ کیا تو ثمرین بیگم نے ایک نظر حلیمہ بیگم کو دیکھتے بات جاری کی

"داجی میں اپنے بہرام کے لیے آپ کی امتثال کا ہاتھ مانگتی ہوں--- میں نے اپنے بیٹے کی آنکھوں میں امتثال کے لیے پسندیدگی دیکھی ہے۔۔اور ایسا پہلی بار ہوا ہے داجی۔۔بہرام سے تو آپ مل چکے ہیں اور آپ کو اندازہ ہوگیا ہوگا کہ وہ کس مزاج کا ہے۔۔میرا بیٹا امتثال کا بہت خیال رکھے گا۔۔آپ سے گزارش ہے کہ آپ اس بارے میں ضرور سوچئے گا اور فیصلہ میرے بیٹے کے حق میں کیجئے گا۔۔میرا بیٹا بہت صابر اور محبت کرنے والا ہے"---- صابر والی بات پر ثمرین بیگم نے دانت پیسے جبکہ حلیمہ بیگم نے چہرے کا رخ بدلتے اپنی مسکراہٹ چھپائی۔

Posted On Urdu Novel Book

کیونکہ ان کے صابر بیٹے نے کچھ دن پہلے اپنی محبت کا اظہار کرتے دونوں ماوؤں کے سر پر دھمکا کیا اور جلد از جلد رشتہ لے جانے کی ضد میں انہیں ناکوں چنے چبوا دیئے تھے۔

ثمرین بیگم کو تو یقین ہی نہیں ہو رہا تھا کہ یہ ان کا سوبر خاموش مزاج اور سلجھا ہوا بیٹا ہے جو اس قدر اتاولا ہو رہا ہے۔

اور اب ثمرین بیگم کا بس نہیں چل رہا تھا جوتا اتارے اور بہرام شاہ کی اچھی خاصی پٹائی کر ڈالیں۔۔کیونکہ نواب صاحب نے دونوں ماؤں کے کانوں میں بلیو ٹوتھ لگا کر کنیکٹ کی ہوئی تھیں۔۔کیونکہ بہرام شاہ اس معاملے میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتا تھا وہ ہر اس بات سے باخبر رہنا چاہتا تھا جو اس کی ماں وہاں جا کر کرنے والی تھی

بہرام شاہ کے بلو ٹوتھ لگانے پر ثمرین بیگم نے کافی گھوریوں سے اسے نوازا مگر وہ نظر انداز کرتا اپنا کام کرتا رہا

داجی جو کچھ اور بھی سوچ بیٹھے تھے ثمرین بیگم کے امید بھرے لہجے پر خاموش ہو گئے جبکہ دوسری جانب یہ خاموشی بہرام شاہ کا دل بری طرح دھڑکا چکی تھی۔۔خشک پڑتے ہونٹوں کو تر کرتے اسٹیرنگ کو مضبوطی سے تھاما۔۔۔ جبکہ وجود کا پور پور سماعت بنا داجی کے بولنے کے انتظار میں تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

"ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔۔۔بہرام پتر تو ویسے بھی میرے دل کو بہت قریب ہے۔۔۔مگر اس سب کے باوجود بھی میری پوتی کی رائے بہت اہمیت رکھتی ہے۔۔۔اس کے انکار کے آگے بہرام کی پسندیدگی کی اہمیت نہیں ہوگی--- اگر امتثال ہاں کرتی ہے تو پلوشہ کی رخصتی کے ساتھ ہی میں اسے بھی رخصت کر دوں گا"---- داجی کے ہونٹوں سے ادا ہوئے الفاظ کو سنتے بہرام شاہ نے گہری سانس لیتے کپکپاتے ہاتھ کی میٹھی بناتے ہونٹوں پر رکھا

سر اٹھائے تشکر بھری نظروں سے دیکھتے۔۔۔سختی سے آنکھیں میچتے سر سیٹ کی پشت سے ٹکا دیا

اپنی محبت کے مل جانے کے احساس کو محسوس کرتے بہرام شاہ کی آنکھیں خوشی کے احساس سے نم ہوئی

جب کہ دل اتنی تیزی سے دھڑکا کہ بہرام شاہ کو اپنی کانوں میں گونجتا محسوس ہوا۔۔

"تو داجی اس مہینے کی پچیس کو رخصتی رکھتے ہیں آج پانچ ہیں۔۔۔بیس دن رہتے ہیں--- آپ امتثال سے پوچھ کر ہمیں بتا دیجیے گا تا کہ ہم پھر دو بیٹیوں کے استقبال کے لیے تیاریاں شروع کریں"---- حلیمہ بیگم نے مسکرا کر کہا تو داجی نے مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا

Posted On Urdu Novel Book

جبکہ مقدس اور کشف بیگم کے اب تک نا آنے پر داجی کو یقین ہو گیا کہ وہ دونوں اس وقت حویلی سے باہر گئیں ہو گی ورنہ وہ حلیمہ بیگم کے آنے پر واویلا شروع کر دیتی

---

نارنجی رنگ کی لانگ فراک کے ساتھ وائٹ کیپری اور نارنجی رنگ کا ہی دوپٹہ گلے میں لیے---- وہ کیفے کے کونے میں بیٹھی نظریں کھڑکی سے باہر نظر آتے پہاڑوں کے خوبصورت مناظر پر ٹکائے کافی پینے میں مصروف تھی

سردیاں شروع ہونے والی تھیں اور امتثال سردیوں کی شاپنگ کے لیے شہر آئی ہوئی تھی۔ امتثال نے تو پلوشہ کو بھی ساتھ آنے کے لیے اصرار کیا مگر اس لڑکی نے فوراً سے انکار کر دیا اور امتثال کے لاکھ منانے پر بھی آنے پر راضی نا ہوئی تو امتثال اس سے ناراض ہوتی اکیلے ہی شاپنگ کے لیے اگئی

وہ اپنی سوچو میں ڈوبی کافی پی رہی تھی جبکہ کچھ فاصلے پر ہتھیار تھامے کھڑے اس کے گارڈز کیفے میں داخل ہوتے بہرام شاہ کو دیکھ جزبز کا شکار ہوتے ایک دوسرے کی شکلوں کی جانب دیکھنے لگے

جب قریب آتے بہرام شاہ نے ہاتھ کے اشارے اور سخت نظروں سے انہیں وہاں سے نو دو گیارہ ہونے کا اشارہ کیا تو انہوں نے پلٹ کر باہر کی دنیا میں گم اپنی مالکن کو دیکھا کہ

Posted On Urdu Novel Book
شاید وہی کچھ کہہ دے لیکن امتثال کے نا پلٹنے پر وہ سب مجبوراً بہرام شاہ کے اشارے پر وہاں سے ہٹ گئے اور رخ دوسری جانب کیے وہی کھڑے ہو گئے
لیکن کیفے سے باہر جانے کی غلطی نا کی۔۔اگر وہ یہاں بہرام شاہ کے ہاتھوں سے بچ بھی جاتے تو ارمغان خان کے ہاتھوں ان کی موت کنفرم تھی
"باہر کے مناظر خوبصورت ہیں۔۔مگر اتنے بھی نہیں کہ آپ ان میں اس قدر کھو جائیں کہ میری موجودگی کو ہی محسوس نا کر سکیں"---- اپنا ایک ہاتھ ٹیبل پر اور دوسرا چیئر پر رکھتے امتثال خان کے کان کی جناب جھکتے شکوہ کناہ لہجے میں سرگوشی کی تو امتثال خان نے جھٹکے سے چہرے کا رخ بدلتے اپنے دائیں جانب دیکھا تو دھک سے رہ گئی
ہیزل ہنی آنکھوں کا گہری سیاہ رات سی آنکھوں سے تصادم اس قدر جان لیوا تھا کہ امتثال کو اپنا دل پسلیاں توڑ کر باہر آتا محسوس ہوا۔
سانس روکے وہ اپنے چہرے سے کچھ انچ کے فاصلے پر بہرام شاہ کے وجیہہ چہرے کو دیکھ رہی تھی--- بہرام شاہ کے چہرے پر پھیلی خوبصورت مسکراہٹ دیکھ امتثال کو اپنی دھڑکنیں منتشر ہوتی محسوس ہوئیں--- جبکہ دہکتی سانسوں کی تپش سے گال تمتما اٹھے

Posted On Urdu Novel Book

"آپ ۔۔کیسے ۔۔مم ۔۔مطلب کب آئیں"--- خشک پڑتے ہونٹوں کو تر کرتے کرسی پر بیٹھے پیچھے کی جانب کھسکتے ہوئے ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں استفسار کیا تو بہرام شاہ نے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دبائے انتثال کے ماتھے پر ننھی ننھی پسینے کی بوندوں کو دیکھا---

"تب جب آپ اس خوبصورتی میں کھوئی ہوئیں تھیں"۔۔چیئر سے ہاتھ ہٹاتے سیدھے ہوتے کھڑکی سے باہر دیکھتے ہنوز شکوہ کناہ لہجے میں کہا تو بہرام شاہ کے لہجے میں جلن محسوس کرتے انتثال کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

جبکہ سامنے کرسی کھسکا کر بیٹھتے بہرام شاہ کے چہرے کی مسکراہٹ پل میں سمٹی تھی۔

نارنجی رنگ پہنے--- براؤن بالوں کو درمیان سے مانگ نکال کر دونوں اطراف میں کھلا چھوڑے ۔۔گلے میں سٹار شیپ کا پینڈنٹ پہنے ۔۔ہیزل ہنی آنکھوں میں کاجل لگائے ۔۔لمبی گھنی سیاہ پلکوں کو مسکارا لگا کر اور دلکش بنایا گیا تھا--- ہونٹوں پر چاکلیٹ براؤن لپ اسٹک لگائے وہ اس قدر خوبصورت لگ رہی تھی کہ وہ پل میں کسی کا بھی ایمان ڈگمگا سکتی تھی

نظریں انتثال خان کے ہوش ربا سراپے سے ہٹاتے بہرام شاہ نے ایک نظر اطراف میں دوڑائی تو کیفے میں اس وقت اکا دکا لوگ تھے ۔۔اور وہ بھی شاید کپل ہی تھے

نظریں اطراف سے ہوتی خود کو نا سمجھی سے دیکھتی انتثال پر آ کر رکی تو بہرام شاہ نے غصہ ضبط کرتے اپنی مٹھیاں سختی سے بھینچتے کہنیاں ٹیبل کی سطح پر ٹکائیں

Posted On Urdu Novel Book

"میں نے کچھ کہا تھا تم سے امتثال"--- سخت نظروں سے امتثال کو دیکھتے دبے ڈبے لہجے میں غرا کر کہا تو پل میں امتثال کی مسکراہٹ سمٹی

بہرام شاہ کی آنکھوں میں سرخی اترتی دیکھ امتثال کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوتی محسوس ہوئی

کچھ دن پہلے کی وارننگ یاد آئی تو امتثال کو اپنی جان جاتی محسوس ہوئی

پلوشہ سے ناراض ہوتے وہ تیزی سے وہاں سے نکلتی گاڑی میں ان بیٹھی تھی—چادر کا خیال رستے میں آیا تو اس نے یہ سوچ کر نظر انداز کر دیا کہ بہرام شاہ وہاں تھوڑی ہو گا یا اسے تھوڑی پتہ چلے گا—

مگر اب بہرام شاہ کی آنکھوں میں خون اترتے دیکھ امتثال کو اپنی غلطی کا شدت سے احساس ہوا

"وہ ہہ-ہم بہرام وہ مم—میں بھول گئی"--- مجرموں کی طرح سر جھکائے اپنی غلطی کا اعتراف کیا تو بہرام شاہ نے ہونٹ بھینچتے اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیوں کو ماتھے پر پھیرتے اشتعال پر قابو پانے کی کوشش کی

"چادر عورت کی عزت ڈھانپنے کے لیے ہوتی ہے—اسے بری نظروں سے بچاتی ہے—تم کیسے بھول سکتی ہو جبکہ میں تمہیں چادر کے بغیر حویلی سے باہر قدم رکھنے سے منع کر چکا

Posted On Urdu Novel Book

تھا۔۔پھر تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی چادر کے بغیر یہاں تک آنے کی"---- دونوں ہاتھ ٹیبل پر ٹکائے آگے جھکتے غرا کر کہا تو امتثال کی آنکھیں بہرام شاہ کے اس انداز پر پل میں نم ہوئی تھیں۔

آنکھوں میں تیرتی نمی کو اندر اتارتے بے یقینی سے بہرام شاہ کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھا وہ محبت کرتا تھا مگر وہ یہ حق نہیں رکھتا تھا کہ اپنا غصہ اس طرح سے اس پر اتارے "مسٹر بہرام شاہ آپ کو کوئی حق نہیں پہنچتا اس لہجے میں مجھ سے بات کرنے کا۔۔آج تک میرے بھائیوں نے مجھ سے اس لہجے میں بات نہیں کی--- اگر آپ یہ اپنی محبت کی دھونس جما رہے ہیں تو نہیں چاہئے مجھے ایسی محبت"--- امتثال کے انگلی اٹھا کر سخت لہجے پر بہرام شاہ نے خاموش نظروں سے اسے دیکھا جس کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگتا جا رہا تھا۔۔گلابی چہرہ پل میں سرخی ہوا تھا جسے دیکھتے بہرام شاہ نے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دبائے۔۔امتثال کے کپکپاتے ہونٹوں کو دیکھا

ابھی وہ کچھ کہتا کہ امتثال جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھتی تیز تیز قدم لیتی باہر نکلتی چلی گئی جبکہ بہرام شاہ نے گھنے سیاہ بالوں میں ہاتھ پھیرتے خود کو کوسا

امتثال کے معاملے میں وہ اپنی نیچر سے ہٹ کر شدت پسند ہو رہا تھا۔۔اور جب سے داجی کا جواب سنا تھا۔۔تو لہجے میں استحقاق عود آیا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

پہلے وہ اسے محبت کی نظر سے دیکھتا تھا مگر آج بہرام شاہ نے امتثال خان کو اپنی ہونے والی بیوی کی نظروں سے دیکھا تھا

وہ ناچاہتے ہوئے بھی اپنے لہجے پر قابو نا پا سکا

خود کو کوستے ایک جھٹکے میں اٹھتا لمبے لمبے ڈنگ بھرتا وہ امتثال کے پیچھے بھاگنے کے انداز میں گیا

---

"امتثال"--- سڑک پر تیزی سے چلتی امتثال خان کو بھاگتے ہوئے پکارا تو امتثال کے قدموں میں تیزی در آئی

"اب تم نے مجھ سے دور بھاگنے کی کوشش کی تو قسم کھا کر کہہ رہا ہوں--- ابھی اور اسی وقت کسی مسجد میں لے جا کر نکاح پڑھوا لوں گا تم سے__اور پھر بھاگ کر دکھانا مجھے"--- امتثال خان کا بازو تھامتے جھٹکے سے اپنی جانب موڑتے سرد و سپاٹ لہجے میں کہا تو امتثال نے ہونقوں کی طرح منہ کھولے بہرام شاہ کو دیکھا---

"اور اپ کو کیا لگتا ہے__آپ نکاح پڑھوائے گے تو میں نکاح پڑھ لوں گی__بنا کچھ سوچے سمجھے آپ جیسے شخص کو قبول کر لوں گی__جو پل میں مجھے ذلیل کر دیتا ہے"--- نم لہجے میں چلا کر کہا تو بہرام شاہ نے گہری نظروں سے امتثال خان کی بھیگی پلکوں کو دیکھا---

Posted On Urdu Novel Book

دل نے سر پسلیوں سے ٹکراتے ان اٹھتی گرتی پلکوں کی چلمل کو چھونے کی خواہش کی تو بہرام شاہ نے بری طرح ڈپٹتے سر جھٹکا

"مجھے صرف لگتا ہی نہیں مجھے یقین ہے"--- ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ سجائے یقین بھرے لہجے میں کہا تو امتثال نے سختی سے ہونٹ بھینچے

"اور ذلیل نہیں کیا تمہیں۔۔اپنی عزت کو بھی کوئی ذلیل کر سکتا ہے۔۔حق جتایا تھا اپنی محبت پر۔۔ہونے والے شوہر کا استحاق منہ زور ہوتا عود آیا تھا۔۔محبوبہ کو بیوی کے روپ میں سوچتے ہر چیز سے رقابت محسوس ہوئی تھی"---- پہلو میں گرے امتثال کے ہاتھوں کو تھامتے--- چہرہ خود کی جانب گردن اٹھائے کھڑی امتثال پر جھکائے جذبوں سے چور لہجے میں کہا تو امتثال کے دل نے بے ساختہ بیٹ مس کی۔۔بہرام شاہ کے شوہر والی بات پر الجھ کر دیکھا

"تمہیں ہمیشہ کے لیے مانگ لیا ہے۔۔اب مسسز بہرام شاہ بننے کے لیے تیار ہو جاؤ خانم"--- امتثال کی آنکھوں میں الجھن دیکھ شوخ لہجے میں کہا تو امتثال نے حیرت سے بہرام شاہ کے مسکراتے چہرے کو دیکھا---

"اور اگر میں اس رشتے سے انکار کر دوں"--- اپنی حیرت پر جلد قابو پاتے آبرو آچکا کر کہا تو بہرام شاہ کے ہونٹوں پر پراسرار مسکراہٹ رینگ گئی

"اور تمہاری اس بکواس پر اگر میں تمہاری یہی جان لے لوں تو"--- امتثال کے لہجے میں دوبدو جواب دیا تو امتثال نے بے یقینی سے بہرام شاہ کی سیاہ گہری آنکھوں میں دیکھا جہاں اس وقت امتثال کو صرف اور صرف اسے پانے کا جنون اور شدت ہی نظر آرہی تھی

"آپ مجھے دھمکی دے رہے ہیں"—لہجہ کو حتی الامکان نارمل رکھتے اپنے ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کرتے ہوئے استفسار کیا تو بہرام شاہ نے فورا سر نفی میں ہلایا

"میں سچ بتا رہا ہوں"--- کندھے آچکا کر جواب دیا تو امتثال کی آنکھیں ایک دفعہ پھر سے نم ہوئی

"آپ میری جان لینے کی بات کر رہے ہیں بہرام--- کیا آپ کے لیے میری جان اتنی ارزہ ہے کہ اپنی رائے ظاہر کرنے پر آپ مجھے جان لینے کی دھمکی دیں"---- ہاتھ چھڑوانے کی کوشش ترک کرتے بھیگے لہجے میں شکوہ کیا تو بہرام شاہ نے سنجیدہ نظروں سے امتثال خان کو دیکھا

"میں صرف بات نہیں کر رہا حقیقت بتا رہا ہوں تمہیں--- تمہاری جان تمہاری سانسوں تمہارے وجود کے سوا اس دنیا کی کوئی چیز میرے لیے اہمیت نہیں رکھتی—اور جب تم ہی اس جان کو اس وجود کو مجھ سے دور کرو گی-- کسی اور کے لیے ان سانسوں—اس جان اور وجود کی حفاظت کرو گی تو کیا فایدہ اس وجود اور جان کے ہونے کا کیا فائدہ--- جب یہ

Posted On Urdu Novel Book

سانسیں میری سانسوں میں شامل نہیں ہو سکے گی۔جب یہ جان مجھ میں شامل ہو کر ایک جان نہیں ہو سکے گی۔جب یہ وجود میری محبت کہ رنگ میں نہیں رنگ سکے گا۔میری شدتوں اور میری خوشبو سے نہیں مہک سکے گا تو اس کا اس دنیا میں ہونا ہی فضول ہے۔اور کسی اور کے لیے ہونا تو ناممکن ہے"---- چہرہ امتثال کے چہرے پر جھکائے--- دھیمے مگر تپش زدہ لہجے میں کہتے امتثال کی مدھم چلتی سانسوں میں گہری سانس لی تو امتثال کو اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس ہوئی ابھی وہ لڑکھڑا کر گرتی کہ بہرام شاہ نے بایاں بازو امتثال کی کمر کے گرد لپیٹتے۔اسے گرنے سے بچایا

"آپ ای۔سے تت۔تو نہیں تھے بہرام---ات۔نے شدت پسند"--- بہرام شاہ کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تو بہرام شاہ نے ہلکے سے ماتھا امتثال کے ماتھے سے ٹکرایا

"میں ایسا ہوں بھی نہیں--- میں ایک عام سے بندہ ہوں--- لڑائی جھگڑوں دشمنیوں اور نفرتوں سے دور محبتوں اور رشتوں میں زندہ رہنے والا--- لیکن تمہارے معاملے میں ان سب سے ہٹ کر ہوں--- تمہیں دیکھنے اور چاہنے کے بعد میرے جنون میں لمحہ بہ لمحہ اضافہ ہوا ہے--- میرے دل نے تمہیں صرف خود تک محدود رکھنے کی ضد کی ہے۔تمہیں دنیا سے چھپا کر اپنے سینے میں چھپا لینے کا جنون ہے مجھے--- میری زندگی میں شامل ہو کر تمہیں اور کسی قسم کی روک ٹوک کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا تم ہر معاملے ہر فیصلے میں آزاد

Posted On Urdu Novel Book

ہو گی۔۔مگر تمہارے لیے جو میرا جنون ہے اسے تمہیں ہر حال میں برداشت کرنا ہو گا۔۔ خود کو صرف بہرام شاہ تک محدود رکھنا ہو گا--- انکار کا جواز نہیں اور اقرار میں تاخیر نہیں ہونی چاہیے میری خانم--- پورے بیس دن بعد تمہیں اپنی بیوی کے روپ میں ملوں گا اور اب میں تمہیں آخری وارننگ دے رہا ہوں چادر کے بغیر حویلی سے قدم باہر رکھا تو اپنے قدم قبر میں رکھنے کے لیے تیار رہنا"---- امتثال کے کان کی جانب جھکتے سرگوشی نما لہجے میں کہتے پیچھے ہوتے امتثال کا گال تھپتھپایا فون نکال کر گارڈز کو گاڑی لانے کا کہا اور بت بنی کھڑی امتثال کا ہاتھ تھامتے گاڑی میں بٹھا کر دروازہ بند کرتے

اپنی گاڑی میں بیٹھتے ڈرائیور کو گاڑی سٹارٹ کرنے کا اشارہ کیا

امتثال کی گاڑی حویلی کے اندر داخل ہوئی تو بہرام شاہ نے گہری سانس لیتے۔۔اپنی گاڑی کا رخ شاہ حویلی کی جانب کیا

---

شاہ جی وہ چھوٹے خان۔۔میرا مطلب ارمغان خان آئیں ہیں۔۔بہرام شاہ جو امتثال کے حویلی داخل ہونے کے بعد ڈیرے پر آکر حساب کتاب دیکھ رہا تھا ملازم کے پیغام دینے پر رجسٹر بند کرتا اٹھ کھڑا ہوا

Posted On Urdu Novel Book

آنے والا شخص کوئی عام تو نہیں تھا۔۔جس قدر وہ شرارتی تھا اس قدر ہی وہ سب کا لاڈلا تھا۔۔نجانے کیا کشش تھی اس مغرور شہزادے میں کہ سب اس کی جانب کھینچے چلے آتے تھے۔۔اس کی شرارتی آنکھوں کی چمک اور چہرے کی معصومیت کسی کا بھی دل موم کر سکتی تھی۔۔اور اپنی اس خوبی سے وہ باخوبی واقف تھا اور اس کا بھرپور فایدہ اٹھاتے وہ حویلی والوں کے ساتھ ساتھ گاؤں والوں کو بیوقوف بنا جاتا تھا۔۔ جبکہ کبھی ضرغام اور کبھی عائث اس کی معصوم شکل دیکھتے اس کی ہر ضد پوری کر دیتے تھے۔۔۔۔دشمنی کی دیوار کھڑی ہونے کے باجود بھی ان کا دل چھوٹے خان کے لیے اتنا ہی نرم تھا جتنا کہ اس ننھے سے وجود کو پہلی بار ہاتھوں میں لیتے وقت تھا۔۔اور اب تو بہرام شاہ کو چھوٹا خان پہلے سے اور عزیز تر ہو گیا تھا۔۔۔

بہرام شاہ کمرے سے نکل کر باہر گیٹ کی طرف آیا تھا ارمغان خان کو سفید شلوار کے ساتھ نیلا کرتا جس کی آستینوں کو کہنیوں تک فولڈ کیا تھا پہنے۔۔آنکھوں پر سن گلاسز لگائے ۔۔جیپ کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑے دیکھ ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

"شکر ہے میری قسمت میں شرارتی مگر معصوم سالا لکھا ہے۔۔۔ ورنہ حدائق شاہ کو دیکھتے تو مجھے اس کے حال پر ترس ہی آتا ہے"۔۔۔ ارمغان خان کو اپنی جانب آتے دیکھ دل ہی دل میں شکر ادا کرتے ہوئے کہا اور قدم ارمغان خان کی جانب بڑھائے

Posted On Urdu Novel Book

"چھوٹے خان آج کیسے ہمارے غریب کھانے کو رونق بخشنے کا سوچ لیا"--- ارمغان خان کو زور سے گلے لگاتے۔۔پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے مسکراتے لہجے میں کہا تو ارمغان خان کا مدھم قہقہہ فضا میں گونجا

"ایسا غریب کھانا اللہ سب کے نصیب میں کرے"--- سن گلاسز اتار کر ہاتھ میں پکڑتے شوخ لہجے میں کہا تو ارمغان خان کی جواب پر بہرام شاہ کا قہقہہ بے ساختہ تھا

"آمین۔۔تم مجھے بتا دیتے یار کہ آنے والے ہو۔۔تو پھر میں خان کے لحاظ سے کھانے میں اچھا سا انتظام کر لیتا"---- ارمغان خان کے کندھے پر بازو پھیلاتے اندر کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے کہا تو ارمغان خان نے مسکراتے ہوئے سر نفی میں ہلایا

"آپ محبت سے جو بھی کھلا دیں گے یہ خان اپنی خوش قسمتی سمجھ کر کھا لے گا"۔۔سینے پر ہاتھ رکھتے تھوڑا جھکتے ہوئے کہا تو بہرام شاہ نے محبت سے ارمغان خان کے کندھے پر تھپکی دیتے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا

بیس منٹ میں کھانے کا انتظام کرو--- اور دنبہ لازمی ہو اس میں--- تب تک چائے پانی بھیجو"--- ملازم کو کھانے کا کہتے۔۔بہرام شاہ مکمل ارمغان خان کی جانب متوجہ ہوا۔۔جو ٹانگ پر ٹانگ رکھے-- صوفے کی پشت پر بایاں بازو پھیلائے۔۔جبکہ دوسرے ہاتھ سے موبائل میں مصروف تھا--

Posted On Urdu Novel Book

"اور کیسی جا رہی ہے تمہاری ڈیوٹی"--- بہرام شاہ کے پوچھنے پر ارمغان خان نے مسکراتے موبائل سامنے ٹیبل پر رکھا

"کیسی ڈیوٹی--- ظلم ہو رہا ہے مجھ معصوم پر__غلطی ان دونوں آدمیوں کی تھی کی رات کے پچھلے پہر بائیک لیے گاؤں کی گلیوں میں گھوم رہے تھے--- اور چہرے بھی چھپائے ہوئے تھے__تو ہو گئی غلط فہمی مجھے اور لگا دی میں نے انہیں دو تین__وہ تو بعد میں پتہ چلا کہ وہ پہرہ دے رہے تھے__اب پچھلے پندرہ دن سے ڈیرے اور کھیتوں پر ڈیوٹی لگائی ہوئی ہے داجی نے میری"---- چہرے پر معصومیت سجائے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کہا تو بہرام شاہ کو اپنا قہقہہ ضبط کرنا مشکل ہو گیا

مہینہ پہلے گاؤں میں کافی چوریاں ہونا شروع ہو گئی تھیں__ان میں سے ایک شخص جس کی چوری ہوئی اس کا کہنا تھا کہ تین نقاب پوشوں نے اسے کھیتوں کی جناب گھیر لیا تھا__تو تب ضرغام نے رات کے وقت گاؤں کی گلیوں اور کھیتوں کی جانب پہرادادوں کو تعینات کیا تھا---- جس کے بعد چوری جیسا واقع دوبارا نہیں ہوا

"جہاں تک مجھے معلوم پڑا تھا__وہ بائیک والے تمہارے ہی تعینات کیے گئے آدمی تھے__ اور انہیں دو تین نہیں اتنی لگی تھی کہ وہ دو ہفتے ہاسپٹل رہے تھے"--- ہونٹوں پر مٹھی

Posted On Urdu Novel Book

رکھ کر مسکراہٹ روکے سنجیدہ لہجے میں کہا تو ارمغان خان کی شکل ایسی ہوئی جیسے کڑوا بادام منہ میں ڈال لیا ہو

"ہاں تھے—لیکن اب بندے کو شکلیں بھول بھی تو جاتی ہیں—اور ویسے بھی میں نے بتایا نا انہوں نے منہ چھپائے ہوئے تھے—غصے اور اندھیرے میں کیا پتہ لگتا کہ کتنی لگ رہی --- انہیں چھوڑیں یہ بتائیں کہ آپ آج کل زیادہ مصروف نہیں ہوگئے—میں پہلے بھی آیا تھا تب آپ شہر گئے ہوئے تھے—سب خیریت"---- وہ لڑنے جھگڑنے کہ بہانے ڈھونڈتا تھا مگر اتنا بھی ظالم نہیں تھا کہ اپنے شوق پیچھے کسی غریب کو ہاسپٹل پہنچا دے—ان دو آدمیوں نے کھیتوں میں کام کرتی عورت کے ساتھ بدتمیزی کی تھی—جس پر وہ عورت ڈیرے پر ارمغان خان کے پاس شکایت لے کر آئی تھی—اور گزارش کی تھی کہ یہ بات وہ کسی کو نا بتائے ورنہ اس کی بدنامی ہوگی--- کیونکہ گاؤں میں ایسی باتوں کا بتنگڑ بنتے دیر نہیں لگتی تھی--- اسی لیے ارمغان خان نے رات پہرہ دیتے وقت ان کی اچھی خاصی طبیعت صاف کی تھی

انہیں چوروں پر نظر رکھنے کی زمہ داری دی گئی تھی مگر وہ تو عزتوں کے لٹیرے بننے جا رہے تھے ---

Posted On Urdu Novel Book

"ہاں وہ چھوٹی نے شادی کے لیے ہاں کر دی ہے تو اسی سلسلے میں۔۔لڑکا دور خاندان میں جاننے والوں میں ہی سے ہے۔۔ایک سال پہلے بات چلی تھی تو میں نے لڑکے کے بارے میں انفارمیشن نکلوائی تھی لیکن وہ سال پہلے کی بات - یہاں سیکنڈز میں دنیا بدل جائے انسان بدلنے میں کونسا دیر لگتی۔۔بس معلومات مل جائے تو نکاح کی رسم ہوگی"----- نظریں ارمغان خان کے چہرے پر ٹکائے سادہ لہجے میں بتایا مگر اپنی بات پر ارمغان خان کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ ابھی بہرام شاہ کچھ کہتا کہ موبائل پر میسج کی نوٹیفکیشن کی جانب متوجہ ہوگیا

جبکہ سلویٰ شاہ کی ہاں کے بارے میں سنتے ارمغان خان کو اپنا خون کھولتا ہوا محسوس ہوا--- چہرہ غصے کی زیادتی کے باعث پل میں خون چھلکانے والا ہو گیا---

لاکھ کوشش کے باوجود بھی جب وہ خود پر ضبط نا کر پایا تو جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھتے آنکھوں پر گلاسسز لگائے کہ بہرام شاہ ان آنکھوں کی سرخی دیکھ دل کا حال نا جان جائے۔۔ ٹیبل سے اپنا فون اٹھاتے وہ جھٹکے سے وہاں سے نکلنے کے لیے مڑا تھا

"کیا ہوا چھوٹے خان۔۔یار بیٹھو تو صحیح کچھ دیر۔۔ کھانا آنے والا ہوگا"--- ارمغان خان کو اٹھتے اور باہر کی جانب بڑھتے دیکھ بہرام شاہ نے موبائل رکھتے جلدی سے اس کی جانب

Posted On Urdu Novel Book

بڑھتے ہوئے کہا تو ارمغان خان نے مٹھیاں بھینچتے گہری سانس لیتے خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کی

"لالا وہ ایک کام یاد آگیا—ضرغام لالا بھابھی کے ساتھ گئے ہوئے ہیں—اگر میں نے بھی کام نا کیا تو دیر ہو جائے گی--- اور میں نہیں چاہتا دیر ہو"---- بہرام شاہ کو گلے لگاتے پراسرار لہجے میں کہتا بنا بہرام شاہ کی ایک بھی سنے لمبے لمبے ڈنگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا

جبکہ بہرام شاہ نے پرسوچ نظروں سے دھول اڑاتی دور جاتی ارمغان خان کی جیپ کو دیکھا--- گھنے سیاہ بالوں میں ہاتھ پھیرتے پلٹ کر قدم اندر کی جانب بڑھائے

"سالا اور بیوی دونوں ہی جذباتی ہیں"--- منہ میں بڑبڑاتے صوفے پر ڈھے کر آنکھیں موند لیں---

---

"اگر یہ بات یہاں سے باہر گئی کہ میں یہاں آیا تھا—یقین مانو جہاں نظر آئے وہی زندہ دفن کر دوں گا"---- جیپ کو سکول کی پچھلی گلی کے قریب روکتے—گارڈز کو سخت لہجے میں باور کرواتے--- قدم سکول کے پیچھے بنے گراؤنڈ کی جانب بڑھائے

گراؤنڈ میں داخل ہو کر اردگرد نگاہ دوڑائی تو دور دور تک وہاں کوئی نہیں تھا—

Posted On Urdu Novel Book

کچھ قدم پیچھے ہو کر بھاگ کر جمپ لگاتے دیوار پھلانگتے وہ سکول میں داخل ہو چکا تھا وہ گیٹ کی جانب سے اس لیے نہیں آیا کیونکہ وہاں کھڑے گارڈز بہرام شاہ کے وفادار تھے--- دوسروں کو تو ڈرا دھمکا کر وہ چپ کر واسکتا تھا لیکن ان کے بارے میں جانتا تھا کہ وہ بہرام شاہ سے کبھی جھوٹ نہیں بولے گے وہ اسے ضرور بتا دیں گے کہ ارمغان خان کو سکول آیا تھا۔

لڑکیوں کے سکول میں اس کا کیا کام ہو سکتا تھا۔۔وہ کوئی بہانہ بھی نہیں بنا سکتا تھا۔

---

ویسے تو سکول سے دو بجے چھٹی ہو جاتی تھی--- لیکن اب بچوں کے مڈز ہونے والے تھے۔۔ تو بہت سارا کام تھا

جسے وہ حویلی لے جانے کی بجائے یہی ختم کر کہ جاتی تھی--- کیونکہ ثمرین بیگم کا کہنا تھا کہ وہ سکول کا کام وہی ختم کر کہ آیا کرے--- اور پھر حویلی جا کر اس کا ویسے بھی کام کرنے کا دل نہیں کرتا تھا۔

اور اب ساڑھے تین کا وقت ہو رہا تھا۔۔اور وہ آفس میں بیٹھی پیپرز کا شیڈول بنا رہی تھی کہ تبھی دھاڑ سے دروازا کھلنے پر اپنی جگہ سے اچھل کر کھڑی ہوئی

Posted On Urdu Novel Book

نظریں سامنے اٹھی تو اپنے سامنے سرخ خون چھلکاتی آنکھوں سے خود کو قہر بھری نظروں سے گھورتے ارمغان خان کو دیکھتے دھک سے رہ گئی

غصے کی زیادتی سے پھولی سانسیں اور پٹھانی نقوش میں گھلی سرخی دیکھ سلویٰ کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوتی محسوس ہوئی

سفید کلیوں والی فراک کے ساتھ گلابی دوپٹہ گلے میں پہنے--- براؤن گھنے بالوں کو چٹیاں میں قید کیے جس کی آوارہ لٹیں چہرے کے گرد ہالہ کیے ہوئے تھیں—گرے آنکھوں میں خوف اور بے یقینی لیے وہ اپنے سامنے آتش فشاں بنے ارمغان خان کو دیکھتی پل کے لیے ساکت ہوئی تھی

"یی—یہ کک—کیا بدتمیزی ہے تم اندر کیسے ائے—دروازہ کیوں بند کر رہے ہو"-----

ارمغان خان کو آفس کا دروازہ لاک کرتے دیکھ سلویٰ نے چلاتے ہوئے کہا تو ارمغان خان نے پلٹ کر قہر بھری نظروں سے سلویٰ شاہ کو دیکھا کہ سلویٰ کو ارمغان خان کی نظریں اپنے وجود سے آر پار ہوتی محسوس ہوئی

"تمہیں میری بات سمجھ نہیں آئی تھی سلویٰ شاہ--- کہا بھی تھا کہ ایسا کچھ مت کرنا—تو پھر ہمت کیسے ہوئی تمہاری"---- دروازے سے آگے کچھ فاصلے پر پڑی چیئر کو اٹھاتے شیشے

Posted On Urdu Novel Book

کے ٹیبل پر مارتے دھاڑتے ہوئے کہا تو آفس کی فضا میں دھماکے سی آواز گونجی جس میں سلویٰ شاہ کی چیخیں دب کر رہ گئیں

ہونٹوں پر ہاتھ رکھے--- گرے آنکھوں میں آنسو لیے سلویٰ نے بے ساختہ قدم پیچھے لیے جبکہ ارمغان خان پل میں آفس کا نوشہ بگاڑ چکا تھا-

چئیر کو اٹھا کر دیواروں میں مارتا--- شیلف پر سجی ٹرافیز کو نیچے گراتا سلویٰ کے اوسان خطا کر چکا تھا-

کانوں پر ہاتھ رکھتی دیوار سے ٹیک لگائے وہ پھٹی آنکھوں سے ارمغان خان کے جنونی روپ کو دیکھتی وہی بیٹھتی چلی گئی

جب توڑنے کے لیے کچھ نا بچا تو دیوار پر پوری شدت سے مکہ مارتے پلٹ کر خون آشام نظروں سے سلویٰ شاہ کو دیکھا---

جس پر سلویٰ شاہ کو اپنی روح فنا ہوتی محسوس ہوئی--- وہ بدلہ لینے کے چکر میں خان کو چھیڑ تو چکی تھی—مگر اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہ کس سرے پھرے شخص سے الجھنے جا رہی ہے—اب زخمی شیر کی طرح دھاڑتے اور سب تباہ کرتے دیکھ سلویٰ کو شدت سے اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا—اسے کب یہ امید تھی کہ وہ اس طرح سامنے اجائے گا—وہ تو بس

Posted On Urdu Novel Book

اسے تنگ کر رہی تھی---لیکن وہ تو جان لینے کے در پر آگیا تھا—جتنی بہادری تھی وہ ارمغان خان کی خون چھلکاتی آنکھیں دیکھ کر ہی ہوا ہو چکی تھی-

لمبے لمبے ڈنگ بھرتا کانچ کے ٹکروں کو پاؤں تلے روندتا وہ پل میں آتش فشاں بنا ٹیبل کے دوسری جانب سلویٰ شاہ کے سر پر آن پہنچا جسے محسوس کرتے سلویٰ شاہ نے سختی سے اپنی آنکھیں میچ لیں

مگر وہ جو اس وقت غصے میں پاگل ہو رہا تھا—اپنی محبت--- سامنے والے کی خوبصورت معصوم صورت دیکھ کر بھی سنگ دل بنتا جھک کر سلویٰ شاہ کی گردن اپنی آہنی گرفت میں لیتا—جبکہ دوسرے دوسرے ہاتھ سے بازو کو دبوچے جھٹکے میں اپنے روبرو کھڑا کر چکا تھا-

"ہاں کیسے کی سلوی شاہ--- کیسے کسی دوسرے کو مرد کو میری جگہ دینے کا سوچا"----

سلوی شاہ کی گردن پر دباؤ بڑھاتے--- زخمی شیر کی طرح دھاڑتے ہوئے کہا تو سلوی شاہ نے اپنی گردن چھڑواتے ہچکیوں سے روتے نفی میں سر ہلایا

"مم—مجھے تت-کلیف ہو رہی ہے سس—سانس نن—ہیں آ رہی ارم—غان پپ—پلیز"---- بن پانی کے مچھلی کی طرح تڑپتے ارمغان خان کا ہاتھ اپنی گردن سے ہٹانے کی کوشش کرتے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں کہا تو ارمغان خان نے گرفت سخت کرتے جھٹکے سے پلٹتے

Posted On Urdu Novel Book

سلوی کو ٹیبل پر دھکا دیتے۔۔اس کے سنبھلنے سے پہلے دونوں ہاتھ اس کے اطراف میں رکھتا سلویٰ شاہ پر جھک آیا

"تکلیف۔۔تکلیف تو بہت چھوٹا سا لفظ ہے اس کے سامنے جو میں نے محسوس کیا ہے سلویٰ شاہ--- اور یاد ہے نا میں نے کیا کہا تھا--- محبوب آپ کا نا ہو تو خود کا بھی نہیں رہنا چاہئے"---- سلویٰ کے جبڑے کو ہاتھوں میں دبوچے پراسرار لہجے میں غراتے ہوئے کہا تو سلوی شاہ نے روتے ہوئے تڑپ کر ارمغان خان کو دیکھا

"نن۔۔ہیں ارمغ۔۔ان ایسا کک۔۔کچھ نن۔۔ہیں میری بات سنو"---- ارمغان خان کو پیچھے کی جانب دھکیلنے کی کوشش کرتے ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں کہنے کی کوشش کی تو ارمغان خان نے اپنا ہاتھ سختی سے سلویٰ شاہ کے کپکپاتے ہونٹوں پر رکھ دیا

"ایک لفظ نہیں۔۔ورنہ پل نہیں لگاؤں گا تمہاری جان لینے میں"--- ہیزل ہنی خون چھلکاتی آنکھوں کو گرے آنسوؤں سے تر آنکھوں میں گاڑھتے ایک ایک لفظ چبا کر کہا تو سلویٰ شاہ کی آنکھوں سے لڑیوں کی مانند بہتے آنسو ارمغان خان کے ہاتھ پر ان ٹھہرے

"مجھے صرف اتنا جاننا ہے۔۔میرے منع کرنے کے باوجود ہمت کیسے ہوئی کسی اور کے لیے ہاں کرنے کی--- کیا سوچ کر ہاں کی تم نے سلوی شاہ"--- دونوں بازوؤں سے تھام کر کھڑا کرتے۔۔پلٹ کر دیوار سے پن کرتے دونوں ہاتھ اطراف میں رکھتے۔۔سلوی کے چہرے

Posted On Urdu Novel Book

پر جھکتے دبے ڈبے لہجے میں غرا کر کہا تو ارمغان خان کی دھاڑ سے سلویٰ کو اپنے کانوں کے پردے پھٹتے ہوئے محسوس ہوئے

آنسوؤں سے بھیگی خم دار پلکوں کی جھالر کو اٹھاتے بے بس نظروں سے خود پر جھکے ارمغان خان کو دیکھا جو سلویٰ کے دیکھنے پر چہرہ مزید قریب لے آیا تھا۔۔کہ اب سلویٰ کو ارمغان خان کی غصے کی زیادتی سے تیز دہکتی سانسوں کی تپش اپنی سانسوں میں شامل ہوتی محسوس ہوئی تو سلویٰ نے چہرے کا رخ بدلنا چاہا جسے ارمغان خان ناکام بنا چکا تھا۔

"یہ کبھی مت کرنا سلویٰ بی بی--- اپنی غلطیوں میں کبھی غلطی سے بھی اس غلطی کو شامل نا کر لینا"--- سلویٰ کے بالوں کو اپنی مٹھی میں دبوچے سرد و سپاٹ لہجے میں کہا تو سلویٰ شاہ نے شکوہ کناں نظروں سے ارمغان خان کو دیکھا

"تم مجھے تکلیف دے رہے ہو ارمغان خان--- میں کبھی معاف نہیں کروں گی۔۔اس کے لیے"--- بھیگے لہجے میں چلا کر کہا تو ارمغان خان کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ رینگ گئی

"یقین مانو اگر تم نے اگلے دو سیکنڈ میں میرے سوال کا جواب نہیں دیا تو میں تمہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دنیا کی ہر تکلیف سے آزاد کر دوں گا۔۔اور قسم لے لو مجھے رتی برابر بھی افسوس نہیں ہو گا--- تمہیں کسی اور ہوتا دیکھنے سے قبر میں اترتا دیکھنا میرے لیے کافی حد تک آسان ہو گا--- اور پھر روز فجر کے بعد فاتحہ پڑھنے آیا کروں گا"---- انگھوٹے کے

پوروں سے سلوی کے رخساروں سے آنسو چنتے سپاٹ لہجے میں کہا تو سلویٰ کو اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوئی

"میں تمہیں تکلیف دینا چاہتی تھی—مم—مجھے پتہ تھا یہ بات تم تک پہنچے گی اور پھر تمہیں بھی وہی تکلیف ہو گی جو مجھے ہوئی تھی—تمہیں بھی پتہ چلے کہ محبوب کو کھو دینے کا احساس کس قدر جان لیوا ہوتا ہے"---- ارمغان خان کے کرتے کو مٹھیوں میں دبوچے چلاتے ہوئے کہا تو ارمغان خان نے اپنی جلتی آنکھوں کو پل کے لیے بند کر کہ کھول کر پھوٹ پھوٹ کر روتی سلویٰ شاہ کو دیکھا---

"تمہیں پتہ ہے اگر یہ بات تمہارے بھائی کی جگہ کوئی اور بتاتا تو ارمغان خان تمہارے پاس آنے سے پہلے اسے قبر میں اتار کر آتا"---- جذبات سے عاری لہجے میں کہتا وہ پل کے لیے سلوی شاہ کو ساکت کر گیا

"اپنے اس چھوٹے سے دماغ سے یہ غلط فہمی نکال دو کہ تم مجھے جیلس کرنے یا تکلیف دینے کے لیے ایسا کچھ کرو گی تو میں جلتا کرتا یا کمرے میں بیٹھا اس تکلیف پر روتا رہوں گا--- تم نے آئندہ ایسا کیا تو میں اس دنیا کو آگ لگا دوں گا اور میری جان تمہیں اپنے ہاتھوں سے اس آگ میں جھونکوں گا--- اندازہ تو تمہیں ویسے ہو گیا ہو گا"--- آفس کی بکھری حالت کی طرف اشارہ کرتے قہقہہ لگا کر کہتا وہ سلویٰ کو کوئی جنونی ہی لگا

Posted On Urdu Novel Book

"اگر لوگ اس سر پھرا خان کہتے تو ٹھیک ہی کہتے تھے--- وہ اس نام پر پورا اترتا تھا"

"تمہیں تو مجھ سے محبت ہے نا"--- نظریں ارمغان خان کے خوبرو چہرے پر ٹکائے سپاٹ لہجے میں استفسار کیا تو ارمغان خان نے سنجیدہ نظروں سے سلویٰ شاہ کے چہرے کو دیکھا اپنے ہاتھ دوبارا سے دیوار پر ٹکاتے گہری نظروں سے سلویٰ شاہ کے سپاٹ چہرے کو دیکھا---

"محبت--- کس نے کہا مجھ تم سے محبت ہے--تم نے سوچ بھی کیسے لیا کہ ارمغان خان تم سے محبت کر سکتا ہے"--ارمغان خان کے کہنے پر سلویٰ نے حیرت سے اس کی آنکھوں میں دیکھا--- اگر محبت نہیں تھی تو کیا وہ دشمنی کی وجہ سے یہ سب کر رہا تھا-

سلوی کو اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوئی--مگر ارمغان خان کے اگلے الفاظوں پر سلوی کا دل بے ساختہ دھڑکا تھا

"جو ہر کوئی کر لے ارمغان خان وہ نہیں کرتا--محبت ارمغان خان کا معیار نہیں--- تم جنون ہو ارمغان خان کا--- عشق بن کر رگوں میں دوڑتی ہو--- تمہاری ان کانچ سی آنکھوں میں اپنا عکس دیکھ کر میرا دل دھڑکنا بھول جاتا ہے--اور جب تم ان ہونٹوں سے میرا نام لیتی ہو تو مجھے ایسا لگتا ہے جیسے میرے کانوں میں رس گھول دیا گیا ہو--- اور تمہارے وجود سے اٹھتی یہ خوشبو مجھے بہکنے پر مجبور کرتی ہے--تمہیں جب سے چھوا ہے

Posted On Urdu Novel Book

تب سے میرا دل اس وجود کی نرماہٹوں میں جذب ہونے کے لیے پاگل ہو رہا ہے—تمہارا حسن مجھے اس قدر دیوانہ بنا رہا ہے کہ میرا دل چاہتا ہے کہ دنیا کی ساری روایتوں کو توڑ کر تمہارے وجود کے پور پور کو اپنی محبت کی بارش سے بھگو کر مہکا دوں--- تمہارے وجود پر اپنی جنونیت کی چھاپ اس طرح چھوڑوں کہ جسے دیکھ تمہیں میرے شدتیں کبھی نا بھولے--تمہارے قریب آؤ تو تم حیا سے مجھ میں سمٹتی جاؤ"---سرد لہجے میں کہتے لہجہ خود ہی خود بوجھل ہوتا چلا گیا--- گھمبیر لہجے میں سرگوشیاں کرتے وہ سلوی شاہ کی جان لبوں پر لے آیا تھا

"ارمغان پلیز--- چپ کر جائیں—ورنہ میرا دل بند ہو جائے گا"--- ارمغان خان کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھتے پیچھے کی جانب دھکا دیتے ہوئے کہا--- تو ارمغان خان جو مدہوش سا آنکھیں بند کیے اپنے جذبات بتا رہا تھا اپنی بے اختیاری پر خجل ہوتا بالوں میں ہاتھ پھیرتے کچھ قدم کے فاصلے پر کھڑا ہو گیا

" جس طرح اس رشتے کے لیے حامی بھری ہیں نا اسی طرح اس رشتے سے انکار کرو گی"---- جزبات پر قابو پاتے سرد لہجے میں کہا تو سلویٰ شاہ نے نظریں اٹھا کر ارمغان خان کو دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

وہ جو کچھ دیر پہلے اچھا خاصہ دھمکا چکا تھا اب اپنے اظہار کے بعد سلوی شاہ کو پھر سے شہہ دے چکا تھا

"مارنا ہے نا مار لو مگر میں انکار کسی صورت نہیں کروں گی"--- ارمغان خان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے آبرو آچکا کر کہا تو ارمغان خان نے جبڑے بھینچ کر خود پر قابو پایا

اتنا تو وہ جان گیا تھا کہ یہ بے خوفی اور ہمت کا مظاہرہ اس کی اپنی بیوقوفی کی وجہ سے ہو رہا ہے---

تبھی الٹے قدم پیچھے ہوا تو سلوی نے نا سمجھی سے ارمغان خان کو دیکھا ابھی وہ کچھ سمجھتی کہ ارمغان خان نے جھٹکے سے کمر پر بندھی پسٹل کو نکال کر اپنی کنپٹی پر رکھا جسے دیکھتے سلوی کے چہرے کی ہوائیاں پل میں آڑی تھی

"تم انکار نہیں کروں گی"---- آبرو آچکا کر سپاٹ لہجے میں کہا تو سلوی شاہ نے بے بسی سے اس سر پھرے شخص کو دیکھا---

ہیزل ہنی آنکھوں کو سلوی شاہ کی گرے آنکھوں میں گاڑھے ٹریگر پر دباؤ بڑھایا تو سلویٰ نے آگے بڑھتے ارمغان خان کے ہاتھوں سے پسٹل پکڑتے دور اچھالتے پوری شدت سے

Posted On Urdu Novel Book

ارمغان خان کے گال پر تھپڑ رسید کیا تو آفس کی خاموش فضا میں ارمغان خان کا دلکش قہقہہ گونجا

"تم گھٹیا انسان--- کبھی معاف نہیں کروں گی تمہاری اس گھٹیا حرکت کے لیے کبھی بھی نہیں سنا تم نے "--- ہاتھوں میں سر گرائے زمین پر بیٹھتے پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے کہا تو ارمغان خان نے کندھے آچکا کر معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے سلوی شاہ کو دیکھا

"تمہیں پتہ ہے ابادی میں روز بہ روز کیسے اضافہ ہو رہا ہے"--- ارمغان خان کی بے تکی اور بے موقع بات پر سلوی شاہ نے حیرت سے سر اٹھا کر اپنے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھے ارمغان خان کو دیکھا--- جو ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دبائے شوخ نظروں سے سلوی کو دیکھ رہا تھا—

"یہاں بے بی پلیننگ کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی—روٹھنے منانے کے چکر میں ہی لائن لگ جاتی ہے—تم مجھے معاف نا کرنا—میں تمہیں مناتا رہوں گا--- اور تمہارے ماننے کے چکر میں دیکھنا انشا اللہ ہماری بھی دو تین لائینز تو لگ ہی جائیں گی—اگر اللہ تمہیں زندگی دے تو ہم بعد میں پلیننگ بھی کر لیں گے"--- معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر کہتا سلوی کو اس وقت زہر سے بھی برا لگا تو ارمغان خان کی بکواس کا جواب دیے بغیر چہرے کا رخ

Posted On Urdu Novel Book

بدلا تو ارمغان خان کی نظریں گلابی گالوں سے ہوتی دودھیاں گردن پر اپنی انگلیوں کے سرخ نشانات پر آئیں تو دل میں ملال بڑھا

"حویلی جاؤ--- میرا ملازم یہ سب سیٹ کر دے گا—اینڈ"--- سلوی کی کرسی سے چادر اٹھا کر لاتے سلوی کو بازو سے تھام کر اپنے روبرو کھڑے کرتے چادر اوڑھاتے نرم لہجے میں کہتے جملہ ادھورا چھوڑا تو سلوی نے شکوہ کناہ نظروں سے ارمغان خان کو دیکھا

"دوبارا ایسا مت کرنا سلویٰ—اس بار تو تم پر غصہ اتار لیا—کیونکہ محبت کا مان تھا—دوبارا ایسا کرو گی تو مجھے لگے گا تمہیں مجھ سے سچ میں محبت نہیں—میرے لفظوں احساسات کی کوئی اہمیت نہیں—پھر غصہ اتارنے شکوہ کرنے تمہارے پاس نہیں آؤ گا--- بہت دور چلا جاؤں گا نا پلٹ کر آنے کے لیے"---- گردن پر موجود سرخ نشانوں پر ہاتھ کی پشت پھیرتے نظریں جھکائے سرگوشی نما لہجے میں کہتے بنا سلوی کو بولنے کا موقعہ دیے--- سلوی کی کلائی تھامتے قدم باہر کی جانب بڑھا دیے

"ایم رئیلی سوری خان کی جان"---- آفس سے باہر نکلتے سلوی کو گیٹ سے کچھ فاصلے پر چھوڑتے گھمبیر لہجے میں سرگوشی کرتا جھٹکے سے پلٹ کر دیوار پھلانگتا گراؤنڈ میں اتر گیا جبکہ سلوی شاہ نے بری طرح لب کچلتے ہاتھ کی پشت سے آنکھوں سے بہتے سیال کو صاف کیا

Posted On Urdu Novel Book

حویلی میں اس وقت داجی اور پلوشہ کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔۔سارے کام کاج کرنے کے بعد وہ بولائی بولائی سی حویلی میں پھر رہی تھی

داجی بھی دوپہر کا کھانا کھا کر سو چکے تھے۔۔ضرغام اور عقیدت جنگل گئے تھے۔۔ارمغان صبح سے کام کا کہہ کر نکلا ابھی تک نہیں لوٹا تھا--- کشف اور مقدس بیگم کسی دوست سے ملنے گئیں ہوئیں تھیں اور امتثال تو شاپنگ ہر گئی تھی

اب حویلی میں اکیلے پاگلوں کی طرح پھرتے پلوشہ کو رہ رہ کر خود پر غصہ آرہا تھا کہ کیوں اس نے جانے سے انکار کیا

سیڑھیاں چڑھتے اپنے کمرے کی جانب جاتی وہ بس رو دینے کو تھی

بری طرح لب کچلتے--- آنسوؤں کو پیچھے دھکیلتے کمرے کے دروازے کے قریب پہنچ کر گہری سانس فضا کے سپرد کرتے سر جھٹک کر دروازہ کھولتے قدم اندر رکھے---

کمرے میں داخل ہوتے ہی نتھنوں سے جانی پہچانی خوشبو ٹکرائی تو پلوشہ نے چونک کر سر اٹھا کر اردگرد نگاہ دوڑائی

نگاہ دوڑاتے اپنے پیچھے کسی کی موجودگی محسوس کر کہ پلوشہ کو اپنا سانس سینے میں اٹکتا محسوس ہوا۔۔درازاہ ہند ہونے کی آواز پر پلوشہ نے جھٹکے سے پلٹنا چاہا مگر پیچھے کھڑے وجود نے پھرتی سے آگے ہوتے پلوشہ کی بازوؤں کو اپنی سخت گرفت میں لیتے۔۔کمر پر اپنے ہاتھ میں

Posted On Urdu Novel Book

قید کرتے دوسرا ہاتھ سختی سے پلوشہ خان کے ہونٹوں پر ثبت کیا تو اس قدر سخت گرفت پر پلوشہ خان بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپ گئی

کچھ پل پہلے اپنے گرد پھیلی خوشبو کو محسوس کرتے دل دھڑک اٹھا تھا اب اس اچانک افتاد پر دہل گیا تھا--- وہ سب کچھ بھلائے اپنی عزت کے کھو جانے کے احساس سے تڑپ اٹھی تھی

نیلی موٹی آنکھوں میں پل میں نمی اتری تھی—بری طرح جھپٹاتے وہ خود کو اس آہنی گرفت سے آزاد کروانے کی تگ ودو میں تھی جبکہ پلوشہ خان کی مزاحمت کو دیکھتے پیچھے کھڑے وجود کے عنابی لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

پلوشہ کا مزاحمت کرتا وجود ساکت تو تب ہوا جب پیچھے کھڑے وجود کی دہکتی سانسوں کی تپش کو اپنی کان کی لو پر محسوس کیا--- ابھی وہ کچھ سمجھتی کہ پیچھے کھڑے وجود نے نرمی سے اپنے ہونٹوں سے کان کی لو کو چھوتے اپنے دانتوں تلے دبایا تو کئی باغی آنسو پلکوں کی باڑ توڑتے ہونٹوں پر رکھے ہاتھ پر گرے

پیچھے کھڑے وجود کے ہاتھ سرکتے ہوئے پیٹ پر آکر بندھے تو پلوشہ کو لگا وہ سانس نہیں لے پائی گی اپنے وجود میں ہمت مجتمع کرتے پوری طاقت لگا کر حصار کو توڑنا چاہا مگر گرفت پہلے سے بھی زیادہ سخت ہوگئی

Posted On Urdu Novel Book

ہونٹوں کا جان لیوا لمس کان سے ہوتا گردن پر رقص کرنے لگا تو کمرے کی خاموش فضا میں پلوشہ خان کی ہچکیاں گونجنے لگی

"چھوڑو مجھے گھٹیاں انسان—میرے لالا تمہیں جان سے مار دیں گے"--- ہاتھ پاؤں مارتے چلاتے ہوئے کہا تو پیچھے کھڑے وجود نے سیدھے ہوتے سخت نظروں سے اپنے حصار میں چھپٹاتی پلوشہ خان کو دیکھا

جو اب اپنے گرد لپٹے بازو پر جھک کر دانت گاڑھ چکی تھی—

اپنے پوری طاقت لگا کر بھی جب اس بازو کو ہٹا نا سکی تو اپنے دونوں ہاتھ پیچھے کیے--- پیچھے کھڑے شخص کا منہ نوچنا چاہا تو پیچھے کھڑے شخص نے اپنی گرفت اتنی سخت کی کہ پلوشہ کو اپنی ہڈیاں چٹختی محسوس ہوئی

"پپ—پلیز چھوڑ دو— تمہیں اللہ کا واسطہ مجھے چچ—چھوڑ دو مم—یں شش—شادی شدہ ہوں"---- پلوشہ خان کی آخری بات پر پیچھے کھڑے شخص نے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دباتے جھک کر کندھے پر ہلکے سے دانتوں کا دباؤ ڈالا تو پلوشہ اس گستاخی پر تڑپ اٹھی

"حدائقققق"---- اپنی بے بسی پر چیخ کر اس ستم گر کو پکارا تو پیچھے کھڑے شخص نے نے جھٹکے سے پلوشہ خان کا رخ بدلتے اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا

Posted On Urdu Novel Book

"حکم مائے شائنگ سٹار"---- وہ جو اس اچانک افتاد پر بھونچکا رہ گئی تھی اپنے کانوں میں ہوئی سرگوشی کو سن اپنی جگہ منجمد ہوگئی

آنکھوں سے آنسوں لڑیوں کی مانند چہرے کو بھگوتے گردن میں جذب ہونے لگے

کہ حدائق شاہ نے نرمی سے پلوشہ خان کو کندھوں سے تھام کر اپنے روبرو کرتے__پلوشہ کا خوبصورت آنسوؤں سے تر چہرہ ہاتھوں میں بھرا

"مجھے لگا میری بیوی میری آہٹ سے میری خوشبو سے مجھے پہچان لے گی__اسی لیے بس تھوڑا سا تنگ کرنے کا سوچا__مگر یہاں بیوی پہچاننے کی بجائے مجھے گھٹیاں جیسے القابات سے نوازتی اپنے بھائی کی دھمکی دینے لگ گئی--- مجھے پکارنے میں تو بہت دیر کر دی__حالانکہ سب سے پہلا میرا ہی خیال"---- پلوشہ کے آنسوؤں کو اپنے ہونٹوں سے چنتے شکوہ کناہ لہجے میں کہتے شدت سے اپنے ہونٹ گال پر ثبت کرتے اپنی بات مکمل کرتا کہ پلوشہ نے دونوں ہاتھ سینے پر رکھتے حدائق شاہ کو خود سے دور کیا__جس پر حدائق شاہ نے ناسمجھی سے پلوشہ کی جانب دیکھا ابھی وہ کچھ سمجھتا کہ پلوشہ کا ہاتھ بے اختیار اٹھا اور حدائق شاہ کے گال پر نشان چھوڑتا چلا گیا

مٹھیاں بھینچتے حدائق شاہ نے سختی سے آنکھیں میچ کر کھولتے سرخ آنکھوں سے اپنے سامنے تھر تھر کانپتی پلوشہ خان کو دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

مسٹرڈ کلر کی فراک کے ساتھ—گلابی اتشی دوپٹہ لیے--- چاکلیٹ براؤن بالوں کو ڈھیلے جوڑے میں قید کیے جس کی کچھ لٹیں چہرے کے گرد لپٹی ہوئی تھیں—رونے کے باعث سفید رنگت میں سرخیاں گھلی ہوئی تھی—سمندر سی گہری نیلی آنکھوں میں خوف اور دکھ ہچکولے لے رہا تھا جسے دیکھ حدائق شاہ نے اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے خود کو کوسا اور قدم پلوشہ کی جانب بڑھائے جسے دیکھ پلوشہ نے اپنے قدم بے ساختہ پیچھے لیے

"آپ نے مم—مجھے ڈرا دیا مم—مجھے لگا کہ کک-کوئی اور ہے—مم—مجھے لل-لگا مم-میری عزت"--- ہچکیوں سے روتی وہ حدائق شاہ کو ملال کی اتھا گہرائیوں میں دھکیل چکی تھی

ایک ہی جست میں پلوشہ کے قریب پہنچتے بازو سے تھامتے اپنے سینے میں بھینچ لیا

"ہششش—مائے شائنگ سٹار--- ایسا کبھی بھی مت سوچنا—تمہارا شوہر ابھی زندہ ہے—حدائق شاہ کے ہوتے کسی کی بری نظر تم پر نہیں پر سکتی کجا کہ"---- ہچکیوں سے روتی پلوشہ خان کی پیٹھ سہلاتے سخت لہجے میں کہتے آخر میں جملہ ادھورا چھوڑتے جبڑے بھینچ کر اپنے سینے میں چھپی اپنی متاع جاں کو دیکھا

"اب اگر تم نے رونا بند نا کیا تو پھر میں اپنے طریقے سے چپ کرواؤں گا پھر چاہے ساری رات بیٹھ کر روتی رہنا"---- پلوشہ کو مسلسل روتے دیکھ تنبیہ لہجے میں کہا تو پلوشہ نے اپنا سر مزید حدائق شاہ کے سینے میں چھپا لیا جس پر حدائق شاہ نے گھور کر پلوشہ خان کو دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

"اب وہ اسے کیا بتاتی کہ یہ رونا کس بات کا ہے خوف تو تب ہی ختم ہو گیا تھا جب حدائق شاہ نے شدت سے خود میں چھپا لیا تھا۔۔یہ رونا تو اپنی غلطی یاد کر کہ آرہا تھا اگاص زندگی میں کسی سے اونچی آواز میں بات تک نہیں کی تھی۔۔اور آج جب کچھ کیا بھی تھا تو ڈائیریکٹ ہاتھ ہی اٹھایا تھا وہ بھی کسی اور پہ نہیں اپنے شوہر پر ہی--- شرمندگی اس قدر تھی کہ دل چاہ رہا تھا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سماں جائے--- یا کوئی ایسا منتر پڑھے کہ وہ حدائق شاہ کی نظروں سے اوجھل ہو جائے"

"ہے---- میری طرف تو دیکھو یار"--- پلوشہ کو کندھوں سے تھام کر اپنے سامنے کرتے نرم لہجے میں کہا تو پلوشہ نے بھیگی پلکوں کی جھالر اٹھا کر نم نگاہوں سے حدائق شاہ کی جذبے لٹاتی آنکھوں میں دیکھا

نظریں آنکھوں سے ہوتی بائیں گال پر آئی تو پلوشہ خان کے ہونٹوں سے بے ساختہ ہچکی نکلی--- جس پر حدائق شاہ نے تاسف سے سر ہلایا

"تو یہ وجہ تھی چہرہ چھپانے کی"--- ہاتھ پیچھے لے جا کر جوڑا کھولتے نرم لہجے میں استفسار کیا تو پلوشہ نے مجرموں کی طرح سر جھکا دیا

"ایم سوری شاہ--- وہ میں ڈر گئی تھی"--- اپنی کمر کے گرد لپیٹتے۔۔حدائق شاہ کے بازوؤں پر ہاتھ رکھتے نم لہجے میں معافی مانگی تو حدائق شاہ نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا

Posted On Urdu Novel Book

اور بنا پلوشہ کو سمجھنے کا موقع دیے قدم بیڈ کی جانب بڑھائے جبکہ حدائق شاہ کے اس عمل پر پلوشہ خان کے چہرے میں حیا سے سرخیاں گھل گئیں--- خمدار پلکیں حیا کے بوجھ سے رخساروں پر سایہ فگن ہوئی جنہیں دیکھ حدائق شاہ کے رگ و پے میں سکون کی لہر سرائیت کر گئی

"معاف تو میں کر دوں-- گا شاہ کی جان--- لیکن یہ بات ہم دونوں میں رہنی چاہیے--- اگر دشمنوں کو یہ بات پتہ چل گئی کہ حدائق شاہ بند کمرے میں بیوی سے تھپڑ کھاتا پھرتا ہے تو تمہارے شوہر کی عزت کا جنازہ نکل جانا ہے"--- ذہن میں ضرغام خان کو لاتے دانت کچکچا کر کہا تو پلوشہ خان نے سعادت مند بیویوں کی طرح سر اثبات میں ہلایا تو حدائق شاہ نے مسکراتے ہوئے جھک کر عقیدت بھرا لمس پلوشہ خان کی سفید پیشانی پر چھوڑا

"غلطی کی ہے تو اس کا ازالہ نہیں کرنا"--- دونوں ہاتھ تکیے پر پلوشہ خان کے اطراف میں رکھتے--- پلوشہ خان کی جھکی نظروں کو دیکھ کر بوجھل لہجے میں کہا تو پلوشہ نے بے ساختہ نظریں اٹھا کر خود پر سایہ فگن ہوئے حدائق شاہ کو دیکھا

نیلی آنکھوں کا تصادم اس قدر زور آور تھا کہ دونوں کے دلوں کی دھڑکنیں منتشر ہوئیں تھیں

Posted On Urdu Novel Book

"سوری کیا تو میں نے"--- کپکپاتے ہاتھوں کو آپس میں مسلتے نظریں جھکائے مدھم لہجے میں کہا تو حدائق شاہ نے ہنکارہ بھرا

"اگر سوری کرنے سے میں معاف نا کروں تو پھر---"

"میں کان پکڑ لوں گی"--- معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے حدائق شاہ کے سنجیدہ چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا تو حدائق شاہ نے سر نفی میں ہلایا

"ازالہ کرو بیگم__شوہر کو دوسری ملاقات پر جہاں اپنے ان نازک ہونٹوں سے پیار کرنا چاہئے تھا وہاں آپ تھپڑ رسید کیا ہے اب ازالہ تو بنتا ہے"--- پلوشہ کے کپکپاتے ہاتھ کو اپنی گرفت میں لیتے__بائیں رخسار پر رکھتے شکوہ کناہ لہجے میں کہا تو پلوشہ نے نا سمجھی سے حدائق شاہ کو دیکھا-

جس پر حدائق شاہ نے معنی خیز نظریں پلوشہ کے گلابی پنکھڑیوں پر ٹکائے__انگھوٹھے کے پوروں سے چھوتے آنکھوں سے اشارہ کیا تو پلوشہ نے شرم و حیا سے گھبرا کر سر کو نفی پر جنبش دی

"میں معاف نہیں کروں گا"__سخت لہجے میں کہا تو پلوشہ نے سرعت سے کروٹ بدل کر چہرہ تکیے میں چھپا لیا

Posted On Urdu Novel Book

"میں ناراض ہو جاؤں گا"--- گردن سے بال ہٹاتے کان میں ہلکے سے سرگوشی کی مگر پلوشہ کو ہنوز چہرہ تکیے میں چھپائے دیکھ جبڑے بھینچ کر فاصلہ قائم کیا

دل تو چاہا ابھی اپنے حصار میں لے کر ساری شدتیں اس نازک وجود پر انڈیل کر اسے باور کروادیں کہ حدائق شاہ کس قدر تڑپ رہا ہے اس ہجر میں۔۔ان سانسوں کو قطرہ قطرہ خود میں انڈیل کر اپنی تشنگی کو مٹا لیں--- مگر لاکھ چاہنے کے باوجود بھی حدائق شاہ یہ نہیں کر سکتا تھا۔۔وہ جانتا تھا کہ وہ نازک ہے پھولوں سے بھی زیادہ۔۔وہ کبھی بھی اپنی جذبات کی رو میں بہہ کر اس کے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتا تھا۔

"شاہ"--- حدائق شاہ کو خود سے دور جاتے محسوس کر کہ پلوشہ نے جھٹکے سے رخ بدلتے تڑپ کر پکارا تو حدائق شاہ نے پلٹ کر سوالیہ نظروں سے پلوشہ خان کو دیکھا

بلیو جینز پر وائٹ شرٹ پہنے۔۔ماتھے پر بکھرے چاکلیٹ براؤن بال--- گہری نیلی آنکھوں میں شکوہ لیے---- استحاق بھری نظروں سے دیکھتا وہ پلوشہ کا دل بری طرح سے دھڑکا چکا تھا۔

بیڈ سے پاؤں نیچے رکھتے--- گلے میں لیے دوپٹے کے پلو کو انگلیوں پر لپیٹتے۔۔نظریں جھکائے وہ سامنے آکر کھڑی ہوئی تو حدائق شاہ نے گہری سانس بھرتے ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں اڑسے

Posted On Urdu Novel Book

"کوئی خاص مقصد روکنے کا"--- طنزیہ لہجے میں کہا تو پلوشہ نے جھکے سر کو اثبات میں ہلایا

"ارشاد"—حدائق شاہ کا طنزیہ لہجے پھر سے محسوس کر کہ پلوشہ نے نظریں اٹھا کر حدائق شاہ کے سپاٹ چہرے کو دیکھا

"ازالہ کرنا تھا نا"—دو قدم کے فاصلے کو سمیٹتے مدھم لہجے میں کہا تو حدائق شاہ نے آبرو آچکا کر سر سے لے کر پاؤں تک بغور پلوشہ کو جائزہ لیے تو وہ پل میں سرخ پڑتی سٹپٹا کر دو قدم پیچھے ہوئی جسے دیکھتے حدائق شاہ نے جھٹکے سے پلٹ کر قدم دروازے کی جانب بڑھائے

ابھی وہ دو قدم سے آگے بڑھتا کہ پلوشہ خان بھاگ کر حدائق شاہ کے سامنے آئی--- اس طرح سامنے آنے سے وہ آگے بڑھتے حدائق شاہ کے سینے سے زور سے ٹکرائی—ٹکر اس قدر زور آور تھی کہ پلوشہ کو اپنے آگے ستارے گھومتے نظر آئیں

"دیہان سے ابھی گر جاتی بیوقوف لڑکی"--- بازو سے تھامے ڈپٹنے والے انداز میں کہا تو پلوشہ نے بنا کوئی جواب دیے اپنے پاؤں حدائق شاہ کے جوتوں پر رکھے تو حدائق شاہ نے خاموش نظروں سے پلوشہ خان کو دیکھا--- جو اب التجائیہ نظروں سے حدائق شاہ کو جھکنے کہہ رہی تھی

جس پر حدائق شاہ نے خاموشی سے چہرے کو جھکایا تو پلوشہ نے ایڑیوں کو اٹھاتے--- آنکھیں بند کرتے نرمی سے اپنے ہونٹ تھپڑ والی جگہ پر رکھے

Posted On Urdu Novel Book

پلوشہ کے نرم ہونٹوں کے لمس کو محسوس کرتے حدائق شاہ نے سرشار ہوتے پلوشہ کو اپنی بانہوں کے گھیرے میں لیتے اوپر اٹھاتے خود میں بھینچ لیا

"اب ہٹیں --- مجھے نیچے اتاریں حدائق"--- حدائق شاہ کے کندھوں پر ہاتھ رکھ شرم سے سرخ پڑتی مدھم لہجے میں کہا تو حدائق شاہ نے مسکراتے سر نفی میں ہلاتے

بنا پلوشہ کو سمجھنے کا موقع دیے--- اپنے دہکتے ہونٹ پلوشہ کے ہونٹوں پر رکھتے___اسے خود میں بھینچ لیا--- قطرہ قطرہ پلوشہ کی ٹھنڈی سانسوں میں اپنی دہکتی سانسیں شامل کرتے___ حدائق شاہ اس نازک وجود میں کھونے لگا تھا

قربت کے ان لمحات کا دورانیہ بڑھنے لگا تو___اپنے کندھوں پر پلوشہ کے نازک مکوں کے وار کو محسوس کرتے حدائق شاہ نے نرمی سے پلوشہ کے ہونٹوں کو آزاد کرتے--- چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں بھر لیا

اپنی شدت سے سرخ پڑتے ہونٹوں کی نمی کو نرمی سے چنتے پلوشہ کو اپنے حصار میں قید کرتے___گال۔پلوشہ کے سر پر ٹکا دیا---

اپنے سینے پر پلوشہ کی تیز دھڑکنوں کے شور کو سنتے حدائق شاہ کے ہونٹوں پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ رینگ گئی

Posted On Urdu Novel Book

"تمہاری کبرڈ میں ویڈنگ ڈریس اور کچھ دوسرے ڈریسز رکھ دیے ہیں—ہماری رخصتی پر میں چاہتا ہوں تم وہی ڈریس پہنو—اور بالکل ویسے ہی تیار ہونا جیسا میں نے تمہیں اپنے خیالوں میں سوچا ہے—جیولری وغیرہ کل میں بھیج دوں گا"--- پلوشہ کے ہاتھوں کو نرمی سے چھوتے کہا اور جھک کر اپنے تشنہ لب پلوشہ کے ماتھے پر رکھے

"چلو اب چلتا ہوں---ظالم سماج بھی آنے والا ہو گا—اور اپنی بیوی کے سامنے میں کسی سے لڑنا نہیں چاہتا"--- پلوشہ کی ناک دباتے—ہاتھ تھامتے قدم دروازے کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا تو پلوشہ نے گھور کر حدائق شاہ کی پیٹھ کو دیکھا

"آپ کونسا ظالم سماج سے کم ثابت ہوئے ہیں"--- عقیدت کو باہر لے جانے والی بات کا حوالہ دیتے ہوئے کہا تو حدائق شاہ نے مسکرا کر سر جھٹکا

"مجھے لگتا وہ بھی کم تھا—آہنی بہن کے لیے وہی کوئی شہزادہ دیکھ کر شادی بھی کر دینی چاہیئے تھی"--- حدائق شاہ کے کہنے پر پلوشہ نے شکوہ کناں نظروں سے دیکھا تو حدائق شاہ نے مسکراتے سر نفی میں ہلاتے نرمی سے پانے حصار میں لیتے—پیچھے ہو کر ایک بھرپور استحاق بھری نگاہ پلوشہ خان پر ڈالتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا

جبکہ اپنے وجود سے اٹھتی ڈارک کلون کی خوشبو کو محسوس کرتے پلوشہ خان کے ہونٹوں پر شرمیگی مسکراہٹ رینگ گئی

Posted On Urdu
Novel Book

اسلام علیکم !

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔ www.kitabnagri.xyz

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

Posted On Urdu
Novel Book

کیا ہوا--- کوئی پریشانی ہے کیا"--- حوریہ کو خاموشی سے جیکٹ کی زپ بند کر کہ ہیلمٹ ٹھیک کرتے دیکھ صبغہ نے پوچھا تو حوریہ نے گہری سانس بھرتے صبغہ شاہ کے پریشان چہرے کو دیکھا

عائث خان صبح ہوتے ہی گھر سے چلا گیا تھا۔۔جس پر حوریہ نے ملازمہ سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ عائث خان کہہ کر گیا تھا کہ وہ رات لیٹ گھر آئے گا۔۔جسے سنتے حوریہ نے جھٹ سے صبغہ کو کال ملائی اور آدھے گھنٹے میں وہ اپنی مطلوبہ جگہ پہنچ چکی تھیں

"عائث۔۔صبغہ مجھے ایسا لگتا ہے جیسے وہ مجھ سے کچھ چھپا رہے ہیں۔۔عائث وہ نہیں جو وہ نظر آتے ہیں"۔۔جنگل کے طرف جاتی سنسان سڑک پر خود سے فاصلے پر کھڑے کچھ لوگوں پر نگاہ ٹکائے جواب دیا تو صبغہ نے حیرت سے حوریہ شاہ کو دیکھا

"کیا مطلب ہے تمہارا۔۔تمہیں کچھ کہا ہے اس نے کیا"--- متفکر ہوتی سخت لہجے میں بولی تو حوریہ نے تلخی سے مسکراتے سر جھٹکا

"کہا ہی تو نہیں۔۔وہ کچھ کہتا ہی نہیں صبغہ۔۔اور جب کہتا ہے تب اس کے الفاظ اس کی آنکھوں کا ساتھ نہیں دیتے۔۔میں نے اس کی آنکھوں میں دیکھا ہے۔۔وہ کچھ اور کہہ رہی ہوتی ہے۔۔میں اب تک جتنا عائث کو جان چکی ہوں وہ رشتوں کو کسی بیوقوفی کی نظر کرنے والوں میں سے نہیں ہے۔۔تو پھر وہ کیسے میری جھجھک کو یا میرے ڈر کی وجہ سے اس رشتے

Posted On Urdu
Novel Book

کو آگے نہیں بڑھا رہا— کبھی جو وہ مجھ سے شکوہ کرتا ہے تو مجھے محسوس ہوتا ہے—وہ شکوہ صرف اس کے لفظوں تک ہے-- وہ خود بھی اس رشتے میں آگے نہیں بڑھ رہا—وہ مجھ سے کچھ چھپا رہا ہے صبغہ اور مجھے ڈر ہے کہ کہی وہ بات جان جانا میری جان نا لے لیں"--- بری طرح لب کچلتے--- نم لہجے کو قابو پاتے ہوئے کہا تو صبغہ نے افسوس سے حوریہ شاہ کے معصوم چہرے کو دیکھا

"تم اس سے بات کر لو حوریہ"—کیا بات کر لو اس سے وجہ پوچھو گی تو وہ میری جھجھک کی وجہ پوچھے گا—تو کیا جواب دوں گی—وہ باتوں کو گھما پھرا کر دوسروں پر مدعہ ڈالنے میں ماہر ہے—وہ پل میں سب جان جائے گا---"

صبغہ کی بات کاٹتے جھنجھلائے لہجے میں کہا تو صبغہ نے آگے بڑھتے حوریہ کے دونوں کندھوں کو نرمی سے تھاما

"کیا اب تک کے عرصے میں--- تمہیں ایک بار بھی عائث خان کے لہجے—اس کے رویے میں اپنے لیے محبت محسوس نہیں ہوئی"--- صبغہ شاہ کے کہنے پر حوریہ کی آنکھوں کے سامنے وہ سب قربت بھرے لمحات گزر گئے

Posted On Urdu Novel Book

جب عائشہ خان کی بے تاثر آنکھوں میں محبت نظر آئی تھی—اس کے ہر لمس میں شدت اور محبت محسوس ہوئی تھی—عائشہ خان کا بہکنا اور محبت بھری سرگوشیوں میں کیا اظہار کانوں میں گونجا تھا--- جس میں حوریہ کو کہی بھی کچھ بھی جھوٹ محسوس نہیں ہوا تھا—

حوریہ کی خاموشی کو محسوس کرتے صبغہ نے مسکرا کر اسے دیکھا

ابھی وہ اسے کچھ کہتی کہ چھوٹے سے قد کا موٹا سا آدمی چلتا ہوا ان کے پاس آیا

"ریس سٹارٹ ہونے والی ہے—تم تیار ہو حوریہ"--- اپنے گلے میں پہنی چین کو انگلی سے گھماتے استفسار کیا تو صبغہ شاہ نے کوفت سے آنکھیں گھمائی—جبکہ حوریہ نے سر اثبات میں ہلایا

وہ اس دنیا میں تب داخل ہوئی تھی جب سب اس سے دور ہوگئے تھے—حدائق عقیدت اور بہرام جب اپنی اسٹیڈیز کے لیے بیرون ملک چلے گئے تھے—جب بالاج شاہ کی دھتکار ملی تھی جب اپنے ہی آئیڈل کے ہاتھوں وہ بری طرح رسوا ہوئی تھی—تب حوریہ شاہ اس موت کے دلدل میں اتری اور پھر کبھی پلٹ نا سکی تھی—اس بات کا شاید کبھی کسی کو پتہ نا چلتا وہ تو ایک بار صبغہ شہر حوریہ سے ملنے آئی تو وہ پٹیوں میں جکڑی زخموں سے چور وجود لیے حوریہ شاہ سے ملی تھی—جس پر صبغہ نے کافی واویلا مچایا حوریہ کو دھمکیاں دی کہ وہ

Posted On Urdu Novel Book
حویلی میں سب کو بتا دے گی تب جا کر حوریہ شاہ نے اپنے اس راز میں صبغہ کو شامل کیا تھا۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ صبغہ حوریہ کو ان سب سے کافی دور لے ائی تھی۔

"نیکسٹ ٹائم ایسا کچھ ہو-- کوئی ریس وغیرہ ہو تو تم حوریہ کا نام ہم سے پوچھے بنا نہیں لکھو گے۔۔۔ورنہ چمڑی ادھیڑ دوں گی تمہاری"--- سامنے کھڑے شخص کو دیکھتے صبغہ نے کھا جانے والے لہجے میں کہا تو اس شخص نے رحم بھری نظروں سے حوریہ کو دیکھا---

وہ کئی سالوں سے ان کے ساتھ تھا۔۔۔وہ حوریہ کی یونی میں کلرک تھا۔۔۔اور وہ بہت اچھی بائیک چلاتا تھا۔۔۔جب حوریہ نے ان سب میں شامل ہونا چاہا تو اس سے ہی بائیک سکھی تھی اور وہی حوریہ کو اس دنیا میں متعارف کروانے والا شخص تھا۔

"میرا قصور نہیں۔۔۔جس شخص کے ساتھ ریس ہے اس نے خاص حوریہ کا ہی نام لیا تھا۔ اس کا کہنا تھا وہ مردوں سے پہلے جیت چکا ہے اب وہ کسی لڑکی سے جیتنا چاہتا ہے اور پھر لسٹ میں ٹاپ پر حوریہ کا ہی نام تھا۔۔۔اسی لیے وہ شخص ہماری جان کا عذاب بن گیا تھا بہت سمجھایا لیکن وہ نہیں مانا۔۔۔اور سننے میں آیا ہے کہ وہ کافی امیر آدمی ہے۔۔۔اس نے ہمیں دھمکی بھی دی تھی کہ اگر ہم نے حوریہ کو اس ریس کے لیے نہیں منایا تو وہ پولیس کو بتا دے گا۔۔۔کہ ہم یونی کے بچوں سے ریسنگ کرواتے ہیں"--- رٹے رٹائے طوطے کی طرح

Posted On Urdu Novel Book

ایک سانس میں بولتا وہ پل میں صبغہ [illegible] اسی لیے آگے بڑھتے جواب دینے کی بجائے وہ پوری شدت سے ہاتھ کا مکہ بناتی اس کے ناک پر رسید کر چکی تھی

"اس کی پولیس کی دھمکی سے ڈر گئے بیوقوف۔۔کیا تم ہمیں نہیں جانتے تھے۔۔جس پولیس کی دھمکی وہ دے کر گیا ہے وہ پولیس صبغہ شاہ کی انگلی کے اشارے پر چلتی ہے۔۔صبغہ کے دبے دبے لہجے میں چلا کر کہنے پر حوریہ نے تاسف سے سر ہلاتے جیکٹ کی جیب سے رومال نکال کر سامنے کھڑے مزمل نامی شخص کو ناک سے نکلتے خون کو صاف کرنے کے لیے دیا

"اسے چھوڑو مزمل۔۔بتاؤ کب تک ریس سٹارٹ کرنی ہے۔۔اور آگیا ہے کیا وہ شخص"۔۔ دائیں بازو میں ہیلمٹ کو لیتے استفسار کیا تو مزمل نے سر اثبات میں ہلایا

"ابھی آیا ہے۔۔تم چلو تو سٹارٹ کریں نا"--- اپنی ناک صاف کرتے بھرائے لہجے میں کہتے سر جھٹکتے قدم آگے کی جانب بڑھائے

"نام نہیں بتایا اس کا تم نے"۔۔حوریہ نے کچھ یاد آنے پر پوچھا تو صبغہ نے بھی اپنے ساتھ ناک کو رومال سے صاف کرتے مزمل کی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھا

"ہمیں خود نہیں معلوم۔۔پوچھنے پر اس نے بس یہی کہا کہ میری اوقات نہیں اس سے سوال کرنے کی کجا کہ اس کا نام پوچھو--- لیکن وہ جتنی بار بھی آیا اس کی ہر جیکٹ پر اے کے لکھا تھا۔۔اسی لیے میں نے لسٹ میں بھی اے کے ہی لکھ دیا"--- مزمل کے جھنجھلائے

Posted On Urdu Novel Book

لہجے پر کہنے حوریہ نے سرگوشی نما لہجے میں ان الفاظ کو دہرایا جبکہ صبغہ کی کھا جانے والی نظریں خود پر دیکھتے مزمل نے خشک پڑتے حلق کو تر کرتے صبغہ سے فاصلہ قائم کیا

حوریہ کی جب جب بھی کوئی ریس ہوتی تھی تو صبغہ ساتھ ہی آتی تھی۔۔۔اور جب تک حوریہ ریس جیت کر واپس نہیں آجاتی تھی تب تک مزمل کی دُرگت صبغہ کے ہاتھوں سے بنتی رہتی تھی۔۔۔ وہ لاکھ بچنے کی کوشش کرتا مگر صبغہ کسی نا کسی بات کا غصہ اس پر نکال دیتی تھی --

---

یہ راستہ جنگل کی طرف جاتا ہے۔۔۔اور آگے جا کر دائیں جانب جانے والی سڑک جنگل کے اطراف سے ہوتی واپس اسی جگہ پر آتی ہے۔۔۔اور جو شخص سب سے پہلے جنگل کے اطراف سے ہوتا یہاں پہنچے گا وہ ونر ہو گا۔۔

مزمل نے ہاتھ میں تھامے میپ پر بنے جنگل کے نقشے پر انگلی گھماتے ہوئے کہا تو حوریہ نے سر اثبات میں ہلایا

سڑک کے بیچوں بیچ دو بلیک ہیوی بائیکس پر وہ دونوں سوار تھے - بلیک پینٹ پر بلیک شرٹ کے اوپر وائٹ اینڈ بلیک کومبو کی جیکٹ پہنے۔۔۔سر پر وائٹ اینڈ بلیک ہی ہیلمٹ باندھتی حوریہ سے کچھ فاصلے پر بلیک ہی ہیوی بائیک پر بلیک پینٹ کے ساتھ وائٹ جیکٹ اور بالکل

Posted On Urdu Novel Book

حوریہ جیسا ہی ہیلمٹ پہنے اے کے سینے پر دونوں بازو لپیٹے مزمل کی بات ختم ہونے کا انتظار کر رہا تھا

جبکہ حوریہ کے بائیں جانب کھڑی صبغہ بغور اے کے کا جائزہ لے رہی تھی۔۔ایک نظر حوریہ کو دیکھ نظریں پھر سے اے کے پر مرکوز کی ان دونوں کی بائیکس اور ڈریسنگ میں اگر کسی چیز کا فرق تھا تو صرف اتنا کہ اے کے کی جیکٹ کی بیک پر سیاہ الفاظ میں اے کے لکھا ہوا تھا۔

"ون ، تو سٹارٹ"--- تبھی مزمل کی آواز پر صبغہ نے چونک کر دیکھا--- جو سرخ رنگ کے رومال کو گنتی کرتے نیچے پھینک چکا تھا--- رومال کے نیچے گرتے ہی وہ دونوں اپنی بائیکس کو سٹارٹ کرتے --- طوفان کی طرح پلک جھپکتے ہی وہاں سے غائب ہوئے تھے

جبکہ صبغہ کا دل بری طرح بے چین ہوا تھا

تبھی آگے بڑھتے--- اپنی جانب پیٹھ کیے کھڑے مزمل کو پیچھے کالر سے پکڑ کر رخ اپنی جانب کیا۔

"سچ بتاؤ مزمل کون تھا وہ شخص--- کس کے ذریعے تم سے رابطہ کیا تھا اس نے۔۔اور کیسے تم نے نام شکل دیکھے بنا حوریہ کے ساتھ اس کی ریس فکس کر دی--- ایک سیکنڈ میں سب اگل دو۔۔ورنہ جان لے لوں گی"---- جھٹکے سے رخ اپنی جانب کرتے دبے دبے لہجے میں

Posted On Urdu Novel Book

غرا کر کہا تو اردگرد کھڑے اسٹوڈنٹ جو یہ ریس دیکھنے آئے تھے حیرے گ سے بپھری ہوئی شیرنی کی طرح دھاڑتی صبغہ شاہ کو دیکھنے لگے

"میں کچھ نہیں جانتا—میرا یقین کرو--- وہ ایک میرے پرانے دوست کے ساتھ آیا تھا—اس نے ہی مجھے اس ریس کے لیے کہا--- وہ بھروسے مند آدمی تھا تو"--- تو گھٹیا انسان—بھروسے مند تھا تو--- اگر حوریہ کو کچھ بھی ہوا جان لے لوں گی تمہاری"---- مزمل کے چہرے پر بے دریغ مکے برساتے دھاڑتے ہوئے کہا اور جھٹکے سے دھکا دیتے اپنے بالوں کو مٹھیوں میں دبوچا

"ایک چیز—صرف ایک چیز مجھے اس شخص کے متعلق بتا دو—تا کہ میں تمہاری جان بخش دوں مزمل--- ورنہ ابھی یہی زندہ گاڑھ دوں گی"--- سرخ انگارا ہوتی کو آنکھوں کو سختی سے میچتے سرد و سپاٹ لہجے میں کہا تو مزمل نے جلدی سے قدم پیچھے لیتے اپنی جیب سے موبائل نکالا

"یہ—نن-نمبر ہے اس کا آنے سے پہلے اس نے کال کی تھی"--- موبائل صبغہ کی جانب اچھالتے کپکپاتے لہجے میں کہا تو صبغہ نے جلدی سے موبائل تھامتے

اپنی براؤن جیکٹ سے موبائل نکالا اور تیز ہاتھوں سے مزمل کی سکرین پر شو ہوتے نمبر کو اپنے موبائل میں ٹائپ کیا

Posted On Urdu Novel Book

نمبر ٹائپ کرتے ہی وہ نمبر موبائل میں پہلے سے کسی شخص کا دیکھ صبغہ کا دل دھک سے رہ گیا

اے کے ـــ عائث وہ نہیں جو وہ نظر آتے ہیں" سرگوشی نما لہجے میں ہونٹوں نے جنبش کی تو کانوں میں حوریہ کے الفاظ گونجے ہوش میں آتے مزمل کا فون پوری قوت سے زمین پر مارا--- ابھی وہ کچھ کہتی کہ ہاتھ میں تھاما موبائل گونجا

جس پر چمکتے نمبر کو دیکھ صبغہ نے جلدی سے اٹھاتے موبائل کان سے لگایا

"میم ـــ سر بالاج کی آج بہت امپورٹنٹ میٹینگ تھی ـــ لیکن وہ انہوں نے میٹینگ کینسل کر دی کہ انہیں کہی جانا ہے ـــ میں نے ناکا پیچھا کیا تو وہ جنگل کی جانب اسی جگہ پر آرہے ہیں جہاں آپ اور حوریہ میڈم ہے"--- موبائل پر گونجتی آواز کو سنتے صبغہ نے سختی سے ہونٹ بھلپچے

اس نادر نامی شخص کو صبغہ نے بالاج شاہ پر نظر رکھنے کے لیے ہائر کیا تھا- وہ سب کا جاسوس جبکہ بالاج شاہ کا پرسنل سیکرٹری تھا

بالاج شاہ کے ہر پل پر نظر تھی صبغہ شاہ کی ـــ اس لیے نہیں کہ وہ محبت کرتی تھی اس لیے کہ وہ لوٹ آیا تھا اور اب حوریہ سے ملنے کا سوچ رہا تھا ـــ اور صبغہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ اپنی جذباتی پن میں حوریہ یا عائث کا رشتہ خراب کرے ـــ بنا جواب دیے کال بند کرتے

Posted On Urdu Novel Book

بھاگنے کے انداز میں قدم اپنی کار کی جانب بڑھائے

---

حوریہ نے کوفت سے اپنے بائیں جانب سکون سے بائیک دوڑاتے اے کے کو دیکھا--- حوریہ اس سے آگے بڑھتی تھی تو وہ لمحے میں اس کے برابر اجاتا تھا۔مسئلہ اس کا برابر آنا نہیں تھا۔ مسئلہ یہ تھا کہ وہ شخص جان بوجھ کر آگے نہیں بڑھ رہا تھا۔حوریہ جس جانب کو بائیک کا رخ کرتی وہ دوسری جانب سے اس کے برابر اجاتا اب حوریہ کو کوفت ہونے لگی تھی۔ عجیب سائیکو شخص تھا جو آگے بڑھنے کی بجائے اس کی بائیک کے آگے پیچھے ہوتا اس کے لیے آگے بڑھنا مشکل کر رہا تھا۔

کوفت سے نظریں گھماتے حوریہ نے کچھ فاصلے پر موجود دو ٹرن دیکھے--- جو ایک دائیں اور دوسرا بائیں جانب تھا۔انہیں یہاں سے نہیں مڑنا تھا۔لیکن وہ اس شخص سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے یہاں سے ٹرن کرنے کا سوچ چکی تھی۔

جبکہ حوریہ کی بائیک کی سپیڈ سلو ہونے پر جیسے اے کے اس کی سوچ پر چکا تھا۔اسی لیے ہیلمٹ میں چھپے چہرے پر معنی خیز مسکراہٹ رینگ گئی

Posted On Urdu Novel Book

ٹرن کے قریب پہنچنے سے پہلے وہ سپیڈ کم کر چکی تھی اسے امید نہیں تھی کہ وہ آگے بڑھے گا لیکن ٹرن کے قریب آتے وہ زن سے بائیک بھگا لے گیا جسے دیکھتے حوریہ نے بائیں جانب ٹرن لیتے سکوں کا سانس لیا

جبکہ حوریہ کے آگے بڑھتے وہ شخص اپنی بائیک سڑک سے کچی زمین پر نکالتا درختوں اور جھاڑیوں سے ہوتا--- حوریہ خان کے برابر اچکا تھا جس سے انجان حوریہ سکون سے ہواؤں سے باتیں کرتی آگے بڑھ رہی تھی

ہونٹوں پر معنی خیز مسکراہٹ سجائے گردن ترچھی کر کہ درختوں کے پار نظر آتی سڑک پر بائیک چلاتی حوریہ شاہ کو دیکھا

"مائے انوسنٹ گرل"--- بائیک کی سپیڈ تیز کرتے__طوفان کی مانند وہ حوریہ کو پیچھے چھوڑتا آگے بڑھ گیا تھا

---

وہ جو سنجیدہ نظریں سڑک پر ٹکائے بائیک چلانے پر مصروف تھی--- اپنے سامنے سے آتی اے کے بائیک کو دیکھ کر چونکی_

Posted On Urdu Novel Book
ابھی وہ کچھ سمجھتی کہ اے کے نے بائیک کو بیچ سڑک پر روکتے۔۔۔گول دائرے میں گھمایا۔
۔۔ جس پر حوریہ نے جلدی سے اپنی بائیک کا رخ موڑا۔۔۔ اتنی سپیڈ پر چلتے ایک دم سے رخ بدلتے۔۔۔حوریہ نے بامشکل بائیک کو قابو کیا

جبکہ رخ بدلنے پر سامنے سے آتے بلیک لینڈ کروز کو دیکھتے حوریہ کو اپنا دماغ چکراتا محسوس ہوا

تبھی لینڈ کروزر میں بیٹھے شخص نے بروقت بریک لگایا

جبکہ اس افتاد پر حوریہ کا دل دھک سے رہ گیا تھا

بائیک روکتے۔۔۔دونوں ہاتھ ہینڈل پر ٹکائے۔۔۔ سختی سے آنکھیں میچتے گہری سانس لیتے خود کو پرسکون کرنے کی کوشش کی

اب منظر کچھ ایسا تھا کہ جنگل کے بیچوں بیچ نکلتی سنسان سڑک پر ایک جانب لینڈ کروزر اور دوسری جانب ہیوی بائیک ایک جانب رخ کیے کھڑی تھی۔۔۔ جبکہ درمیان میں حوریہ کی بائیک جس کا رخ جنگل کی جانب تھا

خود کو پرسکون کرتے حوریہ نے جھٹکے سے ہیلمٹ اتارے پہلے بائیں جانب۔۔۔ کھا جانے والی نظروں سے اے کے کو دیکھا جو پرسکون سا کھڑا تھا۔۔۔اے کے کو گھورنے کے بعد دائیں جانب گاڑی میں بیٹھی ہستی کو گھورا

Posted On Urdu Novel Book

کہ تبھی لینڈ کروزر کا دروازا کھلا

حوریہ کی نظریں جوتوں سے ہوتی۔۔نیوی بلو کلر کے پینٹ کوٹ سے ہوتی چوڑی پشت پر آکر رکی -- اس شخص نے بائیں ہاتھ سے دروازا بند کرتے چہرہ حوریہ کی جانب کیا تو حوریہ شاہ کی آنکھوں کی پتلیاں حیرت سے پھیل گئی--- گلابی چہرے کی رنگت پل میں آڑی تھی

"بب۔۔بالاج"--- ہونٹوں نے بے یقینی سے سرگوشی کی تو حوریہ کو اپنی ہی آواز کھائی سے آتی محسوس ہوئی

کپکپاتے ہاتھوں کی گرفت بے ساختہ ہیلمٹ پر سخت ہوئی

کوٹ کے بٹن کو کھولتے۔۔-- عنابی ہونٹوں پر گہری مسکراہٹ سجائے--- رات سی گہری سیاہ آنکھوں کے حصار میں حوریہ کے معصوم ہوائیاں اڑے کو رکھے--- مضبوط قدم لیتا وہ حوریہ کی جانب بڑھ رہا تھا۔

جبکہ بالاج شاہ کے ہر بڑھتے قدم کے ساتھ حوریہ کو اپنی سانسیں رکتی محسوس ہو رہی تھی حوریہ کے قریب آکر کھڑے ہوتے۔۔بالاج شاہ نے اپنی سیاہ آنکھوں کو حوریہ کی گرے کانچ سی پھیلی آنکھوں میں گاڑھتے ونک کیا تو حوریہ کو اپنی سانس رکتی محسوس ہوئی

"ہے ڈئیر کزن--"

Posted On Urdu Novel Book

حوریہ کی آنکھوں میں دیکھتے۔۔اپنا دایاں ہاتھ حوریہ کے ہیلمٹ تھامے ہاتھوں کے قریب رکھتے۔۔نرم لہجے میں سرگوشی کی تو حوریہ کی آنکھیں پل میں آنسوؤں سے لبالب بھر گئیں

دل تو میرا کر رہا ہے۔۔ایک بھی سینکڈ ضائع کیے بغیر تمہارے اس نازک وجود کو اپنے پاؤں تلے روند دوں۔۔اور پھر تمہارے ادھڑے جسم کو تمہارے ننھیال والوں کی حویلی کے آگے پھینک آو۔۔پھر ولی خان کو اپنی چہیتی نواسی کے ناپاک ہوئے وجود پر دھاڑیں مار مار کر روتے ہوئے دیکھو۔۔جو قیامت ہمارے دلوں پر گزری تھی ایک بار پھر وہ ولی خان کی حویلی پر گزرے تو مزہ اجائے۔۔"

اففف حور کیوں ڈر رہی ہو یار۔ محبت کرتی ہو نا مجھ سے تو محبت اسی طرح ثابت کی جاتی ہے۔۔یہ گریز اور شرم و حیا کا محبت میں کوئی کام نہیں۔۔کم آن یار اٹس نارمل ناؤ آڈیز۔۔

کانوں میں ماضی کے صور پونکتے الفاظ گونجے تو حوریہ نے چندھیائی آنکھوں سے بالاج شاہ کے چہرے کو دیکھا

آنکھوں کے آگے اندھیرا سا چھانے لگا۔۔ہر منظر دھندھلا سا گیا۔

تبھی اپنے بائیں جانب جانب حوریہ کو کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔۔چکراتے سر کو جھٹکتے۔۔گردن ترچھی کر کہ بائیں جانب دیکھا تو نظریں وائٹ جیکٹ۔۔چہرے پر ان رکی تو حوریہ کو لگا وہ سچ میں مر جائے گی

Posted On Urdu Novel Book

پاؤں سے زمین نکلنا کسے کہتے تھے--- آج حوریہ کو صحیح معنوں میں اس بات کا ادراک ہوا تھا۔ ساکت آنکھوں سے عائث خان کے سپاٹ چہرے کو دیکھتے حوریہ نے بامشکل سانس لینے کی کوشش کی

جبکہ عائث خان خون چھلکاتی نظروں سے بالاج شاہ کو دیکھ رہا تھا جو سب بھلائے

"نظریں ہٹاؤ"--- عائث خان کی چنگاڑتی ہوئی آواز گونجی تو حوریہ نے سختی سے آنکھیں میچ لیں جبکہ بالاج شاہ نے چونک کر اپنے سامنے آتش فشاں بنے عائث خان کو دیکھا---

چہرے کی نرمی پل میں غائب ہوئی تھی۔انکھوں میں نظر آتی نرمی نے لمحے میں رنگ بدلا تھا۔

Urdu Novel Book

ابھی بالاج شاہ آگے بڑھتا کہ ٹائرز کی چرچراتی آواز پر پلٹ کر دیکھا

جہاں صبغہ شاہ تیزی سے گاڑی سے نکلتی ان کی جانب بڑھ رہی تھی

"ہے بالاج بہت برا کیا آپ نے۔چیٹنگ سے جیتے ہیں آپ"--- بھاگنے کے باعث پھولی سانسوں میں کہتی وہ آگے بڑھ کر بالاج شاہ کا بازو اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام چکی تھی

جس پر بالاج شاہ نے خون چھلکاتی آنکھوں سے صبغہ شاہ کو دیکھا جسے وہ نظر انداز کرتی حوریہ کی جانب متوجہ ہوئی

Posted On Urdu Novel Book

جبکہ حوریہ کے لیے صبغہ کی آمد کسی فرشتے سے کم نہیں تھی۔۔حوریہ کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی نے موت کے کنویں سے نکال لیا ہو۔۔جیسے مرنے والے کو زندگی کی نوید سنا دی گئی ہو۔

"وائفی چلو جلدی سے گھر چلتے ہیں۔۔اب دیکھو شام بھی ہونے والی ہے تو پھر میرا ٹائم سٹارٹ ہو جانا ہے اور مجھے کوئی بہانا نہیں سننا آج"۔۔حوریہ کے چہرے کو ہاتھوں میں تھامے۔۔شدت بھرا لمس دونوں گالوں پر چھوڑتے گھمبیر لہجے میں کہا تو اس قدر بے باکی پر حوریہ نے سٹپٹا کر دور ہونا چاہا۔۔جس پر عائث خان نے حوریہ کو گھورتے اپنا بازو حوریہ کی کمر کے گرد لپیٹتے۔۔جھٹکے سے بائیک سے نیچے اتارا

عائث خان کی اس بے باکی پر صبغہ نے پھٹی آنکھوں سے عائث خان کو گھورا اور نا محسوس انداز میں بالاج شاہ کا بازو چھوڑ کر فاصلہ قائم کیا

جبکہ خون چھلکاتی سیاہ آنکھوں سے عائث خان کو دیکھتے بالاج شاہ نے سختی سے مٹھیاں بھینچتے اپنے اشتعال پر قابو پایا

"عع-عائث وہ مم۔۔میں"۔۔عائث خان کی چاکلیٹ براؤن آنکھوں میں دیکھتے بھرائے لہجے میں کہنے کی کوشش کی تو عائث خان نے نظریں اٹھا کر خود کو دیکھتے بالاج شاہ کو دیکھتے اپنے

Posted On Urdu Novel Book

دونوں ہاتھ حوریہ کی کمر پر ٹکاتے۔۔۔اتنی سختی سے گرفت جمائی کہ حوریہ کو عائث خان کی انگلیاں اپنی جلد میں دھنستی محسوس ہوئی

نظریں بالاج شاہ سے ہوتی حوریہ کے کپکپاتے ہونٹوں پر آئیں تو عائث خان بنا حوریہ کو سمجھنے کا موقع دیے پوری شدت سے ان نازک پنکھڑیوں کو اپنی گرفت میں لے گیا

اس اچانک افتاد پر حوریہ حق دق سی پھٹی آنکھوں سے خود پر جھکے عائث خان کو دیکھتی ہوش میں آکر بن پانی میں مچھلی کی طرح جھٹپٹائی تو عائث خان نے دائیں ہاتھ کو حوریہ کے بالوں میں الجھاتے۔۔۔شدت اختیار کی

جبکہ اس سر عام بے باکی کے مظاہرے پر صبغہ نے گلہ کھنکارتے نرمی سے بالاج شاہ کا بازو تھام کر چہرے کا رخ بدلا

"وہ اس کا شوہر ہے۔۔۔اس پر اس قدر حق رکھتا ہے بالاج شاہ کے تم اسے روک بھی نہیں سکتے۔۔۔وہ جہاں چاہے اس پر حق جتا سکتا ہے۔۔۔لیکن تم تو اس سے بات کرنے کے لیے بھی اس کے شوہر کی اجازت کے پابند ہو--- کیوں نہیں پیچھے ہو رہے بالاج۔ وہ خوش ہے اس کے ساتھ"--- بالاج شاہ کے خون چھلکاتے چہرے کو دیکھتے تاسف بھرے لہجے میں کہا تو بالاج شاہ نے گردن ترچھی کر کہ صبغہ شاہ کو دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

"حوریہ"--- بالاج شاہ کے سخت لہجے میں پکارنے پر صبغہ نے افسوس بھری نگاہ بالاج پر ڈالتے اپنا ہاتھ بالاج کے بازو سے ہٹایا

عائث خان جو سب کچھ فراموش کیے حوریہ کے کپکپاتے وجود کو خود میں بھینچے۔۔قطرہ قطرہ حوریہ کی سانسیں خود میں انڈیلنے میں مصروف تھا۔۔بالاج شاہ کے پکارنے پر ضبط سے آنکھیں میچتا۔۔حوریہ کے نچلے ہونٹ پر دانتوں کا دباؤ بڑھاتا جھٹکے میں پیچھے ہوا۔۔جبکہ عائث خان کی شدت پر حوریہ کو منہ میں خون کا ذائقہ گھلتا محسوس ہوا

"اب اگر میری بیوی کا نام اپنی زبان پر لائے۔۔یا اس لہجے میں اس سے دوبارا بات کی--- تو یاد رکھنا بالاج شاہ اس دشمنی کو زندہ رکھنے کے لیے تمہاری موت کافی ہوگی"۔۔جھٹکے سے حوریہ کا رخ بدلتے اپنے حصار میں لے کر دایاں بازو حوریہ کے کندھے پر پھیلاتے ہوئے سرد و سپاٹ لہجے میں کہا تو بالاج شاہ کی قہر بھری نظریں عائث خان سے ہوتی۔۔حوریہ کے زخمی ہونٹ پر آئی۔۔ہونٹ کے کنارے پر لگے خون کو دیکھتے بالاج شاہ کو اپنے دماغ کی شریانیں پھٹتی محسوس ہوئیں

"اور اس دشمنی کو قیامت تک قائم رہنے کے لیے تمہاری عبرتناک موت بھی کافی ہے عائث خان۔۔۔اور حوریہ پر تم سے پہلے میرا حق ہے۔۔اور یہ حق ہمیشہ رہے گا"--- بالاج شاہ نے دبے ڈبے لہجے میں غرا کر کہا تو عائث خان کا میٹر پل میں گھوما تھا

Posted On Urdu Novel Book

حوریہ کو پیچھے کرتے وہ ایک ہی جست میں بالاج شاہ کے قریب پہنچتا۔۔بالاج کے چہرے پر وار کر چکا تھا۔

جس پر بالاج شاہ نے پلٹتے عائث خان کے پیٹ میں ٹانگ مارتے گردن سے پکڑنا چاہا تو عائث خان پیچھے کو پلٹتا اپنے دونوں ہاتھ زمین پر ٹکاتا۔۔دونوں پاؤں کو زمین سے اٹھا کر بالاج شاہ کے سینے پر مارتا کلا بازی لگا کر کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔

"عائثثث۔۔۔ نن۔۔ہیں پلیز"۔۔۔ بالاج شاہ کو عائث کی جانب بڑھتے دیکھ حوریہ لمحے میں عائث خان کے سامنے آتی اس کے سینے سے لگی تو بالاج شاہ کا اٹھا ہاتھ ہوا میں ہی رک گیا جبکہ اپنے سینے پر حوریہ کے تیزی سے دھڑکتے دل کو محسوس کرتے عائث خان نے خون چھلکاتی نظروں سے بالاج شاہ کو دیکھتے۔۔۔ حوریہ کو دونوں بازوؤں سے تھامتے۔۔جھٹکے سے اپنے سامنے کرتے حوریہ کا بازو دبوچ قدم اپنی بائیک کی جانب بڑھائے

جبکہ بالاج شاہ خالی نظروں سے حوریہ کو خود سے دور جاتا دیکھ رہا تھا۔۔حوریہ کا عائث کو بچانے کے لیے سامنے آنا نظروں کے آیا تو بالاج شاہ کو اپنے اندر کچھ ٹوٹتا سا محسوس ہوا۔ گلے میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی تو بے جان ہوتے ہاتھ کو پہلو میں گراتے۔۔ گہری سانس لیتے خود کو پرسکون کرنے کی کوشش کی

Posted On Urdu Novel Book

صبغہ نے نم نگاہوں سے بالاج شاہ کو دیکھا قدم اپنی کار کی جانب بڑھائے تو اپنی کلائی پر وحشت زدہ سی گرفت محسوس کر کہ حیرت سے گردن ترچھی کر کہ بالاج شاہ کو دیکھا جو قہر بھری نظروں سے صبغہ شاہ کو ہی دیکھ رہا تھا

جسے دیکھ صبغہ کو اندازہ ہو گیا کہ اب اس کی کلاس لگنا پکی ہے—حوریہ کی اس بات کے بارے میں کسی کو نا بتانے پر بالاج شاہ اسے کبھی نہیں بخشے گا تبھی چہرے پر مسکینت طاری کیے بالاج شاہ کو دیکھا جسے نظر انداز کرتے بالاج شاہ نے قدم اپنی لینڈ کروزر کی جانب بڑھائے

پٹکنے کے انداز میں صبغہ کو کار میں بٹھاتے خود ڈرائیونگ سیٹ پر آکر بیٹھا--- بالاج شاہ کے چہرے پر چٹانوں سی سختی دیکھتے صبغہ نے دل ہی دل میں کلمہ پڑھتے دونوں پاؤں سیٹ پر اوپر کرتے اپنے بازو ان کے گرد لپیٹ لیے جس پر بالاج شاہ نے گھور کر صبغہ کو دیکھتے گاڑی سٹارٹ کی

---

کیا آج سارا دن یہی گزارنے کا ارادہ ہے---- وہ صبح سے جنگل آئے ہوئے تھے اور چار بج رہے رہے تھے--- شام ہونے والی تھی—پیدل چل چل کر اب تو عقیدت کے پاؤں

Posted On Urdu Novel Book

بھی جواب دے چکے تھے۔۔کھانے میں تو ضرغام خان درختوں سے پھل توڑ کر کھلاتا رہا تھا جس سے عقیدت کا تو پیٹ بھر گیا تھا مگر ضرغام خان کا گھومنے سے نہی بھرا تھا

وہ اب بھی صبح کی طرح فریش سا عقیدت کا ہاتھ تھامے آگے بڑھتا جا رہا تھا جب عقیدت نے تھکے تھکے لہجے میں کہا تو ضرغام خان نے چونک کر گردن ترچھی کرتے عقیدت کو دیکھا جس کی سفید رنگت میں سرخیاں گھلی ہوئی تھیں۔۔ساتھے ہر پسینے کی چمکتی بوندیں دیکھتے ضرغام خان کی نظریں سرکتی ہوئی گلابی ہونٹوں سے ہوتی گردن پر آئی جہاں پسینے کی چمکتی بوندوں کو دیکھ ضرغام خان کا دل بے ساختہ دھڑکا جبکہ ضرغام خان کی نظروں سے بے خبر عقیدت نے چادر کے پلوں کو اپنے چہرے پر پھیرتے گردن صاف کی تو ضرغام خان کا سر بے ساختہ نفی میں ہلا

"حد ہے صبح تک موسم اتنا اچھا تھا اور ابھی دیکھو کیسے حبس ہو رہی ہے"---کوفت بھرے لہجے میں کہتے اردگرد نگاہ دوڑائی تو نظریں پلٹ کر ضرغام خان کی لو دیتی نظروں سے ٹکرائیں جس پر عقیدت نے آبرو آچکا کر ضرغام خان کو دیکھا

"رہنے دیتی کیا ضرورت تھی"---ضرغام خان کے کہنے پر عقیدت نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا تو ضرغام خان نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا تو عقیدت نے کندھے آچکا کر گہری سانس بھری

Posted On Urdu Novel Book

"کتنا گھومنا ہے اور ضرغام۔۔۔تمہیں ذرا بھی میرا احساس ہے۔۔۔صبح سے تم مجھے ان درختوں اور جھاڑیوں کو دکھانے کے لیے کبھی ادھر جاتے ہو اور کبھی ادھر۔۔۔مجھے تو سب ایک جیسا ہی لگ رہا ہے۔۔۔سب درخت بھی ایک جیسے ہی ہے اور تم ہر درخت کا ہر پودے کا الگ انٹرو دے رہے ہو جیسے میں نے رشتہ مانگنا ہے ان کا۔۔۔تھک گئی ہوں میں"- ضرغام خان کے بازو سے سر ٹکائے تھکن زدہ لہجے میں کہا تو ضرغام خان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

"یارِ من بس کچھ دیر۔۔۔ایک خوبصورت منظر کی تلاش میں ہوں جسے دیکھتے تمہاری ساری تھکن اتر جائے گی۔۔۔اگر تب بھی نا اتری تو خادم حاضر ہے۔۔۔تمہاری ساری تھکن اپنے ہونٹوں سے سمیٹ لوں گا"۔۔۔عقیدت میں بالوں میں نرمی سے ہاتھ پھیرتے گھمبیر لہجے میں کہا تو عقیدت نے سر اٹھا کر ضرغام خان کو دیکھا---

عقیدت کی سرخ پڑتی آنکھوں میں دیکھتے ضرغام خان نے اپنا بایاں بازو عقیدت کی کمر کے گرد لپیٹتے۔۔۔گھما کر عقیدت کی پشت کو درخت سے لگاتے اپنے دونوں ہاتھ عقیدت کے اطراف میں رکھے---

Posted On Urdu Novel Book

"تو کیا خیال ہے یار من کمرے میں تو کچھ ہونا نہیں—یہاں جنگل میں ہی منگل کر کہ اپنی کہانی آگے بڑھائے"--- ناک عقیدت کے گال پر ٹریس کرتے شوخ لہجے میں کہا تو عقیدت نے آنکھیں گھما کر ضرغام خان کو دیکھا

"جو کمرے میں نہیں ہو سکا وہ یہاں کیسے ہو جائے گا"—کندھے آچکا کر افسوس بھرے لہجے میں کہتے ضرغام خان کے کندھے پر نا نظر آنے والی گرد کو جھاڑا تو ضرغام خان نے گھور کر عقیدت کو دیکھا

"چیلنج کر رہی ہو خان کو"---عقیدت کے بالوں کو مٹھی میں بھرتے چہرہ اپنے چہرے کے قریب کرتے مصنوعی سخت لہجے میں کہا تو عقیدت نے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دباتے مسکراہٹ روکی

"نہیں بس بتا رہی ہوں کہ اگر کمرے میں نہیں آپ کی چلی تو یہاں خاک چلے گی"--- سبز نگینوں کو گول گول گھماتے چہرے پر معصومیت طاری کیے سرگوشی نما لہجے میں کہا تو ضرغام خان نے سمجھنے کے انداز میں سر اثبات میں ہلایا

"چلو پھر شروع کرتے ہیں --- لیکن سوچ لو یہاں کی گرمی پہلے نہیں جھیلی جا رہی—خان کی جان لیوا قربت کیسے سہو گی"--- عقیدت کے نچلے ہونٹ کو انگھوٹے اے سہلاتے بے باک لہجے میں کہا تو عقیدت کا چہرہ پل میں سرخ اناری ہوا

Posted On Urdu Novel Book

"خان کی بیوی ہوں۔۔خان سے دل لگا کر نبھانا مشکل تھا--- خان کے ہجر کو جھیلنا سوہان روح تھا۔۔جب کہ اس کی قربت تو روحِ سکون ہے"--- خود میں ہمت پیدا کرتے۔۔ضرغام خان کی معنی خیز نظروں میں آں کھیں گاڑھے مضبوط لہجے میں کہا تو ضرغام خان کے چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ رینگ گئی

"اوکے سو لیٹس سٹارٹ دا منگل"--- عقیدت کے کان کے قریب جھک کر خاموشی کرتے پیچھے ہو کر اپنی اجرک اتار کر درخت کی ٹہنی پر رکھتے رخ عقیدت کی جانب کیا

کرتے کے اوپری دو بٹن کھولتے۔۔۔اپنے دونوں ہاتھ عقیدت کی کمر پر ٹکائے تو عقیدت نے دھک دھک کرتے دل کو بامشکل قابو کرتے نظریں اٹھا کر ضرغام خان کی آنکھوں میں دیکھا جہاں اس وقت عقیدت کا عکس صاف نظر آرہا تھا

ضرغام خان کی جذبے لٹاتی نظروں میں دیکھنا محال ہوا تو عقیدت نے نظریں جھکاتے سر ضرغام خان کے سینے پر ٹکا دیا---

ضرغام خان نے دائیں ہاتھ سے عقیدت کے گرد لپٹی چادر کو اتارتے اپنی اجرک کے قریب اچھالا اور شدت سے عقیدت کو خود میں بھینچتے درخت سے پن کیا

"ضض-ضرغام مم۔۔میں سوچ رہی تھی کہ کک-کمرے میں ہی--- ایہہ"--- ضرغام خان کے ہونٹوں کے جان لیوا لمس کو اپنے کان کی لو پر محسوس کرتے کپکپاتے لہجے میں کہنا چاہا

تو ضرغام خان نے اپنی انگلی عقیدت کے ہونٹوں پر رکھ دی اپنے کان پر بھیگا سا لمس محسوس کرتے وہ بات مکمل کرتی کہ ضرغام خان نے کان کی لو کو دانتوں تلے دباتے خاموش رہنے کی وارننگ دی تو عقیدت نے سختی سے آنکھیں میچ لیں

دہکتے ہونٹوں کا بھیگا لمس کان کی لو سے چہرے پر جا بجا محسوس کرتے عقیدت کی سانسیں پل میں بھاری ہوئی تھیں

عقیدت کو لگ رہا تھا کہ یہ آگ برساتا لمس آج سچ میں اسے جلا دے گا۔۔ضرغام خان کا ہاتھ اپنی گردن سے ہٹاتے چہرہ ضرغام خان کی گردن میں چھپایا تو ضرغام خان نے جذبات سے سرخ پڑتی آنکھوں سے عقیدت کے کپکپاتے وجود کو دیکھا---

"یہ کیا ڈرامہ ہے اب عقیدت۔۔خود تم جب چاہو قریب آؤ - اور میری تھوڑی سی قربت پر تم چہرہ چھپانے لگ جاتی ہو۔۔آئی وانٹ ٹو سی یور فیس۔۔میں اپنی قربت میں تمہارے چہرے پر آنے والے ہر رنگ کو دیکھنا چاہتا ہوں تمہاری آنکھوں میں اپنا عکس دیکھتا تمہاری روح میں شامل ہونا چاہتا ہوں"--- عقیدت کی گردن میں بازو حائل کرتے چہرہ آپنے روبرو کرتے سخت لہجے میں کہا تو عقیدت نے بے بسی سے ضرغام خان کو دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

وہ جتنی بھی بولڈ بنتی۔۔لیکن ضرغام خان کی قربت اسے شرم سے چور کر دیتی تھی۔۔اس کی بولڈنیس تب ہی چلتی تھی جب شیر سویا ہوا ہوتا تھا۔۔جاگتے شیر کے جزبات چھیڑ کر وہ اپنی نازک جان کو مشکل میں نہیں ڈال سکتی تھی

"اب کہو بھی کچھ کہ بس گھورتی رہو گی"--- عقیدت کے نچلے لب کو دانتوں تلے دباتے جھنجھلائے لہجے میں کہا تو عقیدت نے چونک کر ضرغام خان کو دیکھا

"تم ایسے کرتے ہو تو مجھے شرم آجاتی ہے"--- دائیں ہاتھ کی انگلیوں کو ضرغام خان کی گردن پر پھیرتے مدھم لہجے میں کہا تو ضرغام خان نے حیرت سے اپنی بے باک شیرنی کو دیکھا

Urdu Novel Book

"کیا مطلب ایسا کیا کرتا ہو جو تمہیں شرم آجاتی ہے"۔۔لہجے میں حیرت زدہ لہجے میں استفسار کیا تو عقیدت نے خفا نظروں سے ضرغام خان کو دیکھا

لیکن ضرغام خان کی حیرت ابھی بھی ویسے ہی قائم تھی

"اب یہ بھی میں بتاؤں کہ کیا کرتے ہو۔۔یہ جو بھی ٹھرک جھارتے ہو مجھے اس سے شرم آجاتی ہے"--- عقیدت کے منہ بسور کر کہنے پر پہلے تو ضرغام خان نے حیرت سے عقیدت کو دیکھا اور پھر سمجھ آجانے پر جنگل کی پرسکون فضا میں ضرغام خان کا قہقہہ گونجا

Posted On Urdu Novel Book

پیٹ پر ہاتھ رکھ کر ہستے ضرغام خان کو اپنی ہنسی روکنا مشکل ہو گیا جبکہ عقیدت نے خود کے مزاق بنائے جانے پر خونخوار نظروں سے ضرغام خان کو دیکھا اور خود وہاں سے جانا چاہا کہ تبھی ضرغام خان نے کلائی تھامتے عقیدت کو پھر سے درخت سے پن کیا

"اووو میلی موشوم بیوی۔۔۔ابھی تو شرم آنے والے سین تک ہم پہ پہنچیں ہی نہیں۔۔۔پہنچ بھی گئے تو خبردار جو تم نے مجھ سے نظریں چرائیں۔۔۔میں نے کہا نا میں ہمارے قربت کے ہر ایک لمحے کو تمہاری آنکھوں میں دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔تمہارے چہرے پر بکھرے اپنی قربت کے رنگوں کو اپنی آنکھوں میں قید کرنے چاہتا ہوں۔۔۔ مجھے تمہاری وہی شدتیں واپس چاہیے عقیدت جو تم مجھ پر لٹا چکی ہو۔۔۔ایم رئیلی میسگ دم"--- انگلیاں عقیدت کی انگلیوں سے الجھاتے سر کہ اوپر پن کرتے۔۔۔گہری نظروں سے عقیدت کی آنکھوں میں جھانکا تو عقیدت نے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دباتے ضرغام خان کی آنکھوں میں دیکھا

جھک کر عقیدت کے ہونٹوں پر ہونٹ رکھتے۔۔۔انگلیوں پر گرفت سخت کی تو عقیدت نے گہری سانس لینی چاہی جسے ضرغام خان نے اپنی سانسوں میں قید کر لیا

ہاتھ عقیدت کے ہاتھوں سے سرکتے۔۔۔کمر پر ریگنے لگے تو عقیدت نے کسمسا کر حصار توڑنا چاہا جس پر ضرغام خان کی گرفت ہونٹوں اور کمر پر سخت ہوتی چلی گئی

Posted On Urdu Novel Book

عقیدت کی بھاری ہوتی سانسوں کو محسوس کرتے ضرغام پیچھے ہوا تو عقیدت نے سر پیچھے ٹکاتے گہری سانسیں لیتے سانس ہموار کرنی چاہی ابھی وہ سنبھلی بھی نا تھی کہ ضرغام خان کے ہونٹوں کے دہکتے لمس کو تھوڑی سے گردن کا سفر طے کرنے پر کپکپا اٹھی اپنی گردن پر جا بجا ضرغام خان کے شدت بھرے بوسوں کے ساتھ دانتوں کے دباؤ کو محسوس کرتے عقیدت کو اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس ہوئی اگر ضرغام خان نے ایک ہاتھ سے عقیدت کو سہارا نا دیا ہوتا تو وہ ضرور زمیں بوس ہو چکی ہوتی

"پینڈٹ کہا ہے تمہارا عقیدت"--- عقیدت کی گردن پر ناک ٹریس کرتے کالر بون پر دانت گاڑھتے دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا

ضرغام خان کے سوال پر عقیدت کے گرد ان فسوں خیز لمحوں کا طلسم چھناکے سے ٹوٹا ہاتھ بے ساختہ اپنی گردن پر آیا تو عقیدت کا دل کیا سر کسی دیوار میں مار لے

"وہ کک۔۔کبرڈ میں"--- خشک پڑتے ہونٹوں کو تر کرتے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا تو ضرغام خان نے چہرہ اٹھا کر خونخوار نظروں سے عقیدت کو گھورا

"مم۔۔میں نہیں چاہتی کہ وہ کھو جائے۔۔اسی لیے سنبھال کر رکھ دیا"--- وہ جواب ضرغام خان کو دے رہی تھی جبکہ دماغ پچھلے دنوں کے ہر لمحے پر غور کر رہا تھا۔۔

Posted On Urdu Novel Book

آخری بار کب اس نے پینڈٹ پر لکھے ضرغام خان کے نام کو ہونٹوں سے چھوا تھا۔کب کب۔سوچتے سوچتے دھماکہ میں جھمکا سا ہوا۔۔۔اس رات۔۔ سبز نگینوں میں چمک سی اتری جسے بغور دیکھتے ضرغام خان نے کچھ انچ کے فاصلے کو سمیٹتے ناک عقیدت کی ناک سے ملاتے گہری سانس بھری تو عقیدت نے چونک کر ضرغام خان کو دیکھا۔۔۔

جو شکوہ کناہ نظروں سے عقیدت کو دیکھتا اپنے کرتے کی جیب سے پینڈٹ نکال کر عقیدت کے گلے میں پہنا رہا تھا۔

پینڈٹ ضرغام کو اس رات درختوں کے پیچھے خون والی جگہ سے کچھ فاصلے پر ملا تھا۔جسے ضرغام خان نے خاموشی سے اٹھا کر اپنی جیب میں رکھ لیا تھا۔اسے یقین تھا کہ وہ خون کسی انسان کا ہی ہے لیکن پینڈٹ ملنے کے بعد ضرغام خان نے ارمغان خان کو ڈیرے چھوڑتے واپس آکر وہاں سے خون کے ہونے کے تمام ثبوت مٹا دیے تھے۔اگر کوئی اور دیکھتا تو وہ پولیس کو شامل کرتا اور ضرغام خان اپنے جیتے جی یہ نہیں ہونے دے سکتا تھا۔آہنی بیوی کو وہ اچھے سے جانتا تھا وہ ناحق یا دشمنی کی آڑ میں کسی کو قتل نہیں کرسکتی تھی۔پھر وہ کون تھا جسے عقیدت ضرغام خان نے قتل کر دیا۔۔۔ یہ سوال وہ چاہ کر بھی عقیدت سے پوچھ نہیں پا رہا تھا۔مگر اگر وہ یہ سمجھتی تھی کہ وہ اس سے بے خبر ہے تو یہ عقیدت شاہ کی سب سے بڑی غلط فہمی تھی۔وہ تو تب بھی اس کے پل پل کی خبر رکھتا تھا جب اسے

Posted On Urdu Novel Book

زندگی میں شامل نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔اب تو وہ زندگی بن کر زندگی میں شامل ہو گئی تھی اب کیسے اس سے بے خبر رہ سکتا تھا۔

وہ جانتا تھا کہ عقیدت حدائق اور بہرام کے ساتھ مل کر اپنے باپ کو بے قصور ثابت کرنے کے لیے ثبوت تلاش کر رہی ہے۔۔۔وہ جانتا تھا کہ وہ خان خاندان والوں پر ہر مشکوک شخص پر نظر رکھے ہوئے ہیں جن میں مقدس بیگم بھی شامل ہے۔۔۔اگر وہ چپ تھا تو صرف اور صرف عقیدت کے لیے۔

اگر عقیدت اپنے باپ کو بے گناہ ثابت کر لیتی تھی تو اس سے بڑھ کر خوشی کی کیا بات ہو سکتی تھی۔۔۔پھر دلوں میں رہ جانے والی کسک بھی ختم ہو جاتی تھی۔

لیکن اگر وہ ثابت نا کر پاتی تو ضرغام نہیں چاہتا تھا کہ وہ اس کے سامنے شرمندہ ہو یا عقیدت کا سر جھکے۔۔۔وہ بغیرت نہیں تھا کہ باپ کے قاتل کی بیٹی کو سینے سے لگا لیتا لیکن وہ دل میں ایمان رکھتا تھا۔۔۔قتل کرنے اور ہونے والے تو مر گئے۔۔۔بدلہ لینے والے بھی بدلہ لے کر مر گئے تو وہ کیوں کسی اور کے کیے کی سزا اسے دیتا۔۔۔وہ کیوں مردوں کی جنگ میں عورت کو مہرہ بناتا

Posted On Urdu Novel Book

" حویلی کے پیچھے گرین ہاؤس سے ملا ہے مجھے۔۔بالکل قدر نہیں ہے تمہیں میری دی گئی چیزوں کی--- ان کی طرح ایک دن مجھے بھی کھو دو گی کیا"--- ہاتھ کی پشت عقیدت کے چہرے پر پھیرتے نرم لہجے میں استفسار کیا تو عقیدت نے تڑپ کر ضرغام خان کو دیکھا آنکھیں پل میں لبالب پانیوں سے بھر گئیں

"میں تمہاری جان لے لوں گی ضرغام۔۔آئندہ ایسی گھٹیا بکواس کی تو"--- ضرغام خان کے بال مٹھیوں میں دبوچتے دانت ضرغام خان کی گردن پر گاڑھتے بھرائے لہجے میں کہا تو ضرغام خان نے قہقہہ لگاتے عقیدت کو خود میں بھینچ لیا

یہ بات اس نے عقیدت کا دیہان بھٹکانے کے لیے کی تھی۔۔ورنہ وہ اس بارے میں سوچتی رہتی اور ضرغام کو یقین تھا کہ اسے یاد آجانا تھا کہ پینڈنٹ کہاں گر سکتا تھا۔

"چلو باقی خون بعد میں پی لینا۔۔ابھی آؤ تمہیں ایک خوبصورت منظر دیکھاؤ"--- اتنا کڑوا خون کون پیئے دماغ نہیں خراب میرا"--- ضرغام خان کے کہنے پر دوبدو ناک سکوڑ کر جواب دیا تو ضرغام خان نے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دبائے مسکراہٹ ضبط کی

آگے بڑھ کر اپنی اجرک اٹھا کر عقیدت کو تھمائی اور عقیدت کی چادر عقیدت کے کندھوں کے گرد پھیلاتے عقیدت کا ہاتھ تھاما

Posted On Urdu Novel Book

"اچھا کڑوا ہے--- لیکن ایک پٹھانی نے کہا تھا کہ خان آپ کا خون بالکل آپ جیسا میٹھا ہو گا۔۔مجھے لگتا ہے اسے ٹیسٹ کروانا پڑے گا کہ یہ میٹھا نہیں"--- عقیدت کا ہاتھ تھامے آگے بڑھتے پر سوچ لہجے میں کہا ابھی وہ بات مکمل کرتا کہ عقیدت نے اپنے بائیں ہاتھ میں ضرغام خان کے بال دبوچے

"تمہیں زندگی راس ہی نہیں خان--- میرا دل کر رہا ہے کہ ایک ہی بار میں یہ جان لے لوں"--- جھنجلائے لہجے میں چلا کر کہا تو ضرغام خان نے پلٹتے جھٹکے سے عقیدت کو بانہوں میں اٹھاتے قدم آگے بڑھائے

"اب تو میرا بھی دل کرتا ہے کہ ایک ہی بار تم جان لے ہی لو۔۔اپنی تو لینے نہیں دیتی یار میری ہی جان لے لو--- مگر جان اس انداز میں لینا جا انداز میں خان جان لینے کا ارادہ کیے ہوئے ہیں"---- عقیدت کے چہرے پر جھکتے زومعنی لہجے میں سرگوشی کی تو عقیدت کو لگا جسم کا سارا خون اس کے چہرے پر سمٹ آیا ہو۔۔زبان تو جیسے تالو سے چپک چکی تھی۔۔ ضرغام خان کی لو دیتی نظروں سے بچنے کی خاطر آنکھیں موندتے سر ضرغام خان کے سینے سے ٹکا دیا

جسے دیکھتے ضرغام خان نے اپنے قدموں میں تیزی لاتے جلدی سے مطلوبہ جگہ پر پہنچنا چاہا

Posted On Urdu Novel Book

وہ سارے راستے یہ سوچ سوچ کر ہلکان ہوتی رہی تھی کہ اگر عائث خان یہ بات جانتا ہے تو اسے ضرور بالاج شاہ کے بارے میں بھی معلوم ہو گا۔۔مگر دماغ اس بات کی نفی کر رہا تھا کہ اگر بالاج کے بارے میں معلوم ہوتا تو عائث خان اسے یوں زندہ چھوڑ کر نا اجاتا

وہ اپنے خیالوں سے تو تب چونکی جب عائث خان نے کمرے میں داخل ہوتے دھاڑ سے دروازا بند کرتے حوریہ شاہ کو بازو سے تھامے پٹکنے کے انداز میں بیڈ پر دھکا دیا

"عع-عائث۔۔میں بب-تانے والی"--- ابھی حوریہ بات مکمل کرتی کہ عائث خان نے بیڈ کے سامنے پڑے کانچ کے ٹیبل کو ٹھوکر رسید کرتے زمین بوس کیا تھا

"کب بتانے والی تھی تم۔۔ہاں --- کب بتانے والی تھی تم حوریہ--- میں کاٹھ کا الو ہوں جو اتنے دنوں سے بکواس کر رہا ہوں کہ حوریہ اگر کچھ شئیر کرنا ہے تو کرو۔۔لیکن نا حوریہ میڈم کی عقل میں کوئی بات آئے تو پھر نا"--- حوریہ کی کنپٹی پر دو انگلیاں بجاتے سرد لہجے میں غرا کر کہا تو حوریہ کو اپنے رگ و پے میں سرد لہریں سرائیت کرتی محسوس ہوئی

"اندازہ بھی ہے کس شخص کے ساتھ تمہاری ریس تھی - ایک گنڈے گے ساتھ---ایک ریپسٹ تھا وہ --- اندازہ بھی ہے تمہیں کہ کیا کر سکتا تھا وہ تمہارے ساتھ--- اگر میں یہ سب نا جان پاتا تو آج تم یو سر اٹھائے میرے سامنے نا کھڑی ہوتی۔۔سر اٹھائے کیا زندہ بھی

ہوتی یا"--- دونوں بازوؤں سے جھنجھوڑتے دھاڑ کر کہتے--- ہونٹ بھینچ کر اپنے اشتعال پر قابو پاتے حوریہ کو خود سے دور دھکیلا

"دل تو کر رہا ہے جان لے لوں تمہاری—اگر اس وجود میں میری جان نا بستی ہوتی تو جہاں سے لایا ہوں لانے کی بجائے وہی زندہ دفن کر آنا تھا"--- سرد لہجے میں بڑبڑاتے جیکٹ اتار کر زور سے زمین پر مارتے گردن موڑ کر ہونٹوں پر مٹھیاں جمائے ہچکیوں سے روتی حوریہ شاہ کو

حوریہ کو دیکھتے آنکھوں کے سامنے بالاج شاہ کا چہرہ لہرایا تو عائث خان کو اپنا خون کھولتا محسوس ہوا

"آئندہ تم شاہ حویلی نہیں جاؤ گی— سمجھ آئی تمہیں—اگر وہ گھٹیا شخص مجھے پھر سے تمہارے آس پاس بھی دکھا—اگر اس کی نظروں میں تمہارے وجود کو دیکھا – تو یقیں مانو مائے انوسنٹ گرل اس کی تو آنکھیں نوچ کر زندہ درگور کروں گا---اور تمہارے آس وجود کو جلا کر بھسم کر دوں گا جو میرے علاوہ کسی اور کی نگاہوں کا مرکز بنا تو--- ایک ہی جست میں حوریہ کے قریب پہنچتے— سختی سے دونوں بازو کمر کے گرد لپیٹتے—سرد تھرتھرا دینے والے لہجے میں چلا کر کہا تو حوریہ نے ہچکیوں سے روتے اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا لیا جس پر

Posted On Urdu Novel Book

عائث خان نے ہونٹ بھینچتے سرخ انگارا ہوتی نظروں سے حوریہ کے ہچکولے کھاتے وجود کو دیکھا---

دو قدم کے فاصلے کو سمیٹتے نرمی سے اپنے حصار میں لیتے—گہری سانس بھرتے آنکھیں موند لیں---

---

ماضی:-

طلاق دیں آپ اسے ابھی کہ ابھی--- آپ کی بیوی صرف میں ہوں - اس گاؤں کے سردار کی ایک ہی بیوی ہے جو کہ مقدس شیر خان ہے—یہ میرے مقابلے پر نہیں آسکتی"---- مقدس بیگم کے ہذیانی انداز پر چلا کر کہنے پر کشف بیگم نے افسوس سے انہیں دیکھا

شیر خان آج کہے کے مطابق مبین بیگم اور عائث خان کو حویلی لے آیا تھا— جب انہوں نے مبین بیگم کو اپنی بیوی کی حیثیت سے متعارف کروایا تھا تو حویلی میں تو جیسے قیامت آگئی تھی

مقدس بیگم نے چیخ چیخ کر ساری حویلی کے ملازموں کو اکٹھا کر لیا تھا—آہنی پیٹتی بددعائیں دیتی وہ شیر خان کو کوس رہی تھی

Posted On Urdu Novel Book

جبکہ ولی خان لاونج کے صوفے پر خاموش تماشائی بنے بیٹھے تھے۔بچوں کو کشف بیگم اپنے کمرے میں بٹھا کر ملازمہ کو ان کا خیال رکھنے کا بول آئی تھیں

"وہ تمہارے مقابلے پر نہیں آرہی--- سردارنی تم ہی رہو گی۔وہ صرف میری بیوی ہے۔ اور میری بیوی بن کر ہی رہے گی۔اسے ان چیزوں سے فرق نہیں پڑتا۔اور کس بات کا دکھ منا رہی ہو تم۔تمہیں میری ذات سے پہلے کوئی غرض تھی میری کوئی پرواہ تھی یا میں بہت محبوب شوہر رہ چکا ہوں تمہارا جسے تم کسی دوسرے کے ساتھ بانٹ نہیں سکتی"شیر خان نے سخت لہجے میں کہا تو مقدس بیگم نے نخوت سے سر جھٹکا

مجھے نہیں پتہ --- لیکن یہ عورت میری حویلی میں نہیں رہ سکتی۔نکلو یہاں سے"--- آگے بڑھتے چیل کی طرح مبین بیگم پر جھپٹتے چلا کر کہا تو لاونج میں داخل ہوتے حدائق شاہ نے ایک ہی جست میں ان کے قریب پہنچتے مبین بیگم کو ان کی گرفت سے چھڑوایا

"بھابھی بس کر جائیں--- جو ہونا تھا سو ہو گیا۔اب تو خود میں نرمی پیدا کریں - آپ ایک معصوم بچے کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتی ہیں"۔شیر خان اور حدایت کے چھڑواتے چھڑواتے بھی وہ مبین بیگم کے ساتھ عائشہ خان کے پھولے پھولے سرخ گالوں پر تھپڑ رسید کر چکی تھی کہ اس قدر زور سے تھپڑ لگنے پر وہ معصوم بچہ سسک اٹھا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لیے ہچکیوں سے روتے وہ چہرہ ماں کی گردن میں چھپا چکا تھا جسے دیکھتے حدایت شاہ کے ضبط کا پیمانہ لبریز ہوا تھا—

"یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے—تمہاری منحوس بیوی کی وجہ سے ہوا ہے—پہلے تمہارے منحوس قدم ہماری زندگی میں شامل ہوئے تو میرے بھائی کا گھر بسنے سے پہلے اجڑ گیا--- آج تمہاری منحوس بیٹی اس دنیا میں آئی تو میرے سر پر سوتن اگئی—چھوڑوں گی نہیں میں انہیں - مار دوں گی میں--- مار دوں گی میں اس منحوس کو"---- دونوں ہاتھ بالوں میں الجھاتے—بہکے بہکے لہجے میں کہتی ہذیانی انداز میں چلاتی جھٹکے سے پلٹ کر حلیمہ بیگم کے کمرے کی جانب بڑھی تو حدایت شاہ لمحے کی تاخیر کیے بنا ان کے پیچھے بھاگا

آج صبح فجر کے وقت ہی حلیمہ بیگم نے ایک خوبصورت سی بیٹی کو جنم دی تھا—حویلی میں تو جیسے خوشی کی لہر دوڑ گئی تھی—دونوں خاندانوں میں یہ پہلی بیٹی تھی--- جو کہ پیدا ہوتے ہی بیٹوں سے زیادہ لاڈلی ہو گئی تھی— ولی خان کا کہنا تھا کہ وہ سارے نقوش اپنی نانی سے چرا کر لائی ہے—

اور وہ تب سے کئی بار جا کر اس چھوٹی سی گڑیا کو پیار کر چکے تھے—اور جب وہ اپنی موٹی موٹی سبز نگینوں سی آنکھوں میں آنسو ٹکر ٹکر دیکھتی تو سب اس پر صدقے واری جاتے

Posted On Urdu Novel Book

بہرام،حدائق اور ضرغام تو دیوانے ہوئے جا رہے تھے اس چھوٹی سی گڑیا کے جبکہ بالاج شاہ نے پہلے تو خوشی سی عقیدت شاہ کو اٹھایا مگر جب اس نے بالاج کو دیکھ کر منہ بنایا جسے دیکھتے حلیمہ بیگم نے کہا کہ اس کی عادتیں تو ابھی سے بالاج جیسی ہیں تو تب سے جیلس ہوتا دوبارا اس کے قریب نہیں گیا تھا

سامنے صوفے پر بیٹھا بریڈ کھاتا وہ گھور گھور کر عقیدت شاہ کو دیکھ رہا تھا۔۔جسے دیکھتے بالاج شاہ کو بھی اندازہ ہونے لگا کہ وہ ایک دن کی بچی واقع اس کی عادتیں کاپی کر رہی ہے

مقدس بیگم کمرے کا دروازا دھاڑ سے کھولتی بیڈ پر بیٹھی حلیمہ بیگم کی جانب بڑھی تو بچوں نے سہم کر مقدس بیگم کے خون چھلکاتے چہرے کو دیکھا جبکہ بالاج شاہ صوفے سے چھلانگ لگا کر بیڈ پر آچکا تھا

"ادھر دو - ادھر دو یہ منہوس بچی--- زندہ نہیں چھوڑوں گی۔۔آج تم دونوں ماں بیٹیوں کو جان سے مار دوں گی۔۔میرے دل پر مونگ ڈلنے کو ماں کم تھی جو بیٹی بھی آگئی"--- حلیمہ بیگم کے ہاتھوں سے عقیدت کو چھیننے کی کوشش کرتے چلاتے ہوئے کہا تو ضرغام اور حدائق بے ساختہ آگے آئیں

Posted On Urdu Novel Book

"نو ماما شی از انوسنٹ--- وہ ڈر جائے گی—مت ماریں اسے"--- مقدس بیگم کے ہاتھوں کو پکڑنے کی کوشش کرتے ضرغام خان نے کہا تو مقدس بیگم نے پلٹ کر ایک زور دار تھپڑ ضرغام خان کے چہرے پر رسید کیا

"بھابھی کیا کر رہی ہیں آپ—چھوڑیں میری بیٹی کو--- بابا—بھائی"---- مقدس بیگم کو پیچھے دھکیلنے کی کوشش کرتے روتے ہوئے چلا کر کہا تو بالاج شاہ نے ایک نظر سرخ دھواں دھواں چہرہ لیے کھڑے ضرغام خان کو دیکھا اور ایک نظر اپنی روتی ہوئی چچی کو دیکھا

اور پھر وہ بیڈ پر اٹھ کر کھڑا ہوتا چھلانگ لگا کر مقدس بیگم کی پیٹھ پر چڑھتا اپنے دانت ان کے کندھے پر گاڑھ چکا تھا--- جس سے کمرے میں مقدس بیگم کی دلدوز چیخیں گونج اٹھیں تھی

کمرے میں داخل ہوتے حدایت شاہ نے بالاج کو زبردستی ان سے الگ کیا--- شیر خان نے آگے بڑھتے مقدس کا بازو اپنی سخت گرفت میں لیتے—قدم آپنے کمرے کی جانب بڑھائے

"بالاج یہ کیا بتمیزی تھی—وہ بڑی تھیں آپ سے"--- حلیمہ بیگم کے گرد بازو پھیلاتے بالاج شاہ کو ڈپٹتے ہوئے کہا تو بالاج شاہ نے آنکھیں گھما کر ان کی بات کو نظر انداز کیا

"آئی نو شو از بگ وچ اینڈ آئی ہیٹ ہر"--- نظریں ضرغام خان کے سرخ چہرے پر ٹکائے ناک سکور کر کہا تو بہرام شاہ نے آگے بڑھتے ایک چپت بالاج شاہ کے کندھے پر رسید کی

Posted On Urdu Novel Book

جبکہ حدایت شاہ نے تنبیہہ نظروں سے بالاج شاہ کو گھورا جو اب سامنے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر بیٹھ گیا تھا---

"تم ٹھیک ہو--- کہی لگی تو نہیں"--- عقیدت کو اپنی بانہوں میں بھرتے حلیمہ بیگم سے پوچھا تو انہوں نے نم آنکھوں سے مسکراتے نفی میں سر ہلا دیا

"چاہے یہ میرے جگری یار کا گھر ہے__لیکن آئندہ سے تم اکیلی یہاں نہیں آؤ گی حلیمہ__ تمہارے معاملے میں رسک نہیں لے سکتا__اور اب تو بھابھی نے ہر حد پار کر دی اس سب میں چھوٹی بچی کا کیا قصور"__حدایت شاہ کے کہنے پر حلیمہ بیگم نے ان کے بازو پر ہاتھ رکھتے خاموش__رہنے کا اشارہ کیا اور مسکرا کر ان کی جانب خاموشی سے دیکھتے ضرغام خان کو دیکھا---

اگر اس خاندان میں ماں باپ کی لڑائی جھگڑوں میں کسی کی ذات بری طرح متاثر ہو رہی تھی تو وہ تھا ضرغام خان__جسے ماں کا پیار بھی اس کے موڈ یا کسی کو نیچہ دکھانے کی کوشش میں ہی ملا تھا__باپ بے انتہا پیار کرتا تھا__لیکن مقدس بیگم سے لڑائی ہونے کے بعد وہ بھی حویلی سے کئی کئی دن غائب رہتے__اور اگر ہوتے بھی تو ہو کر بھی ضرغام خان کی ذات سے لاتعلق ہی رہتے

Posted On Urdu Novel Book

" آپ نے بتایا نہیں کہ گڑیا کیسی لگی آپ کو"۔۔عقیدت حلیمہ بیگم کی گود میں لٹاتے ضرغام خان کو اٹھاتے نرم لہجے میں استفسار کیا تو ضرغام خان نے ہاتھ کی پشت سے آنسوں صاف کرتے مسکرا کر انہیں دیکھا

اپنے بھانجے کی سرخ نیلی آنکھیں اور گال پر تھپڑ کا نشان دیکھ حلیمہ بیگم کا دل کٹ کر رہ گیا

"شی از سو بیوٹیفل بیٹ آلسو سو موڈی جسٹ لائک باج"--- اپنے گالوں کے اردگرد ہاتھ ٹکاتے عقیدت کی جانب جھکتے ہوئے کہا تو صوفے پر بیٹھے بالاج شاہ نے گھور کر عقیدت شاہ کو دیکھا جو جب سے پیدا ہوئی تھی سب اسے اس کے ساتھ ملانے پر لگے ہوئے تھے۔

"نو۔۔شی از ناٹ لائک می--- جسٹ لوک ایٹ ہر ائیز۔۔ہر آئیز لکس لائک لٹل فراگ"۔-- دونوں ہاتھوں کو گھماتے منہ بسور کر کہا تو حدائق شاہ نے بالاج شاہ کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھتے گھور کر اسے دیکھا

"شی از مائے سسٹر۔۔ڈونٹ یو ڈیر باج"--- نیلی آنکھوں کو چھوٹا کیے تنبیہ لہجے میں کہا جسے سمجھتے بالاج شاہ نے سر اثبات میں ہلایا

وہ جتنا بھی موڈی۔۔غصے والا اور بتمیز تھا لیکن وہ اپنے بھائیوں کی عزت کرتا تھا۔۔اتنی وہ ماں باپ کی نہیں مانتا تھا جتنی اپنے بھائیوں کی مانتا تھا۔۔پھر چاہے وہ ضرغام خان ہی کیوں نا

Posted On Urdu Novel Book

ہو۔۔صرف بالاج ہی نہیں وہ سب ہی ایک دوسرے کی عزت کرتے تھے۔ ہم عمر ہونے کے باوجود دوسرے کی بات حکم سمجھ کر مان جاتے تھے۔

"لالا۔۔لالا۔۔لا"۔۔۔۔ کمرے میں گونجتی میٹھی سی آواز پر سب نے بیک وقت دروازے کی جانب دیکھا جہاں دو سالہ ارمغان خان اپنے بھاری بھرکم وجود کو گھسیٹتے۔۔۔ کرول کرتا آرہا تھا۔۔۔ پھولے پھولے سرخ اناری گال۔۔ماتھے پر بکھرے براؤن بال۔۔۔ ہونٹوں کے گرد پھیلی چاکلیٹ۔۔۔ آسمانی رنگ کا کرتا شلوار پہنے۔۔وہ چھوٹا سا بھالو لمحے میں سب کے چہروں پر مسکراہٹ لے آیا تھا۔۔سب کہ اپنی جانب متوجہ ہو جانے پر دروازے کے قریب رکتے۔۔ چھوٹے چھوٹے پھولے ہاتھوں کی تالی بجاتے بازو واہ کیے تو سب سے پہلے صوفے پر بیٹھے بالاج شاہ نے چھلانگ لگاتے ارمغان خان کی جانب دوڑ لگائی۔

اس کے پیچھے ضرغام پھر حدائق اور پھر بہرام لمحے میں دروازے کے قریب پہنچے جہاں بالاج شاہ چھوٹے سے بھالو کو اٹھاتا چٹا چٹ پیار کرنے میں مصروف تھا۔

سب بھائیوں کو اپنے قریب دیکھ کمرے میں ارمغان خان کی کھکھلاہٹیں گونجیں جسے دیکھتے حلیمہ بیگم نے دل ہی دل میں ان کی نظر اتاری

"لالا۔۔لالا"۔۔۔ ضرغام خان سینے پر دونوں پاؤں رکھتے اوپر چڑھنے کی کوشش کرتے۔۔۔ کھکھلا کر کہا تو ضرغام خان نے جھک کر شدت سے پھولے پھولے گالوں کو چوما۔۔ضرغام

Posted On Urdu Novel Book

خان کے جھکنے سے ارمغان خان کندھوں سے تھوڑا کھسک گیا--- جس پر ارمغان خان نے منہ پھلا کر ضرغام خان کو دیکھا اور جھٹکے سے اوپر ہوتے اپنے چاکلیٹ سے بھرے منہ کو ضرغام خان کے گالوں پر ٹکاتے اپنے ننھے ننھے دانتوں سے کاٹتے بدلہ لینے کی کوشش کی جس پر ضرغام خان نے مسکراتے۔۔ارمغان میں کو نرمی سے پیچھے کیا جو کہ پیچھے ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

سینے سے کرول کر کہ کندھوں پر پہنچ کر بیٹھنا ارمغان خان کا فیورٹ مشغلہ تھا۔۔اور جو کوئی اس کے اس کام میں رکاوٹ ڈالتا تھا۔۔پھر اسے وہ اپنے ننھے دانتوں سے زخمی کرنے کی پوری کوشش کرتا تھا۔

"چھوڑ اسے ادھر آجا میرا جنگلی شیر"۔۔ضرغام خان کے بال ارمغان خان کی چھوٹی چھوٹی مٹھیوں سے نکالتے اپنے کندھے پر بٹھاتے بہرام شاہ نے کہا تو بالاج شاہ نے گھور کر ان سب کو دیکھا ---

جو سب سے پہلے اس تک پہنچا تھا۔۔لیکن وہ اس کے علاوہ باقی سب کے پاس چلا گیا تھا وہ سب چھوٹے خان کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھے۔۔جبکہ کمرے کے سامنے سے گزرتے عائث خان نے خاموش حسرت بھری نظروں سے ان بھائیوں کو دیکھا تھا--

ماں کا ہاتھ تھامے سر جھکائے آگے بڑھتا وہ کمرے سے آتی کھکھلاہٹوں اور قہقہوں کی آوازیں سنتا--- سختی سے اپنی آنکھیں میچ چکا تھا—یہ محبت بھری کھکھلاہٹیں ہتھوڑے کی مانند عائش خان کے سر پر لگ رہی تھی ---

کئی باغی آنسو پلکوں کی باڑ توڑتے گالوں سے پھسلتے زمین پر گریں تو عائش خان نے سر اٹھا کر گردن ترچھی کر کہ پلٹ کر دیکھا---

جہاں وہ چاروں ایک چھوٹے سے بچے کو کندھوں پر بٹھائے ایک دوسرے سے باتیں کرتے جا رہے تھے---

جسے دیکھ ایک دکھ بھری مسکراہٹ نے عائش خان کے ہونٹوں کا احاطہ کیا تھا

پھر وہ خاموشی سے سر جھکائے اپنی ماں کے ساتھ سیڑھیاں چڑھتا اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا

---

وقت نے تو گزر ہی جانا ہوتا--- وہ کبھی بھی ہم انسانوں کے افسوس کرنے—رونے تڑپنے یا سنبھلنے کے لیے رک نہیں سکتا—لیکن وہ گزرتے ہوئے ہی لمحوں میں ہماری زندگیوں کو بدلتا رہتا ہے—وقت ہمیں اپنے ہر موسم سے ملاتا ہے— ہر موسم کے رنگ دکھاتا ہے--

Posted On Urdu Novel Book

آنسو۔۔خوشی غم تکلیف بچھڑ جانا مل جانا۔۔تڑپنا سسکنا راحتیں وصل و ہجر یہ سب وقت کے ہی تو موسم ہے --

اور ہم سب کو زندگی میں ایک بار ان سب سے گزرنا ہی پڑتا ہے۔۔پھر چاہے ہم کتنے ہی ماں باپ کے لاڈلے کیوں نا ہو۔۔کتنا ہی احتجاج کیوں نا کر لیں۔۔وقت کی گھڑیوں میں پروئے یہ موسم ہم سب کے نصیب کا حصہ ہے۔

میں اگر تم سے کچھ مانگوں تو کیا تم مجھے بنا سوال و جواب کیے سونپ دو گے"۔۔مسجد کے صحن میں کھڑے شیر خان نے پرسوچ نظریں آسمان پر ٹکائے کہا تو حدایت شاہ نے چونک کر انہیں دیکھا

"آج تک تمہیں کبھی انکار کیا جو آج یہ اس طرح سوال کر رہے ہو۔۔تم یار ہو میرے۔۔اجازت نا مانگا کر حکم کیا کر"--- حدایت شاہ کے کہنے پر شیر خان نے گہری سانس فضا کے سپرد کی

ہر گزرتا دن ان کے لیے نئی آزمائش لے کر ہی آیا تھا۔۔مقدس بیگم نے کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی ان کی زندگی جہنم بنانے میں--- حویلی آنے کے بعد مبین بیگم ایک بار پھر سے ماں بننے والی تھی

Posted On Urdu Novel Book

جب مقدس بیگم نے دائی کو پیسے دے کر ان کا بچہ ضائع کروا دیا یہ بات جب دائی کے بیٹے نے شیر خان کو بتائی تو انہیں سانس لینا مشکل لگا اور جب انہیں پتہ چلا کہ وہ اب کبھی ماں نہیں بن سکی گی تو شیر خان کو پاؤں تلے زمین نکلتی محسوس ہوئی

یہ بات انہیں کافی دیر بعد پتہ چلی تھی تب اگر مقدس بیگم ماں بننے والی نا ہوتی تو وہ شاید انہیں جان سے مار دیتے۔ لیکن اپنی ہونے والی اولاد کا سوچتے وہ خون کے گھونٹ بھر کر رہ گئے اس راز کو سینے میں ہی دفن کر لیا

حویلی میں آئے دن مقدس بیگم کا کسی نا کسی بات پر جھگڑنا لازم تھا۔

اور آج کل تو ان کا بھائی جیل سے واپس آیا ہوا تھا۔جسے وہ گھر لانے پر بضد تھی--- جبکہ شیر خان دو ٹوک لہجے میں انہیں منع کر چکے تھے۔

بادام گل کے بارے میں جو کچھ انہیں معلوم پڑا تھا۔اس کے بعد وہ اسے حویلی کے قریب بھی پھٹکنے کی اجازت نا دیتے

کیونکہ وہ جوا کھیلنے اور لڑکیاں اغواہ کرنے کے الزام میں پکڑا گیا تھا جسے بعد میں جھوٹ قرار دے دیا گیا لیکن جب شیر خان نے تحقیق کروائی تو وہ سب حرف بہ حرف سچ تھا

"میں چاہتا ہوں بچوں کا نکاح کر دیا جائے"--- شیر خان کے فیصلہ کن لہجے پر وہاں آتے بہادر خان اور سمیر شاہ نے چونک کر دیکھا---

Posted On Urdu Novel Book

یہ کیا کہہ رہے ہیں لالا۔۔۔بچے ابھی چھوٹے ہیں۔۔۔انہیں خود کی سمجھ نہیں اس رشتے کی کیا سمجھ ہو گی"

تم خاموش رہو بہادر۔۔۔تم بتاؤ۔۔۔تم نے یہ بات کیوں کہ شیر۔۔۔اتنا بڑا فیصلہ کیسے لے لیا۔۔۔ہم بچوں کے ساتھ ایسا ظلم نہیں کر سکتے۔۔۔یہ ان کی زندگی بھر کا سوال ہے"--- بہادر خان کو ٹوکتے شیر خان کے روبرو کھڑے ہوتے دو ٹوک لہجے میں کہا تو شیر خان نے تلخی سے مسکراتے سر جھٹکا

"ظلم سے بچانے کے لیے ہی کر رہا ہوں--- میں اپنے بیٹے کو برباد ہوتے نہیں دیکھ سکتا شاہ---میرا ضرغام بہت معصوم ہے۔۔۔بہت محبت کرتا ہے اپنی ماں سے۔۔۔وہ جو کہتی ہے ضرغام خان کے لیے پتھر پر لکیر ہوتا ہے۔۔۔میں نے اپنے بیٹے سے کبھی سخت لہجے میں بات نہیں کی اور وہ عورت اسے جوتوں تھپڑوں سے اس سفاکی سے مارتی ہے کہ جب تک وہ اپنے ہوش نا کھو دے اسے ترس نہیں آتا--- اور وہ بیوقوف ماں کی ہر مار کھانے کے بعد بھی اس پر جان نچھاور کرنے کو تیار رہتا ہے۔۔۔مجھے نہیں پتہ کتنی سانسوں کی مہلت ہے۔۔۔بہت تھکا دیا ہے زندگی نے یار۔۔۔اپنے جیتے جی اپنے بیٹے کی زندگی کا فیصلہ کرنا چاہتا ہوں۔۔۔میں نہیں چاہتا میرے بعد وہ عورت اپنی خواہشات یا ضد کے پیچھے میرے بیٹے کی زندگی خراب کرے۔۔۔یا اپنے جیسے عورت میرے ضرغام کے لیے چنے۔۔۔اس لیے میں عقیدت کو

Posted On Urdu Novel Book

مانگتا ہوں--- جانتا ہوں تمہاری بیٹی کے ساتھ ظلم ہے۔لیکن میرا دل گواہی دیتا ہے جو بیٹا ماں کا ہر ظلم برداشت کر کہ افف نہیں کرتا۔اس ک ہر بات کو حکم سمجھتا ہے وہ اپنی بیوی کے ساتھ کبھی نا انصافی نہیں ہونے دے گا۔وہ کبھی بھی اپنی بیوی کے آنسوؤں کی وجہ نہیں بنے گا--- میں نے اپنے بیٹے میں بہت ٹھہراؤ دیکھا ہے شاہ--- وہ رشتوں کو ان کے مقام پر رکھ کر آگے چلنے والوں میں سے ہے۔وہ اپنی ماں سے اگر محبت کرے گا تو بیوی سے عشق بھی کرے گا۔وہ ڈھال بنے گا ہر تکلیف ہر ظلم خود براداشت کر لے گا مگر اپنی بیوی پر آنچ نہیں آنے دے گا۔میرا دل کہتا ہے یار "---- نم بھرائے لہجے میں کہتے آخر میں ہاتھ جوڑے تو حدایت شاہ نے تڑپ کر آگے بڑھتے شیر خان کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامے۔

" تو یقیں رکھ شیر خان --- تیرا فیصلہ کبھی غلط نہیں ہو گا---مگر یہ بھی یاد رکھنا اگر تمہارا بیٹا ڈھال بننے والوں میں سے ہے تو میری بیٹی بھی باپ کی طرح محبت کرنے والوں پر جان نچھاور کرنے والی ہے۔تمہارے بیٹے کو ڈھال نہیں بننے نہیں دے گی۔نا اس پر انچ آنے دے گی --- بلکہ اس کے کندھے سے کندھا ملا کر کھڑی ہونے والی ہو گی - ہر مشکل کا مقابلہ اس کے ہمقدم ہو کر کرے گی --- وہ عقیدت حدایت شاہ ہے اس میجر کی بیٹی--- جو فیصلہ اس کا باپ کرے گا اس پر خاموشی سے سر جھکا دے گی۔مگر جو اس کے شوہر کی

Posted On Urdu Novel Book

طرف نگاہ اٹھائے گا اس کا سر گردن سے جدا بھی کر دے گی۔۔یہ میرا دل کہتا ہے"---
شیر خان کو گلے لگاتے مسکرا کر کہا تو بہادر خان نے مسکرا کر اپنے بھائی کو دیکھا---
"ایسے دل ہمیں بھی چاہئے--- جو مستقبل بتاتے ہو۔۔ہمارے دل نے تو جب بھی بتایا پیٹ کا پیغام ہی پہنچایا ہے جیسے ابھی کہہ رہا کہ شدید بھوک لگی ہے - اور ہمارا ماننا ہے کہ دل کے اس پیغام کا فورا جواب دینا چاہیے"---- بہادر خان کے مسکرا کر کہنے پر ان چاروں کے قہقہے فضا میں گونجے جبکہ دور کھڑی تقدیر نے مایوسی سے سر جھٹکتے بادلوں کی اوٹ میں خود کو چھپا لیا

---

لاکھ مقدس بیگم کے احتجاج کے باوجود بھی شیر خان اور حدایت شاہ نے سب کو نکاح کے لیے راضی کر لیا اور چند دن پہلے عقیدت شاہ کو ضرغام خان کے نکاح میں دے دیا گیا
رات کے ڈھائی بجے کا وقت تھا جب شیر خان کی بے چینی سے آنکھ کھل گئی جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھتے انہوں نے اپنے دائیں جانب لیٹی مبین بیگم کو دیکھا جو پلوشہ خان کو سینے سے لگائے گہری نیند میں تھی
مبین بیگم نے سچ میں اپنی محبت کا حق ادا کیا تھا۔۔انہوں نے ضرغام اور پلوشہ کو اپنی اولاد کی طرح ہی چاہا تھا۔۔انہیں اتنی ہی محبت دی جتنی عائث خان کو دی

Posted On Urdu Novel Book

پانچ سالہ پلوشہ کے بالوں میں نرمی سے ہاتھ پھیرتے شیر خان بیڈ سے نیچے اترتے اپنی اجرک کندھوں کے گرد پھیلائی

اور کمرے کا دروازا کھول کر باہر آئے

مقدس بیگم کے کمرے کے ادھ کھلے دروازے کو دیکھ اندر داخل ہوئے تو وہ کہی نظر نا آئی

تو حیرت سے شیر خان نے اردگرد نگاہ دوڑائی

مقدس تم اندر ہو کیا'--- واشروم کے دروازے کے قریب کھڑے ہو کر پکارا مگر اندر سے کوئی جواب نا پا کر انہیں شدید حیرت ہوئی

پریشانی سے ماتھا مسلتے وہ جلدی سے کمرے سے باہر نکلے تو قدم خود بہ خود ضرغام خان کے کمرے کی جانب بڑھے

کمرے سے گھٹی گھٹی آوازوں کو سنتے شیر خان پریشانی سے اندر داخل ہوئے

مگر نظر آتے منظر کو دیکھ انہیں لگا وہ ایک قدم آگے بڑھائے گے تو زمین میں دھنس جائے گے

آج اس عورت نے اپنی سفاکی کی ساری حدیں پار کر دی تھیں

Posted On Urdu Novel Book

"مم۔۔۔میرا کہا ٹالو گے۔۔۔اس ناگن کی بیٹی کو میری بہوں بناؤ گے"--- ضرغام خان کے چہرے پر تکیہ رکھے--- پاگلوں کی طرح ایک ہی بات کو دھراتی وہ ضرغام خان کے تڑپتے وجود کو فراموش کیے ہوئے تھی

ہوش میں آتے شیر خان ایک ہی جست میں مقدس بیگم کے قریب پہنچے اور بازو سے تھام کر اپنے سامنے کرتے وہ نجانے کتنے ہی بے دریغ تھپڑ ان کے چہرے پر رسید کر چکے تھے۔ غصے سے ہانپتے مقدس بیگم کو پیچھے دھکا دیتے وہ ہوش و خرد سے بیگانہ ضرغام خان کی جانب متوجہ ہوئے

جبکہ شیر خان کے دھکا دینے پر مقدس بیگم نے قہر بھری نظروں سے انہیں دیکھا اور وہاں سے بھاگنے کے انداز میں کمرے سے نکلتی چلی گئی

جبکہ ضرغام خان کو سانس دیتے۔۔۔ہاتھ پاؤں سہلاتے شیر خان اسے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہے تھے--- ضرغام خان کو کھانستے اور مندی مندی آنکھیں کھولتے دیکھ شیر خان نے شدت سے اسے خود میں بھینچ لیا

دل تھا کہ بیٹے کی حالت پر دھاڑے مار مار کر رونے کو چاہ رہا تھا۔۔۔اگر وہ ایک لمحہ بھی ضائع کر دیتے تو آج وہ عورت ان سے ان کا بیٹا چھین لیتی

Posted On Urdu Novel Book

گھٹیاں عورت تم نے ایسا سوچا بھی کیسے--- میرے بیٹے کو تکلیف دینے کی ہمت بھی کیسے ہوئی"--- مقدس بیگم کی گردن اپنی آہنی گرفت میں لیتے۔۔دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا

تو مقدس بیگم نے قہقہہ لگاتے شیر خان کی آنکھوں میں دیکھا

جبکہ مقدس بیگم کے یوں پاگلوں کی طرح قہقہ لگانے پر شیر خان نے حیرت سے انہیں دیکھا

"وہ میرے خلاف گیا تھا--- مقدس خان کے خلاف - اور جو میرے خلاف جائے گا--- اسے مرنا ہوگا۔۔سمجھے تم مرنا ہوگا۔۔چاہے وہ پھر کوئی بھی ہو"---- مقدس بیگم کے زہر خند لہجے پر شیر خان نے حیرت سے انہیں دیکھا

کتنی محبت مان عزت دی تھی انہوں نے اس عورت کو نا صرف بیوی سمجھ کر بلکہ یہ سوچ کر بھی کہ دنیا میں ان کا ہے ہی کون۔۔کتنی غلطیوں کو نظر انداز کیا تھا

کتنے رازوں کو دل میں دفن کیا تھا---

تم بھی تو گئے تھے نا میرے خلاف۔۔اور تمہارا وہ دوست۔۔سب کا آج آخری دن ہے سب کا۔۔بیٹے کو تو بچا لیا دوست کو کیسے بچاؤ گے۔۔خود کیسے بچو گے--- میرے خلاف کیا ثبوت دو گے کہ میں نے یہ سب کچھ کیا۔۔اچھا ہوا تمہیں پتہ چل گیا--- اب قبر میں تمہاری روح بے چین تو نہیں رہے گی۔۔جاؤ تمہارا دوست جا رہا ہے نا آج واپس۔۔بچا لو اسے"---

Posted On Urdu Novel Book

شیر خان کے کان کے قریب جھکتے سرگوشیانہ لہجے میں کہا تو شیر خان نے بے یقینی سے ان کی جانب دیکھا---

مقدس بیگم کی آنکھوں میں نفرت کی آگ دیکھتے الٹے قدم وہ مبین بیگم کے کمرے کی جانب بڑھے

---

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Urdu Novel Book

کیا ہوا کہاں جا رہے ہیں آپ"--- کمرے میں ہوتی کھٹ پٹ کی آواز پر مبین بیگم نے حیرت سے اٹھتے ہوئے سوال کیا

"حدایت۔۔زندہ نہیں چھوڑوں گا میں"--- ہاتھ میں پسٹل تھامے باہر کی جانب بڑھتے ہوئے چلا کر کہا تو مبین بیگم نے گھبرا کر قدم بیڈ کے کنارے پر پڑی اپنی چادر کی جانب بڑھائے

شیر خان کو اگر اندازہ ہوتا کہ ان کے آدھے ادھورے الفاظ دو خاندانوں میں نفرت کی دیوار کھڑی کر دے گے تو وہ شاید کبھی مر کر بھی یہ الفاظ نا بولتے

اپنے پیچھے ننگے پاؤں دوڑ کر آتی مبین بیگم کی آوازوں کو نظر انداز کیے وہ حویلی کے گیٹ سے نکلتے چلے گئے

جبکہ کھڑکی میں کھڑی مقدس بیگم نے ہونٹوں پر مکروہ مسکراہٹ سجائے کھڑکی پر پردہ گرادیا

---

آج حدایت شاہ نے واپس جانا تھا۔۔انہیں فوج کی طرف سے مشن پر جانے کا خط موصول ہوا تھا۔۔شیر خان سے وہ ایک دن پہلے ہی مل چکے تھے۔۔کیونکہ ٹرین صبح پانچ بجے نکلنی تھی اور وہ انہیں صبح کے وقت پریشان نہیں کرنا چاہتے تھے۔

Posted On Urdu Novel Book

شیر خان کو اندازہ تھا کہ وہ کھیتوں سے گزرتی نہر سے ہوتے آگے سر سبز کھلے میدان کی جانب سے ریلوے اسٹیشن جائیں گے اسی لیے بھاگنے کے انداز میں کھیتوں اور نہر سے ہوتے میدان میں آئے تھے--- تیز تیز قدم لیتے وہ لمحے میں اسٹیشن پہنچنا چاہتے تھے

ٹھنڈی سرسراتی ہوا کی آواز کے ساتھ دور جنگل سے آتی جانوروں اور کتوں کے بھونکنے کی آواز کے سوا وہاں اس وقت کوئی ذی روح نہیں تھا

تیز تیز قدموں سے چلتے اپنے پیچھے کسی کی موجودگی محسوس کرتے شیر خان جیسے ہی پلٹا تو پیچھے کھڑے شخص نے لوہے کی سلاخ کو آنے کے سر پر اس قدر شدت سے مارا کا شیر خان بند ہوتی آنکھوں اور لڑکھڑاتے قدموں سے کئی قدم پیچھے جا کر گرے

چکراتے سر اور بند ہوتی آنکھوں کو بامشکل کھولتے سامنے نظر آتے عکس کو غور سے دیکھنا چاہا

آنکھوں سے دھند ہٹی تو نظریں اپنے سامنے چہرہ پر مکروہ سجاہٹ سجائے کھڑے بادام گل کو دیکھ شیر خان کو اپنا خون کھولتا محسوس ہوا

"حدایت—کہاں ہے بادام گل—اگر میرے دوست کی جانب ہاتھ بڑھایا بھی تو کندھے سمیت اکھاڑ دوں گا"--- زمین پر ہاتھ ٹکائے بامشکل کھڑے ہوتے دھاڑتے ہوئے کہا تو

Posted On Urdu Novel Book

بادام گل نے مکروہ قہقہہ لگاتے شیر خان کے اٹھنے سے پہلے ہی ان کے سر پر دوبارا پوری قوت سے وار کیا تو میدان کی سراسرتی خاموش ہوا میں شیر خان کی دلدوز چیخ گونجی

خون پھوارے کی مانند سر سے بہتا سر سبز میدان کو رنگتا چلا گیا--- چہرہ خوں سے تر ہوتا سبھی نقوش کو اپنے رنگ میں رنگ گیا

بے جان ہوتے جسم سے وہ اوندھے میں زمین پر گرے تو بادام گل نے پسٹل نکالی

"مرنے والے کو سوال جواب نہیں کرنے چاہئیے--- بلکہ قبر میں ہونے والے سوال جواب کا سوچنا چاہیے--- چچچ کیا دوستی ہے نا------ مرتے وقت بھی دوست کی پڑی ہے—دیکھنا اس دوستی کی قیمت ساری عمر ادا کرتا رہے گا تمہارا وہ یار--- یہ دیکھو یہ اس کی پسٹل ہے— کتنے یقین سے دوست کے حوالے کر گیا--- یہ بھی نہیں سوچا غلط ہاتھوں میں لگ گئی پھر— چلو خیر چھوڑو—مرتے مرتے تمہیں مسقبل بتا کر احسان کر دیتا ہوں--- شاہ اور خان برباد ہونے والے ہے—ولی خان کی نسل اس کے پوتوں پر ختم ہونے والی ہے"--- شیر خان کے بے جان وجود کو بالوں سے تھام کر سیدھا کرتے—ان کے سینے پر پسٹل کی ساری گولیاں اتارتے زہر خند لہجے میں غرا کر کہتے---

جیب سے سفید رنگ کا پیکٹ نکال کر اس میں سے حدایت شاہ کی وردی پر لگے بٹن سے ملتا بٹن نکال کر شیر خان کے دائیں ہاتھ میں تھما دیا---

Posted On Urdu Novel Book

اللہ حافظ جیجا جی"۔۔۔شیر خان کے بے جان وجود کو ٹھوکر رسید کرتے اجرک میں چہرہ چھپائے لمبے لمبے ڈنگ بھرتے بادام گل وہاں سے نکلتا چلا گیا

جبکہ دور سے ولی خان اور بہادر خان کے ساتھ ان کے ملازموں کی آوازیں آرہی تھی

شیر خان کے جانے کے بعد مبین بیگم نے جا کر یہ بات ولی خان کو بتائی جس پر ولی خان بہادر خان اور اپنے ملازموں کے ساتھ شیر خان کو ڈھونڈنے نکلے تھے۔

کھیتوں میں پہنچے تو میدان کی جانب سے آتی گولیوں کی آواز سن انہیں کسی انہونی کا گمان ہوا

تیز تیز قدموں سے آگے بڑھتے وہ اس بات سے انجان تھے کہ آگے کا منظر ان کی زندگیوں میں کیا قیامت ڈھانے والا ہے

---

ایک قیامت تھی جو شاہ اور خان حویلی کے لوگوں پر گزری تھی۔۔۔ گاؤں کے سردار کا قتل پر پورا گاؤں دکھ و صدمے میں نڈھال تھا۔

خان حویلی سے جنازہ اٹھا تو ہر طرف چیخوں پکار سے کہرام مچ گیا تھا

شیر خان کے قتل کو دس دن ہو چلے تھے جو ثبوت ولی خان اور بہادر خان کو شیر خان کی لاش کے قریب سے ملے تھے وہ چاہ کر بھی اس پر یقین نہیں کر پا رہے تھے۔۔۔

Posted On Urdu Novel Book

پولیس معاملے کی چھان بین میں مصروف تھی اور بہادر اور ولی خان اس امید پر چپ تھے کہ اللہ کرے کہ وہ ثبوت جھوٹ ثابت ہو جائے ان کا داماد۔۔شیر خان کا جگری یار ان کا یار ہی رہے دشمن نا ثابت ہو جائے

ولی خان اور بہادر خان اس وقت مردان خانے میں بیٹھے تھے جب انپسکٹر جبار وہاں داخل ہوا

سلام دعا کے بعد وہ ایک نظر دائیں جانب سر جھکائے بیٹھے سمیر شاہ پر ڈالتا ولی خان کے سامنے بیٹھ گیا

بتاؤں انسپکٹر کیا بنا۔۔مجرم کون ہے۔

دیکھیں ولی خان صاحب۔۔میں یہ بات اس طرح کرنا تو نہیں چاہتا تھا۔۔اور نا ہی یہ بات میں تھانے میں کسی کے سامنے کرنا چاہتا تھا

آپ مدعے کی بات پر آئیں انسپکٹر--- یہ دس دن سولی پر کاٹنے کے مترادف تھے ہمارے لیے۔۔میرے بھائی کا قاتل زندہ ہے اور ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں"--- بہادر خان کے غرا کر کہنے پر بادام گل نے اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرتے معنی خیز نظروں سے انسپکٹر کو دیکھا جس پر انسپکٹر---نے سمجھتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا

Posted On Urdu Novel Book

"کتنی تکلیف دہ بات آپ کے لیے ہے اتنی ہی ہمارے لیے ہے ---کہ جن دوستوں کی دوستی کی مثالیں ہماری مائیں ہمیں دیتی تھی---اسی دوست نے اپنے جگری یار کو محض دولت میں خاطر اتنی دردناک موت دی--- داجی آپ شاید جانتے نہیں ---یہ بات تفسیش کے دوران معلوم ہوئی ہے کہ حدایت شاہ نے نکاح پر حق مہر کے نام پر شیر خان کی آدھی دولت اپنی بیٹی کے نام لکھوائی ہے ---اور اب وہ اپنے بیٹے سے پلوشہ بیٹیاں کا نکاح باقی کی جائیداد حدائق کے نام لگوا کر کرنا چاہتے تھے ---حدایت شاہ نے جانے سے پہلے تک فیصلہ کرنے کا وقت دیا تھا شیر خان کو اور جب شیر خان نے قتل کے دن صبح جا کر انکار کیا تو حدایت شاہ نے غم و غصے سے پاگل ہوتے ان کا قتل کر دیا"--- انسپکٹر کے ہونٹوں سے ادا ہوا ہر لفظ کسی تیر کی طرح ولی خان اور بہادر خان کا دل چھلنی کر گئے تھے-

ولی خان تو جیسے اپنی جگہ ڈھے گئے تھے ---دونوں ہاتھوں میں سر تھامے وہ بے یقینی سے انسپکٹر جبار کو دیکھ رہے تھے

---

ارے نکل کلموہی یہاں سے ---ورنہ جان سے مار دوں گی ---عقیدت شاہ کو بازو سے دبوچے سیڑھیوں سے گھسیٹتے--- لاونج میں لا کر دھکا دیا تو کشف بیگم تڑپ کر آگے بڑھی

Posted On Urdu Novel Book

کیا کر رہی ہیں بھابھی معصوم بچی پہلے بخار میں تپ رہی ہے اور آپ ایسا سلوک کر رہی ہیں"--- عقیدت کو بانہوں میں بھرتے ٹوکتے ہوئے کہا تو مقدس بیگم اپنا سینہ پیٹتی وہی زمین پر بیٹھتی چلی گئی

قاتل کی بیٹی ہے - میرے شیر خان کو مار دیا اس کے باپ نے—میرے بچوں کو یتیم کر دیا--- سب اس ڈائن کی نحوست کی وجہ سے ہوا ہے—مقدس بیگم کے چلانے کی آواز سنتے سب وہی جمع ہونے لگے تھے

سیڑھیوں سے اترتے ضرغام خان نے اپنی سرخ انگارا ہوتی نظروں سے اپنی ماں کو دیکھتے کشف بیگم کے حصار میں تھر تھر کانپتی عقیدت شاہ کو دیکھا

دل اس وقت ہر احساس سے عاری تھے--- نگاہوں کے سامنے باپ کا خون میں لپٹا وجود گھوم رہا تھا—نظریں بے ساختہ اپنے ہاتھوں پر گئی جن سے جان نچھاور کرنے والے باپ کو قبر میں اتارا تھا—

یہ کیا کہہ رہی ہیں بھابھی—ایسا نہیں ہو سکتا حدائق بھائی"--- ارے چپ کرو تم - آپ بتائے داجی کیا نہیں سچ کہہ رہی میں---بتائے نہیں کیا آپ کے داماد نے قتل"--- مقدس بیگم کے طنزیہ لہجے پر کمرے سے نکلتی مبین بیگم نے لڑکھڑاتے ہوئے بامشکل دروازے کو تھاما

Posted On Urdu Novel Book

میری بات پر یقین نہیں تو اپنی اس چہیتی بھابھی سے پوچھ لو--- اس کے کمرے سے ہی گئے تھے—اس نے کی بتایا تھا نا کہ حدایت کا نام لے رہے تھے غصے سے----"

بس کر جائے بھابھی میرے حدایت ایسا کچھ نہیں کر سکتے--- جھوٹ ہے یہ سب بابا—آپ جانتے ہیں حدایت ایسا مر کر بھی نہیں کر سکتے--- وہ شیر خان کو بھائیوں سے بھر کر چاہتے ہیں"--- مقدس بیگم کے کہنے پر حلیمہ بیگم نے تڑپ کر ولی خان کا بازو تھامتے ہوئے کہا تو ولی خان نے نرمی سے اپنا بازو حلیمہ خان کے ہاتھوں سے چھڑوایا

جب کہ ولی خان کی اس حرکت کو حلیمہ بیگم کے علاوہ ضرغام خان نے بھی بے یقینی سے دیکھا تھا—

Urdu Novel Book

تمہارا شوہر قاتل ہے—ہر ثبوت اس کے خلاف ہے—بھائیوں کی طرح چاہنے اور بھائی ہونے میں فرق بتا دیا اس نے—ہمارے شیر کو مار دیا اس نے—دولت چاہیے تھی ہم سے مانگ لیتا—میری زندگی بھر کی جمع پونجی چھننے کی کیا ضرورت تھی—میرے جگر کے ٹکڑے کو مارنے کی کیا ضرورت تھی"--- آنسوؤں سے تر چہرہ لیے—بھیگے لہجے میں کہا تو لاونج میں موت سا سناٹا چھا گیا

نکلو یہاں سے دفع ہو جائے--- نہیں ہے کوئی جگہ تم لوگوں کی یہاں—میرے شیر کے قاتل ہو تم لوگ"—کشف بیگم کے لاکھ روکنے کے باوجود مقدس بیگم نے حلیمہ بیگم کو بازو

Posted On Urdu Novel Book

سے تھامتے باہر کی جانب دھکا دیتے ہوئے کہا تو حلیمہ بیگم نے تڑپ کر اپنے بھائی کی جانب دیکھا جو سر جھکائے خاموشی سے ولی خان کے پیچھے کھڑا تھا

عقیدت کو طلاق دو ضرغام--- مقدس بیگم کے سخت و سپاٹ لہجے پر ضرغام خان نے تڑپ کر ان کے چہرے کی طرف دیکھا

یہ کیا بکواس ہے بہو--- بچو کو مت گھسیٹو۔۔یہ بعد کی باتیں ہیں'--- ولی خان نے دو ٹوک لہجے میں ٹوکا تو مقدس بیگم نے تالی بجاتے--- اپنے ہاتھ کی پشت سے آنسو صاف کیے

آپ کی بیٹی کے شوہر نے میرا سہاگ اجاڑ دیا--- اور میں ایسی باتیں بھی نا کروں۔۔بیٹے گا زیادہ آپ کو بیٹی اور نواسی عزیز ہے۔۔عقیدت کو طلاق دو ضرغام۔ ورنہ میں تمہیں اپنا دودھ نہیں بخشو گی۔ جس لڑکی کے باپ نے تمہاری ماں کا سہاگ اجاڑ دیا۔۔تم کیسے اسے سہاگن بنا سکتے ہو۔۔

اگر تم نے عقیدت کو طلاق نا دی تو مجھے کبھی ماں مت کہنا"--- طنزیہ لہجے میں داجی کو جواب دیتے بت بنے کھڑے ضرغام خان کو دونوں بازوؤں سے جھنجھوڑتے ہوئے کہا تو ضرغام خان نے سپاٹ نظروں سے مقدس بیگم کو دیکھتے نظریں گھما کر خود کو تکتی سبز نگینوں سی آنکھوں میں دیکھا---

Posted On Urdu Novel Book

محبت نہیں ہوئی تھی۔۔مگر روحیں ایک دوسرے سے جڑ چکی تھی۔۔نکاح میں نجانے ایسی کونسی طاقت تھی۔۔کہ عقیدت کو اپنے نام کرتا اپنا آپ ہواؤں میں اڑتا محسوس ہو رہا تھا۔۔ زندگی میں اتنا شاید کسی کو نہیں چاہا تھا جو جتنا ایک مہینے میں خود سے جڑے رشتے کو چاہا تھا۔۔اور یہ چاہت ہر گزرتے دن کے ساتھ ضرغام خون کو بڑھتی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ نکاح نے عشق کے نام کا پودا دل میں جڑ دیا ہو اور اب اس کی شاخیں پورے وجود میں پھیلتی جا رہی ہو۔۔اگر وہ کسی ایک شاخ کو کاٹے بھی تو دس اور پھیل جائے اور اگر دل سے اس عشق کو نکالنے کا سوچ بھی تو جسم سے روح نکل جائے

"طلاق نہیں دوں گا ماں۔۔۔ بابا نے کہا تھا۔۔۔ عقیدت کو نہیں چھوڑنا۔۔انہوں نے کہا تھا بیوی مرد کا لباس اس کی عزت ہوتی ہے۔۔اور خان اپنی عزت کسی اور کے حوالے نہیں کرتے۔۔آپ چاہتی ہیں عقیدت سہاگن نا ہو۔۔میں اس سے اپنا رشتہ نا بناؤ۔۔تو نہیں بناؤں گا۔۔مگر میں اسے طلاق نہیں دوں گا ماں جی۔۔وہ میری بیوی ہے اور مرتے دم تک وہ ضرغام خان کے نام سے ہی منسوب رہے گی۔۔مگر میں زبان دیتا ہوں کبھی بھی عقیدت شاہ کو شوہر ہونے کا مان نہیں دوں گا۔

دوٹوک لہجے میں مقدس بیگم کو جواب دیتے آگے بڑھتے کشف بیگم کے پیچھے چھپتی عقیدت کی بازو کو اپنی سخت گرفت میں لیا جس پر عقیدت نے تڑپ کر سر نفی میں ہلایا

Posted On Urdu Novel Book

"میرا بابا قاتل نہیں۔۔۔ضر۔۔۔بابا قاتل نہیں۔۔۔مجھے مت نکالو۔۔۔مجھے پلوشے کے پاس رہنا ہے "۔۔۔ضرغام خان کے ہاتھ سے اپنا بازو چھڑواتے روتے ہوئے تڑپ کر کہا تو ضرغام خان نے خون چھلکاتی آنکھوں سے عقیدت کو دیکھا

سختی سے ہونٹ بھینچتے بازو سے گھسیٹتے حویلی کے گیٹ کے پاس لا کر دھکا دیا تو بیٹی کے پیچھے آتی حلیمہ بیگم نے دہل کر عقیدت شاہ کو دیکھا

"اب ایک لفظ منہ سے نکالا تو زبان گدی سے کھینچ لوں گا"--- گھٹنے سے بہتے خون کو نظر انداز کرتے۔۔۔سرخ گالوں پر تھپڑ مارتے دھاڑتے ہوئے کہا تو یہ منظر حویلی میں داخل ہوتے بالاج شاہ کو لمحے میں آگ لگا گیا

تبھی ایک ہی جست میں ضرغام خان کے سر پر پہنچتے وہ عقیدت کا بازو چھڑوا کر ضرغام خان کے چہرے پر مکہ رسید کر چکا تھا۔

"بہن ہے میری سالے۔۔۔ہاتھ کیسے لگایا"--- ضرغام خان کا کالر دونوں مٹھیوں میں دبوچے دھاڑتے ہوئے کہا اس سے پہلے ضرغام خان بالاج شاہ پر جھپٹتا کہ بالاج کے پیچھے آتے بہرام نے دونوں کو ایک دوسرے سے جدا کیا

عقیدت کی حالت دیکھ غصہ تو اسے بھی بہت آیا تھا۔۔۔لیکن وہ ضرغام کے دکھ اس کی کنڈیشن کو سمجھتا خاموشی اختیار کر گیا تھا

Posted On Urdu Novel Book

"بہن تھی۔۔اب بیوی ہے میری--- ایک بار کیا مرتے دم تک ہاتھ لگاؤں گا کیا کر لو گے"--- بہرام کو پیچھے کرنے کی کوشش کرتے غرا کر کہا تو بالاج شاہ نے خون چھلکاتی سیاہ آنکھوں سے ضرغام خان کو دیکھا

"تو میرا ابھی وعدہ ہے خان۔۔جتنی بار تمہارا ہاتھ میری بہن کو تکلیف دینے کے لیے اٹھے گا۔۔بالاج شاہ ڈھال بن کر کھڑا ہو گا اس کے سامنے۔۔اگر تمہارے ہاتھ کو کاٹ کر کتوں کے آگے نا ڈالا تو مجھے بالاج شاہ نا کہنا"---- سرد و سپاٹ لہجے میں کہتے جھک کر روتی بلکتی عقیدت کو بانہوں میں اٹھایا تو یہ منظر ضرغام خان کے رگ و پے میں آگ لگا گیا اس سے پہلے ضرغام آگے بڑھتا کہ حلیمہ بیگم نے آگے بڑھتے اپنے دونوں ہاتھ ضرغام خان کے آگے جوڑ دیے

"میرا شوہر بے گناہ ہے ضرغام۔۔تمہیں پتہ تمہاری پھوپھو جھوٹ نہیں بولتی۔۔اگر تم یقین نہیں کرسکتے تو ان کے واپس آنے تک انتظار کر لو۔۔مگر اس سب کی سزا میری بیٹی کو نا دو۔۔میرے بھائی نے بہت محبت و مان سے یہ رشتہ جوڑا ہے اسے مت توڑنا"--- نم لہجے میں کہتی وہ بہرام شاہ کا بازو تھامتی حویلی سے نکلتی چلی گئی

جبکہ ضرغام خان وہی گھٹنوں کے بل بیٹھتا خود سے دور جاتی عقیدت شاہ کو دیکھتا رہا۔۔کئی باغی آنسو پلکوں کی بار توڑتے رخسار پر بہتے گردن میں جذب ہونے لگے۔

Posted On Urdu Novel Book

---

ماضی۔۔۔

حدایت کو خط لکھا ہے میں نے یقین ہے جلد ہی جواب اجائے گا۔۔مگر اس سے پہلے میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں۔۔کیا تمہیں بھی لگتا ہے بہادر خان کے حدایت شیر خان کے ساتھ ایسے کر سکتا ہے۔۔وہ بھی دولت کے لیے۔۔کیا اس کے پاس دولت کی کمی ہے۔۔میرا سب کچھ بھی تو میرے بھائی کا ہی ہے نا۔۔۔۔۔۔ مگر اس نے آج تک مجھ سے اپنے حصے کا بھی جواب نہیں مانگا وہ ایسا کیسے کر سکتا ہے۔۔کیا تمہیں لگتا ہے کہ وہ شاہ ہو کر اتنا بغیرت ہو سکتا ہے کہ اپنی چھوٹی سی بیٹی کا نکاح پیسے کے لالچ میں کرے"۔۔۔ سمیر شاہ کے سوالیہ لہجے پر بہادر خان نے نفی میں سر ہلاتے ان کی جانب دیکھا۔۔۔

"نا لالا۔۔ایسا تو ہم مر کے بھی نا سوچ سکتا۔۔مگر جو مر گیا ہے نا وہ خون تھا میرا۔۔وجود کا حصہ تھا۔۔اور کوئی وجود کے حصے کو اتنی بے رحمی سے کاٹ کر جدا کر ڈالے تو کسی انسان خود پر یقین کرنے کے قابل نہیں رہتا کسی پر کیا کرے گا۔۔اگر قاتل حدایت شاہ نہیں تو کون ہے۔۔کس سے اپنے بھائی کے خون کا بدلہ لیں۔۔۔ ہمارا پلوشے بہت چھوٹا ہے لالا۔۔ اس نے تو ابھی باپ کا شفقت بھی نا دیکھا تھا۔۔ہم کیا منہ لے کر جائے اپنے بھائی کے بچوں

Posted On Urdu Novel Book

کے سامنے کہ ان کے باپ کے قاتل کو ہی تلاش نا کر سکے۔۔سزا نا دلوا سکے۔۔بھائی کی محبت اور احسانوں کا بہت بوجھ ہے۔۔اور وہی بوجھ ہمیں بے بس کر رہا ہے"--- اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے نم لہجے میں کہا تو سمیر شاہ نے گہری سانس لیتے بہادر خان کی پشت کو دیکھا---

میدان چلتے ہیں۔۔ضرور کوئی ثبوت ہمیں مل جائے گا--- ویسے بھی اس جگہ پر اس دن سے کوئی نہیں گیا--- تو اگر کچھ ہوا بھی تو یقیناً اس رات سے تعلق ہو گا اس کا--- اور اس بار ہم اس میں کسی کو شامل نہیں کرے گے۔۔چاہے وہ انسپکٹر ہی کیوں نا ہو۔۔"---

سمیر شاہ کے کہنے پر بہادر خان نے پر سوچ نظروں سے انہیں دیکھتے سر اثبات میں ہلایا ابھی وہ کچھ کہتے کہ بہادر خان کا خاص آدمی ڈیرے کے کمرے میں اردگرد احتیاط سے دیکھتا داخل ہوا

"بہادر لالا ایک ضروری خبر لایا ہوں"۔۔چادر میں چہرہ چھپائے دھیمے لہجے میں کہا تو بہادر اور سمیر شاہ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا

کیسی خبر مرجان"--- بہادر خان نے آگے بڑھتے--- حیرت سے استفسار کیا تو مرجان نے چہرے سے چادر ہٹاتے ایک نظر سمیر شاہ کو دیکھتے بہادر خان کو دیکھا---

Posted On Urdu Novel Book

"خان—اس رات جب شیر خان کا قتل ہوا تو حدایت شاہ وہاں نہیں تھا—"--- مرجان کے سرگوشیانہ لہجے میں کہنے پر بہادر اور سمیر شاہ نے چونک کر اسے دیکھا

"کون تھا پھر وہاں—اگر حدایت وہاں نہیں تھا تو اس کے خلاف ثبوت کیسے وہاں پہنچے"--- سمیر شاہ کے سخت لہجے پر مرجان خان نے انگلی ہونٹوں پر رکھتے آہستہ بولنے کا اشارہ کیا

"ہششش—حوصلہ شاہ---دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں—اور جب دشمن آستین میں چھپا ہو تو تب زیادہ محتاط ہونا چاہیے--- شیر خان کا قتل جس وقت ہوا--- ٹرین یہاں سے جا چکی تھی—اور اس کے بعد اگلے تین دن تک کوئی ٹرین کراچی نہیں گئی—جبکہ حدایت کو جو آرمی کا خط ملا تھا اس کے مطابق اسے اس شام ڈیوٹی پر پہنچنا تھا—اگر وہ قتل کر کہ چھپتا بھی تو تین دن بعد ڈیوٹی پر پہنچتا جو کہ وہ ہرگز نہیں کر سکتا تھا—اور سب سے اہم بات—بادام گل کو انسپکٹر جبار کے ساتھ دیکھا گیا ہے—قتل والی شام اور کے بعد بھی—ایک مجرم کا پولیس والے سے کیسا یارانہ ہو سکتا ہے—"---- مرجان خان کے سرگوشیانہ لہجے پر سمیر شاہ اور بہادر خان نے حیرت سے اس انکشاف پر ایک دوسرے کو دیکھا---

"مم—مطلب—بادام گل—اگر شیر خان کے مجرم کو ڈھونڈنا ہیں تو میدان جا کر ثبوت تلاش کرنے ہوگے ہمیں—کیونکہ قتل کے بعد اس جگہ پر پولیس نے چھان بین کی تھی—ہمیں وہاں جانے کی اجازت نہیں تھی--- اب ہمیں اکیلے ہی وہاں جا کر چھان بین کرنی

Posted On Urdu Novel Book
ہو گی۔۔اگر انہیں خبر ہو گئی تو وہ ثبوت مٹانے کی کوشش کریں گے"--- بہادر خان کے کہنے پر مرجان خان اور سمیر شاہ نے سر اثبات میں ہلایا

ہم آج شام ہوتے ہی میدان کی طرف جائیں گے۔۔کیونکہ اس وقت وہاں کوئی نہیں ہوتا--- تو ہمارا اس وقت جانا ہی مناسب رہے گا"---- سمیر شاہ کے کہنے پر مرجان خان اور بہادر خان نے سر اثبات میں ہلایا

اب میں نکلتا ہوں اگر کسی کو خبر ہو گئی تو انہیں شک ہو جائے گا کہ ہم کچھ جانتے ہیں"--- مرجان خان کے چہرہ چادر میں چھپا کر کہنے پر ان دونوں نے سر اثبات میں ہلایا تو مرجان آہستہ سے دروازا کھولتا اردگرد نگاہ دوڑاتا وہاں سے نکلتا چلا گیا

---

آپ کہیں جا رہے ہیں چچا"--- بہادر خان کو کمرے سے نکلتے دیکھ ضرغام خان نے استفسار کیا تو آگے بڑھتے بہادر خان نے پلٹ کر ضرغام خان اور ضرغام کے کندھے پر چڑھ کر بیٹھے ارمغان خان کو دیکھا--- جبکہ ضرغام خان کے دائیں جانب خاموشی سے کھڑے عائث خان کو دیکھتے ان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

ان تینوں کو اندر آنے کا اشارہ کرتے وہ واپس کمرے میں چلے گئے

Posted On Urdu Novel Book

"لالا بہت محبت کرتے تھے مجھ سے۔۔کبھی مجھے ماں کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔۔تم لوگوں نے باپ کھویا ہے تو میں نے ایک بار پھر ماں کھو دی ہے--- اپنی بات کہتے انہوں نے گہری سانس لی ضرغام کو لگا وہ اپنے نم لہجے کو چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں

"میری ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا--- چاہے پاؤں سے زمین نکل جائے یا سر پر آسمان ٹوٹ جائے-- اپنے ہوش و حواس قائم رکھنا--- کبھی بھی وہ نا دیکھنا جو لوگ تمہیں دکھانا چاہے-- - وہ دیکھنا جس بات کو دیکھنے پر تمہارا دل چیخ کر گواہی دے رہا ہو۔۔منظر کے پسِ منظر کو صرف اپنی آنکھوں سے دیکھنا--- رشتے جتنے گہرے ہوتے ہیں اتنے ہی نازک بھی ہوتے ہیں۔۔اور جب کوئی دشمن آپ کو ویسے نا ہرا پائے تو وہ آپ کے رشتوں پر وار کرتا ہے۔۔ جس طرح دشمن نے شیر خان اور حدایت کی دوستی پر کیا ہے---- ابھی وہ بات مکمل کرتے کہ کمرے میں داخل ہوتی کشف بیگم کو دیکھ کر خاموش ہو گئے

"اپنا اور بہن بھائیوں کا خیال رکھنا--- میں جب تک لوٹ نا آؤ بادام گل کو حویلی کی حدود میں داخل نا ہونے دینا--- کھڑے ہوتے ضرغام خان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے آہستہ آواز میں کہا کہ تو ضرغام خان نے چونک کر بہادر گل کے سنجیدہ چہرے کو دیکھا اور سر اثبات میں ہلایا

Posted On Urdu Novel Book

میرے ارمغان کا خیال رکھنا ضرغام۔۔بالکل ویسے جیسے لالا میرا رکھتے تھے "--- ارمغان خان کے چہرے پر پیار کرتے ہوئے کہا تو ضرغام خان نے مسکرا کر منہ بسورتے ارمغان خان کو دیکھا---

"بابا جتنی محبت نہیں کر سکتا۔۔کیونکہ چھوٹے خان کے لیے میری محبت کی کوئی حد نہیں ۔ دل میں کہتے کمرے سے باہر جاتے بہادر خان کو دیکھتے خاموش کھڑے عائث خان کے کندھے کے گرد اپنا بازو پھیلاتے مسکرا کر دیکھا تو عائث خان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

---

اس جگہ پر لالا کی لاش پڑی تھی ۔ اور وہ اس جانب سر کیے گرے تھے۔۔مطلب جس نے حملہ کیا ہو گا اس نے پیچھے سے اس جانب سے کیا ہو گا"---- بہادر خان نے قتل والی جگہ کے گرد ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا تو ہاتھ میں ٹارچ تھامے سمیر شاہ نے سر اثبات میں ہلایا

"وہ خان کی--- پولیس کی تفتیش پر یقین نہیں تھا۔۔جو خود رات گئے قاتل کے بھائی کے ساتھ تفسیش کرنے پہنچ گئے'--- اپنے عقب سے آتی آواز پر بہادر خان اور سمیر شاہ نے سختی سے آنکھیں میچتے۔۔پلٹ کر سخت نظروں سے انسپکٹر جبار کو دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

"مت بھولو انسپکٹر ہم اس گاؤں کے نئے سردار ہے۔۔اور گاؤں میں ہوئے قتل کی تفتیش کرنا اور سزا دینا ایک سردار کا فرض ہے۔۔اور قتل جب بھائی کا ہو تو--- تفسیش کرنی پڑے یا کئی راتیں اس بات سے فرق نہیں پڑتا"--- سرد لہجے میں کہتے انسپکٹر کو ہاتھ کے اشارے سے جانے کا اشارہ کیا تو انسپکٹر جبار کا مکروہ قہقہہ فضا میں گونجا

"او ہوں--- غلط مت سمجھے خان صاحب--- ہم تو بس یہی کہہ رہے--- اتنی زحمت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔۔ہم سے کہیے ہم آپ کو ڈائریکٹ مجرم۔۔اور معاف کیجیے گا۔۔ قاتل سے ملوا دیتے ہیں"---- انپسکٹر جبار کے کہنے پر سمیر شاہ نے سختی سے مٹھیاں بھینچتے آگے بڑھ کر انسپکٹر جبار کے منہ پر بے دریغ مکے برساتے نیچے زمین پر دھکا دیا

"چھوڑو گا نہیں میں تمہیں--- حرام خور--- گھٹیاں غدار شخص--- بتاؤ کیوں قتل کیا شیر خان کا--- ورنہ جان سے مار دوں گا"۔۔انسپکٹر جبار پر مسلسل مکہ برساتے چلاتے ہوئے کہا تو پیچھے کھڑے بہادر خان نے اپنی پشت پر کسی کی موجودگی محسوس کر کہ پلٹ کر دیکھا تو اپنے پیچھے بادام گل اور اپنے ڈیرے پر کام کرنے والے چند ملازموں کو دیکھتے بہادر خان کی آنکھوں میں بے یقینی در آئی

"تم لوگوں کو کیا لگا۔۔کہ تم لوگوں کو ثبوت ملے گا تو ہم ثبوت کے ساتھ تم لوگوں کو چھوڑ دیں گے--- چچچچ بہت ہی معصوم اور بیوقوف ہو تم لوگ--- تمہارے بھائی نے بھی یہی

Posted On Urdu Novel Book

بیوقوفی کی دوست کو بچانے کی خاطر خود کو موت کے گھاٹ اتار دیا"--- بادام گل کے مکروہ لہجے پر بہادر خان نے آگے بڑھتے دونوں ہاتھوں میں اس کا گریبان دبوچا

"کیوں قتل کیا میرے لالا کو بادام گل کیوں--- کیا بگاڑا تھا انہوں نے تمہارا گھٹیا انسان---کس چیز کا بدلہ لیا تم نے"--- بہادر خان کے غرا کر کہنے پر بادام گل نے سرخ نظروں سے بہادر خان کو دیکھتے اپنی اجرک میں چھپی پسٹل کو ان کے پیٹ پر رکھا تو بہادر خان نے حیرت و بے یقینی سے ان کی جانب دیکھا ابھی وہ پیچھے ہٹتے کہ خاموش فضا میں گولیاں چلنے کی آواز گونجی تو بہادر خان بے جان ہوتے وجود کے ساتھ زمین بوس ہوئے جبکہ پیچھے کھڑے سمیر شاہ کے سینے پر ٹانگ سے وار کر کہ پیچھے دھکیلتے گولی چلائی تو سمیر شاہ لمحے میں زمین بوس ہوئے تھے

"کس بات کا بدلہ—سب کچھ تو چھین لیا تھا شیر خان نے ہم سے--- ہماری منگ کو اپنے یار کے ساتھ بیاہ دیا--- خان حویلی میں ہمارے آنے پر پابندی لگا دی--- پنچائیت کا حصہ بننا میرا حق تھا--- اس میں بھی حدایت شاہ کو گھسیٹ لیا--- الیکشن میں کھڑا ہونا چاہا تو میرے خلاف ہو گیا--- جیل گیا تو میرا ساتھ دینے کی بجائے انصاف کی بات کرنے لگا—جس جگہ مجھے ہونا چاہیے تھا ہر جگہ شیر خان اور اس کا یار تھا—تایا کی چمچہ گری میں نے کی--- دن رات ڈیرے کی حفاظت میں نے کی اور جب صلہ دینے کا وقت آیا تو اس میں

Posted On Urdu Novel Book

بھی حصہ ہشا یت احد کو ساانو یادے د ہونے کی خوشی میں--- تو بادام گل نے بھی قسم

سیے

کھا لی تھی۔۔ن خالی و کی ں نکھو آ کے سامنے اس کی نسل کو ت مو کے روں تاٹ اگھا گا

آج تم و مر گے پھر دن یک ا شیر ن خا کا م غاضر۔۔پھر عائث اور پھر ن خا ن مغاار---

--

چھوٹا ن خا کہتے ہو نا تم سب سب سے ا۔۔سے ا سے خر آ میں ت مو کے گھاروں تاٹ ا گا

تو سب سے زیاک اس نادہ درد کی ت مو ہو گی" اور پھر تمہاری بہن یعنی ی میر منگ کا بیٹا

گرہ--- اس اشا یت احد ئق احد کی تو بوٹی بوٹی سے اس کے پ با کا بدلہ لینا ہے۔۔اس کی

بھی ں بیٹیا بھی پ باپنے ا کی غلطی کی اسز بھگتے گی۔۔ت با ہی اور ر سمیر ہ شا کی دلاا و کی وہ

چبا ستے ے رمیر میں نہیں ئے آ گی تو نہیں ا میں کچھ نہیں ں کہو گا ئی آ گرا تو ان کا م نجاا

یہی ہو گا"--- بہان خا در کے تڑپتے دجوو پر ہر ز کھتےؤں رپا خند لہجے میں یک ا یک ا لفظ

کر کہا تو بہان خا در نے گردن ترچھی کرتے ن خو میں لت پت سمیر شاہ کو نسو آ ---یکھاد

کی ے چہر تے ڑتو ڑبا کو بھگوتے چلے گئے پنی ا بے بسی پر رما رما یں ڑھاد کر نے رو کا دل

ں پلکو

"

کیا

یک ای۔۔ا بب-پ باکک-کی عاد ہے۔۔بب۔۔بادام گل - تم ے میر بب۔۔ں پچو کا ل با
با کا نن۔۔ہیں کر سکو گے۔۔تم -ہاک تنا عبر م نجارا ا ہہ -ہو گا۔۔مم۔۔ے میر بیٹے پ باپنے ا

کے ن خو کا بب۔۔بدلہ صص۔۔رور لے گے۔۔للہ انشاا"۔۔تکلیف سے خ سر پڑتے بھی

Posted On Urdu Novel Book

چہرے پر مسکراہٹ سجائے ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں کہتے وہ بادام گل کو لمحے میں آگ لگا گئے تھے۔۔۔رہی بادام گل نے غصے سے پاگل ہوتے بہادر خان کے سینے کے بیچوں بیچ گولی چلائی تو بہادر خان کے ہونٹوں سے خون بھری ہچکی نکلی۔۔۔جس کے بعد ہر طرف خاموشی چھا گئی

"بدلہ حدایت شاہ سے لینا تھا۔۔۔تو اسے کیوں قتل نہیں کیا۔۔۔سب سے پہلے اس کا کام تمام کرنا چاہئے تھا۔۔۔انسپکٹر جبار نے حیرت سے استفسار کیا تو بادام گل نے قہر بھری نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔

"عقل بیچ کھائی ہے۔۔۔آرمی کے بندے کو قتل کرتے تو اب ان دونوں کی جگہ ہم نے اوپر پہنچے ہونا تھا۔۔۔اس کا قتل کرنے کے لیے ضرغام خان ہے نا۔۔۔ وہ نا بھی قتل کرے تو حدایت شاہ تو جان سے پیارے بھائی اور بھائیوں جیسے یار کے مرنے پر ویسے ہی مر جائے گا۔۔۔ اگر نا مرا تو مروا دیں گے ضرغام خان کے ہاتھوں"۔۔۔مکروہ قہقہہ لگاتے پسٹل ملازم کی طرف اچھالی تو انسپکٹر جبار نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا

"اب ان ملازموں کی ایسی حالت بناؤ کہ یہاں لڑائی ہوئی تھی۔۔۔اور ان دونوں نے لڑائی کے دوران ایک دوسرے پر فائر کرتے قتل کر لیا۔۔۔ سمجھے اور اس کے بعد یہاں سے اپنا ٹرانسفر کرواؤں اور نو دو گیارہ ہو جاؤ۔۔۔ پلٹ کر کبھی اس گاؤں میں دوبارا نا آنا"۔۔۔ ملازم

Posted On Urdu Novel Book
سے پیسوں کا بیگ تھامتے انسپکٹر جبار کو تھماتے ہوئے کہا تو انسپکٹر جبار نے مکروہ مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے سر اثبات میں ہلایا اور ایک تاسف بھری نگاہ زمین پر بے جان وجودوں پر ڈالی۔

---

ایک قیامت تھی جو پھر سے حویلی والوں پر ٹوٹی تھی--- دونوں حویلیوں میں ماتم کا سماں تھا۔پولیس ثبوتوں کے ساتھ اس قتل کو لڑائی کا نام دے کر کہا ختم کر چکی تھی۔جبکہ دونوں خاندانوں کے سربراہ تو زمین تلے جا سوئے تھے۔اپنے دو جوان بیٹوں کی موت کے غم نے ولی خان کو بے جان کر چھوڑا تھا۔بہادر میں کو قبر میں اتارنے کے بعد سے وہ اپنے کمرے میں بند ہوگئے تھے۔

جبکہ مقدس بیگم نے اس موقع پر مبین بیگم کو ذلیل کر کہ رکھ دیا تھا کہ ان کے خاندان والوں نے ان سے شوہر اور بھائیوں جیسا دیوع چھین لیا--- مقدس بیگم نے تو بہت کوشش کی مبین بیگم اور عائث کو حویلی سے نکالنے کی مگر خاندان کی دوسری عورتوں نے مقدس بیگم کو بہت مشکل سے سمجھایا کہ یہ معاملہ بعد کے لیے رکھ لے

جبکہ ضرغام خان کبھی غم سے نڈھال روتے بلکتے ارمغان خان کو دیکھتا اور کبھی بابا بابا کرتی امتثال خان کا--- جبکہ چچا کی موت سے دل پھٹنے کو تھا۔دس پہلے ہی تو وہ اپنے ہاتھوں سے

Posted On Urdu Novel Book

باپ کو قبر میں اتار کر آیا تھا اور آج جان سے پیارے چچا کو قبر میں اتارتے ضرغام خان کا دل کر رہا تھا کہ خود بھی یہی خاموشی سے ٹھہر جائے

دنیا میں اب کوئی اسے چاہنے والا سمجھنے والا۔۔محبت کرنے والا کوئی بچا ہی کہا تھا۔۔سب تو چلے گئے تھے۔۔دل خون کے آنسو رو رہا تھا مگر آنکھیں پتھر ہوئی پڑی تھی--- عائشہ خان کو ولی خان کا خیال رکھنا کا کہتے ارمغان خان کو بانہوں میں تھامے بیڈروم میں لے جا کر بامشکل سلایا

جبکہ شاہ حویلی میں تو موت سے سناٹے چھا گئے تھے۔۔ سمیر شاہ کی موت کے ساتھ حدایت شاہ کی شہادت کی خبر ایک بجلی بن کر برسی تھی شاہ حویلی پر۔۔حویلی سے ایک ساتھ دو دو جنازے اٹھے تو بہرام مچ گیا--- گھر کے دونوں محافظ منو مٹی تلے جا سوئے تھے۔۔ایک انسان کا حسد اور لالچ دو خاندانوں کو تباہ و برباد کر چکا تھا۔

---

کچھ عرصے بعد؛-

تم طلاق کیوں نہیں دے رہے ضرغام--- طلاق دو اس منہوس لڑکی کو"--- مقدس بیگم نے اپنے سامنے سر جھکائے بیٹھے ضرغام خان کو دیکھتے دانت پیستے ہوئے چلا کر کہا تو ضرغام خان نے سر اٹھا کر سرخ آنکھوں سے مقدس بیگم کو دیکھا---

Posted On Urdu Novel Book

"آپ کہیں ضرغام جان دے دو تو قسم ماں جی جان دے دوں گا۔۔مگر عقیدت کو طلاق نہیں دوں گا۔۔اپ نے شوہر کھویا تھا۔۔دکھ میں تھی تو آپ کے کہنے پر زبان دے چکا ہوں کہ اسے شوہر ہونے کا مان نہیں دوں گا۔۔تاکہ آپ کو یہ نا لگے کہ شوہر کے ساتھ بیٹا بھی کھو دیا آپ نے۔۔لیکن اگر آپ پھر بھی یہ کہیں کہ میں اسے طلاق دے دوں--- تو طلاق نہیں دوں گا"--- سخت لہجے میں ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا تو مقدس بیگم نے مٹھیاں بھینچتے اپنے اشتعال پر قابو پانے کی کوشش کی

"تمہارا خون سفید ہو چکا ہے خان۔۔کس قدر بغیرت ہو جس لڑکی کے باپ تایا نے تم سے باپ اور چچا چھین لیا--- اسے کس منہ سے بیوی بنا کر لاؤ گے۔۔اور جب بیوی بنا کر لاؤ گے۔۔تو اپنا باپ کو دوسرا کارنامہ بھی تو یاد ہو گا۔۔حدایت میں کے بیٹے کے نام بیٹی کو کر چکا ہے۔۔تم ان کی بیٹی لاؤ گے تو بدلے میں اگر انہوں نے تمہاری بہن کو مانگ لیا پھر۔۔کیا دشمن کے بیٹے کو بہن سونپ دو گے"--- مقدس بیگم نے زہر خند لہجے میں کہا تو ضرغام کو اپنا دل کٹتا محسوس ہوا

نیلی آنکھوں میں سرخی لیے مقدس بیگم کے جھنجھلائے چہرے کو دیکھا--- تو ہونٹوں پر درد بھری مسکراہٹ رینگ گئی

Posted On Urdu Novel Book

وہ جو باپ کے مرنے پر ماں کے دکھ کا سوچتا اندر اندر گھٹتا جا رہا تھا۔۔لیکن یہاں ماں نے ایک بار بھی بیٹے کی آنکھوں میں ہچکولے لیتے غم کو دیکھتے سینے سے نہیں لگایا تھا۔۔ایک بار بھی نہیں کہا تھا کہ وہ سینے سے لگ کر اپنا دل ہلکا کر لے--- ایک بار بھی اپنی آغوش میں نہیں لیا تھا۔۔ضرغام خان کو اپنے گلے میں آنسوؤں کا پھندا سا اٹکتا محسوس ہوا آنکھیں بند کرتے گہری سانس بھرتے اپنے بے جان ہوتے وجود میں ہمت مجتمع کرتے وہ مقدس بیگم کے روبرو کھڑا ہوا

"بغیرت ہوتا تو طلاق دے دیتا۔۔غیرت مند ہوں--- اسی لیے مردوں کی جنگ میں عورت کو نہیں گھسیٹوں گا۔۔اور یہی امید مجھے حدائق شاہ سے بھی ہے۔۔اور جس باپ کے قتل ہونے پر آپ میری غیرت جگا رہی ہے۔۔اسی باپ کا حکم تھا کہ ضرغام خان عقیدت شاہ کو کبھی نا چھوڑیں--- اور مجھے لگتا ہے ماں دشمنی قاتلوں کے ساتھ ہی ختم ہوگئی۔۔اب تو بس اپنے مر جانے والوں کے غم میں نفرت کی دیوار حائل ہو گئی ہے ورنہ اب کوئی نہیں بچتا جس سے بدلہ لیا جائے--- ہم سب نے اپنی دنیا لٹا دی ہے۔۔کچھ نہیں بچا نا ہمارے پاس نا شاہ خاندان والوں کے پاس--- اسی لیے آپ سے درخواست ہے دوبارا عقیدت کا نام مت لیجیئے گا--- آپ نام لے گی تو مجھے وہ یاد آئیں گی۔۔اور جب وہ یاد آئیں گی تو اس سے

Posted On Urdu Novel Book

جڑا اپنا رستہ بھی ۔۔اور میں بغیرت نہیں بننا چاہتا"---- اپنے لہجہ پر حتی الامکان قابو پاتے سخت لہجے میں کہتے بنا مقدس بیگم کی آنے کمرے کا دروازا کھولتا وہاں سے نکلتا چلا گیا

جبکہ مقدس بیگم نے قہر بھری نظروں سے ضرغام خان کی پیٹھ کو دیکھا

پہلے تو انہوں نے جائیداد عقیدت کے نام ہونے کا جھوٹ بولا تھا۔۔لیکن بعد میں وکیل کے فون آنے پر معلوم ہوا کہ شیر خان سچ میں اپنی جائیداد عقیدت کے نام کر چکے ہیں۔۔اگر ضرغام خان عقیدت کو طلاق دے گا تو ضرغام خان کے حصے کی جائیداد بھی عقیدت کے نام ہو جائے گی اور یہی سب عائث خان کے لیے بھی تھا--- اگر حوریہ آپنی مرضی سے الگ ہونا چاہیئے گی تو عائث کا حصہ صرف اس کے نام رہے گا مگر اگر عائث نے حوریہ کو چھوڑا تو جائیداد حوریہ کے نام منتقل ہو جائے گی"--- یہ سب سنتے ہی مقدس بیگم کو اپنا سارا پلین چوپٹ ہوتا محسوس ہوا اسی لیے انہوں نے وکیل کو پیسے دی کر اس کا منہ بند کروا دیا اور یہ بات حویلی والوں سے چھپا لی اور فائل وکیل سے لے کر چھپا دی--- جبکہ اس دوران بادام گل ملک سے فرار ہو چکا تھا

اس پر اور بھی بہت سے کیسسز تھے۔۔جس کی وجہ سے پولیس اس کی تلاش میں تھی ۔

---

کچھ عرصہ بعد:-

Posted On Urdu Novel Book

تم عقیدت کو رہنے دو حدائق--- لڑکی ذات کا باہر جانا مجھے پسند نہیں"--- حلیمہ بیگم نے بیگ پیک کرتے حدائق شاہ کو دیکھتے کہا تو حدائق شاہ کے ہونٹوں پر تلخ مسکراہٹ رینگ گئی

"آپ چاہتی ہیں کہ میں اپنی بہن کو روز خان حویلی والوں سے ذلیل ہونے کے لیے چھوڑ جاؤں— تو ایسا ممکن نہیں ہے ماں--- اور ویسے بھی عقیدت کا یہاں سے چلے جانا ہی بہتر ہے—وہ دن بدن بہت شدت پسند ہوتی جا رہی ہے—یہاں رہے گی تو ان یادوں سے نکل نہیں پائے گی۔

شدت پسند نہیں باغی ہوتی جا رہی ہے— کسی کے منہ سے باپ ثلیے قاتل کا لفظ سن کر مرنے مارنے پر تل جاتی ہے—اور اب بھی مجھے یقین ہے یہ تم اسی کی ضد پر ساتھ لے جانے پر راضی ہوئے ہو"

"ایسا نہیں ہے ماں--- اور سچ کے لیے ہی تو لڑتی ہے—کیا ہمارے بابا قاتل تھے—نہیں نا------ تو پھر وہ کیسے اپنے باپ کے لیے قاتل کا لفظ برداشت کر لے—اس کہ ضد پر نہیں—اسے اس قابل بنانے کے لیے لے جا رہا ہوں کہ اگر کل کو ہمارے باپ کو قاتل کہے تو وہ اس کی زبان کھینچ لے--- اپنے رشتے کے لیے اسٹینڈ لے سکے--- اپنے شوہر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنے باپ کی بے گناہی ثابت کر سکے"—بیگ زمین پر رکھتے

Posted On Urdu Novel Book

بیڈ سے اپنی جیکٹ اٹھاتے ہوئے جواب دیا تو حلیمہ بیگم نے نم نگاہوں سے حدائق شاہ کے چہرے کو دیکھا جس میں حدایت شاہ کی پرچھائی صاف نظر آتی تھی

دوپٹے کے پلو سے آنسو صاف کرتے اٹھ کر حدائق شاہ کے سر پر پیار دیتے آیت الکرسی پر کر دم کیا تو حدایت شاہ نے مسکرا کر حلیمہ بیگم کے چہرے کو دیکھا انہیں گلے سے لگاتے قدم باہر کی جانب بڑھائے

---

"ضرغام ہے"--- بہرام شاہ نے گاڑی جھٹکے سے روکتے گردن ترچھی کرتے پیچھے بیٹھے حدائق شاہ کو بتایا تو لیپ ٹاپ پر تیزی سے چلتی حدائق شاہ کی انگلیاں لمحے میں تھمی

سر اٹھا کر سامنے دیکھا جہاں سڑک کے بیچوں بیچ جیپ کے سامنے سفید کرتا شلوار پر بھوری اجرک لیے بائیس سالہ ضرغام خان چہرے پر چٹانوں سی سختی لیے کھڑا تھا—

حدایت شاہ کی نظروں کے تعاقب میں دیکھتی عقیدت شاہ نے ایک نظر ضرغام خان کی خون چھلکاتی آنکھوں میں دیکھتے—نظروں کا رخ بدلا تو گاڑی کے باہر سے یہ منظر دیکھتے ضرغام خان نے سختی سے مٹھیاں بھینچی

تم رکوں میں بات کرتا ہوں"—بہرام شاہ کو گاڑی میں بیٹھنے کا اشارہ کرتے حدائق شاہ باہر آیا تو ضرغام خان نے قدم آگے بڑھائے

Posted On Urdu Novel Book

"گاڑی ہٹاؤ ضرغام---ہمیں پہلے دیر ہو رہی ہے"--- ضرغام خان کی نیلی خون چھلکاتی آنکھوں میں دیکھتے سپاٹ لہجے میں کہا تو ضرغام خان کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ رینگ گئی

"میری بیوی کو—میری مرضی کے بغیر میری حدود سے باہر لے کر جانے کی ہمت بھی کیسے کی تم نے حدائق شاہ"--- مٹھیاں بھنچیں دبے ڈبے لہجے میں غرا کر کہا تو حدائق شاہ نے تاسف سے ضرغام خان کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھا

"کونسی بیوی ضرغام خان—وہی جسے تم نے اپنی زندگی سے نکال باہر کیا تھا—یا وہ جسے تم کبھی شوہر ہونے کا مان نا دینے کی زبان دے چکے ہو--- بیوی نہیں رہی وہ تمہاری—وہ صرف اور صرف حدائق شاہ کی بہن ہے—اوراپنی بہن کو کہی بھی لے جانے کے لیے مجھے تمہاری اجازت کی ضرورت نہیں"--- سخت لہجے میں کہتے حدائق نے پلٹ کر قدم گاڑی کی جانب بڑھائے مگر چند قدم اٹھانے پر ہی اپنے کندھے پر ضرغام خان کے ہاتھ کی سخت گرفت پر پلٹ کر دیکھا---

جبکہ اس منظر کو دیکھتے عقیدت اور بہرام بھی گاڑی سے باہر آتے حدائق شاہ کے پیچھے کھڑے ہو گئے

Posted On Urdu Novel Book

"ضرغام خان کے جیتے جی اور مرنے کے بعد بھی وہ عقیدت ضرغام خان ہی رہے گی۔۔ صرف یہاں سے جانے کے لیے ہی نہیں اگر میرا بس چلے تو یہ سانس بھی"--- ابھی ضرغام خان بات مکمل کرتا کہ حدائق شاہ نے ضرغام خان کا ہاتھ اپنے کندھے سے ہٹایا

"بس ہی تو نہیں چلتا تمہارا۔۔اور چل بھی کیسے سکتا۔۔زبان جو دے چکے ہو--- میں بھی زبان دیتا ہوں--- اگر تمہارا ابھی بس چلے۔۔ابھی تم اپنے دل کی کر سکو۔۔ابھی اور اسی وقت عقیدت کو پورے مان سے اپنے ساتھ رخصت کروانے کی بات کرو تو یقین مانو ضرغام میں کوئی سوال جواب کیے بنا اپنی بہن کو اسی وقت تمہارے ساتھ رخصت کر دوں گا۔۔اگر تم یہ نہیں کر سکتے تو میں اپنی بہن کو تمہاری زبان یا اس دشمنی کی نظر ہرگز نہیں ہونے دوں گا۔۔اور تمہیں بھی حق نہیں پہنچتا اسے روکنے کا"--& سرد و سپاٹ لہجے میں کہتے بہرام کو گاڑی میں بیٹھنے کا اشارہ کرتے ایک نظر عقیدت شاہ کو دیکھا جو نم نگاہوں سے ضرغام خان کو دیکھنے میں محو تھی

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ان دونوں کو بات کرنے کا موقع دینے کی خاطر حدائق خاموشی سے پلٹ کر جا کر گاڑی میں بیٹھ گیا

ایک نظر ضرغام خان کو دیکھتے۔۔بہرام نے نظریں موبائل پر مرکوز کر دیں جبکہ حدائق نے آنکھیں موندتے سر سیٹ کی پشت سے ٹکا دیا---

Posted On Urdu Novel Book

سبز رنگ کے کرتے کے ساتھ کیپری پہنے۔۔گولڈن بالوں کو ٹیل پونی میں باندھے۔۔ کندھوں پر سیاہ چادر لیے۔۔سبز نگینوں سی آنکھوں میں آنسو لیے ضرغام خان کی آنکھوں میں دیکھتی وہ پل کے لیے اسے شرمندہ کر گئی

وہ بھی کیا کرتا مجبور تھا۔۔ وہ شہید کی بیٹی تھی لیکن اس سے پہلے باپ کے قاتل کی بیٹی تھی--- ہر ثبوت چیخ چیخ کر حدایت شاہ کے قاتل ہونے کی گواہی دے رہا تھا--- وہ اس وقت بچے تھے اتنے سمجھدار تو نہیں تھے کہ قانون کو جھٹلا سکتے--- ان کی نظر میں تو قانون انصاف کا نام تھا۔۔اور پھر سمیر شاہ کا پہلے بہادر خان پر گولی چلانا اس بات کی طرف اشارہ کرتا تھا کہ وہ جانتے تھے کہ خون ان کے بھائی نے کیا ہے---- وہ کیسے چشم دید گواہوں کی گواہی کو جھٹلا دیتے۔۔وہ سب کچھ بھلا کر بھی اگر عقیدت کو بیوی بنا کر لے جاتا تو خاندان والے اس کے ساتھ جو سلوک کرتے وہ ضرغام کو قطع منظور نہیں تھا۔۔اوع مقدس بیگم کبھی بھی عقیدت کو قبول نا کرتی۔۔انہوں نے تو مبین بیگم کو قبول نہیں کیا تھا۔۔ان کا جینا اس قدر محال کر دیا تھا کہ داجی نے مجبوراً مبین بیگم کو شہر شفٹ کر دیا تھا-- اپنی زبان نبھانے کو وہ بے رخی برت سکتا تھا۔۔لیکن بھلا نہیں سکتا تھا دل پر نقش ہوئی محبت ہو مٹا نہیں سکتا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

"اگر میرے ساتھ بے ایمانی کی عقیدت شاہ جان سے مار دوں گا--- جہاں بھی جاؤ یہ یاد رکھنا کہ تمہارے وجود۔۔تمہاری سانسوں پر ضرغام خان کا حق ہے۔۔صرف اور صرف میرا۔۔اگر کسی کو اتنی ہمت دی کہ وہ تمہیں نگاہ بھر کر دیکھ بھی لے تو زندہ درگور کر دوں گا۔۔ بے شک نفرت ہی کروں مگر اپنی چیز پر کسی کی نگاہ بھی برداشت کر سکتا۔۔میری ہو تو میری ہی بن کر رہنا"--- آگے بڑھتے پہلو میں گرے عقیدت کے بے جان ہوتے ہاتھوں کو سخت گرفت میں لیتے۔۔عقیدت کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے سرد و سپاٹ لہجے میں کہا تو عقیدت کی آنکھوں سے آنسوں لڑیوں کی مانند بہتے رخسار بھگونے لگے

"آئی رئیلی رئیلی ہیٹ یو ضرغام خان۔۔آئی ہیٹ ہو--- میں وہ سب کروں گی جو تمہیں نا پسند ہے ہر وہ چیز خود پر فرض کر لوں گی۔۔جس سے تم منع کرو گے--- سمجھے تم"--- ضرغام خان کے ہاتھوں سے زبردستی اپنے ہاتھ چھڑواتے روتے ہوئے چلا کر کہا تو ضرغام خان نے ہونٹ بھینچتے عقیدت کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ ہاتھ چھوڑے تو عقیدت اپنے ہاتھ کی پشت سے آنسو صاف کرتی جھٹکے سے پلٹ کر گاڑی میں جا بیٹھی

سرخ جلتی آنکھوں سے عقیدت شاہ کو چہرہ ہاتھوں میں چھپائے روتے دیکھ۔۔ضبط سے ہونٹ بھینچے۔۔جیپ میں بیٹھتے جیپ سائیڈ پر کی تو بہرام شاہ نے گاڑی آگے بڑھائی

Posted On Urdu Novel Book

گردن ترچھی کر کہ آگے بڑھتی گاڑی کو دیکھا۔تو شیشے سے نظر آتی دو روتی سبز آنکھوں کو دیکھ ضرغام خان کی آنکھوں میں نمی اتری گئیں

"ایک ہی وجود سے تو اپنی عمر بھر کی محرمیوں اور محبتوں کو پورا کرنا تھا --- اپنے دل میں دبی حسرتوں اور خواہشوں کو اس ایک وجود کے ساتھ ہی تو پورا کرنے کی خواہش تھی آج وہ خواہش بھی دل کے قبرستان میں دفن ہو گئی۔ضرغام خان کا کھلی آنکھوں سے دیکھا خواب آنکھوں میں ٹوٹ کر بکھر گیا--- اگر تمہارے لوٹنے تک پتھر ہو جاؤں تو مجھے قصور وار مت ٹھہرانا--- دل میں جو تھوڑے بہت احساسات بچے تھے۔تمہارے دور جانے پر سب دم توڑنا شروع ہوگئے ہیں"--- سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے بھرائے لہجے میں سرگوشی کرتے سختی سے آنکھیں بند کی تو کئی باغی آنسو پلکوں کی بار توڑتے کنپٹی کو بھگوتے بالوں میں جذب ہونے لگے۔

---

"کیا تمہیں بالاج سے محبت ہے"--- فون سے صبغہ کی نرم مگر حیرت بھری آواز گونجی تو حوریہ نے جھٹ سے نفی میں ہلایا

"نن۔۔ہیں پاگل محبت نہیں ہے۔۔بس وہ مجھے اچھے لگتے ہیں"۔۔۔لاونج میں اردگرد نگاہ دوڑاتے صوفے پر دونوں پاؤں اوپر کر کہ بیٹھتے ڈپٹنے کے انداز میں کہا تو دوسری جانب صبغہ نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا

"لیکن میں نے سنا ہے پسند وہی ہوتا ہے جس سے محبت ہوتی ہے۔۔جس سے محبت نہیں ہوگی وہ پسند بھی نہیں ہوگا"--- ہونٹوں میں انگلی دبائے پرسوچ لہجے میں کہا تو حوریہ نے آنکھیں گھماتے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دبایا

"لیکن مجھے وہ دوسرے والے پسند ہیں"۔۔۔پرسوچ لہجے میں جواب دیا تو صبغہ کا دل کیا اپنا سر کسی دیوار میں مار لے

"دوسرے والے کس طرح کے ---"

"مطلب وہ بہت اچھے ہیں۔۔دیکھو نا بہرام لالا حدائق لالا ہمیں چھوڑ کر باہر چلے گئے--- ملنے بھی نہیں آتے۔۔اور ایک وہ ہیں جو ہمارا اتنا خیال رکھتے ہیں۔۔گاؤں والوں کا۔۔حویلی کا--- ماں کا تائی کا میرا۔۔اتنے مصروف ہونے کے باوجود بھی انہیں پتہ ہوتا ہے کہ ہمیں کس چیز کی ضرورت ہے--- لوگ کہتے ہیں وہ ظالم ہیں۔۔بہت بتمیز اور جھگڑالوں ہیں۔۔ لیکن وہ مجھے ایسے بالکل نہیں لگتے۔۔ان کی نیچر تھوڑی غصے والی ہے اور تھوڑی شکل بھی۔۔ لیکن وہ اس کے علاوہ دل کے بہت اچھے ہیں۔۔ملازموں کی بھی ہر ضرورت کا خیال رکھتے

Posted On Urdu Novel Book
ہیں۔۔میرے آئیڈیل ہیں وہ میری خواہش ہے کہ میرا ہمسفر بالاج شاہ جیسا ہو یا پھر بالاج شاہ ہی ہو"وہ لاکھ چاہنے کے باجود بھی صبغہ کو یہ نا بتا پائی کے پچھلے کچھ عرصے سے وہ بدلا بدلا لگ رہا ہے۔۔جس نے پہلے اونچی آواز میں بات تک نہیں کی تھی اب چھوٹی چھوٹی بات پر ڈانٹنے لگا ہے۔۔۔وہ کہنے لگا ہے کہ حوریہ شاہ اس کے سر پر بوجھ ہے۔۔۔وہ یہ سب چاہ کر بھی نا بتا سکیں کیونکہ حوریہ کو لگتا تھا کہ وہ اپنے کام کی وجہ سے پریشان ہے بعد میں ٹھیک ہو جائے گا---جبکہ پچھلے دروازے داخل ہوتے سیڑھیوں کی جانب بڑھتے بالاج شاہ کے قدم بے ساختہ حوریہ کے الفاظ پر تھمے تھے۔۔دل تو پہلے ہی اس کے لیے باغی ہوا جا رہا تھا۔

اب یہ اظہار سن تو سینے میں سر پٹکنے لگا تھا۔۔جس پر بالاج شاہ نے سر زنش کرتے۔۔۔دل کو ڈپٹتے تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتے رخ آپنے کمرے کی جانب کیا

"حد ہے حوریہ--- اسے محبت ہی کہتے ہیں۔۔آئیڈیل شائیڈیل کچھ نہیں ہوتا--- نا مجھے تمہاری سمجھ انی نا تمہیں میری---اسے لیے میں جا رہی ہوں سونے۔۔تم اپنے آئیڈیل کے خواب سجا کو"--- حوریہ کی سنے بغیر اپنی کہہ کر فون رکھ دیا تو حوریہ نے گھور کر فون کو دیکھا---

Posted On Urdu Novel Book

نظریں سامنے گھڑی پر اٹھی تو حوریہ جلدی سے اپنی جگہ سے اٹھی کیونکہ یہ وقت بالاج شاہ کے گھر آنے کا تھا۔

جلدی سے پاؤں میں چپل اڑستے۔۔۔دوپٹہ ٹھیک کرتے کچن کی جانب دوڑ لگائی

---

بب۔۔بالاج چائے آپ کی"--- حوریہ شاہ نے کپکپاتے ہاتھوں سے چائے کا کپ سٹڈی ٹیبل پر بیٹھے بالاج شاہ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا

تو حوریہ کی آواز پر بالاج شاہ نے اپنے ہاتھ میں تھامے پین پر گرفت سخت کی۔

گردن موڑ کر خونخوار نظروں سے سر جھکائے کھڑی پندرہ سالہ حوریہ شاہ کو دیکھا

جو کپکپاتے ہاتھوں میں چائے کا کپ پکڑے۔۔۔نظریں جھکائے کھڑی تھی

سکائے بلیو فراک پہنے۔۔۔گلے میں ہم رنگ دوپٹہ لیے۔۔۔براؤن بالوں کو رف جوڑے میں لپیٹے جس کی آوارہ لٹیں چہرے کا احاطہ کیے ہوئے تھیں۔۔۔کرسٹل گرے جھکی آنکھوں میں خوف لیے مجرموں کی طرح سر جھکائے کھڑی تھی

"میری ایک بات تمہیں سمجھ نہیں۔۔۔کتنی بار بکواس کر چکا ہوں اپنی یہ شکل مجھے مت دکھایا کرو۔۔۔اور کس کی اجازت سے تم میرے روم میں داخل ہوئی ہو۔۔۔ہمت بھی کیسے ہوئی تمہاری

Posted On Urdu Novel Book

یہاں قدم رکھنے کی"—ایک ہی جھٹکے میں اپنی نشست سے اٹھتے کرسی کو پیچھے کی جانب گراتے سرد لہجے میں کہا

تو بالاج شاہ کی دھاڑ پر حوریہ شاہ کی بے ساختہ چیخ گونجی ہاتھ میں تھاما چائے کا کپ زمین بوس ہوا تو بالاج شاہ کی ماتھے کی تیوریوں میں اضافہ ہوا

"مم—میں مطلب—دروازا کھ—کھلا ہوا تھا—تت—تائی سائیں نے چچ—چائے"—حوریہ ابھی ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں اپنی بات مکمل کرتی اس سے پہلے بالاج شاہ نے ٹوٹے ہوئے کپ کے ٹکروں پر پاؤں رکھتے دو قدم کے فاصلے کو سمیٹتا—حوریہ کے بازؤں کو اپنی سخت گرفت میں لے کر جھٹکا دیا

"تمہیں اپنی زندگی پیاری نہیں ہے کیا حوریہ شاہ - مجھے تو ویسے بھی تمہارا وجود کھٹکھتا ہے—بہت ناگوار گزرتی ہے تمہاری موجودگی یہ نا ہو میں تمہاری اس بے معنی زندگی کو اپنے ہاتھوں سے ختم کر دوں - خود پر ترس کھاؤ اور مجھ سے دور رہو—اور کس خوشی میں پہنا ہے تم نے یہ رنگ—جب تم جانتی ہو کہ یہ رنگ میرا پسندیدہ ہے—مگر تمہارے وجود پر اس رنگ کو دیکھ مجھے اس سے نفرت ہو رہی ہے--- آج کے بعد اگر تم مجھے اس رنگ میں نظر آئی تو چمڑی ادھیڑ دوں گا--- اب نکلو یہاں سے"--- شیر سی دھاڑ لیے غرا کر کہا اور بنا حوریہ

Posted On Urdu Novel Book

کو سمجھنے کا موقع دیے بازو سے گھسیٹ کر دروازے کے قریب لا کر جھٹکا دیا تو حوریہ بامشکل گرتے ہوئے بچی

نم شکوہ کناں نظروں سے اس ستمگر کو دیکھا جو سرخ چہرہ۔۔اور پھولی سانسوں جو کہ غصہ ضبط کرنے کی گواہی دے رہی تھی۔۔ساتھ حوریہ شاہ کو دیکھ رہا تھا۔

"آئی ہیٹ ہو بالاج۔۔ائی۔۔ہی۔۔ٹ یو"--- لڑیوں کی مانند رخسار پر بہتے آنسوؤں کو اپنے ہاتھ کی پشت سے صاف کرتے ہوئے چلا کر کہا تو بالاج شاہ نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچی

"آؤٹ"۔۔۔دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تو حوریہ شاہ نے شکوہ کناہ نظروں سے بالاج شاہ کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھا اور پلٹ کر بھاگنے کے انداز میں اپنے کمرے کی جانب بڑھی حوریہ کے جاتے ہی دھاڑ سے دروازا بند کرتے پوری شدت سے مکہ بند دروازے پر مارتے سختی سے آنکھیں میچ لیں

"عاسم خان۔۔کیوں ہو تم--- کاش تم نا ہوتے"---- نفی میں سر ہلاتے سرخ انگارا ہوتی آنکھوں سے پلٹ کر زمین پر بکھرے کانچ کے ٹکروں کو دیکھتے بیڈ پر اوندھے منہ گرتے چہرہ تکیے میں چھپا لیا

---

Posted On Urdu
Novel Book

تم نے بتایا نہیں کہ تم آرہی ہو۔۔۔ میں سب کچھ پہلے سے ہی پلین کر کہ رکھتی"---
گاؤں میں موجود جیولری کی چھوٹی سی دکان پر جیولری دیکھتے حوریہ نے ساتھ کھڑی صبغہ شاہ کو دیکھتے ہوئے کہا تو صبغہ نے منہ بسور کر حوریہ کو دیکھا

"تم سے ملنے کہاں آئی ہوں--- میں تو اس پرنس چارمنگ کو دیکھنے آئی ہوں جس کی باتیں کر کہ تم نے میرے کان کھا لیں تھے۔۔۔اب اتنا حق تو بنتا میرا کہ اپنے فیوچر"--- ابھی صبغہ بات مکمل کرتی کہ حوریہ نے جلدی سے اس کے ہونٹوں پر اپنی ہتھیلی رکھ دی

"ایسا کچھ نہیں ہے صبغہ۔۔۔میں تمہیں بتا چکی ہوں محبت نہیں ہے۔۔۔مجھے وہ اچھے لگتے ہیں مجھے۔۔۔اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں "---- بالاج شاہ کے سرد رویہ یاد کرتے سپاٹ لہجے میں کہا تو صبغہ نے آنکھیں چھوٹی کرتے گھور کر حوریہ کو دیکھا---

چلو باہر سٹال پر بہت خوبصورت چوڑیاں لگتی ہیں۔۔۔تم پر جچے گی بھی بہت"--- صبغہ کا ہاتھ تھامے قدم باہر کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا تو صبغہ نے بھی مسکرا کر سر جھٹکا

اگر وہ کہہ رہی تھی محبت نہیں تو صبغہ کو یقین تھا کہ محبت نہیں ہو گی---

صبغہ کو سرخ رنگ کی چوڑیاں پہنا کر حوریہ نے اپنے لیے رنگ برنگی چوریوں کے سیٹ کا کہا تو آدمی نے سیٹ بنا کر حوریہ کے ہاتھ کی جانب اشارہ کیا

Posted On Urdu Novel Book

جس پر حوریہ نے اپنا بایاں ہاتھ آگے بڑھایا—چوریاں پہنتے خود پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس کرتے حوریہ نے گردن ترچھی کر کہ اردگرد نگاہ دوڑائی تو اپنے بائیں جانب جیپ میں بیٹھے شخص کو خود کو گھورتے پا کر نا سمجھی سے چہرے کا رخ بدلا

"مجھے بہت نیند آرہی ہے اور گرمی بھی لگ رہی ہے—میں گاڑی میں جا کر بیٹھ رہی ہوں تم آجانا"--- صبغہ کی آواز پر حوریہ نے اس کی جانب دیکھا مگر وہ ہمیشہ کی طرح اپنی کہتی یہ جا وہ جا ہوگئی جس پر حوریہ نے مسکرا کر سر جھٹکا

دبی دبی چیخ کی آواز پر حوریہ نے جھٹکے سے سر اٹھا کر دیکھا تو آنکھیں حیرت کی زدیاتی سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں

جیپ میں بیٹھا شخص اب حوریہ کے بالکل سامنے چاکلیٹ براؤن آنکھوں میں وحشت لیے حوریہ کو گھورتے--- چوریاں پہنانے والے آدمی کا ہاتھ توڑ چکا تھا—

ساکت وجود--- آنکھوں میں بے یقینی لیے اب اس شخص کو چوریاں پہنانے والے شخص کو پٹتے ہوئے دیکھ رہی تھی

"ہاتھ کیسے لگایا--- جانتے نہیں تھے تم کہ یہ عائث خان کی منگ ہے—تو ہمت کیسے ہوئی اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے کی بھی"--- سامنے کے منظر سے جان لیوا تو اس شخص کے ہونٹوں سے ادا ہوئے لفظ تھے—

Posted On Urdu Novel Book

"مم-منگ عع-عائث خان"+- ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں سرگوشی نما لہجے میں کہتی حوریہ نے لڑکھڑاتے ہوئے قدم پیچھے لیے

عقیدت اور حدائق کے رشتے کا تو وہ جانتی تھی۔۔لیکن اپنے رشتے سے وہ بالکل انجان تھی --- اگر یہ شخص عائث خان تھا تو وہ اس نام سے واقف تھی۔۔۔اور جتنے حق اور یقین سے وہ اپنی بات کہہ چکا تھا حوریہ اسے جھٹلا نہیں سکتی تھی۔

عائث خان کو اپنی جانب بڑھتے دیکھ حوریہ نے بے ساختہ اپنے قدم پیچھے لیے تھے۔۔۔اور پھر وہ جھٹکے سے پلٹتی اندھا دھند وہاں سے بھاگی تھی

وہ صرف عائث خان سے ہی نہیں اس حقیقت سے بھی بہت دور بھاگ جانا چاہتی تھی--- جبکہ وہ بخوبی عائث خان کا اپنے پیچھے آنا محسوس کر سکتی تھی

اندھا دھند بھاگتی دائیں جانب موڑ کاٹتے وہ ٹھوکر لگنے کے باعث منہ کے بل بری طرح گری تھی

تکلیف کی شدت سے گرے کانچ سی آنکھیں لبالب پانیوں سے بھر گئیں تھیں

ہاتھ زمین پر گرنے کے باعث جگہ جگہ سے چھل چکے تھے۔۔ٹھوکر لگنے سے پاؤں میں شدید درد کی لہر دوڑتی جسم میں سرائیت کر گئی

Posted On Urdu Novel Book

"چچچچ—اتنی ہمت تھی حدائق شاہ کی بہن میں"--- گھٹنوں کے بل زمین پر حوریہ کے قریب بیٹھتے---طنزیہ لہجے میں کہا تو حوریہ نے تکلیف سے سختی سے لب بھینچتے آنکھیں میچ لیں جس پر غم و غصے سے پاگل ہوتے عائث خان نے حوریہ کے بالوں کو اپنی مٹھی میں دبوچتے چہرہ اپنی جانب کیا

گرے رنگ کے سوٹ کے ساتھ گرین دوپٹہ گلے میں لیے---- کندھوں پر بھاگنے کے باعث گری سیاہ چادر--- اور ٹیل پونی سے نکلے بالوں کی آوارہ لٹیں خوبصورت چہرے کا احاطہ کیے ہوئے تھیں—گلاب سی پنکھڑیوں جیسے نازک پتلے لب بری طرح کپکپا رہے تھے--- گلابی گال آنسوؤں سے متواتر بھیگ رہے تھے--- جنہیں دیکھتے عائث خان کے ہونٹوں پر تلخ مسکراہٹ رینگ گئی

"کیا تم نہیں جانتی تھی کہ تمہارا وجود ایک خان سے منسوب ہے—بولو"--- حوریہ شاہ کے چہرے پر دھاڑتے ہوئے کہا تو حوریہ کے ہونٹوں سے بے ساختہ دبی دبی چیخ نکلی

"چچ—چھوڑیں مجھے جانے دیں خان"--- گرے بھیگی آنکھوں کو کھولتے عائث خان کی چاکلیٹ براؤن آنکھوں میں التجایہ نظروں سے دیکھتے بھرائے لہجے میں کہا تو عائث خان نے جھٹکے سے حوریہ کا چہرہ اپنے چہرے کے اس قدر قریب کیا کہ عائث خان کی دہکتی سانسوں کی تپش سے حوریہ کو اپنی جلد جھلستی محسوس ہوئی

Posted On Urdu Novel Book

"دل تو کر رہا ہے__اس شخص کی طرح تمہارے بھی ہاتھ توڑ دوں--- مگر"__ہونٹ بھینچتے حوریہ کے کپکپاتے وجود کو دیکھا---

"پہلی اور آخری غلطی سمجھ کر معاف کر رہا ہوں--- آئندہ ایسا ہوا تو جان سے مار دوں گا__اور یقین مانو تمہیں جان سے مارنے کا مجھے بہانہ ہی چاہیے اور تمہیں مارنے میں مزہ بھی بہت آئیں گا"--- ہاتھ کی پشت حوریہ کے گلابی رخسار پر پھیرتے سرد و سپاٹ لہجے میں سرگوشی کی تو حوریہ کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوتی محسوس ہوئی

عائث خان کو اپنے چہرے کی جانب جھکتے دیکھ حوریہ نے سختی سے آنکھیں میچتے زمین پر ہاتھ مارتے کچھ تلاشنا چاہا--- اپنے ہاتھ تلے کچھ سخت محسوس کرتے حوریہ نے گہری سانس لیتے آنکھیں کھولیں تو نظریں خود کو تکتی چاکلیٹ براؤن آنکھوں سے ٹکرائی

خود میں ہمت مجتمع کرتے__ہاتگ آگے کرتے عائث خان کے ماتھے پر شدت سے وار کیا تو عائث خان لڑکھڑا کر پیچھے ہوا جس کا فایدہ اٹھاتے حوریہ جھٹکے سے اٹھتی وہاں سے بھاگی تھی دور جاتے بھاگتے ہوئے ایک نظر پلٹ کر دیکھا تو ماتھے سے نکلتے خون کو انگلیوں کے پوروں سے چھوتے--- خون آشام نظروں سے خود کو تکتے عائث خان کو دیکھتے حوریہ نے بے ساختہ جھرجھری لی اور پلٹ کر لمحے میں وہاں سے غائب ہوئی تھی

Posted On Urdu Novel Book

"چھوڑو گا تو نہیں میں تمہیں--- سود سمیت بدلہ لوں گا"--- زیر لب بڑبڑاتے جیب سے رومال نکال کر زخم پر رکھتے—قدم اپنی جیپ کی جانب بڑھائے

---

اپنے دیہان میں صبغہ نے تیزی سے سیڑھیاں چڑھتے دائیں جانب اپنے کمرے کی طرف مڑنا چاہا تو سامنے سے نیچے اترتے چٹانی وجود سے ٹکراتے وہ بری طرح لڑکھڑائی تھی—ابھی وہ پیٹھ کے بل پیچھے گرتی کہ سامنے کھڑے بالاج شاہ نے اپنے دائیں ہاتھ سے صبغہ شاہ کی کلائی تھامتے اسے نیچے گرنے سے بچایا---- سانس روکے پھٹی آنکھوں سے صبغہ نے اپنی کلائی کو کسی کی آہنی گرفت میں دیکھا--- خود کے بچنے کا یقین ہوتے دھڑکتے دل کے ساتھ گردن ترچھی کر کہ سیڑھیوں کو دیکھا جن پر دبیز سرخ رنگ کا قالین بچھا ہوا تھا—ان اکیس سیڑھیوں سے گر کر شاید وہ بچ جاتی لیکن اس کی ہڈی پسلیوں کا بچنا ناممکن ہی تھا--- گہری سانس لیتے مسکرا کر رخ سیدھا کیا تو نظریں خود کو تکتی سیاہ آنکھوں سے ٹکرائی جن میں سرخی کے ساتھ ناپسندیدگی واضح نظر آرہی تھی--- بالاج شاہ کی سرخ خون آشام نظروں میں دیکھتے ابھی صبغہ نے کچھ کہنے کے لیے لب واہ کیے ہی تھے

Posted On Urdu Novel Book

کہ بالاج شاہ نے کلائی کو جھٹکا دیتے صبغہ کو اپنی جانب کھینچا—وہ جو سمجھ رہی تھی کہ وہ بری طرح اس چٹان سے ٹکرانے والی ہے مگر جیسے ہی وہ آگے ہوئی بالاج شاہ اسے پیچھے کو دھکا دیتا سائیڈ سے ہوتا لمبے لمبے ڈنگ بھرتا سیڑھیاں اتر کر وہاں سے نکلتا چلا گیا

ریلنگ کو تھامے صبغہ شاہ نے حیرت سے دور جاتے بالاج شاہ کی پشت کو دیکھا---

نظریں دور جاتے بالاج شاہ سے ہوتی اپنی کلائی پر سرخ انگلیوں کے نشانوں پر آئیں تو صبغہ شاہ کے ہونٹوں پر شرمیگی مسکراہٹ رینگ گئی

ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دباتے—نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا جہاں سے ابھی بالاج شاہ نکلا تھا—

---

حوریہ---وہ مجھے کچھ پوچھنا تھا"---- صبغہ شاہ نے ہونٹوں کو تر کرتے بک پر جھکی حوریہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تو حوریہ نے سر جھکائے سر اثبات میں ہلایا

تمہیں بالاج سے محبت ہے کیا"—نظریں حوریہ کے جھکے سر پر ٹکائے مدھم لہجے میں استفسار کیا تو حوریہ نے چونک کر صبغہ شاہ کے سنجیدہ چہرے کو دیکھا---

بتاؤ نا"--- حوریہ کے خاموشی پر کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا--- سیڑھیوں پر ہوئے تصادم پر وہ ملازمہ سے اس سیاہ گہری آنکھوں والے شخص کا پوچھ چکی تھی—جس پر پہلے تو

Posted On Urdu Novel Book

اس نے حیرت سے سر سے پاؤں تک صبغہ شاہ کو دیکھا کہ وہ بالاج شاہ کو نہیں جانتی پھر اپنی حیرت پر قابو پاتی وہ اسے بالاج شاہ کا بتا چکی تھی

جس پر صبغہ کو اپنے دل پر چبھن سی محسوس ہوئی

"دیکھو صبغہ۔۔یہ بات آج پہلی اور آخری بار ہمارے درمیان ہوگی--- اس کے بعد نہیں۔۔ میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے میں نے اپنے اردگرد صرف بالاج شاہ کو ہی دیکھا ہے۔۔ نا باپ تھا نا بھائی۔۔سکول سے لے کر حویلی کی چار دیواری تک بالاج شاہ کی حفاظت کی دیوار میرے گرد کھڑی رہی ہیں۔۔میں نے نا کسی مرد کو جانا ہے نا مجھے جاننے کا شوق ہے۔۔ میرے لیے ایک آئیڈل شخص ہیں وہ۔۔ مجھ میں حویلی سے باہر جانے کی ہمت نہیں۔۔دنیا کا مقابلہ کرنا تو بہت دور کی بات ہے۔۔میں بس ان کی حفاظت کے حصار میں رہنا چاہتی تھی- -- وہ میرے دل کے قریب ہیں کیونکہ انہوں نے ہمیں اکیلا نہیں چھوڑا۔۔وہ ہر برے وقت میں ہمارے ساتھ کھڑے رہیں۔۔لیکن اس سب کے باوجود مجھے اس طرح کی محبت نہیں ہوئی جو تم سمجھ رہی ہو۔۔اور نا وہ مجھے اس نظر سے دیکھتے ہیں۔۔اور مجھے لگتا ہیں کہ انہیں میری اس بیوقوفی کا اندازہ ہوگیا ہے اسی لیے اب مجھ سے خفا ہیں اور غصہ بھی ہو جاتے ہیں۔۔تم ہی سوچو نا کیا صلہ دے رہی ہوں میں ان کی شفقت کا ان کے مان کا۔۔اگر کسی کو یہ بات پتہ چل گئی تو میرے کردار کے ساتھ لوگ ان کے کردار پر بھی سوال اٹھائیں

Posted On Urdu
Novel Book

گے۔۔۔اور دشمنوں کو بھنک بھی لگ گئی تو وہ بالاج شاہ کو مارنے کے در پر ہو جائے گے انہیں تو ویسے بھی بہانہ چاہیے ہو گا۔۔۔اور اس سے اچھا کیا ہو گا کہ بالاج شاہ نے ان کے بیٹے کی منگ پر نظر رکھی یا ان کے بیٹے کی منگ بالاج شاہ سے محبت کرتی۔۔۔اپنی بیوقوفی کی وجہ سے میں انہیں کسی مصیبت میں نہیں ڈال سکتی۔۔۔اتنی خود غرض نہیں ہوں میں--- تایا کے قتل ہونے پر تائی جان نے ہم سے ایک لفظ شکوہ کا نہیں کہا۔۔۔آج تک ایک بار اس بات کا طعنہ نہیں دیا کہ ان کے شوہر کا قتل میرے ماموں نے کیا۔ ہم اسی عزت اور مان سے اس حویلی میں رہے جس طرح اپنے باپ کے ہوتے ہوئے رہتے تھے یا شاید اس سے بھی زیادہ۔۔۔ ننھیال کے دروازے تو ہمارے لیے بند ہو گئے تھے سوچو اگر تائی جان بھی ہمیں یہاں نا رہنے دیتی ہم کہاں جاتے۔۔۔دشمنی جن کی بھی تھی-- کون مجرم تھا کون بے قصور کیا فرق پڑتا۔۔۔لیکن اس سب میں تائی جان اور ان کے بچے ہماری وجہ سے گھسیٹے گئے اور ابھی تک وہ اس دشمنی کا حصہ ہے۔۔۔میں مزید اپنی وجہ سے کسی کو آزمائش میں نہیں ڈالنا چاہتی۔۔۔میں بالاج سے بھی ایکسکیوز کر لوں گی۔۔۔ان کی ناراضگی برداشت نہیں کر سکتی۔۔۔اس اتنی بڑی حویلی کے شور کرتے سناٹوں میں ایک ان کی ہی تو باتیں گونجتی ہے۔۔۔وہ بھی میری وجہ سے چپ ہو جائے گے تو یہ سناٹے۔۔۔یہ وحشت ہمیں جیتے جی مار دے گی"--- صبغہ شاہ کی

Posted On Urdu Novel Book

آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اپنے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا تو صبغہ شاہ نے سمجھنے کے انداز میں سر اثبات میں ہلایا

"اور عائث خان۔۔کیا تم نے اس کے بارے میں کچھ سوچا۔۔آئی میں جس طرح تم نے اس کے بارے میں بتایا۔۔صاف ظاہر ہے کہ وہ اس رشتے کو لے کر سیریس ہے"--- حوریہ کے ہاتھ سے پن پکڑتے ہوئے آبرو آچکا کر کہا تو حوریہ نے گہری سانس بھرتے سر نفی میں ہلایا

"میں نے کیا سوچنا۔۔وہ سیریس ہو گا--- لیکن شاید ہمارے گھر والوں کے لیے یہ بات کوئی اہمیت نہیں رکھتی تھی اسی لیے مجھے انجان رکھا گیا۔۔جب وقت آئیں گا دیکھا جائے گا--- اگر میرے بھائیوں کو اعتراض نا ہوا تو مجھے یہ فیصلہ قبول ہو گا۔۔دشمنوں کے سامنے سر نہیں جھکنے دوں گی۔۔اگر میرے بھائیوں کو اعتراض ہوا تو عائث خان سر بھی کٹا دے تب بھی مجھے حاصل نہیں کر سکے گا"--- سپاٹ لہجے میں کہتے کندھے آچکا کر کتابیں بند کرتے بیگ میں رکھی جبکہ صبغہ کی نظروں نے لاونج کے پچھلے دروازے سے مردان خانے کی طرف جاتے بالاج شاہ کی پشت کو پرسوچ نظروں سے دیکھتے سر جھٹکا---

---

Posted On Urdu Novel Book

سردار۔۔بی بی جی آج شام اپنے دوست کی پارٹی میں جانے والی ہیں۔۔گارڈز کو میں نے سب سمجھا دیا ہے--- اور بی بی جی کی نئی گاڑی پر ٹریکر لگوا کر آپ کے لیپ ٹاپ سے کنیکٹ کر دیا ہے---اور کوئی حکم خادم لائق تو بتائیں"----- فائیو سٹار ہوٹل کے روم میں چھائے گھپ اندھیرے میں--- سفید پردوں سے چھن کر آتی سورج کی کرنیں اس اندھیرے کو چیرتی پھیلی ہوئیں تھیں۔

سیاہ رنگ کا پینٹ سوٹ پہنے--- صوفے پر بیٹھے ٹیبل پر جھکے--- دائیں ہاتھ سے ٹیبل پر بکھری تصویروں کو انگلیوں کے پوروں سے چھوتے---ضرغام خان نے اپنے خاص بندے کے کہنے پر سرخ انگارا ہوتی نظروں سے سر اٹھائے سامنے والے شخص کے جھکے سر کو دیکھا---

"پارٹی میں کتنے مرد انوائیٹڈ ہیں"--- ضرغام خان کے سرد ٹھٹھرا دینے والے لہجے پر سامنے کھڑے شخص کو اپنی سانسیں خشک پڑتی محسوس ہوئیں

"تقریباً پچاس لوگ ہیں۔۔جن میں بیس تک مرد ہیں"۔۔سر جھکائے مؤدب لہجے میں جواب دیا تو ضرغام خان نے سختی سے مٹھیاں بھینچتے اپنے اشتعال پر قابو پانے کی کوشش کی---

"کچھ بھی ہو جائے۔۔ان میں سے کوئی بھی مرد تب تک وہاں نہیں پہنچنا چاہئے جب تک تمہاری مالکن کو میں وہاں سے لے نا جاؤں۔۔اگر کوئی مجھے وہاں دکھا تو ان کے ساتھ تم اپنا

Posted On Urdu Novel Book

بھی آخری دن سمجھنا"۔۔۔سرد و سپاٹ لہجے میں کہتے جھٹکے سے اٹھتے قدم واشروم کی جانب بڑھائے

دھاڑ کی آواز سے دروازا بند کرتے۔۔۔شاور کے نیچے کھڑے ہوتے شاور ان کیا تو۔۔۔ ٹھنڈے یخ پانی نے لمحے میں ضرغام خان کے آگ میں جلتے وجود کو اپنی سرد لپیٹ میں لیا

"میرا اتنا ضبط نا آزماؤ عقیدت کے میں قاتل بننے پر مجبور ہو جاؤ"۔۔۔۔ دیوار پر بے دریغ مکے برساتے سپاٹ لہجے میں کہتے۔۔۔جھٹکے سے سیاہ شرٹ کو اتارتے زمین پر پھینکا

دل میں اس قدر آگ لگی ہوئی تھی کہ یہ ٹھنڈا یخ پانی بھی اس کو مٹانے میں ناکام رہا تھا آنکھوں کے پردے پر عقیدت شاہ کا مسکراتا چہرہ لہرایا تو ضرغام خان نے جھٹکے سے آنکھیں کھولتے دونوں ہاتھ سامنے دیوار پر ٹکاتے سر جھکا لیا

---

پنک سکرٹ کے ساتھ وائٹ شرٹ پہنے۔۔۔گولڈن بالوں کو رف جوڑے میں قید کیے۔۔۔ لائٹ میک اپ کیے۔۔۔سبز سپاٹ آنکھوں سے اردگرد کا جائزہ لیتے۔۔۔عقیدت نے گاڑی کا دروازا کھولتے قدم باہر رکھے

Posted On Urdu Novel Book

جبکہ کچھ فاصلے پر آگے اور پیچھے کھڑی گاڑیوں میں بیٹھے ضرغام خان کے گارڈز نے عقیدت کے گاڑی سے باہر نکلتے اپنے چہروں کو ماسکس سے کور کیا اور اندر جاتی عقیدت کو دیکھتے جلدی سے باہر نکلے

"تھینک گاڈ تم آگئی--- مجھے لگا تم ہمیشہ کی طرح اس بار بھی نہیں آؤ گی"--- عقیدت کو فارم ہاؤس کے خوبصورتی سے سجے لان میں داخل ہوتے دیکھ ولیم نے آگے بڑھتے پرجوش لہجے میں کہا تو عقیدت نے ایک سنجیدہ نگاہ ولیم کے خوشی سے چمکتے چہرے پر ڈال کر بنا جواب دیے قدم آگے بڑھائے

"اگر اس خان کے یہاں ہونے پر شک نا ہوتا تو۔۔تمہارے جنازے پر بھی نا آتی"--- آگے بڑھتے بڑبڑا کر کہا تو ساتھ چلتے ولیم نے چونک کر عقیدت کی جانب دیکھا

ٹیبل کے قریب جاتے عقیدت نے اردگرد نگاہ دوڑائی جہاں اسے کوئی مرد نا دیکھا--- گارڈز تھے بھی تو کافی فاصلے پر۔۔اور جو عقیدت نے بات شدت سے نوٹ کی تھی کہ وہ عقیدت کے وہاں آنے پر رخ بدل چکے تھے۔۔ولیم کے علاوہ وہاں کوئی اور مرد نہیں تھا۔۔حالانکہ اس نے انویٹیشن لسٹ دیکھی تھی۔۔اس میں ولیم کے کافی دوستوں کے نام بھی شامل تھے اور یہ محظ اتفاق نہیں ہو سکتا تھا۔۔

Posted On Urdu Novel Book

تم کچھ کھا نہیں رہی--- ڈونٹس تو تمہارے فیورٹ نا------ ٹرائے تو کرو"---- عقیدت کو خاموشی سے بیٹھے دیکھ ولیم نے ڈونٹ عقیدت کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا تو عقیدت نے جبرا مسکراتے ہاتھ بڑھاتے ڈونٹ تھام لیا

وہ جب سے آئی تھی پرسوچ نظریں اردگرد گھماتی خاموشی سے ایک طرف بیٹھی تھی

جبکہ ولیم ہر دومنٹ بعد اپنے دوستوں کو چھوڑ کر عقیدت کے پاس آکر اس سے باتیں کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔جس پر عقیدت بس ہوں ہاں میں ہی جواب دے رہی تھی

"جیک لوگ پتہ نہیں کیوں نہیں پہنچے۔۔کال بھی نہیں اٹھا رہے"--- ولیم کی جھنجھلائی آواز پر عقیدت نے چونک کر اسے دیکھا---

دل و دماغ نے شدت سے اس سب کے پیچھے ضرغام خان کے ہونے کی گواہی دی

گہری سانس بھرتے سر جھٹکتے ڈونٹ کھاتے۔۔جوس کا گلاس لبوں سے لگایا جسے دیکھتے ولیم کی آنکھوں میں چمک اتری

موبائل کو پاکٹ کی جیب میں ڈالتے وہ مکمل عقیدت کی جانب متوجہ ہوا

بلیک شرٹ کے ساتھ گرے پینٹ کوٹ پہنے۔۔سیاہ گھنے بالوں کو جیل سے سیٹ کیے--- گرے گہری آنکھوں میں چمک لیے عقیدت شاہ کو محبت پاش نظروں سے دیکھتا وہ دوسری جانب کیمرے میں یہ منظر دیکھتے ضرغام خان کو آگ لگا گیا تھا

Posted On Urdu Novel Book

جبکہ جوس کا گلاس لبوں سے لگائے عقیدت کی آنکھیں چمکیں تھیں۔۔۔وہ اتنی بیوقوف نہیں تھی کہ کوئی اس کے کھانے میں کچھ ملائے اور اسے پتہ بھی نا چلے

وہ یہ گلاس ولیم کے سر پر مار کر اس کا سر بھی پھاڑ سکتی تھی۔۔لیکن اس وقت سب سے ضروری ضرغام خان کا سامنے آنا تھا۔۔۔اور عقیدت تو ضرغام خان کی رگ رگ سے واقف تھی وہ جانتی تھی کہ اس کی کمزوری کیا ہے----

یہ صرف عقیدت شاہ ہی کر سکتی تھی کہ وہ ضرغام خان کو اس کی مرضی کے خلاف چلا سکے۔ وہ سامنے نہیں آرہا تھا اور عقیدت کو پتہ تھا کہ وہ کیسے سامنے آسکتا ہے۔

گھومتے سر کو محسوس کرتے عقیدت کے گلابی ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ رینگ گئی

گردن موڑتے دائیں جانب خود کو ٹکٹکی باندھے دیکھتے ولیم کو دیکھا

"مجھے ریسٹ روم جانا ہے"---- ولیم کی جانب جھکتے سرگوشی نما لہجے میں کہا تو ولیم کی جیسے مراد بھر آئی ہو جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھتے عقیدت کو آگے چلنے کا اشارہ کرتے وہ اس کے ہمراہ اندرونی حصے کی جانب بڑھے

جبکہ ولیم نے آگے بڑھتے ڈی جے کو میوزک کی آواز تیز کرنے کا اشارہ کیا جس پر ڈی جے نے مسکراتے سر اثبات میں ہلایا

Posted On Urdu Novel Book

ولیم کمرے کے دروازے کے باہر عقیدت کو چھوڑتا خود پلٹ گیا تھا

ولیم کی چالاکی پر عقیدت نے سر جھٹکتے قدم اندر بڑھائے

وہ اسے پسند کرتا تھا اس بات کا عقیدت کو اندازہ تھا۔۔لیکن وہ اس حد تک گر جائے گا یہ بات جان کر افسوس تو ہوا تھا۔۔لیکن یہ افسوس ضرغام خان کی موجودگی کو جان کر ہوا میں معلق ہو گیا تھا

کمرے میں داخل ہو کر اردگرد نگاہ دوڑاتے عقیدت نے اپنے چکراتے سر کو تھامتے بامشکل قدم بیڈ کی جانب بڑھائے

بیڈ پر بچھی سلک کی سرخ شیٹ دیکھ عقیدت نے بامشکل اپنا قہقہہ ضبط کیا اور اوندھے منہ بیڈ پر گرنے کے انداز میں گر گئی

ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ کمرے کا دروازا کھلنے کی آواز آئی جس پر عقیدت نے اپنی بند ہوتی آنکھوں کو بامشکل کھولنے کی کوشش کی مگر نشہ اس قدر دماغ پر حاوی ہو گیا تھا کہ اب لمحے کے لیے آنکھیں کھولنا محال تھا۔۔تبھی آنکھیں بند ہوتی چلی گئیں ہوش و حواس گم ہونے سے پہلے سرگوشی نما آواز میں ضرغام خان کا نام لبوں سے جدا ہوا تو کمرے میں ولیم کی آواز گونجی

Posted On Urdu Novel Book

"آج میں ہمیشہ کے لیے تمہیں اپنا بنا لوں گا۔۔پھر تمہیں مجھے قبول کرنا ہی پڑے گا۔ تم عقیدت سے میری ایمیلیا بنو گی۔۔صرف و صرف میری"۔۔عقیدت کو کندھوں سے تھام کر سیدھے کرتے۔۔بھاری لہجے میں سرگوشی کی تو کمرے کی جانب آتے ضرغام خان نے بلو ٹوتھ سے گونجتی اس آواز پر سختی سے مٹھیاں بھینچتے--- قدموں میں تیزی پیدا کی

"تمہارا نام چاہے پہلے کسی کے ساتھ جڑا ہے۔۔لیکن تمہارا وجود اور تمہاری روح مجھ سے"۔ -- ابھی وہ اپنی بات مکمل کرتا کہ دھاڑ کی آواز سے دروازا کھلا تو ولیم جھٹکے سے عقیدت سے پیچھے ہٹتا پلٹا

مگر ابھی وہ کچھ سمجھتا کہ ضرغام خان چیل کر طرح اس پر جھپٹ چکا تھا۔

پہلا منظر جو ضرغام خان کی آنکھوں کے پردے سے سامنے لہرایا تھا وہ تھا ولیم کا عقیدت۔۔ کے کندھوں کو چھوڑنا۔۔اسی کیے ولیم کے ہاتھ کی انگلیوں میں انگلیاں اڑستا وہ انہیں پیچھے کی جانب موڑتا جھٹکے سے توڑ چکا تھا۔۔کمرے کی خاموش فضا میں انگلیاں ٹوٹنے کی آواز کے ساتھ ولیم کی دردناک چیخیں گونجیں

جبکہ ضرغام خان نے خون چھلکاتی نظروں سے ولیم کے درد بھرے چہرے کو دیکھتے اس کے چہرے پر بے دریغ مکوں کے وار کرتے گردن اور بازو سے پکڑتے۔۔بنا ولیم کو کچھ بھی بولنے

Posted On Urdu Novel Book

کا موقع دیے شیشے کی میز پر مارا کے کمرے میں دھماکہ کی آواز سا کانوں کو چیرتا ارتعاش پیدا ہوا

"بیوی ہے میری---بیوی---صرف نام سے ہی نہیں جڑی---میرے وجود کا حصہ اور میری روح سے وابستہ ہے"--- خون سے لت پت ولیم کو بازوؤں سے تھام کر اٹھاتے دیوار کے ساتھ مارتے دھاڑتے ہوئے کہا تو کمرے میں داخل ہوتے ضرغام خان کے خاص ملازم نے آگے بڑھتے ضرغام خان کو بامشکل روکنے کی کوشش کی

"سردار رک جائیں---مر جائیں گا یہ---آپ مالکن کو لے کر جائیں میں اسے دیکھ لوں گا"---- ضرغام خان کو پیچھے پشت سے تھامے التجائیہ لہجے میں کہا تو ضرغام خان نے جھٹکے سے پلٹتے اس شخص کی گردن دبوچی

"یہ شخص زندہ رہے مجھے گوارا نہیں ہے---ضرغام خان کی عزت پر بری نگاہ ڈالی تو ڈالی کیسے--- آنکھیں نوچ لوں گا میں اس کی"--- زخمی شیر سی دھاڑ کیے غراتے ہوئے کہا---اور نیچے جھک کر کانچ کا ٹکڑا اٹھاتے---ولیم کے بال مٹھی میں دبوچتے ابھی ضرغام شیشے کو اس کی آنکھوں میں دے مارتا کہ کمرے کی فضا میں عقیدت کی بے چین سی آواز گونجی جس پر پیچھے کھڑے شخص نے سکھ کا سانس لیا

Posted On Urdu Novel Book

"ضض۔۔ضر تت۔۔تم ہہ۔۔ہو نا"۔۔دونوں ہاتھ بیڈ پر ٹکاتے بامشکل آنکھیں کھولنے کی کوشش کرتے لڑکھڑاتے لہجے میں کہا تو ضرغام ولیم سے جھٹکے سے پڑے ہوا۔۔پیچھے ہوتے ہوتے بھی وہ ولیم کو بے دریغ ٹھوکریں رسید کر چکا تھا۔

غصے سے سرخ پڑتے چہرے پر بایاں ہاتھ پھیرتے--- پلٹ کر قہر بھری نظروں سے عقیدت شاہ کے وجود کو دیکھا--- جو بہکی بہکی نظروں سے ضرغام خان کو دیکھتی مسکرا رہی تھی---

"آپ جائیں سردار۔۔اور ہاتھ پر پٹی کر لیں۔۔خون بہہ رہا ہے"۔۔ولیم کے بے جان ہوتے وجود کو سیدھا کرتے۔۔اس شخص نے کہا تو ضرغام کی نظریں اپنے دائیں زخمی ہاتھ پر گئی سر جھٹکتے قدم عقیدت شاہ کی جانب بڑھائے

عقیدت کے وجود کو بانہوں میں بھرتے۔۔لمبے لمبے ڈنگ بھرتے وہ لمحے میں فارم ہاؤس کی حدود سے نکلتا چلا گیا

---

کمرے کی خاموش فضا میں گھڑی کی ٹک ٹک کی آواز ارتعاش پیدا کر رہی تھی---

بیڈ کی پائنتی پر ٹانگیں لٹکائیں۔۔سر جھکائے نظریں سفید فرش پر جمائے وہ رات نو بجے سے مسلسل ایک ہی پوزیشن میں بیٹھا تھا۔۔جبکہ اب رات کے دو بج رہے تھے---

Posted On Urdu Novel Book

عقیدت کو لیے وہ ہوٹل میں اپنے روم میں آیا تھا۔۔وہ تب سے ہوش و خرد سے بیگانہ نیند کی وادیوں میں گم تھی جبکہ ضرغام خان کی سوچیں ماضی سے حال اور حال سے مسقبل میں الجھی ہوئی تھیں۔

تبھی اپنے پیچھے لیٹے وجود میں حرکت محسوس کرتے ضرغام خان نے اپنی جلتی آنکھوں کو لمحے کے لیے بند کر کہ کھولا

اپنے بھاری سر کو انگلیوں کے پوروں سے دباتے عقیدت نے مندی مندی آنکھیں کھول کر کمرے کا جائزہ لینا چاہا--- نظریں دائیں جانب سے ہوتی بائیں جانب اپنے قریب بیڈ پر پیٹھ کیے بیٹھے شخص کو دیکھتے دماغ میں جھماکا سا ہوا--- شام کے منظر کسی فلم کی طرح آنکھوں کے پردے پر لہرائیں تو عقیدت نے سختی سے ہونٹ بھینچے--- کہنیوں کے بل اوپر ہوتے کمر بیڈ کراؤن سے ٹکائی

کمرے کے گھپ اندھیرے میں صرف نائٹ بلب کی ہلکی سی روشنی پھیلی ہوئی تھی جسے دیکھتے عقیدت نے نظریں گھما کر ضرغام خان کی چوڑی پشت کو دیکھا---

ہونٹوں کو دانتوں تلے کچلتے--- کھسک کر درمیان میں موجود تھوڑے فاصلے کو ختم کیا۔

Posted On Urdu Novel Book
"تمہیں کیوں لگا کہ تم مجھ پر نظر رکھو گے اور مجھے معلوم بھی نہیں ہو گا"---- سر ضرغام خان کی پشت پر بائیں جانب ٹکاتے--- اپنا بایاں ہاتھ ضرغام کی گردن کے گرد لپیٹتے—بھاری لہجے میں کہا تو ضرغام خان نے بنا کوئی جواب دیے سر ہنوز جھکائے رکھا

"میری فکر ہے تمہیں"---- ہونٹ ضرغام خان کی شرٹ کے کالر کے قریب گردن پر رکھتے سوالیہ لہجے میں استفسار کیا مگر اپنی ہر بات پر ضرغام خان کی خاموشی محسوس کرتے سختی سے ہونٹ بھینچتے—اپنا حصار تنگ کیا

"میرے بابا قاتل نہیں ہیں—میں یہ ثابت کردوں گی"--- ناک ضرغام کی گردن پر ٹریس کرتے مدھم لہجے میں سرگوشی کی تو اس بات پر ضرغام خان کا ضبط پل میں جواب دے گیا دایاں ہاتھ پیچھے کرتے—عقیدت کے بال اپنی مٹھی میں دبوچ چہرہ آگے کو کیا تو عقیدت کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی جیسے وہ جانتی تھی کہ وہ اس بات پر ضرور ردعمل ظاہر کرے گا—

"تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی عقیدت شاہ کے نمائش کا سامان بن کر اس گھٹیا شخص کے سامنے جانے کی"---- عقیدت کی سرد سانسوں میں سانس لیتے دبے دبے لہجے میں چلا کر کہا تو عقیدت نے زخمی نظروں سے ضرغام خان کو دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

"جن عورتیں کے شوہر ان کی حفاظت نہیں کرتے__انہیں کسی کے کہنے پر چھوڑ دیتے ہیں__ وہ عورتیں دوسروں کے لیے نا صرف نمائش کا سامان ہوتی ہیں بلکہ عیاشی"--- سرد و سپاٹ لہجے میں ابھی وہ اپنی بات مکمل کرتی کہ ضرغام خان نے عقیدت کا جبڑہ اپنی آہنی گرفت میں لیتے__چہرہ اپنے چہرے کے قریب تر کیا

"ڈونٹ یو ڈئیر--- ڈونٹ--- ورنہ جو میں کروں گا نتائج کی زمہ دار تم ہو گی--- تم پر اپنی حفاظت کے پہرے اتنے تنگ کردوں گا عقیدت ضرغام خان کے سانس لینا بھی مشکل ہو جائے گا--- میری حفاظت سے بھی پناہ مانگو گی----- عقیدت کی سرخ ڈوروں سے مزین آنکھوں میں نیلی خون چھلکاتی آنکھیں گاڑھے سرد و سپاٹ لہجے میں کہتے جھٹکے سے عقیدت کا جبڑہ چھوڑتے اٹھ کر جانا چاہا تو عقیدت نے لپک کر ضرغام خان کا بازو تھامتے جھٹکے سے اسے واپس بیڈ پر بٹھاتے__خود آگے بڑھ کر ضرغام کی گود میں بیٹھتے اپنے دونوں بازو سختی سے ضرغام خان کی گردن کے گرد حائل کیے

جس پر ایک لمحے کو ضرغام خان نے حیرت سے عقیدت کے غصے سے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھتے لمحے میں اپنی حیرت پر قابو پایا

"کیا بتمیزی ہے یہ--- ہٹو پیچھے"--- عقیدت کے بازو اپنی گردن سے ہٹانے کی کوشش کرتے سخت لہجے میں کہا تو عقیدت نے آبرو آچکا کر ضرغام خان کے جھنجھلائے چہرے کو

Posted On Urdu Novel Book

دیکھتے۔۔بنا ضرغام کو سمجھنے کا موقع دیے۔۔ضرغام کے چہرے پر جھکتے اپنے ہونٹ ضرغام خان کے دائیں گال پر ثبت کیے

ضرغام خان کے حرکت کرتے ہاتھ پل میں ساکت ہوئے تھے--- گھڑی کی چلتی سوئیاں جیسے وہیں ساکن ہوگئی تھی۔۔لمحے جیسے وہی تھم گئے تھے۔۔ساکت آنکھوں میں حرکت پیدا ہوئی تو ضرغام خان نے نظریں نیچے کئے عقیدت شاہ کو دیکھا۔۔جو اپنے نازک پنکھڑیوں سے ہونٹ ضرغام خان کے گال پر رکھے آنکھیں موندے ہوئی تھیں۔

دل نے شدت سے چاہا تھا کہ وقت ہمیشہ کے لیے یہی رک جائے۔۔مگر پہلے کبھی دل کی مانی تھی جو آج مان کر عقیدت شاہ کے آگے جھک جاتا---

"آئی ریلی ریلی نیڈ یو ضرغام--- پلیز ڈونٹ لیو می--- آئی کانٹ لیو"--- نم لہجے میں کہتے ہونٹ ضرغام خان کے ہونٹوں کے قریب ثبت کیے تو ضرغام خان نے گہری سانس بھرتے اپنے دھڑکتے دل کو قابو کرتے جھٹکے سے عقیدت کو خود سے دور کرتے بازو سے تھام کر بیڈ پر پٹکا

"دوبارا ایسی گھٹیا حرکت کی تو جان لے لوں گا۔۔دور رہو مجھ سے"---- انگلی اٹھائے سرد و سپاٹ لہجے میں کہتے۔۔پلٹ کر رخ کبرڈ کی جانب کیا تو عقیدت جھٹکے سے اٹھتی ضرغام خان کے سامنے آکر کھڑی ہوئی

"گھٹیا حرکت۔۔کیا گھٹیا پن تھا اس میں--- شوہر ہو میرے۔۔اپنے ہوش و حواس میں بیوی قبول کیا ہے مجھے۔۔حق ہے میرا۔۔تم ہوگے ضرغام خان کسی زبان یا قسم کے پابند میں نہیں ہوں--- اگر میں ابھی اپنا حق مانگو تو تم پر فرض ہے میرا حق دو۔۔ورنہ اپنا حق چھیننا بہت اچھے سے آتا ہے مجھے"--- ضرغام خان کے سامنے کھڑے ہوتے دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تو ضرغام خان نے خاموش مگر گہری نظروں سے عقیدت شاہ کے ہوش ربا سراپے کو دیکھا

جوڑے میں بندھے بال اس وقت کندھوں اور کمر پر بے ترتیبی سے بکھرے ہوئے تھے۔۔ سبز آنکھیں نیند کا خمار لیے ہوئی تھی--- سفید رنگت میں گھلتی سرخیاں دیکھ ضرغام خان نے دو قدم کے فاصلے کو سمیٹتے عقیدت کی کمر کے گرد بازو لپیٹتے۔۔اسے جھٹکے سے قریب کرتے کبرڈ کے بند دروازے سے لگایا

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔ www.kitabnagri.xyz

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

Posted On Urdu Novel Book

"میری نظر میں یہ حرکت گھٹیا ہی تھی۔۔اگر تم حق سمجھ رہی ہو تو میں اس حق سے انکار کرتا ہوں--- چھین سکتی ہو تو چھینو۔۔میں بھی دیکھو عقیدت شاہ کیسے اپنا یہ حق چھینتی ہے"----- عقیدت کی شہہ رگ پر انگھوٹھا پھیرتے تمسخر بھرے لہجے میں کہا تو عقیدت نے سنجیدہ نظروں سے ضرغام خان کو دیکھتے

پہلو میں گرے ہاتھوں کو اٹھاتے ضرغام خان کے کالر کو تھامتے---جھٹکا دے کر چہرہ اپنے قریب کیا۔

جس پر ضرغام خان نے جزبات سے عاری نظروں سے عقیدت شاہ کے سپاٹ چہرے کو دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

جبکہ دل میں اس وقت حشر برپا تھا۔۔سچ تو یہ تھا کہ وہ چاہتا تھا کہ عقیدت اسے سمیٹ لے۔۔ضرغام خان کو اپنا آپ ہارتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔اس تنہا سفر نے بہت تھکا دیا تھا۔۔اب وہ سکون چاہتا تھا اور وہ سکون صرف عقیدت شاہ کے وجود میں تھا۔۔وہ قسم میں بندھا تھا۔۔اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ عقیدت یہ محبت میں نہیں۔۔بلکہ ضرغام خان کو بہکا کر اس کی قسم توڑنے پر مجبور کرنے کے لیے کر رہی ہے۔۔وہ جانتا تھا کہ اگر وہ قسم نا دیتا اور عقیدت کی جانب قدم بڑھاتا تو شاید وہ اسے دھتکار دیتی--- اپنی سب سوچو کو پس پشت ڈالتا وہ اس وقت صرف عقیدت کو محسوس کرنا چاہتا تھا۔۔اس لمس میں کھو کر سب تکلیفوں کو بھول جانا چاہتا تھا

کہ تبھی عقیدت نے ضرغام خان کی دہکتی سانسوں میں سانس لیتے۔۔اپنے ہونٹ ضرغام خان کے عنابی ہونٹوں پر ثبت کیے۔۔تو سکون کی ایک لہر ضرغام خان کو اپنے رگ و پے میں سرائیت کرتی محسوس ہوئی

دونوں ہاتھ کبرڈ کے دروازے سے ٹکائے۔۔چہرہ عقیدت کے چہرے پر جھکاتے ضرغام خان نے سکون سے آنکھیں موند لیں

اپنے ہونٹوں پر عقیدت کی شدتوں کو برداشت کرتے ضرغام خان کے چہرے پر دلکش مسکراہٹ رینگ گئی

Posted On Urdu Novel Book

غصے سے سرخ پڑتی آنکھوں کو کھولتے عقیدت نے گھور کر ضرغام کی بند آنکھوں کو دیکھتے اپنے دانت ضرغام کے ہونٹوں پر گاڑھے تو ضرغام خان نے آنکھیں کھولتے تنبیہہ کرتی نظروں سے عقیدت کو دیکھا جو کندھے اچکاتی پوری شدت سے ضرغام خان کی سانسوں میں اپنی سانسیں الجھا چکی تھی۔۔وہ اسے بے بس کرنا چاہتی تھی مگر وہ خاموشی سے سر جھکائے کبھی عقیدت کے شدت بھرے لمس کے ساتھ دانتوں کے دباؤ کو اپنے ہونٹوں پر محسوس کر رہا تھا اور کبھی اپنے گالوں اور ناک پر۔

ضرغام خان پر کچھ اثر ہوتے نا دیکھ عقیدت نے اپنی بکھرتی سانسوں کے محسوس کرتے۔۔ سر پیچھے کبرڈ سے ٹکایا تو ضرغام خان نے خمار آلود نظروں سے عقیدت کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھا۔۔۔

انگھوٹے کی پشت سے ہونٹوں سے نکلتے خون کو صاف کرتے۔۔۔

عقیدت کی تیز چلتی سانسوں میں جھک کر گہری سانس لی تو عقیدت نے جھٹکے سے آنکھیں کھولیں ضرغام خان کو خود کی جانب طنزیہ نظروں سے دیکھنے پر عقیدت نے بے بس ہوتے اپنے نازک ہاتھ کے مکے ضرغام خان کے سینے پر مارنا شروع کر دیے

"ایسے چھینو گی اپنا حق۔۔۔ ایسے کمزور پر کر۔۔۔ یہ دنیا بہت ظالم ہے عقیدت شاہ۔۔۔ اپنے حق کے لیے جان کی بازی تک لگانی پڑتی ہیں۔۔ایڑیاں تک رگڑنی پڑتی ہیں۔۔۔ پھر جا کر

Posted On Urdu Novel Book

شاید آپ کو حق ملنے کی صرف امید حاصل ہو۔۔۔اگر یہ سب نہیں تو مظلوم بننے کی بجائے ظالم بن جاؤ۔۔۔کچھ وقت کے لیے حق کو بھول کر حق تلفی کرنے والے کا مقابلہ کرنے کی خود میں ہمت پیدا کرو۔۔۔ جب تم اس قابل ہو جاؤ گے ظالم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑے ہو سکو۔۔۔اس کے وار کا مقابلہ کر سکو۔۔۔تب اپنے حق کو یاد کرنا۔۔۔تب اس کا مطالبہ کرنا۔۔۔اور نا ملنے پر بھی لینا"۔۔۔ عقیدت کے کندھوں کو اپنے ہاتھوں میں جکڑے سرد و سپاٹ لہجے میں کہتے جھٹکے سے عقیدت کو پیچھے کرتے۔۔۔ قدم صوفے کی جانب بڑھائے

"اگر مضبوط ہوتے ہوتے میں پتھر ہوگئی تو"۔۔۔ ضرغام خان کے سامنے ٹیبل پر بیٹھتے پر سوچ لہجے میں استفسار کیا تو عقیدت شاہ کے پل میں مرجھائے چہرے کو دیکھ ضرغام خان نے جبڑے بھینچتے چہرے کا رخ بدلا

وہ اسی وجہ سے تو دور تھا۔۔۔وہ چاہتا تھا کہ وہ مضبوط ہو جائے اگر وہ حویلی آئے تو اس میں اتنی ہمت ہو کہ وہ ضرغام خان کی غیر موجودگی میں بھی سب کا مقابلہ کر سکے۔۔۔نا کہ ہار تسلیم کر کہ خود کو دوسروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دے

"پتھروں سے بھی چشمے پھوٹ پڑتے ہیں"۔۔۔ سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ٹانگ پر ٹانگ رکھتے۔۔۔دائیں ہاتھ کی مٹھی بناتے اور کھولتے اپنی دلی کیفیت پر قابو پانے کی کوشش کی

Posted On Urdu Novel Book

نظریں عقیدت شاہ کے چہرے کے علاوہ کمرے کی ہر بے معنی چیز کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں

"اور اگر موم سے پتھر بننے کے سفر میں۔۔۔تم مجھ سے کھو گئے۔۔۔یا میں تمہیں بہت پیچھے انسانوں کی دنیا میں چھوڑتی پتھروں کی دنیا میں آگے بڑھ گئی پھر--- اتنا آگے کہ تم بہت پیچھے چھوٹ جاؤں یاد کرلے پر بھی یاد نا آؤ۔۔۔تمہارا یہ چہرہ--- یہ آنکھیں۔۔۔یہ ہونٹ اگر یہ سب نقش میرے دل و دماغ سے پتھر بننے کی شرط پر مٹا دیے جائیں تو تب میں کیا کروں ضرغام--- بھول جاؤں تمہیں"---- ضرغام خان کے چہرے کو انگلیوں کے پوروں سے چھوتے نم لہجے میں کہا تو ضرغام خان کے گلے میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی

"تم میری ہو عقیدت شاہ--- اس خان کی بیوی۔۔۔تم چٹان بنو یا پتھر۔۔۔میں موم کرنا جانتا ہوں۔۔۔لا کبھی یہ آنکھیں تمہیں بھولیں گی پتہ ہے کیوں--- کیونکہ دنیا میں سب سے زیادہ نفرت تمہیں اپنے لیے انہی آنکھوں میں دیکھنے کو ملے گی۔۔۔کسی کی آنکھوں میں پیار دیکھنے لگو گی تو یہ نفرت بھری آنکھیں یاد آئیں گی اور تمہیں خود سے نفرت ہو جائے گی۔۔۔ یہ ہونٹ بھی نہیں بھولے گے کیونکہ سب سے زہر بھرے الفاظ انہی ہونٹوں سے تمہیں سننے کو ملیں گے--- ان ہونٹوں سے ادا ہوئے ہر لفظ میں تمہارے لیے نفرت ہے اور یہ چہرہ جب بھی آئینہ دیکھو گی تو یاد آئے گا کہ کس حقارت سے تم سے چہرہ پھیرا تھا تمہارے

Posted On Urdu Novel Book

شوہر نے"--- عقیدت کی بالوں کی لٹوں کو انگلیوں پر لپیٹتے__سادہ لہجے میں کہتا وہ عقیدت کا دل پاش پاش کر چکا تھا_

آنکھوں میں بے یقینی لیے عقیدت شاہ نے ساکت نظروں سے ضرغام خان کے پرسکون نظر آتے چہرے کو دیکھا---

وہ جو یہ سمجھتی تھی کہ وہ بس اپنی زبان کی وجہ سے دور ہے لیکن ضرغام خان کے لفظوں میں اپنے لیے نفرت محسوس کرتے منہ کے بل گری تھی-

ہاں ٹھیک ہی تو کہہ رہا تھا__پہلے وہ شاید بھول جاتی لیکن اب وہ خود کو تو بھول سکتی تھی مگر اپنی ذات کو یو بے مول کر دینے والے شخص کو چاہ کر بھی نہیں بھول سکتی تھی-

اور تمہیں تو حق لینا نہیں آیا__میں بتاتا ہوں کیسے حق چھینا جاتا ہے__اور حق دشمن سے چھینا ہو تو کیسے چھینتے ہیں"__عقیدت کو کندھوں سے تھام کر اپنے قریب صوفے پر ہٹکتے--- اپنی سفید شرٹ کے بٹن کھول کر دور اچھالتے--- سرسراتے لہجے میں کہا تو عقیدت کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوتی محسوس ہوئی

ابھی وہ کچھ سمجھتی کہ ضرغام خان عقیدت کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں الجھا سر کہ اوپر لاک کر چکا تھا_

Posted On Urdu Novel Book

سپاٹ نظروں سے عقیدت کی بے یقینی لیے آنکھوں میں دیکھتے آنکھ ونک کرتے جھک کر اپنے لب عقیدت کے گال پر ثبت کرتے اپنے دانت گاڑھے تو تکلیف سے عقیدت نے سختی سے اپنی آنکھیں میچی

کندھے سے اپنی شرٹ کھسکتی محسوس کر کہ کئ آنسوں پلکوں کی باڑ توڑتے کنپٹی میں جذب ہونے لگے۔

یہی عمل دوسرے گال پر دہراتے--- دائیں ہاتھ سے شرٹ اوپر سرکاتے--- ہاتھ کی پشت عقیدت کے پیٹ پر پھیری تو ضرغام خان کی اس حرکت پر عقیدت نے تڑپ کر خود کو چھڑوانا چاہا

"ہششش۔۔ڈونٹ موو۔۔ابھی تو بس حق چھیننے کا طریقہ بتا رہا ہوں--- چھین تھوڑی رہا ہوں--- اور جاتے جاتے تمہاری روح میں اپنے لمس کے نشان بھی تو چھوڑ کر جانے ہیں۔۔ تاکہ پتھر بنو یا جو بھی یہ نشانات تمہیں تمہاری پہچان یاد کرواتے رہے"۔۔کان کی لو دانتوں تلے دباتے۔۔اپنے دونوں ہاتھ کمر پر سختی سے لپیٹے تو ضرغام خان کے گرم ہاتھوں کی تپش سے عقیدت کو اپنی جلد جھلستی محسوس ہوئی

عقیدت کی آنکھوں کو ہونٹوں سے چھوتے۔۔اپنے ہونٹ عقیدت کے ہونٹوں پر ثبت کرتے شدت سے عقیدت کی مدھم چلتی سانسوں میں اپنی سانسیں الجھائیں۔۔عقیدت کی جان تو

Posted On Urdu Novel Book

تب ہوا ہوئی جب ضرغام خان کے ہاتھوں کو پیٹ سے اوپر کی جانب بڑھتے محسوس کیا---
ہونٹوں پر ضرغام خان کے دانتوں کو محسوس کرتے وہ اچھی طرح سمجھ گئی تھی کہ وہ اپنا بدلہ پورا کر رہا ہے۔

"اگر شوہر ہونے کا مان نہیں دے سکتے تو مجھ سے میرا مان بھی نا چھینو۔۔مجھے مارنا ہی ہے تو ویسے مارو۔۔بے ابرو کر کہ جیتے جی نہیں"---- عقیدت کی گردن پر رقص کرتے ضرغام خان کے لب عقیدت کے سرد و سپاٹ لہجے پر رکے تھے۔۔لمحے کے لیے ہاتھوں کی حرکت تھمی تھی۔۔ہونٹ بھینچتے۔۔جھٹکے سے پیچھے ہوتے عقیدت کو بازو سے تھام کر اپنے روبرو کیا

"کیا ثابت کرنا چاہتی ہو تم اپنے ان باتوں سے۔۔لٹیرا لگ رہا ہوں جو یہ بکواس کر رہی ہو۔۔ کوئی کچھ بھی کریں تو کوئی فرق نہیں پڑتا--- ماں جی داجی یا تم--- تم سب اپنے دل کی کرو اور اگر ضرغام خان کر لے تو وہ برا بدکردار نافرمان دشمن کی بیٹی سے عشق کیا تو خون سفید--- تم سب کا حق ہے مجھ پر۔۔تو میرا حق کس پر ہے۔۔تم سب کو مجھ سے جڑے آپنے رشتے کے حقوق چاہیے--- تو میرے حقوق کا کیا عقیدت"--- ٹیبل کو ٹھوکر مارتے۔۔ دھاڑتے ہوئے کہا تو عقیدت بے ساختہ اپنی جگہ سے اچھل کر صوفے کی پشت سے جڑ گئی عقیدت کی جانب پیٹھ کر کہ کھڑا ہوتے--- چاکلیٹ براؤن بالوں کو مٹھیوں میں دبوچ کر گہری سانس بھرتے خود کو پرسکون کرنے کی کوشش کی---

Urdu Novel Book

Posted On Urdu Novel Book

جذبات پر قابو پاتے آگے بڑھ کر اپنی شرٹ اٹھا کر پہنتے رخ عقیدت کی جانب کیا جو دونوں پاؤں اوپر کیے--- اور ٹانگوں کے گرد بازو لپیٹے بیٹھی تھی۔۔چہرہ آنسوؤں سے تر تھا جسے دیکھتے ضرغام خان نے سر جھٹکتے بیڈ کی جانب بڑھائے

تکیے کے قریب پڑی اپنی اجرک کو اٹھاتے عقیدت کے قریب آتے بازو سے تھام کر اپنے روبرو کھڑا کیا

تو نظریں عقیدت کے گالوں پر موجود نشانات سے ہوتی سرخ گردن پر آئی جہاں جابجا لو بائٹس بنے ہوئے تھے۔۔نشانوں کو انگھوٹے کے پوروں سے چھوتے جھک کر نرمی سے اپنے لب وہاں رکھیں تو عقیدت کی سسکی روم کی فضا میں گونجی

"مجھے تم سے محبت نہیں ہے عقیدت--- میں تم سے محبت کر ہی نہیں سکتا۔۔تمہارے قریب آنا تمہاری حفاظت کرنا میری مجبوری ہے۔۔کیونکہ تمہارے نام کے ساتھ میرا نام جڑا ہے۔۔تمہاری وجہ سے کسی بھی طرح کی ذلت برداشت نہیں کر سکتا۔۔اور یہ جو بھی میں نے کیا اپنا حق سمجھ کے کیا ہے----بیوی ہو میری اپنی ضرورت تم سے پوری کرنا چاہو تو تم روک نہیں سکتی مجھے--- ضرورت اور دشمنی سے بڑھ کر تم سے کوئی رشتہ نہیں رکھ سکتا"--- اجرک عقیدت کے گرد لپیٹتے۔۔سپاٹ لہجے میں کہا تو عقیدت کے ہونٹوں پر زخمی مسکراہٹ رینگ گئی

Posted On Urdu Novel Book

"اگر تم مجھے اپنے گاؤں کی ستی ساوتری لڑکیوں جیسا سمجھ رہے ہو جنہیں جو شوہر کہہ دیں گے اور وہ آنکھیں بند کر کہ یقین کر لیں گی۔۔یا جو وہ دکھانا چاہے گے اسے حقیقت سمجھ لیں گی تو تمہیں بتا دوں میں عقیدت شاہ ہوں چیل سی نگاہ رکھنے والی۔۔منظر کے پس منظر کو دیکھنے والی--- اور یہ جو تم نے کیا تمہیں لگ رہا تم یہ کر کہ مجھے میری نظروں میں گراؤ گے یا اور کچھ تو ایسا کچھ نہیں ہونے والا--- یہاں اس سے بڑھ کر حق تو لڑکیاں انجان مردوں کو دے دیتی ہیں تم تو پھر شوہر ہو۔۔اور راز کی بات بتاؤں"---- اجرک اچھے سے لپیٹتے۔۔سنجیدہ لہجے میں کہتے آخر میں ضرغام خان کی جانب جھکتے آبرو آچکائی تو ضرغام خان نے مٹھیاں بھینچتے گھور کر عقیدت کو دیکھا

"وہ کہہ نہیں رہے تھے--- مگر جانتے تھے ایک دوسرے کو تکلیف و دکھ سے بچانے کے لیے لفظوں کی مار مار رہے ہیں۔۔سب جھوٹ تھا۔۔اگر سچ تھا تو وہ جو آنکھوں میں نظر آتی نفرت کی دیوار پیچھے کھڑا سسک رہا تھا۔۔ جو ہچکولے بھرتا آنسوؤں میں بہہ گیا تھا--"

"آئی لو اٹ--- ایسی جنونی اور شدت بھری محبت ہی پسند ہے مجھے۔۔" سرگوشی نما لہجے میں کہتے آنکھ ونک کرتے کھوکھلا سا قہقہہ لگایا تو عقیدت کی نم آنکھوں اور لہجے میں چھپے کرب کو محسوس کرتے-- ضرغام خان نے سختی سے جبڑے بھینچے-- خون آشام نظروں سے عقیدت کو دیکھتے آگے بڑھ کر عقیدت کو اپنے کندھے پر اٹھاتے قدم کمرے کے باہر بڑھائے

Posted On Urdu Novel Book

عقیدت کو حدائق شاہ کے گھر کے باہر چھوڑتے وہ پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے عقیدت کی آنکھوں سے اوجھل ہو گیا تھا

عقیدت پر ضرغام کی نگاہ ہر وقت تھی لیکن عقیدت کو دیکھنا چھوڑ دیا تھا

وہ جتنا اسے توڑ کر خود سے بدگمان کرنے کی کوشش کرتا تھا وہ اتنی باغی ہوتی اسے جھٹلاتی تھی اسی لیے ضرغام خان نے عقیدت کے سامنے کبھی نا جانے کا عہد کر لیا تھا۔

جبکہ عقیدت نے خود کو سچ میں پتھر کر لیا تھا۔۔اور ضرغام خان کے کہہ مطابق وہ واقع اسے نہیں بھلا سکی۔۔ان کی آنکھوں کی نفرت بھی ہونٹوں سے ادا ہوئے زہر بھرے الفاظ حقارت سے منہ پھیرنا سب ہی تو راتوں کو ناگ کی ڈستے رہے تھے

دل گواہی دیتا تھا کہ وہ جھوٹ کہہ کر گیا ہے لیکن دماغ نے اس اذیت سے نا نکلنے کے لیے ان سب باتوں کو سچ مان لیا تھا۔

---

کیسے شاہ ہو تم لوگ--- ایک بندے کا بھی بدلہ نہیں لے سکے--- اب تو وہ ضرغام خان بھی یہاں نہیں ہے۔۔اور اسے مارنے سے لاکھ گنا بہتر چھوٹے خان کو مارنا ہے۔۔جیتے جی نا مر گیا وہ سردار تو کہنا"---- کانوں میں دوسرے گاؤں کے سردار کے الفاظ گونجے تو بالاج شاہ کی پسٹل پر گرفت سخت ہوئی

Posted On Urdu Novel Book

نشانہ سامنے گراؤنڈ میں لڑکوں کے ساتھ کرکٹ کھیلتے ارمغان خان کے سینے کا لیتے۔۔بالاج شاہ نے سختی سے اپنے جبڑے بھینچے۔

لالا۔۔۔ باج لالا۔۔۔ چیچی ڈے ڈو

باج اوتھاؤ۔۔لالا بھوت لدی ہے۔۔۔۔ ٹریگر پر گرفت سخت کرتے کانوں میں ارمغان خان کی قلقاریاں گونجیں تو بچپن کے خوبصورت مناظر آنکھوں کے پردے پر لہراتے بالاج شاہ کی سیاہ گہری آنکھوں کو نم کر گئے

ہاں وہ نہیں مار سکتا تھا ارمغان خان کو۔۔۔ وہ آج بھی دل بن کر دھڑکتا تھا ان کے دلوں میں۔۔۔ یہ الگ بات تھی اب انہوں نے ان دھڑکنوں کو سننا بند کر دیا تھا۔۔لیکن بالاج شاہ اتنا تو جانتا تھا کہ وہ ارمغان خان کے لیے کسی کی جان لے تو سکتا ہے لیکن اس کی جان پر انچ بھی نہیں آنے دے سکتا۔۔"

پسٹل نیچے کرتے سامنے نظر آتے منظر کو دیکھا۔۔۔جہاں ارمغان خان کو جیتنے کی خوشی میں اس کے دوست کندھوں پر اٹھائے ہوئے تھے۔۔جس پر گراونڈ کی فضا میں ارمغان خان کے بلند و بانگ قہقہے گونج رہے تھے

Posted On Urdu Novel Book

"دیکھا کہا تھا نا کہ نہیں مار سکتے--- تم لوگوں میں اپنے مر جانے والوں پر رونے کا تو حوصلہ مگر بدلہ لینے کا جگرا نہیں--- شاہ ہو کر قائر__چیچ"--- اپنی پشت سے آتی آواز پر بالاج شاہ نے جھٹکے سے پلٹتے سردار ہشتم کو گردن سے پکڑتے گاڑی کے بند دروازے سے لگایا

"قائر نہیں ہوں--- سمجھے تم--- انصاف پسند ہوں--- جس میں اس معصوم کا کوئی قصور نہیں جس نے تب اپنے باپ کو کھو دیا جب وہ اس کی شفقت کو ابھی محسوس بھی نہیں کر پایا تھا__تو کس بات کا بدلہ لوں اس سے--- اور تم بھی یاد رکھنا--- اگر اسے کھروچ بھی آئی تو حشر برپا کر دوں گا__وہ بالاج شاہ کے ہاتھوں میں پلا ہے__اپنے ہاتھوں سے نوالے کھلائیں ہیں__اپنے کندھوں پر بٹھا کر کھلایا ہے__اولاد کی طرح عزیز ہے--- ضرغام خان سے کسی خلش کی وجہ سے ارمغان خان کو نشانہ بنایا تو یاد رکھنا ٹکڑے کر کہ کتوں کے آگے ڈال دوں گا"---- زخمی شیر سا دھاڑتے ایک ایک لفظ چبا کر کہتے جھٹکے سے سردار ہشتم کو سائیڈ پر دھکا دیتے__اپنی گاڑی میں بیٹھتے زن سے وہاں سے گاڑی بھگا لے گیا

"شٹ شٹ"--- اسٹیرنگ پر زور سے ہاتھ مارتے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں چلا کر کہا وہ کیسے اپنے دل میں چھپی محبت کو کسی غیر کے سامنے ظاہر کر سکتا تھا__وہ کیسے کمزور پر سکتا تھا__سیاہ آنکھیں پل میں وحشت زدہ ہوئی تھیں

__٠

Posted On Urdu Novel Book

غم و غصے سے پاگل ہوتا وہ شاہ حویلی داخل ہوا تھا۔سردار ہشتم کے سامنے اپنے کمزوری ظاہر کر کہ اب دل چاہ رہا تھا کہ خود کو شوٹ کر لے

وہ کیسے دشمن کے لیے دل میں نرم جذبات رکھ سکتا تھا۔نا مارنا الگ بات تھی وہ سردار ہشتم کو بھی دھمکی لگا آیا تھا کہ ارمغان خان پر اس کی وجہ سے انچ بھی آئی تو حشر برپا کر دے گا۔۔۔

اور خود پر رہ رہ کر غصہ آرہا تھا کہ اگر یہ بات ضرغام کو پتہ چلی تو وہ انہیں کمزور سمجھے گا۔ وہ سمجھے گا کہ شاہ آج بھی ان سے رشتہ نبھانا چاہتے ہیں۔

تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتے نظریں اپنے کمرے میں داخل ہوتی حوریہ شاہ کی پشت سے ٹکرائی تو غم و غصے۔بے بسی کی ایک لہر بالاج شاہ کو اپنے رگ و پے میں سرائیت کرتی محسوس ہوئی

تبھی جھٹکے سے پلٹ کر قدم حوریہ شاہ کے کمرے کی جانب بڑھائے

دھاڑ سے دروازا کھول کر اندر داخل ہوا تو

سٹڈی ٹیبل پر کتابیں سیٹ کرتی حوریہ ہڑبڑا کر پلٹی

اپنے سامنے کھڑے بالاج شاہ کی خون چھلکاتی آنکھیں دیکھ دل بری طرح دھڑکا تھا

جبکہ جان تو تب ہوا ہوئی جب بالاج شاہ نے پلٹ کر کمرے کا دروازا بند کیا

Posted On Urdu Novel Book

"کک—کیا ہوا ہے بالاج—دد-دروازا کک—کیوں بند کیا ہے"--- خشک پڑتے ہونٹوں کو تر کرتے کپکپاتے لہجے میں استفسار کیا جبکہ اپنی جانب بڑھتے بالاج شاہ کے قدموں کو دیکھتے قدم بے ساختہ پیچھے لیے

وہ ابھی مزید قدم پیچھے لیتی کہ بالاج شاہ چیل کی طرح اس پر جھپٹا

حوریہ کی بازوؤں کو اپنی سخت گرفت میں لیتے—جھٹکے سے دیوار سے لگایا

جس پر حوریہ کے ہونٹوں سے بے ساختہ چیخ نکلی

پھٹی پھٹی آنکھوں سے خود کو خونخوار نظروں سے گھورتے بالاج شاہ کو دیکھا---

بالاج شاہ کی سرخ خون چھلکاتی آنکھوں میں اپنے لیے نفرت دیکھ حوریہ کا دل دھک سے رہ گیا

"کیا وہ اس کی بیوقوفی کے بارے میں جان گیا تھا—مگر یہ بات تو صبغہ کے علاؤہ کوئی بھی نہیں جانتا تھا—اور حوریہ جانتی تھی صبغہ مر تو سکتی تھی مگر حوریہ شاہ کو دھوکہ نہیں دے سکتی تھی—مگر چند دن سے وہ بالاج شاہ کی آنکھوں میں اپنے لیے عجیب سی چمک دیکھ رہی تھی--- اس کا رویہ حوریہ سے پہلے سے بھی بہتر ہو گیا تھا—بالاج شاہ کی آنکھوں میں اسے محبت دکھی تھی—لیکن وہ اس محبت کو کوئی نام نہیں دے پائی تھی—وہ اسے بھی اپنی

Posted On Urdu Novel Book

آنکھوں کا دھوکہ سمجھ کر جھٹلا چکی تھی"۔۔ابھی وہ اپنی انہیں سوچوں میں گم تھی کہ بالاج شاہ کی سرد آواز کانوں سے ٹکرائی

"محبت کرتی ہو نا مجھ سے حوریہ شاہ"---- بالاج شاہ کے سرد لہجے میں کیے گئے سوال پر حوریہ نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے بالاج شاہ کو دیکھا جو تمسخر اڑاتی آنکھوں سے حوریہ شاہ کو دیکھ رہا تھا۔

"نن۔۔ہیں تو بالاج ای۔۔سا کک۔۔کچھ بھی نہیں"۔۔آنکھیں پل میں لبالب پانیوں سے بھری تھی۔۔نم لہجے میں کہتے نفی میں سر ہلایا

حوریہ کے انکار پر بالاج شاہ کا ہاتھ بے ساختہ اٹھا تھا اور حوریہ کے گلابی پھولے گال پر نشان چھوڑتا چلا گیا

"ایک لفظ جھوٹ نہیں سنو گا۔۔میں نے دیکھی ہے ان آنکھوں میں محبت حوریہ شاہ--- اور بالاج شاہ کی آنکھیں دھوکا نہیں کھا سکتی۔۔کہو تمہیں مجھ سے محبت ہے"--- حوریہ کو بازوؤں سے پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے چلا کر کہتے--- پیچھے ہو کر ٹیبل پر ہاتھ مارتے سب کچھ زمین بوس کیا تو حوریہ نے اپنے ہونٹوں پر سختی سے ہاتھ رکھتے چیخوں کا گلا گھونٹا تھر تھر کانپتی وہ پیچھے دیوار سے لگتی چلی گئی

Posted On Urdu Novel Book

تبھی بالاج شاہ نے چہرے پر ہاتھ پھیرتے جیسے اپنے خود کو نارمل کرنا چاہا--- گہری سانس لیتے پلٹ کر حوریہ شاہ کو دیکھا

اُفف حور کیوں ڈر رہی ہو یار - محبت کرتی ہو نا مجھ سے تو محبت اسی طرح ثابت کی جاتی ہے—یہ گریز اور شرم و حیا کا محبت میں کوئی کام نہیں—کم آن یار اِٹس نارمل ناؤ آڈیز—شاہ نے جھنجھلاتے ہوئے سر جھٹکا اور قدم کمرے کے کونے میں دیوار سے لگی تھر تھر کانپتی حوریہ شاہ کی جانب بڑھائے

جو پسینے سے تر جسم لیے—بری طرح کپکپا رہی تھی

ڈارک براؤن بالوں کی آوارہ لٹے ماتھے اور گردن پر پسینے کے باعث چپکی ہوئی تھیں—کرسٹل گرے آنکھیں رونے کے باعث سرخی مائل ہو رہی تھی—آنکھوں کے پپوٹے رونے کے باعث سوجھے ہوئے تھے

باریک گلابی لب خشک نظر آرہے تھے--- گالوں پر مٹے مٹے آنسوؤں کے نشان تھے

جبکہ شاہ کے ہر بڑھتے قدم کے ساتھ وہ خود کو دیوار میں گم کرنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی

جو کہ ناممکن تھا

Posted On Urdu Novel Book

"مم۔۔۔میں نہی۔۔۔یں کرتی محبت۔۔۔نن۔۔۔نفرت ہے مجھے تم سے شاہ۔۔۔شدید نفرت۔۔۔"۔۔۔
شاہ کے قریب آنے پر حوریہ شاہ نے چلا کر کہا تو شاہ نے اپنی سرخ انگارا ہوتی آنکھوں سے حوریہ کو گھور کر دیکھا

بالاج شاہ کا یہ روپ بھی ہو گا۔۔۔اس نے تو کبھی ایسا سوچا بھی نہیں تھا۔۔۔

ایک ہی جست میں دو قدم کے فاصلے کو ختم کر کہ اپنے بائیں ہاتھ کی مٹھی میں حوریہ شاہ کے بالوں کو دبوچا۔۔۔دائیں ہاتھ کو حوریہ شاہ کے ہونٹوں پر سختی سے رکھ کر اسے زور سے دیوار سے لگایا

جس کے باعث درد کی شدید لہر حوریہ کو اپنے رگ و پے میں سرایت کرتی محسوس ہوئی

"آواز نیچی حوریہ شاہ۔۔۔ورنہ زبان گدی سے کھینچ لوں گا۔۔۔تم لوگوں کی وجہ سے سب کچھ کھو دیا ہم نے۔۔۔اپنا چاچو کھو دیا ہم نے۔۔۔اپنے باپ کو کھو دیا۔۔۔اور یہ سب کچھ تمہارے اس گھٹیا پنچ ماموں نے کیا۔۔۔

دل تو میرا کر رہا ہے۔۔۔ایک بھی سینکڈ ضائع کیے بغیر تمہارے اس نازک وجود کو اپنے پاؤں تلے روند دوں۔۔۔اور پھر تمہارے ادھڑے جسم کو تمہارے ننھیال والوں کی حویلی کے آگے پھینک آو۔۔۔پھر ولی خان کو اپنی چہیتی نواسی کے ناپاک ہوئے وجود پر دھاڑیں مار مار کر روتے ہوئے دیکھو۔۔۔جو قیامت ہمارے دلوں پر گزری تھی ایک بار پھر وہ ولی خان کی حویلی پر

Posted On Urdu Novel Book

گزرے تو مزہ اجائے"۔۔۔شاہ کے ذہر میں ڈوبے ایک ایک لفظ پر حوریہ شاہ نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس سفاک شخص کو دیکھا

جس کی آنکھوں میں اس وقت حوریہ شاہ کے لیے صرف نفرت ہی نفرت تھی

تو کیا پھر وہ جو اتنے دنوں سے حوریہ شاہ ان آنکھوں میں محبت دیکھ رہی تھی۔۔۔وہ شدت اور وہ جذبات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر لیے گہری رات سی سیاہ آنکھیں جھوٹ بول رہی تھی۔۔۔ وہ سب فریب تھا حوریہ شاہ کو منہ کے بل گرانے کے لیے

ناجانے کتنے ہی آنسو پلکوں کی بار توڑ کر شاہ کے ہاتھ کی پشت پر گرے۔۔

"وہ جو اتنے دعوے سے کہتی تھی کہ بالاج شاہ یا بہرام نے کبھی اس کے ننھیال کی دشمنی میں ان کو نہیں گھسیٹا تو کیا وہ جھوٹ تھا۔۔۔وہ بھی اس سب میں ان کو قصوروار مانتے تھے۔ ۔

ہونٹوں سے نکلنے والی بے ساختہ سسکی شاہ کے ہاتھوں تلے دبی رہ گئی

حوریہ شاہ کی کرسٹل گرے کانچ سی آنکھوں میں اپنی کالی گہری آنکھیں گاڑھے شاہ نے ایک ہی جھٹکے میں حوریہ کے گلے سے دوپٹہ کھینچ کر دور اچھالا تو

حوریہ کا اچھل کر جیسے حلق میں آگیا ہو

Posted On Urdu Novel Book

سر بے ساختہ نفی میں ہلا مگر وہ بے رحم بنتا حوریہ کو دونوں بازوؤں سے دبوچے زمین پر دھکا دے چکا تھا

ابھی وہ ستمگر حوریہ شاہ کو اس کی ہی نظروں میں گراتا۔۔۔حوریہ شاہ کے معصوم جذباتوں کو روند دیتا۔۔۔اس سے پہلے ہی کمرے کا دروازا دھاڑ کی آواز سے کھلا

---

دروازا کھلنے کی آواز پر حوریہ نے تڑپ کر دروازے کی جانب دیکھا جہاں بہرام شاہ غصب وغصے کی تصویر بنا کھڑا تھا۔

بہرام شاہ کو خبر ملی تھی کہ بالاج شاہ ہشتم سردار کی باتوں میں آکر ارمغان خان کو قتل کرنے کا سوچے ہوئے ہیں

اسی لیے وہ پہلی فلائٹ سے پاکستان پہنچا تھا۔۔۔مگر ارمغان خان کو صحیح سلامت ڈیرے کے قریب دیکھ وہ بالاج شاہ سے بات کرنے کی غرض سے گھر آیا تھا۔

حوریہ کے دروازے کے قریب سے گزرتے بالاج شاہ کی آواز پر اس کے قدم بے ساختہ رکے تھے

اور اندر سے آتی آوازیں سن بہرام شاہ کا دل کیا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے

Posted On Urdu Novel Book

بالاج شاہ غصے کا برا تھا وہ جانتا تھا لیکن وہ غصے میں اس حد تک گر سکتا ہے اس بات کا اندازہ نا تھا بہرام شاہ کو تبھی دھاڑ سے دروازا کھولتے۔

وہ لمحے میں بالاج شاہ کے سر پر پہنچا تھا۔کالر سے تھامتے بالاج شاہ کا چہرہ اپنے سامنے کرتے وہ بت دریغ تھپڑ اس کے چہرے پر برسا چکا تھا۔

جبکہ بالاج شاہ خاموشی سے سر جھکائے۔افففف۔کیے بنا بہرام شاہ سے مار کھاتا رہا

وہ جتنا بھی تیس مار خان بن جاتا لیکن اپنے بڑے بھائیوں کے سامنے وہ کبھی اونچی آواز میں بات بھی نہیں کر سکتا تھا۔

"کاش--- کاش بالاج تم میرے بھائی نا ہوتے۔کاش--- میرا دل تو چاہا رہا تمہارے ساتھ خود کو بھی شوٹ کر لوں--- کیا کمی رہ گئی تھی میری محبت جا پرورش میں۔بتاؤ مجھے"---

بہرام شاہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ بالاج شاہ کا سچ میں قتل کر دیتا۔تبھی غصے سے سرخ چہرہ لیے غرا کر کہتے بالاج شاہ کو کسی اچھوت کی طرح خود سے پرے دھکیلا

"لل۔لالا ایم سوری میں بس"---- ہونٹوں سے نکلتے خون کو ہاتھ کی پشت سے صاف کرتے--- بہرام شاہ کی جانب بڑھتے ہوئے کہا تو بہرام شاہ کا ہاتھ ایک بار پھر اٹھا تھا کہ بالاج شاہ لڑکھڑاتے ہوئے زمین پر گرا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

"بس۔۔کیا بس گھٹیا انسان۔۔۔ تم آج صرف اسے نہیں اپنے بھائی اور ماں کو بھی رسوا کرنے جا رہے تھے۔۔۔ تمہیں ایک بار بھی اس پر ترس نہیں آیا۔۔اس ہر نہیں تو خود پر ترس کھا لیتے۔۔کیا منہ دکھاتے حدائق شاہ کو کیا جواب دیتے چچی کو یا کیا جواب دیتے روز محشر ان کے باپ کو"۔۔۔ بالاج شاہ کے پیٹ پر ٹھوکر مارتے چلاتے ہوئے کہا تو بالاج شاہ نے سختی سے ہونٹ بھینچتے۔۔نم نظروں سے بہرام شاہ کو دیکھا

"ایم سوری لالا ۔ میں غصے میں کچھ سمجھ نا سکا۔۔۔ مجھے معاف کر دے۔۔آپ جو کہیں گے میں وہ کروں گا۔۔۔ لیکن خدارا مجھے چچی اور ماں کی نظروں میں شرمندہ ہونے سے بچا لیں۔۔پہلی اور آخری غلطی سمجھ کر معاف کر دے۔۔مجھے لگا میں سب کچھ کھو دوں گا۔۔ مجھے اپنا آپ ان خانوں سے ہارتا محسوس ہو رہا تھا۔۔میں بس انہیں نیچا"۔۔۔ پلٹ کر حوریہ کی جانب بڑھتے بہرام کی ٹانگ تھامتے اٹھ کر اس سے سر ٹکاتے روتے ہوئے کہا تو بہرام شاہ نے خون چھلکاتی نظروں سے پلٹ کر بالاج شاہ کے سسکتے وجود کو دیکھا

"انہیں نیچا دکھانے کی ضد میں تم خود اتنا نیچے گر گئے بالاج۔۔۔ انسانیت سے بھی۔۔۔ معاف تو میں تمہیں کبھی نہیں کروں گا۔۔۔ اور تب تک تو بالکل نہیں جب تک حوریہ نا کر دے۔۔ لیکن میں تم سے نفرت نا کروں تو دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔اور جب تک میں اسے عزت سے رخصت نا مردوں پلٹ کر حویلی مت آنا"۔۔۔۔ بالاج شاہ کو خود سے جھٹکتے سرد و

Posted On Urdu Novel Book

سپاٹ لہجے میں کہتے قدم دیوار کے ساتھ سکڑی سمٹی ساکت آنکھیں زمین پر ٹکائے بیٹھی حوریہ کی جانب بڑھائے

بالاج شاہ نے کھڑے ہوتے۔۔یاک شرمندہ نگاہ حوریہ شاہ کے وجود پر ڈالی اور وہاں سے ہمیشہ کے لیے نکلتا چلا گیا۔۔۔

---

اس بات کا ذکر حوریہ نے کسی سے نہیں کیا تھا۔۔پہلے تو وہ پتھر ہو کر رہ گئی تھی۔

بہرام شاہ ہر روز اس سے آکر معافی مانگتا تھا۔۔حوریہ کو زندگی کی طرف لانے کی کوشش کرتا تھا۔۔اور پھر بہرام شاہ کی اتنی محبت کا نتیجہ تھا کہ وہ زندگی کی طرف لوٹ آئی

پھر حوریہ نے خود ہی بہرام سے اسلام آباد جا کر سٹڈی کنٹنیوں کرنے کا کہا تو بہرام شاہ نے خوشی خوشی اجازت دے دی

لیکن اتنے عرصے میں بالاج شاہ نے حویلی کیا ملک میں بھی قدم نہیں رکھا تھا

اور حوریہ جانتی تھی کہ بہرام شاہ بھی اس سے بات نہیں کرتا۔۔۔وہ خود موو اون کر چکی تھی۔

وہ دن اسے کسی نائیٹ میئر کی طرح ڈراتا ضرور تھا۔۔مگر وہ اس ڈر کا مقابلہ کرنا سیکھ گئی تھی

Posted On Urdu Novel Book

تبھی اس نے بہرام شاہ سے کہہ دیا تھا کہ وہ بالاج کو معاف کر چکی ہے—اور وہ چاہتی ہے کہ وہ بھی اپنے بھائی کو معاف کر دے—

جس پر بہرام شاہ نے خاموشی سے سر اثبات میں ہلا دیا

اور پھر کافی دنوں بعد بالاج شاہ کے ایکسیڈینٹ کی خبر سنتے بہرام اس سے ملنے ترکی گیا تھا

اور وہاں بالاج کو معاف کر آیا تھا

بہرام شاہ کی معافی کے باجود بھی وہ بہت کم پاکستان آنے لگا تھا

جبکہ اسلام آباد آنے کے بعد حوریہ کا کئی بار عائث خان سے سامنہ ہوا تھا

جس پر دونوں نے ایک دوسرے سے ہمیشہ نفرت کا ہی اظہار کیا تھا

یہ جانے بغیر کہ یہ نفرت کتنی شدید محبت میں بدلنے والی ہے

---

اس واقعے کو کافی وقت گزر گیا تھا--- ولیم سے اس دن کے بعد عقیدت کا سامنہ نہیں ہوا تھا—

اس وقت وہ فارم ہاؤس کے قریب اپنے گھوڑے کے ساتھ گھومنے نکلی ہوئی تھی کہ واپسی پر ولیم کی گاڑی فارم ہاؤس کے باہر کھڑی دیکھ وہی رک گئی

عقیدت کو گھوڑے سے اترتے دیکھ ولیم نے گاڑی سے نکل کر قدم عقیدت کی جانب بڑھائے

Posted On Urdu Novel Book

"ہائے کیسی ہو۔۔اس دن تم بنا بتائے چلی گئی"--- ولیم کے اس قدر جھوٹ بولنے پر عقیدت نے سختی سے مٹھیاں بھینچی

مگر فلحال وہ اس شخص کے منہ نہیں لگنا چاہتی تھی

گہری سانس بھرتے نگاہ اردگرد دوڑائی آج بھی خود کو ضرغام خان کے گارڈز کی نگرانی میں محسوس کرتے عقیدت نے ہونٹ بھینچے

"میرا شوہر آگیا تھا۔۔مجھے جانا ہی تھا اس کے ساتھ--- تمہیں تو پتہ ہی ہو گا۔۔تمہارے سامنے سے ہی لے کر گیا ہو گا۔۔میں تو ہوش میں نہیں تھی - مطلب مجھے پتہ ہی نہیں چلا کہ کب نیند آگئی۔۔نیند بھی ایسی کہ جیسے نشہ کیا ہو"--- بھگو بھگو کر طنز کہ تیر مارتی وہ ولیم کو گڑبڑانے پر مجبور کر گئی

"آہ۔۔ہاں دیکھا تھا میں نے۔۔میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں عقیدت۔۔تم ایک بار۔۔ صرف ایک بار تو مجھے چانس دو۔۔وہ شخص ٹھیک نہیں تمہارے لیے"۔۔اندر بڑھتی عقیدت کے پیچھے لپکتے التجائیہ لہجے میں کہا تو عقیدت نے پلٹ کر سخت نظروں سے ولیم کو دیکھا جسے سرے سے نظر انداز کرتا وہ عقیدت کے سامنے آکر کھڑا ہوا

میں تم سے دیوانوں کی طرح محبت کرتا ہوں ایمیلیا۔۔آئی لو یو سو مچ ڈیم اٹ۔۔مجھے ایک چانس تو دو۔۔میں اسلام قبول کر لوں گا۔۔میں بالکل تم لوگوں جیسا بن جاؤں گا - مجھے

Posted On Urdu Novel Book

صرف ایک موقع دے دو - میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا۔۔۔میرا یقین کرو میں مر جاؤں گا تمہارے بغیر"

"اووو جسٹ شیٹ اپ--- ایک لفظ اور نہیں--- ورنہ زبان گدی سے کھینچ لوں گی-- میں ایک شادی شدہ عورت ہوں---اور میرا شوہر مجھ سے بہت پیار کرتا ہے--- میرے لیے اس سے بڑھ کر کچھ بھی بہتر نہیں ہو سکتا۔۔۔سمجھے تم۔۔۔اب اگر تم نے کبھی یہ بات دوبارا کی تو اپنے ہاتھوں سے تمہیں شوٹ کروں گی"--- ولیم کی شرٹ کا کالر دبوچتے دبے دبے لہجے میں چلا کر کہتے پیچھے دھکا دیا تو ولیم نے آنکھوں میں بے یقینی لیے عقیدت کو دیکھا وہ عقیدت سے ایسے رویے کی ہر گز امید نہیں رکھ رہا تھا

"محبت کرتا ہے تو تمہیں چھوڑ کر کیوں چلا گیا---یہاں کیوں نہیں ہے تمہارے ساتھ۔۔۔ میں جانتا ہوں کہ تمہارا اور اس کا تو ہسبنڈ وائف والا کوئی ریلیشن ہے ہی نہیں"---- اپنا کالر ٹھیک کرتے ایک بار پھر سے عقیدت کے سامنے کھڑے ہوتے چلاتے ہوئے کہا تو عقیدت نے خود پر ضبط کرنے کی لاکھ کوشش کی مگر ولیم کی بکواس پر اس کا ہاتھ اٹھتا ولیم کے گال پر نشان چھوڑتا چلا گیا

"تم ہوتے کون ہو یہ بتانے والے کہ میرا اس سے کیا ریلیشن ہے یا نہیں--- تم شاید ثبوت کے بنا نہیں مانو گے۔۔۔رائٹ۔۔۔ولیم کی آنکھوں میں دیکھتے۔۔۔اپنی گردن کے گرد لپٹے مفلر کو

Posted On Urdu Novel Book

ہٹاتے شرٹ کا کالر سائیڈ پر کیا تو ولیم نے بے یقینی سے عقیدت شاہ کی گردن پر موجود نشانوں کو دیکھا

گردن پر موجود ضرغام خان کی شدتوں کے نشان اتنے دن بعد بھی اتنے ہی گہرے تھے۔۔ سرخ و نیلے نشان دیکھتے ولیم نے سختی سے آنکھیں میچتے۔۔قدم پیچھے لیے تھے۔

وہ تو سمجھ رہا تھا کہ اس کا شوہر اسے قبول نہیں کرے گا اگر وہ کر بھی لیتا تو عقیدت اپنے باپ کو قاتل کہنے والے کو کبھی ایکسپ نہیں کرے گی

"مجھے امید ہے کہ اس سے زیادہ ثبوت کی ضرورت نہیں ہو گی"--- سپاٹ لہجے میں کہتی وہ اندر کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔جبکہ ولیم سکتے کے عالم میں کافی دیر وہی کھڑا رہا اور پھر تھکے قدموں سے وہاں سے نکلتا چلا گیا

---

Posted On Urdu Novel Book

"عقیدت کہاں ہو تم۔۔ولیم نے سوسائیڈ کر لی ہے --- جلدی پہنچو میرے فلیٹ پر"۔۔
کانوں میں عینی کی آواز گونجی تو عقیدت جھٹکے سے اٹھی
وہ جو ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی سوئی تھی اس بات پر بری طرح بے چین ہوئی تھی۔
اپنے کل کے الفاظ یاد آئے تو دل بری طرح پیشمان ہوا
وہ اور کرتی بھی کیا۔۔وہ کیسے شادی شدہ ہونے کے باجود کسی مرد کو کوئی اس یا امید دے سکتی تھی
وہ شادی شدہ نا بھی ہوتی تو ولیم کی اس کی حرکت کے بعد وہ اسے کبھی قبول نا کرتی۔
ولیم برتج سے کود کر سوسائید کی تھی۔۔اتنے دن تلاش کرنے کے باوجود بھی اس کی ڈیڈ باڈی نا مل سکی

Posted On Urdu Novel Book

ولیم کی موت پر اسے افسوس تھا۔۔مگر دکھ اپنے الفاظ کا تھا۔۔اور ان الفاظوں نے ہمیشہ اسے گلٹ میں رکھا تھا

گزرتے سالوں کے ساتھ ضرغام خان سے جتنی نفرت ہوئی تھی اتنی محبت بھی ہوئی تھی۔۔ لیکن محبت کو ہمشہ نفرت کے لبادے میں چھپایا تھا۔

وہ اس کے سامنے نہیں آیا تھا۔۔لیکن وہ دور رہتے ہوئے بھی ہر لمحہ عقیدت کا نگران بنا رہا تھا۔

زندگی کے ہر موڑ پر وہ اس کی حفاظت کرتا رہا تھا۔۔اور اس کا یہی سب کچھ کرنا کبھی عقیدت کے دل میں ہلچل مچا دیتا اور کبھی اسے بدزن کر دیتا
کبھی اسے لگتا کہ وہ صرف اپنی عزت کی وجہ سے کر رہا ہے اور کبھی لگتا محبت کی وجہ سے
زندگی کے کئی سال اسی کشمکش میں گزرتے چلے گئے

---

حال-:

داجی۔۔آپ کیسے اتنا بڑا فیصلہ ہم سے پوچھے بغیر کر سکتے ہیں۔۔ہمیں یہ رشتہ کسی قیمت پر قبول نہیں ہے۔۔آپ آج اور ابھی ہی حلیمہ کو جواب دیں گے"--- مقدس اور کشف بیگم

Posted On Urdu Novel Book

جب حویلی آئیں تو داجی نے انہیں کمرے میں بلا کر اپنے فیصلے سے آگاہ کیا تو مقدس بیگم تو بھڑک ہی اٹھی

ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ سب کچھ تہس نہس کر دیں۔۔جبکہ کشف خاموشی سے سر جھکائے بیٹھی تھیں

مقدس بیگم کے سامنے ان کی بولنے کی ہمت نہیں تھی۔۔ورنہ اپنی بیٹی کے لیے بہرام شاہ جیسے شخص کے رشتہ کا سن انہیں خوشی ہوئی تھی۔

بہرام انہیں ویسے بھی باقی سب لڑکوں سے سلجھا ہوا اور نرم مزاج کا لگا تھا

اگر داجی صرف ان سے پوچھتے تو وہ ضرور ہاں کر دیتی لیکن ان کے کچھ کہنے سے پہلے ہی مقدس بیگم بھڑک اٹھیں تو کشف بیگم نے خاموش رہنے میں ہی عافیت جانی

"زبان کو لگام دو بہو۔۔۔ پہلے ایسے فیصلے عورتوں نے کیے تھے جو اب ہم تمہاری رائیں لیتے۔۔ تم دونوں کو صرف فیصلے سے آگاہ کرنا فرض تھا اور وہ کر دیا۔۔اور لڑکوں کو اطلاع کر دی ہے میں نے۔۔کل تک سبھی آجائیں گے۔۔۔ پھر آمنے سامنے بیٹھا کر بات کرو گا میں ان سے۔۔۔ آپس میں لڑنا جھگڑنا ہے یا پیار محبت سے رہنا ان کا مسئلہ مگر ان کی وجہ سے بچیوں کو کوئی تکلیف پہنچی تو انجان کے زمہ دار وہ ہوگے۔۔مگر جہاں تک میرا اندازہ ہے یہ جڑنے والے نئے رشتے پرانی ساری خلش ختم کر دیں گے۔۔ اپنی اپنی بہنوں کی ہی وجہ سے جب

Posted On Urdu Novel Book

ایک دوسرے کا لحاظ و احترام کریں گے تو محبت بھی کرنے لگ جائیں گے--- اور اب تم دونوں جا سکتی ہو یہاں سے"--- صاف الفاظ میں مقدس بیگم کو جواب دے کر جانے کا کہا تو کشف بیگم سب سے پہلے سر ہلاتی وہاں سے نکلی تھیں

کیونکہ وہ اس وقت مقدس بیگم سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتی تھی--- انہیں یقین تھا کہ مقدس بیگم اب انہیں پریشرائز کریں گی کہ وہ اپنی بیٹی کو اس رشتے سے انکار کرنے پر مجبور کریں--- اور کشف بیگم کا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا

"یہ بہت غلط کر رہیں داجی اپ--- بہت پچھتائیں گے آپ"---- مقدس بیگم کے دانت کچکچا کر کہنے پر داجی نے ہاتھ میں تھامی کتاب سے نظریں ہٹا کر انہیں دیکھا تو ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ رینگ گئی

"پچھتا تو ہم بہت پہلے چکے ہیں بہو--- اب پچھتاوؤں سے بچنے کے لیے یہ فیصلے لے رہے ہیں--- تم صبر و شکر سے کام لو یہ نا ہو تمہیں پچھتانا پڑے جائیں—اب جاؤ ہمارے سونے کا وقت ہو رہا ہے"---- کتاب بند کرتے سرد لہجے میں کہا تو مقدس بیگم مٹھیاں بھینچتی جھٹکے سے پلٹی وہاں سے نکلتی چلی گئی

جبکہ داجی نے کپکپاتے ہاتھوں سے چشمہ اتار کر سائیڈ ٹیبل پر رکھتے—ٹیبل پر پڑے فریم کو اٹھاتے اپنی آنکھوں کے سامنے کیا

Posted On Urdu Novel Book

شیر خان اور بہادر خان کی مسکراتی تصویر دیکھ کر ہونٹوں پر زخمی مسکراہٹ رینگ گئی آنکھوں سے آنسوں متواتر سے بہنے لگے

"لوگ کہتے ہیں جوان اولاد کا جنازہ اٹھانا مشکل ہوتا ہے۔۔میں نے تو دو دو جوان شیروں کے خون سے لت پت وجودوں کو سینے سے لگایا اور قبر میں اتارا ہے۔۔تمہاری ماں کہتی تھی خان جی آپ بہت صابر ہے۔۔کسی بھی مشکل کا سامنہ کر سکتے۔۔جب تم دونوں کو قبر میں اتارا تو اپنے صابر ہونے پر بھی پھوٹ پھوٹ کر رونے کو جی چاہا۔۔۔ لگتا تھا دل پھٹ جائے گا۔۔۔ آج یہاں دو قبریں ہیں کل میں بھی یہی آکر دفن ہو جاوں گا۔۔مگر ہر گزرتا دن مجھے موت سے دور کرتا گیا۔۔اور جب اپنے پوتوں کو کے چہروں میں تم لوگوں کا عکس دیکھا۔۔۔ تو خود کے زندہ رہ جانے میں رب کی مصلحت نظر آگئی۔۔۔ صابر ہونے کا پھل مل گیا۔۔۔ اب بس رب مجھے تم لوگوں کا انصاف دلوا دیں۔۔تاکہ سکون سے مر سکوں"۔۔۔ تصویر کو گلے سے لگائے بھرائے لہجے میں سرگوشی کرتے سر سیٹ کی پشت سے ٹکا لیا

---

"تم ادھر ہو میں تمہیں پوری حویلی میں ڈھونڈ رہی ہوں"۔۔۔۔ سلوی کو گرین ہاؤس میں پرندوں کے پاس بیٹھے دیکھ ثمرین بیگم نے کہا تو سلوی نے مسکراتے ہوئے پلٹ کر انہیں دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

"کوئی کام تھا تو ملازمہ کو کہہ کر بلا لیتی"---پنجرے کے پاس سے اٹھتے ہوئے صوفے کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے کہا تو ثمرین بیگم نے نفی میں سر ہلایا

"کام نہیں تھا---بات کرنی تھی اور کان کھول کر بات سن لو اس بار پہلے کی طرح کوئی ڈرامہ کیا تو یاد رکھنا سلوی میں تمہاری عمر کا لحاظ بھی نہیں کروں گی---اور جوتی سے پٹائی کروں گی"--- صوفے پر سلوی کے قریب بیٹھتے تنبیہہ لہجے میں کہا تو سلوی نے قہقہہ لگاتے ثمرین بیگم کو دیکھا

"کیوں بھئی ایسا کیا کر دیا میں نے---اور کونسی بات کان کھول کر سننی ہے---اور جہاں تک مجھے اندازہ ہے ہم کان کھول کر ہی سنتے ہیں کیونکہ یہ بند تو ہوتے نہیں"--- گرے آنکھوں کو معصومیت سے پٹپٹاتے ہوئے کہا تو ثمرین بیگم نے گھور کر سلوی شاہ کو دیکھا

"مزاق کا وقت نہیں ہے سلوی--- سنجیدہ ہو جاؤ لڑکی---تمہارے بھائی کے کہنے پر داجی سے ان کی پوتی امتثال کا ہاتھ مانگا ہے---اور انہوں نے ہاں بھی کر دی ہے---بس لڑکوں سے اور امتثال سے مشورہ کرنا ہے---اور اس مہینے کی تاریخ بھی رکھ دی ہے---اور تمہارے بھائی نے ارمان کے گھر والوں کو بھی ہاں کر دی ہے---اس بار یہ ہاں تمہارے کہنے پر ہی کی ہے---اسی لیے ہمیں شرمندہ مت کرنا---جو تیاریاں کرنی ہے لسٹ بنا لو--- تمہارے

اکاؤنٹ میں پیسے ٹرانسفر کروا دوں گی۔۔اور کچھ چیزیں ہم ساتھ جا کر لے آئیں گی"۔۔۔۔

ثمرین بیگم کیا کہہ رہی تھیں۔۔سلوی کو کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا

اس کا دماغ تو ارمان والی بات پر اٹک چکا تھا۔

ثمرین بیگم کب اپنی بات کر کہ گئی سلوی کو کچھ ہوش نا تھا۔

بے جان ہوتے وجود کے ساتھ اٹھتی اپنے کمرے کی جانب بڑھی

---

بیڈ پر بیٹھتے کانپتے ہاتھوں سے موبائل فون پر ارمغان خان کا نمبر ڈائل کیا

چہرہ مسلسل آنسوؤں سے تر ہو رہا تھا۔۔گلابی ہونٹ بری طرح پھڑپھڑا رہے تھے۔۔۔

دل اپنی بیوقوفی پر دھاڑیں مار مار کر رو رہا تھا۔

دوسری ہی رنگ پر فون اٹھا لیا گیا تھا

فون میں گونجتی ارمغان خان کی گھمبیر آواز کو سنتے سلوی کا دل دھک سے رہ گیا

"ارمغان"۔۔۔ نم بھرائے لہجے میں سرگوشی نما لہجے میں کہا تو ڈیرے میں بیٹھے حساب کتاب کرتے ارمغان خان کے ہاتھ بے ساختہ تھمے تھے

سلوی کا نم لہجہ محسوس کرتے دل پل میں بے چین ہوا تھا

Posted On Urdu Novel Book

"کیا ہوا ہے تمہیں--- کیوں رو رہی ہو—کسی نے کچھ کہا ہے—تم کیا گاؤں سے باہر گئی ہو—کسی نے وہاں کچھ کہا ہے—مجھے سچ بتاؤ کیا ہوا ہے"---- جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھتے ایک ہی ساتھ سارے سوال کر ڈالے

دل بری طرح دھڑک رہا تھا—جبکہ ارمغان خان کی اتنی فکر پر سلوی نے مٹھی ہونٹوں پر رکھتے اپنی سسکیوں کو روکا

"تم بتا رہی ہو یا میں لوکیشن ٹریس کر کہ پہنچو"—دبے دبے لہجے میں چلا کر کہتے بے بسی سے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا

"تت—تم تم ہو وجہ اپنا کیا بھول گئے— تم نے مجھے بہت ہرٹ کیا ہے ارمغان خان--- میں تم سے بالکل شادی نہیں کروں گی سمجھے آئی ہیٹ یو"--- ہچکیوں سے روتے چلاتے ہوئے کہا تو ارمغان خان نے پہلے بے یقینی سے موبائل کی سکرین کو دیکھا اور پھر سمجھ آنے پر سکون کا سانس لیا جبکہ سلوی کہ آخری بات پر سختی سے مٹھیاں بھینچی

"شہزادی یہ شکوہ فون پر کیے جانے والا تو نہیں--- تم میرے سامنے یہ بات کرتی تو یقین جانو—جتنی تکلیف دی اس سے دگنا ازالہ کرتا—اور یہ جو آخر میں بکواس کی ہے شکر کرو سامنے نہیں—ورنہ زبان گدی سے کھینچ لیتا—اور یقین رکھو مجھے گونگی بیوی سے کوئی مسئلہ

Posted On Urdu Novel Book

نہیں ہونا تھا"--- دوبارا سے صوفے پر بیٹھتے سکون سے آنکھیں موندتے سپاٹ لہجے میں کہا تو سلوی شاہ نے بری طرح لب کچلے

دل چاہ رہا تھا کہ اسے بتا دے۔۔مگر دماغ کہہ رہا تھا کہ وہ حشر برپا کر دے گا۔۔اور آنا میں آکر اپنی بہن کا رشتہ نا کیا تو بہرام شاہ کا کیا بنے گا۔۔وہ اپنے بھائی کی محبت کی راہ میں دیوار نہیں بن سکتی تھی۔۔وہ رشتے سے انکار کر دے گی۔۔بہرام شاہ کو سب بتا دے گی۔۔یہی سوچتے وہ چپ ہو گئی تھی۔

"میں تمہارا منہ نا نوچ لوں گی"۔۔۔ہاتھ کی پشت سے آنسو صاف کرتے طنزیہ لہجے میں کہا تو ارمغان خان کے عنابی ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

"جی بھر کر چوم لینا روکا کس کافر نے ہے"--- ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دبائے شریر لہجے میں کہا تو ارمغان خان کی بے باکی پر سلوی پل میں سرخ انار ہوئی تھی۔

"کان خراب ہو گئے ہیں تمہارے۔۔عمر کا تقاضہ--- علاج کرواؤ کسی اچھے ڈاکٹر سے"--- بالوں کو کان کے پیچھے اڑستے تمسخرانہ لہجے میں کہا تو سلوی کی بات پر ارمغان خان نے سمجھنے کے انداز میں سر اثبات میں ہلایا

"کان نہیں۔۔دل خراب ہو گیا ہے۔۔جوانی کا تقاضہ ہے۔۔جذبات امڈ امڈ کر آرہے ہیں اب قابو پانہ مشکل ہے۔۔دل چاہ رہا ہے تم سامنے ہو اور میں اپنی ساری شدتیں تمہارے نازک

Posted On Urdu Novel Book

وجود پر نچھاور کرروں--- اتنی کھٹی مٹی میری شہزادی ہے دل چاہ رہا ایک بار کھا جاؤں"-
---- ارمغان خان کے شوخ لہجے میں کی گئی بے باک پر وہ جی جان سے کانپی تھی—چہرے
خدوخال میں پل میں سرخیاں گھلی تھیں—زبان تو جیسے تالو سے چپک چکی تھی
"بتمیز—بے شرم لوفر انسان--- بات مت کرنا مجھ سے"---- دبے دبے لہجے میں چلا کر
کہتے ارمغان خان کی سنے بغیر فون رکھ دیا تو ڈیرے پر بیٹھے ارمغان خان کے قہقہے بے
ساختہ تھے

---

داجی نے سب کو ڈیرے پر آنے کا حکم دیا تھا
عائث خان نے شہر سے آنا تھا اسی لیے اسے آنے میں دیر ہو جانی تھی—تو داجی نے صبح کی
جگہ شام چار بجے تک پہنچ جانے کا کہہ دیا تھا—جس پر سب بنا چوچراں کیے مان گئے تھے—
ڈیرے کے پچھلے جانب بنے صحن جس سے سامنے کھیت صاف نظر آتے تھے—وہاں داجی
نے درمیان میں چارپائی بچھوا کر دو چارپائیاں اپنے دائیں بائیں بچھانے کا ملازم کو حکم دیا تو
ملازم نے جلد داجی کے کہنے پر حکم کی تعمیل کی
چارپائیوں کی درمیان لکڑی کی میز رکھواتے--- ملازم کو چائے پانی کا انتظام کرنے کا حکم دیا

Posted On Urdu Novel Book

اپنی پگڑی اتار کر سرہانے کے قریب رکھتے داجی نے پلٹ کر صحن کی جانب کھلتے اندرونی دروازے کو دیکھا تو نظر بہرام شاہ کی گاڑی پر پڑی تو داجی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

"بہرام شاہ ہمیشہ سے وقت کا پابند تھا۔۔وہ ہر چیز ترتیب سے لے کر چلنے والوں میں سے تھا۔۔اس کا ماننا تھا کہ اصول توڑنا بہادری کی بات نہیں بلکہ اصولوں پر قائم رہنا بہادری کی بات ہے۔۔وہ وقت کی قدر کرتا تھا۔۔اور اس کی یہی باتیں اسے باقی سے سب منفرد اور خاص بناتی تھی"۔۔۔بہرام شاہ کو سفید رنگ کے کرتا شلوار کے ساتھ بھوری اجرک کندھوں پر لیے-- بالوں میں ہاتھ پھیرتے تیزی سے صحن کی جانب آتے دیکھ داجی نے مسکراتے ہوئے چہرے کا رخ سامنے کیا

"اسلام و علیکم داجی---کیسے ہیں آپ"--- داجی کے سامنے سر جھکاتے سینے پر ہاتھ رکھتے سلام کیا تو داجی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

بہرام شاہ کے سر پر پیار دیتے سلام کا جواب دیا اور اپنے بائیں جانب پڑی چارپائی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا تو بہرام شاہ سر کو خم دیتا بیٹھ گیا---

ابھی وہ شش و پنج میں مبتلا ہی تھا کہ کیا بات کرے کہ نظریں سامنے سے آتے ضرغام اور چھوٹے خان پر گئی تو سکون کی سانس آئی

Posted On Urdu Novel Book

وہ جتنا بھی سمجھدار یا بات سنبھالنے کا ہنر رکھتا تھا۔۔لیکن داجی کے ساتھ یا ان کے سامنے کیا بات کرنی ہے وہ بری طرح کنفیوز ہو رہا تھا۔۔۔اور یہ شاید اس وجہ سے تھا کہ وہ جانتا تھا کہ داجی رشتہ کے متعلق بات کرنے والے ہیں۔

ضرغام خان نے بھی سفید کرتا شلوار کے ساتھ گرے اجرک کندھوں پر لے رکھی تھی۔۔۔

جبکہ ارمغان خان بلیو جینز کے ساتھ وائٹ شرٹ پہنے ہوئے تھا۔

کل وہ عقیدت کے ساتھ بہت خوبصورت وقت گزار کر آیا تھا۔۔۔اس کا ارادہ تو تھا کہ وہ عقیدت اور اس کے درمیاں حائل سبھی پردے گرادیں۔۔۔مگر یہ ظالم سماج تو اس کی گولڈن نائٹ کا دشمن بنا ہوا تھا۔۔۔ڈیرے سے آتی کال کو سنتے وہ سخت بدمزہ ہوتے وہاں سے واپس آیا تھا۔۔۔اور عقیدت کو حویلی چھوڑنے کے بعد وہ رات گئے لوٹا تھا تب تک وہ سو چکی تھی۔۔۔

اور صبح سے ضرغام پنچائیت کے معاملات دیکھنے میں مصروف تھا۔۔۔اور پھر جمعہ کے بعد وہ امام صاحب کے پاس بیٹھ گیا۔۔۔ اور وہاں سے وہ ڈیرے کے لیے نکلا تو راستے میں ارمغان خان مل گیا تو اسے ساتھ لیتے وہ ڈیرے آگیا۔۔اس سب کے دوران وہ ایک بار بھی عقیدت کو دیکھ نہیں پایا تھا۔

داجی کا حکم ضروری نا ہوتا تو وہ اس وقت حویلی جا کر باقی کا وقت عقیدت کے ساتھ گزارنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

"اسلام و علیکم داجی"--- داجی سے پیار لیتے وہ دونوں بہرام شاہ کی جانب متوجہ ہوئے

"السلام و علیکم--- کیسے ہو یار۔۔تم تو گاؤں نظر ہی نہیں آتے"---ضرغام نے بہرام شاہ سے بغلگیر ہوتے ہوئے کہا تو بہرام شاہ کا مدھم قہقہہ گونجا

"بھئی تم نے میرا رائٹ ہینڈ اپنے پاس چھپا کر جو رکھ لیا۔۔ذمہ داریاں بڑھ گئیں ہیں میری۔۔ تو آنا ذرا مشکل ہوتا ہے"--- بہرام شاہ نے مسکرا کر جواب دیا تو ضرغام خان نے مسکرا کر سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا اور بہرام شاہ کے سامنے پلنگ پر بیٹھ گیا---

"السلام و علیکم--- کیسے ہیں لالا آپ"--- ارمغان خان نے آگے بڑھ کر بہرام شاہ سے بغلگیر ہوتے ہوئے کہا تو بہرام شاہ نے مسکرا کر ارمغان خان کے بالوں میں ہاتھ پھیرا

"وعلیکم السلام--- ہم تو ٹھیک ہیں تم کیسے ہو چھوٹے خان۔۔سننے میں آیا ہے کہ تمہاری شکایتیں آنا کم ہوگئی ہیں۔۔سب خیریت نا"--- بہرام شاہ کے سوال پر ارمغان خان نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے نفی میں سر ہلایا تو بہرام شاہ نے مسکرا کر اسے اپنے ساتھ بیٹھایا تو ضرغام خان نے آبرو آچکا کر ارمغان خان کی فرمانبرداری دیکھی

کیونکہ پہلے وہ کہی بھی جاتے تو ارمغان خان کی یہی ضد ہوتی کہ وہ ضرغام خان کے ساتھ ہی بیٹھے گا۔۔پھر چاہے کوئی کچھ بھی کر لیتا وہ اپنی ضد منوا کر ہی چھوڑتا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

ضرغام خان کے گھورنے پر چہرے پر معصومیت طاری کرتے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کندھے اچکائے تو ضرغام خان نے بامشکل اپنی مسکراہٹ چھپائی۔

"تمہارے رائٹ ہینڈ پر اب اس کے رائٹ مین کی زمہ داریاں عائد ہو گئیں ہیں۔۔میرا تو اسے اس دنیا سے چرا کر کہی دور لے جانے کا ارادہ ہے تو لوگ دل مضبوط کر کہ اپنی اپنی زمہ داریاں خود سنبھالے کیونکہ میں اپنی مسسز کے کندھوں پر کسی اور کی زمہ داری قطع برداشت نہیں کر سکتا"--- حدائق شاہ کو ان کی جانب آتے دیکھ تیز جتلاتے لہجے میں کہا تو بہرام شاہ نے سمجھ کر نفی میں سر ہلایا

"برخوردار تم تو چودھویں کا چاند ہی ہو گئے ہو"--- داجی نے حدائق شاہ سے ملتے ہوئے کہا تو حدائق شاہ کے تھکن زدہ چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی

بلیو جینز کے ساتھ بلیو ہی شرٹ پہنے اور ساتھ وائٹ آوور کوٹ پہنے وہ ہاسپٹل سے فری ہوتا سیدھا ڈیرے پر ہی آیا تھا۔

گرہن لگا چاند"۔۔ضرغام خان کی بڑبڑاہٹ پر حدائق شاہ نے سختی سے میٹھیاں بھینچتے گردن ترچھی کر کہ ضرغام خان کو گھورا جو اپنے دونوں ہاتھ پلنگ پر پیچھے کو ٹکائے۔۔چہرہ آسمان کی جانب کیے لاپرواہ سا بنا بیٹھا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

"بس کام کی مصروفیت ہی بہت ہے—اور آپ جانتے ہیں کہ ابھی سب کچھ نیا نیا ہے تو سنبھالنے میں وقت لگے گا—اور ایسی باتیں دو گھنٹے پنچائیت میں جا کر لوگوں کی سن سنا کر اس کے بعد دن رات فارغ رہنے والوں کو کیسے پتہ ہو سکتی ہے"--- داجی کو جواب دیتے چہرے پر دل جلا دینے والی مسکراہٹ سجائے بہرام شاہ کے دائیں جانب بیٹھتے ہوئے کہا تو ضرغام خان نے چہرہ سیدھا کرتے کینہ توز نظروں سے حدائق شاہ کو دیکھا

"میرے فرصت کا اندازہ اس بات سے لگا لو کہ تم ابھی تک ماما نہیں بن پائے"---- میز پر آگے کو جھکتے دھیمے مگر طنزیہ لہجے میں کہا تو حدائق شاہ کا دل کیا اس بے باک شخص کا سر پھاڑ دیں

جبکہ ساتھ بیٹھے بہرام اور ارمغان امن دونوں کو مکمل نظر انداز کرتے اردگرد نظریں دوڑانے میں مصروف تھے—

داجی نے ان دونوں کو ایک دوسرے کو خونخوار نظروں سے دیکھتے دیکھ گہری سانس بھرتے سر نفی میں ہلایا

"چھوٹے خان فون کرو آیا نہیں عائث—اور بہرام پوچھا کہا رہ گیا ہے بالاج"--- داجی نے ایک ساتھ دونوں کو کہا حدائق شاہ اور ضرغام خان نے سخت نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھتے نظروں کا زاویہ بدلا

"داجی بس پہنچنے ہی والے ہیں دونوں کا میسج آگیا تھا۔یہ لیں آگئے لالا"--- ارمغان ابھی بات کر ہی رہا تھا کہ سامنے سے آتے عائث خان کو دیکھتا اپنی جگہ سے کھڑا ہوا

حدائق بہرام اور داجی سے ملتا وہ ارمغان خان کے سر پر پیار کرتا۔ضرغام خان کے قریب جگہ سنبھال چکا تھا۔مگر ارمغان خان کو بہرام کے بائیں جانب بیٹھے دیکھ عائث خان نے حیرت سے پلٹ کر ضرغام خان کو دیکھتے آنکھوں سے سوال کیا تو ضرغام خان نے کندھے آچکا کر لاعلمی کا مظاہرہ کیا

ابھی وہ عائث کچھ کہتا کہ کھیتوں کے قریب سے گزرتے کچے رستے سے بالاج شاہ اپنی گاڑی اندر لایا تو ان سب نے گھور کر اسے دیکھا

کیونکہ اس راستے سے کوئی بھی گاڑی نہیں لاتا تھا۔سڑک نا ہونے کے برابر ہی تھی۔گاڑی تھوڑی آگے پیچھے ہو جائے تو فصل خراب ہونے کا خدشہ ہوتا تھا۔

"مگر بالاج شاہ نے پہلے کوئی کام سیدھا کیا تھا جو اب وہ اس سے کوئی امید رکھتے۔"

باقی سب تو اسے گھورنے میں مصروف تھے۔جبکہ ارمغان خان نے بالاج شاہ کو دیکھتے وہاں سے اٹھنے میں ہی عافیت جانی تھی

یہ بندہ تو اسے ہمیشہ سمجھ سے باہر ہی لگا تھا۔اس سے پہلے وہ ارمغان خان کی سمجھ ٹھکانے پہ لاتا کہ وہ اس کی جگہ کیوں بیٹھا اسی لیے ارمغان خان نے اٹھنے میں ہی عافیت جانی

Posted On Urdu Novel Book

ارمغان عائث کو ہاتھ سے سائیڈ پر کرتا دونوں کے درمیان بیٹھا تو ضرغام خان نے گھور کر جبکہ عائث خان نے شک بھری نظروں سے ارمغان خان کو دیکھا جس پر چھوٹے خان نے بتیسی کی نمائش کی

"مجھے اندازہ نہیں تھا کہ میری موجودگی اس قدر اہم ہے کہ ابھی تک بات کا آغاز ہی نہیں کیا گیا"--- داجی ضرغام اور ارمغان خان سے ملنے کے بعد بہرام کے بائیں جانب جگہ سنبھالتے ہوئے کہا تو عائث خان نے آبرو آچکا کر طنزیہ نظروں سے بالاج شاہ کو دیکھا

"اہمیت کی بات نہیں۔۔۔بس داجی یا ہمارے پاس اتنا فضول کا وقت نہیں کہ ایک بات دوبارا سے دہرائیں"--- مسکراتے ہوئے طنز کیا تو بہرام شاہ گلہ کھنکارتے ان دونوں سے اپنی نظریں ہٹا کر ضرغام کی جانب دیکھا مگر ضرغام اور حدائق کو بھوکے شیروں کی طرح ایک دوسرے کو گھورتے دیکھ فوراً نظروں کا زاویہ بدلہ کیونکہ اس وقت وہ صرف اپنی شادی کی بات کرنا چاہتا تھا۔۔۔ان چاروں میں پڑ کر وہ کوئی بربادی نہیں چاہتا تھا۔۔۔

"اب تمہارے ساتھ ایسا سلوک رہ چکا تو میں کیا کہہ سکتا ہوں---صرف افسوس ہی کر کہ تمہارے دکھ میں شریک ہو سکتا ہوں"--- جبڑے بھینچتے دوبدو جواب دیا تو ارمغان خان کو اپنی دال گلنے کے آثار نا ہونے کے برابر ہی دکھنے لگے

Posted On Urdu Novel Book

"میں نے تم سب کو اپنے فیصلے سے آگاہ کرنے کے لیے بلایا ہے نا کہ ایک دوسرے کو نظروں سے کھا جانے کے لیے"--- داجی کے سخت لہجے پر ان چاروں کے چہرے کے تاثرات پل میں نارمل ہوئے تھے--- کچھ دیر پہلے کی خون آشام نظروں میں پل میں نرمی اتری تھی—ہونٹوں پر نرم مسکراہٹ سجائے وہ سب داجی کی جانب چہرہ کرتے متوجہ ہوئے تھے-

ان سب کی اتنی شرافت اور سعادت مندی پر داجی دل ہی دل میں عش عش کر اٹھے تھے

"حکم داجی"--- وہ سب بے ساختہ یک زبان بولے تو داجی مسکرا دیے جبکہ ان سب کے چہروں کے زاویے لمحے کے لیے پھر بدلے تھے

Urdu Novel Book

چبا جانے والی نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھتے—وہ داجی کی جانب متوجہ ہوئے

"ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ حدائق اور پلوشے کی رخصتی کہ ساتھ امتثال کہ فرض سے بھی سبکدوش ہو جائیں—امتثال بیٹیاں کے لیے ہم نے بہرام شاہ کا انتخاب کیا ہے---- امید ہے تم سب کو اس بات پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا"--- داجی کے دوٹوک لہجے میں کہنے پر ضرغام اور عائث نے نظروں کا رخ بہرام شاہ کی جانب سر تا پیر اس کا بغور جائزہ لیا تو بہرام شاہ نے کنفیوژ ہوتے چہرے کا رخ بدلنا چاہا--- مگر دائیں جانب حدائق شاہ کو خود کو

Posted On Urdu Novel Book

گھورتے پا کر سٹپٹا کر بائیں جانب دیکھا---تو بالاج شاہ کو خاموش مگر سوالیہ نظروں سے اپنی جانب متوجہ دیکھ۔۔بہرام شاہ کو اپنا آپ کسی خلائی مخلوق سا لگا

نظریں بالاج سے ہوتی منہ کھولے حیرت سے اپنی جانب دیکھتے چھوٹے خان پر گئیں تو بہرام شاہ کو اپنے خوبرو چہرے پر شک ہونے لگا

"کیا یہ بات اتنی ناقابل یقین تھی کہ ان سب کی حیرت کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔۔اگر امتثال خان خوبصورت تھی۔۔تو وہ بھی تو شہزادوں سے کم نہیں تھا پھر وہ سب اس طرح سے کیوں دیکھ رہے تھے اسے - یہ بات بہرام شاہ صرف سوچ ہی سکا تھا کہنے کی ہمت نہیں کر پایا تھا۔۔گلہ کھنکارتے۔۔آگے ہو کر میز سے پانی کا گلاس اٹھا کر لبوں سے لگاتے اردگرد نگاہ دوڑائی تو ان سب کو ابھی بھی خود کو مشکوک نظروں سے دیکھتے پا کر گلاس میں اور پانی ڈالتے ہونٹوں سے لگا لیا

"اگر تم لوگوں نے اس بچارے کا ایکسرا کر لیا ہو تو مجھے جواب بھی دے دو"--- داجی کی جھنجھلائی آواز پر سب نے چونک کر ان کی جانب دیکھا---

جبکہ بہرام شاہ نے سکون کا سانس لیا

"ہمیں امتثال اور بہرام کے رشتے پر کوئی اعتراض نہیں۔۔جیسا آپ کو بہتر لگے۔۔مگر ہم امتثال سے اس کی مرضی پوچھ کر ہی کوئی حتمی فیصلہ کریں گے۔۔اور اگر ہمیں کسی دوسری

Posted On Urdu Novel Book

بات پر اعتراض ہوا بھی تو کیا کر سکتے ہیں آپ فیصلہ تو کر چکے ہیں"--- داجی کو جواب دیتے آخر میں حدائق شاہ پر نظریں ٹکائے طنز کا تیر پھینکا تو حدائق شاہ نے کچا چبا جانے والی نظروں سے ضرغام خان کو دیکھا

"ہمم---امتثال سے ہم بات کر لیں گے---اور اہم بات یہ کہ ہم ماضی کی کسی بات کو دہرانا نہیں چاہتے---اگر یہ نئے رشتے بنانے کا ہم فیصلہ لے رہیں ہیں تو صرف نفرت کی دیوار کو گرانے کی خاطر---مگر ایک بات تم سب کان کھول کر سن لو--- اگر اپنی آپس کی کسی بحث یا لڑائی میں بچیوں کو گھسیٹا تو پنچائیت کے سامنے سزا بھی سنائی جائیں گی---اور تم لوگوں کو کوئی حق نہیں ہو گا کہ وہ تم لوگوں کہ نکاح میں رہیں--- میاں بیوی کے آپس میں کئی اختلافات ہو جاتے ہیں---بیویاں روٹھ کر میکے بھی آجاتی ہیں---اگر اس بات پر کہ میری بہن کے ساتھ تمہارے بھائی نے یہ کیا وہ کیا کر کہ اپنی بیوی کو تکلیف دی تو بھول جانا کہ ولی خان انہیں ایسے کم ظرفوں کے ساتھ رہنے دے گا--- میاں بیوی کے معاملے میں کوئی دوسرا نہیں بولے گا اور ان کی وجہ سے اپنا رشتہ بھی خراب نہیں کرے گا--- سمجھ آرہی ہے یا جو تھی وہ بھی گنوا چکے ہو"--- داجی کے سخت لہجے پر ان سب نے شرافت سے سر اثبات میں ہلایا تھا---

Posted On Urdu Novel Book
جبکہ نکاح میں نا رہنے والی بات پر ان سب کے دل منہ کو آئے تھے--- ضرغام اور حدائق نے تو بے چینی سے پہلو بدلہ تھا۔عائث خان نے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دباتے سختی سے مٹھیاں بھینچی۔آنکھوں کے سامنے حوریہ کی روئی روئی کانچ سی آنکھیں آئیں تو دل بے ساختہ دھڑکا تھا

"ایسا کچھ نہیں ہو گا داجی"۔ضرغام خان نے نظریں جھکائے جواب دیا تو داجی نے ہنکارہ بھرا

"آپ ہم پر اتنا بھروسہ تو کرسکتے ہیں۔وہ ہمارے نام سے منسوب ہماری عزتیں ہیں۔ان کی عزت کرنا ہمارا فرض ہے"--- حدائق شاہ کے کہنے پر داجی نے سر اثبات میں ہلایا

"ہم خان ہیں داجی۔کم ظرف نہیں ہوسکتے--- ہم اپنے نام سے جڑی عورت کے لیے ڈھال تو بن سکتے ہیں۔ مگر اسے کسی دشمنی میں مہرہ نہیں بنا سکتے"--- عائث خان کے سخت لہجے پر داجی نے گہری سانس بھرتے بہرام شاہ کو دیکھا جو سر جھکائے بیٹھا تھا۔

"یہی امید ہے تم لوگوں سے۔صرف ان بچیوں کی نہیں ہماری عزت بھی تم لوگوں کے ہاتھ میں ہیں۔ہمیں ان کے سامنے شرمندہ نا کرنا۔کل کو وہ ہمارے سامنے شکوہ کرنے نا آئیں کہ نفرت ختم کرنے کے لیے ہم نے انہیں ہی ختم کر ڈالا۔اپنی سبھی معصوم پوتیاں اور نواسیاں تم لوگوں سے بھی عزیز تر ہیں۔نظروں سے دور بھیجنے کا حوصلہ نہیں اسی لیے تم نالائقوں کے پلے باندھنے پر مجبور ہیں۔اسی بہانے تم لوگوں کی بھی قسمت سنور جائیں

Posted On Urdu Novel Book

گی۔۔۔اور اب آجاؤ سب حویلی رات کے کھانے کا وقت بھی ہونے والا--- ساتھ جا کر ہی عورتوں کو اس بات سے بھی آگاہ کر دے پھر تیاریاں شروع کریں وہ"--- داجی کی نالائقوں والی بات پر ان سب کی مسکراہٹ پل میں سمٹی تھی--- داجی کی معصوم پوتیوں اور نواسیوں کی حرکتیں یاد آئیں تو سب دل ہی دل میں ان کی معصومیت پر عش عش کر اٹھیں

اگر وہ سب داجی کو ان کی معصومیت کے قصے سنانے بیٹھ جاتے تو داجی کا دل ضرور بیٹھ جانا تھا

مگر وہ سب خاموشی سے نالائقوں کا خطاب قبول کرتے خاموشی اختیار کر گئے تھے۔۔۔کیونکہ داجی کا کچھ معلوم نہیں تھا اپنی معصوم پوتیوں اور نواسیوں کو چھپا ہی دیتے۔۔

داجی نے سب کو اپنی اپنی گاڑیوں میں آنے کی بجائے ایک ساتھ ہی جیپ میں چلنے کا کہہ تو ان سب کے چہرے ایسے ہوئے جیسا کچا بادام کھا لیا ہو

بہرام نے تو اس سب سے بچنے کی خاطر ارمغان خان سے جیپ کی چابی لیتے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔۔۔جبکہ داجی بہرام کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھے تو حدائق ضرغام عائث بالاج ایک دوسرے کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے جیپ کے پیچھے ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے

Posted On Urdu Novel Book
وہ سب خاموشی سے ایک دوسرے کو گھورنے میں مصروف تھے تو ارمغان خان نے بھی خاموشی میں ہی عافیت جانی

---

وہ سب حویلی پہنچے تو ضرغام اور عائث کا ارادہ اپنے کمروں میں جانے کا تھا
مگر داجی نے انہیں ڈرائنگ روم میں ہی روک دیا تو وہ منہ بسورتے وہی بیٹھ گئے کھانے کا وقت ہوا تو وہ داجی کے ہمراہ ڈائننگ ٹیبل پر پہنچے تو وہ ظالم حسینائیں پھر نا دکھی
منہ بسورتے کرسیاں پٹکنے کے انداز میں کھینچتے اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے تو داجی نے ان کی دل کی حالت سمجھتے سر نفی میں ہلایا
"آپ کیوں کھانا لگا رہی ہیں۔۔۔ بڑی بی بی کہاں ہیں۔۔۔انہیں کہیں آکر کھانا لگائیں"۔۔۔ملازمہ کو ٹیبل پر کھانا لگاتے دیکھ ضرغام خان نے سخت لہجے میں استفسار کیا تو ملازمہ نے سٹپٹا کر دیکھا
شاہ اور خان حویلی میں رواج تھا کہ حویلی کے سارے کام چاہے ملازم ہی کریں۔۔۔مگر کھانا بنانا اور ٹیبل پر لگانا یہ حویلی کی عورتوں کی ہی ذمہ داری تھی

Posted On Urdu Novel Book

مگر اس وقت زمہ داری کی تو ضرغام خان کو پرواہ ہی نہیں تھی۔۔۔وہ بس جلد از جلد عقیدت شاہ کو دیکھ کر اپنی بے چین آنکھوں کو سکون پہنچانا چاہتا تھا۔۔۔اور وہ تھی کہ سامنے آنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

جبکہ حدائق شاہ نے ایک نظر ملازمہ کے جھکے سر کو دیکھ ضرغام خان کے سرخ چہرے کو دیکھا۔۔۔

وہ اس بات پر کوئی اعتراض بھی نہیں کر سکتا تھا کہ ضرغام کیوں اس کی بہن پر ایسے حکم چلا رہا ہے۔۔۔وہ جانتا تھا کہ ان سب کو گھر کی عورتوں کے ہاتھ کی کھانے کی عادت ہے اور یہی عادت تو ان سب کو بھی ہے۔۔۔جبکہ ضرغام کو کچھ کہنے کی بجائے اسے عقیدت اور حوریہ کی لاپرواہی پر غصہ آیا تھا اور ساتھ پلوشہ کے بھی جب انہیں پتہ ہے کہ وہ سب ان کے عادی ہیں تو ملازمہ کو بھیجنے کا مطلب

"وہ۔۔۔سس۔سردار جی داجی نے فون کیا تھا کہ مہمان آنے والے تو بڑی بی بی اور چھوٹی بی بی تب سے کچن میں کھانے کی تیاریاں کرنے میں مصروف تھی۔۔۔پتہ نہیں تھا جی کہ مہمان لوگ کون اسی لیے وہ نہیں ائیں۔۔۔میں بھیجتی ہوں انہیں"۔۔۔ ملازمہ نے ایک ہی سانس میں وجہ بتائی تو ضرغام خان نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا

Posted On Urdu Novel Book

"جب پتہ نہیں تھا کہ مہمان کون ہیں تو آپ خود کیوں آئی ہیں۔۔اگر نیکسٹ ٹائم ایسا ہو تو خود بھی مت آئیں گا ارشد کو بھیج کر پہلے پتہ کروا لیجئے گا--- ویسے اس کی ضرورت تو نہیں ہونی چاہیے اپنی بیبیوں کا بتا دیجئے گا کہ اگر کوئی غیر مرد ہوتا تو حویلی کے اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں کجا کہ ہمارے ساتھ ہی۔۔غیر مردوں کے مردان خانہ ہے "--- عائث خان نے موبائل پر میسج ٹائپ کرتے ہوئے کہا تو ملازمہ نے سر اثبات میں ہلاتے وہاں سے دوڑ لگانے میں ہی عافیت جانی تھی۔

---

عقیدت نے سالن کا ڈونگا ٹیبل پر رکھتے گھور کر ضرغام خان کو دیکھا جس کے چہرے پر عقیدت کو دیکھتے زندگی سے بھرپور مسکراہٹ رینگ گئی تھی

ایک تو وہ دوپہر سے اتنا کھپ رہی تھیں کہ پتہ نہیں کون آنے والا۔۔مگر یہاں تو آتے ہی شوہر صاحب نے سب کے سامنے اس کی کلاس لگا دی تھی۔

ضرغام خان کی مسکراتی آنکھوں میں دیکھتے جب عقیدت نے حدائق شاہ کے ساتھ والی چیئر پیچھے کھسکائی تو لمحے میں ضرغام خان کی مسکراہٹ سمٹی تھی---

عقیدت کے ساتھ حوریہ کو بیٹھتے دیکھ عائث خان نے گھور کر اسے دیکھا تھا

Posted On Urdu Novel Book
اب منظر کچھ یو تھا کہ ڈائننگ ٹیبل کی سربراہی کرسی پر داجی۔۔۔ان کے بائیں جانب بہرام۔۔۔
بہرام کے ساتھ حدائق اور پھر عقیدت اور حوریہ بیٹھیں تھیں۔
جبکہ دوسری جانب داجی کے دائیں جانب ضرغام خان۔۔۔اور درمیان میں دو کرسیاں عقیدت اور حوریہ کے لیے چھوڑ کر عائث خان اور عائث کے ساتھ ارمغان خان بیٹھا تھا۔
وہ لوگ راستے میں ہی تھے کہ بالاج شاہ کسی کہ میسج آنے پر وہاں سے جلدی سے نکلا تھا جس پر داجی نے اسے جانے دیا تھا۔
جبکہ پلوشہ بخار کی وجہ سے اپنے کمرے میں آرام کر رہی تھی اور امتثال کو اتنی جلدی کھانا کھانے کی عادت نا تھی
مقدس بیگم تو کل سے اپنے کمرے سے ہی نہیں نکلی تھی۔۔۔اور کشف بیگم اپنی دوائی لے کر آرام کر رہی تھیں۔
عقیدت اور حوریہ کو دوسری جانب بیٹھتے دیکھ عائث خان نا محسوس انداز میں اٹھ کر ضرغام خان کے ساتھ بیٹھ گیا جسے دیکھ ارمغان بھی عائث خان کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا
"مرچیں کچھ زیادہ ہی نہیں آج کھانے میں "--- ضرغام خان نے کھانا کھاتے ہوئے کہا تو عقیدت نے گھور کر ضرغام خان کو دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

"تمہیں تو آج لگنی ہی ہیں"--- حدائق شاہ نے مسکرا کر کہتے بریانی کا چمچ بھر کر منہ میں رکھا تو ضرغام خان نے تیز نظروں سے اسے گھورا

"بالکل ٹھیک تو ہے۔۔جیسی روز ہوتی ہیں"--- داجی نے ضرغام خان کو دیکھتے سرسری لہجے میں کہا تو ارمغان خان نے سر جھٹکا

اب وہ انہیں کیا بتاتا مرچیں صرف کھانا کھا کر نہیں لگتی اور بھی بہت طرح لگتی ہیں جیسے ابھی ان سب کو ایک دوسرے کو دیکھ کر خاص کر اپنی بیویوں کو بارڈر کے دوسری جانب بیٹھے دیکھ کر لگ رہی ہیں۔۔لیکن وہ تو معصوم بچہ تھا آگ لگانے والا کام تھوڑی کر سکتا تھا۔۔اسی لیے خاموشی سے سر جھکائے کھانا کھانے میں خود کو مصروف کرلیا

"تمہیں تو لگتی رہتی ہیں۔۔اسی لیے زیادہ فیل نہیں ہو رہیں ہونگی۔۔میرا مطلب تم لوگ سپائسی کھانا کھاتے ہو نا زیادہ تر"--- ضرغام خان نے آبرو آچکا کر ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ سجائے کہا تو حدائق شاہ نے مٹھیاں بھینچتے ضرغام خان کو دیکھا

"آپ رہنے دیں یہ کھانا کھانے کو۔۔مجھے بھی لگ رہا زیادہ مرچیں ہوگئی ہیں۔۔آپ کے لیے رانی سے کہہ کر کم مرچوں والا کھانا بنوا دیتی ہوں--- تب تک آپ پھل وغیرہ کھا لیں"۔۔ ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھتے ضرغام خان کے قریب جاتے کھانے کی پلیٹ اٹھاتے سپاٹ لہجے میں کہا تو ضرغام خان نے گڑبڑا کر عقیدت شاہ کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

جبکہ عقیدت کے اس عمل پر وہاں بیٹھے سب افراد نے بامشکل اپنا قہقہہ ضبط کیا تھا

جبکہ عائث خان نے اپنے خاموش رہ جانے پر شکر ادا کیا تھا ورنہ وہ بھی اس کھانے سے محروم ہو سکتا تھا

"نن۔۔ہیں میں کھا لوں گا۔۔اتنی محنت سے بنایا ہے۔۔ویسے بھی رزق ضائع نہیں کرتے"۔۔ عقیدت شاہ کے ہاتھوں سے پلیٹ پکڑنے کی کوشش کرتے بات سنبھالتے ہوئے کہا تو داجی نے ان کے ڈراموں پر نفی میں سر ہلایا

"کوئی ضرورت نہیں۔۔رانی ویسے بھی صبح سے فارغ ہے۔۔اب تھوڑی محنت وہ آپ کے لیے کر لے گی۔۔آپ یہ زیادہ مرچیں کھانے کی زحمت نا کریں--- اور فکر نا کریں رزق ضائع نہیں ہوگا۔۔ارشد کو بھیج دوں گی"--- عقیدت نے ایک ایک لفظ چبا کر کہا تو ارشد کی بات پر ضرغام خان نے گھور کر دیکھتے پلیٹ چھوڑ دی

عائث خان نے گہری خاموش نظروں سے حوریہ شاہ کے جھکے سر کو دیکھا

جو برائے نام کھانا کھا رہی تھی۔۔پلیٹ میں چمچ گھماتی وہ عائث خان کو کسی اور ہی دنیا میں گم لگی

خود پر نظروں کی تپش محسوس کرتے حوریہ نے جیسے ہی سر اٹھایا تو نظریں عائث خان کی چاکلیٹ براؤن آنکھوں سے ٹکرائی

Posted On Urdu Novel Book

اس قدر زور آور آنکھوں کے تصادم پر حوریہ کا دل بے ساختہ دھڑکا تھا

عائث خان کی خاموش روح تک اتر جانی والی نظروں میں دیکھنا حوریہ کے لیے ہمیشہ سہان روح رہا تھا

تبھی گھبرا کر لمحے میں نظروں کا زاویہ بدلا تو حوریہ کی اس حرکت پر عائث خان کی آنکھوں میں پل میں وحشت اتری تھی۔

ان سب نے خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا سوائے ضرغام خان کے جو ناراض نظروں سے عقیدت کے چہرے کو دیکھنے میں مصروف تھا۔

کھانا کھاتے مرد سب اٹھ کر لاونج میں چلے گئے تو عقیدت اور حوریہ ٹیبل سمیٹتی کچن میں چلی گئیں

---

عائث خان بہانے سے اٹھتا کچن کی جانب آیا تو عقیدت اور حوریہ کو ملازمہ سے کچن صاف کرواتے دیکھ دروازے پر ہی رک گیا

جیسے ہی عقیدت فریج کی جانب بڑھی تو بنا آواز کیے آگے بڑھ کر اپنی جانب پیٹھ کیے کھڑی حوریہ کے ہونٹوں پر سختی سے ہاتھ جماتے۔۔ایک ہاتھ پیٹ کے گرد لپیٹے دبے قدموں وہاں سے نکلا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

"کیا بتمیزی ہے یہ خان"--- کچن کے پچھلے جانب بنے چھوٹے سے سٹوروم کے قریب پلر کے ساتھ حوریہ کو لگاتے اپنے ہاتھ اس کے اردگرد رکھے تو حوریہ نے اس اچانک افتاد پر سنبھلتے سخت لہجے میں کہا تو عائث خان نے گھور کر حوریہ کو دیکھا

"اور وہ کیا بتمیزی تھی جو تم نے ٹیبل پر کی--- میرے دیکھنے پر نظریں کیوں پھریں ہاں"--- ایک ہاتھ حوریہ کے سر کے قریب اوپر رکھتے دوسرے ہاتھ سے حوریہ کی تھوڑی تھامے سخت لہجے میں کہا تو حوریہ نے گھور کر عائث خان کو دیکھا

"اب آپ کیا چاہتے ہیں میں وہاں سب کے درمیان بے شرموں کی طرح آپ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بیٹھ جاتی"—حوریہ کے جھنجھلا کر کہنے پر عائث خان نے سختی سے اپنے جبڑے بھینچے

"زیادہ زبان درازی مت کرو--- ایک بات کان کھول کر سن لو--- جب میں تمہاری طرف دیکھو تو تم پر فرض ہے کہ تم میری آنکھوں میں دیکھو— تمہیں لوگوں کے ہونے یا ہونے سے فرق نہیں پڑنا چاہیے— تمہیں صرف اس بات سے فرق پڑنا چاہیے—کہ تمہارا شوہر کیا چاہتا ہے"--- حوریہ کے چہرے پر ہاتھ کی پشت پھیرتے گھمبیر لہجے میں کہا تو حوریہ نے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دباتے عائث خان کے سرخ و سپید چہرے کو دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

"اور اپ کیا چاہتے ہیں"--- ہونٹوں سے بے ساختہ ادا ہوئے لفظوں پر حوریہ کا دل کیا ماتھا پیٹ لے--- وہ اس مسینے خان کی سب چاہتوں سے واقف تو تھی اور اب اپنے سوال پر عائث خان کے ہونٹوں پر رنگتی معنی خیز مسکراہٹ دیکھ حوریہ کو اپنی جان ہوا ہوتی محسوس ہونے لگی

"تمہیں نہیں پتہ کہ میں کیا چاہتا ہوں"--- معنی خیز نظروں سے حوریہ کے ہوش ربا سراپے کو دیکھتے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دبا کر سرگوشی کی تو حوریہ کو اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوئی

"نن—ہیں مجھے عقیدت لالی بلا رہی ہیں شاید میں"— نفی میں سر ہلاتے وہاں سے جانے کے لیے ہر تولے تو عائث خان نے شہادت کی انگلی حوریہ شاہ کے باریک گلابی ہونٹوں پر رکھی

"ہشش—چاہتیں تو بہت ہیں میری—اور سبھی تم سے وابستہ ہیں اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم ان سب سے واقف ہو—مگر فلحال میں تمہاری نازک سی جان کو زیادہ مشکل میں نہیں ڈالوں گا—بس تھوڑا سا اپنے حق میں سے حصہ چاہیئے"—حوریہ کے ہونٹوں کے قریب اپنے ہونٹ لاتے بوجھل لہجے میں سرگوشی کی تو عائث خان کی دہکتی سانسوں کی تپش اور بولنے کے باعث ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں پر محسوس کرتے حوریہ کا دل بری طرح دھڑکا تھا

Posted On Urdu Novel Book

"عع۔۔عائث کک۔کوئی اجائے گا"۔۔کپکپاتے ہاتھ عائث خان کے سینے پر رکھتے۔۔دیوار کے ساتھ چپکتے۔۔چہرے کا رخ بدلتے التجائیہ لہجے میں کہا تو عائث خان نے جواب دیے بغیر اپنے ہونٹ حوریہ کے گال پر شدت سے ثبت کیے۔۔۔

سینے پر دھرے حوریہ کے ہاتھوں کو اپنی سخت گرفت میں لیتے۔۔جھٹکے سے حوریہ کو قریب کرتے اپنے سینے سے لگا کر حوریہ کے ہاتھ پشت پر باندھے

"آئی ڈونٹ کیئر۔۔ آئی وانٹ ٹو فیل یو۔۔رائٹ ناؤ اینڈ ڈیٹس اٹ"۔۔۔ حوریہ کی سانسوں میں گہری سانس بھرتے شدت بھرے لہجے میں کہا تو حوریہ نے چہرہ سیدھا کرتے عائث خان کی جذبے لٹاتی آنکھوں میں دیکھا

ہاتھ کی پشت پر بندھے ہاتھوں کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں اڑستے دیوار سے لگاتے۔۔حوریہ شاہ کی کرسٹل گرے آنکھوں میں دیکھتے عائث خان نے جھک کر اپنے تشنہ لب حوریہ کے ہونٹوں پر رکھتے حوریہ کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں کی سخت گرفت میں لیا

پوری شدت سے حوریہ کی سانسوں کو اپنی سانسوں میں شامل کرتے عائث خان نے شدت سے حوریہ کو خود میں بھینچ لیا۔۔۔ دایاں ہاتھ حوریہ کے بالوں میں الجھاتے۔۔دوسرے ہاتھ کو کمر کے گرد لپیٹے حوریہ کو زمین سے اٹھاتے۔۔سختی سے خود میں بھینچ لیا

Posted On Urdu Novel Book

خود کو ہوا میں محسوس کرتے حوریہ نے عائث خان کی پشت پر ہاتھ باندھتے سختی سے شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچا تھا

معنی خیز خاموشی اور قربت کا دورانیہ بڑھنے لگا تو عائث خان نے حوریہ کی بکھرتی سانسوں کو محسوس کرتے اپنے ہونٹ نرمی سے جدا کیے جبکہ حوریہ کو نیچے ابھی بھی نہیں اتارا تھا۔ دونوں کی دھونکنی کی مانند چلتی سانسیں ایک دوسرے میں شامل ہوتی۔۔حواسوں پر چھانے لگی تھیں۔

خمار آلود بہکی نظروں سے حوریہ کے خون چھلکاتے چہرے اور اپنی شدت سے سرخ پڑتے نم ہونٹوں کو دیکھتے عائث خان نے جھک کر شدت سے اس نمی کو ہونٹوں سے چھوا تھا۔

"تمہارا دل نہیں چاہتا کہ ہمارے درمیان یہ جو بے معنی دوریاں ہیں وہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائیں۔۔میں تمہارے اتنا قریب آجاؤ کہ ہم دونوں کے درمیان صرف محبت و قربت ہو اس کے سوا ہوا تک کا گزر نا ہو"--- حوریہ کے چہرے کو شدت سے چومتے بہکے لہجے میں سرگوشیاں کرتا وہ حوریہ کو کپکپانے پر مجبور کر گیا تھا

" عع-عائث ہم روم میں نہیں ہیں۔۔سب حویلی میں ہیں۔۔پلیز سمجھے نا"۔۔عائث خان کے گستاخیاں کرتے ہونٹوں پر اپنی ہتھیلی جماتے التجائیہ لہجے میں کہا تو عائث خان نے گھور کر حوریہ کو دیکھا---

"اور تمہیں لگتا ہے کہ مجھے ان کی پرواہ ہے۔۔اگر تم یہ باتیں روم میں کرنا چاہتی ہو تو ٹھیک ہے۔۔ہم آج رات اس ٹاپک پر ہی بات کریں گے۔۔اور مجھے یقین ہے کہ فیصلہ میرے حق میں ہی ہو گا۔۔اور صبح تک ہم اس فیصلے پر عمل بھی کر چکے ہوگے"---- حوریہ کے ہونٹوں کو سہلاتے دھیمے انچ ذدہ لہجے میں کہا تو حوریہ نے سر اثبات میں ہلانے میں ہی اپنی عافیت جانی

فلحال تو وہ بس اس جان لیوا حصار سے فرار چاہتی تھی--- رات کی رات میں دیکھنے کا سوچتے عائث خان کے پیچھے ہوتے وہ چار سو بیس کی سپیڈ میں وہاں سے سر پٹ بھاگی تھی

جبکہ حوریہ کی پھرتی دیکھ عائث خان نے گھور کر اسے خود سے دور جاتے دیکھا تھا۔

---

حدائق پتر تم ذرا پلوشے کو دیکھ لینا۔۔کل رات سے بخار ہے ڈاکٹر کہ پاس بھی یہ لڑکی نہیں گئی۔۔تم دیکھ لو ہماری تسلی ہو جائے گی۔۔اگر کوئی دوا وغیرہ ہوئی تو لکھ دینا ہم ابھی منگوا لیں گے"--- داجی نے حدائق شاہ سے کہا تو حدائق شاہ نے چہرے پر سنجیدگی طاری کیے سر اثبات میں ہلایا

اپنا بریف کیس پکڑتے۔۔بہرام کو داجی کو باتوں میں لگانے کا اشارہ کرتے ڈرائنگ روم سے نکلتے پلوشہ کے کمرے کا رخ کیا

Posted On Urdu Novel Book

احتیاط سے ارد گرد نگاہ دوڑا کر عائث اور ضرغام خان کو دیکھا

کیونکہ فلحال وہ ان دونوں سے سر کھپانا نہیں چاہتا تھا۔۔دل تو اس وقت اپنی شائننگ سٹار کے بیمار ہونے کا سن کر بری طرح بے چین ہو رہا تھا۔

پلوشہ کے کمرے میں داخل ہوتے۔۔پلٹ کر کمرے کا دروازا بند کیا

نظریں کمرے کے اطراف میں گھمائی تو پلوشہ کہی نظر نا آئی تبھی واش روم کا دروازا کھلنے کی آواز پر حدائق شاہ نے پلٹ کر دائیں جانب دیکھا

جہاں پلوشے بلیک کرتا شلوار پہنے۔۔بالوں کی ڈھیلی چٹیاں کیے--- بخار کی حدت سے سرخ پڑتا چہرہ جس پر اس وقت پانی کے قطرے شبنم کے قطروں کی مانند ٹھہرے ہوئے تھے۔۔ دوپٹے سے بے نیاز ہوش ربا سراپہ لیے وہ بری طرح حدائق شاہ کے جذبات جگا چکی تھی۔

خود پر نظروں کی تپش محسوس کرتے پلوشہ نے تھکن زدہ چہرے کو اٹھایا تو دل دھک سے رہ گیا

ابھی وہ کچھ سمجھتی کہ حدائق شاہ نے بریف کیس صوفے پر اچھالتے قدم پلوشہ کی جانب بڑھائے

"تمہیں اندازا بھی نہیں مائے شائنگ سٹار کے تمہیں دیکھنے کے لیے یہ دل کس قدر بے چین تھا۔۔اور طبعیت خراب تھی تو ڈاکٹر کو کیوں نہیں دکھایا دیکھو کیسے آگ کی طرح جل رہا ہے

Posted On Urdu Novel Book

جسم"۔۔آگے بڑھتے پلوشہ خان کے کندھوں کے گرد بازو لپیٹ کر سینے میں بھینچتے محبت بھری سرگوشی کرتے بعد میں شکوہ کیا تو پلوشہ نے کسمسا کر حدائق شاہ کا حصار توڑنا چاہا

"ح-حدائق۔۔افففف۔۔شاہ ہٹیں بھی ہمیں سانس نہیں آرہا"--- حدائق شاہ کے سینے سے منہ نکالنے کی کوشش کرتے مدھم لہجے میں کہا تو حدائق شاہ نے گھور کر پلوشہ خان کے سر کو دیکھا

پھر سر جھٹکتے جھٹکے سے پلوشہ کو بانہوں میں اٹھاتے قدم صوفے کی جانب بڑھائے

"اور مجھے تو سانس ہی تمہارے قرب میں آتا ہے"--- پلوشہ کو صوفے پر بٹھا کر اس کے سامنے بیٹھ کر بوجھل لہجے میں کہا تو حدائق شاہ کی بات پر پلوشہ کی آنکھیں شرم سے جھکی تھیں۔۔ہونٹوں پر شرمیگی مسکراہٹ رینگی تو حدائق شاہ نے جھکتے نرمی سے اس مسکراہٹ کو اپنے ہونٹوں میں قید کیا

جس پر پلوشہ نے سٹپٹا کر دور ہونا چاہا۔

"یہ احتجاج۔۔جھجھک اور یہ دوریاں صرف کچھ دنوں تک ہی ہیں شائننگ سٹار۔۔اس کے بعد صرف حدائق شاہ ہوگا اور اس کی جنون خیزیاں۔۔تب مجھ سے اس نرمی کی امید نا رکھنا اس معاملے میں تو کبھی بھی نہیں"--- پلوشہ کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں تھامتے انگھوٹے کو

Posted On Urdu Novel Book

پلوشہ کی دائیں کلائی پر رب کرتے سنجیدہ لہجے میں کہا تو پلوشہ خان نے گھنی پلکوں کی جھالر اٹھا کر حدائق شاہ کی سرخ نیلی آنکھوں میں دیکھا

"آپ ک-کب آئیں"--- حدائق شاہ کی نظروں سے بچنے کی خاطر سوال کیا تو حدائق شاہ کچھ یاد آنے پر چونکا

"او ہوں--- تمہارا بخار دیکھنے آیا تھا---داجی نے کہا تھا کہ تمہیں دیکھ آؤ انہیں تسلی ہو جائے گی"---پیچھے ہٹتے بیگ سے تھرما میٹر نکالتے ہوئے سرسری لہجے میں کہا تو پلوشہ خان نے ہونٹ بھینچتے سر جھکایا

بخار اور بی پی چیک کرتے حدائق شاہ نے پرچی پر دوائیاں لکھیں انجیکشن لگانے کا اس نے رسک نہیں لیا کیونکہ وہ بچپن سے جانتا تھا کہ اسے انجیکشن سے ڈر لگتا ہے

میڈیسن میں بھی کوئی سیرپ نہیں تھا---کیونکہ اسے یقین تھا کہ میڈم کڑوا کہہ کر نہیں پیئے گی

"ہوگیا آپ کا کام تو اب جا سکتے ہیں"--- پلوشہ کے روٹھے لہجے پر حدائق شاہ نے چونک کر اسے دیکھا جو ابھی اپنے ہاتھوں سے کھیلنے میں مصروف تھی

"کیا مطلب---تم ناراض ہو"---اسے سچ میں سمجھ نہیں آئی تھی کہ ہوا کیا ہے تبھی بات گھمائے بغیر ڈائریکٹ استفسار کیا تو پلوشہ نے ناک سکوڑتے چہرے کا رخ بدلا

Posted On Urdu Novel Book

"مطلب داجی کی تسلی کے لیے مجھے دیکھنے آئیں تھے۔۔دیکھ لیا دوا بھی لکھ دی اب جا سکتے ہیں آپ"--- ہنوز نروٹھے لہجے میں جواب دیا تو حدائق شاہ نے پہلے نا سمجھی اور پھر سمجھ آنے پر قہقہہ لگاتے۔۔پلوشہ خان کی کمر میں بازو لپیٹ کر ایک جھٹکے میں اسے اپنے حصار میں لیتے۔۔قید کیا

"داجی کے کہنے پر تمہیں دیکھ لیا ان کی تسلی بھی ہو جائے گی۔۔مگر اب تمہیں شوہر بن کر بھی تو دیکھنا ہے۔۔تب تم نے میرے کام میں دخل نہیں دیا مجھے امید ہے کہ اب میرے پیار والے اہم ترین کام میں بھی احتجاج نہیں کرو گی"--- پلوشہ کی چھوٹی سی سرخ پڑتی ناک کو دانتوں تلے دباتے شوخ لہجے میں کہا تو پلوشہ نے سٹپٹا کر حدائق شاہ کو دیکھا---

"مم۔۔میرا وہ مطلب نہیں تھا"۔۔دونوں ہاتھ حدائق شاہ کے کندھوں پر رکھتے منمنا کر کہا تو حدائق شاہ نے مسکراتے محبت سے پلوشہ کے ماتھے کو چھوا

"میرا تو وہی مطلب تھا جو میری بیوی سمجھ چکی ہے"۔۔پلوشہ کی انگلیوں میں انگلیاں اڑستے ہاتھوں کی پشت پر اپنے پرحدت ہونٹوں کا لمس چھوڑتے۔۔شوخ لہجے میں کہا تو پلوشہ بے اختیار سمٹی تھی---

"آپ نے میرا حال تو پوچھا نہیں"--- نظریں حدائق شاہ کے ہاتھوں کی رگوں پر ٹکائے شکوہ کیا تو حدائق شاہ نے ہونٹوں کو اووو کی شکل میں کھولا

Posted On Urdu Novel Book

"تو کیا حال ہے میری بیگم کا۔۔۔آہہ۔۔۔تم چھوڑو میں خود ہی اپنی بیگم کا حال دیکھ لیتا ہوں"۔
-- سنجیدہ لہجے میں کہتے اپنی بات کی نفی کرتے ہاتھ کی پشت پلوشے کے ماتھے پر رکھا تو
پلوشہ نے منہ بسور کر حدائق شاہ کو دیکھا
مگر جان تو تب ہوا ہوئی جب حدائق شاہ نے جھک کر پلوشہ کی بخار کی حدت سے دہکتی
سانسوں میں سانس لیتے۔۔۔بالوں میں ہاتھ پھنسا کر چہرہ اوپر کرتے دل کے مقام پر کان رکھا
تو پلوشہ کا دل ننھا سا دل اس بے باکی پر کانپ گیا
حدائق شاہ کے بائیں ہاتھ کی انگلیوں کے جان لیوا لمس کو اپنی گردن سے آگے سے پیچھے کی
جانب حرکت کرتے محسوس کر کہ پلوشہ بری طرح کسمسائی تھی۔
"حدائق۔۔۔پپ۔۔۔پلیز"--- حدائق شاہ کے بالوں میں انگلیاں پھنساتے چہرہ اوپر کی جانب
کرتے۔۔۔تڑپ کر چہرہ حدائق شاہ کی گردن میں چھپا کر نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو حدائق
شاہ نے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دبائے بامشکل اپنا قہقہہ ضبط کیا
"کیا ہوا---ابھی تو میں نے ٹھیک سے حال بھی نہیں دیکھا اور تم چہرہ چھپا رہی ہو۔۔۔علاج
کرنا تو باقی ہے"--- پلوشہ کی کمر پر انگلیوں کو پھیرتے ایک ہی جھٹکے میں پشت پر لگی زپ
کو کھولتے جھک کر اپنے لب پلوشہ کے کندھے سے تھوڑا نیچے کمر پر رکھا تو پلوشہ کو اپنے
وجود میں سرد لہریں سرائیت کرتی محسوس ہوئی

Posted On Urdu Novel Book

ابھی وہ بچاری مزاحمت بھی نا کر پائی تھی کہ حدائق شاہ نے کندھوں سے شرٹ کھسکاتے پلوشہ کو چہرہ اپنے سامنے کیا

بنا پلوشہ کو احتجاج کا موقع دیے وہ پوری شدت سے پلوشہ کے کپکپاتے گلاب سی پنکھڑیوں پر جھک گیا

اپنے ہونٹوں میں پلوشہ خان کے ہونٹوں کو شدت سے دباتے کندھوں پر اپنے ہاتھ کے پشت پھیرتے وہ پلوشہ کو کپکپانے پر مجبور کر گیا تھا

پلوشہ کی کمر میں بازو لپیٹتے۔۔اس سے دور ہوئے بغیر اوپر اٹھاتے صوفے پر لٹاتے حدائق شاہ گھنی گھٹا کی طرح پلوشہ پر سایہ کرتا چلا گیا---

Urdu Novel Book

حدائق شاہ کے ہونٹوں کو لمحے میں اپنے ہونٹوں سے گردن کا فاصلہ طے کرتے پلوشے نے بکھرے تنفس اور دھڑکتے دل کے ساتھ احتجاج کرنا چاہا

مگر حدائق شاہ سب بھلائے پلوشہ خان کے احتجاج کرتے ہاتھوں میں اپنی انگلیاں اڑستا--- گردن اور کندھوں پر جابجا اپنی شدتیں نچھاور کرنے لگا

کمرے کی معنی خیز خاموشی میں پلوشہ کی بکھری سانسوں اور حدائق شاہ کی دھونکنی کی مانند چلتی سانسوں کا شور برپا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

اپنی گردن سے چہرے تک حدائق شاہ کے جھلسا دینے والے لمس کو محسوس کرتی وہ حدائق شاہ کے سینے میں چھپنے لگی تو حدائق شاہ نے سختی سے پلوشہ کو خود میں بھینچ لیا

وہ ابھی قربت کے ان لمحات میں مزید بہکتا کہ فون پر آتی کال پر سختی سے آنکھیں میچتا۔۔ جھٹکے سے پیچھے ہوا

فون میں بہرام شاہ کی کال دیکھتے اٹھانے کی بجائے فون بند کرتے۔

خمار آلود نظروں سے صوفے پر آنکھیں بند کیے کپکپاتی پلوشہ خان کو دیکھا--- پلوشہ خان کے خون چھلکاتے ہونٹوں سے نظریں سرکتی دودھیاں سرخ گردن پر آئی تو وہاں اپنی شدتوں کے نشان دیکھتے۔۔آنکھوں میں خمار اترنے لگا

دونوں بازو پلوشہ کی کمر کے گرد حائل کرتے جھٹکے سے اٹھا کر اپنے روبرو کیا تو پلوشہ خان نے گھبرا کر کندھوں سے سرکتی شرٹ کو تھاما تو حدائق شاہ نے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دباتے

پلوشہ خان کی نیلی آنکھوں میں قربت کی سرخی کو دیکھا---

"باقی کا علاج رخصتی والے دن کنٹنیوں کریں گے۔۔اور تمہیں تو میں نے بتایا نہیں کہ میں نے تمہارے لیے بہت پیاری پیاری ڈریسز لے رکھی ہیں۔۔ایم شیور کہ تم انہیں پہن کے

بنا بخار کہ بھی بہت ہاٹ لگو گی"--- کالر بون پر اپنے لب رکھتے۔۔پلوشہ کی شرٹ ٹھیک کرتے زپ بند کرتے ہوئے سرگوشی کی تو پلوشہ خان نے سرخ پڑتے چہرے کو مزید جھکا لیا

"ہمیں آپ سے کوئی علاج نہیں کروانا"--- سر جھکائے منمنا کر کہا تو حدائق شاہ نے گھور کر پلوشہ خان کے جھکے سر کو دیکھا

"اب علاج کی ضرورت بھی نہیں۔۔اس دن تو ہم جونئیر حدائق یا پلوشہ کو لانے کے لیے پراسیسنگ سٹارٹ کریں گے نا------ اور اس دن میں تمہارا کوئی احتجاج برداشت نہیں کروں گا--- کیونکہ میرے جونیئر پہلے ہی بہت لیٹ ہو چکے ہیں میں مزید انہیں انتظار نہیں کرواسکتا"---- پلوشہ خان کا چہرہ ہاتھ میں دبوچتے اپنے چہرے کے قریب تر کرتے سخت لہجے میں کہا تو پلوشہ خان نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے حدائق شاہ کی پلیننگ کو سنا تھا

"مجھے امید ہے کہ تم اس نیک کام میں میرا بھرپور ساتھ دو گی۔۔ساتھ نا دے سکی تو چپ چاپ خاموشی سے میری شدتیں برداشت کر لینا مگر مزاحمت کی کوشش بھی مت کرنا بہت بری طرح پیش آؤ گا میں--- تمہارا ہر ناز نکھرا سر آنکھوں پر لیکن دوری قائم کرنے والا ایک نکھرا ایک آنکھ برداشت نہیں کروں گا میں---پہلے ہی بہت عمر گزار لی ہے ان دوریوں میں اب ایک لمحہ بھی نہیں"--- فون پر آتے بہرام شاہ کے مسیج کا جواب ٹائپ

Posted On Urdu Novel Book

کرتے سخت لہجے میں کہتے ایک بار جھک کر پھر سے پلوشہ خان کے نازک ہونٹوں کو اپنی سخت گرفت میں لیتے بیگ اٹھا کر لمبے لمبے ڈگ بھرتے قدم باہر کی جانب بڑھائے

جبکہ پلوشہ خان نے خون چھلکاتے چہرے کو ہاتھوں میں چھپاتے پلٹ کر چہرہ صوفے کی پشت میں چھپایا

---

سارا کچن سمیٹ کر اب وہ چینج کرنے کی غرض سے اوپر اپنے کمرے کی جانب جا رہی تھی کہ اپنے پیچھے آندھی طوفان کی طرح کسی کو سیڑھیاں چڑھتے محسوس کر کہ اس سے پہلے پلٹتی کہ ضرغام خان نے اپنا دایاں ہاتھ عقیدت کے پیٹ پر رکھتے اسے دیوار کے ساتھ لگایا--

--

اور بنا عقیدت کو سمجھنے کا موقع دیے اس کے دونوں ہاتھ اپنی گرفت میں لیتے۔۔سر کے اوپر دیوار پر پن کرتے چہرہ عقیدت کے چہرے کے قریب کیا-

وہ جو اس اچانک افتاد پر حق دق رہ گئی تھی۔۔اپنے سامنے ضرغام خان کو سنجیدہ چہرہ اور آنکھوں میں خفگی لیے کھڑے دیکھ بری طرح تلملائی تھی-

Posted On Urdu Novel Book

"تمھم— دماغ خراب ہو گیا ہے کیا [illegible] میں گر جاتے"--- ہاتھ چھڑاونے کی کوشش کرتے--- دانت کچکچا کر کہا تو ضرغام خان نے دائیں ہاتھ سے عقیدت کی گردن اپنی سخت گرفت میں لی

"ہاں ہو گیا ہے دماغ خراب—کیا کہہ رہی تھی تم—تم میرے حصے کا کھانا—اپنے ہاتھوں سے بنا کھانا اس ارشد کو دو گی—ہمت بھی کیسے ہوئی تمہاری یہ کہنے کی بھی"--- ہاتھوں اور گردن پر گرفت سخت کرتے عقیدت کے چہرے پر جھکتے غرا کر کہا تو عقیدت نے سخت نظروں سے ضرغام خان کو گھورا

"بالکل ویسے ہی جیسے تمہاری ہمت ہوئی میرے بنائے ہوئے کھانے میں نقص نکالنے کی--- اور میں نے صرف کہا ہی نہیں بلکہ عمل بھی کیا ہے—تمہارے حصے کا کھانا ارشد کو پہنچا دیا ہے"--- آنکھوں کو پٹپٹاتے کندھے آچکا کر کہا تو ضرغام خان کا چہرہ پل میں سرخ ہوا تھا—

"تمہیں اندازا بھی ہے کہ یہ کھانا اس کی زندگی کا آخری کھانا بھی ہو سکتا ہے"--- عقیدت کی شہہ رگ پر انگھوٹھا پھیرتے سرد و سپاٹ لہجے میں کہا تو عقیدت نے کندھے آچکا کر آنکھیں گھمائیں

Posted On Urdu Novel Book

"ہاتھ چھوڑوں میرے ــ پہلے ہی سارا دن چمچ ہلا ہلا کر میرے بازو درد کر رہے ہیں"--- ضرغام خان کے حصار میں کھڑے بری طرح جھٹپٹاتے ہوئے کہا تو ضرغام خان نے نا محسوس انداز میں گرفت ہلکی کی

"مجھے جب اس چمچ ہلانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوا ــ جب میں کچھ کھا ہی نہیں سکا تو پھر میں کیوں تمہارے درد کا احساس کروں"--- عقیدت کی آنکھوں میں جھانکتے سرد لہجے میں کہا تو عقیدت نے بے یقینی سے ضرغام خان کو دیکھا---

"کیا مطلب ــ اب تم اس بات کا بھی مجھے مجرم ٹھہراؤ گے ــ تمہیں ہی کھانا پسند نہیں آیا تھا--- مرچیں زیادہ تھی نا ــ تو میں کیوں تمہیں زبردستی وہ کھانا کھانے دیتی ــ اور میں نے کب کہا کہ میرے درد کا احساس کرو--- کوئی ضرورت نہیں مجھے تمہارے احساس کی--- ہاتھ چھوڑو جانا ہے مجھے"---- دانت پیستے ہوئے دبے دبے لہجے میں چلا کر کہا تو ضرغام خان نے عقیدت کے دونوں ہاتھ چھوڑتے ــ اپنے دونوں بازو عقیدت کی کمر کے گرد باندھے

"نہیں پسند آیا تھا تو وہ میرا مسئلہ تھا ــ اگر مجھے مرچیں لگ رہی تھی تو میں اپنی فیورٹ سویٹ ڈش کھا لیتا ــ لیکن تم نے کیا کیا ــ اس سالے کے سامنے مجھ سے پلیٹ ہی چھین لی ــ اور کیا کہا تھا کہ میں پھل کھا لوں"--- تپے تپے لہجے میں چلا کر کہا تو عقیدت نے ضرغام خان کے یوں چلانے پر اردگرد نگاہ دوڑائی

Posted On Urdu Novel Book

"تم پاگل ہو ہم اپنے کمرے میں نہیں۔۔میرے بھائی آئیں ہوئے ہیں--- اب اس طرح سے چلاؤ مت جا کر کھا لو اپنی سویٹ ڈش"--- ضرغام خان کی سرخ نیلی آنکھوں میں دیکھتے آہستہ آواز میں کہا تو پل میں ضرغام خان کی آنکھوں میں خمار اترا تھا۔۔جس سے بے خبر عقیدت جھنجھلاتے ہوئے ضرغام خان کے بازو اپنی کمر سے ہٹانے کی کوشش کرتی اردگرد نگاہ بھی دوڑا رہی تھی

اگر بہرام یا حدائق میں سے کوئی ادھر اجاتا اگر وہ نا بھی آتے اگر داجی یا ارمغان ہی اجاتے۔۔۔اس شخص نے تو ڈھٹائی اور بے شرمی میں پی ایچ ڈی کر رکھی تھی

"سویٹ ڈش تو میں کسی صورت نہیں چھوڑنے والا"--- ضرغام خان کے بوجھل لہجے پر عقیدت نے چونک کر دیکھا مگر ضرغام خان کی خمار آلود نظروں کو اپنے ہونٹوں پر دیکھ سختی سے ہونٹ بھینچے

"ضض-ضرغام پلیز مجھے جانے دو میں نے چینج کرنا ہے"--- مدھم لہجے میں منمنا کر کہا تو ضرغام خان نے سنجیدہ نظروں سے عقیدت کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھا---

"تمھیں نہیں لگتا اب ہمارا پرموشن ہو جانا چاہیے"---- ناک عقیدت کی گال پر ٹریس کرتے خمار آلود لہجے میں سرگوشی کی تو عقیدت نے نا سمجھی سے ضرغام خان کے جھکے چہرے کو دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

"کس بات کا پرموشن ۔۔۔ جاب سے تم مجھے منع کر چکے ہو ۔۔۔ تو اب کس چیز کا پرموشن"--- ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دبائے شکوہ کناہ لہجے میں کہا تو ضرغام خان نے مسکراتے اپنا ماتھا عقیدت کے ماتھے سے ٹکرایا

"میاں بیوی سے ماں باپ کے رتبے کا پرموشن ۔۔۔ اس سالے کو ماما بنانے کا پرموشن ۔۔۔ اس سے پہلے وہ مجھے ماما بنائے ۔۔۔ تم مجھے پاپا بنا دو"--- خمار آلود لہجے میں سرگوشی کرتے حدائق شاہ کے ذکر پر دانت کچکچائے تو عقیدت نے گھور کر ضرغام خان کو دیکھا

"پاپا بننے سے زیادہ تمہیں میرے بھائی کو ماما بنانے کی جلدی ہے ۔۔۔ حد ہوگئی ضرغام---"--- عقیدت کے جھنجھلا کر کہنے پر ضرغام خان نے گھور کر اسے دیکھا

"تو تمہیں اعتراض کس بات کا ہے ۔۔۔ تمہیں اپنے شوہر کا ساتھ دینا چاہئے نا کہ بھائی کا ۔۔۔ اور ویسے بھی تمہارے بھائی کو بہن دے رہا ہوں نا اپنی ۔۔۔ اب وہ اپنی بیوی کو ٹائم دے اور میری بیوی کی جان چھوڑے"--- عقیدت کی کمر پر گرفت سخت کرتے سنجیدہ لہجے میں کہا تو عقیدت کا دل کیا اپنا سر دیوار میں مار لیں

بنا ضرغام خان کو کوئی جواب دیے خاموشی سے سر دیوار سے ٹکا کر نظریں نیچے سیڑھیوں پر ٹکائیں تو ضرغام خان نے آبرو آچکا کر عقیدت کے تھکن زدہ چہرے کو دیکھا---

Posted On Urdu Novel Book

"اچھا ٹھیک ہے نہیں کہتا تمہارے بھائی کو کچھ اور تم بھی فریش ہو آؤ۔۔لیکن اس سے پہلے میری بات ماننی ہوگی"--- عقیدت کے ماتھے کو ہونٹوں سے چھوتے نرم لہجے میں کہا تو عقیدت نے آنکھیں چھوٹی کرتے ضرغام خان کو مشکوک نظروں سے گھورا

"کیسی بات۔۔مجھے یقین ہے تمہاری یہ بات میری جان ہلکان کرنے کے لیے ہی ہوگی"--- ناک سکیڑتے منمنا کر کہا تو ضرغام خان نے بلا تاخیر سر اثبات میں ہلایا

"جان ہلکان کرنا نہیں۔۔جان لینے کا ارادہ ہے---- تمہاری روح میں شامل ہو کر یک جان ہونے کا ارادہ ہے"--- عقیدت کے چہرے پر جھکتے جابجا دہکتا لمس چھوڑتے۔۔گھمبیر لہجے میں سرگوشی کی تو عقیدت کو اپنے رگ و پے میں سرد لہریں سرائیت کرتی محسوس ہوئی۔۔ خشک پڑتے حلق کو تر کرتے۔۔اپنے دونوں ہاتھوں سے ضرغام خان کی اجرک کو مٹھیوں میں دبوچتے خود کو بامشکل گرنے سے بچایا----

"مم۔۔مطلب"--- ضرغام خان کی داڑھی کی چھبن اپنے گال پر محسوس کرتے۔۔جھرجھری لیتے سرگوشی نما لہجے میں کہا تو ضرغام خان نے مسکراتے شدت بھرا لمس چھوڑتے اپنے دانت عقیدت کے ہونٹوں کے قریب گاڑھے

"منڈے کو ہم ڈیٹ پر جا رہے ہیں۔۔اور مطلب میں تمہیں وہاں بہت اچھے سے سمجھاؤ گا--- ڈیٹیل میں--- ہمارے کبرڈ میں جو لاکر ہے اس کا پاسورڈ ہمارے بچپن کے نکاح کی

ڈیٹ ہے۔اس میں ایک ڈریس ہے۔منڈے کو وہ پہن کر تیار ہو جانا"--- عقیدت کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں بھرتے سنجیدہ لہجے میں کہا تو عقیدت نے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دباتے سر اثبات میں ہلایا

تبھی ضرغام خان نے جھکتے اپنے تشنہ لب عقیدت شاہ کے ہونٹوں پر رکھ دیے--- اپنے ہونٹوں میں عقیدت کے ہونٹوں کو شدت سے دباتے۔عقیدت کی سانسوں کو شدت سے اپنی سانسوں میں الجھایا--- عقیدت کے ہونٹوں کو پوری شدت سے چومتے۔اپنے دونوں بازو عقیدت کی گردن کے گرد لپیٹتے۔اسے خود میں بھینچا

"وہ عقیدت کے معاملے میں ہمیشہ شدت پسند ہو جاتا تھا۔جب جب وہ عقیدت کے قریب آیا تھا اس کے لمس میں کھوتا وہ سب کچھ بھول جاتا تھا۔عقیدت کے ہونٹوں اور چہرے پر اپنی شدتوں کے نشان دیکھنے کے بعد وہ خود میں نرمی لانے کی کوشش کرتا تھا۔مگر ہر بار وہ بری طرح ناکام ہوجاتا تھا۔عقیدت شاہ اس قدر عزیز تھی ضرغام خان کو کہ اس کا دل کرتا تھا وہ اپنے ہر لمس کے ساتھ عقیدت کو خود میں جذب کر لیں یا خود اس کی روح میں شامل ہو جائے۔اس وقت بھی اپنے لمس میں نرمی لانے کی کوشش کرنے کے باجود بھی ضرغام خان آنکھیں بند کرتا سب کچھ بھلائیں اپنی شدتیں عقیدت کے ہونٹوں پر لٹا رہا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

دور سے آتی قدموں کی چاپ سنتے عقیدت نے ضرغام خان کی اجرک کو جھٹکا دیتے پیچھے ہونا چاہا۔۔جس پر ضرغام خان نے عقیدت کی کلائیاں اپنی ہاتھوں میں دبوچتے۔۔اپنے دانتوں میں عقیدت کے نچلے ہونٹ کو لیتے ہلکے سے کھینچتے۔۔نرمی سے عقیدت کے ہونٹوں کو آزاد کیا۔

۔ تو عقیدت بکھرے تنفس سے بے حال ہوتی سر ضرغام خان کے کندھے سے ٹکا گئی

جبکہ ضرغام خان نے خمار آلود نظروں سے عقیدت کے سر کو دیکھتے۔۔اپنے دونوں بازو عقیدت کے گرد پھیلائیں

"بیگم یہ تو منڈے نائٹ کا بس چھوٹا سا ٹریلر تھا۔۔ابھی سے جان ہلکان ہونے لگی--- اب ایسا کرنا پھل وغیرہ کھاؤ اور خود میں جان لاؤ تاکہ اپنے خان کو جھیل سکو۔۔باقی کی مووی منڈے کو سٹارٹ کریں گے "۔۔عقیدت کے کان کی لو کو دانتوں تلے دباتے شوخ لہجے میں سرگوشی کرتے اوپر سیڑھیوں پر کسی کی موجودگی کو محسوس کرتے بائیں جانب دیکھا تو مقدس بیگم کو سپاٹ نظروں سے اپنی جانب دیکھتے۔۔ضرغام خان نے مسکرا کر انہیں دیکھا

"ماں خیریت کچھ چاہئے تھا آپ کو"--- ضرغام خان کی بات پر عقیدت نے جھٹکے سے پیچھے ہونا چاہا۔۔تو ضرغام خان نے عقیدت کے کندھے کے گرد اپنا بازو پھیلاتے اس کی کوشش کو ناکام کیا

Posted On Urdu Novel Book

"نہیں بس ایسے ہی"--- سپاٹ لہجے میں جواب دیتی وہ نیچے آنے لگی تو ضرغام خان نے مسکرا کر عقیدت کا ہاتھ اپنی سخت گرفت میں لیتے۔۔قدم ان کی جانب بڑھائے جبکہ عقیدت نے چہرے پر سنجیدگی طاری کیے نظریں مقدس بیگم کے چہرے سے پھیرتے ضرغام خان کے ہاتھ پر ٹکا دیں

"نہیں وہ آپ اوپر سے آ رہی مجھے لگا ہم میں سے کسی سے کوئی کام تھا"--- ضرغام خان کی بات پر مقدس بیگم نے مٹھیاں بھینچتے ضرغام خان کے چہرے کو نفرت سے دیکھا---

"اگر میرا کمرہ نیچے ہے تو اس کا مطلب کے میں اوپر نہیں جا سکتی--- یا میرے اوپر جانے پر پابندی ہے"--- عقیدت کے سنجیدہ چہرے کے باجود وہ اس کے چہرے پر بکھری حیا کی لالیاں اور سرخ ہونٹوں اور گالوں پر ضرغام خان کی شدتوں کے نشان دیکھتی بری طرح بگڑی تھی۔

وہ تو اس نسل کو ختم کرنے کے در پر تھی۔۔اگر ضرغام خان کا بچہ اجاتا۔۔۔وہ تو کبھی عقیدت کو کسی قیمت پر نا چھوڑتا۔۔۔اس کے باپ نے تو بنا محبت کے صرف بچوں کی خاطر ان کی سب غلطیوں کو نظر انداز کرتے نہیں چھوڑا تھا۔۔تو یہاں تو پھر معاملہ ہی الٹ تھا۔۔۔وہ دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے--- وہ اگر انہیں الگ کرنے کی کوشش بھی کرتی تو ضرغام خان کبھی نا عقیدت کو چھوڑتا

Posted On Urdu Novel Book

وہ ضرغام خان کی آخری بات سن چکی تھی۔۔انہیں اندازہ ہو گیا تھا کہ ان دونوں کا رشتہ ابھی اتنا آگے نہیں بڑھا۔۔اب ان کا دماغ بیت تیزی سے کام کر رہا تھا۔۔کسی بھی قیمت پر منڈے والے دن انہیں ایسا کچھ کرنا تھا کہ ضرغام خان چاہ کر بھی عقیدت کے پاس نا جا سکیں

"میرا وہ مطلب نہیں تھا ماں--- ایک کمرہ کیا یہ پوری حویلی آپ کی ہے۔۔میں آپ پر کیسے پابندی لگا سکتا ہوں--- میں صرف اس لیے پوچھ رہا ہوں کہ آپ کو اگر کسی چیز کی ضرورت ہے تو مجھے بتا دیں"--- عقیدت کے ہاتھوں پر گرفت سخت سے سخت تر کرتے پھر سے نرم لہجے میں کہا تو مقدس بیگم نے منہ پھیرتے ہنکارا بھرا

مقدس بیگم کے منہ پھیرنے پر ضرغام خان کی آنکھوں میں اترتے درد کو دیکھ عقیدت کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس ناگن کا سر کچلتے---

"مجھے لگتا ہے مامی تم سے ناراض ہیں"۔۔عقیدت کی آواز پر دونوں نے چونک کر نا سمجھی سے عقیدت کی جانب دیکھا---

"کیا مطلب ماں مجھ سے کیوں ناراض ہو گی"--- عقیدت کو نا سمجھی سے دیکھتے۔۔مقدس بیگم کی طرف رخ کرتے ہوئے کہا تو مقدس بیگم نے چہرے پر جبرا مسکراہٹ لاتے ضرغام خان کو دیکھ سر نفی میں ہلایا

"یہ بھی میں تمہیں بتاؤں اب"۔ضرغام خان کے بازو پر ہلکے سے مکہ مارتے شرمائے لجائے لہجے میں کہا تو ضرغام خان کی حیرت میں مزید اضافہ ہوا

وہ مقدس بیگم کے رویے کو مکمل طور پر بھولتا اب نا سمجھی سے عقیدت کو دیکھ رہا تھا۔جو بات بتانے کی بجائے شرمانے میں مصروف تھی

"کیا بولے جا رہی ہو۔ماں آپ بتائیں آپ ناراض ہے مجھ سے کسی بات پر۔کیا آپ ابھی تک عقیدت اور میرے رشتے کی وجہ سے ناراض ہے"--- عقیدت کو جواب دیتے۔مقدس بیگم سے سوال کیا تو مقدس بیگم نے گڑبڑا کر ضرغام خان کو دیکھا

ابھی مقدس بیگم کچھ کہتی کہ عقیدت نے اپنا چہرہ ضرغام کے بازو میں چھپایا

"مجھے شرم آ رہی ہے لیکن میں پھر بھی مامی جی کی ناراضگی کی وجہ بتا رہی ہوں۔کیونکہ مجھے لگتا ہے کہ انہیں مجھ سے زیادہ شرم آ رہی ہے۔وجہ یہ ہے کہ مامی کی اب عمر ہو گئی ہے۔سارا دن کمرے میں قید رہتی ہے۔گھر میں ملازموں کی شکلیں دیکھ دیکھ اکتا چکی ہیں۔انہیں اب دل بہلانے کے لیے ایک چھوٹا سا بے بی چاہیے۔جو ان کا دل بہلائے اور حویلی میں اس کی کھلکھلاہٹیں گونجے۔اور وہ بے بی ہم نے انہیں دینا ہے لیکن آپ کو گاؤں والوں سے فرصت ملے تو ہم اس بارے میں کچھ سوچیں نا"--- تھوڑی ضرغام خان کے بازو پر ٹکاتے آنکھیں پٹپٹا کر کہتی وہ پل میں ضرغام خان کے چودہ طبق روشن کر چکی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

اپنی ماں کے سامنے اس طرح کی بات پر وہ بری طرح گڑبڑایا تھا۔

جبکہ مقدس بیگم کا بس نہیں چل رہا تھا کہ عقیدت کو دھکا دے کر وہ اس کا کام آج ہی تمام کر دیں۔

"وہ مم۔ماں میرا مطلب ماں جی۔۔انشاء اللہ بہت جلد یہ دن بھی اجائے گا۔۔ابھی میں ذرا اسے روم میں چھوڑ آؤ۔۔پھر آپ سے بات کرتا ہوں"--- مقدس بیگم کو ایک ہی سانس میں جواب دیتے خود سے چپکتی عقیدت کا بازو اپنی سخت گرفت میں لیتے۔۔قدم اوپر کی جانب بڑھائے تو مقدس بیگم نے گردن ترچھی کرتے خون آشام نظروں سے ان دونوں کو گھورا

کہ تبھی عقیدت نے چہرہ پیچھے کرتے مقدس بیگم کو دیکھ کر آنکھ ونک کی تو مقدس بیگم تلملا کر رہ گئیں

کمرے میں پہنچتے ہی عقیدت نے جھک کر اپنے دانت ضرغام خان کے بازو میں گاڑھے تو ضرغام کی گرفت ڈھیلی ہوئی جس کا فائدہ اٹھاتے وہ بھاگ کر واشروم میں گم ہو گئی

جس پر ضرغام خان نے گھور کر بند دروازے کو دیکھا---

جبکہ عقیدت کی باتیں یاد آنے پر ہونٹوں پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ رینگ گئی

Posted On Urdu Novel Book

اسے میسج ملا تھا۔۔کہ صبغہ کی والدہ کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے اور وہ اس وقت ہاسپٹل میں ہے۔۔ اسی لیے وہ بنا کسی کو بتائے جتنی جلدی ہو سکا ہاسپٹل پہنچا تھا۔۔ وہ اس خوشی کے موقع پر باقی سب کو پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔اسی لیے کسی کو بتانا فلحال ضروری نا سمجھا

وہ ہاسپٹل پہنچا تو نظریں آئی سی یو کے باہر بیٹھی زارو قطار روتی صبغہ شاہ پر گئی جس پر وہ ہونٹ بھینچتے۔۔لمبے لمبے ڈنگ بھرتا آئی سی یو سے باہر نکلتی ڈاکٹر کے سر پر پہنچا

"کیسی طبعیت ہے ان کی--- اور یہ آپ لوگ اتنی دیر سے کیا کر رہے ہیں۔۔ایک گھنٹہ پہلے مجھے اطلاع ملی کہ وہ دس بجے انہیں ہاسپٹل لایا گیا تب سے آپ لوگ کیا کر رہے ہیں کہ انہیں ہوش نہیں آرہا"--- دبے دبے لہجے میں چلا کر کہا تو ڈاکٹر نے بے ساختہ قدم پیچھے لیے

"جج-جی انہیں ہوش آگیا ہے اور وہ شاہ حویلی فون کرنے کا"--- ابھی ڈاکٹر اپنی بات مکمل کرتی کہ وہ سائیڈ سے ہوتا دروازا کھولتے اندر داخل ہو چکا تھا

جبکہ اس ایٹیٹیوڈ پر اس ڈاکٹر نے گھور کر بالاج شاہ کی پشت کو دیکھا تھا۔

---

"آپ ٹینشن نا لیں--- بالکل ٹھیک ہو جائیں گی۔۔میں نے اپنے دوست کو کال کی ہے وہ ہارٹ سپیشلسٹ ہے بس کچھ دیر میں پہنچنے والا ہے"--- اندر داخل ہوتے بیڈ پر لیٹی ندا

بیگم کا ہاتھ تھامتے نرم لہجے میں کہا تو انہوں نے نم نگاہوں سے بالاج شاہ کے خوبرو چہرے کو دیکھا

"مجھے نہیں پتہ میری زندگی کتنی ہے۔ کب سانسوں کی ڈور چھوٹ جائیں۔۔۔میں اپنی بیٹی کو محفوظ ہاتھوں میں سونپنا چاہتی ہوں۔۔۔ مجھ پر آخری وقت میں احسان کر دو۔۔۔میری بیٹی کو اپنا لو۔۔۔ تمہیں تمہاری ماں کا واسطہ"۔۔۔بالاج شاہ کو نم لہجے میں کہتے ہاتھ جوڑنے چاہے وہ جو اس اچانک افتاد پر بھونچکا چکا تھا چونک کر جلدی سے ان کے ہاتھ تھامے

"کیسی باتیں کر رہی ہیں کچھ نہیں ہو گا آپ کو۔۔۔اور اس کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔ وہ ہمارے گھر کا حصہ ہے۔۔۔ہماری عزت ہے۔۔۔اور اس کی حفاظت کے لیے کسی اور رشتے کی ضرورت نہیں"۔۔۔ نرم لہجے میں انہیں سمجھاتا انکار کر چکا تھا جس پر ندا بیگم کے آنسوؤں میں مزید روانی آئی

"تم نہیں سمجھو گے بیٹا۔۔۔کہ دوسرے رشتے کا حوالہ کس قدر ضروری ہے۔۔۔اگر تم نہیں کرنا چاہتے تو تمہیں مجبور نہیں کروں گی تم بہرام کو بلا دو میں اس کے آگے ہاتھ پھیلا لیتی ہوں یا پھر اپنے کسی وفادار"۔۔۔ ابھی وہ روتے ہوئے بات مکمل کرتی کہ بالاج شاہ نے گہری سانس بھرتے ان کے سر پر ہاتھ رکھا

"میں نکاح خواں کا انتظام کرتا ہوں---آپ فکر مت کریں--- بس جلد از جلد ٹھیک ہوجائیں"---- سپاٹ لہجے میں کہتا وہ جھٹکے سے پلٹ کر باہر کی جانب بڑھا تھا دروازا کھولنے پر نظریں دروازے کے سامنے کھڑی روتی ہوئی صبغہ پر گئیں تو سختی سے ہونٹ بھینچتے وہاں سے نکلتا چلا گیا

---

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔ www.kitabnagri.xyz

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

Posted On Urdu
Novel Book

کچھ ہی دیر میں وہ صبغہ شاہ سے صبغہ بالاج شاہ ہو چکی تھی۔

خوشی سے پاؤں زمین پر نہیں ٹک رہے تھے--- صبغہ کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ لوگوں کو چیخ چیخ کر بتائے کہ وہ اس بے رحم شاہ کو اپنے نام کر چکی ہے

"تھینک یو ماں__تھینک یو سو مچ__اب دیکھئے گا وہ بے رحم شاہ آج شوہر بنا ہے کل آپ کی بیٹی کی محبت میں دیوانہ بھی جائے گا"--- ندا بیگم کے ہاتھ تھامتے__چہرے پر دنیا جہاں کی خوشی کے رنگ بکھیرے پرجوش لہجے میں کہا تو ندا بیگم نے تاسف سے سر ہلایا

"تمہیں کیوں اس سے ڈر نہیں لگتا__وہ یہاں اتنی نرمی سے مجھ سے بات کر رہا تھا اور پھر بھی مجھے لگ رہا تھا کہ میرا سچ میں دل بند ہو جائے گا--- میں نے تو سنا ہے غصہ ہو تو جان لینے سے کم تو وہ بات ہی نہیں کرتا__اگر اسے تمہارے اس ڈرامے کا پتہ چل گیا تو__مجھے سوچ سوچ کر ہی ہول اٹھ رہے ہیں__اب تو سچ میں لگ رہا کہ میرا دل بند ہو جائے گا"۔ -- صبغہ شاہ سے اپنے ہاتھ چھڑواتے دل پر رکھتے خوفزدہ لہجے میں کہا تو صبغہ نے منہ پھلا کر انہیں دیکھا

"ایسا کچھ نہیں ہو گا۔۔۔وہ ظالم صرف میرے لیے ہے آپ کو کچھ نہیں کہے گا۔۔۔اپ بس میری رخصتی کی تیاری کریں"--- چٹکی بجاتے شوخ لہجے میں کہا تو سامنے کھڑی ڈاکٹر نے سر تاسف سے ہلایا

"مجھے خود انہیں دیکھ کر ڈر لگ رہا تھا۔۔۔تمہیں بھی محبت کرنے کے لیے وہی سیڑیل ملا تھا"--- ڈاکٹر اینی نے منہ بسور کر کہا تو صبغہ نے گھور کر اسے دیکھا

اینی صبغہ کہ دوست تھی۔۔۔اور اس سارے ڈرامے میں اس نے ہی صبغہ کہ مجبور کرنے پر مدد کی تھی۔۔۔

"تم نے مدد کی لیکن کوئی حق نہیں کہ تم میرے شوہر کو یوں سڑیل بولو"--- صبغہ شاہ کے ناک سکیڑ کر کہنے پر اینی نے اسے گھور کر دیکھا

جبکہ دروازے کے باہر کھڑے یہ سب سنتے بالاج شاہ نے سختی سے مٹھیاں بھینچتے اپنے اشتعال پر قابو پانے کی کوشش کی تھی۔۔۔

یہ نہیں تھا کہ وہ ان کی باتوں سے یہ جان سکا تھا۔۔۔وہ پہلے ہی اس جھوٹ سے واقف ہو چکا تھا۔۔۔لیکن اس کی تربیت گوارا نہیں کر رہی تھی کہ وہ اپنی ماں کی عمر کی عورت کو جھوٹا قرار دے کر اسے شرمندہ کریں

یہ نکاح تو اس نے صبغہ شاہ کا دماغ سیٹ کرنے کے لیے کیا تھا

Posted On Urdu Novel Book

وہ بہت جلد اس کے سر سے محبت کا بھوت اتار کر اسے خود سے خلع لینے پر مجبور کرنے کا ارادہ کر چکا تھا۔

دروازے کے ہینڈل کو چھوڑتا وہ پیچھے ہو کر سامنے موجود کرسی پر بیٹھ گیا---

---

طبعیت کیسی ہیں آنٹی کی"--- سپاٹ نظروں سے صبغہ شاہ کو دیکھتے استفسار کیا تو صبغہ نے خشک پڑتے حلق کو تر کرتے بالاج شاہ کی سرخ خون چھلکاتی آنکھوں میں دیکھا

اس وقت وہ دونوں ڈاکٹر اینی کے آفس میں کھڑے تھے---

"بب-بہتر ہے۔تم نے سنا نہیں جو ابھی ڈاکٹر نے کہا"--- نظریں کمرے کے اطراف میں گھماتے مدھم لہجے میں کہا تو بالآج شاہ صبغہ کہ اس قدر ہٹ دھرمی پر پل میں اشتعال میں آیا تھا۔

تبھی دو قدم کے فاصلے کو سمیٹتے صبغہ شاہ کی گردن اپنی آہنی گرفت میں لیتا۔اسے ٹیبل پر جھکا چکا تھا۔

"جسٹ شیٹ اپ--- بالاج شاہ ہوں میں تمہاری انگلی کے اشارے پر چلنے والی کٹھ پُتلی نہیں۔مجھے اندازہ نہیں تھا کہ تم اس حد تک گرجاوں گی صبغہ شاہ۔دل تو چاہ رہا ہے ایک بھی لمحے کی تاخیر کیے بنا تمہاری سانسیں حلق میں ہاتھ ڈال کر کھینچ لوں--- مگر نہیں---

Posted On Urdu Novel Book

بہت شوق تھا نا بیوی بننے کا۔۔اب تمہیں تمہارا یہ بالاج شاہ بتائیں گا کہ ان چاہی بیوی کی مرد کی نظر میں کیا اہمیت ہوتی ہے۔۔تمہاری ان سانسوں میں اپنی نفرت کا زہر اس قدر گھول دوں گا۔۔کہ مرنے کے لیے تڑپو گی۔۔اتنا اپنی اولاد محبت میں نہیں تڑپی ہو گی جتنا میری نفرت کو جھیلتے وقت تڑپو گی----- پناہ مانگو گی بالآج شاہ کے قہر سے۔۔قیامت سے پہلے تمہارا یہ وجود قیامت جھیلے گا"---- صبغہ شاہ کے گلے پر دباؤ بڑھاتے ٹھٹھرا دینے والے لہجے میں غراتے ہوئے کہا جبکہ گلے پر دباؤ بڑھنے سے صبغہ کی آنکھیں ابل کر باہر آنے کو تھی۔۔سانس گھٹنے سے چہرہ سرخ انار ہو رہا تھا۔۔بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپتے خود کو چھڑوانا چاہا تو بالاج شاہ نے جھٹکے سے صبغہ کی گردن چھوڑتے۔

اسے دونوں بازوؤں سے تھامتے اپنے روبرو کھڑا کیا۔

بری طرح کھانستے--- آنسوؤں سے تر چہرے سے بالآج شاہ کے غضب ناک چہرے کو دیکھتے۔۔صبغہ نے اپنا بازو چھڑوانا چاہا تو بالاج شاہ کی گرفت میں اس قدر سختی در آئی کہ صبغہ کو اپنی ہڈیاں چٹختی محسوس ہوئی

"یہ نام ماضی میں تم نے مجھے دیا تھا نا----- اب اس نام کو جھیلو گی بھی تم۔۔پہلے تم پر کوئی حق نہیں رکھتا تھا۔۔اسی لیے خود پر ضبط کر جاتا تھا۔۔اب تو یہ وجود میری ملکیت ہے نا چاہے عارضی طور پر ہی صحیح اب حق رکھتا ہوں میں--- جیسا چاہے سلوک کر سکتا ہوں نا۔

Posted On Urdu Novel Book

-- اپنی مرضی سے چاہے روند دوں چاہے توڑ دوں--- کوئی بھی بالاج شاہ سے سوال نہیں کر سکے گا۔۔کوئی بھی نہیں۔۔یہ نکاح کر کہ احسان کیا ہے تم نے مجھ پر۔۔تمہاری وجہ سے آج تک جو کچھ میں نے سہا ہے اس کا سود سمیت بدلہ لینے کا موقع مل گیا ہے۔۔اب تو تم میری شکایت لے کر لالا کہ پاس بھی نہیں جا سکو گی۔۔ہے نا"---- صبغہ شاہ کے بالوں کو مٹھی میں دبوچ کر چہرہ اپنے چہرے کے قریب کرتے آگ اگلتے لہجے میں کہتا وہ صبغہ شاہ کو بری طرح سہما گیا تھا

وہ جو پہلے کبھی نہیں ڈری تھی آج بالآج شاہ کی آنکھوں میں نظر آتے قہر اور بدلے کی آگ کو دیکھ ساکت ہوئی تھی

جبکہ اپنے چہرے پر پڑتی بالآج شاہ کی غصے کے باعث چلتی تیز دہکتی سانسیں محسوس کر کہ اپنی سانسیں روک چکی تھی۔

"آپ ایسا کچھ نہیں کریں گے۔۔مجھے یقین ہے"--- بالاج شاہ کے لفظوں کے پیچھے چھپے معنی کو سمجھتے تڑپ کر کہا تو بالآج شاہ کے عنابی ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ رینگ گئی

"یہی یقین ہی تو توڑنا ہے۔۔بتایا تھا نا تمہیں حوریہ نے کہ بالاج شاہ اور عقیدت خود سے جڑے رشتے کسی قیمت پر نہیں چھوڑتے۔۔ صحیح کہا تھا اس نے۔۔لیکن وہ صرف دوسروں کے معاملے تک۔۔تمہیں چھوڑ تو دوں گا مگر تمہیں نام نہاد بیوی کا حق دے کر۔۔تا کہ زندگی

Posted On Urdu Novel Book

میں کبھی دوبارا بالاج شاہ سے الجھنے کی کوشش کرنے کے قابل نا رہو۔۔میری پسند نا پسند تو پتہ ہی ہے نا--- تو میری پسند کے مطابق میری سیج سجانے کے لیے تیار رہنا۔۔اس سیج پر تمہارے ارمانوں کا جنازہ نا نکالا تو میرا نام بھی بے رحم شاہ نہیں--- سمجھ تو تم گئی ہو گی--- یہی سب کچھ تو چاہتی تھی تم"--- صبغہ شاہ کے کپکپاتے ہونٹوں پر اپنی انگھوٹھے کے ناخن کو بری طرح رب کرتے۔۔ٹھٹھرا دینے والے لہجے میں کہتا وہ صبغہ کی روح کہ ساتھ ہونٹ کو بھی زخمی کرتا جا رہا تھا۔۔

"بب۔۔بالاج میں مم-حبت کرتی ہوں تم سے۔۔ایسا کچھ نہیں چاہا میں نے--- بالآج شاہ کے حصار میں کھڑے دبے دبے لہجے میں چلا کر کہا تو بالآج شاہ نے قہر بھری نگاہوں سے صبغہ شاہ کو دیکھتے اس کا جبڑہ اپنے دائیں ہاتھ سے دبوچا

"محبت ہوتی تو محبوب کی خوش ہوتی--- نا کہ اس طرح کی گھٹیا چال چل کر اسے اپنے نام کرتی۔۔آئندہ اگر میں نے تمہارے ہونٹوں لفظ محبت سنا--- تو انجام کی زمہ دار تم خود ہوگی"---- غرا کر کہتے بنا صبغہ شاہ کو سمجھنے کا موقع دیے بالآج شاہ اس کے زخمی ہونٹوں پر جھکا تھا۔۔

صبغہ شاہ کے احتجاج کرتے ہاتھوں کو پشت پر باندھتے۔۔اپنا بایاں ہاتھ صبغہ شاہ کے بالوں میں اڑستے وہ اسے پل میں بے بس کر گیا تھا

Posted On Urdu Novel Book

اپنے غصے اور نفرت کا اظہار وہ اپنے بے رحم [illegible] شدتیں اختیار کرتا صبغہ شاہ پر واضح کر رہا تھا

ہونٹوں پر ہوتی جلن اور منہ میں گھلتے خون کے ذائقے کو محسوس کرتی وہ بری طرح جھٹپٹائی تھی مگر آج وہ سچ میں بے رحم شاہ بنتا۔۔بڑی بے رحمی سے صبغہ شاہ کی سانسیں چھینتا خود میں انڈیل رہا تھا

جیسے جیسے جان لیوا قربت کا دورانیہ بڑھ رہا تھا۔۔ویسے ویسے صبغہ کو اپنی سانسیں رکتی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔بے جان ہوتے وجود کے ساتھ اس نے مزاحمت چھوڑی تھی۔۔پاؤں شل ہونے لگے تھے۔۔۔ابھی وہ لڑکھڑا کر گرتی کہ بالاج شاہ نے اپنا بازو صبغہ کی کمر میں حائل کرتے اسے گرنے سے بچاتے خود میں اسے قدر سختی سے بھنچا کہ صبغہ کو اپنی پسلیاں ٹوٹتی محسوس ہوئی

جھٹکے سے صبغہ کو پیچھے ٹیبل پر چھوڑتے۔۔۔ہونٹوں پر تمسخرانہ مسکراہٹ سجائے دو قدم کے فاصلے پر کھڑے ہوتے۔۔۔اپنے نم ہونٹوں پر انگھوٹھا پھیرتے۔۔۔ آنکھ ونک کرتے صبغہ شاہ کی ابتر حالت کو دیکھتے قہقہہ لگایا تو صبغہ شاہ نے گہرے سانس بھرتے۔۔۔نم نگاہوں سے بالاج شاہ کو دیکھا

جو اب آگے بڑھتا ٹیبل پر جھکتے اپنے دونوں ہاتھ صبغہ شاہ کے اطراف میں رکھ چکا تھا

Posted On Urdu Novel Book

"ویلکم ٹو ہیل وائفی--- بے رحم شاہ کی دنیا میں سواگت ہے---امید ہے محبوب شوہر کا پہلا لمس پسند آیا ہوگا---یہ ٹریلر تھا---امید ہے مووی بھی تمہیں پسند آئے گی"--- صبغہ شاہ کے ہونٹوں پر انگھوٹھا پھیرتے آنکھ دبا کر کہتے جھٹکے سے پیچھے ہوتا---ایک گہری نگاہ صبغہ شاہ کے سرخ پڑتے چہرے پر ڈالتے لمبے لمبے ڈنگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا

جبکہ بالاج شاہ کے نکلتے صبغہ نے اپنے چکراتے سر کو ہاتھوں میں تھاما تھا

"چھوڑوں گی نہیں تمہیں جاہل انسان--- اگر تم بے رحم شاہ ہو تو میں بھی بیوی ہوں تمہاری---تمہاری ہی مٹی سے بنی ہوں"--- دروازا بند ہونے پر پانے عقب سے صبغہ شاہ کے چلانے کی آواز سنتے سختی سے جبڑے بھینچتے---تنفر سے سر جھٹکا

---

اس لسٹ میں خان خاندان والوں کے تمام خاندانی ملازموں کے نام ہیں---جو شیر خان کے قتل سے بہادر خان کے قتل تک حویلی اور ڈیرے پر موجود تھے--- اور یہ لسٹ گھر میں کام کرنے والی عورتوں کی ہے اس میں اس دائی کا نام بھی موجود ہے جو شیر خان کی ولادت سے لے کر ارمغان خان کی ولادت تک حویلی تھی---اس کے بعد وہ گاؤں چھوڑ کر چلی گئی تھی---لیکن کچھ سالوں بعد اپنے بیٹے اور بہو کے مرجانے کے بعد اپنا پوتا لے کر لوٹ آئی تھی---لیکن حویلی والوں سے اس نے کسی قسم کا رابطہ نہیں رکھا تھا

Posted On Urdu Novel Book

ان سب کی ڈیٹیل نکوالنے کا کہہ دیا ہے میں نے۔۔جبکہ جو خاص ملازم صرف شیر خان اور بہادر خان اور اس کے علاوہ جو تایا جی کا خاص ملازم تھا ان کی چھان بین ہم بذاتِ خود کریں گے۔۔کیونکہ مجھے یقین ہے کہ وہ کچھ نا کچھ جانتے ہوگے"--- بیسمنٹ میں لکڑی کی میز پر دو لسٹیں رکھیں۔۔اطراف میں لکڑی کی ہی چار کرسیوں پر بیٹھے وہ بغور حدائق شاہ کی بات سن رہے تھے---

"ہمیں یہ کام سب سے پہلے کر لینا چاہیے تھا۔۔اور بابا کا ملازم وہ بھی تو ان کے آنے کے چھٹی آنے پر ہر وقت ساتھ ہی ہوتا تھا۔۔اسکا نام کیوں نہیں ہے اس لسٹ میں"--- عقیدت نے لسٹ پر لکھے ناموں کو پڑھتے ہوئے استفسار کیا تو حدائق شاہ نے سمجھنے کے انداز میں سر اثبات میں ہلایا

"چچا جان کے ملازم کے تب ہی انتقال ہوگیا تھا۔۔اور وہ یتیم آدمی تھا۔۔آگے پیچھے اس کا کوئی نہیں تھا اسی لیے اس کا نام لسٹ میں نہیں۔۔اور جو خاص انفارمیشن ہے وہ ہمیں خان خاندان کے ملازموں سے مل سکتی ہے۔۔اور اس کے لیے ہم ان کی سات نسلوں کو چھان ماریں گے"--- بالاج شاہ نے ہاتھ میں تھامی پسٹل پر دائیں ہاتھ کی انگلیاں پھیرتے سپاٹ لہجے میں جواب دیا تو بہرام شاہ نے بغور بالاج شاہ کے سپاٹ چہرے کو دیکھا تھا۔۔

Posted On Urdu Novel Book

"اور یہ شخص اگر ہمیں کوئی کام کی بات نہیں بتا سکا تو اس کے زندہ رہنے کا دائرہ"--- کچھ فاصلے پر کرسی سے بندھے زخمی شخص کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا تو ان تینوں نے عقیدت شاہ کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا

"ٹھیک ہے۔جس کے زندہ رہنے کا کوئی فایدہ نہیں اس مر جانا چاہیئے"--- سرد و سپاٹ لہجے میں کہتے بالآج شاہ نے سامنے بیٹھے شخص کا نشانہ لیا تو بیسمنٹ میں ٹھاہ کی آواز کے ساتھ سناٹا چھا گیا---

کرسی پر بیٹھا شخص ماتھے کے بیچوں بیچ گولی لگنے سے پل میں بے جان ہوا تھا۔سر ڈھلک پر بائیں جانب کندھے پر گرا تھا۔

"اب اس کی لاش کو ٹھکانے کون لگانے جائے گا۔کیوں‌کہ میرے پاس اتنا فالتو کا وقت نہیں ہاسپٹل جانا ہے مجھے"--- چہرے کا رخ بالآج شاہ کی جانب کرتے دانت کچکچا کر کہا تو بالآج شاہ نے شان بے نیازی سے کندھے اچکاتے اپنے دونوں ہاتھ پیچھے سر کے باندھتے۔کرسی سے ٹیک لگائی تو حدائق شاہ نے سخت نظروں سے اسے گھورا

"مجھ سے بھی یہ امید نا رکھنا---شادی کے بہت سے انتظامات کرنے ہے۔ماں جی نے پہلے ہی بہت لمبی لسٹ تھما دی ہے۔اس کے لیے شہر جانا ہے میں نے۔اس منہوس لاش کو

ساتھ لے جانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے میرا"--- حدائق شاہ کی نظروں کا رخ اپنی جانب دیکھتے بہرام شاہ نے دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا تو عقیدت نے تاسف سے سر نفی میں ہلایا

"پڑی رہنے دیں یہی - کیا کہہ رہی ہے آپ لوگوں کو---جب ٹائم ملے تو لگا دیجئے گا ٹھکانے---یا پھر اپنے کسی وفادار سے کہہ کروالیں یہ کام"---عقیدت کے کندھے آچکا کر کہا تو بہرام اور حدائق نے بیک وقت اسے گھور کر دیکھا---

"لاش ہے---پھولوں کی ڈال نہیں---اس کے پاک وجود سے جب خوشبوؤں کا ریلہ نکلنا ہے نا تو تمہارے شوہر کے ناک میں ہی سب سے پہلے جانا ہے---اور پھر اس سالے نے سونگھتے سونگھتے ہمارے سر پر آن کھڑا ہو جانا ہے---اور میں اسے صفائیاں دینے کے موڈ میں نہیں ہوں---فلحال ہم سکون سے اپنی شادی انجوائے کرنا چاہتے ہیں---کسی نئ مصیبت کو گلے کا ہار نہیں بنانا چاہتے"--- حدائق شاہ کے جھنجھلا کر کہنے پر بالآج شاہ گہری سانس بھرتا اپنی جگہ سے اٹھا اور چلتے ہوئے سامنے دیوار میں بنی لکڑی کی الماری تک گیا

وہاں سے مٹی کے تیل کی بوتل نکال کر وہ اس شخص کی کرسی کے پیچھے کھڑے ہوا تو ان تینوں نے نا سمجھی سے بالآج شاہ کو دیکھا---

"جب ثبوت کسی شخص کے وجود سے جڑا ہو اور اسے مٹانا ہو تو بالاج شاہ کا ماننا ہے اس شخص کو ہی مٹا دو---اس کے بے معنی وجود کے ساتھ ثبوت کو بھی راکھ کا ڈھیر کر دو"---سپاٹ

Posted On Urdu Novel Book

لہجے میں کہتے-- تیل کی بوتل اس شخص کے وجود پر خالی کرتے اپنی جیب سے لائٹر نکال کر اس پر پھینکا تو لمحے کی تاخیر کیے بغیر آگ نے اس وجود کو اپنی لپیٹ میں لیا تھا

جبکہ وہ تینوں خاموش نظروں سے اس جلتی آگ میں جھلستے وجود کو دیکھ رہے تھے---

"چلو تم جاؤ اپنے گھر اس سے پہلے وہ تمہارا شوہر یہاں پہنچے"--- بالآج شاہ نے میز کے قریب آتے عقیدت کو دیکھتے ہوئے کہا تو عقیدت نے گھور کر بالآج شاہ کو دیکھا---

"عمر میں بڑا ہے آپ سے"

"لیکن رشتے میں چھوٹا ہے—اور بالآج شاہ عمروں سے زیادہ رشتوں کا لحاظ کرتا ہے"--- عقیدت کے کہنے پر دو بدو جواب دیتے کندھے آچکائے تو عقیدت نے دانت پیس کر بالاج شاہ کو دیکھا

اور اٹھ کر بیسمنٹ سے نکلتی چلی گئی—کیونکہ بالآج شاہ سے بحث میں پڑنے سے اچھا تھا وہ دیوار میں سر مار لیتی—اور وہ سب ہی تو کہہ رہا تھا—یہ وقت ضرغام خان کا حویلی آنے کا تھا—اگر وہ وقت پر نا پہنچی تو وہ سچ میں اس کی تلاش میں نکل پڑتا

عقیدت کے جانے کے بعد وہ دونوں بالاج شاہ کی جانب متوجہ ہوئے تھے—

"تم نے صبغہ سے نکاح کر لیا اور ہمیں بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا"--- حدائق شاہ کے کہنے پر بالآج شاہ نے سختی سے اپنی مٹھیاں بھینچی تھی

Posted On Urdu Novel Book

"جی لالا--- وہ آنٹی کی طبیعت خراب تھی۔۔صبغہ کو لے کر پریشان تھی تو اس وقت ان کی پریشانی ختم کرنے کا یہی حل نظر آیا تھا مجھے"--- صبغہ شاہ کی حرکت پر پردہ ڈالتے وہ سارا الزام اپنے سر لیتا سنجیدہ لہجے میں بولا تو حدائق شاہ نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا

"ہمیں تمہارے فیصلے سے اعتراض نہیں۔۔ہم تو پہلے ہی چاہتے تھے کہ تم کسی طرح شادی کے لیے راضی ہو جاؤ۔۔لیکن بڑا بھائی ہونے کے ناطے میرا مشورہ ہے۔۔اگر یہ فیصلہ جزبات میں بھی آ کر لیا ہے تو اسے اپنی جذباتی طبیعت کی وجہ سے خراب نا ہونے دینا--- اب بنا لیا ہے تو پورے دل سے نبھانا بھی۔۔اللہ یہ رشتہ تم دونوں کے حق میں بہتر کریں--- اب میں چلتا ہوں---ہاسپٹل سے کئی بار کال آچکی ہے"--- بالاج شاہ کے کندھے پر ہاتھ رکھتے نرم لہجے میں کہتے آخر میں آٹھتے ہوئے اپنا بیگ اٹھایا تو بہرام شاہ نے سر ہلا کر اسے جانے کی اجازت دی

بالآج شاہ کے کندھے کو تھپتھپاتے۔۔ماتھے پر بکھرے بالوں کو ہاتھ سے پیچھے کرتے۔۔مسکرا کر بالاج شاہ کے سنجیدہ چہرے کو دیکھتے قدم باہر کی جانب بڑھائے

"تو میں سمجھو کہ تم مکمل طور پر موو اون کر چکے ہو"--- بالآج شاہ کی جانب متوجہ ہوتے سنجیدہ لہجے میں کہا تو بالآج شاہ نے سامنے جلتی آگ سے نظریں ہٹا کر بہرام شاہ کو دیکھا---

"ہمم۔۔آپ سمجھ سکتے ہیں لالا۔۔لیکن فلحال میں اس بارے میں کسی سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔۔۔ مجھے خود کو سمجھنے کے لیے وقت چاہیے۔۔آپ کو شاید لگے کہ میں شادی کے بعد صبغہ کو ٹائم نہیں دے رہا اس رشتے کو اہمیت نہیں دے رہا تو ایسا کچھ نہیں ہو گا۔۔مجھے بس تھوڑا وقت چاہئے۔۔اور مجھے امید ہے کہ آپ مجھے سپیس دیں گے اس رشتے کو میں اپنی مرضی سے لے کر چلنا چاہتا ہوں۔۔آپ سمجھ رہے ہیں نا"۔۔۔ بہرام شاہ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے سنجیدہ لہجے میں کہا تو بہرام شاہ نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا تو بالاج شاہ کی سیاہ گہری آنکھوں میں چمک اتری تھی۔

---

فون پر مسلسل ہوتی رنگ سے اکتا کر امتثال خان نے بلینکٹ سے ہاتھ نکالتے سائیڈ ٹیبل سے موبائل پکڑتے یس کر کہ کان سے لگایا تھا۔

"انتہا کہ ڈھیٹ اور فارغ انسان ہیں اپ۔۔۔ پتہ ہے کہ سوتے ہوئے کسی شخص کی نیند خراب کرنے پر تو ابلیس بھی گالیاں دیتا ہے۔۔اگر کوئی فون نہیں اٹھا رہا تو اس کی مصروفیت کا اندازہ لگا کر فون رکھ دینا چاہیے نا کہ نمبر پر ہی ہاتھ رکھ دینا چاہیئے"۔۔۔ آنکھیں بند کیے چہرے پر بلینکٹ اوڑھتے نام سٹاپ بولنا شروع ہوئی تو دوسری جانب بہرام شاہ جو کچھ کہنے ہی والا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

امتثال خان کی نیند میں ڈوبی خمار آلود آواز سن کر خاموش ہو گیا---

آنکھوں کے پردے پر امتثال خان کو اپنے سامنے تصور کیا تو دل نے بے ساختہ بیٹ مس کی تھی--

ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دباتے وہ امتثال خان کے چپ ہونے پر سر سیٹ کی پشت سے ٹکا گیا

"مسسز ٹو بھی دن کے تین بجے آپ کی ایسی کونسی مصروفیت ہے کہ آپ ایک فون بھی نہیں اٹھا سکتی"--- بہرام شاہ کے گھمبیر لہجے پر امتثال خان کی نیند بھک سے اڑی تھی--

"بب__ہرام آپ"--- ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں بہرام شاہ کا نام لیا تو بہرام شاہ کے ہونٹوں پر تبسم بکھر گیا---

"جی جان بہرام ہم__سوری انتہا کا ڈھیٹ اور فارغ انسان--- جس نے دن کے تین بجے فون کر کہ آپ کے اہم ترین کام میں خلل پیدا کر دیا--- رائٹ"--- شوخ لہجے میں کہہ کر ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دبایا تو امتثال کا چہرہ شرمندگی کے مارے پل میں سرخ ہوا تھا--

"وہ مم-میرا مطب وہ نہیں تھا__وہ دو بس ایسے ہی"--- منمناتے ہوئے جواب دیا تو بہرام شاہ نے بامشکل اپنا قہقہہ ضبط کیا

Posted On Urdu Novel Book

"دن کے اس وقت کون سوتا ہے"--- لہجے میں مصنوعی سختی لاتے استفسار کیا تو امتثال نے گڑبڑا کر گھڑی کی جانب دیکھا---

"نن۔۔ہیں تو میں سو کب رہی تھی۔۔وہ تو ایسے ہی آنکھ لگ گئی"--- فورا سے نفی میں سر ہلاتے بہرام شاہ کی بات کی تردید کی

"آنکھ لگنے کو ہی سونا کہتے ہیں۔۔اس وقت تو عموماً وکی سوتے ہیں جن کی رات نیند نا پوری ہوئی ہو"--- معنی خیز لہجے میں اپنی بات کہی تو امتثال نے نا سمجھی سے سر نفی میں ہلایا

"نہیں ایسا کچھ نہیں۔۔میں روز ٹائم ہر سوتی ہوں--- چاہے جس سے مرضی پوچھ لیں--- وہ تو آج ویسے ہی آنکھ لگ گئی"--- وہ جانتی تھی کہ بہرام شاہ وقت کا پابند ہے اسی لیے زیادہ سگھڑ اور سعادت مند بننے کی کوشش کرتی وہ بہت غلط بول گئی تھی۔

"تو مطلب رات گئے جاگنے کی پریکٹس ابھی سے شروع کر دی ہے۔۔اچھی بات ہے مجھے مشکل نہیں ہوگی۔۔ورنہ تمہاری نیند کی خاطر شاید مجھے اپنے جذبات کو بھی سلانا پڑتا"--- بہرام شاہ کے معنی خیز لہجے میں کی گئی بے باک بات پر امتثال خان کان کی لو سے گردن تک سرخ پڑی تھی۔۔بہرام شاہ کی پہلی بات بھی اب سمجھ آئی تو دل کیا اپنا ماتھا پیٹ لے دل کی دھڑکنیں بری طرح منتشر ہوئی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

"آپ غلط سمجھ رہے ہیں میرا مطلب وہ نہیں تھا"--- سر بیڈ کراؤن سے ٹکاتے مدھم لہجے میں کہا تو بہرام شاہ کا دلکش قہقہہ فون میں گونجا تو انتثال کو اپنا دل کانوں میں دھڑکتا محسوس ہوا-

"میرا تو صاف وہی مطلب تھا--اگر اتنی پریکٹس کے بعد بھی رات میں جاگا نا گیا تو ڈونٹ وری ہم رات والا کام دن میں بھی کر سکتے ہیں--مجھے کوئی ایشو نہیں--اگر تمہاری نیند خراب نا ہو تو میں اکیلے بھی رات"--- ابھی بہرام شاہ شوخ لہجے میں اپنی بات مکمل کرتا کہ انتثال خان نے کپکپاتے ہاتھوں سے جلدی سے فون بند کرتے بیڈ پر اچھالتے دوبارا سے کمبل چہرے تک لپیٹ لیا

بہرام شاہ کی بے باک گفتگو سے چہرہ سرخ انار ہوا تھا--دھک دھک کرتے دل پر ہاتھ رکھتے سختی سے آنکھیں میچی تو آنکھوں کے پردے پر بہرام شاہ کا خوبرو چہرہ لہرا گیا

"فلرٹ شاہ"--- ناک سکیڑ کر سرگوشی نما لہجے میں کہتی وہ تھوڑی ہی دیر میں پھر سے نیند کی وادیوں میں اتر چکی تھی-

مٹی کے بنے کچے چھوٹے سے گھر کے لکڑی کے دروازے کو کھولتے وہ دونوں اندر داخل ہوئے تو نظریں مٹی کے چھوٹے سے صحن سے ہوتی-- صحن میں ہی دائیں جانب بنے کھلے

Posted On Urdu Novel Book

باورچی خانے سے ہوتی سامنے دو کمروں پر گئی تو عقیدت نے گردن ترچھی کر کہ بالاج شاہ کو دیکھا جو شان بے نیازی سے دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں اڑسے۔۔کھلے آسمان کو دیکھنے میں مصروف تھا جیسے اس سے ضروری تو کوئی کام نہیں

آج وہ دونوں سب سے دائی کے گھر آئے تھے۔۔۔ کیونکہ آج مقدس بیگم شہر شادی کی شاپنگ کے لیے گئیں تھی۔۔اگر وہ ان کے ہوتے دائی سے ملنے آتے تو انہیں ضرور شک ہو جانا تھا۔۔

"تم نہیں چلو گے اندر"۔۔عقیدت کے پوچھنے پر بالاج شاہ نے اپنی گہری سیاہ آنکھوں کو کوفت سے گھماتے عقیدت کو دیکھا۔۔۔

جینز کے ساتھ لائٹ گرین کلر کی شرٹ پہنے۔۔ سیاہ گھنے بالوں کو رفلی ماتھے پر بکھیرے۔۔۔ عنابی ہونٹوں کو سختی سے آپس میں پیوست کیے۔۔۔ چہرے پر بلا کی سنجیدگی طاری کیے۔۔۔وہ سچ میں کسی ریاست کا مغرور شہزادہ ہی معلوم ہو رہا تھا۔۔جس کی تیکھی مغرور ناک پر غصہ ہمہ وقت سجا رہتا تھا

"سوری میں اندر نہیں جا رہا۔۔کیونکہ اندر موجود ہستی صرف بزرگ نہیں۔۔اپنے زمانے میں ناگن ڈرامے کی سومترا کا رول ادا کر چکی ہیں۔۔وہ اپنے عظیم و الشان کارنامے بتائیں گی تو مجھے غصہ آئیں گا۔۔اور جب مجھے غصہ آتا ہے تب میرا دماغ آؤٹ ہو جاتا ہے۔۔اور جب

Posted On Urdu Novel Book

میرا دماغ آؤٹ ہوتا ہے تو تب میری پسٹل چلتی ہے۔۔ اور جب میری پسٹل چلتی ہے تب بندہ دنیا سے گیٹ آؤٹ ہو جاتا ہے۔۔اور اگر اندر میں اپنی پسٹل پر قابو پا بھی لوں تو اپنی زبان کی گارنٹی نہیں دیتا۔۔میں کچھ بولو گا تو وہ بتمیزی کے زمرے میں آئیں گا پھر تم مجھے باشن دو گی۔۔لالا کو میری شکایت لگاؤ گی۔۔ اور فالتو کی چک چک سننے کے لیے وقت نہیں ہے میرے پاس۔۔اسی لیے یہ زحمت آپ میڈم خود ہی کر لیں"--- ایک ہی سانس میں روانی میں کہتا وہ عقیدت کا دماغ گھما چکا تھا۔

"مجھے پتہ نہیں تھا کہ تم انڈین ڈرامے بھی دیکھتے ہو"۔۔خود پر ضبط کرتے دانت کچکچا کر کہا تو بالآج شاہ نے شانِ بے نیازی سے کندھے اچکائے

"ڈرامے نہیں دیکھتا۔۔بس ناگنوں کے بارے میں انفو رکھتا ہوں۔۔کیا پتہ کبھی کسی سے واسطہ پر جائے تو بندے کو ڈیل کرنا آنا چاہیے"--- آبرو آچکا کر کہتا وہ اردگرد نگاہ دوڑاتا صحن میں پڑی چارپائی پر جا بیٹھا تو عقیدت نے گھور کر بالآج شاہ کو دیکھا---

"میری دعا ہے بہت جلد تمہارا کسی ناگن سا واسطہ پڑے"--- بالاج شاہ کے چہرے پر دل جلا دینے والی مسکراہٹ دیکھتے کہا تو بالآج شاہ نے گھور کر عقیدت شاہ کو دیکھا---

"صرف واسطہ۔۔ وہ ناگن تو زبردستی گلے کا ہار اور زندگی بھر کا عذاب بن گئی ہے"--- عقیدت شاہ کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ بڑبڑا کر کہتے سر جھٹکتے جوتے سمیت چارپائی پر

Posted On Urdu Novel Book

لیٹتے آنکھیں موندیں تو تصور کے پردے پر [illegible] کی روتی ہوئی شہد رنگ آنکھیں دیکھ بالآج شاہ جھٹکے سے اٹھا تھا-

دونوں ہاتھ چارپائی کی پائنتی پر رکھتے سر دائیں بائیں نفی میں ہلاتے جیب میں ہاتھ ڈالتے اپنا موبائل نکالا

---

"جب مقدس بیگم نے آپ کو یہ سب کرنے کو کہا تھا تو آپ کو ماما جی کو یہ بات بتانی چاہیے تھی—یہ بات کیوں ان سے کیوں چھپائی بتایا کیوں نہیں"--- اپنے سامنے بستر پر لیٹی دائی کو دیکھتے سخت لہجے میں کہا تو انہوں نے اپنے جھریوں زدہ ہاتھوں کو جوڑتے لاغر سے وجود کو حرکت دیتے اٹھنا چاہا

"ہہ-ہم مجبور تت—تھے—مقدس بیگم کے بب—بھائی نے دھمکی دی تھی کہ وہ میری بہو کو شہر بیچ آئیں گا— میرا بیٹا ان کی قید میں تھا—میں اپنے بیٹے اور بہو کو نہیں کھونا چاہتی تھی"--- نم کپکپاتے لہجے میں کہتی وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تو عقیدت شاہ نے گہری سانس بھرتے آگے ہوتے اپنا ہاتھ ان کے کندھے پر رکھا

"بادام گل کے بارے میں آپ کو کیسے پتہ چلا—وہ جھوٹ بھی تو بول سکتا تھا نا"--- عقیدت کے سوال پر انہوں نے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا

Posted On Urdu Novel Book

"شیر خان کے حویلی سے جانے کے بعد بادام گل حویلی آتا تھا۔۔اور تب ہم حویلی میں ہی رہتے تھے۔۔تو کئی بار اپنے کانوں سے ہم نے مقدس بیگم اور بادام گل کی باتیں سنی تھی۔۔ جس میں وہ شہر کوٹھے پر لڑکیاں پہنچانے کی بات کرتا تھا"--- دائی کے کہنے پر عقیدت نے سمجھنے کے انداز میں سر اثبات میں ہلایا

"لیکن وہ سب تو ٹھیک ہے۔۔باقی سب سے نفرت کرنے کی وجہ سمجھ آتی ہے۔۔لیکن وہ اپنے ہی بیٹے سے کیوں نفرت کرتی ہیں۔۔ضرغام تو ان کا خون ہے اکلوتا بیٹا پھر کیوں"--- ایک بات جو وہ آج تک سمجھ نہیں پائی تھی۔۔یہ سوال ہمیشہ بے چین رکھتا تھا کہ وہ عورت اس کے شوہر سے کیوں نفرت کرتی ہے حالانکہ ضرغام خان جان چھڑکتا ہے اپنی ماں پر

"نفرت- ہہہ۔۔مقدس بیگم شیر خان کو پسند نہیں کرتی تھی۔۔اپنے بھائی کے کہنے پر شادی کی--- بادام گل نے انہیں کیسے راضی کیا ہم نہیں جانتے۔۔لیکن یہ ضرور جانتے ہیں کہ یہ شادی صرف دولت کے لیے کی تھی مقدس بیگم نے۔۔شادی کے بعد شیر خان نے ایک چاہنے والے شوہر کی طرح مقدس بیگم کے ناز نکھرے اٹھائے۔۔ مگر وہ ہمیشہ ان سے الٹائی رہتی۔۔وہ کئی بار لڑائی جھگڑوں میں اپنی ناپسندیدگی کا اظہار بھی کر چکی تھی۔۔ عورت جس انسان سے نفرت کرتی ہے پھر اس سے جڑی ہر شے اس کے لیے قابل نفرت ہو جاتی ہے پھر چاہے وہ اپنا وجود ہو یا آپنے وجود کا حصہ۔۔ضرغام خان تو تھا ہی شیر خان کی پرچھائی"-

Posted On Urdu Novel Book

---کانوں میں دائی کے الفاظ گونجے تو عقیدت نے تھک کر سر سیٹ کی پشت سے ٹکا دیا---

کتنی سفاک تھی وہ عورت۔۔وہ عورت یا ماں کے درجے سے ہی نہیں گری تھی وہ انسانیت کے درجے سے بھی گر چکی تھی

دائی سے ملنے کے بعد وہ بالآج شاہ کے ساتھ خان حویلی کی جانب نکلی تھی۔

کیونکہ آج عقیدت شاہ کا پاگل خان اسے اپنے لیے پور پور سجنے کا حکم صادر کر کہ گیا تھا۔۔

ضرغام خان کی لو دیتی بے باک نظریں یاد کرتے دل بے ساختہ دھڑکا تھا۔۔ضرغام خان کی معنی خیز سرگوشیاں کانوں میں گونجی تو پل میں چہرے پر گلال بکھرا تھا۔۔

---

"تمہیں نہیں پتہ کتنا مشکل ہے میرے لیے حویلی سے نکلنا۔۔اس عائث کمبخت نے حویلی کی سیکیورٹی بڑھا دی ہے۔۔اس کا کہنا ہے کہ ضرغام کے بہت سے مخالف ہے وہ نہیں چاہتا شادی میں کوئی مسئلہ کھڑا ہو۔۔حویلی کے ساتھ ساتھ اس نے حویلی والوں کے گارڈز بھی بدل دیے ہیں"--- مقدس بیگم نے مال میں اردگرد نگاہ دوڑاتے ہوئے کہا تو بادام گل نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچی

Posted On Urdu Novel Book

"کتنے سال ___کتنے سالوں سے تڑپ رہا ہوں اپنے گاؤں میں کھل کر جینے کے لیے___ہر طرح کی فکر و پریشانی سے آزاد ہو کر اس حویلی پر راج کرنے کے لیے___مگر ہر گزرتے دن کے ساتھ مشکلات میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے"--- بادام گل کے زہر خند لہجے پر مقدس بیگم نے ہنکارہ بھرا

"آج ضرغام عقیدت کو کہی لے جانے والا ہے___اپنے آدمیوں سے کہہ کر آج ہی دونوں کا کام تمام کروا دو___اگر آج یہ نا ہو سکا--- تو شادی کے دن کو ماتم کے دن میں بدل دینا---میں اب مزید انہیں اپنی آنکھوں کے سامنے انہیں برداشت نہیں کر سکتی ----"

"آج نہیں___شادی کا دن خان اور شاہ کی بربادی کا دن ہو گا___ضرغام خان کا ایک ایسا دشمن ملا ہے جو ضرغام خان کے خاندان کو تباہ کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی عزت کو بھی تار تار کر دے گا___سب مریں گے مگر ضرغام خان بچے گا اپنی آنکھوں کے سامنے اپنی عزت کا تماشہ دیکھنے___ایک تیر سے دو نشانے لینے والا ہے بادام گل___جیسے ماضی میں لیے تھے"--- مکروہ لہجے میں کہتے قہقہہ لگایا تو دشمن کے نام پر مقدس بیگم نے چونک کر بادام گل کو دیکھا---

"ہشتم سردار کی بات کر رہے ہو"--- مقدس بیگم نے ناسمجھی سے پوچھا تو بادام گل نے مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا

"نام کا ضرغام ہو اوپر سے خان ہو اور سردار بھی اسے دشمنوں کو کمی تھوڑی ہوگی--- بس دیکھتی جاؤ ہوتا ہے کیا کیا—ماضی میں بھی ہم جیتے تھے—اب بھی ہم ہی جیتے گے"----

بادام گل کے پراسرار لہجے پر مقدس بیگم نے سمجھنے کے انداز میں سر اثبات میں ہلایا اور اٹھے کر چہرے پر چادر کرتی اردگرد نگاہ دوڑاتی تیزی سے وہاں سے نکلی تھی—

جبکہ مقدس بیگم کو جاتا دیکھ بادام گل بھی خاموشی سے وہاں سے نکلتا چلا گیا

---

وہ جیپ لے کر ابھی حویلی سے نکلا ہی تھا کہ سامنے سے آتے شاہ حویلی کے ملازم کو دیکھ جیپ روک گیا

سن گلاسسز اتارتے چھلانگ لگانے والے انداز میں نیچے اترتا ملازم کو شہادت کی انگلی سے اپنی جانب آنے کا اشارہ کیا

جس پر اس بچارے نے گردن ترچھی کر کہ خود سے بیس فٹ کے فاصلے پر حویلی کے گیٹ اور خود سے پانچ فٹ کے فاصلے پر کھڑے حویلی کے جن کو دیکھا--- جو کسی بھی وقت کسی کو بھی چمٹنے کو تیار رہتا تھا

بامشکل مسکراتے مردہ قدموں سے وہ ارمغان خان کی جانب بڑھا

Posted On Urdu Novel Book

"اسلام و علیکم چھوٹے خان"--- ماتھے کے قریب ہاتھ لے جاتے سلام کیا تو ارمغان خان نے جواب دیتے ہاتھ میں تھامے تھال جو کہ سرخ کپڑے سے ڈھکا ہوا تھا کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا

"یہ شادی کے کارڈ کے ڈیجیئین ہے جی۔۔بڑی بی بی نے بھیجا ہے کہ امثال بی بی سے ان کی پسند پوچھ لیں"--- ملازم نے بتیسی کی نمائش کرتے ہوئے ڈیزائن لفظ کو اپنی زبان میں ادا کرتے ہوئے کہا تو ارمغان خان نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا

"اچھا۔۔صحیح صحیح۔۔اور کوئی حویلی سے کوئی خاص خبر۔۔میرا مطلب شادی کی تیاریاں کیسی جا رہی"--- تھال سے کپڑا ہٹاتے کارڈ دیکھتے تفسیشی لہجے میں استفسار کیا تو ملازم تو ارمغان خان کے اتنے نرم اور سادہ لہجے پر حیرت زدہ ہوتا آنکھیں پھاڑے ارمغان خان کو دیکھنے لگا

"جی خان جی بہت بڑھیا تیاریاں ہو رہیں۔۔تین تین شادیاں نا تو بہت کام کرنے والے۔۔کارڈ تو بڑی بی بی جی ایک پسند کر چکی تھی۔۔لیکن وہ دوسرا کارڈ چھوٹی بی بی جی کی پسند کا چاہتی تھی----"

"ایک منٹ ایک منٹ۔۔تین تین شادیاں۔۔کیا مطلب اس بات سے۔۔شادیاں تو دو ہے نا بہرام لالا اور حدائق لالا کی--- پھر تیسری شادی کس کی"---- ملازم کی بات پر چونکتے۔۔

Posted On Urdu Novel Book

ارمغان خان نے حیرت زدہ لہجے میں استفسار کیا تو ملازم نے نا سمجھی سے ارمغان خان کو دیکھا

"چھوٹے خان کیا آپ نہیں جانتے۔۔بہرام لالا کی بہن کی بھی شادی ہے نا اسی دن۔۔ان کے کارڈ کی بات کر رہا"--- بتیسی کی نمائش کرتے ابھی وہ اپنی بات مکمل کرتا کہ ارمغان خان نے بائیں ہاتھ سے تھال نیچے گراتے اسے قمیض کے کالر سے پکڑتے زمین سے اٹھایا تھا

"کیا بکواس کر رہے ہو۔۔ایسے کیسے ہو سکتا ہے۔۔تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئے مجھ سے ایسا گھٹیا مزاق کرنے کی"--- زخمی شیر سا دھاڑتے وہ ملازم کی روح تک لرزا گیا تھا

"نن۔۔ہیں چچ۔۔چھوٹے خان یہ سس۔۔سچ ہے۔۔سلویٰ بی بی"---- ارمغان خان کے تیور دیکھتے کپکپاتے لہجہ میں کہنا چاہا تو ارمغان خان نے جھٹکے سے کالر چھوڑتے اس کی گردن دبوچی تھی

"بکواس بند کرو--- اب اگر اس کا نام اپنی زبان پر لائے تو زبان کاٹ دوں گا۔۔اور اگر یہ خبر جھوٹی ہوئی تو آج اپنا آخری دن سمجھنا۔۔اور اگر غلطی سے بھی سچ ہوئی تو ارمغان خان تمہاری نسل صفہ ہستی سے مٹا دے گا"--- غرا کر کہتے ملازم کو پیچھے کی جانب دھکا دیتے۔۔ وہ اپنی جیپ میں بیٹھتا اسے شاہ حویلی کی جانب موڑ چکا تھا۔

---

Posted On Urdu Novel Book

سلوی خان جلے پیر کی بلی کی مانند اپنے کمرے میں چکر کاٹ رہی تھی

ثمرین بیگم نے رشتے کے لیے ہاں بولنے کا بتایا تھا۔۔ جس پر سلوی کا ارادہ تھا کہ وہ بہرام کو اس رشتے کے لیے انکار کر دے گی۔۔وہ بہرام شاہ کو ارمغان خان کے بارے میں بتانے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔مگر آج صبح اٹھتے ہی شادی کی خبر کسی پہاڑ کی طرح ٹوٹی تھی اس پر۔۔ ثمرین بیگم سے وہ اتنی جلدی شادی اور اس سے پوچھے بنا تاریخ رکھ دینے پر وہ بات کرنے گئی تو اسے معلوم ہوا کہ یہ فیصلہ بہرام شاہ کا ہے جس پر وہ بنا کوئی بات کیے اپنے کمرے میں آگئی تھی

اور اب وہ بہرام شاہ کے حویلی آنے کا انتظار کر رہی تھی--- دل ارمغان خان کا رد عمل سوچ سوچ کر سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا

خشک پڑتے ہونٹوں پر زبان پھیرتی بیڈ سے اپنا دوپٹہ اٹھاتی وہ اپنے کمرے سے باہر نکلتی نیچے لاونج کی جانب بڑھی۔

---

وہ شاہ حویلی کے پاس پہنچا تو ایک کار کو حویلی سے باہر جاتے دیکھ جیپ وہی روک دی ابھی گارڈز گیٹ بند کرتے کنڈی لگاتے۔۔کہ ارمغان خان نے آگے بڑھتے پاؤں کی ٹھوکر سے گیٹ کو کھولا تو گارڈ لڑکھڑاتے ہوئے پیچھے گرا

Posted On Urdu Novel Book

اپنے سامنے ارمغان خان کو دیکھتے۔۔وہ بے ساختہ آٹھ کر چند قدم کے فاصلے پر کھڑا ہوا تھا
ارمغان خان کی خون چھلکاتی آنکھیں دیکھ گارڈ نے اسے نا چھیڑنے میں ہی اپنی افیت جانی
جبکہ ارمغان خان ایک قہر بھری نظر اس پر ڈالتا لمبے لمبے ڈنگ بھرتا آگے بڑھا تو ملازم نے سینے پر ہاتھ رکھتے گہری سانس لی

پہلے کی بات ہوتی تو وہ ارمغان خان کی اس حرکت پر ضرور کوئی رد عمل ظاہر کرتے۔۔چاہے اس کے نیتجے میں ان کی ہڈیوں کا سرمہ بن جاتا

مگر اب سب ملازم کیا گاؤں والے جانتے تھے کہ شاہ اور خان ایک بار پھر سے ساتھ ہو گئے ہیں۔۔اسی وجہ سے وہ ارمغان خان کے اندر جانے پر خاموشی سے گیٹ بند کرتا اپنی جیب سے فون نکالتا بہرام شاہ کو ارمغان خان کی آمد کے بارے میں بتانے لگا۔

---

وہ آندھی طوفان بنا لاونج میں داخل ہوا تھا۔۔تبھی نظریں سامنے سے سیڑھیاں اترتی سلوی شاہ پر گئیں تو ارمغان خان کی آنکھوں میں پل میں خون اترا تھا۔

وہ جو ثمرین بیگم کی تلاش میں اردگرد نگاہ دوڑاتی نیچے اتر رہی تھی خود پر نظروں کی تپش محسوس کرتے سامنے دیکھا تو دھک سے رہ گئی

Posted On Urdu Novel Book

جس کے بارے میں سوچتے جان ہلکان ہو رہی تھی--- وہ شخص تو شاید جان لینے کے لیے پہنچ بھی گیا تھا

ارمغان خان کے چہرے پر چٹانوں سی سختی۔۔ماتھے اور گردن کی پھولی ہوئی رگیں اور خون چھلکاتی آنکھیں دیکھ سلوی کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوتی محسوس ہوئی

ارمغان خان کے غصے سے بچنے کی خاطر وہ جھٹکے سے پلٹتی اپنے کمرے میں جانے کی نیت سے اوپر بڑھنے لگی۔۔مگر ابھی وہ دو قدم ہی آگے بڑھی تھی کہ ارمغان خان چیل کی مانند سلوی شاہ کے سر پر پہنچا تھا۔

سلوی کا بازو دبوچتے جھٹکے سے رخ اپنی جانب کرتے--- بائیں ہاتھ سے گردن دبوچی تو سلوی کی جان لبوں پر آئی

"مجھے دھوکہ دینے کی تمہاری ہمت کیسے ہوئی--- میری چھوٹی سی غلطی کا بدلہ لینے کے لیے اس حد تک گر جاؤ گی۔۔اس طرح دھوکہ دے کر بدلہ لو گی"--- سلوی شاہ کی شفاف گرے آنکھوں میں اپنی خون چھلکاتی ہیزل ہنی آنکھیں گاڑھتے غرا کر کہا تو سلوی شاہ نے بے ساختہ سر نفی میں ہلایا

"نن۔۔ہیں ارمغان مم۔۔یں نے دھوکہ نن۔۔ہیں دیا یقین کرو--- مم۔۔یں خود ان۔۔جان"۔۔۔ارمغان خان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے لڑکھڑاتے لہجے میں کہنا چاہا تو ارمغان خان نے

Posted On Urdu Novel Book
جھٹکے سے سلویٰ شاہ کے دونوں بازو اپنی سخت گرفت میں لیتے سلویٰ کا چہرہ اپنے چہرے کے قریب تر کیا

"یہ دھوکہ نہیں تو کیا ہے---- کیسے مان لوں کہ تم سے پوچھے بنا تمہارے شادی کے دن رکھ دیے گئے--- کیسے مان لوں"---- سلویٰ شاہ کے چہرے پر دھاڑتے ہوئے کہتے ہاتھ کا مکہ بناتے پیچھے ریلنگ پر مارا تو سلویٰ شاہ اپنی جگہ اچھل کر رہ گئی

"مم—یں سچ میں نن—ہیں جانتی یہ بب-بہرام لالا کا فیصلہ"--- سہمی نظروں سے ارمغان خان کے سرخ پڑتے ہاتھ کو دیکھتے حلق تر کرتے منمنا کر کہنا چاہا تو ارمغان خان نے سختی سے جبڑے بھینچے—جس کے باعث کنپٹی کی رگیں تن کر واضح ہونے لگی--- پٹھانی نقوش والا چہرہ غصے کی زیادتی سے اس قدر سرخ ہو رہا تھا کہ جیسے ابھی خون چھلک پڑیں گا

"بہرام شاہ کا فیصلہ—بہرام شاہ جیسا اصول پرست بندہ—لوگوں کو ان کے حقوق دلانے والا اپنی بہن سے پوچھے بنا کیسے اس کی شادی رکھ سکتا ہے—جھوٹ وہ بولو سلویٰ شاہ جس پر میں یقین بھی کر لوں--- لیکن جھوٹ ہے تو جھوٹ ہی صحیح—مگر ایک بات میں بھی تمہیں بتا دوں—اگر تم ارمغان خان کی نہیں تو پھر کسی کی بھی نہیں—دھوکہ دیا ہے نا سود سمیت بدلہ لوں گا—شادی نا روک سکا تو اس پسٹل کی آدھی گولیاں تمہارے دماغ میں اتاروں گا اور باقی کی اپنے اس کمبخت دل میں جو تمہیں دیکھ کر دھڑکنا شروع ہوا اور پھر ہر

Posted On Urdu Novel Book
دھڑکن تمہارے نام کرتا چلا گیا--- تمہیں تمہاری بے وفائی کے لیے ماروں گا اور اپنے اس دل کو تمہاری جیسی دھوکے باز کے لیے مجھ سے دغا کرنے کے لیے۔۔اور اگر شادی روک کر تمہیں اپنے نام کر لیا تو موت سے بھی بد تر انجام ہوگا۔۔کیونکہ خان محبوب کو اپنا خون تو معاف کر سکتا ہے بے وفائی نہیں"--- اپنی کمر پر بندھے بیلٹ سے پسٹل نکالتے سلوی شاہ کے ماتھے پر رکھتے سرد ٹھٹھرا دینے لہجے میں ایک ایک لفظ چبا کر کہتے۔۔۔وہ سلوی شاہ کی گرے ساکت آنکھوں میں غصے سے دیکھتا-- سلوی کو جھٹکے سے چھوڑتا وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔۔

جبکہ سلوی شاہ پتھرائی آنکھوں کو سامنے دیوار پر ٹکائے وہی بیٹھتی چلی گئ

"جب میں اندر جا رہا تھا تو بتایا کیوں نہیں کہ بہرام لالا گھر نہیں -پتہ ہے کتنا وقت ضائع ہو گیا ہے تمہاری وجہ سے"--- باہر آتے گارڈ کو دیکھتے سخت لہجے میں کہا تو وہ بچارا ہڑبڑا کر اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔۔

"چھوٹے خان جی۔۔۔وہ آپ غصے میں تھے تو بس اسی لیے"--- کندھے پر لٹکتی بندوق کو ٹھیک کرتے منمنا کر کہا تو ارمغان خان نے سخت نظروں سے اسے گھورا

"بکواس بند کرو--- سب کے سب کام چور ہو۔۔۔بہرام لالا آئیں تو بتانا کہ ارمغان خان کام سے سلسلے میں آیا تھا"+-- ملازم کو سرد لہجے میں کہتا وہ حویلی سے نکلا تھا

Posted On Urdu Novel Book

وہ جانتا تھا کہ اپنے غصے میں وہ اس طرح حویلی میں داخل تو ہو گیا تھا۔۔مگر اب بہرام کے ملازم اسے ضرور بتائیں گے۔۔۔اور ان کے بتانے پر بہرام اس سے سوال بھی کریں گا۔۔تو اس سے اچھا تھا کہ وہ خود اپنے آنے کی اطلاع دیتا جائے

تاکہ بہرام کو کسی طرح کا شک نا ہو

---

جیپ کو ڈیرے کے صحن میں کھڑی کرتا وہ چھلانگ لگا کر نیچے اترا تھا۔

ضرغام خان کی گاڑی وہاں کھڑے دیکھ۔۔آنکھوں سے سن گلاسز اتارتے بازو کی آستین سے اپنے آنسو صاف کرتا ہونٹوں پر زبردستی کی مسکراہٹ سجائے وہ اندرونی حصے کی جانب بڑھا تھا

ضرغام خان ڈیرے کا کام جلدی سے سمیٹ کر جلد از جلد حویلی پہنچنے کی نیت سے باہر نکل رہا تھا کہ سامنے سے آتے ارمغان خان کو دیکھتا مسکرا کر اس کی جانب بڑھا

"ارے واہ ماشاءاللہ--- آج یہ چاند کہاں سے نکل آیا"---- ارمغان خان کی جانب قدم بڑھاتے بشاش لہجے میں کہا تو ارمغان خان نے مسکرا کر ضرغام خان کو دیکھا

ارمغان خان ڈیرے بہت کم ہی آتا تھا۔۔کیونکہ وہ جب بھی آتا داجی نے اس کے لیے کوئی نا کوئی کام تیار کر رکھا ہوتا تھا۔۔اسی لیے اس کی کوشش ہوتی تھی وہ تب ہی آئے جب

Posted On Urdu Novel Book

ضرغام یا عائث ڈیرے پر موجود ہو کیونکہ ان کے ہوتے چھوٹے خان کو کام کہنے کی کسی میں مجال نا تھی

"بس ایسے ہی۔۔آپ سے ملنے کا دل کر رہا تھا تو سوچا مل آؤ"۔۔۔نظریں اطراف میں گھماتے نرم لہجے میں کہا تو ضرغام خان نے چونک کر ارمغان خان کے چہرے کو دیکھا جہاں مسکراہٹ تو تھی مگر ہمیشہ والی شوخی نہیں تھی۔

آگے بڑھتے ارمغان خان کی آنکھوں سے گلاسسز اتارے جو وہ اندر آتا ہوا دوبارا سے لگا چکا تھا۔

ضرغام خان کے گلاسسز اتارنے پر ارمغان خان نے ہڑبڑا کر ضرغام خان کو دیکھا تھا جو اب سخت نظروں سے ارمغان خان کو دیکھ رہا تھا

"تم روئے ہو چھوٹے خان۔۔۔ادھر کرو چہرہ اپنا۔۔۔اور بتاؤ مجھے کیوں رو کر آئیں ہو۔۔۔تمہاری آنکھوں میں آنسو تو مجھے اپنی میت پر قبول نہیں تو پھر"---- ارمغان خان کا چہرہ اپنے دائیں ہاتھ میں تھامتے اپنی طرف کرتے سخت لہجے میں کہا جبکہ ارمغان خان کی ہیزل ہنی آنکھوں کے سوجھے ہوئے پپوٹے اور نم پلکیں دیکھ ضرغام خان کو ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے دل کو پاؤں تلے کچل دیا ہو

Posted On Urdu Novel Book

"اللہ نا کریں۔۔کیسی باتیں کر رہے ہیں لالا۔۔وہ تو بس ایسے ہی"--- ضرغام خان کی بات پر تڑپ کر کہتے--- انگلیوں کے پوروں سے آنکھیں صاف کی تو ضرغام خان نے سختی سے مٹھیاں بھینچتے ارمغان خان کے چہرے کی زخمی مسکراہٹ دیکھی

"اس سے پہلے میں قیامت برپا نا کر دوں یہ جاننے کے لیے کہ میرا چھوٹا خان کس وجہ سے رویا ہے۔۔تم مجھے خود"--- جبڑے بھینچتے سرد و سپاٹ لہجے میں ضرغام خان ابھی اپنی بات مکمل کرتا کہ ارمغان خان کسی چھوٹے بچے کی مانند ضرغام خان کے سینے سے لپٹتا اپنے دونوں بازو ضرغام خان کے کندھوں کے گرد پشت پر باندھ گیا

سسک کر روتا وہ ضرغام خان کی جان لبوں پر لے آیا تھا۔

"لالا--- مم۔۔یں مر جج-اؤ گا میں سارے رس-تے سوچ-تا آیا کہ وہ مم-ری نا ہوئی تو اس-ے کسی اور کا بھی نہیں ہونے دوں گا۔۔مگر سچ تو یہ ہے کہ اسے جان سے مارنے کا سوچتا ہوں تو اپنی جج۔۔ان نن-کلتی محسوس ہوئی مجھے۔۔وہ میری محبت ہے لالا۔۔صرف میری۔۔مجھے سلویٰ شاہ چاہیئے ہر قیمت پر۔۔چاہے وہ قیمت میری جان ہی کیوں نا ہو۔۔اسے مم۔۔میرے نام کر دیں لالا۔۔میں نہیں جی سکتا اس کے بغیر"--- ضرغام خان کے کندھے پر سر ٹکائے ہچکیوں سے روتا وہ ضرغام خان کی جان پر بنا گیا تھا

Posted On Urdu Novel Book

"ہششش۔۔چپ۔۔ایک دم چپ۔۔بتا دیا نا اپنے لالا کو۔۔اب وہی ہو گا جو تم چاہو گے۔۔ سلوی شاہ تمہاری ہی بنے گی۔۔اس پر چھوٹے خان کے علاوہ کسی کا حق نہیں ہو سکتا۔۔ سن رہے ہو نا کیا کہہ رہا ہوں میں--- سلوی تمہاری ہی ہے۔۔اب ایک آنسو اگر تم نے اس کی وجہ سے بہایا تو یاد رکھنا میں اس کی جان لے لوں گا جس کی وجہ سے میرے چھوٹے خان کی آنکھوں سے مزید ایک اور آنسو بہا بھی تو"----ارمغان خان کی پیٹھ سہلاتے بالوں میں ہاتھ پھیرتے سرد و سپاٹ لہجے میں کہا تو ارمغان خان نے ہنوز چہرہ ویسے ہی چھپائے سر اثبات میں ہلایا تو ضرغام خان نے سختی سے ارمغان خان کو خود میں بھینچ لیا تھا

ارمغان خان کو پلنگ پر بٹھاتے ملازم کو کھانا لانے کا حکم دیتے وہ واپس کمرے میں ایا تھا جہاں ارمغان خان نظریں زمین پر ٹکائے کسی گہری سوچ میں غرق تھا

جسے دیکھ ضرغام خان نے گہری سانس بھرتے جلد از جلد بہرام سے بات کرنے کا سوچا تھا۔۔

"سو جاؤ ارمغان۔۔تمہاری حالت دیکھ میں پہلے ہی بہت مشکل سے خود پر ضبط کیے بیٹھا ہوں--- اب اگر تم نے آنکھیں بند نا کی تو میں ابھی اور اسی وقت شاہ حویلی سے سلوی شاہ کو غائب کروا کر تم سے نکاح پڑھوا دوں گا"---- شام میں ارمغان خان کو زبردستی اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلانے کے بعد وہی عشا کی نماز پڑھتے وہ ارمغان خان کے ساتھ ڈیرے پر ہی بیٹھ گیا تھا---

Posted On Urdu Novel Book

وہ ارمغان کو اکیلے چھوڑ کر جانے کا رسک نہیں لینا چاہتا تھا۔۔ضرغام خان اچھے سے ارمغان کی جذباتی طبیعت سے واقف تھے۔۔جذباتی پن میں تو سب ایک سے بڑھ کر ایک تھے اسی لیے ایک دوسرے کو بہت اچھے سے جانتے تھے۔۔اور ضرغام نہیں چاہتا تھا کہ وہ خود کو کوئی نقصان پہنچائے اسی لیے وہی دوسرے پلنگ پر وہ ارمغان خان کے قریب ہی لیٹ گیا تھا

اور اب رات کے بارہ بج رہے تھے۔۔اور ارمغان خان کو چھت پر نظریں ٹکائے دیکھ ضرغام خان نے سخت لہجے میں کہا تو ارمغان خان کے ہونٹوں پر زخمی مسکراہٹ رینگ گئی

"پتہ لالا میں چھوٹے ہوتا سوچتا تھا کہ میرے بابا مجھے کیوں چھوڑ کر چلے گئے۔۔ابھی تو میں نے ان سے بہت سی باتیں کرنی تھی۔۔اپنے حصے کا پیار لینا تھا۔۔اور بھی بہت کچھ۔۔لیکن جب میں آپ کی اپنے لیے محبت اور اپنے دل میں آپ کے لیے محبت دیکھتا ہوں تو مجھے۔۔ لگتا ہے وہ اس لیے مجھے چھوڑ کر چلے گئے کہ اگر وہ ہوتے تو اپنے بیٹے کا خود سے زیادہ آپ سے پیار دیکھ ضرور جیلس ہوتے۔۔ وہ جیلس نا ہو اسی لیے اللہ نے انہیں اپنے پاس بلا لیا-- مگر اب ہر گزرتا دن مجھے اس بات کا بھی احساس دلاتا ہے کہ باپ تو باپ ہوتا ہے اس کی جگہ کوئی نہیں لے سکتا"---- ارمغان خان کے نم لہجے میں کی گئی بات پر ضرغام خان کی آنکھوں میں تکلیف دہ تاثرات ابھرے تھے۔

Posted On Urdu Novel Book

کیا وہ اسے باپ کا پیار دینے میں ناکام ہو گیا تھا—کیا اس کی بے لوث محبت رائیگاں گئی تھی

"مگر جو شخص باپ سے بھر کر پیار دیں—آپ کے لیے بیک وقت ماں باپ—دوست ہمدرد رازدار بن جائے وہ شاید باپ کی جگہ تو نہیں مگر باپ سے بڑھ کر عزیز ضرور ہو جاتا ہے—اس کا مقام نظروں کے ساتھ ساتھ دل میں بھی اونچا ہو جاتا ہے—مجھے اپنے باپ سے بہت محبت ہے لالا—مگر مجھے آپ سے عشق ہے—باپ کے بغیر تو میں جی چکا ہوں--- مگر آپ کے بغیر میں مر جاؤں گا لالا—آپ کا سایہ ہمیشہ میرے سر پر سلامت رہنا چاہیے—میں اس دنیا کی گرم و سرد ہوا کو نہیں جھیل سکتا لالا—آپ کے بغیر آپ کا چھوٹا خان بہت کمزور ہے"--- ضرغام خان کی گود میں سر چھپا کر سسکتے ہوئے کہتا وہ ضرغام خان کی آنکھیں بھی نم کر گیا تھا

جب کہ ارمغان خان کے ہونٹوں سے ادا ہوا ہر ایک لفظ ضرغام خان کو سرشار کر گیا تھا

ایک نظر اپنی گود میں سر رکھے سوئے ارمغان خان کو دیکھتے جیب سے فون نکال کر وقت دیکھا تو رات کے دو بج رہے تھے---

عقیدت کے بارے میں سوچتے دل بے ساختہ دھڑکا تھا

وہ ناراض ہو گی یا انتظار کر رہی ہو گی"--- کئی سوچیں بیک وقت دماغ میں گردش کرنے لگی

Posted On Urdu Novel Book

لمحے کی تاخیر کیے بنا عقیدت کا نمبر ڈائل کیا جو سوئچ آف جا رہا تھا۔ نمبر بند جانے پر ضرغام خان کو ناراضگی کا اندازہ ہوگیا تھا۔پریشانی سے پیشانی کو مسلتے۔ہاتھ بڑھا کر سائیڈ پر پڑی اپنی اجرک ارمغان خان کے وجود پر اوڑھائی

جبکہ سر دیوار کی پشت سے ٹکاتے--- ایک بار پھر عقیدت کا نمبر ڈائل کیا

"ایم سوری لکھ کر میسج سینڈ کرتے۔ گیلری میں موجود عقیدت کی تصویر نکالتے محبت سے اسے چھوا تھا۔اب نیند آنا تو مشکل تھا تو ساری رات عقیدت شاہ کے خوبصورت چہرے کو آنکھوں کے رستے دل میں اتارتے گزری تھی---

---

صبح دس بجے کہ قریب وہ ارمغان کو لیتا حویلی پہنچا تھا۔ارمغان کو اس کے کمرے میں چھوڑتا تیز تیز قدم بڑھتا وہ اپنے کمرے میں پہنچا تھا۔

جھٹکے سے دروازا کھولتے ضرغام خان جیسے ہی اندر داخل ہوا تو کمرے کی خاموشی نے اس کا استقبال کیا تھا

کمرے کے دروازے سے لے کر کمرے کے چاروں کونوں تک گلاب کی پتیاں قالین کی مانند بچھی ہوئی تھی--- بیڈ پر ٹی پنک سلک کی شیٹ پر گلاب کی پتیوں سے لکھے "پاگل خان"۔ کے الفاظ دیکھتے ضرغام خان نے بری طرح ہونٹ کچلے تھے۔کمرے کے اطراف میں رکھی

Posted On Urdu Novel Book

رنگ برنگی کینڈلز جو کہ ساری رات جلنے کے باعث ختم ہونے کو تھی۔انہیں دیکھ ضرغام خان نے آگے بڑھتے اپنی ہتھیلی ان پر جماتے بجھایا تھا۔

اتنے عرصے میں وہ عقیدت کو اس کی روح تک جان گیا تھا۔جب وہ غصہ ہوتی یا کسی بات کا برا مناتی تو وہ چیختی چلاتی تھی۔چیزیں توڑتی اپنے غصے کا اظہار کرتی تھی۔غصہ شدید ہوتا تو لمحے میں کمرے کی حالت بگاڑ دیتی تھی۔مگر جب اسے کوئی بات تکلیف دیتی تھی۔جب است ضرغام خان کی کسی بات سے دکھ پہنچتا تھا تب وہ خاموشی اختیار کر لیتی تھی۔ہر چیز ویسی ہی رہتی تھی۔کوئی چیز عقیدت کے ہاتھوں سے نہیں ٹوٹتی تھی۔مگر اس کے اندر توڑ پھوڑ جاری رہتی تھی

واش روم کا دروازا بغیر کسی جھجھک کے کھولتے وہ اندر داخل ہوا مگر عقیدت کو وہاں بھی نا پاکر مایوسی سے پلٹتے وہ بیڈ پر آکر بیٹھا--- تھا

ساری رات جاگنے کے باعث آنکھیں سرخ انگارا ہو رہی تھی---

نیچے جاتا تو داجی سو سوال کرتے۔گھڑی پر وقت دیکھا تو گیارہ بجنے والے تھے۔اس وقت عقیدت اوپر کمرے میں سونے جا فریش ہونے کے لیے ضرور آتی تھی۔

گہری سانس بھرتے بیڈ پر گرنے کے انداز میں لیٹتے نظریں بند دروازے پر ٹکائیں تھیں

Posted On Urdu Novel Book

انتظار کرتے نجانے کس پہر آنکھ لگی تھی کہ دروازے پر ہوتی دستک کو سنتے ضرغام خان جھٹکے سے اٹھا تھا۔

آنکھوں کو مسلتے گھڑی پر نگاہ دوڑائی تو شام کے چار بجتے دیکھ جلدی سے آگے بڑھتے دروازا کھولا تھا۔

"بی بی جی کدھر ہے تمہاری"--- سامنے کھڑی ملازمہ کی سنے بغیر تیز لہجے میں استفسار کیا

"بی بی جی تو صبح سے باہر گئیں ہوئیں ہیں جی۔۔اور کہہ کر گئیں تھی کہ آپ آئیں تو کہہ دوں کہ بھول جائیں کہ آپ کی کوئی بیوی بھی ہے۔۔دوبارا ان کے سامنے مت آئیں گا سمجھ لے کہ وہ مرگئی آپ"--- ملازمہ کسی رٹے ہوئے طوطے کی طرح بولنا شروع ہوئی تو بولتی چلی گئی یہ جان بغیر کے وہ سامنے کھڑے وجود کو عقیدت شاہ کی باتیں بتاتی انگاروں پر گھسیٹ چکی تھی۔۔ملازمہ کی پوری بات سنے بغیر پیچھے ہوتے دھاڑ سے دروازا بند کرتے قدم کبرڈ کی جانب بڑھائے

"بہت مرنے کا شوق ہے نا۔۔آج یہ شوق بہت اچھے سے پورا کریں گا یہ خان"--- واش روم کا دروازا دھاڑ سے بند کرتے بڑبڑاتے ہوئے کہا--- اور جلدی سے فریش ہو کر چینج کرتے وہ آدھی طوفان بنا حویلی سے نکلا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

صبح سویرے عقیدت کو ان نون نمبر سے میسج موصول ہوا تھا۔جس پر جنگل کے قریب پہاڑی کے پاس ملنے کے لیے بلایا تھا۔

اور نیچے مرجان خان لکھا تھا۔میسج ملتے ہی عقیدت نے بہرام شاہ کو انفارم کیا تھا

جس پر بہرام نے بیس منٹ میں انفارمیشن نکلوا کہ اس بات کی تصدیق کر دی تھی کہ وہ نمبر مرجان خان کا ہی ہے۔

اور ذرائع کے ذریعے پتہ چلا ہے کہ وہ آج کل جنگل کے اردگرد دیکھا گیا ہے

اپنے وہاں پہنچنے کا کہتے بہرام نے عقیدت اور حدائق کو بھی جلد از جلد اس جگہ پہنچنے کا کہا تھا

کل رات وہ پور پور سجی ضرغام خان کا انتظار کرتی رہی تھی--- مگر ہر گزرتا لمحہ اس کے انتظار کو مشکل ترین کرتا جا رہا تھا۔

وہ کئی بار ضرغام خان کا نمبر بھی ڈائل کر چکی تھی۔مگر اس کا فون مسلسل بند جا رہا تھا۔ وہ مصروف تھا نہیں آسکتا تھا تو کوئی بات نہیں تھی--- وہ اس کی زمہ داریوں کو سمجھتی تھی۔مگر وجہ بتانے کی زحمت کیے بغیر فون بند کر کہ سوالوں سے بچ جانے کی کوشش کرنا یہ بات اسے تکلیف دے رہی تھی--- ہزار طرح کے وسوسے سر اٹھا رہے تھے---

Posted On Urdu Novel Book

پھر تنگ آکر اس نے حدائق کو کال کر کہ ضرغام خان کے بارے میں پتہ لگوانے کو کہا جس پر حدائق شاہ نے عقیدت کی آواز میں پریشانی محسوس کرتے بنا کوئی مزاق یا طنز کیے فورا سے ضرغام خان کا پتہ لگوایا تھا۔

اپنے آدمیوں کو کہنے کے باوجود وہ خود اس کی تلاش میں نکلا تو ڈیرے کے قریب سے گزرتے ملازم سے پوچھا تو اس نے ضرغام اور ارمغان کے اندر ہونے کا بتایا جس پر حدائق سر اثبات میں ہلاتا وہاں سے حویلی واپس آتا راستے میں عقیدت کو ضرغام خان کے ڈیرے پر ہونے کا بتا چکا تھا

جس کے بعد وہ خاموشی سے چینج کرتی آکر صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔نجانے کیوں آنکھیں بار بار ضرغام خان کی لاپرواہی پر بھگتی جا رہی تھی--- وہ جانتا تھا کہ وہ انتظار کر رہی ہے۔ مگر اس نے آنے کی بجائے اپنی مصروفیت کا بتانا تک گوارا نہیں کیا تھا۔

ضرغام خان کے خیال کو جھٹکتے--- ارد گرد نگاہ دوڑاتی وہ آگے بڑھ رہی تھی کہ پیچھے کسی کی موجودگی محسوس کر کہ جھٹکے سے پلٹی تھی

مگر درختوں کے سوا دور دور تک کوئی ذی روح نہیں تھا۔مگر پھر بھی خود پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس کرتے عقیدت نے جیکٹ سے اپنا پسٹل نکالا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

اردگرد نگاہ دوڑاتے وہ بائیں جانب پلٹی تو اپنے پیچھے دھڑام کی آواز پر لمحے کے لیے گڑبڑا گئی اس سے پہلے عقیدت پلٹتی کہ پیچھے موجود شخص نے اپنے ہاتھ میں تھامے تیز دھار آلے کو پیچھے سے ہاتھ لے جاتے عقیدت کی شہ رگ پر رکھا تھا

"کون"--- اپنے ڈر کر قابو پاتے سخت لہجے میں استفسار کیا تو پیچھے کھڑے شخص نے آلے پر دباؤ بڑھاتے دوسرے ہاتھ سے عقیدت کے ہاتھ میں تھامی پسٹل جھپٹنے کے انداز میں چھینی تھی۔

اپنی گردن سے نکلتی خون کی لکیر کو سینے تک محسوس کر کہ عقیدت نے سختی سے اپنی مٹھیاں بھینچی تھی

Urdu Novel Book

"تمہاری موت"--- سرد ٹھٹھرا دینے والا لہجہ سنتے عقیدت کو اپنے وجود میں سرد لہریں سرائیت کرتی محسوس ہوئی تھیں۔سبز نگینوں سی آنکھوں میں پل میں نمی اتری تھی۔گردن پر دباؤ محسوس کرتے عقیدت نے سختی سے اپنی آنکھیں میچی تھیں۔

---

"بہت شوق ہے نا تمہیں مرنے کا۔مجھ سے دور جانے کا۔تو آج میں تمہیں اپنے انداز میں مار ہی دیتا ہوں--- لیکن دور ہونے کی بجائے تمہیں خود سے اس قدر قریب تر کر لوں گا کہ تمہیں اپنا وجود ضرغام خان کی خوشبو سے مہکتا محسوس ہو گا--- سانسیں تو تمہاری ہو گی۔

Posted On Urdu Novel Book

مگر ان میں خوشبو میری ہو گی"---- جھٹکے سے عقیدت کا رخ اپنی جانب کرتے چاقو نما آلے کو عقیدت کی تھوڑی تلے رکھ کر چہرہ اوپر کرتے۔۔پر اسرار لہجے۔۔کہا تو عقیدت نے شکوہ کناہ نظروں سے ضرغام خان کو دیکھا تھا۔

" آگئی یاد بیوی کی"--- نم آنکھیں ضرغام خان کی نیلی گہری آنکھوں میں گاڑھتے۔۔اپنی تھوڑی پر رکھے چاقو کو جھٹکتے--- تپے تپے لہجے میں کہا تو ضرغام خان نے جبڑے بھینچ کر عقیدت شاہ کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھا تھا۔

"ایک بیوی ہی تو ہے جو کبھی مجھے بھولتی نہیں۔۔ہر وقت حواسوں پر سوار رہتی ہے"--- انگھوٹھے کو خون کی لکیر پر پھیرتے سنجیدہ لہجے میں کہتے عقیدت شاہ کی آنکھوں میں جھانکا تو عقیدت نے ناک سکیڑتے چہرے کا رخ بدلا تھا۔

"اسی لیے کل ساری رات بیوی کو بھلائے۔۔اسے انتظار کی سولی پر لٹکائے۔۔ڈیرے پر مصروف تھے"--- ضرغام خان کے کالر کو دونوں مٹھیوں میں دبوچے دبے دبے لہجے میں چلا کر کہا تو ضرغام خان نے اپنا کالر تھامے عقیدت کے ہاتھوں کو اپنی سخت گرفت میں لیتے۔۔جھٹکے سے کالر سے ہٹا کر گردن کے گرد لپیٹتے۔۔اپنے دونوں ہاتھ عقیدت کی کمر پر باندھے۔

Posted On Urdu Novel Book

"چھوٹے خان کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔۔تمہیں کال کی تھی۔۔ایک بار نہیں ہزار بار۔۔مگر تمہارا فون بند جا رہا تھا۔۔تم انتظار کی سولی پر لٹکتی رہی ہو تو رات میں نے بھی جاگتی آنکھوں میں گزاری ہے۔۔تو اب بتاؤ کس بات کی زیادہ ناراضگی ہے۔۔انتظار کرنے کی یا ہماری گولڈن نائٹ مس ہونے کی"----- جھک کر اپنے تشنہ لب گردن پر دیے کٹ پر رکھتے بوجھل لہجے میں استفسار کیا تو عقیدت شاہ نے بری طرح لب کچلتے نظریں ضرغام خان کے نیلے کرتے کے بٹنوں پر ٹکا دیں

"فی الحال میں تم سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتی کجا کہ اپنی ناراضگی کی وجہ بتاؤں"---- ہنوز نظریں جھکائے جواب دیا تو ضرغام خان نے سنجیدہ نظروں سے عقیدت کے جھکے سر کو دیکھا---

"کیا خود بھی آتنا ہی خوبصورت سجی تھی جیسے کمرہ سجایا تھا"۔۔ماتھے اور چہرے پر آرہے بالوں کو اپنی انگلیوں سے کان کے پیچھے اڑست بات بدلتے شوخ لہجے میں سرگوشی کی تو عقیدت نے گھور کر ضرغام خان کو دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

Urdu Novel Book

---

"جو بھی ہو اب اس بات کا فائدہ۔۔چھوڑو مجھے واپس جانا ہے"--- نروٹھے لہجے میں کہتے ضرغام خان کے بازو اپنی کمر سے ہٹانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا تو ضرغام خان نے جھٹکا دیتے عقیدت کو خود کے قریب تر کرتے اپنے ہونٹ شدت سے عقیدت کے ماتھے پر ثبت کیے---

"تو اس وقت یہاں لینے کیا آئی تھی۔۔مگر اب اگر تم اپنی مرضی سے آہی گئی ہو تو جاؤ گی ضرغام خان کی مرضی سے ہی"--- عقیدت کے مزاحمت کرتے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں

جکڑتے سخت لہجے میں کہا تو یہاں انے کی بات پر عقیدت نے سٹپٹا کر ضرغام خان کو دیکھا تھا۔

"میں اس دن والی جگہ پر جانے کے لیے آئی تھی۔فلحال میں تنہا رہنا چاہتی تھی کچھ وقت کے لیے"--- نظریں ضرغام خان کی گہری بولتی آنکھوں میں گاڑھے جواب دیتے۔نظریں اطراف میں گھمائی

"کچھ وقت نہیں۔بہت زیادہ وقت اس تنہائی میں گزارنا ہے۔لیکن تنہا نہیں اپنے تنہائی کے ساتھی کے ساتھ۔میں اور تم۔اس تنہائی میں گونجتی ایک دوسرے کی خاموشی سنے گے۔ تم میرے دھڑکنوں میں گونجتا اپنا نام سننا۔میری آنکھوں میں نظر آتے اپنے عکس کو دیکھنا۔اور میں تمہاری ہر بہکی بکھری سانس میں اپنی خوشبو شامل کرتا تمہاری روح تک اتر جاؤں گا۔تمہارا پور پور اپنے لمس سے مہکاؤ گا۔تم پاس ہوتی ہو تو مجھے ویسے ہی دنیا کا ہوش نہیں رہتا مگر آج سب سے دور--- اس تنہائی میں۔تمہاری ذات میں گم ہوتے دنیا بھلا دینا چاہتا ہوں۔اگر کچھ یاد رکھنا ہے تو صرف ایک دوسرے کو۔قربت کے ہر لمحے کو محسوس کرنا چاہتا ہوں۔اس وجود کی گہرایوں میں اترتے میں تمہاری روح پر اپنی محبت کی چھاپ چھوڑنا چاہتا ہوں۔آج تو موقع بھی ہے دستور بھی اور تنہائی بھی۔تو تمہیں نہیں لگتا ہمیں اس تنہائی کا بغیر وقت ضائع کیے فائدہ اٹھا لینا چاہیئے"--- ہونٹوں اور انگلیوں کے پوروں

Posted On Urdu Novel Book

سے عقیدت کے چہرے کو چھوتے بوجھل خمار الود لہجے میں کہتے۔۔جھٹکے میں جھک کر عقیدت کو اپنی بانہوں میں اٹھایا تو ضرغام خان کے طلسمی لمس اور جادوئی الفاظوں کے حصار سے نکلتے عقیدت نے جھٹپٹا کر نیچے اترنا چاہا---

"نن۔۔ہیں ضرغام--- حویلی چلتے ہیں نا ویسے بھی چھوٹے خان کی طبیعت ٹھیک نہیں"--- ضرغام خان کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں بھرتے منت بھرے لہجے میں کہا تو ضرغام خان نے رکتے سنجیدہ نظروں سے عقیدت کو دیکھا---

"وہ اب بالکل ٹھیک ہے۔۔وہ ٹھیک نا ہوتا تو ہم دونوں اس وقت یہاں نہیں اس کے پاس ہوتے۔۔مگر اگر وجہ کوئی اور ہے تو تم مجھے سیدھے طریقے سے بتا دو۔۔کیا تم ابھی تک مجھے قبول نہیں کر پائی۔۔یا تم کرنا ہی نہیں چاہتی"--- سپاٹ لہجے میں کہتا وہ عقیدت کو بوکھلا گیا تھا

"نن۔۔ہیں وہ تو میں سوچ رہی تھی کہ ایسے کھلے میں--- مم-یرا مطلب کوئی بھی آسکتا ہے"۔۔اپنی انگلیاں آپس میں الجھاتے۔۔نچلے ہونٹ کو دانتوں تلے دباتے منمنا کر کہا تو ضرغام خان نے گھور کر عقیدت کو دیکھا--- اور پھر سر جھٹکتے قدم آگے بڑھائے

"پہلی بات یہ جنگل میرے علاقے میں آتا ہے۔۔میری اجازت کے بغیر یہاں کوئی نہیں آ سکتا۔۔ اور بالفرض کوئی ابھی جاتا ہے یا نا بھی آئے تو تمہیں لگتا ہے کہ ضرغام خان اپنی

Posted On Urdu Novel Book

بیوی کے معاملے میں لاپرواہی برت سکتا ہے"--- عقیدت کی آنکھوں پر اپنا لمس چھوڑتے شدت بھرے لہجے میں کہا تو عقیدت نے راہ فرار کا کوئی راستہ نا دیکھ گہری سانس بھرتے سر ضرغام خان کے سینے سے ٹکا دیا

---

یہ وہی جگہ تھی جہاں اس دن ضرغام اسے لایا تھا--

جنگل کے بیچوں بیچ درختوں کے گول دائرے کے درمیان ایک چھوٹا سا تالاب تھا--جبکہ تالاب کے کنارے پر ایک کافی پرانا درخت تھا--جو بائیں جانب سے تالاب کی جانب جھکا ہو تھا--اس کی لمبی موٹی شاخیں تالاب کے پانی پر سایہ فگن تھی--کچھ لمبی پتلی ٹہنیاں تالاب کے پانی کو چھو رہی تھی--- تالاب کے ارد گرد رنگ برنگے پھول لگے ہوئے تھے-- جبکہ پھولوں کے بعد کچی زمین سے کچھ فاصلے پر درخت موجود تھے--جو اطراف میں پھیلے ہوئے تھے--سبز پتو سے گھنے درخت اندر کی جانب کو جھکے ہوئے تھے--اور ہر درخت پر رنگ برنگے چھوٹے چھوٹے گھونسلے پردوں کے لیے لٹکائے گئے تھے--

یہ پرسکون جگہ ضرغام خان کی فیورٹ تھی--وہ اکثر تنہا وقت گزارنے یہاں آتا تھا--اور جب ارمغان خان کو اس بارے میں پتہ چلا تو اس نے اس جگہ کی خوبصورتی میں اور اضافہ کر دیا تھا

Posted On Urdu Novel Book

ضرغام خان نے عقیدت کو نیچے اتارا تو عقیدت نے حیرت سے سامنے دیکھا تھا۔

نظریں ارگرد گھمائی تو ضرغام خان کی حرکت پر ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

کیونکہ اردگرد جو درخت تالاب کے گرد گھیرا کیے ہوئے تھے۔۔ان درختوں کے اطراف میں اب سیاہ رنگ کے درختوں کے سائز کے تمبو نما پردے کر دیے گئے تھے۔۔ جس سے چاروں اطراف سے اندر دیکھنا یا داخل ہونا ناممکن تھا۔۔سوائے سامنے موجود ایک زپ سے جسے کھول کر اندر داخل ہوا جا سکتا تھا۔

ضرغام خان نے نیچے جھکتے اس زپ کو کھولتے عقیدت کا ہاتھ تھامتے قدم اندر رکھے تھے۔۔

اندر آتے اس زپ کو اندر سے بند کیا تھا۔۔اب اس کا باہر سے کھلنا ناممکن تھا۔

جبکہ عقیدت آنکھوں میں اشتیاق لیے تالاب کی جانب بڑھی تھی۔۔جس کے پانی میں رنگ برنگے پھول بکھرے ہوئے تھے۔۔اور چھوٹی چھوٹی گولڈن کلر کی ڈیکوریشن پلیٹس میں دیے رکھے ہوئے تھے۔۔جب کے تالاب کے کنارے پر موجود درخت سے کچھ فاصلے پر چھوٹا سا ٹینٹ لگا ہوا تھا۔

"کیسا لگا۔۔میں کل کہ دن کو بہت یادگار بنانا چاہتا تھا۔۔مگر خیر۔۔تمہارے ساتھ گزرا ہر لمحہ میرے لیے یاد گار ہے۔۔اور رات کل کہ ہو یا آج کی یہ بات اہمیت نہیں رکھتی۔۔تمہارا میرے پاس ہونا یہ معنی رکھتا ہے"--- عقیدت کی گردن سے بال ہٹاتے اپنی ٹھوڑی کندھے

Posted On Urdu Novel Book

پر ٹکاتے---دونوں ہاتھ عقیدت کے پیٹ پر باندھتے سرگوشی کی تو عقیدت نے گردن ترچھی کرتے ضرغام خان کے پرسکون چہرے کو دیکھا تھا۔

"یہ سب تم نے کیا ہے"۔۔لہجے میں اشتیاق لیے استفسار کیا تو ضرغام خان نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا

"تمہیں شک ہے کوئی۔۔تم مجھے کیا ان شوہروں میں سے سمجھتی ہو جو صرف پیار محبت کی باتیں کر سکتے ہیں۔۔اگر میں اپنی بیوی سے اتنا کچھ ڈیمانڈ کر سکتا ہوں---تو کیا میں اس کے لیے یہ سب نہیں کر سکتا۔۔بس یہ تمبو میں نے نہیں لگائے۔۔لیکن ان کی وجہ سے کھپا بہت ہوں--- کہی سے اتنے زیادہ سائز کے مل نہیں رہے تھے--- جو ملتے تھے ان سے نظر آتا تھا۔۔اور اگر مل جاتے تھے تو میرا دل راضی نہیں ہوتا تھا۔۔پھر رستے میں کسی کی شادی ہو رہی تھی۔۔تب میری نظر ان پر پڑی۔۔ تو پھر ایک دن کے آڈر پر یہ بلیک کلر میں بنوائے۔۔اب تم مجھے پاگل مت سمجھنا۔۔ سمجھ بھی سکتی ہو۔۔کیونکہ تمہارے معاملے میں تھوڑا پاگل ہو جاتا ہوں میں"--- بازو سے تھام کر رخ اپنی جانب کرتے کندھے آچکا کر کہا تو عقیدت نے مسکرا کر نفی میں سر ہلایا

Posted On Urdu Novel Book
جبکہ دل ضرغام خان کی اتنی محبت و چاہت دیکھتے رب کے حضور سجدہ ریز ہوا تھا۔۔تشکر بھری نظروں سے ضرغام خان کو دیکھتے آنکھوں میں نمی اتری تو ضرغام خان کے چہرے کے تاثرات پل میں بدلے تھے۔
"مم۔۔یں بہت محبت کرتی ہوں تم سے۔۔ماضی میں کبھی جو میں تمہارے قریب چاہے مامی کی قسم توڑنے کے لیے آئی--- مگر میرا دل جانتا تھا کہ"--- دونوں ہاتھ ضرغام کی سینے پر رکھتے نم لہجے میں کہا تو ضرغام خان نے خاموشی سے انہیں اپنے ہاتھوں میں تھاما تھا۔
"مجھے اس بات میں کوئی عار محسوس نہیں ہو رہی کہ میں تمہیں اپنی فیلنگز بتا رہی ہوں۔۔ میں اس وقت سچ میں تمہارا ساتھ چاہتی تھی۔۔میں نفس کی کمزور نہیں ہوں--- میں بس تمہیں کھونا نہیں چاہتی تھی۔۔میں ہمارے رشتے کو مضبوط کر دینا چاہتی تھی کہ تم چاہ کر بھی مجھے چھوڑ نا سکو۔۔اور یہ بات میں نا صرف تم سے بلکہ خود سے بھی چھپاتی رہی--- میں اسے مامی کی قسم کا لبادہ اوڑھتی رہی ورنہ میرا دل حقیقت جانتا تھا۔۔میں نے ماضی میں ہر وہ کام کیا جس کی وجہ سے تم میری جانب متوجہ ہو۔۔چاہے غصے میں ہی۔۔میں تمہیں کھونا نہیں چاہتی۔۔مگر اب مجھے لگتا ہے جیسے میں تمہاری اتنی شدتیں اور محبت سنبھال نہیں سکوں گی میں تمہیں کھو دوں گی۔۔مجھے ڈر لگتا ہے ضرغام۔۔کچھ بھی ہو جائے کچھ بھی میں تمہیں

Posted On Urdu Novel Book

نہیں کھونا چاہتی۔۔میرے پاس رہنا۔۔بہت پاس۔۔ہمیشہ"--- نم لہجے میں اپنے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہتی وہ ضرغام خان کا دل بری طرح دھڑکا چکی تھی۔

تبھی ضرغام خان نے بنا جواب دیے جھک کر عقیدت کے ہونٹوں کو اپنی سخت گرفت میں لیا تھا۔

"دیے جلائیں"۔۔ضرغام خان کے پیچھے ہونے اور خود کو والہانہ نظروں سے دیکھنے پر مدھم لہجے میں کہا تو ضرغام خان نے نظریں اوپر اٹھا کر ڈھلتی شام کو دیکھا

شام کو رات میں ڈھلتے دیکھ سر اثبات میں ہلاتے قدم ٹینٹ کی جانب بڑھائے وہاں سے ماچس کی ڈبی اٹھاتے۔۔باہر آکر عقیدت کا ہاتھ تھامے قدم تالاب میں رکھے

---

اپنی پیٹھ پر ضرغام خان کی گہری تپش زدہ نظروں کو محسوس کرتے عقیدت نے بری طرح ہاتھ مسلے تھے۔

وہ تب سے ضرغام خان کی لو دیتی نظروں سے بچنے کی کوشش کر رہی تھی--- دیے جلانے میں بھی وہ جان بوجھ کر وقت ضائع کر رہی تھی--- وہ جانتی تھی کہ فرار ممکن نہیں مگر آج وہ چاہ کر بھی ضرغام خان کی لو دیتی نظروں کا مقابلہ نہیں کر پا رہی تھی---

Posted On Urdu Novel Book

"مجھے لگا یہ گہرا ہو گا۔مگر یہ تو بالکل بھی گہرا"--- کنارے کے قریب پہنچتے معنی خیز خاموشی سے تنگ آتے عقیدت نے نارمل لہجے میں کہا--- ابھی وہ بات مکمل کرتی۔کہ پیچھے سے آتے ضرغام خان نے بازو سے تھامتے جھٹکے سے رخ اپنی جانب کرتے عقیدت کی سانسوں سے اپنی سانسیں سلجھائیں تھیں

عقیدت کے پہنے بلیک لانگ کوٹ کو اتار کر دور اچھالتے۔ایک بازو عقیدت کی گردن کے گرد لپیٹتے۔دوسرے بازو سے کمر کو جکڑا تھا۔

پوری شدت سے عقیدت کے ہونٹوں پر گرفت جماتے۔وہ یونہی عقیدت کو تھامے۔عقیدت کو پیچھے کو جھکاتے زمین پر لٹاتے اس پر جھک آیا تھا

اپنے سینے پر دھرے عقیدت کے ہاتھوں میں اپنی انگلیاں پھنساتے وہ انہیں نیچے گیلی زمین پر لگا چکا تھا۔

قطرہ قطرہ عقیدت کی ٹھنڈی سانسوں کو خود میں اتارتے۔وہ ان کی مہک کو اپنی سانسوں میں محسوس کرتا بہکتا جا رہا تھا

عقیدت کی بکھری سانسوں کو محسوس کرتے وہ لمحے کے لیے پیچھے ہوتا دوبارا جھک چکا تھا۔جبکہ ضرغام خان کی شدت پر عقیدت نے سختی سے اپنی آنکھیں بند کی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

"ایم سوری روحِ من--- کیونکہ آج رات اس پاگل خان کی جنونی قربت تمہیں برداشت کرنی پڑے گی۔۔تم پر چاہ کر بھی رحم نہیں کر پاؤں گا۔۔کیونکہ تمہارے ہجر نے بہت تڑپایا ہے۔۔ضرغام خان کے وجود کا ذرا ذرا تمہاری ہجر کی آگ میں جھلسا ہے۔۔آج اگر یہ قربت نصیب ہوئی ہے تو جان لو کہ برسوں کی تشنگی ایک رات میں نہیں مٹنے والی۔۔اس کے لیے تو بہت سی صدیاں درکار ہیں۔۔ مگر آج قربت کی پہلی بارش میں ضرغام خان پوری طرح بھیگ جانا چاہتا ہے۔۔اس تشنگی کو مٹانے کے لیے تمہاری کسی مزاحمت کو خاطر میں نہیں لانے والا"--- عقیدت کے کان کی لو کو دانتوں تلے دباتے جھک کر عقیدت کو اپنی بانہوں میں اٹھاتے ٹینٹ میں داخل ہوتے۔

عقیدت کو نیچے رکھے سفید رنگ کے کشنز پر لٹاتے۔۔پلٹ کر ٹینٹ کا پردہ گرایا

حیا سے سرخ تمتماتے چہرے کو اوپر اٹھاتے عقیدت نے ضرغام خان کو دیکھا تھا۔۔جو اپنا کرتا اتارتے سیاہ رنگ کی بنیان کو اتار کر بھی نیچے پھینک چکا تھا۔

عقیدت کی نظریں ضرغام خان کے چوڑے مضبوط سینے سے ہوتی سیکس پیک پر آئی تو عقیدت کو اپنا دل رکتا محسوس ہوا تھا۔۔نظریں سرکتی ہوئی پھولے مسلز پر آئیں تو گلے میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی۔۔نظریں بازوؤں کی تنی رگوں سے ہوتی گردن کی ہڈی سے

Posted On Urdu Novel Book

سرکتی ضرغام خان کے مونچھوں تلے عنابی ہونٹوں پر آئی تو ان ہونٹوں کا دہکتا لمس یاد کرتے عقیدت کا دل دھک سے رہ گیا

نظریں بے ساختہ جھکی تھی کہ تبھی ضرغام خان نے عقیدت کے سامنے بیٹھتے جھٹکے سے اسے اپنے قریب کیا تھا

بنا عقیدت کو سمجھنے کا موقع دیے وہ اس کی شرٹ کے اوپری بٹن کھولتا کندھے سے سرکا چکا تھا

" ضض-ضرغام ایک م-منٹ پلیز"—ضرغام خان کی زرا سی قربت پر سانسیں پل میں منتشر ہوئی تھی تبھی ضرغام خان کے سینے پر ہاتھ رکھتے—خشک پڑتے ہونٹوں کو تر کرتے منمنا کر کہا تو ضرغام خان نے خمار الود نظروں سے عقیدت کو دیکھتے سر نفی میں ہلایا تھا—

"ایک منٹ بھی نہیں بیگم"--- بوجھل خمار الود لہجے میں سرگوشی کرتے وہ عقیدت کو پیچھے کی جانب دھکا دیتے اس پر گھنی گھٹا کی طرح سایہ فگن ہوا تھا—

ضرغام خان کے دہکتے ہونٹوں کا لمس اپنے چہرے سے سرکتے گردن اور کندھے پر محسوس کرتے عقیدت کا پورا وجود لرز اٹھا تھا—جان تو تب ہوا ہوئی جب ضرغام خان نے شرٹ کو مزید کھسکاتے اپنے لب دل کے مقام پر رکھے تھے—ضرغام خان کے شدت بھرے لمس سے عقیدت کے ہونٹوں سے نکلتی سسکی ضرغام خان کی ہتھیلی کے نیچے دم توڑ چکی تھی—

Posted On Urdu Novel Book

ضرغام خان کے ہونٹوں کے جان لیوا لمس کو اپنے پیٹ اور بے باک ہاتھوں کے لمس کو اپنے وجود پر گردش کرتے محسوس کرتے عقیدت نے تڑپ کر اپنے دونوں ہاتھ ضرغام خان کے کندھوں پر رکھے تھے-

"ضض-ضرغام پلیز مجھے ڈر لگ رہا ہے--مم--یرا دل بند ہو جائے گا"--- ناخن ضرغام خان کے کندھے پر گاڑھتے گہری سانسوں کے درمیان دبے دبے لہجے میں چیخ کر پکارا تو ضرغام خان نے سر اٹھاتے خمار الود نظروں سے عقیدت کی بند آنکھوں کو دیکھا--- نظریں آنکھوں سے سرکتی خون چھلکاتے رخساروں سے ہوتی--گردن پر موجود سرخ نشانوں سے سرکتی دودھیاں پیٹ پر موجود اپنی شدتوں کے نشان پر آئیں تو ضرغام خان کے گلے میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی تھی

نظریں عقیدت کے بکھرے سراپے پر گاڑھتے--اپنا بازو عقیدت کی کمر کے گرد لپیٹتے--جھٹکے سے اٹھاتے اپنے سامنے بٹھایا تھا

"تمہیں میری شدتوں پر ڈر لگ رہا ہے--اور جو میں تمہارے دور جانے کے خیال سے ڈرتا رہا ہوں--- تمہارا دل میری بے باکیوں پر بند ہو رہا ہے--جبکہ میرا دل تمہاری دوری پر بند ہوتا رہا ہے--اور یقین مانو تمہارا ڈر میرے ڈر کے آگے بے معنی ہے--اور تمہارا دل میرے لمس پر دھڑک تو سکتا ہے بند نہیں ہو سکتا--اب تم ایک لفظ نہیں کہو گی عقیدت--

Posted On Urdu Novel Book

صرف خاموشی سے مجھے محسوس کرو گی"--- گھمبیر لہجے میں کہتے آخر میں سخت لہجے میں کہتے اپنا ہاتھ عقیدت کے بالوں میں اڑستے شدت سے اس کے سرخ پڑتے ہونٹوں پر جھک آیا

عقیدت کے ناخنوں کو اپنی پیٹھ میں دھنستے محسوس کرتے ضرغام خان کی شدتوں میں اضافہ ہوتا چلا گیا

گزرتی رات میں عقیدت کی بکھری سانسوں اور سسکیوں کے مدھم شور میں ضرغام خان کی محبت بھری بےباک سرگوشیاں شامل ہوتی خاموش فضا میں رقص پیدا کر رہی تھیں۔

جیسے جیسے رات گزر رہی تھی - ضرغام خان کی شدتوں میں اضافہ ہی ہوا تھا۔ایک دوسرے کی قربت میں گم ہوتے وہ ایک دوسرے کی روح تک اتر گئے تھے۔

---

وہ دونوں جیسے ہی جنگل کے قریب پہنچے وہاں ضرغام خان کی جیپ دیکھ حدائق کا دل کیا اپنا ماتھا پیٹ لے

"مجھے نہیں لگتا اب مرجان آئے گا"۔۔بہرام نے اطراف میں نگاہ دوڑاتے ہوئے کہا تو حدائق شاہ نے کندھے اچکائے

Posted On Urdu Novel Book

"ہمیں ایک بار دیکھ آنا چاہیے"--- حدائق شاہ نے موبائل کی سکرین پر نظر آتی عقیدت کی لوکیشن کو دیکھتے ہوئے کہا تو بہرام شاہ نے سر نفی میں ہلایا

"ضرغام ضرور عقیدت کے پیچھے آیا ہوگا۔۔ویسے بھی تم نے بتایا کہ کل رات وہ حویلی نہیں تھا اور عقیدت پریشان بھی تھی کیا پتہ اپنی بیوی کو منانے کی خاطر آیا ہو۔۔تم نے کیوں جا کر ان کی ڈیٹ خراب کرنی ہے"--- بہرام شاہ نے سرسری لہجے میں کہا تو حدائق شاہ نے ڈیٹ کے نام پر دانت کچکچائے

"ڈیٹ پر لے جانے کو اسے یہ جنگل ہی ملا تھا۔۔وہاں کیا درختوں اور جن بھوتوں سے ملوانے لے کر گیا ہے"--- بہرام کے گاڑی ریورس کرنے پر دانت پیس کر کہا تو بہرام شاہ نے بامشکل اپنی مسکراہٹ چھپائی۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں--- تم پلوشہ کو ڈیٹ پر لے کر جاؤ تو جنگل میں جانا۔۔کیا پتہ تمہیں پتہ چل جائے کہ وہ جنگل میں کیوں گیا"--- کندھے اچکاتے جواب دیا

"میں اسے ایسی منحوس جگہ پر کیوں لاؤں گا۔۔جہاں یا تو جانور دیکھنے کو ملے گے یا چاروں طرف درخت۔۔نا یہاں دور دور تک بندہ نا بندے کی ذات۔۔یہاں تو بندہ اکیلا ہو تو ویسے"--- روانی میں بولتے ایک دم سے زبان کو بریک لگی تھی۔۔ ہونٹ سیٹی کی صورت میں واہ

Posted On Urdu Novel Book

ہوئے تھے۔۔چہرہ بہرام شاہ کی جانب کرتے حیرت سے اسے دیکھا تھا جس پر بہرام شاہ کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"نیور اینڈرایسٹیمیٹ یور سالا۔۔خاص طور پر جب وہ خرافاتی دماغ کا مالک ہو اور ہو بھی خان"۔۔۔ حدائق شاہ کے کھلے منہ کی جانب دیکھتے آنکھ ونک کرتے ہوئے کہا تو حدائق شاہ نے سٹپٹا کر سر نفی میں ہلاتے زیر لب ضرغام خان کو سلواتوں سے نوازا تھا۔

---

صبح نجانے کس پہر عقیدت کی آنکھ کھلی تھی۔۔خود پر بوجھ محسوس کرتے عقیدت نے کسمسا کر پیچھے ہونا چاہا تھا۔۔کہ تبھی ضرغام خان نے اپنا حصار تنگ کرتے عقیدت کو خود میں بھنچا تھا

آنکھیں کھولے وہ کچھ دیر تو غائب دماغی سے لیٹی رہی پھر نظریں اطراف سے ہوتی۔۔خود کو گاؤ تکیے کی طرح دبوچ کر لیٹے ضرغام خان کو دیکھا۔۔۔

جو چہرہ عقیدت کی گردن میں چھپائے۔۔۔دونوں ٹانگوں سے عقیدت کی ٹانگوں کو لاک کیے۔۔۔ دونوں ہاتھ عقیدت کے گرد لپیٹے شاید گہری نیند سو رہا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

آنکھوں کے پردے پر گزری رات کے خوبصورت مناظر لہرائے تو عقیدت کو اپنے وجود کا سارا خون چہرے پر سمٹتا محسوس ہوا۔۔اپنے وجود سے اٹھتی ضرغام خان کی خوشبو کو محسوس کرتے پلکیں بری طرح لرزی تھی۔

ابھی وہ اپنے خیالوں میں ہی گم تھی کہ ضرغام خان نے جھٹکا دیتے عقیدت کا رخ اپنی جانب کیا۔

اس اچانک افتاد پر عقیدت نے بھونچکا کر اپنے دونوں ہاتھ ضرغام خان کے سینے پر رکھے تھے۔

اب وہ دونوں کروٹ کے بل ایک دوسرے کے سامنے تھے

"مجھے نہیں اندازہ تھا کہ کوئی صبح اتنی خوبصورت اور روشن بھی ہو سکتی ہے"۔۔عقیدت کے چہرے کے نقوش کو محبت سے چھوتے بھاری لہجے میں سرگوشی کی تو عقیدت کے ہونٹوں پر شرمیگی مسکراہٹ رینگ گئی

مگر ضرغام خان کا رویہ یاد آیا تو عقیدت نے جھٹکے سے پیچھے ہوتے خفا نظروں سے اسے دیکھا تھا

عقیدت کی انکھوں میں خفگی دیکھتے۔۔ضرغام خان نے ہونٹ کا کنارہ دانتوں میں دبایا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

ضرغام خان کی شدتیں سہتی کس قدر اس کی نازک جان ہلکان ہوئی تھی۔۔نیند سے بند ہوتی آنکھوں اور باہر پھیلتی روشنی کو محسوس کر کہ عقیدت نے کئی بار ضرغام خان کو رکنے کا بولا تھا۔۔مگر اس نے کہا تھا کہ وہ نہیں سنے گا تو اس نے سچ میں نہیں سنی تھی۔۔۔وہ دن چڑھے تک اپنی منمانیاں کرتا رہا تھا۔۔ضرغام خان کی شدتوں پر کبھی تو عقیدت کی سانسیں رکتی اور کبھی منتشر ہوتی جان لبوں پر لے آتی۔۔ضرغام خان کے جنونی روپ کو دیکھتی وہ اپنا آپ اس کے حوالے تو کر چکی تھی۔۔مگر ہر گزرتے لمحے کے ساتھ ضرغام خان کی بڑھتی جنونیت کو محسوس کرتی وہ لرز اٹھتی مگر وہ انجان بنتا۔۔عقیدت کے لمس میں گم ہوتا چلا گیا تھا۔۔ دل تھا کہ سیراب نہیں ہو رہا تھا۔۔ تشنگی تھی کہ ہر لمس پر بڑھتی جا رہی تھی

"بات مت کرنا مجھ سے"--- نم لہجے میں کہتی جھٹکے سے رخ بدلا تو ضرغام خان نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے کھسک کر فاصلہ سمیٹا

"اگر بات نہیں کر سکتا تو پیار کر لو۔۔کیونکہ تمہارے چہرے پر اپنی محبت کے رنگ دیکھ کر اب مجھے تم پر رات سے بھی زیادہ پیار آرہا ہے"--- ایک بازو لپیٹ کر سر کے نیچے رکھتے دوسرا عقیدت کی کمر پر رکھتے آگے کو جھک کر سرگوشی کی تو عقیدت نے اپنی کہنی ضرغام خان کے پیٹ میں ماری

Posted On Urdu Novel Book

"ابھی بھی پیار کرنے کی کسر ہے۔۔۔ساری رات تو جن کی طرح چمٹے رہے ہو مجھ سے۔۔۔ایک پل کے لیے بھی تمہیں مجھ پر ترس نہیں آیا۔۔۔ایک بار بھی تم نے میری نہیں سنی"---چہرہ ہنوز دوسری جانب کیے نم لہجے میں کہا تو ضرغام خان نے جھٹکے سے عقیدت کا رخ اپنی جانب کیا تھا

"اگر سمجھ نہیں آرہی کہ مجھے فیس کیسے کرنا ہے تو مجھ سے پوچھ لو۔۔۔جیسے ساری رات تمہیں شرما کر خود میں سمٹنے پر مجبور کیا تھا ویسے ہی اب تمہیں مجھے فیس کیسے کرنا ہے وہ بھی بتا دوں گا۔۔۔مگر ترس والی بات کر کہ مجھے گلٹی فیل کروانے کی ضرورت نہیں۔۔۔میری محبت ایسی ہی ہے۔۔۔شدت بھری جنونیت لیے۔۔۔تمہیں صرف ایک رات نہیں ساری عمر مجھے ایسے ہی برداشت کرنا ہے--- اور اگر میں جن کی طرح چمٹا رہا ہوں تو خود کے بارے میں کیا خیال ہے۔۔۔مجھے تو ڈر تھا کہی تمہیں میرا خون کم ہی نا پڑ جائیں۔۔۔ویمپائرز کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے"--- سخت لہجے میں کہتے۔۔۔آخر میں افسوس بھرے لہجے میں کہتے اپنی گردن سینے۔۔۔اور بازوؤں پر دانتوں کے گہرے نشانوں کی طرف اشارہ کیا تو عقیدت نے سرخ پڑتے۔۔۔چہرہ جھکایا تھا۔۔

Posted On Urdu Novel Book

"اب دیکھو میری طرف— میرا چمٹنا یاد ہے—مگر اپنے ناخنوں سے میری پیٹھ کھروچنا یاد نہیں"—جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھتے اپنی پیٹھ دکھائی جہاں ناخنوں کے نشانوں کے ساتھ کندھوں سے نیچے پیٹھ تک بنی سرخ لکیریں دیکھتے عقیدت نے بری طرح ہونٹ کچلے تھے-

"وہ تو ایکشن کا ریکشن تھا"—عقیدت کے منمنا کر کہنے پر ضرغام خان نے گھور کر اپنے کرتے میں چھپی عقیدت شاہ کو گھورا تھا

"اب اس ریکشن کے سائیڈ ایفیکٹس کے لیے بھی ریڈی ہو جاؤ"—بنا عقیدت کو سمجھنے کا موقع دیے وہ اس کے دونوں ہاتھوں کو سر کے اوپر پن کرتا—عقیدت کے گال پر جھکتے ہوئے بولا تو عقیدت نے سختی سے اپنی آنکھیں میچ لیں

اپنے چہرے پر ضرغام خان کی ہلکی بئیرڈ کی چھبن محسوس کرتے عقیدت کا دل بے ساختہ دھڑکا تھا

"ضض-ضرغام سب پریشان ہہ—ہو رہے ہوگے"--- ضرغام خان کو ایک بار پھر رات والے روپ میں واپس آتے دیکھ حلق تر کرتے مدھم لہجے میں کہا تو ضرغام خان نے چہرہ اٹھاتے عقیدت کی سرخ ڈوروں والی آنکھوں میں جھانکا

گزری رات کی قربت کا خمار لیے دونوں کی آنکھیں لمحے کے لیے ملی تو ضرغام خان نے جھک کر نرمی سے انہیں چھوا

"وہ پریشان ہے یا نہیں اس بات کو چھوڑو۔۔تمہیں اس طرح اپنی باہوں کے حصار میں دیکھ کر جو میرا دل بے ایمان ہو رہا ہے اس کے بارے میں سوچو"۔۔۔۔ عقیدت کے نچلے ہونٹ کو اپنے انگھوٹھے سے سہلاتے گھمبیر لہجے میں سرگوشی کرتا وہ ایک بار پھر عقیدت کے وجود پر جھکتا چلا گیا تھا۔

اور رات کی طرح ایک بار پھر ساری مزاحمتیں ضرغام خان کی شدتوں کے آگے دم توڑ چکی تھیں

---

"اب کمرے میں جا کر سو جانا۔۔ جتنی نیند پوری کرنی ہے میرے آنے تک کر لینا۔۔کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ تم رات نیند نا پوری ہونے کا شکوہ کرو"۔۔عقیدت کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں تھام کر ہونٹوں سے لگاتے معنی خیز لہجے میں کہتے محبت پاش نظروں سے عقیدت کے نکھرے نکھرے چہرے کو دیکھا

"بہت احسان ہے آپ کا کہ آپ مجھے سونے کی اجازت دے رہے ہیں"۔۔نروٹھے پن سے کہتے خان حویلی کے گیٹ کو دیکھا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

اپنی منمانیاں کرنے کے بعد سب سے پہلے ملازم کو فون کرتے حویلی سے گاڑی منگوائی تھی۔۔کیونکہ عقیدت کے چہرے پر پھوٹتی حیا کی لالی اور گزری رات کی کہانی بیان کرتے قربت کے رنگ دیکھ ضرغام خان کو ڈر تھا کہ اسے کہی اس کی ہی نظر نا لگ جائے اور وہ عقیدت کو اس روپ میں بالکل بھی جیپ میں لے جانے کا روادار نہیں تھا۔

گاڑی کے آتے ہی وہ دونوں وہاں سے نکلے تھے۔

ڈھابے کے قریب پہنچتے ضرغام خان نے گاڑی روکتے وہاں سے کھانا لیا تھا۔

عقیدت کی وجہ سے گاڑی میں ہی بیٹھ کر کھاتے وہ اس کے بعد بے مقصد شہر کی جانب جاتی سڑکوں پر گاڑی گھوماتا دوپہر تین بجے کے قریب عقیدت کو لیے حویلی پہنچا تھا۔

اب وہ جا کر بہرام شاہ سے بات کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔اسی لیے اندر جانے کی بجائے وہ گاڑی کو دروازے پر ہی روک چکا تھا۔

"صرف سونے کی اجازت نہیں دے رہا--- بلکہ رات کے پروگرام سے بھی آگاہ کر رہا ہوں"--- عقیدت کے پھولے گلابی گالوں کو کھینچتے ہوئے شوخ لہجے میں کہا تو عقیدت نے گھور کر ضرغام خان کو دیکھا تھا۔

جس میں واقع کسی جن کی انتہا ہی اچکی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

"فی امان اللہ"--- ضرغام خان کو اپنے ہونٹوں پر جھکتے دیکھ جلدی سے دروازا کھول کر باہر نکلتے بلند آواز میں کہا تو ضرغام خان نے تیز نظروں سے عقیدت شاہ کے مسکراتے چہرے کو دیکھا تھا۔

جو منہ کے ڈیزائن بناتی حویلی کے اندر جا چکی تھی۔ گاڑی سٹارٹ کرتے۔سوچیں پھر سے عقیدت کی جانب گئیں تو ہونٹوں پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ رینگ گئی

گردن ترچھی کرتے حویلی کے بند ہوتے گیٹ کو دیکھتے ضرغام خان نے گاڑی ریورس کی تھی

---

ابھی وہ شاہ حویلی کی جانب جا ہی رہا تھا کہ رستے میں سامنے سے آتی بہرام کی کار کو دیکھتے سائیڈ پر گاڑی روک چکا تھا۔

ضرغام خان کو گاڑی سے نکلتے دیکھ بہرام نے اس کے قریب کار روکی تھی۔

"السلام و علیکم۔خیریت تم حویلی کی طرف جا رہے ہو"۔باہر نکل کر ضرغام سے بغلگیر ہوتے ہوئے استفسار کیا تو ضرغام خان نے سلام کا جواب دیتے سر اثبات میں ہلایا

"ضروری بات کرنی تھی"۔ضرغام خان کے سنجیدہ لہجے پر بہرام نے سمجھنے کے انداز میں سر اثبات میں ہلاتے اسے اپنی کار میں بیٹھنے کا اشارہ کیا

Posted On Urdu Novel Book

"کوئی مسئلہ ہوا ہے کیا"--- بہرام شاہ کے سوال پر ضرغام خان نے گہری سانس بھرتے نظریں بہرام شاہ کے چہرے پر ٹکائی

"میں جانتا ہوں کہ سلوی کی شادی ارمان شاہ سے نہیں ارمغان خان سے طہ کی ہے آپ نے۔۔ سلوی سے یہ بات کیوں چھپائی میں نہیں جانتا۔۔مگر میں یہ بات اپنے بھائی سے نہیں چھپا سکتا"--- ضرغام خان کے انکشاف کرنے پر بہرام شاہ کے عنابی ہونٹوں پر گہرا تبسم بکھر گیا---

جس دن وہ حویلی گئے تھے۔۔حدائق کے جانے کے بعد ارمغان بھی ڈرائنگ روم سے چلا گیا تھا۔۔تب بہرام شاہ نے داجی سے ارمغان اور سلوی کے لیے بات کی تھی۔۔وہ دنیا کی خبر رکھنے والا اپنے سے جڑے رشتوں سے کیسے بے خبر رہ سکتا تھا۔۔

"وہ دونوں پسند کرتے ہیں ایک دوسرے کو۔۔ارمغان خان کی آنکھوں میں محبت دیکھی تھی میں نے--- انتظار کر رہا تھا کہ کب وہ ہم پر یقین کر کہ اپنے دل کی بات بتائیں گے۔۔مگر چھوٹے تو چھوٹے ہی ہوتے ہیں۔۔زیادہ سمجھدار بن رہے تھے--- سو اس کی چھوٹی سی سزا اور سرپرائز بھی کہہ سکتے ہو۔۔ویسے واقف تو تم بھی تھے چھوٹے خان کے دل کے حال سے"۔۔دائیں جانب موڑ کاٹتے مسکرا کر کہا تو ضرغام خان نے نظریں بہرام شاہ کے چہرے سے ہٹاتے سامنے سڑک پر مرکوز کی

Posted On Urdu Novel Book

"وہ بھائی نے میرا بیٹا ہے۔۔۔وہ کب کیا چاہتا ہے کیا سوچ رہا ہے۔۔۔کس بات پر غصہ ہوتا کس پر ناراض۔۔۔کب تکلیف میں ہوتا ہے کب خوش۔۔۔اس کی رگ رگ سے واقف ہوں۔۔۔ ابھی تو وہ اپنے دل کے حال سے واقف نہیں ہوا تھا کہ اس کی چمکتی آنکھوں کو دیکھتے میں سمجھ گیا تھا۔ میں بھی شاید انتظار میں ہی تھا۔۔۔اور میرا انتظار پورا ہوگیا ہے۔۔۔اور آج تک میں نے اسے ایسا کوئی سرپرائز نہیں دیا جس کے ملنے تک وہ تکلیف میں رہے۔۔۔اور سزا دینے کا تو مر کر بھی نہیں سوچ سکتا۔۔۔میں اسے بتا دوں گا باقی چاہے تم ساری دنیا کے لیے یہ بات سرپرائز رکھ سکتے ہو"۔۔۔ضرغام خان کے سنجیدہ لہجے پر بہرام شاہ نے سر ہلایا تھا۔۔۔

"سزا سے میرا وہ مطلب نہیں تھا۔۔۔

میں جانتا ہوں۔۔۔لیکن جو بھی ہو مجھ میں حوصلہ نہیں ہے"۔۔۔بہرام شاہ کی بات کاٹتے اس بار نرم لہجے میں کہا تو بہرام شاہ نے مسکراتے ہوئے سر جھٹکا

"اوو گاڈ۔۔۔یہ کیا ہوا ہے ضرغام"۔۔۔بہرام شاہ کی نظر ضرغام خان کی کان کی سرخ لو اور گردن پر موجود نشانوں پر پڑی تو جھٹکے سے گاڑی روکتے حیرت سے استفسار کیا

جبکہ بہرام شاہ کے ایک دم سے پوچھنے پر ضرغام خان بری طرح گڑبڑایا تھا۔۔۔

Posted On Urdu Novel Book

"کہاں۔۔یار کچھ بھی نہیں ہے۔۔ویسے ہی ہو گا کچھ"۔۔اپنے کرتے کے کالر کو ٹھیک کرتے کان اور گردن پر ہاتھ پھیرتے مسکرا کر کہتے بات بدلنی چاہی مگر بہرام شاہ کو نفی میں سر ہلاتے دیکھ ضرغام خان کا دل کیا اپنا سر دیوار میں مار لیں

"ایسے کیسے ہو سکتا ہے۔۔دیکھو کس قدر سرخ پڑ رہا کان۔۔یہاں تو ایسے جیسے کسی چیز نے کاٹا ہو"۔۔ضرغام خان کا ہاتھ زبردستی کان سے ہٹاتے جائزہ لیتے لہجے میں فکر سموئے کہا تو ضرغام خان کو اس وقت بہرام شاہ کی یہ فکر بھی اپنی عزت کی دشمن لگ رہی تھی

اس نے تو صرف رات بھر جگایا تھا۔۔مگر اس کی بیوی نے خود کو تنگ کرنے اور جگانے کا بہت بری طرح بدلا لیا تھا۔۔وہ لاکھ بے باک بے شرم صحیح اب اپنے سالے کو کیا بتاتا۔۔ کہ رات اس کی بیوی شوہر کے محبت کرنے پر ویمپائر بنی ہوئی تھی۔

اگر یہی سوال بہرام کی جگہ حدائق کرتا تو اسے چڑانے کی خاطر شاید وہ جواب دے بھی دیتا۔۔مگر بہرام شاہ سے وہ چاہے لاکھ فرینک ہو جاتا۔۔۔وہ اس سے بڑا تھا۔۔ایک جھجھک تھی جو آڑے آ رہی تھی۔۔۔ جب لڑتا تھا۔۔تب حق سمجھ کر لڑ جاتا تھا۔۔مگر اب جو حالات بدلے تھے۔۔۔وہ ایسا چاہ کر بھی نہیں کر سکتا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

"ہاں وہ کل جنگل گیا تھا۔۔تو رات وہی رکنا پڑا۔۔شاید کسی چیز نے کاٹ لیا ہو"۔۔بہرام شاہ کو بیک سیٹ سے اپنا بیگ اٹھاتے اس میں سے فرسٹ ایڈ کٹ نکالتے دیکھ کہا تو بہرام شاہ نے تاسف سے سر ہلایا

"حد ہے لاپرواہی کی کوئی خطرناک چیز ہوئی۔۔یہ ٹیوب لگا لو۔۔یہ سرخی تو کم ہو۔۔اور ابھی ہاسپٹل پہنچو حدائق کے پاس اور چیک کرواؤ اسے--- میں نے کام سے نا جانا ہوتا تو میں خود تمہیں لے جاتا"۔۔کار ضرغام خان کی کار کے پاس روکتے ہوئے کہا تو ضرغام خان نے مسکرا کر سر نفی میں ہلایا

"کوئی بات نہیں میں خود چلا جاؤ گا۔۔آپ جائیں خیر خیریت سے"۔۔کار رکتے جلدی سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔۔جبکہ حدائق شاہ کا سوچتے آنکھوں میں چمک اتری تھی۔

"چلو سالے صاحب کو بھی اپنے حال احوال سے۔آگاہ کیا جائے"۔۔گردن پر دائیں جانب موجود نشانوں پر دو انگلیوں کو پھیرتے بڑبڑا کر کہتے ہاتھ میں تھامی ٹیوب کو دیکھا تو چھن سے اپنی جنگلی بیوی کا چہرہ آنکھوں کے پردے پر لہرایا تھا۔

"خیر تو آج تمہاری بھی نہیں بیگم"--- کان کی لو کو چھوتے تاسف سے سر ہلاتے ہوئے کہا اور گاڑی میں بیٹھتے گاڑی کا رخ حدائق شاہ کے ہاسپٹل کی جانب کیا

---

Posted On Urdu Novel Book

وہ ابھی وارڈ سے راؤنڈ لگا کر اپنے آفس آیا ہی تھا کہ آفس کا دروازہ کھولتے نظریں سامنے اپنی رولنگ چیئر پر سکون سے بیٹھے ضرغام خان پر گئیں

جسے دیکھتے ہی حدائق شاہ کے چہرے کے زاویے بگڑے تھے۔

"اوو سالا صاحب آئیں ہیں"--- ہاتھ میں پکڑی فائل کو ٹیبل پر پٹکنے کے انداز میں رکھتے دانت پیستے ہوئے کہا تو ضرغام خان نے مسکراتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ پیچھے سر پر باندھے۔۔پاؤں کی مدد سے چیئر تھوڑی پیچھے کھسکا کر دونوں ٹانگیں اٹھا کر سامنے ٹیبل پر رکھی جسے دیکھ حدائق شاہ کے ماتھے کے بلوں میں اضافہ ہوا تھا۔

"کہاں وہ صدا کا صفائی اور سلیقہ مند انسان اور کہاں وہ جوتے سمیت پاؤں اوپر رکھ چکا تھا۔

"جوتا اتارو یا پاؤں نیچے کرو ورنہ دوسری صورت میں--- مجھے تمہاری ٹانگیں توڑنے میں بالکل بھی افسوس نہیں ہوگا"--- ٹشو باکس سے ٹشو نکال کر ٹیبل صاف کرتے۔۔ضرغام خان کو گھورتے دبے دبے لہجے میں چلا کر کہا جس کا اثر لیے بنا ضرغام خان نے اپنے پاؤں کو ٹیبل پر جھٹکا تو جوتے کے نیچے خشک ہوئی مٹی جھاڑنے کے باعث ٹیبل پر گری تو حدائق شاہ نے منہ کھولے خونخوار نظروں سے ضرغام خان کو دیکھا تھا

Posted On Urdu Novel Book

اور پھر دانت پیستے آگے بڑھ کر ضرغام کی ٹانگوں کو ٹیبل سے اٹھاتے کرسی کو پیچھے کو دھکا دیتے ایک دم سے ٹانگوں کو چھوڑا تو ضرغام خان نے بامشکل خود کو گرنے سے بچاتے گھور کر حدائق شاہ کو دیکھا جو اب پھر سے ٹیبل صاف کرنے میں مصروف تھا۔

"کمینے سالے۔۔بہنوئی سے زیادہ یہ دو ٹکے کا ٹیبل عزیز ہے تمہیں"۔۔اپنی جانب پیٹھ کیے کھڑے حدائق شاہ کو دیکھتے دانت پیستے ہوئے کہا تو حدائق شاہ نے گردن ترچھی کر کہ استہزائیہ نظروں سے ضرغام خان کو دیکھا

"بس اس سے ہی اندازا لگا لو اپنی اہمیت کا"۔۔ہونٹوں پر دل جلا دینے والی مسکراہٹ سجائے طنزیہ کہا تو ضرغام خان کے ماتھے کے بلوں میں بے شمار اضافہ ہوا تھا۔۔جسے دیکھ حدائق شاہ محفوظ ہوتا ٹشو ڈسٹ بین میں پھینکتا واشروم ہاتھ دھونے چلا گیا۔۔۔

"اگر تمہارا ہو گیا ہے تو نکلو۔۔بہت کام ہے مجھے"۔۔ضرغام خان کے سر پر کھڑے ہوتے سنجیدہ لہجے میں کہا تو ضرغام خان نے مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا

"کام سے پہلے علاج کرو میرا۔۔فلحال تمہارے علاوہ کسی پر یقین نہیں کر سکتا۔۔اسی لیے مجبوری میں تمہارے پاس آیا ہوں"۔۔۔ چہرے پر دنیا جہاں کی سنجیدگی طاری کیے پاؤں جھلاتے ہوئے کہا تو حدائق شاہ نے ٹھٹھک کر ایک دم پریشان ہوتے ضرغام خان کو دیکھا تھا

Posted On Urdu Novel Book

"تمہارا علاج میں کیسے کر سکتا ہوں---میں ہارٹ سپیشلسٹ ہوں اور تمہارا دماغی مسئلہ ہے— کسی سائیکالوجسٹ کے پاس جاؤں یا دماغ کے ہاسپٹل میں—وہاں نہیں تو پاگل خانے میں ضرور تمہارا علاج ہو جائے گا"--- ضرغام خان کا اس قدر سنجیدہ پن ہضم نا ہوا تو سر جھٹکتے-- تیز لہجے میں کہا تو ضرغام خان نے مٹھیاں بھینچتے سرخ آنکھوں سے حدائق شاہ کو دیکھا "جو اپنی بہن کے شوہر کو اتنے آرام سے پاگل خانے بھیجنے کی بات کر رہا تھا—حالانکہ یہ مشورہ اسے اپنی بہن کو دینا چاہیے تھا

"تمہیں لگ رہا ہے میں مزاق کر رہا ہوں--- یہ دیکھو—کس قدر زخمی ہوں میں--- اگر میں کسی اور کہ پاس جاتا تو لوگ غلط مطلب لیتے—تم تو میرے سالے ہو تم سے کیا چھپانا اسی لیے تمہارے پاس چلا آیا"—اپنے کرتے کے اوپری دو بٹن کھولتے کرسی آگے کھسکاتے کان اور گردن حدائق شاہ کے سامنے کرتے ہوئے کہا تو حدائق شاہ اس اچانک افتاد پر پل کے لیے بھونچکا رہ گیا پھر مٹھیاں بھینچتے—آنکھیں بند کر کہ گہری سانس لیتے

سر جھٹک کر جیسے ہی کان اور دائیں جانب گردن پر کاٹنے کے نشان دیکھے تو سرعت سے نظروں کا زاویہ بدلہ تھا—

Posted On Urdu Novel Book

وہ ڈاکٹر تھا اچھے سے کسی جانور اور انسان کے کاٹنے میں فرق کو جانتا تھا۔۔اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ کسی بھی شخص کی اتنی جرات نہیں کہ ضرغام خان کے سامنے آنکھیں اٹھا سکے کجا کہ اس طرح کرنا۔

سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ پیچھے ہوتے۔۔ضرغام خان کی کرسی کو پیچھے دھکیلا تھا

"تم نکلو گے یا میں نکالوں"۔۔حدائق شاہ کے تپے تپے لہجے پر ضرغام خان نے منہ بسور کر اسے دیکھا تھا۔

"علاج نہیں کرنا تو ویسے بتا دو۔۔اس طرح کے ڈرامے کرنے کی کیا ضرورت ہے"۔۔کرتے کے بٹن بند کرتے لہجے میں معصومیت طاری کیے کہا تو حدائق شاہ کا دل کیا یہ ٹیبل اٹھا کر ہی ضرغام خان کے سر پر مار دیں

"اچھا سنو۔۔اگر شادی کے بعد بھی تم نے چوبیں سے اٹھارہ گھنٹے اس ہاسپٹل میں مریضوں کے ساتھ گزار کر میری بہن کو رات رات بھر انتظار کی سولی پر لٹکانہ ہے تو رخصتی بھول جاؤ"۔۔۔ کچھ یاد آنے پر ضرغام خان نے سرد لہجے میں کہا تھا۔۔۔ کیونکہ وہ نوٹ کر رہا تھا کہ حدائق شاہ جب سے آیا تھا۔۔ہر وقت ہاسپٹل میں ہی پایا جاتا تھا۔۔وہ اپنے معاملے میں بہت لاپرواہی برت رہا تھا۔۔اٹھارہ گھنٹے تو کبھی بیس وہ دن رات ہاسپٹل کو سیٹ کرنے اور نئے آنے والے ڈاکٹرز کو یہاں ایڈجسٹ ہونے میں مدد کر رہا تھا۔۔ وہ صرف یہاں نہیں

Posted On Urdu Novel Book

جب باہر تھا تب بھی وہ اپنے پروفیشن کو لے کر اتنا ہی جنونی تھا کہ اپنی ذات تک کو فراموش کر جاتا تھا۔۔ وہ اپنی ذات کو کے لیے ٹائم نہیں نکال پاتا تھا کجا کہ گھر والوں کے لیے اور ضرغام خان کو اب اس بات پر رہ رہ کر غصہ آرہا تھا---

کیا صرف ہاسپٹل میں وہی ایک ڈاکٹر ہے یا سب ڈاکٹرز کی زمہ داری بھی اس نے اٹھائی ہوئی ہے

"رخصتی تو میں مر کر بھی نہیں بھولنے والا۔۔۔اگر مر بھی رہا ہوا تو تمہاری بہن کو رخصت کروا کر وہاں بھی ساتھ لے کر جاؤں گا۔۔۔اور رہی بات انتظار کرنے کی تو اسے دیکھے بنا تو میرا لمحہ نہیں گزرتا کجا اتنے گھنٹے۔۔۔اسے تو ہر وقت میں اپنے پاس آنکھوں کے سامنے رکھو گا۔۔۔یہ دیکھو۔۔۔یہ روم میں نے اس کے لیے ہی سیٹ کروایا ہے۔۔۔وہ میرے ساتھ ہی ہاسپٹل آیا کریں گی اور ایک ساتھ ہی ہم واپس جایا کریں گے"۔۔۔ضرغام خان کو جواب دیتے آگے بڑھ کر اپنی چئیر کے پیچھے بنے دروازے کو کھولتے ہوئے کہا تو ضرغام خان نے کرسی گھما کر پیچھے دیکھا تھا۔۔

جہاں خوبصورتی سے ایک کمرے کو سیٹ کیا گیا تھا

Posted On Urdu Novel Book

"دماغ کھسک گیا ہے کیا جو خود تو چوبیس گھنٹے یہاں رہو گے اور میری بہن کو بھی یہاں رکھو گے"۔۔اٹھ کر دروازا بند کرتے حدائق شاہ کے سامنے کھڑے ہوتے دبے دبے لہجے میں چلا کر کہا تو حدائق شاہ نے کندھے آچکائے

"جہاں ہم وہاں ہماری بیگم۔۔ تم جب جنگل میں جانوروں اور بھوتوں کے بیچ میری بہن کو لے جا سکتے ہو تو میں کیا اپنی بیوی کو ہاسپٹل بھی نہیں لا سکتا۔۔میں نے تمہیں کچھ کہا۔۔ نہیں نا تو بہتر ہے تم بھی اپنا منہ بند رکھو"۔۔ہونٹوں پر دل جلا دینے والا مسکراہٹ سجائے ضرغام خان کو سلگاتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر ضرغام خان سے پہلے کرسی سنبھالی تو ضرغام خان نے گھور کر حدائق شاہ کو دیکھا تھا۔

"بھاڑ میں جاؤ کمینے انسان۔۔اور میری بات کان کھول کر سن لو--- کچھ عرصے میں میری بیوی کا یہاں آنا جانا ہو گا۔ سمجھ تو تم گئے ہو گے کہ کیا کہنا چاہ رہا ہوں میں--- میری بیوی کے آنے سے پہلے یہاں موجود تمام میل عملہ رفع دفع ہو جانا چاہیے۔۔یہاں صرف فی میل ڈاکٹرز اور فی میل سٹاف ہی ہو گا۔۔مردوں کے لیے کوئی اور انتظام کر لو"--- ضرغام خان کے تحکمانہ لہجے پر حدائق شاہ دل ہی دل میں عش عش کر اٹھا۔ جبکہ ضرغام خان کی ذو معنی بات پر چہرہ پل میں سرخ ہوا تھا۔۔جس پر دل میں ضرغام خان کو دو سو سلواتوں سے نوازا تھا

Posted On Urdu Novel Book

"تم بھی کان کھول کر سن لو---ایسا کچھ بھی نہیں ہونے والا--- تمہاری بیوی کے لیے یہاں ہر طرف فی میل عملہ ہائر کروں تو میری معصوم بیوی کا کیا ہوگا۔۔وہ تو ایک دن میں ہی اپنا خون جلا بیٹھے گی۔۔تمہیں کیوں لگتا ہے تمہاری اس فضول بات کی وجہ سے میں اپنی بیوی کو انسکیور فیل کرواؤں گا"---ضرغام خان کے تپے تپے چہرے کو دیکھتے کندھے آچکا کر کہتے سامنے پڑی فائل کھولی تو ضرغام خان نے کینہ توز نظروں سے حدائق شاہ کو دیکھا تھا۔

"بات تو تم میری مانو گے۔۔ایسے نہیں تو ویسے ہی صحیح۔۔ایک مہینہ ہے تقریباً۔۔تب تک یہ سب ہو جانا چاہیے"--- حدائق شاہ کی جانب جھکتے ذو معنی لہجے میں کہتے آنکھ دبائی تو حدائق شاہ کا چہرہ پل میں سرخ ہوا تھا۔۔مٹھیاں بھینچتے۔۔لاکھ روکنے کی کوشش کے باجود وہ ضرغام خان کے چہرے پر دائیں جانب مکہ مار چکا تھا۔۔جس پر ضرغام خان کا دلکش قہقہہ آفس میں گونجتا حدائق شاہ کا دل جلانے کا کام کر چکا تھا۔

"سی یو سالا صاحب اوو سوری فیوچر ماموں"--- دروازے کے قریب جاتے پلٹ کر کہا تو حدائق شاہ نے ٹیبل پر پڑے گلاس کو اٹھا کر ضرغام خان کی جانب پھینکا تھا مگر وہ اس سے پہلے ہی باہر نکلتا دروازا بند کر چکا تھا۔۔گلاس بند دروازے سے ٹکرا کر اردگرد زمین پر بکھرا تو حدائق شاہ نے کوفت سے بکھرے ہوئے کانچ کے ٹکروں کو دیکھا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

---

ضرغام خان نے ارمغان کو سلوی شاہ سے شادی کے بارے میں بتا دیا تھا۔جس پر وہ کافی دیر بے یقینی کی کیفیت میں رہا تھا

مگر یقین آتے ہی وہ خوشی سے ضرغام خان سے لپٹ گیا تھا

جبکہ دوسری جانب بہرام نے بھی شاہ حویلی میں سلوی اور ارمغان کی شادی کا اعلان کر دیا تھا۔

جس پر کسی کو اعتراض نہیں تھا بلکہ سب خوش تھے اس فیصلے پر

دن کافی تیزی سے گزر رہے تھے دونوں جانب ہی شادی کی تیاریاں عروج پر تھی۔

مگر جہاں وہ سب خوش تھے وہی سلوی ارمغان خان کا سامنہ کرنے کا سوچتی ہلکان ہو رہی تھی---

ارمغان خان کی باتیں یاد آتی تو دل کرتا خود کو کہی چھپا لیں

کیونکہ وہ اتنا تو جانتی تھی جو اس نے کہا ہے وہ ضرور کریں گا

---

لفٹ کا دروازا کھلا تو بالآج شاہ نے قدم باہر رکھے---

Posted On Urdu Novel Book

چھ فٹ سے نکلتا قد۔۔گہری سیاہ رات سی پر اسرار آنکھیں۔۔جیل سے سیٹ کیے گئے گھنے سیاہ بال۔۔۔ عنابی ہونٹ جو مونچھوں تلے سختی سے بھینچے ہوئے تھے۔۔ ہلکی بئیرڈ جو اس کے وجیہہ چہرے کو اور دلکش بناتی تھی۔۔براون پینٹ کوٹ کے ساتھ لائٹ کریم کلر کی شرٹ پہنے۔۔ چہرے اور آنکھوں میں بلا کی سنجیدگی طاری کیے۔ وہ لاپرواہ اپنی ذات میں گم کسی مغرور شہزادے کی طرح آگے بڑھتا جا رہا تھا۔۔ جبکہ اس پاس ٹیبل پر بیٹھے کام کرتے ورکرز اسے دیکھ اٹھ کر سلام کر رہے تھے اور پیچھے تیز قدموں سے چلتے اس کے گارڈز بالاج شاہ کے تیز قدموں کے ساتھ قدم ملانے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔

۔۔وہ اپنی زیر کر دینے والی شخصیت سے باخوبی واقف تھا۔

خود پر اٹھنے والی ہر نگاہ کو وہ بہت اچھے سے پہچانتا تھا۔۔ تبھی سختی سے ہونٹ بھینچے سر کے اشارے سے سلام کا جواب دیتے۔۔بنا اردگرد دیکھے وہ آگے بڑھ رہا تھا

اس کے ہر قدم پر لڑکیاں اس پر دل ہارتی تھی۔۔وجہ اس کی شاندار پرسنیلٹی کے ساتھ اس کا وہ ایٹیوڈ بھی تھا جو کسی کو اپنے سامنے ٹکنے نہیں دیتا تھا

کہ تبھی صبغہ شاہ اپنے آفس سے کو ورکر کے ساتھ باہر نکلی تو آگے بڑھتے بالآج شاہ کے قدم بے ساختہ تھمے تھے۔۔گردن ترچھی کرتے دو قدم پیچھے لیتے اپنے دائیں جانب دیکھا۔۔

Posted On Urdu Novel Book

- جہاں صبغہ شاہ ہاتھ میں فائل تھامے آفس کے دروازے کے باہر اپنے کوورکر کے ساتھ کھڑی بالآج شاہ کی جانب ہی دیکھ رہی تھی---

بالآج شاہ کے دیکھنے پر صبغہ کے مسکراہٹ پل میں تھمی تھی۔۔ اس بے رحم شاہ کا اس دن کا رویہ یاد آیا تو سختی سے ہونٹ بھینچتے نظروں کا زاویہ بدلہ تھا۔

جبکہ صبغہ سے دو قدم کے فاصلے پر کھڑے اسد نامی شخص نے مسکرا کر بالآج شاہ کو سلام کیا تھا

جس پر بالاج شاہ نے اسے قہر بھری نظروں سے دیکھا تو بچارا سٹپٹا کر رہ گیا

"مس صبغہ میرے آفس میں آئیں"--- سخت تحکمانہ لہجے میں کہا تو صبغہ نے مٹھیاں بھینچی۔۔فائل پر گرفت سخت ہوئی تھی

"سوری سر۔۔آج ایک امپورٹنٹ میٹنگ ہے۔۔اور ابھی کچھ پوائنٹس ہیں جو کلئیر نہیں ہوئے۔۔میں آپ سے میٹینگ کے بعد ملتی ہوں"--- صاف لفظوں میں انکار کرتی وہ اردگرد کام کرتے سٹاف کو حیران کر گئی تھی۔

سب بالآج شاہ کے غصے سے واقف تھے۔۔ بالاج شاہ کو انکار کرنا تو بہت دور کی بات تھی وہ تو کام لیٹ یا غلط کرنے کا غلطی سے سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔۔۔وہ جانتے تھے کہ صبغہ بالآج شاہ کی کزن ہے مگر وہ یہ بھی جانتے تھے کہ آفس آورز میں وہ صبغہ شاہ کے ساتھ ساری

Posted On Urdu Novel Book

رشتے داری بھلا دیتا تھا--- اسے بھی باقی ورکرز کی طرح ہی ٹریٹ کرتا تھا۔اپنے کام کو لے کر وہ بہت پروفیشنل ٹائپ انسان تھا۔صبغہ نے بھی پہلے کبھی کام میں لاپرواہی نہیں برتی تھی۔مگر اس کے صاف انکار نے سب کو واقع حیران کر دیا تھا۔

جبکہ صبغہ شاہ کے انکار پر بالاج شاہ کی سیاہ آنکھوں میں خون اترا تھا۔ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچتے صبغہ شاہ کو دیکھا--- جو اپنے جوتے کی نوک کو زمین پر مارتی سر جھکائے زمین دیکھنے میں مصروف تھی جیسے اس سے بڑھ کر ضروری کام تو ہے ہی نہیں

"مینیجر--- مینیجر"--- بالآج شاہ کی کرخت گرجدار آواز گونجی تو سب نے دہل کر بالآج شاہ کے خون چھلکاتے چہرے کو دیکھا تھا۔

جبکہ صبغہ کا دل بھی بری طرح دھڑکا تھا۔بے ساختہ سر اٹھایا تو نظریں خود کو قہر بھری نظروں سے دیکھتے بالاج شاہ کی آنکھوں سے ٹکرائیں تو صبغہ کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوتی محسوس ہوئی

"جج۔جی سر"۔ مینیجر سرپٹ دوڑتا ہوا آیا بالآج شاہ کے سامنے مؤدب انداز میں کھڑا ہوتا لڑکھڑاتے ہوئے بولا تو بالآج شاہ نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا تھا

"آج کے بعد اگر مس صبغہ شاہ نے کوئی میٹنگ اٹینڈ کی۔یا انہیں تم میں سے کسی نے اپنی میٹنگ کا حصہ بنایا۔تو وہ دن تم سب کا یہاں آخری دن ہوگا۔یہ صرف اس میٹنگ میں

Posted On Urdu Novel Book

ہو گی جس میں بالاج شاہ ہو گا۔۔یا میں کہوں گا۔۔سمجھ آئی میری بات"۔۔اپنے ہاتھ کو مینجر کے کان کے پاس رکھتے۔۔اسے ایک سائیڈ پر کرتے صبغہ شاہ کی جانب دیکھتے ہوئے ایک ایک لفظ چبا کر کہا تو مینیجر نے جھٹ سر اثبات میں ہلایا تھا

جبکہ صبغہ نے دانت پیستے بالآج شاہ کو دیکھا تھا جس کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔۔

غصے میں بنا سوچے سمجھے ساتھ کھڑے لڑکے کا بازو تھام کر ہاتھ سامنے کرتے فائل پٹکنے کے انداز میں رکھتی وہ پلٹ کر جھٹکے سے دروازا کھولتی اندر غائب ہو گئی تھی

جبکہ صبغہ شاہ کے ہاتھوں سے انجانے میں ہوا دو سیکنڈ کا یہ عمل بالاج شاہ کے تن بدن میں آگ لگا گیا تھا

Urdu Novel Book

---

سارا وقت وہ اپنے آفس میں ہی رہی تھی--- بالآج شاہ پر رہ رہ کر غصہ آرہا تھا---

ہاں وہ فلحال اس سے بات نہیں کرنا چاہتی تھی غصہ تھی ناراض تھی--- مگر جھوٹ تو نہیں کہا تھا اس کی سچ میں میٹنگ تھی۔

گہری سانس لیتے سامنے گھڑی پر وقت دیکھا جہاں شام کے پانچ بج رہے تھے--- آفس کا آف ٹائم سات بجے کا تھا۔۔اور وہ یہاں مزید بنا کسی کام کے اور نہیں بیٹھ سکتی تھی۔۔کیونکہ وہ میٹنگ سے پہلے ہی اپنے حصے کا کام کر چکی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

تبھی ٹیبل سے اپنا بیگ اٹھاتے۔۔وہ آفس سے باہر نکلی تھی۔

مگر باہر نکلتے ۔ وہاں کسی کو بھی نا دیکھ صبغہ شاہ کو حیرت کا جھٹکا لگا تھا۔

لنچ ٹائم نہیں تھا جو سب یہاں نا ہوتے تو وہ حیران نہیں ہوتی۔۔کیا وہ تب سے آفس میں اکیلی تھی۔۔سب کہاں گئے تھے۔۔آفس کے موت سے سناٹے میں گونجتی گھڑیوں کی ٹک ٹک کی آواز سنتے صبغہ کے ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہوئے تھے۔

تبھی تیز قدموں سے وہ لفٹ کی جانب بڑھی تھی۔۔مگر لفٹ کو کھلتے نا دیکھ چہرے کی رنگت پل میں زرد ہوئی تھی۔

کیا وہ جان بوجھ کر اسے سزا دینے کے لیے یہاں بند کر گیا تھا۔۔بالآج شاہ کے بارے میں سوچتے آنکھوں میں نمی اتری تھی۔

سیڑھیوں سے جانے کا سوچتی وہ دروازے کی جانب بڑھی تو اسے لاک دیکھ صبغہ کو اپنا سر چکراتا محسوس ہوا

بری طرح دروازے کو پیٹتی وہ گارڈز کو بلاتی تھک ہار کر وہی زمین پر بیٹھتی چلی گئی

چکراتے سر کو تھامتے۔۔نظریں اٹھائی تو دماغ میں جھماکا سا ہوا۔۔۔

جھٹکے سے اٹھ کر کوریڈور سے ہوتی بالآج شاہ کے آفس کے دروازے پر جا کر کھڑی ہوئی

Posted On Urdu Novel Book

گہری سانس بھرتے جھٹکے سے دروازا کھولا تو نظریں رولنگ چیئر کی پشت پر سر ٹکائے آنکھیں موندیں بالاج شاہ پر گئی تو صبغہ شاہ کا غصے کے باعث چہرہ پل میں سرخ ہوا تھا۔

"ہاؤ ڈیئر یو۔۔بتمیز انسان ہمت بھی کیسے ہوئی میرے ساتھ اتنا گھٹیا مزاق کرنے کی--- بتاؤ مجھے کیا سوچ کر یہ سب کیا تم نے"۔۔آگے بڑھتے بالآج شاہ کے سامنے موجود ٹیبل پر پڑی چیزوں کو اٹھا اٹھا کر اردگرد زمین پر پٹکتے نم لہجے میں چلا کر کہا مگر بالآج شاہ کو ہنوز اسی پوزیشن میں بیٹھے دیکھ صبغہ نے آگے بڑھتے جھک کر بالآج شاہ کا کوٹ اپنی مٹھیوں میں دبوچا تھا جس پر بالآج شاہ نے جھٹکے سے اپنی آنکھیں واہ کی تھیں

"آواز نیچے۔۔اگر دوبارا تمہاری آواز میرے سامنے اونچی ہوئی تو کئی فٹ نیچے زمین کے گاڑھ دوں گا"۔۔سرد ٹھٹھرا دینے والے لہجے میں کہا تو صبغہ کے ہاتھوں میں لرزش پیدا ہوئی تھی جسے بالآج شاہ نے باخوبی محسوس کیا تھا۔

وائٹ ٹی شرٹ کے ساتھ لونگ گرے کوٹ جس پر چھوٹے چھوٹے سلور کلر کے دائرے بنے ہوئے تھے۔۔ساتھ بلو جینز پہنے۔۔شہد رنگ سٹریٹ بالوں کو کھلا چھوڑیں--- چہرے پر لائٹ میک اپ اور شہد رنگ آنکھوں میں سرخی لیے وہ ایک پل کے لیے بالآج شاہ کے دل میں۔تہلکا مچا چکی تھی

مگر صبغہ شاہ کا انکار اور حرکت یاد آئی تو صبح والا غصہ پھر عود آیا تھا

Posted On Urdu Novel Book

تبھی صبغہ کے دونوں ہاتھ اپنے شکنجے میں لیتے۔۔آٹھ کر جھٹکے سے صبغہ کو اپنی سیٹ پر بٹھاتے اس کا منہ دبوچا تھا۔

"تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی میرے سامنے زبان درازی کرنے کی--- کیا سوچ کر تم نے انکار کیا تھا مجھے۔۔ہاں۔۔ تم یہاں انٹرن شپ پر کام کرنے والی ایک معمولی ایمپلائے ہو۔۔ جس کی میری نظر میں کوئی اوقات نہیں۔۔جب چاہے تمہیں یہاں سے نکال سکتا ہوں--- آئندہ اگر مجھے انکار کرنے کے بارے میں سوچا بھی تو جان لے لوں گا تمہاری"--- صبغہ کے چہرے پر جھکتے پھنکارتے ہوئے کہا تو صبغہ نے سختی سے اپنی آنکھیں میچتے خود کو کرسی میں گم کرنے کی کوشش کی۔۔اپنے چہرے پر بڑھتی گرفت پر ہونٹوں سے سسکی نکلی تو صبغہ نے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دباتے اپنی نم آنکھیں واہ کی

"میں چاہے یہاں ایک معمولی ایمپلائے ہوں یا باہر بالآج شاہ کی کزن۔۔مگر ایک حوالہ ہر جگہ میرے ساتھ ہے اور وہ بالآج شاہ کی منکوحہ ہونے کا ہے۔۔اور آپ کو بہتر پتہ ہو گا کہ بالاج شاہ کی منکوحہ کی کیا اوقات ہے"--- سپاٹ لہجے میں کہتی وہ بالآج شاہ کو ساکت کر چکی تھی۔

آنکھیں صبغہ شاہ کی نم آنکھوں میں گاڑھتے وہ کچھ لمحے خاموشی سے اسے دیکھتا رہا تھا اور پھر آفس کی خاموش فضا میں بالاج شاہ کا قہقہہ گونجا تھا---

Posted On Urdu Novel Book

جس پر صبغہ نے سر اٹھائے حیرت سے بالآج شاہ کو دیکھا تھا۔

ابھی وہ کچھ سمجھتی کہ وہ اسے دونوں بازوؤں سے تھامتے اپنے روبرو کھڑا کر چکا تھا

"صرف منکوحہ--- نا نا------ تمہیں تو اپنی بیوی بھی بنانا ہے۔۔اور پھر تمہیں ہر شب ان چاہی بیوی اور ایک ناچاہے وجود کا احساس بھی تو کروانا ہے۔۔تب میں نہیں تم خود اپنی حیثیت کا اندازہ لگا لو گی میرے ہر عمل سے۔۔سنا تو ہو گا لوگوں سے شاید دیکھا بھی ہو۔۔ مرد اپنی ناپسندیدہ بیویوں سے کیسے سلوک رواں رکھتے ہیں۔۔تم میرے لیے صرف میرے دل بہلانے کا ساماں ہو سکتی ہو۔۔اپنی پرانی محبت کو بھلانے کے لیے میں تمہارے وجود کی رنگینیوں میں روز کھو تو سکتا ہوں---مگر تمہارا کبھی ہو نہیں سکتا"--- صبغہ کے دونوں بازو پشت پر باندھتے جھٹکے سے خود میں بھنچا۔۔جبکہ دائیں ہاتھ کی انگلیوں کو صبغہ کے چہرے پر پھیرتے سرگوشی نما لہجے میں زہر خند الفاظ صبغہ شاہ کے کانوں میں انڈیلتا اسے ساکت کر چکا تھا۔

"یہ شہد رنگ جھیل سی آنکھیں۔۔یہ تمہارے خوبصورت گال۔۔یہ ہونٹ۔۔اور یہ خوبصورت جسم آب میری ہی تو ملکیت ہے"۔۔شہادت کی انگلی کو چہرے کے نقوش پر پھیرتا گردن سے ٹریس کرتے دل کے مقام پر ہاتھ روکتے۔۔معنی خیز لہجے میں بولتے جھک کر صبغہ شاہ

Posted On Urdu Novel Book

کی نم آنکھوں میں جھانکا تو کئی باغی آنسو پلکوں کی باڑ توڑتے صبغہ کے رخسار پر بہتے گردن میں جذب ہونے لگے۔

"چچچچ۔۔اتنے بڑے بڑے محبت کے دعوے کرنے والی اتنی جلدی ہار گئی۔۔تم تو بالآج شاہ کو تسخیر کرنا چاہتی تھی۔۔اس کے دل پر راج کرنا چاہتی تھی۔۔اسے خود سے محبت کرنے پر مجبور کرنے کے دعوے کرتی تھی۔۔تمہارا تو کہنا تھا کہ اس پتھر کو موم کر دو گی۔۔مگر تم تو ابھی سے آنسوؤں کی ندیاں بہانے لگ گئی۔۔یہ تو میرے صرف میرے آگ برساتے الفاظ ہیں۔۔میری وہ قربت کیسے برداشت کرو گی جس میں تمہارا یہ نازک وجود دن رات جھلسنے والا ہے۔۔کچھ آنسوں ہماری گولڈن نائٹ کے لیے بھی بچا کر رکھ لو"--- صبغہ شاہ کے کپکپاتے ہونٹوں پر بے باک جسارت کرتے آنکھ دبا کر افسوس بھرے لہجے میں کہا تو صبغہ نے ہونٹ بھینچتے اپنی سسکیوں کا گلا گھونٹتے بالآج شاہ کی تمسخر اڑاتی آنکھوں میں دیکھا تھا

"تب۔۔تب مجھے تم پر یقین تھا بالآج شاہ۔۔مجھے یقین تھا کہ تمہاری عزت بن جاؤں گی تو محبت نا صحیح تم میری عزت کرو گے--- مجھے لگا تم بھی ضرغام حدائق یا عائث لالا جیسے ہوگے جو اتنی دشمنی کے باجود بھی اپنی بیویوں کی حفاظت کرتے تھے ان کی عزت کرتے تھے۔۔تم سے تو میری کوئی دشمنی بھی نہیں۔۔تم عزت کر لو گے تو میں تمہیں محبت کرنے پر مجبور کر دوں گی۔۔مگر مجھے احساس ہو گیا کہ میں غلط تھی۔۔تمہارے لیے یہ بات اہمیت

Posted On Urdu Novel Book

نہیں رکھتی کہ میں تمہاری عزت ہوں--- تمہارے لیے تمہاری آنا اہمیت رکھتی ہے جسے میں نے ٹھیس پہنچائی۔۔تمہیں تمہری مرضی کے خلاف خود کو اپنی زندگی میں شامل کرنے پر مجبور کیا۔۔میں نے محبت کی ہے۔۔میں ان چاہی بیوی ہوں اور اب اس کی جو بھی تم سزا دو مجھے فرق نہیں پڑتا۔۔تم عزت بنا کر بے عزت کرنے کا حوصلہ رکھتے ہو تو مجھے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا"۔۔نظریں بالاج شاہ کی شرٹ کے بٹنوں پر ٹکائے سپاٹ لہجے میں کہتی وہ بالآج شاہ کو لاجواب کر گئی تھی۔

مگر پہلے کبھی اس نے صبغہ شاہ کے آگے ہار مانی تھی جو اب مان لیتا۔۔ہاں۔۔آنا ہی تو تھی۔۔ جو صبغہ شاہ کے دل دھڑکا دینے الفاظ کے بعد بھی جھکنے کو تیار نہیں تھی

"تقریر اچھی تھی۔۔مگر تمہاری قسمت نہیں۔۔ایسا ہی ایک لیکچر میری میٹنگ کے لیے بھی تیار کر دینا--- بٹ اس میں ایموشنز نا ہو۔۔اور اب تمہاری اتنی خوبصورت تقریر پر خراج تو بنتا ہے"--- تمسخرانہ لہجے میں کہتے آخر میں جھک کر سرگوشی کی جس پر صبغہ نے جھٹکے سے دور ہونا چاہا۔۔مگر بالآج شاہ نے سخت نظروں سے صبغہ کو گھورتے اسے خود میں بھینچا تھا۔

دوسرے ہاتھ سے صبغہ کے منہ کو دبوچتے چہرہ اپنے چہرے کے حد درجہ قریب کیا کہ صبغہ کو بالآج شاہ کی دہکتی سانسوں سے اپنی جلد جھلستی محسوس ہوئی

Posted On Urdu
Novel Book

سپاٹ نظروں سے صبغہ کو گھورتے—— [illegible]ں واہ ہوئے گلابی ہونٹوں کو دیکھتے بالآج شاہ کے گلے میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی تھی

تبھی وہ ٹرانس کی کیفیت میں ان پر جھکا تھا—بالآج شاہ کے لمس میں اس دن سے بھی زیادہ وحشت محسوس کرتے صبغہ نے تڑپ کر دور ہونا چاہا—

مگر لمحہ بہ لمحہ ہونٹوں پر بڑھتی گرفت پر وہ سختی سے آنکھیں میچ گئیں

آفس کی خاموش معنی خیز فضا میں صبغہ کی اتھل پتھل ہوئی سانسوں کا شور رقص برپا کر رہا تھا—

جبکہ اپنے سینے پر صبغہ کی دھڑکنوں کے شور کو محسوس کرتے بالآج شاہ نے اسے سختی سے خود میں بھنچا تھا—

جبکہ لمس میں وحشت کی جگہ نرمی نے لے لی تھی—نرمی سے صبغہ کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں دباتے وہ کبھی شدت اختیار کرتا—اور کبھی بے حد نرمی سے ہونٹوں کی نمی کو چن لیتا

اپنے سینے پر صبغہ کے مکوں کو محسوس کرتے—بالاج شاہ خواب سی کیفیت سے جاگا تھا—

تبھی جھٹکے سے پیچھے ہوتا وہ قدم پیچھے لیتا کہ صبغہ شاہ سینے پر ہاتھ رکھ کر گہرے سانس بھرتی سر بالاج شاہ کے سینے پر ٹکا چکا تھی

Posted On Urdu
Novel Book

جبکہ وہ صبغہ شاہ کی اس حرکت پر [illegible] اپنی جگہ ساکت کھڑا تھا—
پہلو میں گرا ہاتھ بے ساختہ صبغہ کی پیٹھ پر گیا تھا—نرمی سے پیٹھ سہلاتے بالآج شاہ نے خمار آلود نظروں سے صبغہ شاہ کے بکھرے حلیے کو دیکھا تھا

تبھی صبغہ جھٹکے سے پیچھے ہوئی تھی—شکوہ کناں سرخ آنکھوں سے بالاج شاہ کو دیکھتی وہ اپنے بال ٹھیک کرتی چہرے کا رخ بدل گئی تھی

جس پر بالآج شاہ نے گھور کر صبغہ کی پشت کو دیکھا تھا

"آئندہ مجھے انکار مت کرنا صبغہ—ورنہ اس بار تو میں تھا یہاں—اگلی بار کوئی نہیں ہو گا—سمجھ آئی کوئی نہیں ہو گا—اور آئندہ اگر میں نے تمہیں کسی مرد کے ساتھ فری ہوتے دیکھا--- تو وہی زندہ گاڑھ دوں گا—بالآج شاہ کی عزت ہو تم—اور اپنی عزت کا تماشہ بنانے کی تمہیں بالکل اجازت نہیں دیتا—جس دن تمہاری وجہ سے میری عزت پر انگلی یا سوال اٹھا وہ دن تمہارا میری زندگی میں اور دنیا میں آخری دن ہو گا"—سرد و سپاٹ لہجے میں کہتے صبغہ کا بازو اپنی سخت گرفت میں لیتے قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے

جبکہ وہ کٹی پتنگ کی طرح بالآج شاہ کے ساتھ کھنچتی چلی جا رہی تھی---

---

Posted On Urdu Novel Book

شادی کی تقریباً باقی سبھی تیاریاں ہوگئی تھیں۔اب جو شاپنگ بچی تھی وہ تھی ان سب کی شادی کے دنوں میں پہننے والے کپڑوں کی جس کا ان سب نے ایک ساتھ جا کر کرنے کا پلین کیا تھا۔

ضرغام اور عقیدت اپنی کار میں--- عائث اور حوریہ--- جبکہ ارمغان خان کے ساتھ پلوشہ اور امتثال خان حویلی سے نکلے تھے

جبکہ ان کی گاڑیوں کے آگے پیچھے اور اطراف میں اسلحہ سے لیس گارڈز جیپ میں ان کے ساتھ آگے بڑھ رہے تھے---

جبکہ دوسری جانب شاہ حویلی سے بہرام شاہ اور حدائق کے ساتھ صبغہ اور سلوی شاہ ایک گاڑی میں جب کے بالآج شاہ اپنی گاڑی میں اور گارڈز ان کے آگے پیچھے اور اطراف سے ان کے ہمراہ نکلے تھے۔

لڑکیوں نے تو مال جانے کا پلین بنایا تھا۔مگر ضرغام اور حدائق نے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ وہاں بہت لوگ ہوگے۔اور دوسرا ان کے ساتھ اتنے گارڈز دیکھ لوگ بھی ان کمفرٹیبل ہوگے اور وہ خود بھی

جس پر عائث خان نے اپنے انڈسٹری کے مشہور ڈیزائنر سے بات کر کہ اسے شادی کے لیے بارہ لوگوں کے لیے کپڑے ڈیزائن کرنے کا آڈر دیا تھا

اور آج سب نے اسی بوتیک پر جانا تھا۔جبکہ عائث خان کا کہنا تھا جیولری اور باقی شاپنگ کے لیے بھی وہ انتظام کر چکا ہے جس پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں تھا۔

بوتیک کسی روڈ پر نہیں بلکہ سوسائٹی ایریا کے اندر تھا جس وجہ سے وہاں باہر لوگ نا ہونے کے برابر ہی تھے

سب سے پہلے بہرام لوگ پہنچے تھے۔گارڈز کو باہر رکنے کا اشارہ کرتے وہ پانچوں اندر کی جانب بڑھے تھے

ان کے اندر جانے کے دس منٹ بعد ضرغام لوگ وہاں پہنچ چکے تھے۔

گاڑیوں سے اترتے ضرغام خان نے کچھ گارڈز کو باہر رکنے اور کچھ کو اندر ساتھ چلنے کا اشارہ کیا تھا

وہ سب ایک دوسرے کی ہمراہی میں اندر داخل ہوئے تو بوتیک میں کام کرتا سٹاف تو لمحے کے لیے بھونچکا رہ گیا تھا

"تم نے اپنی مرضی سے جو شاپنگ کرنی ہوئی کر لینا۔مگر شادی پر تم وہی پہنو گی جو میں تمہارے لیے خریدوں گا"--- حوریہ کا ہاتھ تھامے اس کی جانب جھکتے سرگوشی کی تو حوریہ نے چونک کر عائث خان کو دیکھا تھا۔

ضرغام عقیدت کا ہاتھ تھامتا اس کے لیے ڈریسز دیکھنے آگے بڑھ گیا تھا

Posted On Urdu Novel Book
جبکہ امتثال پلوشہ کا ہاتھ تھامتی اپنے اور اس کے لیے ڈریسز دیکھنے میں مصروف ہوگئی تھی

"امی—حدائق بھی آئیں ہیں کیا"--- امتثال کی جانب جھکتے سرگوشی نما لہجے میں کہا تو امتثال نے سر اثبات میں ہلایا

جبکہ امتثال کا بہرام شاہ کے بارے میں سوچتے دل بے ساختہ دھڑکا تھا

جبکہ ان سب کو ایک دوسرے میں مصروف دیکھ ارمغان خان سر جھٹکتے اپنے لیے ڈریس دیکھنے لگا—

"تو رک میں ذرا پلوشہ کو دیکھ کر آتا ہوں"--- کریم کلر کی شیروانی واپس ہینگ کرتے بہرام شاہ سے کہتے قدم دائیں جانب بڑھائے تو بہرام شاہ نے نفی میں سر ہلاتے اپنے لیے شیروانی دیکھنا شروع کی

"تمہارا کیوں منہ بنا ہوا ہے—اتنے اچھے تو ڈریس ہیں اور یہ سب تو ابھی مارکیٹ میں آئیں بھی نہیں عائث لالا کے کہنے پر خاص ہمارے لیے ڈیزائن کیے گئے ہیں"—صبغہ نے اپنے ساتھ کھڑی سلوی کو گھورتے ہوئے تیز لہجے میں کہا تو سلوی نے بے ساختہ سر نفی میں ہلایا تھا—

Posted On Urdu Novel Book

"وہ ارمغان۔۔۔وہ ناراض ہے مجھ سے"--- گلاس ڈور کے دوسری جانب اپنے لیے ڈریس دیکھتے ارمغان خان کو دیکھتے مدھم لہجے میں کہا تو صبغہ نے اپنی پشت پر نظروں کی تپش محسوس کرتے پلٹ کر دیکھا تو بالآج شاہ کو خود کو گھورتے دیکھ سلوی کا ہاتھ تھاما اور پھر وہ بالآج شاہ کی گھوریوں کو نظر انداز کرتی سلوی کہ نا نا کرنے کے باوجود گلاس ڈور دھکیلتی ارمغان خان کے سامنے جا کھڑی ہوئی تھی۔

جس پر بالآج شاہ نے کینہ توز نظروں سے صبغہ شاہ کو گھورا تھا

"ایکسکیوزمی ہونے والے جیجا جی۔۔۔ہماری لڑکی تھوڑی کنفیوژ ہے۔۔۔کیا آپ اپنی ہونے والی بیوی کی شاپنگ میں تھوڑی ہیلپ کر دیں گے"--- اپنی پشت پر کسی لڑکی کی آواز سنتے ارمغان خان حیرت سے پلٹا تھا۔۔۔مگر اپنے سامنے صبغہ شاہ کے ساتھ سر جھکائے مسلسل اپنا ہاتھ چھڑواتی سلوی شاہ کو دیکھ سختی سے جبڑے بھینچے تھے۔

"مجھ سے پوچھنے سے بہتر ہیں آپ ان سے پوچھ لیں--- کیا پتہ یہ اپنے لالا کو کسی اور کے ساتھ شاپنگ کرنے کا بتا چکی ہو۔۔۔ان کا پلین کچھ اور ہو اور میری وجہ سے سب خراب ہو جائے"۔۔۔ نظریں سلوی شاہ کے جھکے سر پر ٹکائے سپاٹ لہجے میں کہا تو سلوی شاہ نے جھٹکے سے سر اٹھا کر گرے نم آنکھوں سے ارمغان خان کو دیکھا تھا جسے دیکھتے ارمغان خان نے

Posted On Urdu Novel Book

سرعت سے نظریں پھیریں تو بائیں جانب خود کو دیکھتے بالآج شاہ کو دیکھ چہرے پر زبردستی کی مسکراہٹ سجائی

تبھی بالآج شاہ لمبے لمبے ڈنگ بھرتا وہاں آیا تھا۔

"ہوگئی تمہاری شاپنگ--- اگر تم سلوی کے ساتھ شاپنگ کرنا چاہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔۔تم دونوں کا سپیشل ڈے ہیں۔۔اگر ایک دوسرے کی پسند سے شاپنگ کرنا چاہتے ہو تو کر لو"۔۔سلوی شاہ کو بانہوں کے گھیرے میں لیتے۔۔ارمغان خان سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا تو ارمغان خان نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا

"اگر آپ برا نا مانیں لالا تو مجھے کوئی اعتراض نہیں"۔۔ارمغان خان کے مسکرا کر کہنے پر بالآج شاہ نے سلوی کے سر پر ہاتھ رکھتے اسے جانے کا اشارہ کیا اور خود پلٹ کر صبغہ شاہ کا ہاتھ دبوچتے قدم دوسری جانب بڑھائے

---

"بہت دکھ ہو رہا ہو گا نا مجھ سے شادی کا سن کر۔۔تمہارے سارے ارمان تو اس ارمان کے ساتھ ادھورے رہ گئے۔۔تو ایسا کرو یہ سفید رنگ پہن لینا شادی پر۔۔میں تمہیں خود پر اور تمہارے ارمانوں پر ماتم کرنے کا پورا حق دوں گا"--- سفید کلر کا لہنگا سلوی شاہ کی جانب

Posted On Urdu Novel Book

کرتے زہر خند لہجے میں کہا تو سلوی نے ارد گرد نگاہ دوڑاتے کسی کو اپنی جانب متوجہ نا پا کر ارمغان خان کا بازو اپنے دونوں ہاتھوں میں تھاما تھا۔

"ایم سوری ارمغان۔۔مم۔۔یں نے جان بوجھ کے نہیں کیا۔۔آئی پرامس آئندہ ایسا مزاق بالکل نہیں کروں گی"۔۔سلوی شاہ کی بات پر ارمغان خان نے جھٹکے سے اپنا بازو چھڑوایا تھا وہ جو سننا چاہتا تھا اس نے پھر وہ نہیں کہا تھا--- اس کے لیے بس مزاق کی معافی مانگنا ضروری تھا۔۔وہ تکلیف جو ارمغان خان نے اسے کسی اور کے ہوجانے کا سن کر محسوس کی تھی وہ بات تو شاید اس کے لیے معنی ہی نہیں رکھتی تھی

"اب میں تمہیں اس قابل چھوڑو گا تو پھر نا۔۔ایک بار میری دسترس میں آجاؤ۔۔اپنی ساری اذیت تکلیف دکھ کھوجانے کا ڈر جو کچھ بھی میں نے محسوس کیا تھا وہ تمہارے وجود پر نا اتارا تو میرا نام بھی چھوٹا خان نہیں--- مجھے ٹھکرا کر جو بدلہ لیا نا تم نے سود سمیت تم سے وصول کروں گا"۔۔سلوی شاہ کا ہاتھ دبوچتے دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تو سلوی نے تڑپ کر ارمغان خان کے خون چھلکاتے چہرے کو دیکھا تھا۔

تبھی سلوی کا ہاتھ جھٹکے سے چھوڑتا وہ آگے بڑھتا کئی جوڑے نکالتا وہاں کھڑی فی میل ورکر کو پکڑا چکا تھا۔

---

Posted On Urdu Novel Book

"عائث یہ رہنے دیں ۔۔یہ میں کیسے شادی پر پہن سکتی ہوں"--- انڈین ڈیزائن کی بنی ساڑھی کو دیکھتے حوریہ نے بری طرح لب کاٹتے مدھم لہجے میں کہا تو عائث خان نے گھور کر اسے دیکھا تھا---

"شادی پر تمہیں دوپٹے کے بغیر نا گھومنے دوں کجا کہ یہ ساڑھی پہن کر ۔۔یہ تم ہمارے روم میں پہنو گی--- اور مجھے لگتا ہے تمہیں ایسی ساڑھیاں روز ہمارے روم میں پہننی چاہیے۔۔ نائٹیز وغیرہ اٹریکٹ نہیں کرتی مجھے۔۔ساڑھیاں پسند ہیں مجھے ۔۔اور ایسی ساڑھی تم پہنو گی تو مجھے یقین ہے میرا دل میرے قابو میں نہیں رہے گا ۔۔اگر تم مجھے خوش کرنے کے لیے نائٹی بھی پہنو گی تو یقین مانو بندہ چاروں خانے چت ہو گا"--- عائث خان کی بے باک باتوں سے حوریہ نے گھبرا کر اطراف میں دیکھا تھا مگر وہاں کسی کو نا پا کر عائث خان کے ہاتھ میں تھامی ساڑھی کو دیکھا تھا۔۔جو بیک سے تو نا ہونے کے برابر تھی ۔۔اور حوریہ کو یقین تھا کہ جتنا اس کے بلاؤز کا سائز ہے وہ اس کی کمر کو چھپا تو ہر گز نہیں سکتا ۔۔مگر اپنے میسنے خان کو اس ساڑھی کا ایکسرے کرتے دیکھ حوریہ نے وہاں سے فرار ہونا چاہا تھا جس پر عائث خان نے اپنا بازو حوریہ کی کمر پر لپیٹے اسے جھٹکے سے خود میں بھنچا تھا۔

"میں یہ واہیات ساڑھی مر کر بھی نہیں پہنوں گی"۔۔عائث خان کی بانہوں میں مچلتے دبے دبے لہجے میں چلا کر کہا تو عائث خان نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا

Posted On Urdu Novel Book

"میرے ساتھ ایک لیڈی سنگر نے دو فلموں کے گانے ریکارڈ کیے تھے۔تب وہ ایسی ساڑھیاں پہن کر آتی تھی۔اور قسم سے اتنی ہاٹ لگتی تھی کہ خود پر قابو پانا مشکل ہو جاتا تھا۔جب وہ گانا ریکارڈ کرتے سر لگاتی آنکھیں بند کرتی تھی۔تب میری نظریں اس کی پتلی کمر کے بل پر اٹک جاتی تھی۔دل بے ایمان"۔تھوڑی حوریہ کے کندھے پر ٹکائے گھمبیر لہجے میں کہتا وہ حوریہ کو پل میں اشتعال دلا گیا تھا

ابھی وہ بات مکمل کرتا کہ حوریہ جھٹکے سے پلٹی تھی۔

"خبردار آپ نے ایک اور لفظ بھی اس کے بارے میں کہا--- میں آپ کا سر پھاڑ دوں گی۔میں ساڑھی بھی لوں گی اور نائٹی بھی مگر میری شرط ہے۔کہ آپ صرف مجھے دیکھیں گے۔اس چڑیل کو اس کی کمر کو ہمیشہ کے لیے بھول جائیں گے--- اور صرف میری تعریف کریں گے"۔غصے سے سرخ ہوتی ناک کو پھلائے انگلی اٹھاتے ایک سانس میں کہتی وہ ابھی پلٹتی کہ عائث خان نے مسکراتے ہوئے اپنے دونوں بازو حوریہ کی کمر پر باندھے تھے

"سوچ لو--- روز پہننی پڑے گی۔ایک دن نائٹی اور ایک دن ساڑھی۔ورنہ مجھے دوبارا آفر ہوئی ہے فلم کے لیے سونگ ریکارڈ کرنے کی اور اس میں وہ بھی ہو گی--- میں وعدہ کرتا ہوں اگر تمہاری کمر پر میرا دل آگیا تو میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس کی کمر کو بھول جاؤں

گا"--- لفظ کمر پر زور دیتے آبرو آچکا کر کہا تو حوریہ نے شکوہ کناہ نظروں سے عائث خان کو دیکھا تھا۔

"میری کمر زیادہ پیاری ہے اور میں تو سمارٹ بھی ہوں--- میں روز پہنوں گی۔۔لیکن پھر آپ"۔۔انگلی اٹھا کر تنبیہہ لہجے میں کہتی ابھی وہ بات مکمل کرتی کہ عائث خان نے جھک کر نرمی سے حوریہ کے ہونٹوں کو چھوا تھا۔

اس دن عائث خان نے حوریہ سے بات کرنے کا سوچا تھا۔۔وہ اب اپنا رشتہ آگے بڑھانا چاہتا تھا۔۔مگر پھر کچھ سوچ کر وہ رک گیا تھا وہ حوریہ کو شادی تک کا خود کو مینٹلی اس شروعات کے لیے ریڈی ہونے کا وقت دے چکا تھا۔۔اس کا کہنا تھا اس شادی پر وہ اپنی زندگی کا نیا آغاز کرے گا۔۔وہ حوریہ کو ایک دفعہ پھر اپنے لیے دلہن کے روپ میں سجا ہوا دیکھنا چاہتا ہے

"وہ تو میں خود جائزہ لے کر بتاوں گا تمہیں--- ویسے جیسے تم ڈائٹ کرتی ہو مجھے امید ہے کہ تمہارا گھر بہت کمال کا ہو گا"--- حوریہ کے کان کی جانب جھکتے بے باک لہجے میں سرگوشی کی تو حوریہ کا چہرہ پل میں سرخ ہوا تھا۔

---

"اوو ہوں--- یہ تمہیں فٹ نہیں ہو گا کچھ اور دیکھ لو"۔۔فراک کی جانب عقیدت کے بڑھتے ہاتھ کو تھام کر روکتے ہوئے کہا تو عقیدت نے چونک کر ضرغام خان کو دیکھا---

"ابھی دیکھنے تو دو۔۔تمہیں کیسے پتہ کہ فٹ ہو گا یا نہیں"۔۔سر نفی میں ہلاتے دوبارا اس فراک کو دیکھنا چاہا تو ضرغام خان نے پھر سے عقیدت کا ہاتھ تھاما جس پر عقیدت نے گھور کر ضرغام کو دیکھا تھا۔

"یار کل رات میں نے غور سے تمہارے فگر کو دیکھا تھا۔۔تب مجھے غور کرنے پر پتہ چلا کہ تم موٹی ہو رہی ہو۔۔اور اس فراک میں تو تم کبھی بھی پوری نہیں آؤ گی"--- ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دبائے شوخ لہجے میں کہتا وہ عقیدت کو آگ لگا چکا تھا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا۔۔کہاں سے موٹی ہوں میں--- رات جب اپنی منمانیاں کرنی ہوتی ہے تب تمہیں میرا چہرہ چاند سا جسم سے صندل کی خوشبو اور فگر میرا تراشا ہوا شاہکار لگتا ہے اور اب تمہیں ایک ڈریس لے کر دینی پر گئی تو میں موٹی ہو گئی ہوں"--- ضرغام خان کے سینے پر مکہ برساتے دبے دبے لہجے میں چلا کر کہا تو ضرغام خان کے پیچھے ہوتے قدم عقیدت کے چپ کرنے پر تھمے تھے۔

"یار سوری نا----- کل شاید میں نے دور سے دیکھا تھا۔۔آج قریب سے دیکھ کر بتاؤں گا۔۔اور پھر جہاں سے موٹی لگی تمہیں اسی ٹائم بتا دوں گا۔۔مگر پھر آج رات کل کی طرح

Posted On Urdu Novel Book

نخرے نا کرنا۔۔ورنہ میں ڈسٹرب ہو گا اور ٹھیک سے"۔۔ اپنے بے باک لفظوں سے وہ عقیدت کو سر تا پیر سرخ کر چکا تھا۔۔ابھی وہ اپنی زبان کے جوہر دکھاتا کہ عقیدت نے آگے بڑھتے اپنی ہتھیلی ضرغام خان کے ہونٹوں پر رکھی تھی جسے شدت سے چومتے ضرغام خان نے اپنے سینے پر دل کے مقام پر رکھا تھا

"آج رات۔۔ایسا سوچنا بھی مت۔۔۔ جب تک شادی ختم نہیں ہو جاتی تم میرے پاس بھی نہیں بھٹکو گے۔۔اگر تم نے میرے قریب آنے کی کوشش بھی کی تو ضرغام میں تمہارا سر پھاڑ دوں گی"۔۔۔ ضرغام خان کے پاؤں پر اپنا ہیل والا پاؤں مارتے تنبیہ لہجے میں کہا تو ضرغام خان نے گھور کر عقیدت کو دیکھا تھا

"ایسی کی تیسی تمہارے ایسے حکم کی۔۔۔ میری بیوی میری مرضی۔۔اور سنو۔۔میں کہہ رہا ہوں کہ میرے لیے کافی زیادہ شرٹس ہی دیکھ لو"۔۔۔ آگے بڑھتی عقیدت کا ہاتھ تھام کر رخ اپنی جانب کرتے ہوئے کہا تو عقیدت نے پہلی بات پر گھور کر دیکھا جبکہ شرٹس کا سن کر سر اثبات میں ہلایا تھا

"پوچھو گی نہیں کیوں"۔۔۔ عقیدت کے ہاتھ کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں الجھاتے نرم لہجے میں کہا تو عقیدت نے آبرو آچکا کر سوالیہ نظروں سے ضرغام خان کو دیکھا۔۔۔

Posted On Urdu Novel Book

"یار۔۔رات جب تم میری شدتوں سے نڈھال ہر کر میری بانہوں میں اپنا بکھرا وجود لے کر سمٹتی ہو۔۔اور پھر جب تم میری شرٹس یا کرتا پہنتی ہو تو میری جان لبوں پر لے آتی ہو۔۔تب میرا دل کرتا ہے تمہیں کچا کھا جاؤں۔۔اور ویسے بھی مجھے لگتا ہے تم اپنے ڈریسز سے زیادہ میری شرٹس میں اچھی لگتی ہو۔۔ہاٹ لائک کافی۔۔سموودھ لائک بٹر۔۔سویٹ لائک ہنی۔۔ سور لائک ٹیمرنڈ۔۔آینڈ ڈائٹ ٹائم میرا دل تمہیں سچ میں کھا جانے کا کرتا ہے۔۔تو شرٹس لینا تو بنتا ہے نا کیونکہ پہلے والی تم تقریباً سبھی پہن چکی ہو"--- ہینگ کیے کپڑوں کی اوٹ میں ہوتے۔۔عقیدت کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں بھرتے گھمبیر لہجے میں سرگوشی کرتے جھک کر چہرہ عقیدت کی گردن میں چھپاتے شدت بھرا لمس چھوڑتے۔۔پیچھے ہوتے عقیدت کی جھکی آنکھوں پر لمس چھوڑا

"وہ تھی ہی کتنی۔۔شرٹس تو تم پہنتے ہی نہیں۔۔اب وہ جو تھی میں نے پہن لی تو کیا ہوگیا"--- ضرغام خان کی جذبے لٹاتی آنکھوں پر ہاتھ رکھتے ناک سکیڑ کر کہا تو ضرغام خان نے مسکرا کر عقیدت کا ہاتھ اپنی آنکھوں سے ہٹایا

"اسی لیے تو کہہ رہا ہوں--- میرے لیے خرید لو"--- گھمبیر لہجے میں کہتے جھک کر شدت سے عقیدت کے پھولے گالوں کو چھوا تو عقیدت نے گھور کر ضرغام خان کو دیکھا جہاں یہاں آکر بھی اپنی حرکتوں سے باز نہیں آرہا تھا---

Posted On Urdu Novel Book

---

حدائق شاہ کو اپنی جانب آتے دیکھ امتثال نا محسوس انداز سے پلوشہ کو اکیلی چھوڑتی دوسری جانب چلی گئی تھی

"امی یہ ڈریس کتنی پیاری ہے نا۔۔یہ جب ہم شادی کے بعد حویلی واپس آئیں گے میں تب پہنوں گی۔۔تم بتاؤ پیاری ہے نا"--- اتشی گلابی رنگ کی فراک جس پر گولڈن کلر کا کام ہوا تھا۔۔گلے سے لے کر دامن تک اور سبز رنگ کے دوپٹے پر شیشوں سے ہوا کام اس کی دلکشی میں مزید اضافہ کا باعث بن رہا تھا۔

"تمہیں نہیں لگتا کہ یہ غلط بات ہے کہ جس کے لیے سجنا ہے اس کی بجائے تم دوسروں کی رائے پوچھ رہی ہو۔۔حق تو میرا ہے کہ تم مجھ سے پوچھو"۔۔پلوشہ خان کے دائیں جانب۔ کھڑے ہوتے۔۔پلوشہ کے پہلو میں گرے ہاتھ کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں الجھاتے۔۔ جھک کر کان میں سرگوشی کی تو پلوشہ خان نے سٹپٹا کر اپنے دائیں جانب کھڑے حدائق شاہ کو دیکھا تھا۔

"اور ابھی تو تم میرے پاس آئی بھی نہیں اور واپس جانے کی تیاریاں بھی شروع کر دی ہیں۔۔لیکن تمہیں ایسا کیوں لگا کہ تم میرے پاس آکر واپس جا بھی سکتی ہو۔۔ تمہیں لگتا ہے

کہ میں تمہیں جانے دوں گا"--- گردن ترچھی کر کہ پلوشہ خان کی حیرت زدہ آنکھوں میں دیکھتے سپاٹ لہجے میں کہا تو پلوشہ کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوتی محسوس ہوئی ہونکوں کی طرح منہ کھولے وہ بے یقینی سے حدائق شاہ کے چہرے کے سپاٹ تاثرات دیکھ رہی تھی---

"وہ رس- رسم ہوتی ہے نا"—حدائق شاہ کے ہاتھ کی سخت گرفت سے اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کرتے مدھم لہجے میں کہا تو حدائق شاہ نے سپاٹ نظروں سے پلوشہ کے مزاحمت کرتے ہاتھ کو دیکھا تھا—

"اگر اگلے ایک سیکنڈ میں تمہارا مزاحمت کرتا ہاتھ نا رکا تو یقین مانو ابھی صرف تمہارا ہاتھ میری گرفت میں ہے مگر اگلے سیکنڈ تم پوری کی پوری میری بانہوں میں ہوگی--- اب سوچ لو صرف ہاتھ تھاموں یا تمہیں بانہوں میں بھر لوں—مجھے تو کوئی مسئلہ نہیں ہو گا—بس تم شاید اپنے ہوش و حواس گنوا دو"--- حدائق شاہ کے طنز میں ڈوبے سخت لہجے پر پلوشہ کا مزاحمت کرتا ہاتھ پل میں رکا تھا—جبکہ حدائق شاہ کے سخت لہجے پر پلوشہ نے پلکوں کی باڑ اٹھا کر حدائق شاہ کو دیکھا تھا—

جس کے چہرے کے تاثرات ہنوز سپاٹ تھے—وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ آخر وہ کیوں اس طرح بات کر رہا ہے—

Posted On Urdu Novel Book

وہ جتنی بار بھی اس سے ملا تھا تب اس کے لمس میں شدت ہوتی تھی مگر آنکھیں اور لہجہ ہمیشہ نرمی اور محبت لیے ہی ہوتا تھا__اس لہجے میں تو تب حدائق شاہ نے بات نا کی تھی جب وہ اسے تھپڑ مار چکی تھی__مگر پھر اج کیوں

"نن-ناراض ہیں"--- حدائق شاہ کو ہینگ کیے کپڑوں کو دائیں ہاتھ سے آگے پیچھے کرتے دیکھ مدھم لہجے میں کہا تو حدائق شاہ کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ رینگ گئی

"میں جس بیوی کے لیے دن رات پاگل ہو رہا ہوں__جس کا بے صبری سے انتظار کر رہا ہوں کہ وہ کچھ دنوں تک میری زندگی میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آنے والی ہے__جس کے بعد اس پر صرف و صرف حدائق شاہ کا حق ہو گا__وہ صرف و صرف میری بن کر رہے گی وہی بیوی میرے پاس آنے سے زیادہ آ کر واپس جانے کے لیے بے چین ہے__اسے شوہر کے جزبات اس کی محبت اس کی تڑپ سے زیادہ رسمیں یاد ہیں تو اس بات پر مجھے صرف غصہ یا ناراض نہیں ہونا چاہیے بلکہ اپنا جائز حق استعمال کر کہ ایک اچھا شوہر بننے کی بجائے اس دن کی طرح سفاک__اپنی کرنے والا ضدی اور گھمنڈی حدائق شاہ بنتے ہوئے تمہیں یہاں سے لے جا کر قید کر دینا چاہیے--- جہاں صرف حدائق شاہ ہو اور اس کا حکم ہو__ پلوشہ حدائق شاہ ہو اور اس حکم کی تکمیل ہو"--- سرد ٹھٹھرا دینے والے لہجے میں کہتے

Posted On Urdu Novel Book

نکاح والے دن کا حوالہ دیا تو اس دن کو سوچتے پلوشہ خان نے بے ساختہ جھرجھری لی تھی۔۔ وہ نازک جان کہا وہ روپ دوبارا دیکھ سکتی تھی

اس دن کے حدائق شاہ کو یاد کرتے اس کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔۔وہ کبھی دوبارا جو اس روپ میں سامنے اتا تو پلوشہ کو یقین تھا کہ وہ زندہ نا بچتی

"آپ مجھ پر صرف اپنا حکم چلانے کے لیے قید کرنا چاہتے ہیں"--- لہجے میں حیرت سموئے نیلی آنکھوں کو پٹپٹاتے حدائق شاہ کے سرد پڑتے چہرے کو دیکھتے استفسار کیا تو حدائق شاہ نے چونک کر نا سمجھی سے پلوشہ خان کو دیکھا

اور پلوشہ خان کی بات سمجھتے دل کیا کہ اپنا سر پیٹ لے--- وہ جو غصے میں اتنا کچھ بول رہا تھا میڈم کو اس بات کی پرواہ نہیں تھی۔۔دکھ تھا تو صرف و صرف اس بات کا کہ وہ حکم چلانا چاہتا ہے

پلوشہ کے معصوم چہرے کو سخت نظروں سے گھورتے یکلخت خود بہ خود آنکھوں میں نرمی اتر آئی چہرے کے تنے تاثرات ڈھیلے پڑتے مسکراہٹ میں ڈھل گئے

تبھی پلوشہ کے تھامے ہاتھ کو جھٹکے سے اس کی کمر پر باندھتے خود کے قریب تر کیا

"ہاں تو۔۔کیا تم میرا حکم نہیں مانو گی۔۔تمہارے سر کا سائیں ہوں--- سہاگ ہوں تمہارا۔۔ میرا حکم ماننا تو فرض بھی ہے"--- والہانہ نظروں سے پلوشہ کے چہرے کو دیکھتے گھمبیر لہجے

میں استفسار کیا تو پلوشہ نے اپنے کپکپاتے بائیں ہاتھ سے حدائق شاہ کے بازو کو تھامتے خود کو گرنے سے بچایا

شرم سے سرخ پڑتی۔۔چور نگاہوں سے اردگرد نگاہ دوڑائی مگر خود کو ایک کونے میں حدائق شاہ کے چٹان جیسے وجود کے پیچھے چھپا ہوا محسوس کرتے سکون کا سانس لیا

"میں آپ کے کہنے سے پہلے ہی سب کام کر دوں گی"۔۔پلکوں میں جھالر کو اٹھاتے مدھم لہجے میں کہتے سرعت سے نظریں جھکائی تو ان پلکوں کی جھالر کے اٹھتے گرتے رقص کو دیکھتے حدائق شاہ کو اپنا دل ان میں ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔۔

"جو تم سمجھ رہی ہو وہ کام نہیں۔۔میرے حکم کی نوعیت کچھ اور ہے"--- گھنی خمدار پلکوں پر پھونک مارتے خمار الود لہجے میں کہا تو حدائق شاہ کی دہکتی سانسوں کو اپنے چہرے پر محسوس کرتے پلوشہ نے سختی سے آنکھیں میچیں۔۔جبکہ حدائق شاہ کی سانسوں کی محسور کن خوشبو کو گہری سانس بھرتے اپنی روح میں اتارا

پلوشہ کی اس انجانے میں کی گئی حرکت پر حدائق شاہ کی آنکھوں میں پل میں خمار اترا تھا۔۔گہری سانس بھرنے سے گلے میں پڑنے والے کھڈے کو دیکھتے حدائق شاہ کو اپنے گلے میں کانٹے سے چبھتے محسوس ہوئے

Posted On Urdu Novel Book

اپنے بے لگام ہوتے جذبات سے گھبرا کر حدائق شاہ نے نرمی سے پلوشہ کی کمر سے ہاتھ ہٹایا۔۔جبکہ پلوشہ کا ہاتھ ہنوز سختی سے تھاما ہوا تھا۔

"جیسے کہ"--- حدائق شاہ کے آگے بڑھنے پر نظریں حدائق شاہ کی چوڑی پشت پر ٹکائے جواب دیا تو حدائق شاہ نے گہری سانس بھرتے اردگرد دیکھا تھا۔

دل میں جذبات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر طلاطم برپا کیے ہوئے تھے۔۔پلوشہ خان کے قریب ہونے اس کے معصوم سوالات کو سنتے حدائق شاہ کے لیے اپنے جذبات پر بند باندھنا مشکل ہونے لگا

تبھی سب کی نظروں سے بچتے۔۔ چیجنگ روم کا دروازا کھولتے پلوشہ کا ہاتھ تھامے اسے سمجھنے کا موقع دیے بغیر اندر داخل ہوتے دروازا بند کر چکا تھا۔

پلوشہ کو دیوار سے لگاتے۔۔۔دونوں ہاتھ اس کے اطراف میں رکھے---

"ح۔۔حدائق باہر چ۔۔چلیں"۔۔حدائق شاہ کی جذبے لٹاتی سرخ آنکھوں سے گھبراتے سائیڈ سے ہو کر باہر جانا چاہا تو حدائق شاہ نے پلوشہ کا بازو تھامتے اسے دوبارا سے اپنے سامنے کیا

Posted On Urdu Novel Book

"لوک ان ٹو مائے آئیز"--- حدائق شاہ کے سنجیدہ لہجے پر پلوشہ نے چونک کر نیلی گہری آنکھوں میں دیکھا تھا۔مگر حدائق شاہ کی لو دیتی جذبے لٹاتی نظروں میں دیکھنا محال ہوا تو سرعت سے نظریں پھیریں

"نن۔ہیں"۔خشک پڑتے ہونٹوں کو تر کرتے نظریں جھکائے منمنا کر جواب دیا تو حدائق شاہ کے عنابی ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

"شائننگ سٹار۔تمہارے سر کے سائیں کے حکم کچھ اسی نوعیت کے ہیں۔سو بی پریپئیر۔کیونکہ اس کے بعد والا حکم تمہارا لیے جان لیوا ثابت ہوگا"--- پلوشہ خان کے تھر تھر کانپتے وجود کو اپنی بانہوں میں بھرتے شوخ لہجے میں کہا تو پلوشہ نے گھبرا کر حدائق شاہ کو دیکھا تھا۔

"آپ ای۔سے تو نن۔ہیں لگ۔تے"۔کپکپاتے ہاتھوں کو اپنے گرد حصار باندھے حدائق شاہ کی مضبوط بازوؤں پر رکھتے اٹکتے ہوئے کہا تو حدائق شاہ نے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دباتے آبرو آچکائی

"ایسے کیسے"--- سوالیہ لہجے میں استفسار کیا تو پلوشہ خان نے بری طرح لب کچلتے--- نظریں حدائق شاہ کے کرتے کے بٹنوں پر ٹکائی

Posted On Urdu Novel Book
"چھچھورے۔۔۔ٹھرکی لوفر ٹائپ"۔۔۔ایک ہی سانس میں کہتی سختی سے آنکھیں میچتی وہ حدائق شاہ کے چودہ طبق روشن کر چکی تھی۔

وہ جو سمجھ رہا تھا وہ اسے رومینٹک کہے گی مگر وہ تو حدائق شاہ کے ارمانوں پر بڑی معصومیت سے پانی پھیرتی کبوتر کی طرح آنکھیں میچ چکی تھی

"واٹ دا"۔۔۔صدمے سے چلاتے حدائق شاہ نے بامشکل خود کو کچھ غلط کہنے سے روکا تھا۔

جبکہ حدائق شاہ کے چلانے پر پلوشہ خان جائے پناہ ڈھونڈتی اسی کے سینے میں سر چھپا چکی تھی

"پلوشہ میرا میٹر بہت بری طرح تم گھما چکی ہو۔۔۔اب شرافت سے باہر چلی جاؤ ۔ اس سے پہلے میں تمہیں اپنا ٹھرک اور چھچھورہ پن دکھاؤ"۔۔۔گھنے بھورے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اپنے سینے میں چھپی تھر تھر کانپتی پلوشہ خان کو دیکھتے دانت پیستے ہوئے کہا تو پلوشہ خان نے بے ساختہ سر نفی میں ہلایا تھا۔

"پپ۔۔۔ہلے آپ جائیں" پلوشہ کے کہنے پر حدائق شاہ نے گھور کر اسے دیکھا تھا پھر گہری سانس بھرتے پلوشہ کو دونوں کندھوں تھام کر اپنے سامنے کیا

وائٹ کلر کے پرنٹڈ سوٹ کے ساتھ نارنجی رنگ کا دوپٹہ اور سر پر چادر اوڑھے۔۔۔حیا کی لالی سے سرخ پڑتے گلابی گال۔۔۔نیلی آنکھوں پر پلکوں کی جھالر گرائے۔۔۔گلابی بھرے بھرے

Posted On Urdu Novel Book

ہونٹوں کو دانتوں تلے دبائے سر جھکائے کھڑی وہ حدائق شاہ کے دل میں حشر برپا کر چکی تھی۔

تبھی حدائق شاہ ایک ٹرانس کی کیفیت میں جھکتا پلوشہ کے گلابی پھولے پھولے گالوں پر شدت سے اپنے ہونٹ رکھتا اپنے لمس چھوڑنے لگا

"پہلے ڈریس تو لے لیں۔۔پھر چلا بھی جاؤں گا۔۔دلہن میری بننا ہے تو مرضی بھی میری ہونی چاہیے نا کہ تم کیا پہنو گی"۔۔پلوشہ کا ہاتھ تھامتے پلٹ کر دروازہ کھولتے قدم باہر رکھتے ہوئے کہا تو پلوشہ نے منہ بسور کر حدائق شاہ کی پشت کو دیکھا تھا۔

کیونکہ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ ڈریس اسے کتنی مہنگی پڑنے والی ہے۔۔جبکہ اپنے گالوں پر ابھی بھی حدائق شاہ کے ہونٹوں کے دہکتے لمس اور ہلکی بئیرڈ کی چبھن محسوس ہو رہی تھی

---

یہ کیا بیہودگی ہے ۔۔شادی ہے میری جنازہ نہیں جو یہ سیاہ رنگ لے رہی ہو۔۔ اپنے فیصلے کے نتائج سے تم پہلے ہی واقف تھی۔۔اب یہ سیاہ رنگ پہن کر کونسا ماتم کرنا چاہتی ہو"۔۔۔ صبغہ شاہ کے ہاتھ سے بلیک کلر کے کامدار لہنگے کو جھپٹنے کے انداز میں پکڑتے دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تو صبغہ نے طنزیہ نظروں سے بالاج شاہ کو دیکھا تھا۔

Posted On Urdu
Novel Book

"یہ رنگ تو مجھے اپنے شوہر کی وجہ [illegible] سے متاثر ہو کر تو لے رہی ہوں"-- صبغہ شاہ کے سپاٹ انداز پر بالآج شاہ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا تھا جس پر صبغہ چار قدم کے فاصلے کو سمیٹتے بالاج شاہ کے قریب آکر کھڑی ہوئی

"یہ سیاہ گھنے بال--- یہ گہری رات سی سیاہ آنکھیں—یہ سینے میں پتھر ہوا سیاہ دل--- یہ دماغ پر حاوی ہوئی سیاہ سوچ—سب سیاہ ہی تو ہے—جب میرا شوہر اس رنگ میں رنگا ہوا ہے تو مجھے بھی تو یہی پہننا چاہیے—کیونکہ نکاح کے سفید کاغذوں پر دستخط کر کہ یہ سیاہی میں نے بھی تو اپنا نصیب بنا لی ہے"--- بالاج شاہ کے بالوں—آنکھوں اور سینے کو انگلیوں کے پوروں سے چھوتے طنزیہ لہجے میں کہا تو بالآج شاہ نے مٹھیاں بھینچتے صبغہ شاہ کی شہد رنگ آنکھوں میں دیکھا تھا—

"آج کچھ زیادہ ہی زبان نہیں چل رہی—اووو یہ زبان کے جوہر ان سب کی موجودگی کی وجہ سے ہیں نا------ تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے صبغہ شاہ کے تمہیں میں ان سب کے سامنے کچھ نہیں کہہ سکتا"--- چہرے کے گرد جھولتی آوارہ لٹ کو اپنی شہادت کی انگلی پر لپیٹتے—صبغہ کی جانب جھکتے تمسخر اڑاتے لہجے میں کہا تو صبغہ شاہ کا مدھم دلکش قہقہہ گونجا تو بالآج شاہ نے مسمرائز ہوتے صبغہ شاہ کی دلکش ہنسی کو دیکھا تھا—

"کیونکہ مائے بے رحم شاہ۔۔میں بہت اچھے سے جانتی ہوں کہ آپ کو اپنی سو کالڈ آنا اور عزت بہت عزیز ہے--- اور میرے جیسی لڑکی جس کی کوئی اوقات نہیں آپ کی نظر میں اس کے لیے آپ خود کو اپنے گھر والوں کی نظروں میں تو کبھی نہیں گرائیں گے۔۔خاص کر اپنی پہلی محبت کے سامنے"--- صبغہ شاہ کے طنزیہ لہجے میں گھلی نمی کو محسوس کرتے بالآج شاہ نے سختی سے جبڑے بھینچے تھے۔۔ صبغہ شاہ کے پلٹنے پر سرعت سے کلائی تھامتے جھٹکے سے خود کے قریب کیا تھا۔

"بہت زبان چل رہی ہیں نا۔۔بہت جانتی ہو نا تم مجھے۔۔تو اب یہ بات بھی جان لو۔۔یہ سیاہ رنگ تم تو صرف پہنو گی۔۔مگر میں اس سیاہی کو تمہاری رگ رگ میں اتار دوں گا۔۔ میرا دل سیاہ پتھر ہے تو موم میں تمہارے دل کو بھی نہیں رہنے دوں گا۔۔ تمہیں سہاگن کے سرخ رنگ کی بجائے اس سیاہ رنگ میں نا رنگا جس میں بقول تمہارے میں رنگا ہوا ہوں تو مجھے بھی بے رحم شاہ نا کہنا"--- صبغہ کی کلائیاں اپنی سخت گرفت میں لیتے کمر پر موڑتے دبے دبے لہجے میں چلا کر کہا تو صبغہ نے نم شکوہ کناہ نظروں سے بالآج شاہ کی خون چھلکاتی آنکھوں میں دیکھا تھا۔

"آپ کو اتنی محنت کرنے کی ضرورت نہیں بالآج شاہ۔۔ میرا دل موم رہا ہی نہیں اگر موم ہوتا تو آپ کے اس قدر ہتک آمیز رویے پر کب کا دھڑکنا چھوڑ دیتا۔۔اپ سے بھی زیادہ

Posted On Urdu Novel Book

پتھر دل ہے میرا۔۔اور رہی بات سیاہی کی۔۔وہ صرف رگ رگ میں نہیں میرے پورے چہرے پر مل دی جائیں گی"--- سپاٹ لہجے کہتے ہونٹوں پر تلخ مسکراہٹ لیے بالآج شاہ کی شدت جذبات سے سرخ پڑتی آنکھوں میں اپنی شہد رنگ آنکھیں گاڑھی

"جو بیوی اپنے شوہر کے لیے دل بہلانے کا ساماں ہو۔۔صرف اس کی ضرورت ہو--- شوہر اپنی پہلی محبت کو بہلانے کے لیے بیوی کے وجود کی رنگینیوں میں صرف کچھ لمحات کے لیے کھوئے۔۔بیوی کی عزت اس کا وقار شوہر کے لیے کوئی اہمیت نا رکھتا ہو تو اس بیوی اور کسی رکھیل میں کوئی فرق"---- سپاٹ لہجے میں ایک ایک لفظ چبا کر کہتی ابھی وہ اپنی بات مکمل کرتی کہ بالآج شاہ نے بائیں جانب ہاتھ مارتے ہنیگ کیے کپڑوں کو زمین بوس کیا تھا۔۔صبغہ شاہ کا جبڑہ دبوچتے وہ اسے پیچھے دیوار سے لگا چکا تھا

"جسٹ شیٹ اپ--- شیٹ یور ماؤتھ لیڈی۔۔ادروائز آئی ول کل یو"---- دبے دبے لہجے میں غرا کر کہتے--- ہاتھ کا مکا بناتے پیچھے دیوار پر مارا تو صبغہ نے سختی سے آنکھیں میچتے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دباتے اپنی چیخ کا گلا گھونٹا

سیاہ گہری رات سی آنکھیں اس وقت خون چھلکا رہی تھی۔۔ماتھے پر بے ترتیبی سے بکھرے بال۔۔گردن اور ماتھے کی رگیں تن کر واضح ہونے لگی تھیں۔۔غصے کی زیادتی سے پھولی تیز سانسوں کو اپنے چہرے پر محسوس کرتے صبغہ کو اپنی سانسیں خشک پڑتی محسوس ہونے لگی

Posted On Urdu Novel Book

بالآج شاہ کے خون چھلکاتے چہرے کو ٹکٹکی باندھے دیکھ دل بری طرح دھڑکا تھا۔

"ہاؤ ڈیئر ہو۔۔میری بیوی ہو کر۔۔میری عزت کو ایسے گھٹیا لفظ سے کمپئیر کرنے کی ہمت بھی کیسے ہوئی تمہاری"--- وہ آتش فشاں بنا صبغہ کی سچ میں جان لینے کے در پر تھا۔

خود اپنی آنا کو تسکین دینے اور صبغہ کو تکلیف دینے کے لیے وہ کسی بھی حد تک جا سکتا تھا۔۔اسے ہر اس بات سے تکلیف دیتا تھا جس سے جانتا تھا کہ صبغہ شاہ کی روح تک زخمی ہوگی--- مگر آج جب اس نے خود کے لیے کوئی غلط لفظ استعمال کر لیا تو بالآج شاہ کو اپنے خون میں شرارے پھوٹتے محسوس ہو رہے تھے--- بس نہیں چل رہا تھا کہ صبغہ شاہ کی زبان گدی سے کھینچ لے جس سے اس نے خود کے لیے اتنا گھٹیا لفظ استعمال کیا تھا

"آپ کی ڈکشنری میں دل بہلانے کا ساماں پتہ نہیں کسے کہتے ہیں۔۔لیکن ہمارے معاشرے میں دل بہلانے کے لیے مرد رکھیل لفظ ہی استعمال کرتے ہیں۔۔کیونکہ بیویاں لباس ہوتی ہیں عزت ہوتی ہیں - دل لگانے کے لیے ہوتی ہیں۔۔عمر بھر ساتھ نبھانے کے لیے ہوتی ہیں نا کہ دل بہلانے کے لیے "--- بنا ڈرے بالآج شاہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اپنے الفاظ پر زور دیتے ہوئے کہا تو بالآج شاہ نے اپنا بایاں بازو صبغہ کی گردن کے گرد لپٹتے چہرہ اپنے چہرے کے قریب تر کیا

جبکہ گرنے کی آواز سنتی وہاں آئی فی میل ورکر سٹپٹا کر وہاں سے نو دو گیارہ ہوئی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

"بالآج شاہ کی ڈکشنری میں دل بہلانے کا مطلب بھی بیوی اور لگانے کا بھی—میری بیوی میری مرضی—میں اس سے دل لگاؤں یا بہلاؤں—اپنی عزت کو کیسے ٹریٹ کرنا ہے مجھے اس کے لیے دوسروں سے مشورے لینے کی ضرورت نہیں—اور جس معاشرے کی تم بات کر رہی ہو—وہاں بیویاں ہزار جتن کرتی ہیں شوہر کو مائل کرنے کے لیے اپنے قابو میں کرنے کے لیے تو تم نہیں کر سکتی کیا—تم نا بھی کر سکتی ہوئی تو کرنا تو پڑیں گا—کیونکہ بالآج شاہ کا دل بھی تو بہلانہ ہے نا"--- صبغہ شاہ کے نچلے ہونٹ پر انگھوٹھے کا ناخن پھیرتے سپاٹ لہجے میں کہتے جھک کر اپنے لب رکھنے چاہے تو صبغہ نے غصے سے چہرے کا رخ بدلا تو بالآج شاہ کے ہونٹ گال کے قریب آکر رکے

نظریں اٹھائیں صبغہ کے غصے کے باعث سرخ پڑتے چہرے کو دیکھتے ضبط سے جبڑے بھنچتے—جھٹکے سے پیچھے ہوا

"آئی ہیٹ یو بالآج"--- نم لہجے میں سرگوشی کی تو بالآج شاہ نے چونک کر صبغہ شاہ کی نم آنکھوں میں دیکھا تھا—

- "نفرت کا اظہار تو ایسے کیا ہے جیسے میں یہاں تمہارے عشق میں گوڈے گوڈے ڈوبا ہوا ہوں نا—آئی ہیٹ یو مور—ویسے زندگی میں پہلی بار تم نے میرے دل کی بات کی ہے—اس پر دل تو چاہ رہا ہے تمہارے یہ رس بھرے ہونٹ چوم لوں--- لیکن خیر—جتنی کڑوی

Posted On Urdu Novel Book

باتیں تم کر چکی ہو میں اپنے منہ کا ٹیسٹ نہیں خراب کرنا چاہتا"۔۔اپنے کوٹ کو ٹھیک کرتے طنزیہ لہجے میں کہا تو صبغہ شاہ نے گھور کر بالاج شاہ کو دیکھا تھا

"جب نا مل سکے تو انگور کھٹے ہیں"۔۔کچھ دیر پہلے اپنا چہرے پھیرنے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا تو بالاج شاہ نے کینہ توز نظروں سے صبغہ شاہ کو دیکھا تھا۔

اور پھر لمحے کے ہزاروں حصے وہ صبغہ شاہ کے قریب ہوتا اس کے ہونٹوں کو اپنی سخت گرفت میں لیتے شدت بھرا لمس چھوڑتے پیچھے ہٹا تھا۔

"ایسا کچھ نہیں جو بالاج شاہ چاہے اور اسے نا مل سکے"--- اپنے نم ہونٹ پر انگھوٹھا پھیرتے آنکھ دبا کر کہتے وہاں سے لمبے لمبے ڈنگ بھرتا غائب ہوا تو صبغہ نے بے بسی سے مٹھیاں بھینچتے وہاں ہینگ ہوئے سیاہ رنگ کے سبھی لباسوں کو نکالا تھا۔

---

"اپ یہ ڈریس ہماری شادی والے دن پہنو گی تو مجھے اچھا لگے گا"۔۔اپنی پشت سے بہرام شاہ کی گھمبیر آواز سنتے امتثال جھٹکے سے پلٹی تھی۔

بہرام شاہ کی جذبے لٹاتی آنکھوں سے ہوتی نظریں بہرام شاہ کے ہاتھ میں تھامے شاپنگ بیگ پر گئی تو امتثال نے سوالیہ نظروں سے بہرام شاہ کو دیکھا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

"میری چوائس اتنی بھی بری نہیں - اگر پسند نا بھی آئیں تو پہن لیجیئے گا--- کیونکہ میں آپ اسی ڈریس میں دیکھنا چاہتا ہو۔۔۔سائز کی ٹینشن نا لیں۔۔۔بالکل پرفیکٹ فٹ ہو گا۔۔۔کیونکہ اتنی ملاقاتوں میں سائز کا آئیڈیا تو ہو گیا ہے مجھے"۔۔۔ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دباتے شوخ لہجے میں کہا تو اپنی بات پر امتثال خان کے چہرے پر کھلتے قوس و قزح کے رنگ دیکھتے بہرام شاہ کے دل نے بیٹ مس کی تھی۔

"ایسے ہی تو میں آپ کو مسٹر فلرٹ نہیں کہتی-- بہت بے شرم ہیں آپ"۔۔۔بہرام شاہ کے ہاتھوں سے شاپنگ بیگ لینے کی کوشش کرتے ہوئے کہا تو بہرام شاہ نے گرفت مضبوط کرتے شوخ نظروں سے امتثال خان کو دیکھا تھا

جو بیگ کو اپنی جانب کھینچ رہی تھی--- مگر بہرام شاہ کے گرفت مضبوط کر لینے پر اسے سخت نظروں سے گھور رہی تھی جس کا اثر لیے بغیر بہرام شاہ نے شاپنگ بیگ کو جھٹکا دیا تو امتثال خان جو اسے اپنی جانب کھینچ رہی تھی لڑکھڑا کر بہرام شاہ کے قریب ہوئی

"ابھی تو صرف فلرٹ کیا ہے---- بے شرمی دکھانے کے لیے شادی کا انتظار کر رہا ہوں۔۔۔ اور یہ کمبخت انتظار ہے کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا"۔۔۔شوخ لہجے میں کہتے ٹھنڈی آہ بھری تو امتثال خان نے بہرام شاہ کو گھورتے جھٹکے سے شاپنگ بیگ لیا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

"یہ بے شرمی دکھانے کے ارمان آپ کے ارمان ہی رہ جائیں گے"۔۔۔ناک سکیڑ کے کہتے پلٹ کر ڈریس دیکھنے لگی تو بہرام شاہ نے گھور کر امتثال خان کو دیکھا تھا۔

پھر دو قدم نزدیک آتے امتثال خان کی پشت پر کھڑے ہوتے اطراف میں نگاہ دوڑائی عقیدت کو ضرغام سے لڑتا دیکھ۔۔۔عائث کو حوریہ کے پیچھے ڈریس لے کر گھومتے دیکھ۔۔۔ بالاج اور صبغہ کو ایک دوسرے کو خونخوار نظروں سے گھورنے میں مصروف دیکھ بہرام شاہ نے نظروں کا رخ سیدھا کرتے امتثال خان کو دیکھا تھا۔

"میرے جیتے جی تو یہ ارمان روز پورے ہوگے۔۔۔البتہ میرے مرنے کے بعد کا تم کہہ"۔۔۔ بائیں جانب کان کے قریب جھکتے بہرام شاہ ابھی اپنی بات مکمل کرتا کہ امتثال خان نے تڑپ کر پلٹتے اپنی ہتھیلی بہرام شاہ کے ہونٹوں پر رکھی تھی

"اللہ نا کریں۔۔۔آپ کو میری عمر لگ جائیں"۔۔۔آنکھوں اور لہجے میں تڑپ لیے کہا تو بہرام شاہ جان لٹاتی نظروں سے امتثال خان کو دیکھا تھا۔

"ہائے صدقے۔۔۔میں مرجاواں اپنی پٹھانی تے"۔۔۔ہونٹوں پر رکھی امتثال کی ہتھیلی کو نرمی سے چھوتے۔۔۔دل پر ہاتھ رکھتے سر پیچھے کو گراتے جان لٹاتے انداز میں پنجابی میں کہا تو امتثال خان نے شرم سے سرخ پڑتے سٹپٹا کر بہرام شاہ کے سینے پر رکھے ہاتھ کو تھامتے اسے سیدھا کیا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

"کیا کر رہے ہیں بہرام۔۔لالا دیکھ لیں گے"--- بہرام شاہ کے خوشی سے تمتماتے چہرے کو دیکھتے دل ہی دل میں نظر اتارتے ٹوکتے ہوئے کہا تو بہرام شاہ کے ہونٹوں پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ رینگ گئی

"بہت جلد یہ جملہ تم پھر سے کہنے والی ہو۔۔بس تب تمہارا لالا نہیں ہو گا اس جملے میں--- تب تم کہو گی۔۔کیا کر رہے ہیں بہرام۔۔۔بچے جاگ رہے ہیں"--- ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دبائے - شوخ لہجے میں پھر سے امتثال کو چھیڑا۔۔جبکہ چہرہ ہنسی ضبط کرنے کے چکر میں سرخ انار ہو رہا تھا۔

جبکہ بہرام شاہ کی دن بدن بڑھتی بے باکی کو دیکھتے امتثال کو واقع میں یقین ہو چکا تھا کہ اس کا ہونے والا شوہر صرف شکل سے ہی سوبر اور میچور ہے اور وہ بھی صرف دوسروں کے سامنے جبکہ اس کے سامنے تو وہ لوفرپن اور فلرٹ کے سبھی ریکارڈ توڑ رہا تھا

"اگر آپ اب چپ نا ہوئے تو میں آپ سے بالکل بات نہیں کروں گی"--- انگلی اٹھا کر وارن کرنے والے انداز میں کہا تو بہرام شاہ نے سرعت سے سر اثبات میں ہلایا تھا جبکہ گہری رات سی سیاہ آنکھیں چمک لیے ہوئی تھیں۔

"ویسے ہماری نیکسٹ ملاقات۔۔۔ویڈنگ نائٹ پر ہونے والی ہے۔۔تو اس دن تم جتنا خاموش رہو گی میرے لیا اتنا ہی بہتر ہو گا۔۔تو تمہارے بات نا کرنے سے مجھے کوئی مسئلہ نہیں۔۔

Posted On Urdu Novel Book

ایک دن خاموش بھی رہ لو گی تو میں اپنی منمانیاں دل کھول کر کر سکتا ہوں۔۔پھر ساری عمر تمہاری ہی سنی ہیں۔۔اور ویسے بھی لڑکی بیوی بننے کے بعد خاموش ہو جائیں۔۔یہ تو ناممکن ہے۔۔اس لیے یہ دھمکی میں کسی خاطر میں نہیں لے رہا"۔۔کندھے آچکا کر کہتے وہ انتشال خان کو پل میں تپا چکا تھا

"اب تو میں بولو گی۔۔اتنا بولو گی کہ آپ کے کانوں سے دھواں نکلنے لگے گا۔۔اور شادی کی رات تو بالکل چپ نہیں کروں گی"--- دونوں ہاتھ کمر پر ٹکائے خالص لڑاکا عورتوں کی طرح کہا تو بہرام شاہ نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا

"اوکے۔۔ایزیو وش۔۔مگر تم جانتی ہو نا کہ میں شاہ ہوں--- اور ہم شاہ اپنے دشمن کا منہ کیسے بند کرواتے ہیں۔۔لیکن تم تو میری بیوی ہو گی--- جان سے پیاری بیوی۔۔اور جب میری جان سے زیادہ پیاری بیوی زیادہ بولے گی تو اس کا منہ تو میں بس ایک طریقے سے بند کرواؤ گا۔۔دشمن اور بیوی میں فرق بھی تو ہوتا ہے۔۔مگر دونوں فرق ہی جان لیوا ہیں۔۔اگر میری بیوی کو اس طریقے سے منہ بند کروانے پر کوئی مسئلہ نہیں تو میری دلی خواہش ہے کہ وہ میرے سامنے بولتی رہے اور میں اسے چپ کرواتا رہوں"--- خمار الود نظروں سے انتشال خان کے گلابی ہونٹوں کو دیکھتے بوجھل لہجے میں سرگوشی کی تو انتشال کو لگا جسم کا سارا خون نچڑ کر چہرے پر سمٹ آیا ہو

Posted On Urdu Novel Book

"آپ - آپ انتہا کے"۔۔۔بے بسی و شرم کے ملے جلے تاثرات چہرے پر سجائے مٹھیاں بھینچ کر کچھ کہنے کو لب واہ کرتی پیر پٹخ کر وہاں سے واک آؤٹ کر گئی تو بہرام شاہ نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے امتثال خان کے پلٹنے پر اس کے خفا خفا چہرے کو دیکھا تھا۔

جس پر امتثال نے ناک سکیڑتے جھٹکے سے رخ بدلا تھا۔

---

شاپنگ سے فری ہو کر اب وہ سب لنچ کرنے ایک ساتھ ریسٹورنٹ آئیں تھے

ایک بڑے سے ٹیبل جس کے اردگرد بارہ کرسیاں رکھی تھی وہاں وہ سب اس انداز میں بیٹھے تھے کہ سبھی مرد سربراہی اور کنارے کی کرسیوں پر جبکہ وہ سب لڑکیاں درمیان میں بیٹھی تھیں۔

دائیں جانب سربراہی کرسی پر بہرام شاہ جب کے اس کے بائیں جانب ضرغام---عقیدت۔۔۔ پلوشہ اور حوریہ کے ساتھ عائث خان بیٹھا تھا۔۔۔جبکہ دائیں جانب حدائق شاہ کے ساتھ سلوی--- صبغہ اور امتثال کے ساتھ ارمغان خان اور بہرام شاہ کے سامنے موجود سربراہی کرسی پر بالآج شاہ بیٹھا تھا۔

اس وقت وہ اپنی آنا اور نوک جھوک کو پیچھے چھوڑتے صرف محافظ بنے تھے۔۔۔وہ اپنے گھر کی عورتوں کے ساتھ باہر آئیں تھے۔۔۔ان کی حفاظت ان کی عزت ان سب کو اپنی آنا کیا

Posted On Urdu Novel Book

جان سے بھی زیادہ عزیز تھی۔۔لڑکیوں نے تو شاید غور بھی نہیں کیا تھا مگر وہ سب نا محسوس انداز میں ان کے گرد اپنا حصار باندھتے انہیں دوسروں کی نظروں سے محفوظ کر چکے تھے۔

"شکر مجھے لگا تم آج بھی دنبہ آڈر کروگے"--- حدائق شاہ کے طنزیہ لہجے پر ضرغام خان نے خونخوار نظروں سے اسے گھورا تھا

"اور مجھے لگا شاید تم لال مرچوں سے پیٹ بھرنے کا ارادہ رکھتے ہو تو وہی آڈر کرو گے"--- دوبدو جواب دیتے مسکرا کر ان دونوں کو گھورتی عقیدت کو دیکھا--- جو ضرغام خان کے دیکھنے پر تاسف سے سر ہلاتی کھانے کی جانب متوجہ ہو چکی تھی۔

جبکہ باقی سب مردوں نے خاموشی سے کھانا کھانے میں یہ عافیت جانی تھی۔۔اور اپنی ہو چکی اور ہونے والی بیویوں کے سامنے ان میں سے کوئی بھی بدمزگی نہیں چاہتا تھا۔

"عقیدت لالی آپ نے کیسا ڈریس لیا ہے۔"

"جو تمہارے لالا نے لینے دیا"--- پلوشہ کے پوچھنے پر منہ بسورتے ہوئے کہا تو سب لڑکیوں نے بامشکل اپنی مسکراہٹ کا گلہ گھونٹا تھا

"پھر بھی بتائیں تو سہی۔۔کلر ہی بتا دیں"--- سلویٰ کے پوچھنے پر عقیدت نے گہری سانس بھری

Posted On Urdu Novel Book

"شر۔۔۔شرارہ لیا ہے۔۔۔کچھ فراکس ہیں اور کچھ میکسی ٹائپ۔۔۔اور کلر سب کے ڈارک ہیں بس ایک دو لائٹ ہیں۔۔۔باقی گھر جا کر تم لوگ خود دیکھ لینا"--- ابھی وہ شرٹس کہہ کر ضرغام خان کی عزت کا کچرہ کرتی اس سے پہلے ہی ضرغام خان نے اپنا ہاتھ عقیدت کے تھائی پر رکھتے دباؤ ڈالا جس پر عقیدت نے ضبط کرتے مسکرا کر بات پلٹی تھی۔۔۔جبکہ ہاتھ نیچے لے جا کر ضرغام خان کے ہاتھ کی پشت پر ناخن مارنا نا بھولی تھی۔

"حوریہ بھابھی آپ نے کیا لیا ہے---- اور پلوشہ تم نے"--- امتثال کے پوچھنے پر حوریہ نے بری طرح گڑبڑاتے عائث خان کو دیکھا تھا جو کھانا کھانے میں اس قدر مصروف تھا۔۔۔ کہ اسے اس پاس کیا ہو رہا شاید خبر تک نا تھی

جبکہ امتثال کے سوال پر پلوشہ خان کے چہرے پر لالیاں بکھریں تھی۔

"وہ۔۔۔مم۔۔۔یں نے ۔ میں کیوں بتاؤں جب پہنوں گی تب دیکھ لینا۔۔۔میں ابھی نہیں بتاؤں گی۔۔۔"

"ہاں۔۔۔مم۔۔۔یں بھی"--- حوریہ کے گڑبڑا کر جواب دینے پر پلوشہ نے بھی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا تو حدائق شاہ نے گہری نظروں سے پلوشہ خان کے گھبرائے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھتے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دبایا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book
ضرغام خان کی غیر ارادی نظر حدائق شاہ پر پڑی اور اسے پلوشہ کو گھورتے دیکھ ٹیبل کے نیچے سے پاؤں حدائق شاہ کی ٹانگ پر مارا تو حدائق شاہ نے جبڑے بھینچتے ضرغام خان کو گھورا تھا

"کل کا میچ کس نے دیکھا تھا"۔۔۔ابھی امتثال ان سے سوال کرتی اسی لیے صبغہ نے بات بدلنے کی لیے سرعت سے بولی تو وہ سب ایک دم سے ایکسائیٹڈ ہوتی اس کی جانب متوجہ ہوئی

"جو نیو کرکٹ ٹیم ہیں اس کے ہوتے کوئی بھلا میچ بھی مس کر سکتا ہے"--- سلوی کے مسکرا کر کہنے پر ان سب نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔

"ہاں نا----- میرا تو میچ کے دوران سارا دیہان شاداب پر ہی تھا۔۔ہائے اللہ کتنا ہینڈسم ہے نا وہ۔۔اور کتنی کیوٹ حرکتیں کرتا ہے"--- کھانے کی پلیٹ سائیڈ پر کرتے دونوں ہاتھ تھوڑی تلے ٹکائے۔۔عقیدت کے مسکراتے ہوئے کہا تو ان سب نے سر اثبات میں ہلایا

"ہاں نا۔۔کیوٹ تو ہے۔۔مگر زیادہ کیوٹ نسیم شاہ ہے۔۔یار وہ اتنا معصوم ہے اتنا معصوم ہے کیا بتاؤں۔۔میرا تو پکا والا کرش آگیا ہے اس پہ"۔۔۔ دونوں ہاتھ گالوں پر ٹکائے ہونٹ باہر نکالتے سلوی شاہ نے کہا تو صبغہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے تھپکی دی

Posted On Urdu Novel Book

جبکہ سلویٰ اور عقیدت کے رشک بھرے تبصرے پر ضرغام اور ارمغان خان کے کھانا کھاتے ہاتھ رک چکے تھے۔۔پٹھانی نقوش والے چہرے میں پل میں سرخیاں گھلی تھیں

جبکہ وہ سب اپنے سر کے سائیوں کو مکمل طور پر نظر انداز کرتی۔۔ان کی موجودگی کو بھلائے کریکٹرز کی شان میں قصیدے پڑھنے میں مصروف تھی

جبکہ ضرغام خان کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھتے حدائق شاہ نے طنزیہ نظروں سے دیکھتے اپنی مسکراہٹ چھپائی تھی۔۔مگر ٹیبل پر گونجتی پلوشہ کی آواز سنتے حدائق شاہ کی مسکراہٹ پل میں سمٹی تھی

اسلام علیکم!

Urdu Novel Book

Posted On Urdu
Novel Book

---

"مم۔۔مجھے وہ فاسٹ بالر بہت پسند ہے۔۔جو پٹھان بھی ہے۔۔ہمم۔۔ہاں شاہین آفریدی۔۔ وہ مجھے کیوٹ بھی لگتا اور ہنڈسم بھی"--- ہاتھ کی ہتھیلیوں کو آپس میں مسلتے شرمائے لہجے میں کہتی وہ حدائق شاہ کے تن بدن میں آگ لگا چکی تھی۔

"ہنڈسم اور کیوٹ ہوگے وہ۔۔مگر جو پرسنیلٹی محمد حسنین کی ہے نا۔۔یار کیا بندہ ہے وہ--- انسٹا پہ اس کی پوسٹ دیکھو۔۔اتنا ہوٹ لگتا ہے نا۔۔میں نے تو اس کی سٹوری پر کئی بھی ریپلائے بھی کیا۔۔لیکن پھر این سینڈ کر دیا--- اب تو میرا دل چاہتا اسے فیس ٹو فیس مل کر سیلفی بھی لوں اور آٹو گراف بھی۔۔اور اسے بتاؤں کی یہ لڑکی جسے میچ کے نام سے نفرت تھی۔۔تماہری خاطر میچ کی محبت میں پڑ گئی ہے"--- صبغہ شاہ کے ماتھے پر کلائی کی پشت رکھ کر دہائی دینے پر ان سب کے قہقہے گونجے تھے۔

"ہاں نا۔۔میں نے بھی یہی کیا ہے---- لیکن حسنین کو نہیں۔۔حارث رؤوف کو۔۔یار اس بندے کی بھی اپنی کلاس ہے۔۔جتنی بار دیکھ لو اتنی بار دل اجاتا ہے"--- امتثال خان کے شوخ لہجے پر بہرام شاہ کے چہرے کی مسکراہٹ پل میں سمٹی تھی--- چہرے پر چٹانوں سی

Posted On Urdu Novel Book

سختی لیے سر اٹھاتے۔۔ہاتھ میں تھامے فارک پر گرفت سخت کرتے۔۔سپاٹ نظروں سے انتشال خان کو دیکھا تھا

جبکہ حوریہ کے ساتھ بیٹھے عائث خان کو پورا یقین تھا کہ اس کی بیوی کا کوئی کرش نہیں ہو سکتا۔۔وہ اس کے علاوہ کسی کو پسند نہیں کر سکتی۔۔لیکن عائث خان کے ارمانوں پر حوریہ کی خوبصورت آواز میں کی گئی تعریف نے ٹھنڈا یخ پانی پھینکا تھا۔

"مم۔۔مجھے رضوان پسند ہے۔۔آئی لو ہم۔۔وہ بہت کیوٹ۔۔انوسنٹ ہے بالکل میرے جیسا۔۔وہ کتنا نیک بھی ہے نا۔۔نماز بھی پڑھتا ہے اور میچ کے دوران مسلسل دعا کر رہا ہوتا ہے"--- نچلے ہونٹ کو دانتوں تلے کچلتے--- مدھم لہجے میں کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلایا

"کرکٹ تو مجھے بھی اتنی پسند نہیں تھی۔۔مگر اس بار بابر اور اس کی ٹیم پر اس طرح دل آیا کہ کرکٹ سے محبت ہوگئی ہے"۔۔جوس کا گلاس لبوں سے لگاتے عقیدت نے کہا تو ان سب نے مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا

"اور پتہ ہے کیا"۔۔صبغہ آگے کو جھکتی ابھی بات مکمل کرتی کے ان سب کے صبر کا پیمانہ پل میں لبریز ہوا تھا

Posted On Urdu Novel Book

"اووو جسٹ شیٹ اپ--- منہ بند کرو تم سب اپنا"--- ہاتھ میں تھامے چمچ کو پلیٹوں میں پٹکتے وہ سب ایک ساتھ دھارے تو وہ سب دہل کر دل پر ہاتھ رکھتی آنکھیں پھاڑے ان سب کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھنے لگی

مگر اپنی باتیں یاد آئیں کے کیسے وہ ان سرپھرے شاہوں اور خانوں کی موجودگی کو نظر انداز کیے غیر مردوں کی شان میں قصیدے پڑھنے میں مصروف تھی

جانتی بھی تھی کہ کس قدر شدت پسند ہیں وہ لوگ---ان سب کے چہرے کے خونخوار تاثرات دیکھتے ان سب لڑکیوں نے اپنے خشک پڑتے ہونٹوں کو زبان سے تر کیا تھا-

غصے کی زیادتی سے پھولی تیز سانسیں---ساتھے اور گردن کی تنی رگیں اور نیلی آنکھوں میں اترے خون کو دیکھ عقیدت نے بری طرح اپنا لب کچلتے ضرغام خان جانب دیکھا تھا---جس پر وہ عقیدت کو گھورتا جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھتا کرسی کو پیچھے دھکیلتا وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا-

حدائق شاہ کو خود کی جانب کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے دیکھ پلوشہ نے عقیدت کے پیچھے چھپنا چاہا تھا-

جس پر عقیدت نے پلوشہ کا ہاتھ تھامتے---حدائق شاہ کو گھور کر دیکھا تھا---جو عقیدت کے گھور کر دیکھنے پر جبڑے بھینچتا جھٹکے سے اٹھ کر وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا-

Posted On Urdu Novel Book

حدائق شاہ کے نکلتے ہی بہرام شاہ نے ایک شکوہ کناں غصے بھری نگاہ امتثال کے جھکے سر پر ڈالتے کار کی چابیاں اٹھاتے باہر کی جانب قدم بڑھائے تھے

بالآج شاہ کو اپنی جانب خونخوار نظروں سے گھورتے دیکھ صبغہ نے سلوی کا ہاتھ تھامتے جھٹکے سے اٹھ کر بہرام شاہ کے پیچھے دوڑ لگائی تھی۔جس پر بالآج شاہ نے مٹھیاں بھینچتے اپنے اشتعال پر قابو پایا تھا۔

سلوی کو جاتے دیکھ ارمغان خان جھٹکے سے اٹھا تو پلوشہ اور امتثال بھی اٹھتی اس کے پیچھے ہوئیں تھیں

عقیدت نے گہری سانس بھرتے ایک نظر عائث اور حوریہ کو دیکھتے ہمت مجتمع کرتے اٹھ کر قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے۔

سر جھکائے بیٹھی حوریہ کو سخت نظروں سے گھورتے--- عائث خان نے اس کا ہاتھ اپنی سخت گرفت میں لیتے جھٹکے سے کرسی سے اٹھاتے قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے۔

جبکہ صبغہ شاہ کی باتیں سوچتے بالآج شاہ نے جھٹکے سے اٹھاتے۔پیچھے پڑی کرسی کو اٹھا کر پوری شدت سے ٹیبل پر مارا تھا۔

---

Posted On Urdu Novel Book

پورے خاندان میں میری معصومیت اور کیوٹنس کے چرچے ہیں۔۔۔۔۔اپنے منگیتر کے ہوتے وہ کسی اور کو پسند بھی کیسے کر سکتی ہے"--- ارمغان خان کے چلا کر کہنے پر امتثال اور پلوشہ نے رونی شکلیں بنا کر ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔

"بہرام مجھے چھوڑیں گے نہیں---"

"اور حدائق مجھے سیدھا گولی ماریں گے"۔۔امتثال کے کہنے پر پلوشہ نے نم لہجے میں کہا تو امتثال نے بری طرح لب کچلتے اپنے موبائل سے بہرام شاہ کو میسج ٹائپ کرنا شروع کیا جبکہ ارمغان خان کے غصے میں چلانے پر ان دونوں نے سلوی شاہ کی معصوم جان کے لیے دعا کی تھی

Urdu Novel Book

---

"لالا پلیز آہستہ گاڑی چلائیں"--- بہرام شاہ کو جہاز کی سپیڈ سے گاڑی چلاتے دیکھ پیچھے بیٹھی سلوی اور صبغہ نے چیخ کر کہا تو بہرام شاہ نے سخت نظروں سے انہیں گھورا تھا

"وہاں یہ قینچی کی طرح چلتی زبان بھی آہستہ چلانی تھی نا------ اگر تم لوگوں کو کرکٹرز پسند تھے تو پلوشہ اور امتثال کے سامنے ان کے گن گانے کی کیا ضرورت تھی"--- بہرام شاہ کے جلے بھنے لہجے پر ان دونوں نے بامشکل اپنی ہنسی ضبط کی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

مگر بالاج اور ارمغان خان کے غصے کو سوچتے بے ساختہ جھرجھری لیتی وہ سر سیٹ کی پشت سے ٹکا گئی تھی

"کیا ہم ڈاکٹر نیک نہیں ہوتے ــ ہم تو جانیں بچاتے ہیں ــ نمازیں قرآن تو میں بھی پڑھتا ہوں --- مگر وہ اس سب کے باجود ــ مگر ان سب کو ہماری خوبیاں نظر نہیں اتی ــ شوہر کی بجائے کسی اور کی تعریف کر رہی تھی ــ ہاؤ ڈیئر شی" --- دبے دبے لہجے میں چلا کر کہتے اپنا موبائل سامنے ڈیش بورڈ پر پھینکا تو سلوی نے دہل کر اپنے کبھی غصہ نا کرنے والا بھائی کو دیکھا تھا

اگر حدائق شاہ کا یہ حال تھا تو ارمغان خان کا غصہ کس حد تک ہو گا

ارمغان خان کا سرخ پڑتا چہرہ آنکھوں کے پردے پر لہرایا تو سلوی نے بری طرح لب کچلے تھے ــ

---

ضرغام خان کو اندھا دھند گاڑی چلاتے دیکھ عقیدت نے چور نظروں سے اسے دیکھا تھا ضرغام خان کے ماتھے اور گردن کی تنی رگیں دیکھ خشک پڑتے حلق کو تر کرتے ــ بری طرح ہتھیلیاں مسلی تھی ــ

Posted On Urdu Novel Book

آنکھیں میچتے۔۔۔اپنے دائیں کپکپاتے ہاتھ کو ضرغام خان کی جانب بڑھاتے ضرغام خان کے تھائے پر رکھا۔۔۔ مگر ضرغام خان کو کوئی رد عمل ظاہر نا کرتے دیکھ عقیدت نے گہری سانس بھری تھی

"ضض۔ضرغام"۔۔۔خشک پڑتے ہونٹوں کو تر کرتے۔۔۔مدھم لہجے میں پکارا۔۔۔مگر ضرغام خان کی جانب سے ہنوز خاموشی اور سرد تاثرات دیکھ اپنا ہاتھ ہٹانا چاہا تو ضرغام خان نے اپنے تھائی پر رکھے عقیدت کے ہاتھ کو اپنی سخت گرفت میں لیا تھا

"چپ۔۔۔ایک لفظ نہیں عقیدت۔۔۔ورنہ میں سارے لحاظ بلائے طاق رکھ کر۔۔۔یہاں اور اسی وقت تمہارے ہوش ٹھکانے لگا دوں گا۔۔۔اس وقت جو میرے اندر آگ لگی ہوئی ہے۔۔۔میں نہیں چاہتا کہ اس کی لپیٹ میں تمہارا نازک وجود آئے۔۔۔تو بہتر ہے تم خاموش ہی رہو"۔۔۔ سرد نظروں سے دیکھتے سپاٹ لہجے میں کہا تو عقیدت نے گھبرا کر سرعت سے سر اثبات میں ہلایا تھا۔۔

عقیدت کے ہاتھ کو اپنی سخت گرفت میں تھامے تھائے سے ہٹا کر سینے پر دل کے مقام پر رکھتے رب کیا تو عقیدت کو اپنے وجود میں سرد لہریں سرائیت کرتی محسوس ہوئی تھیں

عقیدت کے ہاتھ کو تھامے ٹھنڈی یخ پڑتی ہتھیلی کو اپنے ماتھے اور گردن پر پھیرتے وہ عقیدت کی جان لبوں پر لے آیا تھا۔۔

Posted On Urdu Novel Book

ضرغام خان کے مضبوط ہاتھ کی گرفت میں عقیدت کا ہاتھ بری طرح لرزا تھا۔جسے مکمل طور پر ضرغام خان نظر انداز کرتا اپنے ماتھے اور گردن کی تنی رگوں پر پھیرنے میں مصروف تھا۔

جبکہ ضرغام خان کے اس عمل پر عقیدت کو اپنا دل کانوں میں دھڑکتا محسوس ہو رہا تھا۔

تبھی عقیدت کے ہاتھ کو چھوڑتے اپنا بایاں بازو عقیدت کی کمر کے گرد لپٹتے ضرغام خان اسے جھٹکے سے اپنے تھائے پر بٹھاتا خود میں بھینچ چکا تھا۔

ضرغام خان کی سخت گرفت اور چہرے کے سپاٹ تاثرات دیکھتے عقیدت نے مزاحمت نا کرتے اپنے دونوں ہاتھ ضرغام خان کی گردن کے گرد حائل کرتے چہرہ ضرغام خان کی گردن میں چھپا لیا تھا۔

---

"ع-عائث میرا مطلب وہ نہیں تھا۔وہ تو بس ایز آ کرش"--- عائث خان کو ریش ڈرائیونگ کرتے دیکھ مدھم لہجے میں کہا تو عائث خان نے کھا جانے والی نظروں سے حوریہ کو گھورا تھا

"شادی گئی بھاڑ میں۔آج رات تم مجھے میری بیوی کے روپ میں چاہیئے ہو حوریہ عائث خان--- آج تمہیں میں ایک نیک شوہر بن کے دکھاؤں گا۔نیک لوگ بہت پسند ہے نا۔

Posted On Urdu Novel Book

تو نیک تو انسان حقوق و فرائض کی ادائیگی کر کہ ہی بنتا ہے۔۔تو آج ان حقوق و فرائض کی ادائیگی کے لیے تیار رہنا۔۔اگر آج تمہاری یہ چونچ چوں چراں کرنے کے لیے کھلی تو ہمیشہ کے لیے بند کردوں گا"--- دبے ڈبے لہجے میں غرا کر کہتے وہ حوریہ کی جان ہوا کر چکا تھا۔

عائث خان کی باتوں کے پس منظر کو سمجھتے حوریہ کا دل بری طرح دھڑکا تھا

---

"پرسنیلٹی۔۔کلاس مائے فٹ۔۔ہمت بھی کیسے ہوئی صبغہ شاہ تمہاری کے اپنے شوہر کے سامنے۔۔مطلب بالآج شاہ کے سامنے تم کسی غیر مرد کی شان میں قصیدے پڑھو"--- اسٹیرنگ پر مکے برساتے غرا کر کہتے جبڑے بھینچے

"ویٹ۔۔واٹ۔۔میرے سامنے کیا میری پیٹھ پیچھے بھی--- تمہیں اس بات کی اجازت نہیں کہ تم میرے علاوہ کسی اور کو سوچو بھی دیکھنا تو بہت دور کی بات"--- دانت پیس کر بڑبڑاتے موبائل نکال کر صبغہ شاہ کا نمبر ڈائل کیا تھا

مگر آگے سے صبغہ کے فون کے بند جانے پر پوری شدت سے موبائل ڈیش بورڈ پر پھینکا تھا۔

---

Posted On Urdu Novel Book

ان تینوں کی گاڑیاں خان حویلی کے پورچ میں ایک جھٹکے سے رکی تو عقیدت۔۔حوریہ۔۔ پلوشہ اور امتثال تیر کی تیزی سے گاڑیوں سے نکلتی حویلی کے اندرونی حصے کی جانب بڑھی عقیدت اور حوریہ کا اس وقت اپنے کمرے میں جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔۔جانتی تھی اگر وہاں جاتی تو وہ دونوں بپھرے شیر ان کی جان لینے میں کوئی کسر نا چھوڑتے۔۔اسی لیے وہ داجی کے کمرے میں جانے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔جبکہ پلوشہ اور امتثال کا اپنے کمروں میں بند ہونے کا ارادہ تھا۔۔زبان کے جوہر دکھا کر ان شاہوں کے غصے کو تو دعوت تو دیں چکی تھیں اب اسے غصے کو ختم کرنا کسی محاظ سے کم تو نہیں تھا اسی لیے وہ اب اپنے روٹھے شاہوں کو منانے اور خود ان کے غصے سے بچنے کے بارے میں سوچنا چاہتی تھی

ابھی وہ چاروں تیز قدموں سے چلتی لاونج میں داخل ہوئی تو نظریں لاونج میں صوفے پر بیٹھے چائے پیتے ولی خان پر گئی

جنہیں دیکھتے عقیدت اور حوریہ نے دل ہی دل میں اللہ کا شکر ادا کیا تھا۔

"السلام و علیکم داجی"--- ان چاروں نے یک زبان سلام کیا تو داجی نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلاتے سلام کا جواب دیا تھا

جبکہ عقیدت اور حوریہ آگے بڑھتی داجی کے دائیں اور بائیں جانب بیٹھ چکی تھیں۔

Posted On Urdu Novel Book

"ہو گئی شاپنگ تم لوگوں کی"--- لاونج میں آتی کشف بیگم نے امتثال کو دیکھتے ان سب سے استفسار کیا

"جی ماں جی ہو گئی__آپ آجائیں روم میں__میں آپ کو دکھاتی ہوں"--- امتثال نے صوفے سے کھڑے ہوتے نرم لہجے میں جواب دیا تو کشف بیگم نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا

"حوریہ اور عقیدت تم دونوں کی بھی شاپنگ ہو گئی__کچھ رہ تو نہیں گیا__کیونکہ شہر تھوڑا دور ہے --- اگر کچھ رہ گیا تو اینڈ ٹائم پر کون جائیں گا__لڑکے تو سب کل سے مصروف ہو جائیں گے__کیونکہ عائث کے مہمان اور داجی کے جاننے والے تو کل سے آنا شروع ہو جائیں گے__اور حویلی کے مہمان بھی کل پرسوں تک آنا شروع ہو جائیں گے - ضرغام تو شاید تم لوگوں کو ڈرائیور کے ساتھ نہیں جانے دے گا"--- صوفے پر ان کے سامنے بیٹھتے ہچکچاتے ہوئے نرم لہجے میں کہا تو عقیدت اور حوریہ نے چونک کر کشف بیگم کے چہرے پر ہچکچاہٹ اور شرمندگی کے تاثرات دیکھے تھے

"نہیں__چھوٹی ممانی__ہماری ساری شاپنگ ہو گئی__آپ فری ہیں تو آپ ہماری بھی شاپنگ دیکھ سکتی ہے__یا آجائیں امتثال کے روم سبھی ایک ساتھ دیکھ لیتے ہیں"__عقیدت کے نرم لہجے پر جواب دینے پر کشف بیگم کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا تھا__

انہوں نے غلط کیا تھا۔۔۔مگر ان کی غلطی صرف اتنی تھی کہ وہ مقدس بیگم کی باتوں میں آتی ان سے قطع تعلق کر چکی تھی۔۔۔انہوں نے بھری جوانی میں شوہر کھویا تھا۔۔۔پیچھے ماں باپ بھی نا رہے تھے--- اور اس حویلی میں مقدس بیگم کی اجارہ داری تھی۔۔۔وہ جس طرح کہتی کشف بیگم سر جھکا کر مان لیتی۔۔۔وہ اپنی مرضی اپنی رائے کہی بھی دینے کا حق نہیں رکھتی تھی

آج اتنے سالوں بعد خوشیاں دیکھنی نصیب ہو رہی تھی---تو ان کا دل بھی اپنے بچوں کی خوشیوں میں شامل ہونے کو بری طرح مچل رہا تھا۔۔۔آج وہ مقدس بیگم کی حویلی میں موجودگی کو بھی سرے سے نظر انداز کرتی وہاں آ بیٹھی تھی

کیونکہ جتنا احترام اور عزت وہ مقدس بیگم کی کرتی تھی اس سے بڑھ کر انہیں اپنے بچوں سے پیار تھا۔۔۔خاص طور پر چھوٹے خان سے۔۔۔وہ اپنے بیٹے کی خوشی میں نا شامل ہو کر اسے دکھ نہیں دینا چاہتی تھی

اور یہاں کے علاقوں میں تو دشمنی چلتی مردوں کی وجہ سے تھی۔۔۔عورتیں بچاریاں تو اپنے سہاگ اور جوان بیٹے بچانے کے لیے ان دشمنیوں کو ختم کرنے کا کہتی تھی۔۔۔جبکہ شاہ اور خان خاندان کی دشمنی تو ان کے مرد کی ختم کر رہے تھے--- تو اس سے اچھی بات شاید

Posted On Urdu Novel Book
ان کے لیے کچھ اور ہو بھی نہیں سکتی تھی۔۔کیونکہ یہ دشمنی رکھ کر کشف بیگم اپنے لاڈلے بیٹے کو کھونے کا حوصلہ خود میں نہیں رکھتی تھی

وہ کئی بار مقدس بیگم سے بھی کہہ چکی تھی کہ وہ اپنے بہادر شاہ کے قتل پر صبر کر چکی ہیں انہوں نے انصاف خدا کی ذات پر چھوڑ دیا ہے۔۔اب بچوں کو ان کی زندگی جی لینے دینا چاہیے۔۔مگر وہ ہر بار ہتھے سے اکھڑ جاتی تھی جس پر کشف بیگم خاموشی اختیار کرنا ہی بہتر سمجھتی تھیں

"نن۔۔ہیں جب تم لوگ پہنو گی تب دیکھ لوں گی۔۔۔ابھی تم لوگ میرے کمرے میں چلو کچھ خاندانی زیور نکال کر رکھے ہیں میں نے۔۔۔کچھ تو امتثال اور میرے چھوٹے خان کی بیوی کے لیے تھے۔۔۔اور کچھ گھر کی بڑی بہوؤں کے لیے سنبھال رکھے تھے۔۔۔چلو آؤ آج تم لوگوں کو تمہاری امانت لٹاؤ"--- کشف بیگم نے کھڑے ہوتے نرم لہجے میں کہتے امتثال اور پلوشہ کو چلنے کا اشارہ کیا تو وہ مسکراتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی

جبکہ عقیدت اور حوریہ کی نظریں لاونج میں داخل ہوتے ضرغام اور عائث خان کے سپاٹ چہروں پر تھیں

Posted On Urdu Novel Book

"ہاں جاؤ بچیوں—جاؤ دیکھ آؤ—اور تم دونوں ادھر آؤ بات کرنی ہے کچھ مجھے"--- داجی نے ان دونوں کو اٹھنے کا اشارہ کرتے ضرغام اور عائث خان کو اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا تو وہ سر اثبات میں ہلاتے ان کی جانب بڑھے

جبکہ داجی کے پاس سے اٹھتی عقیدت کو ضرغام خان نے سخت نظروں سے گھور کر دیکھا تھا—جبکہ عائث خان نے کلائی پر بندھی گھڑی پر رات کا اشارہ کیا تو حوریہ نے گھبرا کر سرعت سے نظریں پھیریں اور تیزی سے آگے بڑھتی کشف بیگم کے پیچھے ہو لی

---

گھڑی رات کے نو بجا رہی تھی--- حوریہ نے بے چینی سے پہلو بدلتے سامنے شیشے میں نظر آتے اپنے عکس کو دیکھا تھا—

فالسے رنگ کی ساڑھی جس پر سلور کلر کا باریکی سے کام کیا گیا تھا—براؤن سلکی بالوں کو سٹریٹ کر کہ نیچے سے ہلکے کرل کر کہ کمر پر کھلا چھوڑے—کرسٹل گرے آنکھوں میں وائٹ پنسل لگا کر انہیں مزید دلکش بنایا گیا تھا--- گالوں پر بکھری لالی اور ہونٹوں پر لگی سرخ رنگ کی لپ اسٹک اس کے حسن کو مزید دو آتشہ بنا رہی تھی—سلیوز کے نام پر سلور موتیوں کی باریک سی لڑی کندھوں پر ٹکی ہوئی تھی—جبکہ ساڑھی کے باریک سے پلو سے

Posted On Urdu Novel Book
نظر آتی دودھیا کمر کے گرد سلور کلر کا کمر بندھ بندھا ہوا تھا۔۔آئینے میں نظر آتے اپنے بجلیاں گراتے سراپے کو دیکھتے حوریہ نے بری طرح ہتھیلیاں مسلی تھیں۔

وہ شاید زندگی میں کبھی بھی عائث کے کہنے پر یہ ساڑھی نا پہنتی مگر آج جو وہ کر چکی تھی۔۔

اسے پتہ تھا کہ عائث خان کے ہاتھوں اس کی شامت پکی ہے۔۔یہ تیاری تو عائث خان کے غصے کو کسی نا کسی طرح کم کرنے کی کوشش میں کی گئی تھی

اب دروازے کے باہر جوتوں کی چاپ سنتے حوریہ کا دل چار سو بیس کی سپیڈ پر دھڑکا تھا۔۔ خشک پڑتے ہونٹوں کو تر کرتی۔۔ایک نظر دروازے کے ہینڈل کو دیکھا جسے باہر کی جانب سے گھمایا گیا تھا

Urdu Novel Book

جسے دیکھتے حوریہ شاہ نے بھاگنے کے انداز میں واشروم کی جانب دوڑ لگائی تھی۔

دوسری جانب کمرے کا دروازا کھول کر عائث خان اندر داخل ہوا تھا۔۔اور یہاں حوریہ بیگم واشروم کا دروازا بند کرتی۔۔اس سے ٹیک لگاتے آنکھیں موند کر گہری سانس بھرتی وہی بیٹھتی چلی گئی تھی

وہ کوئی دبو سی اتنی شرمیلی لڑکی نہیں تھی۔۔کبھی یہ وقت بھی تھا کہ وہ عائث خان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر نفرت کا اظہار بھی کر جاتی تھی۔۔مگر اب جیسے دنیا بدل گئی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

اس شخص کی معنی خیز جذبے لٹاتی آنکھوں کے سامنے نظریں اٹھانا محال تھا۔۔وہ تو حوریہ شاہ کی سادگی میں بھی اسے اس قدر معنی خیز اور گہری نظروں سے دیکھتا تھا کہ حوریہ کو عائث خان کی نظریں اپنے وجود کے آر پار ہوتی محسوس ہوتی تھی۔۔مگر آج جو وہ تیاری کیے بیٹھی تھی حوریہ کو یقین تھا کہ عائث خان کا دیکھنا ہی اس کی جان لے لے گا۔

---

عائث خان نے کمرے میں داخل ہوتے سخت نظروں سے حوریہ شاہ کو ڈھونڈا تھا۔۔جو شام سے اس سے بچنے کی خاطر کشف بیگم کے کمرے سے نہیں نکلی تھی

عشاء کی اذان ہوئی تو داجی کے ساتھ وہ تینوں نماز پڑھنے کے لیے چلے گئے

پھر وہاں واپسی پر ضرغام خان کے جاننے والے مل گئے تو انہیں مجبورا رکنا پڑا

وہ شام سے اپنا غصہ ضبط کیے ہوئے تھا۔۔جو کسی اور پر نہیں حوریہ شاہ کی نازک جان پر ہی اترنا تھا۔

غصے سے مٹھیاں بھینچتے کمرے کے اطراف میں نظر دوڑائی تو نظریں بیڈ کی پائنتی کے قریب بکھری کانچ کی چوڑیوں سے ہوتی بیڈ کے آگے زمین پر پڑی سلور کلر کی ہیل پر گئی جسے دیکھتے عائث خان نے گردن ترچھی کر کہ واشروم کے بند دروازے کو دیکھا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

چہرے پر سپاٹ تاثرات سجائے۔۔مضبوط قدم لیتا وہ ڈریسنگ ٹیبل کی جانب بڑھا جہاں میک اپ کا سامان بے ترتیبی سے بکھرا پڑا تھا۔۔سٹریٹنز۔۔کرلر جیولری باکس کا پھلاوا اوپر نیچے بکھرا ہوا تھا۔۔جسے لب بھینچ کر نظر انداز کرتے عائث خان نے ڈرا کھولتے۔۔۔واشروم کی ڈوبلیکیٹ چابی نکالی تھی۔

واشروم کی جانب بڑھتے عائث خان کے قدم ڈریسنگ ٹیبل کے قریب پڑے ڈیکوریشن پیس پر گئیں

جس میں گلاب کے پھولوں کو خوبصورتی سے رکھا گیا تھا۔

غیر ارادی طور پر ہاتھ بڑھاتے وہ ان پھولوں کو نکال چکا تھا۔

آگے بڑھ کر چابی لگاتے وہ جھٹکے سے دروازا کھول چکا تھا۔

---

حوریہ جو دروازے سے ہٹ کر سنک کے سامنے کھڑی بری طرح لب چباتی۔۔۔واشروم کے بند دروازے کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔ کہ تبھی جھٹکے سے دروازا کھلنے اور سامنے چہرے پر چٹانوں سی سختی سجائے کھڑے عائث خان کو دیکھتی اچھل کر دو قدم پیچھے ہوئی تھی

حوریہ شاہ کو خونخوار نظروں سے دیکھتے عائث خان نے اندر قدم رکھتے اپنے پیچھے دروازا بند کیا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

حوریہ کی جانب قدم بڑھاتے وہ ہاتھ میں تھامے گلاب کے پھولوں کو باتھ ٹب میں پھینک چکا تھا—

حوریہ شاہ کے کپکپاتے وجود اور نفی میں ہلتے سر کو دیکھتے عائث خان چیل سی تیزی سے اس کے سر پر پہنچا تھا—حوریہ شاہ کے قریب پہنچتے—حوریہ کے دونوں بازو دبوچتے وہ جھٹکے سے اسے پیچھے دیوار سے لگا چکا تھا—

"سو یو لو ہم"--- حوریہ شاہ کے جان لیوا حسن اور تیاری کو سرے سے نظر انداز کرتا وہ اس کی دونوں کلائیاں اپنی آہنی گرفت میں لیتے سر کے اوپر پن کرتے غرا کر کہتا حوریہ کو لرزنے پر مجبور کر گیا

"نن—ہیں آئی ڈ—ڈونٹ"--- بری طرح کپکپاتے سرعت سے سر نفی میں ہلاتے جواب دیا تو عائث خان نے جبڑے بھینچتے حوریہ کی کلائیوں پر گرفت سخت کی تو حوریہ نے تڑپ کر خود کو چھڑوانا چاہا

"وہ تو کیوٹ—انوسنٹ اور نیک تھا نا------ جس کی وجہ سے تمہیں اس سے پیار تھا—انوسنٹ بھی تمہارے جیسا"--- چہرہ حوریہ شاہ کے چہرے کے قریب تر کرتے زخمی شیر سی دھاڑ لیے غرا کر کہا تو حوریہ شاہ کی کرسٹل گرے آنکھیں پل میں لبالب پانیوں سے بھری

Posted On Urdu Novel Book

تھیں۔۔کپکپاتے ہونٹوں کو سختی سے دانتوں تلے دباتے رحم بھری نظروں سے خود پر آتش فشاں بنے کھڑے عائث خان کو دیکھا تھا۔

عائث خان کی چاکلیٹ براؤن آنکھوں کو خون سی سرخی لیے دیکھ حوریہ کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوتی محسوس ہوئی تھی

"عع۔۔عائث آئی ٹولڈ یو نا کہ وو۔وہ جج۔سٹ کرش"--- ہچکیوں سے روتے آنسوؤں سے تر چہرے کو عائث خان کی جانب اٹھائے جواب دینا چاہا تو عائث خان نے ایک ہاتھ میں کلائیاں جکڑتے دوسرے ہاتھ سے حوریہ کا چہرہ دبوچا تھا

"مجھ سے۔۔اپنے شوہر سے کتنی بار اظہار محبت کیا ہے---- کتنی بار کہا ہے کہ ڈیٹ یو لو می--- ایک بار بھی نہیں ڈیم اٹ۔۔ایک بار بھی نہیں۔۔اور تم حوریہ عائث خان۔۔میرے ہوتے ہوئے۔۔میرے جیتے جی کسی اور مرد کو اس نگاہ سے دیکھ بھی کیسے سکتی ہو--- اس کے بارے میں ایسے لفظ کیسے کہہ سکتی ہو جن پر صرف میرا حق ہے۔۔مجھے تم پر اگر ذرا سا بھی شک ہو کہ تم میرے بعد کسی کو ان نظروں سے دیکھو گی جس سے صرف مجھے دیکھنا ہے تو تمہاری قسم میری آخری خواہش ہو گی کہ تمہاری آنکھیں میرے مرنے پر چھین لی جائے۔۔اگر مجھے ڈر ہو کہ میرے مرنے کے بعد تم کسی اور کی ہو سکتی ہو تو میری آخری خواہش ہو گی کہ مجھے قبر میں اتارنے سے پہلے تمہاری سانسیں۔۔بھی چھین لی جائیں"---

Posted On Urdu Novel Book

لہجے اور لفظوں میں جنون اور شدت لیے کہتا وہ حوریہ کے نازک وجود کو لرزنے پر مجبور کر گیا تھا

حوریہ شاہ نے سہمی نظروں سے عائث خان کو غصے کی وجہ سے تیز سانسیں بھرتے دیکھا تھا۔۔نیلے کرتے کے کالر سے جھانکتی گردن کی پھولی رگیں دیکھ حوریہ نے نظریں جھکائیں تھیں۔

"آئی۔۔لل-لو یو عائث۔۔اونلی یو۔۔آئی لو یو"--- نظریں جھکائے نم لہجے میں اظہار محبت کیا تو عائث خان کا دل لمحے کے لیے تھما تھا۔

مگر آج وہ کوئی نرمی دکھانے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔۔حوریہ شاہ کی باتیں یاد کرتے خون پھر سے کھول اٹھتا تھا۔۔ دل حسد کی آگ میں بری طرح جل رہا تھا۔۔اس وقت ساری سوچ اس قدر مفلوج پڑی ہوئی تھیں کہ وہ حوریہ شاہ کی اپنے لیے کی گئی تیاری کو بھی فراموش کر چکا تھا۔

"عائث مم۔۔میرے ہاتھ چھوڑ دیں درد ہو رہا ہے"--- عائث خان کے کوئی جواب نا دینے پر نم لہجے میں کہا تو عائث خان نے چونک کر حوریہ کو دیکھتے۔۔ایک نظر اٹھا کر دیوار پر سر کہ اوپر پن کیے حوریہ کے بازوؤں کو دیکھا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

نظریں گوری کلائیوں سے ہوتی سرخ و سپید بازوؤں پر سرکی تھی۔۔دودھیا کندھوں سے ہوتی پتلی لمبی گردن سے سرکتی سینے سے ہوتی پلو سے نظر آتے دودھیاں پیٹ پر آکر رکی تو عائث خان کو اپنے گلے میں گلٹی سی ابھرتی محسوس ہوئی

"نا بے بی گرل۔۔یہ درد تو آج ساری رات برداشت کرنا ہے"--- دائیں ہاتھ کو حوریہ کے پلو کے نیچے لے جاتے کمر بندھ پر انگلیاں پھیرتے سپاٹ لہجے میں کہا تو حوریہ نے تڑپ کر عائث خان کے حصار سے نکلنا چاہا تھا

"عع-عائث مم۔۔یں نے کہا نا کہ مم۔۔مجھے آپ سے پپ-پیار ہے آپ بھی تو کک-رتے ہیں پپ۔۔پلیز مجھے جانے دیں"۔۔عائث خان کے ہاتھ کا جان لیوا لمس اپنے پیٹ سے سرکتے کمر پر رینگتے محسوس کر کہ حوریہ نے کپکپاتے لہجے میں کہا تو عائث خان نے سپاٹ نظروں سے حوریہ شاہ کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔

جسے دیکھتے حوریہ شاہ کا مزاحمت کرتا وجود تھما تھا۔

"یہ اظہار کر کہ مجھ پہ احسان نہیں کیا حوریہ شاہ--- میری بیوی ہو تم۔۔مجھ سے محبت کرنا اور صرف مجھ سے محبت کرنا فرض ہے تم پر۔۔اور اس کا اظہار تم خود کرو یا نا کرو۔۔عائث خان کروانا جانتا ہے۔۔اور اج تم نے اگر اظہار کر ہی دیا ہے تو اس کا جواب میں لفظوں سے نہیں عملاً دوں گا"--- چاکلیٹ براؤن آنکھیں حوریہ شاہ کی کرسٹل گرے آنکھوں میں

Posted On Urdu Novel Book
گاڑھتے ٹھٹھرا دینے والے لہجے میں کہتا۔۔وہ حوریہ کی کمر میں بازو لپیٹتے۔۔بائیں جانب پلٹتے حوریہ کو شاور کے نیچے کھڑا کرتے شاور ان کر چکا تھا

خود پر پڑتے یخ ٹھنڈے پانی سے جھرجھری لیتے حوریہ نے تڑپ کر عائث خان کو دیکھا تھا۔ جو حوریہ کو واپس سے پانی کے نیچے کرتے ایک قدم پیچھے ہوتا۔۔جھٹکے سے اپنا کرتا اتار کر دور اچھال چکا تھا۔۔سینے پر موجود بلیک بنیان کو اتارتے ایک قدم کے فاصلے کو سمیٹا تھا۔

"عع۔۔عائث پانی بند کر دیں ٹ۔ٹ۔۔ٹھنڈ لگ رہی"۔۔عائث کو گھٹا کی طرح خود پر چھاتے دونوں ہاتھ دیوار پر ٹکاتے دیکھ سر اٹھا کر کہا تو عائث خان کے عنابی ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

"اس ٹھنڈ سے بچنے کے لیے پانی بند نہیں ہو گا۔۔بس تمہیں میرے قریب آنا ہو گا۔۔میری پناہوں میں میری سلگتی قربت میں"--- دائیں ہاتھ کی پشت حوریہ کے بائیں بازو پر پھیرتے--- وہ اسے سمجھنے کا موقع دیے بغیر ایک جھٹکے سے پلو ہٹاتا نیچے گرا چکا تھا۔

جسے محسوس کرتے حوریہ شاہ نے تڑپ کر عائث خان کو دیکھا تھا۔۔مگر عائث خان کی معنی خیز نظریں اپنے وجود پر گڑھتے دیکھ وہ شرم سر چور پڑتی چہرہ ہاتھوں میں چھپا چکی تھی۔ تبھی عائث خان لو دیتی نظروں سے حوریہ شاہ کے تھر تھر کانپتے وجود کو دیکھتا گھٹنوں کے بل جھکا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

خمار آلود نظروں سے حوریہ کے ہاتھوں میں چھپے چہرے کو دیکھتے۔۔وہ دونوں ہاتھوں سے حوریہ کی کمر تھامتے اپنے سلگتے لب حوریہ کے کمر بند پر رکھ چکا تھا۔

جسے محسوس کرتے حوریہ شاہ نے تڑپ کر آنکھیں کھولی تھی۔

جسے محسوس کرتے عائث خان نے سر اٹھا کر حوریہ شاہ کے خون چھلکاتے چہرے کو دیکھتے بائیں ہاتھ سے کمر بند کھینچ کر اتارتے زمین بوس کیا تھا۔

حوریہ شاہ کی سرخ پڑتی نظروں میں دیکھتے وہ اپنے لب ناف پر رکھ چکا تھا۔

عائث خان کے ہونٹوں کے جان لیوا لمس اور پہلو پر بڑھتے دانتوں کے دباؤ کو محسوس کرتے حوریہ نے بے ساختہ جھکتے اپنے ہاتھ عائث خان کے کندھوں پر رکھے تھے۔۔جنہیں ہٹاتے عائث خان نے اپنا چہرہ حوریہ کے پہلو میں چھپایا تھا۔

حوریہ کے وجود میں لرزش محسوس کرتے جھٹکے سے اٹھتے حوریہ کو اپنی بانہوں میں بھرا تھا۔۔

جس پر حوریہ نے شرم سے چور ہوتے چہرہ عائث خان کے نم سینے میں چھپایا تھا۔

ایک ہاتھ سے شاور بند کرتے قدم باہر کمرے کی جانب بڑھائے تھے۔

-----------

حوریہ کو بیڈ پر لٹاتے وہ اس کے اوپر جھکتے اپنے ہونٹوں سے چہرے پر پانی کی بوندوں کو چننے لگا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

"عع۔۔عائث بب-لینکٹ"--- عائث خان کے ہونٹوں کے سلگتے لمس اور داڑھی کی چبھن کو اپنے چہرے پر محسوس کرتے دونوں ہاتھ عائث خان کے نم سینے پر رکھتے ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں کہا تو عائث خان نے دونوں ہاتھ تکیے پر حوریہ کے اطراف رکھتے پیچھے ہو کر گہری نظروں سے حوریہ شاہ کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھا تھا۔

"اس کی ضرورت نہیں پڑے گی۔۔تمہیں ڈھانپنے کے لیے میں ہوں--- اور عائث خان ہی تمہارے لیے کافی ہونا چاہیے"--- حوریہ کی تھوڑی دو انگلیوں سے تھامتے چہرہ اوپر کرتے سنجیدہ لہجے میں کہا تو حوریہ شاہ نے پلکوں کی باڑ اٹھاتے عائث خان کو دیکھا تھا

"دوبارا سے کہو حوریہ عائث خان کے تمہیں عائث خان سے محبت ہے۔۔صرف و صرف عائث خان سے"--- انگھوٹھے کے پور کو حوریہ کے نچلے سرخ ہونٹ پر پھیرتے دھونس بھرے لہجے میں کہا تو حوریہ نے ڈبڈبائی آنکھوں سے عائث خان کو دیکھا تھا۔

"می۔۔ں کہہ تو چکی ہوں۔۔کیا وہ کافی نن۔۔ہیں"--- پلکوں کی بار گراتے مدھم لہجے میں جواب دیا تو عائث خان نے سر نفی میں ہلاتے جھک کر حوریہ کی تھوڑی کو اپنے دانتوں میں دبایا جس پر حوریہ کے ہونٹوں سے نکلتی سسکی کا گلہ اپنے ہونٹوں سے گھونٹتے وہ پیچھے ہوا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

"تم ساری زندگی - ہر لمحے بھی مجھے یہ بتاؤں کہ تم مجھ سے محبت کرتی ہو میرے لیے تب بھی وہ ناکافی ہوگا۔۔اور اب میں کوئی فضول بات نا سنو۔۔کہو کہ تمہیں مجھ سے پیار ہے"۔۔ کندھوں سے باریک سٹریپ کو جھٹکے سے نیچے کرتے اپنے ہونٹ حوریہ کی شہہ رگ پر رکھتے سخت لہجے میں کہا تو عائث خان کے وجود تلے دبا حوریہ کا نازک وجود بری طرح تڑپا تھا۔

"عع-عائث پلیز"۔۔اپنی گردن اور کندھوں پر جابجا عائث خان کے شدت بھرے لمس کو محسوس کرتے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دباتے احتجاج کیا تو عائث خان نے خونخوار نظروں سے حوریہ شاہ کو گھورا تھا

حوریہ کی رحم طلب نظروں میں دیکھتے جھک کر وہ اپنے دانتوں میں حوریہ کے نچلے ہونٹ کو دباتا اسے لرزنے پر مجبور کر گیا تھا

حوریہ کو سختی سے آنکھیں میچتے دیکھ۔۔عائث خان پوری شدت سے لپ اسٹک سے سجے سرخ ہونٹوں پر جھکا تھا۔

پوری شدت سے حوریہ شاہ کی سانسوں میں اپنی سانسیں الجھاتے۔۔وہ اس کی جان لبوں پر لے آیا تھا۔

اپنے ہونٹوں پر لمحہ بہ لمحہ بڑھتی گرفت اور دانتوں کے دباؤ کو محسوس کرتے حوریہ نے مزاحمت کی تھی

Posted On Urdu Novel Book

جس پر عائث خان کے لمس میں شدت در آئی تھی۔۔حوریہ کے پہلو میں ہاتھ لپیٹتے۔۔وہ اسے سختی سے خود میں بھینچ چکا تھا۔۔جبکہ حوریہ کو عائث خان کی انگلیاں اپنے پیٹ پر دھنستی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

"اب بھی نہیں کہو گی"۔۔۔ حوریہ کی بری طرح منتشر ہوتی سانسوں کو محسوس کرتے پیچھے ہو کر لب کان کی لو پر رکھتے۔۔سرد لہجے میں کہا تو حوریہ نے سسکتے ہوئے دونوں بازو عائث خان کی گردن میں ڈالتے چہرہ عائث خان کے سینے میں چھپایا تھا۔

"آئی ہیٹ یو۔۔سمجھے آپ۔۔آئی ریلی ریئلی ہیٹ یو"۔۔۔ عائث خان کی کمر پر نازک ہاتھوں سے مکے برساتے نم لہجے میں کہا تو روم کی معنی خیز خاموشی میں عائث خان کا دلکش قہقہہ گونجا تھا۔۔۔

"تمہیں یہ نہیں کہنا چاہیے تھا مائے انوسنٹ گرل۔۔اب بھگتو انجام"۔۔۔ پیچھے ہوتے۔۔سرد لہجے میں کہتا وہ حوریہ کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں الجھاتا سر کے اوپر پن کرتے۔۔چہرہ حوریہ شاہ کی گردن میں چھپا چکا تھا۔

گردن سے سینے اور سینے سے پہلو کا فاصلہ عائث خان نے لمحے طہ کیا تھا

اور پھر وہ حوریہ شاہ کے وجود کی گہرائیوں میں اترتا چلا گیا۔۔۔ کمرے کی معنی خیز خاموشی میں عائث خان کی شدتوں کے باعث حوریہ کی بکھری تیز سانسوں کا شور برپا تھا۔۔عائث

Posted On Urdu Novel Book

خان کی شدتوں کو سہتے حوریہ شاہ کا نازک وجود احتجاج کرتا تو اس کے نتیجے میں عائث خان کی شدتوں میں شامل ہوتی سختی کو محسوس کر کہ دم توڑ جاتا

عائث خان کی لمحہ بہ لمحہ بڑھتی جنونی قربت پر حوریہ شاہ نے تھک ہار کر اپنا بے ضرر سا احتجاج چھوڑتے خود کو عائث خان کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا تھا

---

گزری رات میں کس کس طرح اس ظالم شخص نے حوریہ شاہ سے اظہار محبت نہیں کروایا تھا۔۔ ساری رات حوریہ شاہ کو اپنی محبت کی بارش میں پور پور بھگوتے تھوڑی دیر پہلے ہی وہ حوریہ کی حالت کے پیش نظر اس پر رحم کرتا اسے باہوں میں بھرتا نیند کی وادیوں میں اترا تھا۔

حوریہ نے آنکھیں کھولتے خود کو باہوں میں دبوچنے کے انداز میں بھرے عائث خان کو دیکھتے بیڈ شیٹ کو مزید کھینچا تھا

سر اٹھاتے۔۔۔دائیں جانب بیڈ سے نیچے گرے بلینکٹ کو افسوس بھری نظروں سے دیکھا تھا۔ غصے اور بے بسی میں کہے گئے لفظوں کا وہ بہت اچھے سے انجام دیکھ چکی تھی۔۔۔عائث خان کی بڑھتی بے باکیوں اور شرم سے دہری ہوتی جب اس نے اپنے وجود کو بلینکٹ میں چھپانا

Posted On Urdu Novel Book

چاہا تو وہ ظالم شخص اس کے ہاتھوں سے بلیکنٹ چھینتا زمین بوس کر چکا تھا۔۔اور پھر ساری رات حوریہ شاہ کو عائث خان کے سینے میں ہی پناہ لینی پڑی

عائث خان کے کروٹ لینے پر وہ باقی کی شیٹ کو بھی جھٹکے سے کھینچتی اپنے گرد لپیٹ چکی تھی۔

چور نظروں سے عائث خان کی پشت کو دیکھتے۔۔خشک پڑتے حلق کو تر کرتی وہ کھسکتی ہوئی بیڈ سے نیچے اترنے کے لیے پاؤں نیچے رکھتی اس سے پہلے ہی عائث خان نے جھٹکے سے اٹھتے حوریہ شاہ کی کمر میں بازو لپٹتے اسے تکیے پر گرایا تھا۔

جبکہ اس اچانک ہوئی افتاد پر حوریہ نے دہل کر عائث خان کو دیکھا تھا۔۔جو سرخ ڈوروں والی آنکھوں سے حوریہ شاہ کے ہونکوں کی طرح کھلے منہ کو دیکھ رہا تھا۔

"کدھر"۔۔۔ ایک ہاتھ حوریہ کے سر کے قریب رکھتے جبکہ دوسرا ہاتھ حوریہ کے شیٹ تھامے ہاتھ میں پشت پر پھیرتے بوجھل لہجے میں استفسار کیا تو حوریہ نے خشک پڑتے ہونٹوں کو تر کرتے عائث خان کی گہری بولتی آنکھوں سے نظریں چراتے پلکیں جھپکائیں تھیں۔

"شش۔شاور لینے"۔۔نظریں جھکائے مدھم لہجے میں جواب دیا جبکہ سینے پر رکھے ہاتھوں میں شیٹ کو سختی سے دبوچا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

"تو مجھے کیوں نہیں جگایا۔۔میں ہیلپ کرتا تمہاری۔۔جیسے رات کی تھی"--- حوریہ کی گردن پر بنے سرخ نشانوں پر انگلی ٹریس کرتے گھمبیر لہجے میں کہا تو حوریہ نے بے ساختہ سر نفی میں ہلایا تھا۔

"نن۔نو آئی مین میں۔۔آپ سو رہے تھے نا"--- عائث خان کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں پر محسوس کرتے ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں کہا تو عائث خان نے ہنکارہ بھرتے حوریہ کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامے تھے۔

"اب تو جاگ گیا ہوں نا--- اب تو ساتھ آسکتا ہوں تمہارے"--- حوریہ کے ہاتھوں سے نرمی سے شیٹ چھڑوانے کی کوشش کرتے بوجھل لہجے میں کہا تو حوریہ نے سختی سے شیٹ تھامتے سر نفی میں ہلایا تھا۔

"نن۔۔ہیں خان مم۔۔یں مم۔۔مجھے نن۔۔نید آئی ہے۔۔شاور تو رات لل۔لیا تھا نا--- ویسے بب۔بھی ٹٹ۔۔ٹھنڈ ہو رہی"--- عائث خان کے ہاتھوں کو ہٹانے کی کوشش کرتے مدھم لہجے میں ٹوٹے پھوٹے الفاظ ادا کیے تو عائث خان نے گہری بولتی نظروں سے حوریہ کے شرمائے گھبرائے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھا تھا۔

"مجھ سے چھپا رہی ہو خود کو۔۔جبکہ رات میں تمہارے پور پور کو چھو کر اپنے نام کر چکا ہوں۔۔جس وجود کے پور پور پر عائث خان کے لمس کی مہر لگی ہے۔۔تم اسے مجھ سے کیسے

چھپانے کی کوشش کر سکتی ہو۔۔جبکہ میں اسے حفظ کر چکا ہوں۔۔اور ٹھنڈ تو واقع ہی ہو رہی ہے۔۔اور بلیکنٹ تمہارے پاس ہے نہیں۔۔تو پھر ٹھنڈ سے بچنے کا تو ایک ہی طریقہ ہے"۔ -- حوریہ کی کمر میں بازو لپیٹتے۔۔جھٹکے سے کروٹ بدل کر اسے اپنے سینے پر لٹاتے خمار الود لہجے میں کہا تو حوریہ کان کی لو سے گردن تک سرخ پڑتی چہرہ عائث خان کے سینے میں چھپا چکی تھی۔

"پپ۔۔پلیز عائث ای-سی بب-باتیں مت کریں"۔۔ہتھیلی عائث خان کے ہونٹوں پر رکھتے سرگوشی نما لہجے میں کہا تو عائث خان نے مسکراتی نظروں سے حوریہ شاہ کے جھکے سر کو دیکھا تھا۔

Urdu Novel Book

اور پھر دونوں ہاتھ حوریہ کے پہلو میں رکھتے جھٹکے سے شیٹ کھینچتے خود کو بھی اس میں لپیٹا تھا۔

"اوکے نہیں کرتے باتیں۔۔باتیں ویسے بھی فضول لوگ کرتے ہیں۔۔ہم میاں بیوی عمل کرنے پہ فوکس کیا کریں گے"۔۔شوخ لہجے میں کہتا وہ حوریہ کے مزاحمت کرتے وجود کو خود میں بھینچ چکا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

حوریہ کی ٹانگوں کو لاک کرتے۔۔اپنا بایاں بازو کمر کے گرد لپیٹتے۔۔جبکہ دایاں بازو گردن میں حائل کرتے وہ حوریہ کے چہرے کو خود پر جھکاتا۔۔اپنے تشنہ لب حوریہ کے ہونٹوں سے جوڑ چکا تھا۔

قطرہ قطرہ حوریہ کی سانسوں کو خود میں اتارتا وہ ایک بار پھر اس نازک وجود کی نرمیوں میں بہکتا چلا گیا تھا۔۔اور حوریہ جانتی تھی کہ مزاحمت رات بھر کی طرح فضول ہے سو چپ چاپ عائث خان کی شدتوں کو سہتی وہ اس کے سینے میں چھپتی سکون سے آنکھیں موند چکی تھی ۔

---

وہ تینوں اس وقت ڈیرے پر موجود تھے۔۔جبکہ سب ملازموں کو بالآج شاہ نے چھٹی دے رکھی تھی آج

کیونکہ مرجان خان آج یہاں آنے والا تھا۔۔اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ وہ کسی کی نظروں میں بھی آئے

مرجان خان چادر کے ہالے میں چہرہ چھپائے وہاں داخل ہوا تو حدائق شاہ نے آگے بڑھتے دروازا بند کیا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

"کسی نے آپ کو دیکھا تو نہیں"--- بالآج شاہ نے استفسار کیا تو مرجان خان نے نفی میں سر ہلاتے چہرے سے چادر ہٹائی تھی۔

جبکہ ان کا جلا ہوا چہرہ دیکھتے عقیدت نے ہونٹوں پر ہاتھ رکھتے اپنی چیخ کا گلا گھونٹا تھا

"ان کی نظر میں مرجان خان کئی سال پہلے مر چکا ہے۔تمہارے باپ اور بہادر خان کے قتل کے بعد میرے گھر آگ لگائی گئی تھی۔کیونکہ انہیں بہادر خان کے سبھی وفاداروں کو ختم کرنا تھا۔مگر میں ان کے ارادے سے پہلے ہی باخبر ہو چکا تھا۔ان کی نظروں میں میں اپنے گھر داخل ہو چکا تھا۔جبکہ گھر کی پچھلی کھڑکی سے نکلتے میں جنگل کی جانب چلا گیا تھا۔اور پھر کبھی لوٹ کر نہیں آیا۔میں صحیح وقت کا انتظار کر رہا تھا۔اور اب مجھے لگا کہ صحیح وقت آگیا ہے"--- مرجان خان کے سپاٹ و سنجیدہ لہجے پر ان تینوں نے بے چینی سے پہلو بدلا تھا۔

"آپ پلیز جلدی بتائیں۔کہ اس سب کے پیچھے کون ہیں۔ہمیں بادام گل پر شک ہے۔شک نہیں بلکہ یقین ہے۔آپ بتائیں کہ کیا بس وہی ہے یا اور کوئی بھی اس سب کے پیچھے ہے"--- عقیدت نے بے چینی سے آگے بڑھتے استفسار کیا تو مرجان خان کے ہونٹوں پر بے بس سی مسکراہٹ رینگ گئی

Posted On Urdu Novel Book

"جس پر اندھا یقین ہو نا پتر ۔۔وہ آپ کو سچ میں ایک نا ایک دن اندھا ثابت کر دیتا ہے۔۔ بادام گل اکیلا تو کبھی تھا ہی نہیں۔۔اس کے ساتھ اس کی بہن مقدس شیر خان شامل تھی۔۔ اس کی غلطیوں میں اس کے گناہوں میں حتی کہ اپنے شوہر کے قتل میں بھی۔۔یہ سب جو کچھ بھی ہو چکا ہے یا ہونے والا ہے اس میں بادام گل کے ہر قدم پر وہ ساتھ ہے۔۔کئی سال پہلے شوہر کو قتل کروایا اور اب وہ بدبخت عورت اپنے بیٹے کیا ان دونوں خاندانوں کی نسلیں ختم کرنے کا سوچے بیٹھی ہے۔۔بادام گل نے باہر کے کسی بندے سے ہاتھ ملایا ہے۔۔ جتنا میں پتہ لگوا سکا ہوں--- اس حساب سے وہ انسان ضرغام خان کا دشمن ہے۔۔اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتا۔۔کئی سالوں سے یہ راز دل میں لیے پھر رہا ہوں لگتا تھا موت بھی سکون کی نہیں آئے گی۔۔آج یہ بوجھ اتر گیا تو اب موت بھی اجائے کوئی پرواہ نہیں"---

مرجان خان کے ہر لفظ پر ان تینوں نے بے یقینی سے ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔

جکی عقیدت لڑکھڑاتے قدم لیتی پیچھے ہوتی دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھتی چلی گئی

"لی۔۔یہ لالا وہ عورت ۔ وہ عورت کیسے اتنی سفاک ہو سکتی ہے۔۔وہ مم۔۔میرے ضرغام کو مارنا چاہتی ہے۔۔مم۔۔مجھے وہ بری لگتی تھی۔۔بہت بری کیونکہ انہوں نے ضرغام کو مجھ سے چھینا تھا۔۔انہوں نے کہا تھا کہ وہ مجھے طلاق دے دیں۔۔اور جو میرے ضرغام کو مجھ سے دور کرنے کی کوشش کرے گا یا کہے گا وہ شخص مجھے ساری زندگی برا ہی لگے گا اور وہ لگتی

Posted On Urdu Novel Book

تھی مجھے۔۔وہ کیسے کہہ سکتی تھی کہ وہ مجھے طلاق دے دیں۔۔مگر اس کے باوجود بھی میں نے کبھی یہ نہیں سوچا تھا کہ وہ اس حد تک جا سکتی ہے۔۔دائی نے بتایا تب بھی میں یہی سمجھی کہ اس نے ماموں کی دوسری شادی کی وجہ سے ایسا کیا۔۔میں نے پھر بھی خود کو یہ سوچنے نہیں دیا۔۔۔ مگر اب لالا مم۔۔یں کیسے بتاؤں گی ضرغام کو۔۔وہ بہت بب۔بہت محبت کرتا ہے اپنی ماں سے۔۔مم۔۔یں کیسے اس کے مان اور بھروسے کو ٹوٹتے ہوئے دیکھو گی۔۔پتہ نن۔۔ہیں وہ مم۔میرا یقین بھی کریں گا یا نن۔۔ہیں - میں کیسے اسے یقین دلاؤ گی۔۔کیسے اس عورت سے دور رکھو گی"۔۔ہاتھوں میں سر گرائے نم لہجے میں کہتی وہ حدائق شاہ کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر گئی

"عقیدت ادھر دیکھو۔۔تمہارا لالا ہے نا۔۔ضرغام تمہیں کبھی غلط نہیں سمجھے گا۔۔ہم جانتے ہیں وہ اس کی ماں ہے اور وہ بہت محبت کرتا ہے۔۔لیکن ہم ایسے ہی منہ اٹھا کر اس کے سامنے جا کر اس کی ماں کو گنہگار تو نہیں کہنے والے۔۔سب سے پہلے ہمیں شادی کے لیے ان کی گئی سازش کو ناکام کرنا ہے۔۔پھر ثبوتوں کے ساتھ ضرغام خان کے سامنے جانا ہے اور مقدس بیگم کو اس حد تک مجبور کر دینا ہے کہ وہ اپنے جرم کا اعتراف اپنے منہ سے کریں وہ بھی سب کے سامنے۔۔اور یقین رکھو ہم ضرغام خان کو ٹوٹنے نہیں دیں گے۔۔ہمارے ہوتے بھلا ایسا ہو سکتا ہے۔۔مت بھولو کہ وہ صرف میرا سالا نہیں بھائی بھی اور کسی زمانے

Posted On Urdu Novel Book

میں جگری یار بھی تھا اور اب بھی ہے۔۔۔وہ عورت صرف ہماری گنہگار ہوتی تو شاید ہم ضرغام کی خاطر صبر کر لیتے اس بات کو دلوں میں دفن کر کہ انصاف خدا کی ذات پر چھوڑ دیتے۔۔۔ مگر وہ سب سے بڑی دشمن ہی اپنے بیٹے کی ہے۔۔۔اور ضرغام خان کو اس عورت کے شر سے بچانے کے لیے اس کی حقیقت سامنے لانا ضروری ہے"---- نرم لہجے میں کہتے سالا والی بات شوخ لہجے میں کہتے عقیدت کی ناک دبائی تو عقیدت نے آنسو صاف کرتے گھور کر حدائق شاہ کو دیکھا تھا۔

"ہاں ٹھیک کہہ رہا ہے حدائق۔۔۔اور ابھی یہاں سے چلو۔۔۔سب سے پہلے مرجان چاچا کو کسی محفوظ جگہ پہنچانا ہے۔۔۔تا کہ کوئی ان تک پہنچ نا سکے۔۔۔اور باقی کی پلیننگ ہم بعد میں کرتے ہیں۔۔۔ویسے بھی کچھ دن بعد مہندی ہے تو ہمیں اس سے پہلے پہلے یہ سب کرنا ہو گا"--- بہرام شاہ کے کہنے پر ان تینوں نے سر اثبات میں ہلایا تو حدائق شاہ نے عقیدت کو اٹھاتے قدم دروازے کی جانب بڑھائے

مرجان خان کے دائیں جانب حدائق اور بائیں جانب بہرام شاہ نے باہر قدم رکھے جبکہ ان کے پیچھے نکلتی عقیدت ٹھٹھک کر رکی تھی۔

ہوا میں رچی جانی پہچانی خوشبو کو محسوس کرتے دل دھک سے رہ گیا

بے چینی سے اطراف میں نظریں گھمائی تھیں۔

کہ تبھی حدائق شاہ کے پکارنے پر وہ سر جھٹکتی آگے بڑھی تھی۔

---

یہ کیا بتمیزی ہے بالآج"--- ثمرین بیگم نے کمرے میں داخل ہوتے سخت لہجے میں کہا تو بالآج شاہ نے نا سمجھی سے انہیں دیکھا تھا۔

"کیا ہوا اماں سائیں۔۔کیا بتمیزی کی ہے میں نے"---- سٹڈی ٹیبل پر فائل رکھتے وہ نا سمجھی سے انہیں دیکھتا سامنے آکر کھڑا ہوا تھا۔

"ایک تو تم نے بنا بتائے نکاح کر لیا--- جس پر ہم۔صبر کے گھونٹ بھر کر رہ گئے۔۔ خاندان والوں کو سو بہانے بنا کر سنانے پڑے۔۔اور اب تم۔۔تم چاہتے کیا ہو۔۔خود بھی شادی کے لیے ہر جوڑا سیاہ لیا ہے اور بیوی کے لیے بھی۔۔کیوں لوگوں میں اپنا اور اس کا تماشہ بنوانا چاہتے ہو۔۔دلہن کے لیے تین دن کے جوڑے تو سہاگنوں والے لے آتے"---- مٹھیاں بھینچتے غصے سے چلاتی وہ بالآج شاہ کو سر جھکانے پر مجبور کر گئی

جبکہ صبغہ شاہ کی حرکت یاد کرتے بالآج شاہ نے سختی سے مٹھیاں اور جبڑے بھینچے تھے۔

اس پاگل لڑکی کا دماغ تو وہ بہت اچھے سے ٹھکانے لگانے کا ارادہ رکھتا تھا۔

لیکن سب سے پہلے اپنی ماں کا غصہ کم کرنا تھا

Posted On Urdu Novel Book

"مجھے یہ رنگ پسند ہے اماں سائیں ـــ اور میری بیوی یہ رنگ پہن کر مجھے اچھی لگنی چاہیے لوگوں کی پرواہ نہیں مجھے" --- سنجیدہ لہجے میں جواب دیا تو ثمرین بیگم نے گھور کر بالآج شاہ کو دیکھا تھا ـ

"کچھ سال پہلے تو تمہیں کوئی اور رنگ پسند تھا ـــ اب پل میں تمہیں سیاہ رنگ اچھا لگنے لگا" ـــ ماتھے پر ہاتھ مارتے غصے سے کہا تو بالآج شاہ نے اپنی سرخ پڑتی آنکھوں کو جھکایا تھا ـ

"پسند کا کہا ہے اماں سائیں ـــ بدل جاتی ـــ بدلتی رہتی ہے ـــ میری بھی بد" ـــ چہرے کا رخ پھیرتے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے آخری بات ادھوری چھوڑتے جبڑے بھینچے تھے ـــ جس پر ثمرین بیگم نے چونک کر بالآج شاہ کی پشت کو دیکھا تھا ـ

"آپ فکر مت کریں --- آڈر کر دیتا ہوں نئے جوڑے آپ کی بہو کے لیے ـــ اور ابھی مجھے کچھ ضروری کام کرنا ہے ـــ مجھے ڈسٹرب نا کیا جائے" --- قدم سٹڈی ٹیبل کی جانب بڑھاتے سپاٹ لہجے میں کہا تو ثمرین بیگم نے کچھ کہنے کے لیے لب واہ کیے تھے مگر پھر خاموش ہوتی سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا

"ٹھیک ہے کر دو ـــ اور میری بہو ہونے سے پہلے تمہاری بیوی ہے ـــ کہو اپنی بیوی کے لیے کر دیتا ہوں" --- واپس پلٹتے مسکرا کر کہتی بالآج شاہ کو چونکنے پر مجبور کر گئی

Posted On Urdu Novel Book

وہ جو اپنی سوچوں میں ڈوب رہا تھا ان کی بات پر گردن ترچھی کرتے انہیں دروازا بند کر کہ باہر جاتے دیکھا تھا۔

جبکہ کچھ دن پہلے شاپنگ کرنے کے مناظر آنکھوں کے سامنے گھومیں تو بالآج شاہ نے کرسی پر ڈھینے کے انداز میں بیٹھتے اپنا سر ہاتھوں میں گرایا تھا۔

وہ بہرام شاہ کو کسی بھی طرح کا شک نہیں ہونے دینا چاہتا تھا۔۔اس لیے ضبط کے لاکھ پہرے بٹھاتے وہ حوریہ شاہ کو ایک نظر اٹھا کر نا دیکھ سکا--- بالآج شاہ اس کی موجودگی میں ایسے ہو گیا جیسے وہ وہاں تھی ہی نہیں۔

مگر۔۔مگر جب عائشہ خان اس کا ہاتھ تھامتے اٹھا تھا تو بالآج شاہ کی نظریں بے ساختہ اس کی جانب اٹھی تھیں۔۔ایک لمحے کا کھیل تھا اور بالآج شاہ اس ایک لمحے میں قید ہوتا ماضی میں گم ہوتا گیا تھا

وہ نظر میں رکھ کر نظر انداز کرنے والوں میں سے تھا۔۔وہ ماضی کے سامنے کھڑا ہوتا خود کے ضبط کا امتحان لینے والوں میں سے تھا۔۔لوگ سمجھتے تھے وہ آگے بڑھ گیا اسے کچھ یاد نہیں ۔ اور وہ ایسا اس لیے سمجھتے تھے کہ بالآج شاہ اپنے ہر عمل سے انہیں یہ سمجھنے پر مجبور کر دیتا تھا--- مگر حقیقت کیا تھی۔۔صرف وہ جانتا تھا۔۔اس کے دل میں آج بھی وہ پہلی محبت کی یادیں ۔ اس کی غلطی کے بوجھ تلے دفن تھی۔۔بالآج شاہ کو اپنی گناہ کے آگے اپنی

Posted On Urdu Novel Book

محبت بہت چھوٹی لگتی تھی۔۔۔اسی لیے وہ پیچھے ہٹ گیا تھا اور وہ سمجھتے تھے کہ اسے ہٹانے والے وہ ہیں۔۔۔اس کے دل نے محبوب کی چاہت کی بجائے اپنی گناہ کی معافی کو اہمیت دی تھی۔۔۔وہ اسے حاصل کر بھی لیتا تو ساری عمر سر نا اٹھا پاتا۔۔۔شوہر ہونے کا حق یا مان نا جتا پاتا۔۔۔یا پھر وہ حوریہ شاہ کی آنکھوں میں اپنے لیے نفرت نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ حوریہ چاہتی ہے کہ وہ صبغہ کو اپنا لے ۔ اور پھر بالآج شاہ نے یہی کیا تھا۔

وہ اس جنونی لڑکی کی محبت سے واقف تھا۔۔۔ہر طریقے سے اسے دھتکار چکا تھا۔۔۔کیونکہ جس آگ میں وہ جل رہا تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ بھی جلے ۔ اور پھر اس کا ضبط جواب دے گیا وہ اسے اس کی ضد کی وجہ سے زندگی میں شامل کر چکا تھا۔

وہ بہت کوشش کرتا تھا کہ اب صبغہ کو تکلیف نا دے محبت نہیں دے سکتا تو ایسا سلوک بھی نا کریں۔۔۔مگر جب جب وہ سامنے آتی تھی تو بالآج شاہ کو اپنا ماضی یاد آتا تھا۔۔۔یہ بات دل میں آگ لگا دیتی تھی کہ یہ لڑکی بالآج شاہ کی ناکام محبت سے واقف ہے۔۔۔وہ بالآج شاہ کی بے بسی سے واقف ہے۔۔۔اور پھر خود پر لاکھ ضبط کرنے کے باجود وہ اپنے سینے میں جلتی آگ میں اسے بھی لپیٹ لیتا تھا

"وہ ماضی کی مار مرتا تھا تو صبغہ شاہ کو اپنے لفظوں کی مار مارتا تھا۔۔۔دونوں مر رہے تھے ۔ ایک محبت کھو دینے کہ غم میں اور دوسرا محبت کو پانے کی کوشش میں۔۔۔ دونوں ایک جیسے

Posted On Urdu Novel Book

تھے۔۔ایک محبت کھو جانے کی آگ میں جل رہا تھا تو دوسرا محبت کو اپنے نام کر لینے کی آگ میں۔۔۔ اور دونوں ہی انجام میں سے بے خبر تھے۔۔جبکہ قسمت دور کھڑی ان دونوں کی بے بسی کو خاموش نظروں سے دیکھتی مسکرا رہی تھی۔۔۔

---

آج مہندی تھی ۔۔۔ جس کے لیے خان حویلی اور شاہ حویلی کو دلہنوں کی طرح سجا دیا گیا تھا جبکہ دونوں خاندانوں کے مرد حضرات کے لیے بہرام نے ڈیرے پر انتظامات کیے تھے۔۔ اس کا کہنا تھا کہ گاؤں کی عورتیں بھی آ جا رہی ہیں حویلی تو مردان خانے کے دروازے بھی حویلی کے اندرونی حصے کی جانب کھول دینے چاہئے اور مردوں کے لیے ڈیرہ ٹھیک رہے گا جس پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں تھا۔

اور یہاں خان حویلی میں عقیدت اور حوریہ صبح سے گھن چکر بنی ہوئی تھی۔۔ وہ دونوں بولائی بولائی سی کبھی کچن میں ہوتی کبھی باہر لان میں اور کبھی مہمانوں کو دیکھ رہی ہوتی۔۔جبکہ آنکھیں تو چاروں طرف اپنے سر پھرے خانوں کو ڈھونڈ رہی تھی۔۔جو کہ اتنے دنوں سے حویلی سے غائب تھے۔۔پہلے تو حوریہ عائث خان کی معنی خیز نظروں سے بچ جانے پر کافی خوش تھی

Posted On Urdu Novel Book

مگر اب اتنے دن ہو گئے تھے اسے دیکھے ہوئے کہ دل بری طرح بے چین ہو رہا تھا۔۔۔وہ اس دن صبح بن بتائے گیا تھا اور ابھی تک واپس نہیں آیا تھا۔۔۔

اور نا کوئی رابطہ کیا تھا۔۔۔حوریہ نے ہی دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر کال کی تھی جسے کاٹ کر عائث خان نے مسیج کیا تھا کہ وہ مہندی والے دن اجائے گا۔

جس کا حوریہ نے غصے میں جواب دینا ضروری نہیں سمجھا تھا۔

اور آج مہندی کا دن بھی آگیا تھا۔۔۔سب مہمان آگئے تھے۔۔۔اگر نہیں آئیں تھے تو وہ دونوں نہیں آئیں تھے۔

گولڈن رنگ کی بڑی تھال میں گلاب کے پھولوں کی پتیاں رکھ کر ان پر دیے رکھتے حوریہ نے تھکی تھکی سی سانس لیتے۔۔۔ایک نظر موبائل کی سکرین کو دیکھا تھا۔۔۔مگر وہاں کوئی میسج یا کال نا دیکھ آنکھوں میں در آئی نمی کو بامشکل پیچھے دھکیلا تھا۔

جبکہ کچن میں داخل ہوتی مبین بیگم نے خاموش نظروں سے حوریہ شاہ کے سوگوار حسن کو دیکھتے سر جھٹکا تھا

ان کا شادی میں شرکت کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔۔۔مگر عائث خان نے ان کے لیے ڈرائیور اور گارڈ بھیج دیے تھے اور مبین بیگم کو میسج کر کہ حویلی آنے کا کہا تھا نا آنے کی صورت پر وہ ناراضگی کا کہہ کر انہیں مجبور کر چکا تھا

Posted On Urdu Novel Book

"تم ابھی تک تیار نہیں ہوئیں۔۔جاؤ جا کر تیار ہو جاؤ۔۔مہندی کی رسم شروع ہونے والی ہے اور پھر شاہ حویلی سے بھی وہ لوگ مہندی لے کر پہنچنے والے ہوگے"۔۔مبین بیگم نے ڈپٹنے والے انداز میں کہا تو حوریہ نے حیرت سے انہیں دیکھا تھا۔۔مگر کوئی جواب دیے بغیر مسکرا کر سر اثبات میں ہلاتی وہ تھال ملازمہ کے حوالے کر چکی تھی۔

"میں بس جا ہی رہی تھی۔۔باقی سب کام ہو گیا آپ ایک بار دیکھ کر تسلی کر لیجئے گا"۔۔کچن میں اردگرد نگاہ دوڑاتے نرم لہجے میں کہا تو مبین بیگم نے سر اثبات میں ہلایا تو حوریہ نے قدم باہر کی جانب بڑھائے

---

"بڑی بی بی جی۔۔وہ سردار آگئے ہیں۔۔کمرے کی طرف گئے ہیں"۔۔سٹورروم سے سامان نکلواتی عقیدت کو ملازمہ نے آکر بتایا تو عقیدت کے دل نے بے ساختہ بیٹ مس کی تھی۔ اداس چہرے پر پل میں دنیا جہاں کے رنگ کھلے تھے۔

"اچھا سنو یہ چینی اور شکر وغیرہ ڈبو میں ڈال کر دیہان سے لے کر جانا پانی وغیرہ نا گرا دینا۔۔۔ اور باقی جو بھی مصالحے وغیرہ استعمال ہونے ہیں ایک دن کے استعمال کے حساب سے نکالنا۔۔کچن میں پہلے جگہ نہیں تو ایسے بکھیرا بکھرا رہے گا۔۔ضرورت کا سامان نکال کر لے جانا اور جب کسی اور چیز کی ضرورت ہو تب رشیدہ کے ساتھ آکر یہاں سے نکال لینا"۔۔

Posted On Urdu Novel Book

چابی ملازمہ کے حوالے کرتے۔۔ہدایت دیتے ہوئے کہا اور ایک نظر سب سامان کر ڈال کر تسلی کرتے وہ جھٹکے سے پلٹتی تیز قدموں سے اپنے کمرے کی جانب بڑھی تھی

---

دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھتے۔۔گہری سانس لیتے خود پر قابو پایا تھا۔۔دھک دھک کرتے دل کو بامشکل سنبھالتے دروازا کھولتے۔۔عقیدت کمرے میں داخل ہوئی تو نظریں بیڈ کے بیچوں بیچ۔۔اوندھے منہ۔۔پاوں زمین پر لٹکائے۔۔نیوی بلیو سلوٹ زدہ شلوار کرتا پہنے ضرغام خان کے وجود پر گئی تو دل نے بے ساختہ بیٹ مس کی تھی

دروازا بند کرتے چھوٹے چھوٹے قدم لیتی وہ بیڈ کے دائیں جانب ضرغام خان کے قدموں کے قریب آکر بیٹھی تھی

کچھ پل خاموش نظروں سے ضرغام خان کو دیکھتے۔۔نظریں گھنے بالوں سے سرکتی ضرغام خان کے دائیں ہاتھ پر رکی تھی۔۔آگے کو سرکتے ہاتھ بڑھا کر ضرغام خان کے ہاتھ کی رگوں پر انگلی پھیری تو ضرغام خان کے وجود میں جنبش پیدا ہوئی

"اتنے دن سے کہاں تھے خان"۔۔ بیڈ پر دھرے ضرغام خان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے۔۔ انگلیوں میں انگلیاں الجھاتے سخت لہجے میں استفسار کیا۔۔مگر لاکھ ضبط کرتے بھی وہ اپنے لہجے میں گھلتی نمی کو محسوس کر کہ عقیدت نے سختی سے ہونٹ بھینچے تھے

Posted On Urdu Novel Book

"بے سکونی میں"--- کمرے کی خاموش فضا میں ضرغام خان کی نیند میں ڈوبی آواز گونجی تو عقیدت نے آگے بڑھتے اپنا سر ضرغام خان کی پشت سے ٹکایا تھا—

"اور اب"—ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دبائے سرگوشی نما لہجے میں کہا—جبکہ کمرے میں پھیلی خاموشی میں گھڑی کی ٹک ٹک کی آواز عقیدت شاہ کو بری طرح چبھنے لگی - وجود کا پور پور ضرغام خان جواب کے لیے بے چین ہوا تھا

"سکون میں--- زندگی کے بہت قریب"--- ٹھہرے لہجے میں جواب دیتے—بائیں ہاتھ کو پیچھے لے جا کر عقیدت کی کمر پر رکھتے نرمی سے کروٹ بدلی

ہاتھ بڑھا کر تکیہ سر کہ نیچے کرتے سمندر سی نیلی آنکھوں میں نرمی لیے خود پر جھکی عقیدت شاہ کو دیکھتے—دایاں ہاتھ بڑھا کر نرمی سے گال کو چھوا تھا

کاٹن کے سادہ پرنٹڈ سوٹ پہنے—بالوں کا رف جوڑا بنائے—چہرے پر لائٹ میک اپ کیے—اور سبز نگینوں جیسی آنکھوں میں شکوے لیے وہ ضرغام خان کو اپنی روح میں اترتی محسوس ہوئی تھی

عنابی ہونٹوں پر آسودہ مسکراہٹ سجائے—گال پر دھرے ہاتھ کو سرکاتے عقیدت کے بالوں کو کان کے پیچھے اڑسا تھا

Posted On Urdu Novel Book

"خان۔۔تم ٹھیک ہو"۔۔ضرغام خان کی گہری نیلی آنکھوں میں جھانکتے نرم لہجے میں استفسار کیا تو ضرغام خان نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا

"بالکل ٹھیک۔۔نہیں بھی تھا تو اب ہوں"۔۔ضرغام خان کے جواب پر عقیدت نے خاموش نظروں سے اسے دیکھا تھا

پھر گہری سانس لیتے وہ اٹھ کر بیٹھی تھی

"اگر ٹھیک ہو اور بالکل ٹھیک ہو تو یہ بھی یاد ہو گا کہ آج گھر پر مہندی ہے۔۔آپ جناب اتنے دن بعد گھر تشریف لے ہی آئیں ہیں تو اب کمرے سے نکلنے کی زحمت کر کہ انتظامات دیکھ لیں۔۔انتظامات کے ساتھ اپنے بیٹے کو بھی دیکھ لیں جو اپنے لالا کہ حویلی نا آنے کہ وجہ سے منہ پھلائے ڈیرے پر بیٹھا ہوا ہے اور تیار ہونے سے بھی منع کر چکا ہے"--- اس وقت وہ ضرغام سے اس رات کے حوالے سے کوئی سوال نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔وہ جانتی تھی کہ اس دن وہاں ضرغام ہی تھا۔۔مگر وہ یہ بھی جانتی تھی کہ وہ سب سننے کہ بعد وہ کس تکلیف سے گزرا ہو گا۔۔کس اذیت سے گزرا ہو گا کہ اپنی تکلیف کو چھپانے کی خاطر وہ اتنے دن سے حویلی نہیں آیا تھا۔۔اور اب وہ کوئی بھی اس طرح کی بات نہیں کرنا چاہتی تھی جس سے اس کے خان کو کوئی تکلیف ہو۔۔اسی لیے وہ ان باتوں کو نظر انداز کرتی۔۔ ضرغام خان

Posted On Urdu Novel Book

کو گھورتے ہوئے ارمغان خان کے بارے میں بتانے لگی تو کمرے کی فضا میں ضرغام خان کا دلکش مدھم قہقہ گونجا تھا

"تو بیٹے کی ماں بھی تو یہاں موجود تھی نا۔۔ایک بیٹا نہیں سنبھال سکتی عقیدت ضرغام خان۔۔ جب اتنے چھوٹے چھوٹے بیٹوں کو سنبھالنا پڑے گا تو کیا بنے گا"۔۔۔دونوں ہاتھ گھنے بالوں میں پھیرتے اٹھ کر بیٹھتے شوخ لہجے میں کہا تو عقیدت نے گھور کر ضرغام خان کو دیکھا تھا

"میرا دماغ پہلے ہی بہت خراب ہے ضرغام۔۔فلحال چھیڑو مت مجھے۔۔آٹھ کر تیار ہو جاؤ۔۔ اور جا کر اسے بھی مناؤ"۔۔۔ دانت ہچکچا کر کہتے وہ ابھی بیڈ سے نیچے اترتی کہ ضرغام خان نے ہاتھ بڑھاتے ۔ عقیدت کے بائیں بازو کو تھامتے خود کی طرف جھٹکا دیا کہ وہ بری طرح ضرغام خان کے سینے سے ٹکرائی تھی

"تمہارا دماغ خراب ہے اور میری نیت۔۔۔اور رہی بات چھیڑنے کی تو اس کا تو خان کے پاس پورا حق ہے کہ وہ جب چاہے جیسے مرضی چھیڑ سکے۔۔لیکن فلحال تم ایسے قریب آکر۔۔مجھے مت چھیڑو ورنہ بہت کچھ خراب ہو سکتا ہے"۔۔۔دایاں ہاتھ عقیدت کے سر کہ پیچھے رکھتے۔۔ بوجھل لہجے میں سرگوشی کرتے۔۔ناک کو گال سے ٹریس کرتے گردن میں چہرہ چھپاتے گہری سانس بھر کر عقیدت کے وجود سے اٹھتی خوشبو کو اپنی سانسوں میں اتارا تھا

Posted On Urdu Novel Book

جبکہ ضرغام خان کے پل میں شوخا ہونے پر عقیدت نے گلابی پڑتے گھور کر ضرغام خان کے جھکے سر کو دیکھا تھا

"افففف---کیا عجیب پیس ہے میرے والا---مجھے پاگل کر کہ چھوڑے گا---سمجھ نہیں آرہی دل کہ اداسی پر اس سے پیار جتاو---یا اس بلاوجہ کے شوخے پن پر منہ توڑ دوں"--- خود پر جھکے ضرغام خان کو دیکھتے دل ہی دل میں کہتے آنکھیں میچ کر خود پر ضبط کیا تھا

"ضرغام تم ہٹو گے یا میں تمہاری حالت خراب کروں---اچھا لگے گا کہ تم شادی پر اپنا سوجھا ہوا چہرہ چھپاتے پھرو"--- دونوں کندھوں سے تھام کر ضرغام خان کو پیچھے کرنے کی کوشش کرتے ہوئے ایک ایک لفظ چبا کر کہا تو ضرغام خان نے گردن سے چہرہ نکالتے گھور کر عقیدت کو دیکھا تھا

پھر سر جھٹکتے پیچھے ہوتے بیڈ سے اترا تو عقیدت نے بھی نیچے اتر کر قدم کبرڈ کی جانب بڑھائے

ضرغام خان کے پہننے کے لئے کپڑے نکال کر بیڈ پر رکھے

"میں نے تمہیں بہت مس کیا ضرغام کی جان"--- بازو سے تھام کر رخ اپنی جانب کرتے لہجے میں سنجیدگی لیے کہا تو عقیدت نے خاموش نظروں سے ضرغام خان کو دیکھا تھا

Posted On Urdu Novel Book

"اچھی بات ہے کہ تم نے مس کیا__لیکن میری ایک بات کان کھول کر سن لو خان__میں تمہیں مس نہیں کرنا چاہتی__مجھ سے نہیں ہوتا__میرے لیے تمہارے بغیر ایک لمحہ بھی گزارنا بہت تکلیف دہ ہے__ مجھے آئندہ کبھی بھی انتظار کی اذیت سے نا گزارنا__میں اس اذیت کو برداشت نہیں کر سکتی ضرغام--- مجھے تم اپنے پاس چاہیے ہو__ ہمیشہ__آئندہ اگر تم مجھے ایسے چھوڑ کر گئے تو یاد رکھنا__عقیدت ضرغام خان ہوں میں بہت برا بدلہ لوں گی تم سے"__انگلی اٹھائے سخت لہجے میں تنبیہہ کیا تو ضرغام خان نے خاموش نظروں سے دیکھتے سر کو اثبات میں ہلایا تھا

پھر دو قدم کے فاصلے کو سمیٹتے نرمی سے عقیدت کے ماتھے کو چھوا تھا

"میری جان__نہیں جاؤں گا" نرم لہجے میں کہتے بانہوں میں سمیٹا تھا کہ اپنی گردن پر دانتوں کے سخت دباؤ کو محسوس کرتے ضرغام خان نے سختی سے ہونٹ بھینچے تھے

"اب مجھے سب ٹھیک لگ رہا ہے__میرا سکون__اب تم فریش ہو سکتے ہو"__پیچھے ہوتے ضرغام خان کی گردن پر دانتوں کے نشان پر انگلی پھیرتے مسکرا کر کہا تو ضرغام خان نے نفی میں سر ہلاتے قدم واشروم کی جانب بڑھائے تھے

---

چہرے پر سرد تاثرات سجائے وہ شاہ حویلی کے دائیں جانب بنے حصے کی طرف آیا تھا

Posted On Urdu Novel Book

جہاں اس وقت صبغہ اور ندا بیگم رہائش پذیر تھی
جس قدر شاہ حویلی میں اس وقت گہما گہمی تھی اس قدر ہی حویلی کے اس حصے میں سکوت طاری تھی
بالاج شاہ کو یہ خاموشی بری طرح چبھی تھی۔
"عجیب پاگل لڑکی ہے۔پہلے شادی کے لیے مرے جا رہی تھی اور اب شادی ہو رہی ہے تو بیگم صاحبہ کے مزاج ہی نہیں مل رہے"--- اردگرد نگاہ دوڑاتے بڑبڑا کر کہتے گردن ترچھی کرتے ملازموں کو سامان رکھنے کا اشارہ کیا
کیا عجیب انسان تھا نا۔کس قدر انجان بن رہا تھا۔سب کچھ تو جانتا تھا کہ شادی کے لیے نہیں--- جس شخص سے شادی ہونی تھی اس شخص کے لیے مری جا رہی تھی وہ۔اپنے رویے سے اب وہ اسے مار ہی تو رہا تھا"۔دل کی آواز کو بری طرح نظر انداز کرتے وہ تیز قدموں سے صبغہ شاہ کے کمرے کی جانب بڑھا تھا
ثمرین شاہ کے بار بار کہنے پر مجبور ہوتا وہ صبغہ کے لیے اب نئی شاپنگ کر چکا تھا
اور آج صبح ہی اسے پتہ چلا تھا کہ صبغہ نے مہندی کی رسم میں شامل ہونے سے منع کر دیا ہے۔
ندا بیگم کا کہنا تھا کہ وہ اپنے بابا کو یاد کر کہ اداس ہے اسی وجہ سے انہوں نے ضد نہیں کی

Posted On Urdu Novel Book

جو سامان وہ ملازموں کے ہاتھ بھیجنے کا ارادہ کرتا تھا۔صبغہ کے انکار کو سنتا وہ خود دینے آگیا تھا

وہ پہلے ہی تپا ہوا تھا صبغہ کی یہ حرکت اسے مزید غصہ دلا چکی تھی

کمرے کے قریب پہنچتے بے ساختہ ہی قدم رکے تھے۔یہ شاید زندگی میں پہلی ہی بار تھا کہ وہ صبغہ شاہ کے کمرے میں جانے لگا تھا۔

بند دروازے کے پار جو وجود تھا وہ کبھی بھی بالاج شاہ کے لیے اتنی بھی اہمیت کا حامل نہیں تھا کہ وہ کبھی خود اس کے در تک آتا۔اگر وہ لڑکی بالاج شاہ کے ماضی سے واقف نا ہوتی یا اپنی ہٹ دھرم محبت کا بے باکی سے مظاہرہ نا کرتی تو شاید وہ پیدا ہو کر مر بھی جاتی تو بالاج شاہ کو اس کے وجود سے کوئی سروکار نا ہوتا۔مگر اب وہ وجود صرف ایک وجود نا رہا تھا۔وہ بالاج شاہ کے وجود کا ایک حصہ بن چکا تھا۔بالاج شاہ کو خود سے جوڑ چکا تھا۔بالاج شاہ کی عزت۔نام سب کچھ تو اپنے نام کر کہ اس کا حقدار بن چکا تھا۔وہ وجود جو ذرہ بھی اہمیت کا حامل نہیں تھا نا چاہتے ہوئے بھی بہت اہمیت کا حامل بن چکا تھا۔اہمیت بھی اس حد تک کہ بالاج شاہ کو اپنے غصے اور نفرت کا اظہار کرنے کے لیے بھی خود اس کے پاس آنا پڑا تھا۔

سر جھٹکتے دھار سے دروازا کھولتے وہ اندر داخل ہوا تھا

Posted On Urdu Novel Book

نظریں کھڑکی سے باہر جمائے۔۔۔دیوار سے سر ٹکائے کھڑی صبغہ شاہ کی پشت سے ٹکرائی تو بالاج شاہ کو اپنے وجود میں عجیب سی بے سکونی محسوس ہوئی

ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے کوٹ کے بٹن کو کھولتے دونوں ہاتھ جیبوں میں اڑستے وہ کچھ لمحے سیاہ گہری آنکھوں سے صبغہ شاہ کو گھورتا رہا

مگر صبغہ کو ہنوز ویسے ہی کھڑے دیکھ بالاج شاہ سختی سے ہونٹ بھینچے تھے

"یہ ماتم تو تمہیں کل رات سے شروع کرنا تھا۔۔۔کیا پریکٹس ابھی سے شروع کر دی ہے"---صبغہ شاہ کی پشت پر کھڑے ہوتے۔۔۔دایاں ہاتھ دیوار پر ٹکاتے نظریں کھڑکی سے باہر نظر آتے منظر پر ٹکائے طنزیہ لہجے میں کہا تو صبغہ شاہ نے سختی سے آنکھیں میچی تھیں

Urdu Novel Book

"تمہیں پتہ ہے بالاج۔۔۔ لاعلاج مرض کونسا ہے"۔۔۔صبغہ کے سپاٹ لہجے پر بالاج شاہ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا تھا

جو طنز کا جواب دینا شاید بھول گئی تھی۔۔۔جس پر بالاج شاہ کو حیرت ہوئی تھی

"فار یور کائنڈ انفارمیشن میں بزنس مین ہوں۔۔۔مرض اور مریضوں سے میرا دور دور تک کوئی تعلق نہیں۔۔۔ان کیس کہ میں ڈاکٹر ہوتا بھی تو تمہیں جواب دینا ضروری نا سمجھتا۔ مگر تم کل میرے پاس مریض بن کہ آنا چاہتی ہو تو تمہاری بیماری کو دیکھتے ہوئے میں ڈاکٹر بن کہ

Posted On Urdu Novel Book

اچھے سے علاج کر بھی سکتا ہوں"--[illegible] ہاتھ صبغہ کے کندھے پر رکھتے ہوئے کہا تو صبغہ نے گہری سانس بھرتے سر نفی میں ہلایا تھا

"مجھے لگتا کہ ہے جلد بازی میں فیصلہ کرنا مرد کی فطرت میں ہے---اسے اگر کوئی لڑکی پسند اجائے تو وہ بنا کچھ سوچے سمجھے محبت کا گمان کرنے لگتا ہے--- جبکہ وہ محبت ہوتی بھی"--- وہ جو صبغہ شاہ کو خاموشی سے سن رہا تھا آخری لفظوں پر بری طرح تلملایا تھا کب یہ لڑکی کوئی موقع چھوڑتی تھی اس کے زخموں پر نمک چھڑکنے کا---ہر بار ہر بات میں کہی نا کہی وہ بالاج شاہ کا ماضی سامنے لا کھڑا کرتی تھی جسے وہ نا چاہتے ہوئے بھی بھلانے کی کوشش کر رہا تھا--

"تم---تم صبغہ شاہ---کیسے میرے ہی سامنے میری محبت کو گمان کہنے کی جرات کر سکتی ہو"--- اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ سامنے کھڑی آفت کی پڑکالہ کا دماغ ٹھکانے لگ دے

"بالکل ویسے ہی بالاج شاہ جیسے تم مجھے - یعنی کہ صبغہ بالاج شاہ کو ذلیل اور تکلیف دینے کی جرات کر سکتے ہو"---بالاج شاہ کی سرخ پڑتی آنکھوں میں بے خوفی سے آنکھیں ڈالیں دوبدو جواب دیتے سینے پر دونوں بازو تو بالاج شاہ نے سخت نظروں سے صبغہ شاہ کو گھورا تھا جو اپنا ماتم ختم کیے پل میں لڑاکا روپ میں واپس آ گی تھی

Posted On Urdu
Novel Book

"اگر میں تمہیں اب کچھ کہہ نہیں رہا تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں کچھ کہہ نہیں سکتا۔ اب تمہاری عزت کرنے کی کوشش کر رہا ہوں تو اس لیے نہیں کہ عورت ہو یا میرے خاندان کی عزت"—ایک ایک لفظ چبا کر کہتے دائیں ہاتھ سے صبغہ کی تھوڑی تھامتے چہرہ اپنے چہرے کے قریب کیا تو صبغہ شاہ نے بے ساختہ اپنی سانسوں کو روکا تھا

"صرف اس لیے کہ تمہارے نام کے ساتھ اب بالاج شاہ کا نام جڑا ہے—بالاج شاہ کی بیوی ہر ایک کہ لیے قابلِ عزت اور قابل احترام ہے—خود بالاج شاہ کے لیے بھی—محبت کا آسرا نہیں دیتا—لیکن عزت کا یقین دلاتا ہوں صبغہ بالاج شاہ—مگر اس بات کا یقین بھی رکھو کہ اگر کسی دن تمہاری قینچی کی طرح چلتی زبان سے تنگ آگیا تو عزت عزت میں زبان کاٹ کے فریم کروا کہ کمرے میں لگوا دوں گا—کیونکہ بالاج شاہ کی بیوی کی زبان ہو گی اتنا احترام تو بنتا ہی ہے کہ کٹ بھی جائے تو احتراماً دیوار کی زینت بنی رہی"--- وہ جو بالاج شاہ کے ہونٹوں سے ادا ہوتے ایک ایک لفظ کو دل میں اترتا محسوس کر رہی تھی آخر میں بری طرح تلملائی تھی

"مم—میرا دماغ خراب تھا بالاج شاہ جو تم سے محبت کر بیٹھی"—بالاج شاہ کے سینے پر مکے برساتے دانت کچکچا کر کہا تو بالاج شاہ نے سنجیدہ نظروں سے صبغہ شاہ کو دیکھا تھا

Posted On Urdu Novel Book

دل نجانے کیوں بے چین ہوا تھا۔۔۔ایک لمحے کو سانس لینا مشکل ہوا۔۔ مگر وہ خود کو سنبھال چکا تھا

"تمہاری محبت دماغ کا مسئلہ ہوگی صبغہ شاہ۔۔۔میرا دل کا معاملہ تھا۔۔۔اور دل پر کب کسی کا اختیار ہوا ہے۔۔۔ میرا تجربہ کہتا ہے لوگ بہت ناشکرے ہوتے ہیں۔۔۔پہلے رب سے دعائیں کرتے ہیں کہ یہ چیز ہمیں مل جائے۔۔۔خاص کر تمہارے جیسے۔۔۔ہمیں محبت مل جائے چاہے وہ محبت کرے نا کرے اس کا ساتھ کافی ہوگا۔۔۔مگر جب ساتھ مل جاتا ہے تب تم لوگوں کی خواہشات کی حدود بڑھنے لگ جاتی ہے ۔پھر ساتھ ناکافی ہو جاتا ہے۔۔۔پھر محبت بھی چاہیے۔۔ ہوتی ۔ اور پرواہ بھی۔۔۔بھلا محبوب سے محبت یا پرواہ کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔۔۔ وہ محبوب ہی کیا جو ظالم نا ہو۔۔۔جو بے پرواہ نا ہو۔۔۔تمہیں مل گیا ہوں تو اس پہ راضی ہو جاؤ نا۔۔۔میرا ملنا ہی تو تم دعاؤں میں مانگتی رہی ہو۔۔۔ اور مجھے دیکھو صبغہ شاہ کچھ لوگ بالاج شاہ جیسے بھی ہوتے ہیں جنہیں ملنا تو دور ملنے کی دعا کرنے کا بھی اختیار حاصل نہیں ہوتا"۔۔۔۔ اپنے بائیں جانب سے گزرتی صبغہ شاہ کی کلائی تھامتے۔۔۔نظریں کھڑکی سے نظر آتے آسمان پر ٹکائے جہاں اس وقت ڈوبتے سورج کی سرخی پھیلتی جا رہی تھی۔۔۔کھوئے کھوئے لہجے میں کہتے وہ صبغہ شاہ کا دل بری طرح دھڑکا گیا تھا

بھوری شہد رنگ آنکھیں پل میں نم ہوئی تھیں

Posted On Urdu
Novel Book

"اب دعا مانگو تو مکمل مانگنا--- جو تمہیں تمہاری محبت دے سکتا ہے---وہ کیا اس کے دل میں تمہارے لیے محبت نہیں پیدا کر سکتا"--- کلائی پر دباؤ بڑھا کر چھوڑتے وہ چند قدم پیچھے ہوا تھا

گردن ترچھی کر کہ صبغہ شاہ کی نم آنکھوں میں دیکھتے خاموشی سے پلٹتے وہ لمبے لمبے ڈنگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا

جبکہ صبغہ شاہ دیوار سے پشت ٹکاتے زمین پر بیٹھتی چلی گئی تھی-

وہ بالاج شاہ کے سامنے چیختی چلاتی تھی - وہ چاہتی تھی کہ وہ اپنے دل سے یہ بات نکال پھینکے کہ اسے کبھی محبت ہوئی تھی---وہ اپنی غلطی پر شرمندہ ہو مگر اس طرح بھی نا کہ محبت کو خود پر حرام ہی کر لے---مگر اس نے یہ تو کبھی نہیں چاہا کہ بالاج شاہ کمزور پڑیں---وہ چاہتی تھی کہ وہ صبغہ شاہ کی محبت کا اعتراف کر لیں مان لے کہ وہ جانتا ہے کہ اس دنیا میں ایک لڑکی ہے جو صرف بالاج شاہ سے محبت کرتی ہے--- جس کی سانسیں صرف بالاج شاہ کے سینے میں دھڑکتے دل کی توسط چلتی ہیں - ہاں--- صیحح تو کہہ کر گیا تھا - اس نے کب مانگی تھی اس کی محبت---اسے تو صرف بالاج شاہ چاہئے تھا---اپنی محبت---اپنا محبوب---یہی چاہا تھا کہ وہ اپنی محبت بھول جائے یہ کب مانگا تھا کہ وہ بھی محبت کرے اس سے

Posted On Urdu Novel Book

"مجھے اپنے شوہر کی محبت چاہیے اللہ۔۔۔مجھے اس کی آنکھوں میں صرف و صرف اپنا عکس چاہیے۔۔۔مجھے بالاج شاہ کا محبت و عزت بھرا ساتھ چاہئے"---- آنسوں موتیوں کی مانند آنکھوں سے بہتے جا رہے تھے۔۔۔سرگوشی نما آواز میں تکلیف کی کرچیاں لیے دعا کرتے سر پیچھے دیوار سے ٹکایا تھا۔۔۔

اور وہ جو نجانے کیا کیا طہ کر کہ آیا تھا۔۔۔ پتہ نہیں وہ سب کیسے کہہ چکا تھا۔۔۔وہ اس سب کا تو کبھی ارادہ نہیں رکھتا تھا۔۔۔آج بالاج شاہ کو اپنا دل خود سے بغاوت کرتا محسوس ہوا تھا۔۔۔ م دل پر تو کسی کا اختیار نہیں ہوتا نا۔۔۔چاہے وہ پھر بالاج شاہ ہی کیوں نا ہو

تیز رفتار سے گاڑی کو چلاتے وہ اپنے الفاظوں کو یاد کرتا بری طرح تلملا رہا تھا۔۔۔اسٹیرنگ پر زور سے مکے برساتے بالاج شاہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ صبغہ شاہ کی زبان سے پہلے اپنی زبان کاٹ پھینکے جو اس آفت کی پڑکالہ کے آگے پتہ نہیں کون کون سی گل افشانیاں کر آئی تھی جنہیں صبغہ شاہ مرتے دم تک نہیں بھولے گی

اگر ان کی شادی شدہ زندگی ہنسی خوشی بسر ہو بھی گئی جو کہ صبغہ شاہ کی فراٹے بھرتی زبان کے ساتھ تو ناممکن ہی تھا مگر پھر بھی)۔۔۔تو بالاج شاہ کو یقین ہے کہ ہر لڑائی میں وہ انہیں باتوں کا حوالہ پیش کر کہ بالاج شاہ کا منہ بند کرنے کی کوشش کیا کرے گی

Posted On Urdu Novel Book

ابھی تو شاید وہ صدمے میں ان باتوں پر عمل کرتی بالاج شاہ کی ایک دو دن عزت کر بھی لے مگر اس صدمے سے نکلتے ہی وہ جانتا تھا کہ صبغہ شاہ کیسے اس عزت کی دہی کرے گی۔۔ اور اس دہی میں بالاج شاہ کی عزت کی چٹنی بنا کر رائتہ بنا کر ساری زندگی اسے ہی پیش کرے گی

بالاج شاہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ خود کے بال نوچ ڈالے

---

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔ www.kitabnagri.xyz

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

Posted On Urdu
Novel Book

یار چھوٹے خان اب مان بھی جاؤ۔ ضرغام نے منہ پھلائے بیٹھے ارمغان خان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تو ارمغان خان نے شکوہ کناں نظروں سے ضرغام خان کو دیکھا تھا

ایک دن لالا۔۔ایک دن بھی مجھے دلہوں والی فیلنگ نہیں ائی۔۔ داجی نے ایک دن بھی اس بات کا احساس نہیں کیا کہ میں ان کا چھوٹا لاڈلہ پوتا ہوں جس کی کچھ دنوں میں شادی ہے۔۔اب اسے کام نہیں کرنے چاہیے۔۔کام نا کرنے دینا تو دور داجی نے تو جیسے سارے کام میرے لیے ہی رکھ چھوڑیں تھے۔ حویلی سے لے کر ڈیرے تک۔۔ زمینوں کے مسئلے سے لے کر پنچائیت تک۔۔ملازمین کی تنخواہوں کے حساب سے لے کر شادی میں ہونے والے حسابات کے سارے کام داجی نے میرے کھاتے میں لکھ دیے تھے کہ تو ارمغان خان ہی کرے گا۔۔ قصائی۔۔دھوبی۔۔کسان۔۔ڈرائیور نیز یہ کہ کام والے کی فیلنگ آرہی اگر نہیں آرہی تو دلہے کی فیلنگ نہیں آرہی"۔۔ہاتھ میں تھامے رجسٹر کو میز پر لٹکتے جلے دل کے ساتھ کہا تو ضرغام خان نے بامشکل اپنی مسکراہٹ کا گلا گھونٹا

Posted On Urdu Novel Book

"یار چھوٹے خان۔۔یہ کام کرنے والے کی فیلنگ نہیں - ایک شوہر بننے کی پریکٹس کروائی ہے داجی نے - اتنے دنوں میں لاکھ چاہنے کی باوجود بھی تم داجی کو کسی بات پر انکار کر سکے ہو یہ کہہ کر کہ تم ہونے والے دلہے ہو"۔۔ارمغان خان کے قریب صوفہ پر بیٹھ کر۔۔ بایاں بازو ارمغان خان کے کندھے کے گرد لپیٹتے نرم لہجے میں استفسار کیا تو ارمغان خان نے گردن ترچھی کرتے ہیزل ہنی آنکھوں میں معصومیت لیے سر انکار میں ہلایا تھا

"ہاں تو بس۔۔یہ ایک شوہر بننے کی پریکٹس ہے۔۔شادی کے بعد تم لاکھ چاہ کر بھی اپنی بیوی کو انکار نہیں کر سکو گے۔۔یہ کہہ کر تو بالکل نہیں کہ تم اس کے شوہر ہو۔۔کیونکہ جب تم یہ کہوں گے کہ تم شوہر ہو تو وہ تمہیں بیوی بن کے بتائے گی۔۔اور جب بیوی۔۔بیوی بن کر دکھاتی ہے تو ہم جیسے شوہر اکثر کمروں سے کیا حویلی سے بھی باہر پائے جاتے ہیں "۔۔ سمجھانے والے انداز میں کہتے چھوٹے خان کی کمر تھپتھپا کر میز پر پڑا رجسٹر اپنی طرف کھسکایا

"تو مطلب لالا۔۔آپ کو اتنے دن سے عقیدت لالی نے حویلی سے نکالا ہوا تھا"۔۔پرسوچ نظریں ضرغام خان کے رجسٹر پر چلتے ہاتھ پر ٹکائے سرگوشی نما لہجے میں اس طرح کہا کہ کوئی اور اس راز کو سن نا لے کہ اس کا لالا اتنے اپنی بیوی کے ہاتھوں گھر سے نکالا گیا تھا؟

Posted On Urdu Novel Book

جبکہ ارمغان خان کی بات پر ضرغام خان کا دماغ بھک سے اڑا تھا- وہ اسے کیا سمجھا رہا تھا اور چھوٹا خان کیا سمجھ رہا تھا—پہلے تو نہیں اگر اب یہ بات ضرغام خان کی بیوی سن لیتی تو یقیناً وہ حویلی کیا گاؤں سے بھی نکال باہر کیا جاتا

لیکن یہاں بیوی نہیں تھی—خود کو سنبھالتے ضرغام خان نے چور نگاہ ارد گرد دوڑائی

اب لاڈلے بھائی کی ناراضگی پوری طرح ختم کرنے کا موقع ملا تھا تو وہ کیسے جانے دیتا اسی لیے گلہ کھنکارتے وہ پیچھے کو ہوا تھا

نیلی گہری آنکھوں سے ارمغان خان کے سرخ و سفید چہرے کو دیکھا تھا—

"دیکھو یہ بات صرف ہم دونوں میں رہے گی"--- انگلی اٹھائے رازدارانہ لہجے میں کہا تو ارمغان خان نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا تھا

جسے دیکھتے ضرغام خان نے ہنسی ضبط کرتے رجسٹر پر سر جھکایا تھا

حساب دیکھتے ضرغام خان نے خاموشی محسوس کرتے گردن ترچھی کرتے ارمغان خان کو دیکھا تھا جو قالین پر نظریں جمائے ہوئے تھا

"کیا سوچ رہا ہے میرا چھوٹا خان—"

"لالا یار وہ اتنی پیاری ہے نا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ وہ جیسے ہی میری ہو میں اسے چھپا کر رکھ لوں—"

Posted On Urdu Novel Book

"چھپا کہ بعد میں رکھنا پہلے اپنے جذبات پر قابو رکھے چھوٹے خان"--- وہ جو اپنی دھن میں بتا رہا تھا اپنی پشت سے عائث خان کی آواز سنتا حیرت و خوشی کی ملی جلی کیفیت لیے جھٹکے سے اٹھتا پلٹا تھا

"آج تو لگتا ہے میرے دونوں لالا کو مجھ معصوم پر ترس آگیا ہے"--- عائث خان کے گلے لگتے شکوہ کناں لہجے میں کہا تو عائث خان نے مسکراتے زور سے چھوٹے کو بھینچا تھا

"ترس نہیں۔۔بس چھوٹے خان سے دور ہی نہیں رہا جاتا۔۔تمہاری یاد کھینچ لائی ہمیں"۔۔ ضرغام خان کے گلے لگتے چھوٹے خان کو جواب دیا تو ارمغان خان نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا تھا

Urdu Novel Book

"ویسے لالا برا مت مانیے گا۔۔ایک بات کہوں"--- پرسوچ نظریں عائث خان پر ٹکاتے ہوئے کہا تو عائث خان نے الجھ کر ارمغان خان کو دیکھا جو اس وقت بالکل سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا۔

"وہ آپ کو نہیں لگتا کہ یہ دور نہیں رہا جاتا۔۔یا پھر یاد کھینچ لائی۔۔یہ بات آپ بھابھی سے کریں یا یہ محبت بھرا جملہ میری بیوی کے منہ سے میرے لیے زیادہ اچھا لگتا تھا"--- ارمغان خان کی بات سمجھنے کی کوشش کرتا عائث خان ضرغام خان کے قہقہے پر بری طرح خجل ہوا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

"ویسے کہہ تو چھوٹا خان ٹھیک ہی رہا ہے۔۔تم اپنے دل کی بات چھوٹے خان کا نام لے کر تو نا بتاؤ یار۔۔اگر تم ویسے بھی بتا دو گے تو کونسا ہم کچھ کہنے والے"--- ضرغام خان کے شوخ لہجے پر عائث خان نے گھور کر دونوں کو دیکھا تھا۔

"ہاں نا لالا۔۔جیسے ابھی آپ کے آنے سے پہلے ضرغام لالا نے مجھے حویلی سے باہر رہنے کی وجہ بتائی۔۔ویسے ہی آپ مجھے اپنے آنے کی وجہ بتا سکتے ہیں۔۔میں کسی کو نہیں بتاؤں گا"--- ارمغان خان نے چہرے پر معصومیت لیے ہیزل ہنی آنکھوں کو پٹپٹاتے ہوئے کہا تو عائث خان نے گھور کر اسے دیکھا تھا جبکہ ضرغام خان نے گڑبڑا کر چہرے کا رخ بدلا تھا۔

تم باتیں بعد میں کر لینا کھانا تیار ہو گیا ہو گا۔ اؤ پہلے کچھ کھا لیں"--- اس سے پہلے ارمغان خان کوئی اور بات کرتا ضرغام خان کے سنجیدہ لہجے پر سر اثبات میں ہلایا تھا

---

اب کیوں منہ پھلایا ہوا ہے"۔۔گلاب اور موتیوں کے پھولوں سے بنی بندیاں کو ٹھیک کرتے سلویٰ شاہ نے منہ پھلائے بیٹھی صبغہ سے استفسار کیا تو صبغہ نے منہ بسور کر ہاتھوں میں پہنے گجروں کو گھمایا تھا

تمہارا سڑیل لالا آخر چاہتا کیا ہے۔۔ میں نے سوچا تھا کہ ہماری رسم ساتھ ہو گی۔۔رسم ساتھ ہونا تو دور اُس نے جو رسم ہونی تھی اسے بھی بالکل نا ہونے کے برابر کر دیا۔۔سر جھکا کے

Posted On Urdu Novel Book

جاؤ۔۔خاندان کی آنٹیوں چچیوں سے مہندی لگواؤ اور ویسے ہی منہ جھکا کر واپس روم میں آجاؤ۔۔نا کوئی میوزک نا کوئی ڈھول دھمکا۔۔ایسی ہوتی ہے لڑکیوں کی مہندی۔۔اور خود نواب صاحب نے ڈیرے پر اپنے دوست یاروں کے لیے سارے انتظامات کیے ہیں۔۔میرا نہیں تو اپنی بہن کا خیال کر لیتا اس کی بھی تو مہندی ہے نا۔۔بالکل دل نہیں کر رہا میرا نیچے جا کر ان آنٹیوں میں شو پیس بن کر بیٹھنے"۔۔۔ ایک ہی سانس میں روانی سے کہتی وہ سلویٰ شاہ کو بوکھلا گئی تھی۔

ہلکے گلابی رنگ کی شرٹ جس پر باریک گولڈن کام ہوا تھا کے ساتھ ہلکے سبز رنگ کے شرارہ پہنے۔۔ دونوں رنگوں کے امتزاج کا کام والا دوپٹہ جسے پیچھے سر کہ پن کر کہ دائیں بازو کے نیچے سے گزار کر پن کیا تھا۔

مہندی لگے ہاتھوں میں گجرے پہنے۔۔ ماتھے اور کانوں میں پھولوں سے بنے خوبصورت اویزے پہنے۔۔شہد رنگ آنکھوں میں غصہ لیے وہ نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی۔

سلوی نے دل ہی دل میں ماشاءاللہ بولتے صبغہ کو آہستہ بولنے کا اشارہ کیا تھا

جبکہ وہ بھی صبغہ جیسی ڈریسنگ کیے کرسٹل گرے آنکھوں سے صبغہ کو چپ رہنے کا اشارہ کرتی بیوٹیشن کی طرف مڑی تھی

Posted On Urdu Novel Book

"آپ جا سکتی ہے۔کمرے کے باہر ملازمہ ہوگی وہ آپ کو حویلی سے باہر تک چھوڑ آئے گی"۔۔بیوٹیشن کو نرم لہجے میں کہتی ٹیبل پر رکھے گلاس میں پانی انڈیلتی وہ صبغہ کے پاس آئی تھی۔

جبکہ بیوٹیشن اپنا سامان اٹھاتی کمرے سے باہر نکلی تھی

"اور خود کے بارے میں کیا خیال ہے۔۔ تم تو رسم بھی نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔اتنی منتیں کر کہ پھوپھو تمہیں لائی ہیں۔۔اور مہندی کے لیے تو وہ رونے والی ہو گئی تب جا کر تمہیں ان پر اور ہم سب پر ترس آیا۔۔صرف لالا نہیں۔۔تم بھی ان جیسی سڑیل ہی ہو۔۔اور اب زیادہ منہ پھلائے کی ضرورت نہیں جیسی بھی رسم ہو رہی نیچے چلو۔۔ہر چیز کا تو انتظام کیا ہے۔۔صرف میوزک نہیں ہے۔۔باقی کس چیز کی کمی ہے۔۔اتنا ہلہ گلہ تو لڑکیاں ویسے بھی کر لیتی ہیں۔۔ تم بس نیچے چلو۔۔یقین کرو نہیں ہوگی بور۔۔عقیدت اور حوریہ بھی آئیں گی مہندی لے کر۔۔ان کے ساتھ بھی تو وہاں سے لڑکیاں آئیں گی نا"--- صبغہ شاہ کو سمجھانے والے انداز میں کہتے پانی کا گلاس تھمایا تو صبغہ نے منہ بسور کر گلاس لبوں کو لگایا تھا

جبکہ صبغہ کے مان جانے پر سلوی نے دل ہی دل میں شکر ادا کیا تھا۔

تبھی ثمرین اور ندا بیگم دروازہ کھولتی اندر داخل ہوئی تھیں

Posted On Urdu Novel Book

ماشاءاللہ میری بیٹیاں تو بہت پیاری لگ رہی ہیں۔۔ثمرین شاہ کے محبت بھرے لہجے پر صبغہ مسکرا کر ان کے گلے لگی تھی

جبکہ ندا بیگم نے سلوی کو گلے لگاتے سر پر پیار کیا تھا

دونوں تیار ہو تو میں لڑکیوں کو بھیجتی ہوں۔۔پھر آجانا ان کے ساتھ نیچے"۔۔ثمرین شاہ کے کہنے پر سلوی نے سر اثبات میں ہلایا تھا

"حلیمہ چچی کہاں ہے"

عقیدت اور حوریہ نے آنا مہندی لے کر ساتھ مہمان بھی ہوگے تو بس انتظامات دیکھ رہیں حلیمہ۔۔اور پھر پلوشہ اور امتثال کے لیے مہندی بھی مہندی لے کر جانی۔۔دو لڑکے تو اس گھر کے داماد تو صرف بالاج بچتا اب ہم نے سوچا کہ بالاج کو ساتھ لے جائے یا اس کے ہاتھ بھجوا دیں بس وہ لڑکا اب مان جائے"۔۔۔ سلوی کے پوچھنے پر ثمرین بیگم نے بتایا تو صبغہ شاہ نے بالاج کے نام پر ناک سکوڑی تھی جس پر ندا بیگم نے گھور کر صبغہ کو دیکھا تھا

"میری مانے تو ممانی اس سڑ۔۔میرا مطلب میرے سر کے سائیں کی منتیں کرنے سے اچھا کہ آپ بہرام لالا کو بھیج دیں۔۔پہلی بار میں ہی مان جائیں گے"۔۔روانی میں بولتی وہ سلوی شاہ کے آنکھیں دکھانے پر بوکھلا کر سڑیل سے سر کے سائیں پر آئی تھی۔۔جبکہ اس کے

منہ سے بالاج شاہ کے لیے ایسے الفاظ سنتی ثمرین شاہ اب کا دل اس کے صدقے واری جانے کا کر رہا تھا

"نہیں بیٹا اچھا تھوڑی لگتا۔۔۔سب کیا کہے گے کہ دلہا صاحب خود ہی مہندی لے کر آئیں"۔ -- ندا بیگم نے صبغہ کو آنکھیں دکھاتے ہوئے دانت کچکچا کر کہا تو صبغہ نے ناک سے مکھی اڑانے والے انداز میں ہوا میں ہاتھ لہرایا تھا

"او ہو۔۔۔کچھ نہیں ہو گا۔۔۔بہرام لالا کہ شرافت کی گواہی تو ان کا دشمن بھی دے دیں۔۔۔ وہاں تو پھر سب آپنے۔۔۔بہرام لالا کے جانے پر کوئی کچھ نہیں کہے گا۔۔۔انہوں نے کونسا مہندی لگانے بیٹھ جانا۔۔۔اپنی ساس کو پکڑا کر آجائیں گے - اگر لگے ہاتھوں ان کا چانس بن بھی گیا کہ اپنی مہندی کی دلہن کو دیکھ لیں تو آپ کا کیا جاتا ہے" صبغہ کی فراٹے بھرتی زبان کو دیکھتے ندا بیگم کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اپنا جوتا اتار لیں

جبکہ ثمرین شاہ پرسوچ نظروں سے سوچتی سر اثبات میں ہلاتی ندا بیگم کی جانب متوجہ ہوئی تھیں

"ویسے ٹھیک ہی کہہ رہی صبغہ۔۔۔بہرام نے کونسا اندر پکڑانے جانا مہندی۔۔۔ساتھ ہمارے ہاں سے بھی تو لڑکیاں جائیں گی نا۔۔۔وہ لے جائیں گی مہندی حویلی کے اندر۔۔۔بہرام کے جانے سے یہ تو ہو گا کہ گھر سے تو کوئی آیا۔۔۔اور ساتھ ایسا کرے گے کہ حلیمہ یا میں چلی

Posted On Urdu Novel Book

جاؤں گی۔۔باقی حویلی کے انتظامات آپ یا اگر میں رک گئی ہم دیکھ لیں گے"--- ثمرین بیگم کے کہنے پر ندا بیگم نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا تھا

"اور خدا کا واسطہ صبغہ اب چپ کر کہ بیٹھ جاؤ۔۔اور جب نیچے او تو کوشش کرنا کہ تم نا ہی بولو۔۔بس تھوڑا سا شرما لینا"۔۔باہر کی جانب بڑھتے ندا بیگم نے پلٹ کر سخت لہجے میں کہا تو صبغہ نے معصوم چہرہ بنائے سر اثبات میں ہلایا تھا جبکہ سلوی نے مسکراہٹ ضبط کرتے چہرے کا رخ بدلا تھا۔

---

ویسے کہنا تو نہیں چاہیے لیکن پھر بھی بات تو سارے خاندان کی عزت کی ہے نا۔۔چلو ضرغام سردار تھا بچپن کا نکاح ہوا تھا۔۔نہیں بنتا تھا کہ اپنی عزت کو چھوڑ دیتا چاہے خون بہا کر بھی لاتا ہم آف نا کرتے۔۔لیکن یہ کیا بات ہوئی کہ اب ہمارے گھر کی بیٹیاں دشمن کے ہاں بیاہنے لگا ہے۔۔میں نے تو سنا مقدس بھی نہیں راضی۔۔پتہ نہیں کیا جادو چلایا ان دشمنوں کی بیٹی نے کہ اس قدر پاگل ہو چلا کہ یہ تک بھول گیا کہ اس کے باپ کے ساتھ چچا کے بھی قاتل"--- خان حویلی کے لاونج میں بیٹھی عورتوں میں سے ایک کی جھنجھلائی ہوئی سخت آواز گونجی تو لمحے کے لیے وہاں خاموشی چھا گئی

Posted On Urdu Novel Book

تبھی لاونج کی فضا میں سیڑھیاں اترتی لاونج کی فضا میں ہیل کی ٹک ٹک کی آواز گونجی تو کچھ عورتوں نے گردن ترچھی کر کہ دائیں جانب سیڑھیوں کی طرف دیکھا تھا۔

جہاں نارنجی اور آتشی گلابی رنگ کے امتزاج کی پاؤں کو چھوتی فراک جس کے دامن اور گلے پر سبز اور گولڈن کام جبکہ باقی فراک پر باریک گولڈن کام تھا۔۔دائیں کندھے پر آتشی گلابی۔۔گولڈن کام والا دوپٹہ سیٹ کیے۔۔ کندھوں پر سکن اور میرون امتزاج کی چادر کندھوں پر پھیلائے۔۔بھاری ڈائمنڈ سیٹ گلے اور کانوں میں پہنے۔۔مہندی لگے ہاتھوں میں سونے کی چوڑیاں پہنے۔۔سبز نگینوں جیسی آنکھوں میں سختی لیے سہج سہج کر سیڑھیوں پر قدم رکھتی وہ کسی ریاست کی ملکہ ہی لگ رہی تھی۔۔ضرغام خان کی ریاست کی ملکہ

"جو لوگ ضرغام خان کے منہ پر بولنے کی ہمت نہیں رکھتے۔۔انہیں چاہئے کہ وہ اپنی زبان کو اس کی پیٹھ پیچھے بھی لگام دے کر رکھے۔۔ورنہ اگر میں نے دی تو زبان کو نہیں سانسوں کو ہی لگام ڈال دوں گی"--- عقیدت کے سخت لہجے پر سیڑھیوں کی جانب پشت کیے بیٹھی عورت نے گردن ترچھی کر کہ کینہ توز نظروں سے دیکھا تھا

مگر کچھ لمحے تو وہ بھی اس قدر حسن دیکھ کر ساکت ہوئی تھی۔۔پھر خود کو سنبھالتے وہ اپنی ازلی لہجے میں آئی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

"ہو کون تم۔۔بڑوں سے بات کرنے کی تمیز نہیں ہے کیا"--- آنکھیں چھوٹی کیے سخت لہجے میں کہا تو عقیدت نے اپنے دونوں ہاتھ صوفے کی پشت پر ٹکائے چہرہ عورت کی جانب جھکایا تھا

"اپنا تعارف کروانے کی ضرورت نہیں مجھے۔۔ اتنا ہی حوالہ کافی ہے کہ میں سردار ضرغام خان کی بیوی ہوں۔۔عقیدت ضرغام خان۔۔میں نے اپنے شوہر پر جادو کیا ہو یا اسے کسی جادو سے نکالا ہو یہ آپ لوگوں کا سر درد نہیں۔۔اور دوسری بات جہاں بات میرے شوہر کی آتی ہے وہاں میں تمیز کیا ہر لحاظ بھول جاتی ہوں۔۔آئندہ بولنے سے پہلے احتیاط کیجئے گا۔۔آپ کو شادی میں انوائیٹ کیا ہے۔۔شادی پر مشاعرہ کرنے کے لیے نہیں"---- سخت نظروں سے گھورتی ابھی وہ کچھ اور کہتی کہ پیچھے سے آتی کشف بیگم نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا

"عقیدت جاؤ حوریہ باہر ویٹ کر رہی لیٹ نا ہو جانا۔۔پھر تم لوگ آؤ گی تو رسم بھی شروع کرنی ہے"۔۔مسکرا کر عورتوں کو دیکھتے نرم لہجے میں کہا تو عقیدت نے گہری سانس بھرتے خود پر ضبط کیا تھا اور آنکھوں کے اشاروں سے عورت کے بارے میں استفسار کیا تھا

مقدس بیگم کی ننھیال کی طرف سے ہیں"۔۔کشف بیگم نے آہستہ آواز میں کہا تو عقیدت نے آبرو آچکا کر سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا تھا

"میں بھی کہوں ان کے علاوہ اتنا زہر کس میں ہو سکتا ہے۔۔ان کے جاننے والوں کا اتنا زہریلا ہونا تو بنتا ہے"۔۔ چہرے پر آتے بالوں کو پیچھے جھٹکتے طنزیہ لہجے میں کہتی لاونج سے باہر کی جانب بڑھ گئی جبکہ کشف بیگم نے ماتھے پر ہاتھ پھیرتے جبرا مسکرا کر اطراف میں نگاہ دوڑائی تھی

مجھے لگتا تھا صرف ضرغام ہی ایسا ہے"۔۔سر کو نفی میں ہلاتے بڑبڑا کر کہتی وہ پلٹ کر کچن کی جانب بڑھی تھی

جبکہ لاونج میں پھیلی خاموشی سرگوشیوں میں بدل چکی تھی۔

Urdu Novel Book

---

چادر کا پلو سنبھالتے وہ بری طرح سامنے سے آنے والے سے ٹکرائی تھی

ابھی وہ غصے سے کچھ بولتی کہ اپنے اطراف میں پھیلی مخصوص خوشبو کو محسوس کرتے پر سکون ہوئی تھی

پلکوں کی جھالر اٹھائے سامنے دیکھا تو خود کو محویت سے دیکھتے ضرغام خان کو دیکھتے گلابی گالوں پر مزید بلال بکھرا تھا

سفید کرتا شلوار پہنے۔۔کندھوں پر سیاہ چادر پھیلائے۔۔نیلی سمندر سی گہری آنکھوں میں لو لیے وہ عقیدت کا دل بری طرح دھڑکا چکا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book
نظریں ضرغام خان کی گہری آنکھوں سے ہوتی ماتھے پر بکھرے چاکلیٹ براؤن بالوں پر گئی تو عقیدت نے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا تھا

"میں جانتی ہوں کہ میں خوبصورت ہوں---اور اس وقت تو بہت زیادہ خوبصورت"--- دونوں ہاتھوں سے ضرغام خان کے بال سیٹ کرتے اٹھلا کر کہتی ابھی وہ بات مکمل کرتی کہ ضرغام خان نے دونوں ہاتھ عقیدت کی کمر پر باندھتے اسے اپنے قریب کیا تھا

"بہت نہیں---جان لیوا حد تک خوبصورت"---ناک عقیدت کی ناک سے مس کرتے اپنے ہونٹ شدت سے عقیدت کے دائیں گال پر ثبت کیے تھے---جس پر عقیدت نے بوکھلا کر دونوں ہاتھ ضرغام خان کے کندھوں پر رکھے تھے

یہ لاونج سے باہر نکلے تو راہداری سے دائیں جانب کا حصہ تھا جس کا رخ باہر کی جانب تھا جہاں سے حویلی کی عورتوں کے لیے باہر جانے کا رستہ تھا اس جانب کسی غیر مرد کا ہونا تو ناممکن تھا اور جو عورتیں مہمان تھی وہ سب حویلی کے لاونج یا گارڈن میں موجود تھی---لیکن پھر بھی ضرغام خان نے اطراف میں نگاہ دوڑاتے---شوخ نظروں سے عقیدت کو دیکھا تھا--

"ہاں---تو اب اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم ایسے کہی بھی آہیں بھرنے لگ جاؤ---باز آجاؤ خان کسی نے دیکھ لیا تو کیا سوچے گا---اتنے اٹیٹیوڈ میں رہنے والا خان بیوی کے سامنے ایسے

Posted On Urdu Novel Book

پگھل جاتا ہے"۔۔ضرغام خان کو پیچھے کرنے کی کوشش کرتے دانت پیستے ہوئے کہا تو ضرغام خان نے گھور کر عقیدت کو دیکھا تھا

"خان تو کبھی باز نہیں آنے والا۔۔لیکن تم یہ رسمیں نمپٹا کر جلدی روم میں آنے کی کرنا۔۔ کیونکہ آج رات یہ خان تمہارے منہ سے وہ ساری تعریفیں پھر سے سننے کا ارادہ رکھتا ہے جو تم اس دن کسی اور کی شان میں کر رہی تھی"--- ایک بازو عقیدت کی کمر پر ٹکائے جبکہ بایاں ہاتھ گردن اور چہرے کے درمیان رکھتے مسکراتے ہوئے کہا تو عقیدت کو اپنے گلے میں گلٹی سی ابھرتی محسوس ہوئی

"مم۔۔میں کسی کی تعریف نہیں کر رہی۔۔اتنے کام ہیں میں تھکی ہوگی اج"۔۔خشک پڑتے ہونٹوں کو تر کرتے مدھم لہجے میں کہا تو ضرغام خان نے ہاتھ پر دباؤ بڑھاتے عقیدت کو خود میں بھینچا تھا

"میں ساری تھکن اتار دوں گا"۔۔ضرغام خان کے سلگتے ہونٹوں کی جنبش اپنے ہونٹوں پر محسوس کرتے عقیدت نے بے ساختہ اپنی سانسیں روکی تھی

چہرہ ضرغام خان کی سلگتی سانسوں کی تپش سے سرخ انگارہ ہوا تھا۔

کچھ لمحے معنی خیز خاموشی میں گزرے تو ضرغام نے نرمی سے عقیدت کو پیچھے کیا تھا

Posted On Urdu Novel Book

"میں انتظار کروں گا جلدی آنا"۔۔عقیدت کا گال تھپتھپاتے تنبیہ لہجے میں کہ کر ایک بھرپور نگاہ ڈالتے اندر کی جانب قدم بڑھائے

"اور ہاں۔۔سانس لے لو اب۔۔ابھی سانس روکنے کی ضرورت نہیں۔۔یہ کام میں رات میں خود کر لوں گا"۔۔اپنی پشت سے آتی ضرغام خان کی آواز پر عقیدت نے بوکھلا کر سانس لی تھی اور پھر سمجھ آنے پر پلٹ کر جاتے ہوئے ضرغام خان کی پشت کو گھورا تھا

---

حوریہ نے اکتا کر سیٹ کی پشت سے سر ٹکایا تھا۔

لیمن کلر کا کمر تک اتے بلاؤز کے ساتھ بے بی پنک کلر کا لہنگا جس پر لیمن اور پرپل کلر کے چھوٹے چھوٹے پھول بنے تھے۔۔لہنگے کے گھیرے پر گولڈن کلر کا بھاری کام تھا۔۔بے بی پنک کلر کا ہی کامدار دوپٹہ بائیں کندھے سے سیٹ کر کہ دائیں بازو پر رکھے۔۔گولڈن اور لائٹ پنک کلر کے امتزاج کی ڈائمنڈ جیولری پہنے۔۔مہندی لگے ہاتھوں میں رنگ برنگی چوڑیاں پہنے۔۔چہرے پر نفاست سے کیے گئے میک اپ کے ساتھ وہ انتہائی دلکش لگ رہی تھی۔

وہ اپنے ہی خیالوں میں گم تھی کہ گاڑی کا دروازہ کھلنے کی آواز پر تھوڑی پرسکون ہوئی تھی کہ شاید عقیدت آگئی

Posted On Urdu Novel Book

مگر آنکھیں ہنوز بند تھی

مگر گاڑی میں چھائی خاموشی اور اپنے حواسوں پر چھاتی مرادانہ کلون کی خوشبو پر حوریہ شاہ کے دل نے بیٹ مس کی تھی

سیٹ پر بائیں جانب رکھا ہاتھ بری طرح کپکپایا تھا

آنکھیں کو سختی سے میچتے حوریہ نے نامحسوس انداز میں اپنا ہاتھ اٹھانا چاہا مگر اس سے پہلے ہی سخت تپش زدہ مرادنہ ہاتھ کی گرفت اپنے ہاتھ پر محسوس کرتی جھٹکے سے آنکھیں کھولیں تھیں

اور اتنے دنوں بعد اپنے میسنے خان کو دیکھتے حوریہ کو اپنی روح میں سکون اترتا محسوس ہوا تھا۔

گرے آنکھیں بے ساختہ نم ہوئی تھیں

جبکہ سامنے سفید کرتا شلوار پہنے۔۔سیاہ گھنے بالوں کو جیل سے سیٹ کیے۔۔چاکلیٹ براؤن آنکھوں میں سرخی لیے۔۔عنابی ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ سجائے عائث خان جان لیوا حد تک ہنڈسم لگ رہا تھا۔۔شاید وہ اتنے دنوں بعد دکھا تھا یا پھر کہ وہ بہت کم شلوار قمیض پہنتا تھا اور جب بھی پہنتا تھا اس قدر ہی دلکش دکھتا تھا۔

عائث خان کا تو پتہ نہیں لیکن حوریہ کا اپنی نظریں اس سے ہٹانا مشکل ہو گیا تھا

Posted On Urdu Novel Book

"شوہر گھر آئیں تو اچھی بیویوں پر فرض ہے کہ محبت سے شوہر کا استقبال کریں"۔۔۔حوریہ کو یک ٹک اپنی جانب دیکھتے پا کر عائث خان نے ہاتھ بڑھا کر حوریہ کو بازو سے تھامتے اپنے سینے سے لگاتے شوخ لہجے میں کہا تو حوریہ ہڑبڑا کر ہوش میں آئی تھی۔

"اور جو شوہر اتنے دنوں تک گھر سے غائب رہے۔۔۔بیوی سے کوئی رابطہ نا رکھے اس شوہر کا استقبال کیسے کرنا چاہیے"۔۔۔عائث خان کی گردن میں منہ چھپائے شکوہ کناں لہجے میں کہا تو عائث خان نے سختی سے حوریہ شاہ کو بانہوں میں بھینچا تھا۔

"گھر نہیں تھا۔۔۔لیکن نظریں ہر لمحہ تم پر ہی تھیں۔۔۔یہ جو تمہیں اداسی کا شوق چڑھا ہوا ہے نا آج اچھے سے اتاروں گا"۔۔۔ حوریہ کو اپنے سامنے بیٹھاتے۔۔۔خود گاڑی کے دروازے سے ٹیک لگا کر حوریہ کے ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لیتے سینے پر رکھا تھا

"یہ شوق نہیں تھا خان۔۔۔میں سچ میں اداس تھی۔۔۔آپ کو"۔۔۔نم لہجے میں کہتے بری طرح ہونٹ بھینچتے چہرہ جھکایا تھا

تبھی عائث خان نے شہادت کی انگلی حوریہ کی تھوڑی پر رکھتے چہرہ اوپر کیا تھا

"آپ کو میری ذرا سی یاد بھی نہیں ائی۔۔۔کوئی ایسے بھی کرتا ہے اپنی بیوی کے ساتھ"۔۔۔ عائث خان کی لو دیتی آنکھوں میں دیکھتے شکوہ کیا تو عائث خان نے مسکرا کر سر نفی میں ہلایا تھا

Posted On Urdu Novel Book

"ایسے نہیں کرتے تو جو کرتا ہوں اس پہ بھی تمہیں اعتراض ہوتا ہے۔۔اب بتاؤ معصوم شوہر جائے تو جائے کہاں"۔۔کندھے اچکا کر کہتے حوریہ کے ہاتھ کی پشت پر ہونٹ ثبت کیے تو حوریہ نے ہونکو کی طرح عائث خان کو دیکھا تھا۔

"عائث آپ - آپ مجھے یا میرے کسی اعتراض کو کسی کھاتے میں لاتے ہی کہاں ہیں-- جو ایسے کہہ رہے ہیں - اب تک آپ نے اپنی ہی کی ہے۔۔کہاں کس بات پر میری سنی آپ نے"--- حوریہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس میسنے خان کا سر پھاڑ دیں جو پہلے خود اتنے دنوں سے غائب تھا اور اب جب آگیا تھا تو سارا الزام اس پر ڈالتے ہوئے معصوم بننے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

"مائے انوسنٹ وائفی یہ خان تمہیں اپنے کھاتے میں لاتا ہے۔۔تم بتاؤ کہاں سنوں تمہاری۔۔کیا سنانا چاہتی ہو تم۔۔بندہ اف بھی نہیں کہے گا اور سب سن لے گا چاہے اسے کچھ سمجھ نا بھی آئے۔۔اور رہی بات تمہارے اعتراضات کی تو وہ بالکل فضول ہے بالکل اس وقت تمہاری لپ اسٹک کی طرح"--- وہ جو منہ کھولے عائث خان کو سن رہی تھی۔۔ایک دم سے اسے پٹڑی سے اترتا دیکھ بوکھلا کر پیچھے ہونا چاہا لیکن اس سے پہلے ہی وہ پوری شدت سے اس کے ہونٹوں پر جھلکتا لپ اسٹک کا حشر نشر کر چکا تھا۔

Posted On Urdu
Novel Book

"عائشششش—کتنے—حد ہے کتنے بےشرم انسان ہیں آپ"—مٹھیاں بھنچے دبے دبے لہجے میں چلا کر کہا تو اپنے ہونٹوں پر انگھوٹے کی پشت پھیرتے عائث خان نے حوریہ کے تپے تپے چہرے کو دیکھتے آنکھ دبائی تھی

جس پر حوریہ نے صبر کے گھونٹ بھرتے اپنے کلچ سے ٹشو نکالتے بکھری ہوئی لپ اسٹک کو صاف کرنے کی کوشش کی تھی

"ادھر کرو میں ہیلپ کر دوں"--- ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دباتے شوخ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تو حوریہ نے گھور کر عائث خان کو دیکھا تھا

"مجھے بالکل ضرورت نہیں آپ کے اس احسان کی ---"

"ٹھیک ہے یہ والا احسان مجھے کرنا پسند نہیں—لیکن جو پہلے کیا وہ میرا فیورٹ ہے—اور وہ احسان میں ساری عمر کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں—تم بھی کیا یاد کرو گی وائفی کہ کیسا آدمی شوہر ملا ہے"—حوریہ کو جھٹکے سے اپنی جانب کھینچتے مسکرا کر کہتے ہاتھ میں تھامے سیاہ کٹر کے دانے سے بھی چھوٹی چپ کو ہاتھ بڑھا کر سیٹ اور دروازے کی درمیان والی جگہ پر لگایا تھا

جبکہ اپنی بانہوں میں مزاحمت کرتی حوریہ کو زور سے بھینچتے وہ پیچھے ہوا تھا

ایک بھرپور نگاہ حوریہ کے دلکش سراپے پر ڈالتے وہ گاڑی سے باہر نکلا تھا

Posted On Urdu Novel Book

جس پر پر کچھ لمحے پہلے شوخ مسکراہٹ تھی وہاں پر اب چٹانوں سی سختی لیے ہوا تھا

فائف۔۔آل ڈن کا میسج کرتے موبائل جیب میں رکھتے۔۔لمبے لمبے ڈنگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا

---

"بہت پیاری لگ رہی ہو تم دونوں"---عقیدت نے سلویٰ کے سر سے پیسے وارتے ہوئے کہا تو حوریہ نے مسکرا کر صبغہ کے ہاتھ پر رکھے پتے پر مہندی لگائی تھی

"تم لوگوں کو مہندی رات میں لگوانی چاہیے تھی۔۔اب اگر یہ خراب ہو گئی تو"۔۔پتے پر لگی مہندی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حوریہ نے کہا تو صبغہ نے گھور کر اسے دیکھا تھا۔

"تم انسانوں کی طرح لگاؤ گی تو نہیں خراب ہو گی"

"میں انسانوں کی طرح ہی لگاؤ گی۔۔مگر تم اگر انسانوں کی طرح بیٹھ جاؤ تب نا"۔۔صبغہ کے جواب پر حوریہ نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو صبغہ نے ناک سکوڑ کر عقیدت کو دیکھا تھا

"اس چھوٹی چیونٹی کے بھی پر نکل آئیں ہیں"۔۔حوریہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہتے قہقہ لگایا تو حوریہ نے گھور کر صبغہ کو دیکھا تھا

Posted On Urdu Novel Book

" اور تمہارے جو پر نکلیں ہوئیں ہیں نا میرے لالا ہی باندھیں گے انہیں۔۔کاٹے گے نہیں۔۔اگر کٹ گئے تو سوچو کیسی لگو گی۔۔پر کٹی کبوتری اور سوری پر کٹی صبغہ"--- سلوی شاہ کے کہنے پر عقیدت اور حوریہ کا قہقہ بے ساختہ تھا جبکہ صبغہ نے سرخ پڑتے چہرے سے ان تینوں کو گھورا تھا۔

"تمہارے لالا کو اپنی انگلی کے اشاروں پر نا چلایا تو میرا نام بھی صبغہ بالاج شاہ نہیں۔۔اور میری فکر چھوڑو اپنی کرو۔۔کیونکہ تمہارا ہونے والا شوہر صرف خان نہیں چھوٹا خان ہے-- شوہر خان ہو تو بیوی پھر بھی حوصلہ کر کہ زبان کھول لیتی ہوگی لیکن اگر چھوٹا خان ہو تو بیوی کا چپ رہنا ہی بہتر ہے۔۔کیونکہ اپنے اگے وہ کس کی سنتا ہے۔۔ویسے بھی مجھے شاہ سارے سڑیل اور ان رومینٹک لگتے اور خان سر پھرے باقی وہ ان کی بیویوں کو پتہ ہو کہ وہ کیسے ہیں رومینٹک یا ان رومینٹک"--- مٹھائی کا ٹکرا اپنے منہ میں ڈالتے کندھے آچکا کر کہا تو ارمغان خان کا سوچتے سلوی نے اپنے خشک پڑتے حلق کو تر کیا تھا۔۔ابھی تو نجانے اس خان نے کس کس بات کا غصہ نکالا تھا

ایک غلطی کم تھی جو وہ انجانے میں ایک اور کر چکی تھی۔

۔جبکہ حوریہ نے تلملا کر اور عقیدت نے گھور کر صبغہ کو دیکھا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

"تم دونوں نند بھابھی والی لڑائی بعد میں کر لینا او پہلے ڈانس کرتے ہیں"--- سامنے لڑکیوں کو ڈھولکی رکھتے اور ایک دائرے میں بیٹھتے دیکھ عقیدت نے اٹھتے ہوئے کہا تو صبغہ شاہ سر اثبات میں ہلاتی جھٹکے سے اٹھی تھی

جس پر حوریہ اور سامنے سے آتی ندا بیگم نے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا تھا

---

تم دونوں کا ہو گیا ہو تو ڈیرے پر پہنچ جاؤ—وہاں مہمان تم لوگوں کی مہندی کی رسم کے لیے آئیں ہیں—ایک دوسرے کی شکلیں دیکھنے نہیں"--- بہرام شاہ نے کمرے میں قدم رکھتے ڈریسنگ مرر کے سامنے حدائق اور بالاج شاہ کو کھڑے دیکھتے سخت لہجے میں کہا تو حدائق نے آئینے میں نظر آتے بہرام شاہ کے عکس کو دیکھتے آنکھیں گھمائی تھیں

"خود شاہ صاحب سسرال جانے کی خوشی میں ٹائم سے پہلے تیار ہو چکے ہیں اس لیے اب ہم پہ بلا وجہ حکم چلانے آگئے ہیں"--- سفید کرتا پہ پہنی نیوی بلیو واسکٹ کے بٹن کرتے ہوئے حدائق شاہ نے طنزیہ لہجے میں کہا تو بالاج شاہ نے دونوں پر خاموش نگاہ ڈالتے برش اٹھا کر بالوں کو سیٹ کیا تھا—

"شاہ صاحب اگر سسرال جا بھی رہے ہیں تو گھر والوں کی اجازت سے—تم دونوں کی طرح بنا بتائے—چھپ چھپا کر تو نہیں جاتا نا"--- حدائق اور بالاج کو کندھوں سے تھام کر تھوڑا

Posted On Urdu Novel Book

سائیڈ پر کھسکاتے آئینے کے سامنے کھڑے ہوتے اپنے کرتے کا کالر ٹھیک کرتے چڑانے والے انداز میں کہا تو حدائق نے نفی میں سر ہلایا تھا

جبکہ بالاج شاہ نے سفید کرتا پہ ڈارک بلیو ویسکوٹ کے بند بٹنوں کو جائزہ لیتی نگاہوں سے دیکھتے نفی میں سر ہلاتے انہیں کھولا تھا

بہرام شاہ نے بالوں کو سیٹ کرتے اپنے کرتے کے بازوؤں کو کہنیوں تک گولڈ کرتے۔۔ ڈارک براؤن ویسکوٹ پر پرفیوم چھڑکایا تھا

"آپ دونوں بھائی اپنی لڑائی میں مجھے مت گھسیٹے۔۔کیونکہ بالاج شاہ نا کسی کہ حکم کا محتاج ہے نا کسی کے باپ سے ڈرتا ہے جو اپنی بیوی یا اپنے سسرال جانے کے لیے چور رستے ڈھونڈتا پھرے"--- جیب سے موبائل نکالتے آئینے میں نظر آتے تینوں کے عکس کو دیکھتے پکچر کلک کرتے وہ پیچھے ہوا تو حدائق نے آبرو آچکا کر نیلی آنکھوں داد لیے بالاج شاہ کو دیکھا تھا

"ہاں بھئی۔۔آپ کا تو الگ ہی لیول ہے۔۔اور ہم ابھی اس لیول تک نہیں پہنچے نا"--- بہرام کو بازو سے پیچھے کرتے بالاج شاہ کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تو بالاج کی نظریں اپنے کندھے سے ہوتی حدائق شاہ کی مسکراتی آنکھوں پر گئی تو آبرو آچکا کر سیاہ گہری آنکھوں سے حدائق شاہ کو ایسے دیکھا جیسے کہنا چاہ رہا ہو اصل بات پر آئیں

Posted On Urdu Novel Book

"ڈھٹائی۔۔۔سائے لٹل برو ڈھٹائی کے اس لیول پر نہیں پہنچے ناہم جس پر آپ جناب ہیں"---
-- حدائق شاہ کی بات پر بہرام شاہ نے بالاج کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھتے بامشکل اپنی مسکراہٹ چھپائی تھی

"ڈھٹائی کے لیول پر پہنچنے سے بہتر اپ نے اپنے سالے سے چھپ کر چوروں کی طرح جانے والے لیول کے آپشن کو بہتر سمجھا"--- حدائق شاہ کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا تو حدائق نے گھور کر بالاج کو دیکھا تھا

"اگر تم دونوں نے نظروں کے وار سے ایک دوسرے کو ہرا دیا ہو تو اب انسانوں کی طرح ڈیرے پر پہنچو۔۔۔وہاں جا کر صرف اسٹیج پر منہ پھلا کر نہیں بیٹھ جانا میرے آنے تک انتظامات بھی دیکھ لینا۔۔۔باقی میں خود آکر دیکھ لوں گا "۔۔۔دونوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر پیچھے کرتے تنبیہ لہجے میں کہا تو دونوں نے سمجھنے کے انداز میں سر اثبات میں ہلایا تھا

"اب ایسے بھی مت دیکھو مجھے پتہ ہے کہ بہت پیارا لگ رہا ہوں"--- بالاج شاہ کو دیکھتے چھیڑنے والے انداز میں کہا تو بالاج نے گہری سانس لیتے حدائق شاہ کو دیکھا تھا

"مجھے نہیں پتہ تھا کہ ڈاکٹرز کو اپنی شادی کی اتنی خوشی ہوتی ہے کہ خوشی خوشی میں وہ اپنا مانسک سلتونت کھو بیٹھتے ہیں"--- بالاج شاہ کے نفی میں سر ہلا کر کہنے پر بہرام شاہ کا قہقہہ گونجا تو حدائق نے گھور کر دونوں کو دیکھا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

"اور مجھے بھی نہیں پتہ تھا کہ شادی سے انکار کرنے والے بالاج شاہ کو شادی کی اب اتنی خوشی ہے کہ اپنی تیاری اور حویلی کے سب انتظامات چھوڑ کر وہ مہندی کے دن اپنی بیوی کو منانے گیا ہوا تھا"--- حدائق شاہ کے قہقہ لگا کر کہنے پر بہرام شاہ نے کا قہقہ بے ساختہ تھا

"لالا ناؤ ویٹ اینڈ واچ—اب اس بات کا بدلہ نا لیا نہ تو میرا نام بھی بالاج شاہ نہیں"--- بالاج شاہ کے تلملا کر کہنے پر حدائق شاہ نے بامشکل اپنی ہنسی ضبط کرتے اسے گلے لگایا تھا جس پر بالاج شاہ نے منہ بسورتے پیچھے کرنا چاہا مگر اس سے پہلے ہی بہرام شاہ دونوں کو بازوؤں میں دبوچ چکا تھا

چلو اپنی اپنی ماؤں کے شیروں منا لو اپنی آزادی کے آخری دن کو—کل سے تو بیویوں کے مرید ہی بننا ہے ---"

"کہہ تو ایسے رہے جیسے آپ کے والی نے آپ کو بخش دینا— بالاج شاہ نے قدم باہر کی جانب بڑھاتے بہرام شاہ کی بات کا جواب دیا تو حدائق شاہ نے نفی میں سر ہلایا تھا

تم لوگوں نے اپنی پسٹلز"--- ابھی بہرام شاہ اپنی بات مکمل کرتا کہ بالاج شاہ نے پلٹتے کرتا کمر سے اٹھایا تو وہاں بندھی پسٹل دیکھ بہرام شاہ نے سر اثبات میں ہلایا تھا

جبکہ حدائق شاہ نے بھی سر اثبات میں ہلاتے قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے

———

Posted On Urdu Novel Book

یہ سب آج بھی تو ہو سکتا ہے نا۔۔سب انتظامات تو مکمل ہیں۔۔پھر کیوں کل یا پرسوں پر کام کو ڈالنا"--- بادام گل کی فون سے گونجتی جھنجھلائی ہوئی بات پر مقدس بیگم نے کوفت سے فون کو دیکھا تھا

"نام تمہارا بادام گل ہے اور عقل نام کی کوئی چیز نہیں تم میں--- میں چاہتی ہوں کہ وہ الگ الگ نہیں - ایک ہی جگہ ایک دوسرے کو تڑپتے ہوئے دیکھ کر مریں۔۔یا پھر ان کے مرنے سے پہلے ان کے درمیان ایسی غلطی فہمی پیدا کر دوں کہ کوئی چاہ کر بھی کسی دوسرے کو بچانے کی کوشش نا کرے۔۔اور یہ صرف کل یا ولیمہ والے دن ہی ممکن ہی"۔۔کچھ گھنٹے یا ایک دن ہی کی تو بات ہے۔۔جتنا خوش ہونا چاہتے ہیں ہو جائیں۔۔پھر تو نا کوئی خوشی ہوگی نا خوشی منانے والا"۔۔مقدس بیگم کے زہر بھرے لہجے پر دوسری جانب بادام گل نے ہنکارا بھرا تھا کہ تبھی دروازا کھلنے کی آواز پر مقدس بیگم نے ہڑبڑا کر فون بند کیا تھا

جبکہ اپنے سامنے شہزادوں سی شان لیے آتے ضرغام خان کے چہرے پر پھیلی نرم مسکراہٹ کو دیکھتے مقدس بیگم کو بے چینی ہوئی تھی۔

"تم ڈیرے پر نہیں گئے"--- اپنا ہاتھ تھام کر ہونٹوں سے لگاتے ضرغام خان کو دیکھتے حیرانی سے استفسار کیا تو ضرغام خان نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا تھا

Posted On Urdu Novel Book

"گیا تھا۔۔پھر مجھے خبر ملی کے میری خوشیوں میں سب سے زیادہ جس کا حق بنتا ہے وہ ابھی تک اپنے کمرے میں ہیں۔۔تو بس پھر یہ خان چلا آیا"۔۔مسکرا کر کہتے مقدس بیگم کے دائیں جانب جگہ سنبھالی تو مقدس بیگم نے ہنکارا بھرا تھا

سچ کہو کہ بیوی میکے چلی گئی تو ماں کی یاد اگئی"--- مقدس بیگم کے منہ بنا کر کہنے پر ضرغام خان نے مسکراتے ہوئے سر نفی میں ہلایا تھا

"سچ تو ہے کہ میکے چلی گئی۔۔اور آپ جانتی ہیں ماں۔۔وہ جب مجھ سے دور جاتی ہے تو مجھے لگتا ہے میرے وجود کا کوئی حصہ اپنے ساتھ لے گئی ہو۔۔اس سے دور ہو کر سکون نہیں آتا۔۔لیکن سچ تو یہ بھی ہے کہ ماں تو ماں ہوتی ہے۔۔ماں کی جگہ تو کوئی نہیں لے سکتا۔۔ اس بات سے ہم چاہے انکار کریں یا اقرار لیکن اس حقیقت کو جھٹلا نہیں سکتے"--- نرم نظروں سے مقدس بیگم کو دیکھتے سر ان کے کندھے سے ٹکایا تھا۔

خیر میری چھوڑیں یہ بتائیں آپ کو مجھ سے کتنی محبت ہے۔۔یا کب ہوئی تھی جب میں دنیا میں آگیا تھا یا آنے والا تھا"--- ضرغام خان کے سوال پر مقدس بیگم ساکت ہوئی تھی۔ گردن ترچھی کر کہ اپنے کندھے پر دھرے ضرغام خان کے سر کو دیکھا تھا

اور پھر ذہن میں ضرغام خان کے سوال کو دہرایا تھا

کب محبت ہوئی تھی۔۔یا محبت تھی ہی کب

Posted On Urdu Novel Book

دل بری طرح بے چین ہوا تھا۔۔اپنے اندر ایک عجیب سا سناٹا محسوس ہوا تھا۔

اچھا چھوڑیں۔۔ ماں کو تو اپنی اولاد سے محبت ہوتی ہی ہے۔۔کیا فضول سوال پوچھ رہا ہوں۔۔ آپ یہ بتائیں کیا آپ اب بھی خوش نہیں۔۔میری خوشی میں بھی خوش نہیں۔۔میں یقین دلاتا ہوں ماں عقیدت سے آپ کو کبھی کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔۔وہ پلٹ کر آپ کی کسی بات کا جواب بھی نہیں دے گی۔۔آپ جیسا چاہے گی میں اسے ویسا کرنے کا کہہ دوں گا۔۔ وہ مان جائے گی۔۔وہ تھوڑی جذباتی ہے بالکل آپ کے بیٹے جیسی لیکن دل کی بہت اچھی ہے"۔۔۔ مقدس بیگم کی طرف سے کوئی جواب نا پاکر بات جاری کی تو مقدس بیگم نے خاموش نظروں سے ضرغام خان کو دیکھا تھا۔

Urdu Novel Book

اگر وہ غور کرتی تو ضرغام خان کے لہجے میں گھلی نمی کو باآسانی محسوس کر سکتی تھی۔۔اگر وہ غور کرتی تو۔

--

"خوش ہوں میں۔۔۔ اور آرہی ہوں رسم میں۔۔۔ تم چلو۔۔جا کر ڈیرے پر اپنے کام سنبھالو"۔۔۔ ضرغام خان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے سنجیدہ لہجے میں کہا تو ضرغام خان نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا تھا

Posted On Urdu Novel Book

"میں نے عقیدت سے پہلے آپ سے محبت کی ہے ماں۔۔سب سے زیادہ"۔۔کھوئے کھوئے لہجے میں کہتا وہ جھٹکے سے اٹھتا وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا جبکہ مقدس بیگم نے اپنے کندھے پر نمی محسس کرتے حیرت سے چھو کر دیکھا تھا۔

زندگی میں پہلی دفعہ دل اس قدر بے چین ہو کر دھڑکا تھا کہ مقدس بیگم کو خوف محسوس ہونے لگا تھا

نظریں اپنے کپکپاتے ہاتھوں پر گئی تو کانوں میں ضرغام خان کے الفاظ گونجنے لگے تھے

خیر میری چھوڑیں یہ بتائیں آپ کو مجھ سے کتنی محبت ہے۔۔یا کب ہوئی تھی جب میں دنیا میں آگیا تھا یا آنے والا تھا۔۔۔"

اچھا چھوڑیں۔۔ماں کو تو اپنی اولاد سے محبت ہوتی ہی ہے۔۔کیا فضول سوال پوچھ رہا ہوں۔۔ آپ یہ بتائیں کیا آپ اب بھی خوش نہیں۔۔میری خوشی میں بھی خوش نہیں۔

---

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔ www.kitabnagri.xyz

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

Posted On Urdu Novel Book

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

گاڑی ایک جھٹکے سے خان حویلی کے گیٹ کے باہر رکی تو بہرام شاہ نے گردن ترچھی کر کہ روشنیوں میں نہائی خان حویلی کے کھلے گیٹ کی جانب دیکھا

گیٹ کے دونوں اطراف پانچ سے دس قدم کے فاصلے پر گارڈز بندوقیں تھامیں—اطراف میں جائزہ لیتی نظروں سے دیکھتے کھڑے تھے—

مردان خانے کا دروازہ دوسری جانب اور مردوں کے لیے مہندی کا سارا انتظام ڈیرے پر ہونے کی وجہ سے وہاں گارڈز کے علاوہ کوئی مرد موجود نہیں تھا—

Posted On Urdu Novel Book

مہندی کی رسم کے لیے لڑکیاں حویلی میں داخل ہو رہی تھی جبکہ چھوٹی بچیاں بچے گیٹ کے باہر کھیل میں مصروف تھے

"جانے سے پندرہ منٹ پہلے مجھے بتا دیجئے گا"--- اسٹیرنگ پر ہاتھ رکھے بہرام شاہ نے نا محسوس انداز میں اطراف میں نگاہ دوڑاتے—نرم لہجے میں اپنے بائیں جانب بیٹھی ثمرین بیگم سے کہا تو انہوں نے سر اثبات میں ہلایا تھا

جیسے گاڑیوں کی قطاریں لگی ہوئی ہیں مجھے لگ رہا مہمان زیادہ ہوگے عقیدت بھی بتا رہی تھی--تو مجھے لگ رہا کہ ملنے ملانے میں کافی وقت لگ جائے گا—کیا تم تب تک گاڑی میں بیٹھو رہو گے—"

"نہیں—مجھے کسی کام سے جانا ہے—اسی لیے کہا ہے کہ جب آپ فری ہونے لگے تو دس پندرہ منٹ پہلے بتا دیجئے گا تا کہ میں وقت پر پہنچ جاؤں"--- بہرام شاہ کے کہنے پر ثمرین بیگم نے سر اثبات میں ہلایا

اس سے پہلے ثمرین بیگم گاڑی کا دروازہ کھول کر نیچے اترتی کہ بہرام شاہ نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں روکتے خود گاڑی سے اتر کر ان کے لیے دروازہ کھولا

جبکہ اپنے پیچھے رکی گاڑیاں جن میں شاہ حویلی میں مہمان آئی لڑکیاں موجود تھی انہیں باہر نکلنا کا اشارہ کرتے وہ گیٹ کے باہر کھڑے گارڈز کی جانب متوجہ ہوا

Posted On Urdu Novel Book

"حویلی میں کون کون ہے"--- ویسکوٹ کے بٹن کھولتے۔۔سیاہ مقناطیسی چمک لیے آنکھوں کو اطراف میں دوڑاتے۔۔ہلکی بئیرڈ پر انگوٹھا رب کرتے سرسری لہجے میں استفسار کیا تو گارڈ نے اپنے سامنے کھڑے بہرام شاہ کو دیکھتے حلق تر کیا تھا۔

"وہ صاحب آندر اس وقت۔۔شہر سے آئیں مہمان عورتیں ہیں۔۔اور کچھ اس پاس کے گاؤں سے خان صاحب کے خاندان والوں کی عورتیں"--- اپنی بندوق کو مضبوطی سے تھامتے۔۔خشک ہونٹوں کو تر کرتے گھبرائے لہجے میں جواب دیتا وہ بہرام شاہ کے ہاتھ کے اشارے سے رکا تھا۔

"حویلی میں اس وقت مردوں میں سے کون کون ہیں۔۔اور کتنی تعداد ہوگی مہمانوں کی"-- - بہرام شاہ کی آنکھوں میں سختی اور سپاٹ لہجے کو سنتے گارڈ نے بے ساختہ قدم پیچھے لیے تھے

"زیادہ نہیں۔۔مہمانوں اور گھر والوں کو ملا کہ تقریباً-اور ملازمہ آٹھ دس ہوگی۔۔اور مرد کک۔۔کوئی نہیں صرف عورتیں"۔۔ابھی وہ اپنی بات مکمل کرتا کہ بہرام شاہ کا دایاں ہاتھ اٹھا تھا اور ایک مکے کی صورت میں گارڈ کے چہرے پر نشان چھوڑتا چلا گیا

جبکہ گارڈ لڑکھڑاتے ہوئے پیچھے دیوار سے جا لگا تھا

Posted On Urdu Novel Book

گارڈ کا مطلب حفاظت کرنے والا ہوتا ہے۔۔ حویلی میں موجود چاہے مرد ہیں یا صرف عورتیں۔۔تمہاری زمہ داری ان کی حفاظت کی ہے نا کہ ہر راہ چلتے کو ان کی تعداد بتانے کی"۔۔۔ سیاہ آنکھوں میں خون لیے دبے دبے لہجے میں دھاڑتا وہ سب کو کانپنے ہر مجبور کر گیا تھا۔

جبکہ گارڈ نے خوف سے سفید پڑتے سر اثبات میں ہلایا تھا

"اب چاہے تمہارے سامنے بہرام شاہ ہو یا ضرغام خان۔۔اس سوال کے جواب پر تمہارے منہ سے ایک لفظ نا نکلے"۔۔انگلی اٹھائے سرد لہجے میں کہا تو گارڈ نے بلا تاخیر سے ہلایا تھا

"شش۔۔شاہ صاحب جانے دیں۔۔آج پہلا دن ہے اس کا"۔۔ گارڈز کا سپروائزر جو کہ کافی سالوں سے حویلی اور ڈیرے کی حفاظت پر معمور تھا۔۔بہرام شاہ کے بارے میں سنتا تقریباً بھاگتے ہوئے وہاں آیا تھا۔

جس کی آواز سنتے بہرام شاہ نے گردن ترچھی کرتے اسے دیکھا تھا

وہ پچاس پچپن سال کا بزرگ تھا جس کی وردی کا رنگ دوسرے گارڈز کی سیاہ وردی سے مختلف سبز تھا

وہ گیٹ پر کھڑے ہو کر ڈیوٹی نہیں کرتا تھا۔۔وہ صرف گارڈز کی ڈیوٹی ٹائمنگ کو مینج کرتا اور ان کے کھانے پینے کا خیال رکھتا تھا

"آج پہلا دن ہے اور آپ نے اسے گیٹ کی ڈیوٹی پر رکھ دیا۔۔ضرغام خان کو اس کے بارے میں معلوم ہے"۔۔۔دونوں ہاتھ پیچھے کمر پر باندھتے لہجے کو حتی الامکان نرم کرتے استفسار کیا تو گارڈ نے سر اثبات میں ہلایا تھا

"جی صاحب۔۔ سردار صاحب کا ہی حکم تھا کہ اسے یہاں ڈیوٹی پر رکھا جائے۔ ہم نے تو مشورہ دیا تھا کہ ڈیرے کے باورچی خانے میں اس کی ڈیوٹی لگا دیں۔۔کھانا بنانے والوں کا بھی اعتبار نہیں۔ لیکن سردار نے انکار کر دیا۔۔"

"ہاں۔۔باورچی کھانے میں لگوا دو تاکہ سب کا ایک ساتھ ہی اوپر کا ٹکٹ کٹا دے"۔۔۔منہ میں بڑبڑاتے سر نفی میں ہلایا تھا

"اسے میری گاڑی میں بیٹھاو۔۔ اور گارڈز سے کہو شاہ صاحب کی خاص جگہ چھوڑ آئیں اسے"۔۔۔اپنی پرسنل کار کے پیچھے کھڑی گارڈز کی گاڑی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا تو گارڈ نے الجھ کر بہرام شاہ کو دیکھا تھا۔۔مگر کوئی سوال و جواب کیے بغیر آگے بڑھ کر سرخ چہرہ جھکائے کھڑے گارڈ کو بازو سے تھام کر گاڑی کی جانب رخ کیا تھا۔۔

جبکہ بہرام شاہ نے جیب سے موبائل نکالتے کان سے لگایا تھا۔۔ایک نظر گارڈز پر ڈالتا وہ اپنی گاڑی کی جانب بڑھا تھا

گاڑی میں بیٹھے وہ زن گاڑی آگے بڑھاتا وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا

Posted On Urdu Novel Book

---

ٹیرس کے دروازے کے پار سے اتی مسلسل ٹھک ٹھک کی آواز پر امتثال نے اپنی ہیزل ہنی آنکھوں میں الجھن لیے کھڑکی کی جانب دیکھا تھا

مہندی رنگ کا لہنگا پہنے جس پر گلابی رنگ کے نگینے سجے ہوئے تھے کے ساتھ فیروزی رنگ کی گولڈن اور ہلکے گلابی رنگ کے کام والی کرتی پہنے۔۔سر پر سگلابی دوپٹہ سجائے جس پر جا بجا گولڈن رنگ کے نگینے اور اطراف پر مہندی رنگ کا بھاری کام ہوا تھا۔

چہرے پر لائٹ میک اپ اور سفید کلائیوں میں سرخ گجرے پہنے۔۔ہیزل ہنی کاجل سے سجی آنکھوں میں الجھن لیے ٹیرس کے بند دروازے کی جانب دیکھا تھا۔

جہاں سے تھوڑے تھوڑے وقفے سے ٹھک ٹھک کی عجیب سی آواز آرہی تھی

یہ عائث اور حوریہ شاہ کا کمرہ تھا جہاں امتثال خان تیار ہونے کی غرض سے آئی تھی۔

جبکہ پلوشہ امتثال اور اپنے مشترکہ کمرے میں ہی تیار ہو رہی تھی

حوریہ اور امتثال کو تیار کرنے والی بیوٹیشن ایک ہی تھی اسی لیے حوریہ نے امتثال کو یہاں آکر تیار ہونے کا کہا تھا

حوریہ کے جانے کے بعد بیوٹیشن نے امتثال کو تیار کیا تھا

Posted On Urdu Novel Book

تیار کر کہ بیوٹیشن تو ملازمہ کے ساتھ باہر چلی گئی لیکن امتثال وہی صوفے پر سر ٹکا کر بیٹھ گئی تھی

ابھی تک کوئی اسے لینے نہیں آیا تھا۔صرف کشف بیگم ایک دو بار آکر اسے کھانے پینے کے لئے فروٹس اور جوس دے کر گئی تھیں

دونوں ہاتھوں سے لہنگا تھامتے وہ سنبھل کر صوفے سے اٹھتی اس جانب بڑھی تھی جہاں سے آواز آنا اب بالکل بند ہو چکی تھی

ہاتھوں میں لہنگا تھامے چھوٹے چھوٹے قدم لیتی وہ ٹیرس کے دروازے کے سامنے جا رکی تھی

Urdu Novel Book

دونوں ہاتھوں سے کھڑکی کے آگے پھیلے گرے رنگ کے کرٹنز کو جھٹکے سے پیچھے کرتی وہ کھڑکی کھول چکی تھی۔

ٹیرس کا ث کھولتے سرد ہوا کا تیز جھونکا وجود سے ٹکرایا تو امتثال کا جسم لمحے کے لیے بری طرح کپکپایا تھا۔

نظریں ٹیرس پر لگی خوبصورت لائٹس سے ہوتی حویلی کے پچھلے روشنیوں میں نہائے لان میں جا کر ٹھہر گئی

جہاں گارڈز پشت کیے ہتھیار تھامے کھڑے تھے۔

Posted On Urdu Novel Book

نظریں گارڈز سے ہوتی کھلے ستاروں سے سجے آسمان پر گئی تو امتثال خان کے ہونٹوں پر خوبصورت مسکراہٹ رینگ گئی

"اس نے کب کھڑے ہو کر دیوانوں کی طرح اس سیاہی لیے ہر جانب بکھرے آسمان کو دیکھا تھا۔۔سیاہ رنگ نے کب زندگی بھر امتثال خان کی توجہ اپنی جانب کھینچی تھی۔۔فقط تب تک جب تک وہ سیاہ رات سی گہری آنکھوں والے مغرور شہزادے کے عشق میں گرفتار نہیں ہوئی تھی۔۔ان آنکھوں کی چمک کو امتثال خان نے ہر رات ان ستاروں میں ڈھونڈا تھا اور ہر بار وہ ناکام رہی تھی۔۔اسے ان ستاروں کی چمک بھی بہرام شاہ کی سیاہ چمکتی آنکھوں کے آگے مانند لگی تھی۔

مگر وہ پھر بھی ہر رات اب پہروں سر اٹھائے محبت بھری آنکھوں میں اشتیاق لیے اس سیاہ ستاروں بھرے آسمان کو تکتی رہتی تھی

کمرے سے آتی فون کی چنگھاڑتی آواز پر وہ بری طرح چونکی تھی

نظریں بے ساختہ بائیں جانب گملوں کے پاس بکھری مٹی پر گئی تھیں جنہیں نظر انداز کرتی وہ

نفی میں سر ہلاتے--- لہنگا سنبھال کے پلٹتی کمرے میں داخل ہو کر ٹیرس کا دروازا بند کرتی کرٹینز آگے کر چکی تھی

Posted On Urdu Novel Book

جبکہ ساتھ والے کمرے کے ٹیرس کی زمین پر منہ کے بل گرے شخص کے سر سے بہتے بھل بھل خون کو نظر انداز کیے بہرام شاہ نے اس کی پشت پر بیٹھتے سر کو بالوں سے دبوچتے جھٹکے سے پیچھے کھینچا تھا کہ وہ شخص بری طرح تڑپتے نفی میں سر ہلانے کی کوشش کرتا تو سر اور جسم سے اٹھتی ٹیسو کو محسوس کرتے حرکت چھوڑ دیتا۔

---

خان حویلی سے نکلتا وہ اپنے گاڑی میں رکھے اپنے لیپ ٹاپ پر شاہ حویلی میں لگے کیمروں کی مدد سے ہر چیز کا جائزہ لیتا کچھ سوچتے خان حویلی کے مناظر لیپ ٹاپ کی سکرین پر ان کر چکا تھا۔

Urdu Novel Book

وہ بہرام شاہ تھا ہر چیز سے با خبر رہنے والا اس کے لیے خان حویلی کے کیمراز تک رہائی حاصل کرنا کبھی بھی نا ممکن نہیں تھا۔

ہر منظر کو بغور دیکھتے وہ حوریہ کے ٹیرس اور کمرے کے باہر کے مناظر پر ٹھٹھکا تھا رویورس کرتے وہ ایک کی سین کو کئی بار چلا چکا تھا۔۔جسے دیکھتے بہرام شاہ کی سیاہ آنکھوں میں سرخی اتری تھی چہرے پر چٹانوں سی سختی سجائے لیپ ٹاپ پٹکنے کے انداز میں سیٹ پر پھینکتا وہ ڈیرے کے رستے جاتی کار کو جھٹکے سے موڑ چکا تھا۔

کیونکہ لائیو ریکارڈنگ میں بظاہر نظر آتا وہ سین آج کا نہیں کل کا تھا

Posted On Urdu Novel Book

اور کچھ سین آج شام کے کچھ حصے کا تھا جسے بار بار ریپیٹ کیا جا رہا تھا۔

گاڑی کو خان حویلی سے کچھ فاصلے پر روکتا وہ جھٹکے سے نیچے اترا تھا

مگر اب وہ یکسر مختلف لباس میں تھا

بلیک پینٹ کے ساتھ بلیک لیدر کی جیکٹ اور ہاتھوں پر بلیک گلوز پہنے وہ ناک کی سید میں چلتا خان حویلی کے پچھلے حصے کی جانب آیا تھا۔

یہاں پہنچنے تک وہ اپنے ہیکر سے کہہ کر خان حویلی کے کیمراز دس منٹ کے لیے بند کروا چکا تھا

دیوار کے قریب رکتے بہرام شاہ نے ارد گرد نگاہ دوڑائی تھی

پھر چند قدم پیچھے لیتے دیوار کو دیکھتے وہ بھاگ کر جھٹکے سے دونوں ہاتھ دیوار پر رکھتا دوسری جانب کود چکا تھا۔

گرنے کی آواز سنتے جیسے ہی گارڈ وہاں بھاگ کر آیا تو چند ہی سیکنڈز میں بہرام شاہ وہاں لگے درخت کی انچائی پر چڑھتے مضبوط چوڑی ٹہنی پہ منہ کے بل لیٹتے خود کو چھپا چکا تھا۔

گارڈز کو نیچے آگے پیچھے منڈلا کر واپس جاتے دیکھ بہرام شاہ نے سامنے ٹہنی سے کچھ فاصلے پر نظر آتے کمرے کے ٹیرس کو دیکھا تھا جو کہ درخت کی ٹہنی سے تھوڑا نیچے تھا۔

تبھی پنجوں کے بل ہوتا۔۔زیرک نگاہوں سے آگے پیچھے دیکھتا وہ کنارے تک آیا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

ہاتھوں کو اٹھاتے۔۔۔ہونٹوں پر زبان پھیرتے۔۔۔آنکھوں کو چھوٹی کرتے ٹیرس پر ٹکائے دونوں بازوؤں کو دائیں بائیں کھڑا کیا تھا

تھوڑا سا ڈگمگاتے وہ ایک قدم آگے بڑھا تھا

عنابی ہونٹوں پر زبان پھیرتے بہرام شاہ کے ہونٹوں پر اسرار مسکراہٹ رینگی تھی

تبھی ایک لمحے کی تاخیر کیے بنا وہ ٹیرس پر کود چکا تھا۔

ٹیرس پر کودتے بہرام شاہ کمرے میں داخل ہوتا وہاں سے باہر نکلا تھا

حوریہ کے کمرے کے باہر آتے وہ اس سے پہلے اندر داخل ہوتا سیڑھیوں سے آتی لڑکیوں کی آواز سنتا ساتھ والے کمرے میں جاتے دروازا لاک کر چکا تھا۔

کمرے کے اطراف میں نظریں دوڑاتا وہ کھڑکی کے پاس آیا تھا۔

بنا آواز پیدا کیے ٹیرس کا دروازا کھولتے دبے قدموں سے وہ ٹیرس میں داخل ہوا تھا۔

کہ تبھی ساتھ والے ٹیرس سے آتی ٹھک ٹھک کی آواز پر بہرام شاہ نے مٹھیاں بھینچتے اپنے اشتعال پر قابو پایا تھا۔

دیوار کی اوٹ میں ہوتے وہ آگے بڑھا تھا

سر دیوار سے ٹکائے بہرام شاہ نے دوسری جانب لوگوں کی موجودگی محسوس کرنے کی کوشش کی تھی

Posted On Urdu Novel Book
مگر وہاں وقفے وقفے سے ہوتی ٹھک ٹھک کی آواز کو سنتے بہرام شاہ نے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دبایا تھا

دونوں ٹیرس کے درمیان بنی پتلی سی دیوار پر انگلیاں پھیرتے بہرام شاہ نے اپنا ہاتھ وہاں ٹکایا تھا۔

جس سے اسے اندازا ہو گیا تھا کہ وہاں جو بھی موجود ہے اس کا دیہان اس جانب نہیں ہے

نظریں سامنے نظر آتی گارڈز کی پشت پر ٹکاتے بہرام شاہ نے گردن آگے کر کہ ٹیرس کے دروازے کی جانب دیکھا تھا

جہاں چھ فٹ سے نکلتا قد آور بھاری جسامت لیے پینٹ شرٹ میں ملبوس ایک شخص پشت کیے کھڑا تھا

جس کے دائیں ہاتھ میں پسٹل تھا جسے وہ وقفے وقفے سے دیوار اور کبھی دروازے پر مار رہا تھا۔جبکہ بائیں ہاتھ میں گلاب کے پھولوں کا بکے تھا

جسے دیکھتے بہرام شاہ کے ماتھے کی رگیں تن کر واضح ہونے لگی تھی۔

تبھی اپنا بایاں ہاتھ دیوار پر ٹکاتے بہرام شاہ جھٹکے سے چھلانگ لگاتے اس جانب کودا تھا کہ سامنے کھڑے شخص نے سرعت سے رخ پلٹا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

"گھر چاہے خان کا ہے___لیکن عزت شاہ کی ہے"--- دبے دبے لہجے میں غرا کر کہتے سامنے والے کو سمجھنے کا موقع دیے بغیر بہرام شاہ نے آگے بڑھتے اپنا گھٹنا اس کے پیٹ میں مارا تھا

جس سے اس شخص کے ہاتھوں میں موجود دونوں چیزیں نیچے گرتی اس سے پہلے بہرام شاہ نے پسٹل کو پکڑتے اپنی کہنی اس کی ریڑھ کی ہڈی میں ماری تھی کہ وہ منہ کے بل گرا تھا

نیچے گرے پھولوں کو اٹھاتے بہرام شاہ نے قہر بھری نظروں سے دیکھتے ساتھ والے ٹیرس پر پھینکا تھا

تبھی نیچے گرے شخص نے ہاتھ بڑھا کر گملا اٹھانا چاہا تو بہرام شاہ نے خون آشام نظروں سے دیکھتے اپنی جیب سے انجیکشن نکالتے اس شخص کے پلٹنے سے پہلے اس کی گردن میں لگایا تھا

کہ گملا اس کے ہاتھوں سے نیچے گر کر ٹوٹتا اس سے پہلے بہرام شاہ نے اسے پکڑا تھا

لیکن گملے سے نکلتی مٹی اردگرد پھیل چکی تھی جسے ہونٹ بھینچ دیکھتے بہرام شاہ نے گردن ترچھی کیے زمین پر لیٹے ہاتھ پاؤں مارتی شخص کو دیکھا تھا

آگے بڑھ کر ایک جھٹکے سے اسے اپنگ کندھے پر اٹھاتے وہ دیوار سے دوسری جانب دھکیل چکا تھا___

Posted On Urdu Novel Book

خود بھی دوسری جانب آتے بہرام شاہ نے اپنی پیشانی پر ہاتھ پھیرتے اپنے قہر بھری نظروں سے اس شخص کو دیکھا تھا۔

تبھی آگے بڑھتے اس کے بال دائیں ہاتھ میں دبوچتے اس کا سر پوری شدت سے زمین پر مارا تھا کہ خون فوارے کی مانند سر سے نکلتا جا بجا پھیلنے لگا تھا

بہتے خون کو دیکھتے بہرام شاہ کا خون مزید کھولا تھا اسی لیے نجانے وہ کتنی بار اس شخص کا سر زمین پر مار چکا تھا۔

تبھی دروازا کھلنے کی آواز کو سنتے بہرام شاہ کے ہاتھ تھمے تھے

کراہتے ہوئے شخص کے ہونٹوں پر سختی سے ہاتھ جمائے وہ دوسری جانب موجود امتثال خان کے جانے کا انتظار کر رہا تھا۔

مگر کچھ دیر گزرنے کے بعد بھی جب وہ نا گئی تو بہرام شاہ نے مجبورا اپنی پاکٹ سے موبائل نکالتے اسے کال ملائی تھی

منہ کے بل گرے شخص کے سر سے بہتے بھل بھل خون کو نظر انداز کیے بہرام شاہ نے اس کی پشت پر بیٹھتے سر کو بالوں سے دبوچتے جھٹکے سے پیچھے کھینچا تھا کہ وہ شخص بری طرح تڑپتے نفی میں سر ہلانے کی کوشش کرتا تو سر اور جسم سے اٹھتی ٹیسو کو محسوس کرتے حرکت چھوڑ دیتا۔

Posted On Urdu Novel Book

دروازے کے بند ہونے کی آواز سنتے بہرام شاہ نے فون بند کیا تھا اور اپنے فون سے خان حویلی میں کچھ دن پہلے اپنی تعینات کیے گئے بندوں کو بلا کر اس شخص کو وہ سے غائب کرنے کا حکم دیتے وہ دوسری جانب کودا تھا

---

موبائل پر بہرام شاہ کی کال کی نوٹیفیکیشن دیکھ کر امتثال کا دل بری طرح دھڑکا تھا ہاتھ میں موبائل تھامے دھڑکتے دل سے وہ سکرین پر نظر آتے بہرام شاہ کے نام کو دیکھ رہی تھی جو آج کل اس نے ہزبینڈ ٹو بی کے نام سے سیو کیا ہوا تھا۔

فون لیے وہ آکر صوفے پر بیٹھ چکی تھی۔

انگلیاں چٹخاتے سامنے ٹیبل پر رکھے موبائل کو دیکھتی وہ عجیب کشمکش میں تھی۔

کال کروں یا نا۔۔انہوں نے کیوں کی ہوگی۔۔یا شاید غلطی سے ہوگئی ہو۔۔ورنہ وہ دوبارا کر لیتے۔۔کال کر کہ پوچھ لوں کیا"۔۔ہتھیلیوں میں چہرہ جھکائے ٹیبل کی جانب جھکتے خود سے ہی سوال جواب کرتے آخر میں نفی میں سر ہلاتی وہ صوفی کی پشت سے کمر ٹکا چکی تھی۔

ابھی کچھ ہی وقت گزارا تھا کہ موبائل کی چنگاڑتی آواز کمرے کی خاموش فضا میں گونجی تھی اسی کے ساتھ ٹیرس کے دروازے پر زور دار دستک نے امتثال خان کو اچھلنے پر مجبور کر دیا

Posted On Urdu Novel Book

سینے پر ہاتھ رکھتی دھک دھک کرتے دل سے کبھی وہ موبائل اور کبھی ٹیرس کے دروازے کو دیکھ رہی تھی۔

موبائل کی سکرین پر جگمگاتے "ہزبنیڈ ٹو بی"--- کو دیکھتے امتثال خان نے جھٹکے سے ہاتھ بڑھاتے کال اٹینڈ کرتے فون کان سے لگایا تھا

"بہرام"--- لہجے میں تڑپ لیے پکارتے وہ جھٹکے سے رکھی فروٹ باسکٹ سے بھری اٹھاتی کھڑکی کی جانب بڑھی تھی۔۔اب باہر جو بھی تھا وہ اسے چھوڑنے والی بالکل نہیں تھی۔۔اپنے ڈر کو نظر انداز کرتی مضبوط قدموں سے چلتی وہ دروازے کے سامنے آن کھڑی ہوئی تھی۔ دروازے پر ہوتی مستقل دستک پر امتثال خان نے گہری سانس لیتے موبائل کان سے ہٹایا تھا۔۔جہاں سے کال نجانے کب کی کٹ چکی تھی۔

صوفے پر اچھالتے جھٹکے سے کرٹیز پیچھے کیے تھے

سامنے کسی کو نا پا کر گلاس ڈور کھولا تھا۔۔ابھی وہ کچھ سمجھتی کہ دائیں جانب سے ایک دم کوئی نمودار ہوا تھا۔

جس پر امتثال خان نے آنکھیں بند کرتے پوری طاقت سے ہاتھ میں تھامی چھری سے اس پر وار کیا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

"سسس---- ریلیکس شاہ کی جان یہ میں ہوں—تمہارا بہرام"--- وہ جو سرپرائز کرنے کے چکر میں چھپ کر سامنے آیا تھا—

اپنی ہونے والی بیوی کی بند آنکھوں اور ہاتھ میں چھڑی دیکھ کر ابھی سنبھلتا کہ وہ اس پر وار کر چکی تھی—

تبھی چھڑی اس کے بائیں بازو کو چیرتے ہوئے گزری تھی—

اس سے پہلے امتثال خان دوبارا سے وار کرتی بہرام شاہ دائیں جانب پیچھے کو ہوتا امتثال خان کا ہاتھ تھامتے—اس کے ہونٹوں پر ہتھیلی جمائے سرگوشیانہ لہجے میں بولا تھا—

جبکہ بہرام شاہ کی آواز سنتے امتثال خان کی آنکھیں جھٹکے سے کھلی تھیں

---

"آپ کو ایسے نہیں آنا چاہئے تھا شاہ"--- بہرام شاہ کے سامنے ٹیبل پر بیٹھتے ہاتھ میں تھامے فرسٹ ایڈ باکس کو اس کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا تو بہرام شاہ نے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دباتے شوخ نظروں سے امتثال خان کو دیکھا تھا

"میں نے اندازہ لگایا کہ اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ آپ شاہ ہو یا کوئی تیس مار خان"--- اپنے زخم کی جانب بڑھتے امتثال خان کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں تھامتے—ہلکے سے جھٹکا دیتے اپنی جانب جھکایا تھا

Posted On Urdu Novel Book

جس پر سرخ پڑتے امتثال خان نے بہرام شاہ کی شوخ سیاہ چمکتی آنکھوں میں دیکھا تھا۔

"کک۔کیا مطلب"۔۔اپنا خشک پڑتا حلق تر کرتے ہاتھ چھڑاونے کی کوشش کرتے سرگوشی سے بھی کم آواز میں استفسار کیا تو بہرام شاہ کے مونچھوں تلے عنابی ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

"بیوی۔۔بیوی ہی ہوتی ہے۔۔ کوئی شاہ بھی ہو تو اسے بھی گھٹنے ٹیکنے ہی پڑتے ہیں۔۔پھر وہ چاہے بانہوں کا ہار پہنا کر استقبال کریں۔۔یا چھری سے وار کر کہ۔۔ بندے کو قبول کرنا ہی پڑتا ہے"--- نظریں ہیزل ہنی آنکھوں سے سرکتی گلال بکھرے چہرے سے ہوتی لائٹ پنک لپ اسٹک سے سجے ہونٹوں پر اکر رکی تو بہرام شاہ کو اپنے گلے میں کانٹے سے چبھتے محسوس ہوئے

ہاتھ کو جھٹکا دیتے امتثال خان کو اپنی جانب کھسکایا تھا۔۔جبکہ بائیں ہاتھ سے فرسٹ ایڈ باکس تھامتے ٹیبل پر سائیڈ پر رکھتے ہاتھ امتثال خان کے دائیں جانب ٹیبل پر ٹکایا تھا

"اگر اتنی ہی مجبوری میں قبول کرنا پڑ رہا ہے تو نا کریں۔۔میں نے کونسا عدالت میں درخواستیں لکھ ڈالیں ہیں کہ بندے کو ہر حال میں قبول ہی کرنا ہے۔۔نہیں کرنا تو نا سہی۔۔ میں کونسا روز پھولوں کے یا بانہوں کے ہار لیے استقبال کے لیے دروازے میں کھڑی ہونے والی ہوں"--- اپنے چہرے پر پڑتی بہرام شاہ کی گرم سانسوں کی تپش سے سرخ پڑتے

Posted On Urdu Novel Book

چہرے کا رخ بدلتے منہ بسور کر کہا تو بہرام شاہ نے گہری نظروں سے امتثال خان کو دیکھا تھا

تبھی امتثال خان کو سمجھنے کا موقع دیے بغیر بازو سے تھامتے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے لا کھڑا کیا تھا۔

بائیں جانب کندھے سے تھوڑا نیچے لگے کٹ کو دیکھتے بہرام شاہ نے امتثال خان کو دیکھا تھا جو انگلیاں چٹخاتے شرمندہ نظروں سے بہرام شاہ کو دیکھ رہی تھی۔

"شش۔۔شاہ تکلیف ہو گی آپ کو۔۔کیا کر رہے ہیں"--- بہرام شاہ کے ہاتھ تھامنے پر امتثال خان نے پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا تھا لیکن جب بہرام شاہ نے امتثال خان کا ہاتھ اپنے زخم پر رکھ کر دبایا تو امتثال خان نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔

"جو تکلیف مجھے اس دن ہوئی تھی امتثال خان وہ اس تکلیف کے آگے کچھ بھی نہیں"--- سیاہ آنکھوں کی چمک پل میں غائب ہوئی تھی۔۔آنکھوں میں اتری سرخی اور چہرے پر چھائی چٹانوں سی سختی دیکھتے امتثال خان نے نا سمجھی سے بہرام شاہ کو دیکھا تھا

"آئندہ تمہاری زبان سے میں کسی غیر مرد کی تعریف نا سنو۔۔نا ہی تمہاری آنکھوں میں کسی اور کے لیے ستائش دیکھو۔۔ محبت میں تمہارا دیا ہر زخم سہہ سکتا ہوں۔۔مگر محبت میں رتی برابر کیا نام کی بھی شراکت داری برداشت نہیں کر سکتا ۔۔میں اس بات کا اعتراف کرتا

Posted On Urdu Novel Book

ہوں کہ میں بہرام شاہ امتثال خان پر دل و جاں سے فدا ہے۔۔میں تمہارے لیے کسی بھی حد تک جا سکتا ہوں۔۔اگر تم۔۔امتثال خان اگر تم مجھ سے دور ہوئی تو یقین رکھو کہ بہرام شاہ سب کچھ تباہ کر دے گا"--- دایاں بازو امتثال خان کی کمر پر سختی سے ٹکاتے اپنے لہجے میں چٹانوں سی سختی لیے ایک ایک لفظ چبا کر کہتے وہ امتثال خان کے رونگھٹے کھڑے کر چکا تھا

اپنی ریڑھ کی ہڈی تک سنسناہٹ محسوس کرتے امتثال خان نے اپنی سانس روکی تھی

جبکہ بہرام شاہ نے چہرہ جھکاتے امتثال خان کے وجود سے اٹھتی دلکش خوشبو کو اپنی روح تک اترتا محسوس کیا تھا

Urdu Novel Book

تنے تاثرات ڈھیلے پڑے تو ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دباتے شوخ نظروں سے امتثال خان کی حیرت سے پھٹی آنکھوں میں دیکھا تھا۔

امتثال خان کو یک ٹک اپنی جانب دیکھتے پا کر آنکھ دبائی تو امتثال سٹپٹا کر پیچھے ہوئی تھی۔

"اور میں نے بھی آپ کے بارے میں بالکل ٹھیک اندازہ لگایا تھا"۔۔بہرام شاہ کے سینے پر ہاتھ رکھ کر پیچھے دھکیلتے ناک سکوڑ کر کہا تو بہرام شاہ نے آبرو آچکا کر امتثال خان کو دیکھا تو جو یوں سجی سنوری اس کے دل پر بجلیاں گرا رہی تھی

Posted On Urdu Novel Book

"یہی کہ آپ صرف شکل کی حد تک ہی سوبر اور شریف ہے۔۔اندر سے پورے فلرٹ اور ٹھرکی ہیں"۔۔۔ دونوں ہاتھوں میں لہنگا اٹھائے ٹیبل کی طرف جاتے منہ بسور کر کہا تو بہرام شاہ نے گھور کر امتثال خان کو دیکھا تھا جو کاٹن پر ڈیٹول لگائے بہرام شاہ کے زخم پر رکھ چکی تھی۔

"باقی کی مرہم پٹی گھر جا کر کیجئے گا شاہ صاحب۔۔ ہونے والی بیوی کے ہاتھ سے ملا زخم ہے۔۔کچھ دیر اس سے خون رسے اتنا تو بنتا ہے۔۔محبت میں تو انسان زہر کا پیالہ پی جاتا ہے۔۔یہ تو پھر ایک چھوٹا سا زخم ہے"۔۔۔ انگلی کو زخم کے اردگرد دائرے کی صورت میں ٹریس کرتے نظریں اٹھائے بہرام شاہ کی آنکھوں میں دیکھتے سرگوشی نما لہجے میں کہتے انکھ دبا کر ہلکا سا زخم دبایا تو بہرام شاہ نے بغور امتثال خان کے چہرے کو دیکھا تھا۔۔جہاں کچھ دیر پہلے زخم پر ہاتھ رکھتے وقت تکلیف کے تاثرات اس وقت کہی بھی نہیں تھے

ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دبائے گردن ترچھی کرتے بازو کو دیکھا تھا۔۔جہاں سے خون رسنا پھر سے شروع ہو چکا تھا۔

"زہر کے پیالے کا بھی سوچ لیں گے۔۔لیکن کل یہ شاہ محبت کا جام پینے کا ارادہ رکھتا ہے۔۔ بس اس کی تیاری کر لیجئے گا"۔۔امتثال خان کو سمجھنے کا موقع دیے بغیر انگھوٹے کو امتثال

خان کے ہونٹوں پر پھیرتے سرخی بکھیر کر معنی خیز لہجے میں کہا تو امتثال خان کان کی لو تک سرخی پڑتی جھٹکے سے پیچھے ہوئی تھی جسے دیکھتے بہرام شاہ نے بامشکل اپنا قہقہ ضبط کیا تھا۔ اور پھر ایک گہری نگاہ امتثال خان کے سراپے پر ڈالتا وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا

جبکہ امتثال خان نے آگے بڑھتے ٹیرس کا دروازا بند کیا تھا________

ماشاءاللہ ہماری پلوشہ تو چاند کا ٹکڑا لگ رہی ہے"۔۔۔پلوشہ کے سر پر پیار کرتے محبت بھرے لہجے میں کہا تو پلوشہ نے شرما کر سر جھکا یا

لیمن کلر کا خوبصورت شرارہ پہنے۔۔۔جس پر گولڈن اور گرین کلر کا کام اس کہ دلکشی میں اضافہ کر رہا تھا۔۔۔سر پر گرین کام دار بھاری دوپٹہ سجائے۔۔۔ہاتھوں میں بھر بھر کر مہندی لگائے۔۔۔پٹھانی نقوش والے گلابی چہرے پر لائٹ میک اپ کیے۔۔۔ خمدار پلکوں کی اوٹ میں گہری نیلی آنکھوں کو چھپائے۔۔۔ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دباتی۔۔۔ شہزادیوں سا حسن لیے وہ نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی

ثمرین بیگم نے بغور پلوشہ خان کے معصوم چاند سے روشن چہرے کو دیکھا تھا۔

وہ معصوم تھی۔۔۔اور مختلف بھی۔۔۔ان سب سے مختلف۔۔۔ اس میں حسن کے علاوہ بھی ضرور ایسا کچھ تھا کہ نظریں اس کے چہرے سے ہٹنے سے انکاری ہو جاتی تھیں۔۔۔اس کی سمندر سی گہری نیلی آنکھیں یا کچھ اور۔۔۔کچھ تو تھا۔۔۔جو راز تھا۔۔۔ کچھ تو تھا جو سامنے آنا ضروری تھا۔۔۔

Posted On Urdu Novel Book

اس کا چہرہ معصومیت لیے ہوئے تھا مگر اس کی آنکھیں کچھ اور کہہ رہی تھی۔۔کچھ ایسا کہ جو وہ نہیں سمجھ پا رہی تھیں

"حلیمہ خود نہیں آئی اپنی اکلوتی بہو کے لیے مہندی لے کر"---- مقدس بیگم کی آواز پر ثمرین بیگم نے چونک کر انہیں دیکھا تھا۔۔جو ان کے پاس سے گزرتی آگے بڑھ کر پلوشہ کے سر پر پیار کر رہی تھیں

"آنا تھا لیکن خان حویلی کی بہوؤں مہمان بن کر گئیں تھیں۔۔۔وہ ان کی مہمان نوازی میں مصروف تھی۔۔۔اور پلوشے صرف حلیمہ کی ہی بہو نہیں میری بھی ہے۔۔۔شاہ حویلی کی بہو ہے۔۔حلیمہ آئے یا میں ایک ہی بات ہے"۔۔ثمرین بیگم نرم لہجے میں گویا ہوئی تو مقدس بیگم نے ہنکارا بھرا تھا

جبکہ مبین بیگم نے کمرے میں داخل ہوتے سلام کیا تو ثمرین بیگم نے آگے بڑھ کر انہیں گلے لگایا تھا جس پر وہ جزبز ہوتی گلے لگ کر پلوشہ کی جانب بڑھی تھیں

کشف ہماری دوسری بیٹی کو تو بلاؤ۔۔۔میں اسے بھی دیکھ لوں کہ میرے بہرام کہ دلہن کیسی لگ رہی ہے۔۔۔سارا وقت تو مہمانوں کو ملنے میں لگ گیا اب رسم تک رکنا میرے لیے بہت مشکل ہے۔۔۔اسی لیے امتثال کو لے آؤ تا کہ اسے دیکھ کر پھر ہم نکلے وہاں بھی سب انتظار

Posted On Urdu Novel Book

کر رہے ہونگے"--- ثمرین بیگم صوفے پر بیٹھتی کشف بیگم سے مخاطب ہوئی تو انہوں نے دروازے کی جانب دیکھا تھا—

"بس لڑکیوں کو بھیجا ہے—آ ہی رہی ہو گی"+-- کشف بیگم کے مسکرا کر جواب دینے پر مقدس بیگم نے کینہ توز نظروں سے انہیں دیکھا تھا اور پھر ایک نظر پلوشے پر ڈالتے کمرے سے نکلتی چلی گئی جسے کشف بیگم کے ساتھ ثمرین بیگم نے بھی مکمل نظر انداز کیا تھا

---

شام ہر سو اپنے پر پھیلائے ہوئے تھی—ڈوبتے سورج کی سرخی اندھیرے میں ڈھلتے آسمان پر بکھری ہوئی تھی—

Urdu Novel Book

سر سبز پہاڑوں کے درمیان سے بہتے نیلے پانی کا شور برپا کرتا پانی کا بہاؤ چٹانوں سے ٹکراتا آگے بڑھتا جا رہا تھا—

تبھی ان پہاڑوں--- شور برپا کرتے پانی کے بہاؤ میں کسی کی دلکش ہنسی گونجی تھی

تبھی بلیک پین‌ٹ کے ساتھ سفید خون آلود شرٹ پہنے دیوانہ وار بھاگتے وہ اس ہنسی کی آواز پر رکا تھا—

جاناں--- کرب زدہ آواز میں وہ دھاڑا تھا کہ وہ گونجتی دلکش ہنسی تھم گئی تھی

Posted On Urdu Novel Book

ہر طرف خاموشی چھاگئی تھی۔۔تبھی تیز ہواؤں کے سراسرانے کی آواز پانی کے تیز بہاؤ کی آواز مزید تیز ہوئی تھی

اپنے خون آلود ہاتھوں کو نم آنکھوں سے دیکھتے وہ پھر آگے کی سمت بڑھا تھا

تمہیں پتہ ہے بالاج۔۔ لاعلاج مرض کونسا ہے"۔۔کانوں میں سرسراتی ہوئی آواز گونجی تو اس کے قدم جیسے زمین نے جکڑے تھے

خشک گلے میں جیسے کانٹے سے چبھتے محسوس ہوئے تھے۔۔گہری رات سی سیاہ آنکھیں سرخ ہوئی تھی۔۔۔ عنابی ہونٹ کپکپا کر سختی سے پیوست ہوئے تھے۔

"عشق۔۔لاحاصل کی چاہ"۔۔۔۔ پھر سے سرگوشی گونجی تھی اور فضا میں گونجتی وہ دلکش ہنسی لمحہ بہ لمحہ دور ہوتی جارہی تھی بالاج شاہ نفی میں سر ہلاتے جھٹکے سے پلٹتا دیوانہ وار اس کی جانب بڑھا تھا

تم نے مجھ سے سب چھین لیا بالاج۔۔میں کبھی معاف نہیں کروں گی"۔۔۔ حوریہ شاہ کے سسکتی آواز پر وہ جھٹکے سے رکا تھا۔

پورا جسم پسینے سے شرابور ہوا تھا۔۔آنکھوں میں بے یقینی لیے اس نے پلٹ کر حوریہ شاہ کو دیکھا تھا۔

جو گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھی۔۔۔ انگلی سے لکیریں کھینچتی بے آواز رو رہی تھی

Posted On Urdu Novel Book

قدم بری طرح ڈگمگائے تھے۔۔۔وہ لڑکھڑا کر چند قدم پیچھے ہوا تھا۔

نظریں حوریہ کے جھکے سر سے ہوتی بے چینی سے اطراف میں گھومتی اس آواز کو ڈھونڈ رہی تھی۔

ابھی وہ قدم حوریہ کی جانب بڑھاتا کہ اس کا وجود ہوا میں تحلیل ہوتا گم ہوا تھا۔

جسے دیکھتے بالاج شاہ نے اپنے بال مٹھیوں میں جکڑے تھے

"عشق۔۔۔لاحاصل کی چاہ"۔۔۔پھر سے وہی آواز گونجی تو اس بار وہ دیوانہ وار اس آواز کے پیچھے بھاگا تھا۔

آسمان پر بکھری سورج کی سرخی سیاہی میں ڈھل چکی تھی۔۔۔ہواؤں کے شور میں اضافہ ہو چکا تھا۔

تبھی بالاج شاہ کے قدم رکے تھے۔

اپنے اردگرد گھنے درخت دیکھتے اس کی نظریں۔۔۔درخت سے ٹیک لگائے بیٹھی صبغہ شاہ کے بھیگے چہرے پر گئیں تھیں

جسے دیکھتے بالاج شاہ گہرے سانس لیتے گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا تھا

"صبغہ"۔۔۔ابھی وہ اسے پکارتا کہ ہر طرف اندھیرا چھا گیا تھا

ہر چیز سیاہی میں ڈوب چکی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

"آٹھ جاؤ بالاج۔۔یہ سونے کا ٹائم نہیں ہے"--- بہرام شاہ نے بالاج شاہ کے کندھے کو ہلاتے ہوئے کہا تو اس نے نیند میں ڈوبی آنکھوں کو بامشکل کھولا تھا

نظریں بہرام شاہ کے چہرے سے ہوتی اطراف میں گھومی تھی۔۔وہ جھٹکے سے اٹھا تھا۔۔پورا جسم پسینے میں شرابور تھا

دل کی دھڑکن معمول سے زیادہ تھی

تم ٹھیک ہو"۔۔ بالاج شاہ کو سر ہاتھوں میں گرائے دیکھ بہرام شاہ نے تشویش زدہ لہجے میں پوچھا تو اس نے سر اثبات میں ہلایا تھا اور پھر گہری سانس لیتا اٹھ بیٹھا تھا۔

چہرے پر دونوں ہاتھ پھیرتا وہ خود کو کمپوز کر چکا تھا۔

"تمہیں لگتا ہے کہ تم سردار ضرغام خان کے گھر کے کیمراز بند کرواؤ گے تو اسے پتہ نہیں چلے گا۔۔ایسا نہیں ہو سکتا۔۔وہ سب جانتا ہے۔۔وہ یہ بھی جانتا ہے کہ ہم سب کیا کر رہے ہیں۔۔وہ کسی وجہ سے خاموش ہو۔۔اور گارڈ کو بھی اگر اسنے وہاں تعینات کیا ہے تو اس کے بارے میں بھی اس نے کچھ سوچا ہو گا"--- حدائق شاہ کے کہنے پر بہرام شاہ نے سر اثبات میں ہلایا تھا

جانتا ہوں میں--- لیکن میں پھر بھی اس گارڈ کو وہاں برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔اس کی نظریں حویلی میں داخل ہوتی ہر بچی پر تھی۔۔جبکہ ضرغام کے سب گارڈز عورتوں کو نظر اٹھا

کر نہیں دیکھتے-- میرا بس چلتا تو میں اس کی آنکھیں نوچ لیتا—بہرام شاہ کے سرد لہجے پر حدائق نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا

اس گارڈ کی ڈیوٹی ڈیرے پر لگا دی ہے—میرے آدمی نظر رکھے ہوئے ہیں—باقی صبح دیکھتے ہیں"--- بالاج شاہ کے کہنے پر بہرام شاہ نے سر اثبات میں ہلاتے بغور بالاج شاہ کے چہرے کو دیکھا تھا-

بعد میں پوچھنے کا ارادہ کرتے اس نے سر جھٹکا۔ تھا

تمہارا دماغ خراب تھا بالاج جو یہاں اتنی گرمی میں سو رہے تھے"--- بالاج شاہ کے پسینے سے تر کرتے کو دیکھتے حدائق شاہ نے ڈپٹنے کے انداز میں کہتے جیب سے رومال نکالتے آگے بڑھ کر اس کی گردن اور ماتھے سے پسینہ صاف کیا تھا-

"پتہ نہیں چلا لالا کب آنکھ لگ گئی"—بیسمنٹ سے باہر کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے کہا تو حدائق شاہ نے سر نفی میں ہلایا تھا

"تم بہت پیاری لگ رہی ہو صبغہ"--- دلہن بنی بیٹھی صبغہ شاہ کی پشت پر کھڑے ہوتے— آئینے میں نظر آتے صبغہ کے عکس کو دیکھتے محبت بھرے لہجے میں کہا تو صبغہ شاہ نے نظریں اٹھا کر حوریہ شاہ کو دیکھتے—نظریں اپنے عکس پر جمائی تھیں-

Posted On Urdu Novel Book

سیاہ رنگ پہنے پور پور سجی۔۔شاید وہ پہلی ہی دلہن تھی۔۔۔

"ہمم۔۔مگر میرا نصیب۔۔آئینے میں نظر آتے میرے عکس کی طرح خوبصورت نہیں۔۔اس پہنے ہوئے سیاہ لباس کی طرح تاریک ہے"۔۔ سرخ ہونٹوں کے قریب جھولتی نتھ پر انگلی پھیرتے سادہ سے لہجے میں کہتے۔۔گردن ترچھی کر کہ حوریہ شاہ کے چہرے کو دیکھا تھا

"اب تم زیادہ سوچ رہی ہو۔۔ فضول کی سوچیں چھوڑ دو۔

"اب سے چھوڑ دی۔۔اب تو اپنے سر کے سائیں کے پیچھے پڑنا ہے اور زندگی بھر اس کا پیچھا نہیں چھوڑنا"۔۔ صبغہ کے جواب پر حوریہ نے مسکراتے ہوئے سر نفی میں ہلایا تھا

"تم عائث کو سچ بتا دو حوریہ۔۔کب تک اس ڈر کے ساتھ اپنے رشتے کو لے کر چلو گی۔۔ جبکہ ایسا کچھ تھا بھی نہیں"۔۔سامنے ٹیبل سے سامان اٹھانے کے لیے بڑھتے حوریہ کے بازو پر نرمی سے ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تو حوریہ نے خاموش نظروں سے صبغہ شاہ کو دیکھا تھا۔

"سچ بولنے کی ہمت ہے مجھ میں۔۔۔ لیکن سچ بول کر اگر میں اسے کھو دوں یہ حوصلہ نہیں ہے مجھ میں۔۔ سچ بتانا آسان ہے لیکن اس سچ بتانے کے نتائج نہیں دیکھ سکتی۔۔انسان بھی محبت میں کتنا بے بس ہوتا ہے نا۔۔ کبھی رشتہ بچانے کے لیے سچ و جھوٹ بولتا ہے اور کبھی رشتہ بچانے کے لیے سچ بھی نہیں بول پاتا"۔۔۔ انگلیوں کو آپس میں الجھاتے تھکے تھکے لہجے میں جواب دیا تو صبغہ شاہ نے نرمی سے حوریہ کے دونوں ہاتھ تھامے تھے

Posted On Urdu Novel Book

"سچ سے بڑی کوئی حقیقت نہیں ہوتی حوریہ۔۔سچ بہت سی حقیقتوں کو واضح کر دیتا ہے۔۔سچ ان سب کو بھی سامنے لے آتا ہے جو آپ کے ہیں اور ان کو بھی جو نہیں ہے۔۔اسے بتاؤ اگر وہ تمہارا ہوا تو اس سچ کے ساتھ اس کی محبت بھی واضح ہو جائے گی۔۔اگر نہیں۔۔تو حوریہ عائشہ خان نہیں۔۔حوریہ شاہ بن جاؤ"--- حوریہ کے سامنے کھڑے ہوتے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا تو حوریہ نے سر اثبات میں ہلایا تھا

لیکن فلحال تو یہ سچ ہے کہ سب ہال کے لیے نکل چکی ہیں۔۔بس تم ہی رہ گئی ہو۔۔ابھی تو وہاں جا کر پھوپھو نے غصے ہونا ہے کہ جب ریڈ لہنگا تھا تو یہ کیوں پہنا۔۔ تم بھی سمجھ سے باہر ہو صبغہ"۔۔صبغہ شاہ کے لہنگے کو سنبھالتے تاسف سے کہا تو صبغہ نے مسکرا کر کندھے آچکائے تھے۔۔

---

لوگوں کی شادی ہوتی ہے تو ان کی دلہنیں تیار ہوئیں۔۔اپنی بارات کا انتظار کرتی ہیں۔۔یہاں مہمان۔۔بارات دلہیں سب انتظار کر رہے ہیں کہ کب وہ شہزادیاں تیار ہو کر آئیں اور قاضی صاحب نکاح جیسا اہم فریضہ جلد از جلد انجام دے کر گھر کو جا سکے"۔۔ غصے سے سرخ پڑتے چہرے پر سخت تاثرات سجائے۔۔منہ میں بڑبڑاتے ہونٹ سختی سے بھنچے تھے۔۔

Posted On Urdu Novel Book

ایک نظر موبائل میں نظر آتی گاڑیوں کی لوکیشن پر ڈالتے ارمغان خان نے اپنی جانب آتے ولی خان کو دیکھا تھا۔

جن کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا۔۔ مضبوط قدم جماتے اپنی بارعب شخصیت لیے وہ مہمانوں سے ملتے ارمغان خان کی جانب آرہے تھے۔

اس دشمنی نے ان کی کمر توڑ دی تھی اور ابھی اسی ختم ہوتی دشمنی کو دیکھتے وہ جیسے ایک بار پھر سے جی اٹھے تھے۔۔وہ جو ڈر اپنے پوتوں کو کھونے کا ان کے چہرے پر واضح رہتا تھا اب کہی بھی نہیں تھا۔۔سرخ و سفید پٹھانی نقوش والے چہرے پر سکون بھری مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی

جسے دیکھتے ارمغان خان کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ رینگ تھی

"اوو میرے پیارے داجی۔۔آپ بیٹھ جائیں۔۔آجائیں گی آپ کی شہزادیاں"--- ولی خان کے کندھے پر بازو پھیلاتے مسکراتے ہوئے کہا تو ولی خان نے سر اثبات میں ہلایا تھا

"آج ہم بہت خوش ہیں چھوٹے خان۔۔بہت خوش۔۔آج ولی خان کا دل کر رہا ہے کہ ان سب خوشیوں کے بدلے کوئی جان بھی مانگے تو ولی خان اپنے بچوں کی خاطر خوشی خوشی قرباں کر دے"--- خوشی سے بھرپور لہجے میں کہتے ارمغان خان کی پیٹھ تھپتھپائی تو ارمغان خان نے شکوہ کناں نظروں سے ولی خان کو دیکھا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

"آئندہ ایسی بات مت کیجئے گا داجی۔۔اور ابھی تو آپ نے چھوٹے خان کے مِنی چھوٹے خانوں کو بھی دیکھنا ہیں۔۔میری چھوٹی چھوٹی شہزادیوں نے اپنے پردادا کے کندھوں پر جھولے لینے ہیں۔۔ابھی تو آپ کے دور دور تک جانے کے کوئی چانسز نہیں"--- چہرے پر سنجیدگی طاری کرتے ہوئے کہا تو ولی خان نے گھور کر ارمغان خان کو دیکھا تھا۔

"کتنے منی خان اور چھوٹی شہزادیوں کا پلین ہے تمہارا---"

"یہی کوئی دس بارہ۔۔باقی بعد میں داجی کی بہو سے بات چیت کر کہ ڈیل فائنل"--- اپنے عقب سے آتی آواز پر غور کیے بنا۔۔داجی کو آنکھ مارتے روانی میں کہتے۔۔زبان کو یک دم بریک لگی تھی۔

جبکہ ارمغان خان کی بے شرمی پر داجی اسے غصے سے گھورتے۔۔وہاں سے پلٹ چکے تھے۔

ارمغان خان نے خشک پڑتے ہونٹوں کو تر کرتے۔۔ زبردستی مسکرانے کی ناکام کوشش کرتے پلٹ کر اپنے سامنے سرخ چہرہ لیے کھڑے بالاج شاہ کو دیکھا تھا۔

جو سیاہ رنگ کی شیروانی پہنے۔۔دونوں ہاتھ پشت پر باندھے۔۔وجیہہ چہرے پر سخت تاثرات سجائے۔۔گھور کر ارمغان خان کو دیکھ رہا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

"ہیلو بالاج لالا۔۔کتنے ہینڈسم لگ رہی۔۔ہم مم-میرا مطلب کتنے ہنڈسم لگ رہے ہیں نا۔۔ میں آتا ہوں۔۔ضرغام لالا بلا رہے مجھے شاید"--- پوری دنیا میں شاید بالاج شاہ ہی تھا جس کے سامنے ارمغان خان کی فراٹے بھرتی زبان لڑکھڑا سکتی تھی۔

بالاج شاہ کو جواب دیتے جھٹکے سے پلٹتے وہ وہاں سے نو دو گیارہ ہوا تھا۔

کتنے ہینڈسم لگ رہی"۔۔جبکہ بالاج شاہ نے ارمغان خان کے لفظ دہراتے بے ساختہ سر نفی میں ہلایا تھا

استغفراللہ۔۔بہنوئی نا بننے والا ہوتا تو گردن توڑ دیتا"--- شیروانی کے بٹنوں ہر ہاتھ پھیرتے منہ میں ہی بڑبڑاتے قدم آگے بڑھائے تھے۔

"اوو بالاج لالا۔۔ اردو خراب ہوئی بھی تو کہا۔۔ایسے سالے کے سامنے"---- دور جاتے بالاج شاہ کی پشت دیکھتے گہری سانس بھر کر کہتے ارمغان خان نے سر جھٹکا تھا

---

ان چاروں کو برائیڈل روم میں بیٹھا دیا گیا تھا

قاضی صاحب کے ساتھ عائث اور ضرغام برائیڈل روم میں آئے تھے۔۔نکاح کی کروائی انجام پائی تو مرد و خواتین دونوں جانب مبارک باد کا شور گونج اٹھا تھا۔

جبکہ چھوٹے خان کے دوست یاروں نے فائرنگ کر کہ آسمان سر پر اٹھا لیا تھا

Posted On Urdu Novel Book

ڈھول کی آواز ہال میں دور دور تک گونج رہی تھی-

"کیا تھا اگر تم ان فضول کے دوستوں کو ڈیرے پر رکھتے اور ہال میں صرف دونوں حویلی کے لوگ آتے تو ہم بھی سکون سے انجوائے کر سکتے"--- برائیڈل روم سے باہر نکلتے ضرغام خان کا بازو تھامتے روم کے پچھلے حصے کی جانب لاتے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو ضرغام خان نے بغور عقیدت شاہ کے تپے تپے چہرے کو دیکھا تھا-

گرین رنگ کی بھاری گولڈن کام دار ساڑھی پہنے--- نفاست سے کیے گئے میک اور سرخ کہ اسٹک نے حسن میں مزید اضافہ کیا تھا—گولڈن بالوں کا جوڑا بنائے—چند آوارہ لٹیں چہرے کے گرد ہالہ بنائے ہوئے تھیں---

اور ان سب کو مات دیتی سبز نگینوں سی آنکھیں اس کے حسن کو چار چاند لگا رہی تھی-

"کیسے انجوائے کرنا تھا تم نے"--- پہلو میں گرے ہاتھوں کو اپنی پر تپش گرفت میں لیتے خمار آلود لہجے میں استفسار کیا تو عقیدت شاہ نے شکوہ کناں نظروں سے ضرغام خان کو دیکھا تھا-

"پہلے اتنے دنوں بعد گھر ائیں—رات بھی ڈیرے پر رکے—اور اب یہاں آکر بھی تم میرے سامنے نہیں ہو—تم یہاں میرے سامنے نہیں ہو تو کچھ اچھا نہیں لگ رہا مجھے— تمہیں اب میرا کوئی خیال ہی نہیں ضرغام--- شوہر ہوتے ہی ایسے ہیں—بیویاں جتنی بھی

Posted On Urdu Novel Book

محبت کر لیں۔۔قدر ہی نہیں کرتے"۔۔خفا لہجے میں کہتے ہاتھ چھڑوا کر ضرغام خان کے کالر کو دنوں ہاتھوں میں دبوچا تھا۔۔جبکہ ضرغام خان نے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دباتے شوخ نظروں سے عقیدت شاہ کو دیکھتے دایاں بازو عقیدت کی کمر میں لپیٹتے جھٹکے سے رخ بدلتے عقیدت کو دیوار سے پن کیا تھا۔

"وہ تو ٹھیک ہے کہ میں تمہاری نظروں کے سامنے رہو۔۔مگر خان کی جان۔۔تم ایسے سجی سنوری میری آنکھوں کے سامنے رہو گی تو خان کے لیے خود کو روکنا مشکل ہو جائے گا۔۔ تمہارا خیال کرتے کرتے خود بے حال ہو جاؤ گا"--- ایک بازو گردن کے گرد لپیٹے جبکہ بائیں بازو کو پیچھے دیوار پر ٹکائے--- چہرہ عقیدت شاہ کے چہرے پر جھکائے ناک کو گال پر ٹریس کرتے۔۔عقیدت شاہ کی تیز چلتی سانسوں میں گہری سانس لیتے سلگتے ہونٹ شدت سے گال پر رکھے تھے -

"صص-صاف کہو کہ دوبارا جانے لگے ہو اس طرف - اس طرح بہانے مت بناؤ - اور یہ بھی بتا دو۔۔کہ خان جناب دوبارا اپنے رخ روشن کا دیدار کب کروائیں گے"۔۔ تپے تپے لہجے میں کہتے۔۔دوںوں ہاتھ ضرغام خان کے کوٹ کے بٹںوں پر جمائے ہاتھ
منہ پھلائے --ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دباتے کبھی انہیں کھولتی کبھی بند کرتی۔۔خفا خفا سی وہ ضرغام خان کو اپنے دل میں اترتی محسوس ہوئی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

"تم بھی صاف کہو نا جانِ ضرغام کہ اپنی ان اداؤں سے تم خان کی جان لینا چاہتی ہو۔۔تم ایک بار کہو۔۔میں تم پر قربان نا ہو جاؤ پھر کہنا"۔۔۔ جھٹکے سے ایک بازو کمر کے گرد لپیٹتے عقیدت کو خود میں بھینچا تھا۔

اس سے پہلے عقیدت شاہ کچھ کہتی کہ وہ پوری شدت سے ان سرخ گلاب سی پنکھڑیوں پر جھکتا چلا تھا تھا

ضرغام خان کے سلگتے ہونٹوں کا جان لیوا لمس محسوس کرتے عقیدت نے اپنے دونوں ہاتھ اس کے کندھوں پر جمائے تھے

ہونٹوں پر بڑھتی شدت اور رکتی سانسوں کو محسوس کرتے۔۔ضرغام خان کے کالر کو کھینچا تھا مگر وہ انجان بنا اسی شدت سے جھکا رہا تھا۔

اپنی گردن پر عقیدت کے ناخنوں کے بڑھتے دباؤ کو محسوس کرتے ضرغام خان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگی تھی۔۔تبھی لمحے میں پیچھے ہوتے بنا عقیدت کو سمجھنے کا موقع دیے وہ اس کا رخ بدلتا دیوار کی جانب کر چکا تھا۔

عقیدت کے بازوؤں کو پشت پر باندھتے۔۔چہرہ اس کی گردن میں چھپایا تھا۔

جبکہ پھولی ہوئی تیز سانسوں کو بامشکل قابو پاتے عقیدت شاہ نے گردن ترچھی کرتے گھور کر ضرغام خان کو دیکھا تھا۔

"ہٹو ضرغام--- چھچھورے انسان— میک اپ تو میرا خراب کر چکے ہو—اب میرا دماغ خراب مت کرو—ورنہ سر پھاڑ دوں گی تمہارا"—دبے دبے لہجے میں چلا کر کہتے خود کو چھڑوانا چاہا تو ضرغام خان نے بایاں بازو کمر سے گزارتے پہلو میں رکھا تھا
جسے محسوس کرتے عقیدت نے سختی سے آنکھیں میچتے—ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دبایا تھا
"اور تم ہمیشہ کی طرح میری نیت خراب کر چکی ہو خانم"-- خمار آلود لہجے میں کہتے ہونٹ گردن پر رکھتے—جوڑے میں قید بالوں کو جھٹکے سے پشت پر کھلا چھوڑا تھا
"جہاں اتنا انتظار کیا ہے وہاں تھوڑا سا اور انتظار کر لو خانم"—کندھوں سے تھام کر سامنے کرتے نرم لہجے میں کہا تو عقیدت شاہ نے ناک سکوڑ کر ضرغام خان کو دیکھتے سر ضرغام خان کے سینے پر ٹکایا تھا
"کروالو جتنا انتظار کروانا ہے—جب میں کرواؤں گی نا تب پتہ چلے گا خان کہ انتظار کرنا کتنا اذیت ناک ہوتا ہے"--- عقیدت شاہ کے الفاظ ضرغام خان کو اپنے سینے میں تیر کی طرح چبھتے محسوس ہوئے تھے—
ابھی وہ کچھ کہتا کہ موبائل پر آتی کال کی آواز سنتے—گہری سانس لیتے بازو عقیدت کے گرد لپیٹتے اسے خود میں بھینچا تھا—چند لمحے آنکھیں بند کیے—عقیدت شاہ کو محسوس کرتے نرمی سے پیچھے ہٹا تھا

Posted On Urdu Novel Book

دونوں ہاتھوں کے پیالے میں عقیدت کا چہرہ بھرتے۔۔انگھوٹے سے ہونٹ کے قریب بکھری لپ اسٹک کو صاف کیا تھا۔

نرمی سے ہونٹ ماتھے پر رکھتے۔۔جھٹکے سے پلٹتے وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا

جبکہ عقیدت شاہ نے پیرپٹکتے قدم برائیڈل روم کی جانب بڑھائے تھے

---

وہ چاروں سٹیج پر کھڑے اپنی دلہنوں کا انتظار کر رہے تھے کہ تبھی ہال کہ سبھی لائیٹس اف ہوئی تھی۔

سپاٹ لائٹ سامنے انٹرنس کی طرف روشن ہوئی تو۔۔۔ وہ چاروں عقیدت اور حوریہ کے ہمراہ سٹیج کی جانب آرہی تھیں

انہیں سٹیج کے قریب آتا دیکھ بہرام شاہ ان کی جانب بڑھا تھا

"بہرام لالا آپ اپنے والی کا ہاتھ پکڑیں۔۔اس کا ہاتھ تھامنے کے لیے کوئی اور ہے"۔۔بہرام شاہ نے جب اپنا ایک ہاتھ امتثال اور دوسرا سلوی کے سامنے کیا تو حوریہ شاہ نے شوخ لہجے میں کہا تو وہاں موجود سب کے چہروں پر مسکراہٹ رینگ گئیں

جبکہ سامنے دائیں جانب سے آتے عائث خان نے۔۔چاکلیٹ براؤن آنکھوں میں اشتیاق لیے حوریہ شاہ کے سجے سنورے روپ کو دیکھا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

"اب کیا منہ کھولے دیکھتے ہی رہو گے۔۔ سٹیج پر لے کر آؤ۔۔اس سے پہلے تمہارا دوسرا سالا لے آئے"۔۔ سلوی شاہ کو ٹکٹکی باندھے دیکھتے ارمغان خان کے کان میں ضرغام خان نے سرگوشی کی تو وہ سٹپٹا کر سیدھا ہوتا سلوی شاہ کی جانب بڑھا تھا

سلوی کے سامنے کھڑے ہوتے اپنی چوڑی ہتھیلی اس کے سامنے پھیلائی تو سلوی شاہ نے پلکوں کی جھالر کو مزید گراتے اپنا کپکپاتا ہاتھ ارمغان خان کی ہتھیلی پر رکھا تھا

جس پر ارمغان خان نے اپنا ہاتھ مضبوطی سے بند کیا تو سلوی شاہ کا نازک ہاتھ بری طرح لرزا تھا

ارمغان خان کے بعد حدائق شاہ پلوشہ کی جانب بڑھا تھا

کریم کلر کی شیروانی پہنے۔۔چہرے پر سنجیدہ تاثرات سجائے جبکہ آنکھوں میں چمک لیے وہ پلوشہ خان سے دو قدم کے فاصلے پر رکا تھا

گھونگھٹ سے نظر آتے پلوشہ خان کے خوبصورت چہرے کو دیکھتے حدائق شاہ کا دل بے ساختہ دھڑکا تھا

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں ۔تو

Posted On Urdu

Urdu Novel Book

پلوشہ خان کے جسم میں کپکپاہٹ محسوس کرتے عقیدت نے نرمی سے اس کا ہاتھ تھام کر حدائق شاہ کے ہاتھ پر رکھا تھا جس پر اس نے مسکرا کر سر کو خم کیا تھا

"بالاج صبعہ کو لے کر آؤ"۔۔۔ثمرین بیگم نے موبائل میں گم بالاج شاہ کے قریب کھڑے ہوتے سخت لہجے میں کہا تو بالاج شاہ نے موبائل کی سکرین سے نظریں ہٹا کر سامنے گھونٹ لیے کھڑی صبعہ شاہ کو دیکھا تھا

Posted On Urdu Novel Book

"یہاں تک آگئی ہے تو کیا سٹیج پر نہیں آسکتی — اور مجھے تو یہاں کوئی ایسا پہاڑ نظر نہیں آرہا جو وہاں تک نہیں تھا اور یہاں ہے جسے وہ پار نہیں کر سکتی"--- لاپرواہ لہجے میں کہتے نظریں دوبارا سکرین پر جمائی تھی

جبکہ ثمرین بیگم نے دانت کچکچا کر اپنی ڈھیٹ اولاد کو دیکھا تھا—

"اور تم بھی نا بھولو بالاج میں تمہاری ماں ہوں --اگر تم سیکنڈز میں نا ملے تو بالاج—جوتا اتارتے ہوئے میں کسی کا لحاظ نہیں کروں گی"--- ثمرین شاہ کے دھمکی بڑھے لہجے پر بالاج شاہ نے حیرت سے انہیں دیکھا تھا—

جو خونخوار نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی

ایک لمحے کے لیے تو اسے یقین کرنا ہی مشکل ہو گیا تھا کہ اس کی ماں اس عمر میں سب لوگوں کے سامنے ایسی دھمکی بھی دے سکتی تھی—

خیر یہ دھمکی تھی تو وہ چاہتا تھا کہ بس دھمکی تک ہی رہے کیونکہ وہ اس قدر عزت کروانے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا اسی لیے موبائل ان کی جانب بڑھاتا لمبے لمبے ڈنگ بڑھتا وہ لمحے میں صبغہ شاہ کے سامنے جا کھڑا ہوا تھا—

صبغہ شاہ کی جانب ہاتھ بڑھایا تو ابھی وہ جھجھکتے ہوئے ہاتھ بڑھاتی بالاج شاہ لمحے کی دیر کیے بغیر اس کے بازو کو اپنی نرم گرفت میں لیتا—پلٹا تھا

Posted On Urdu Novel Book

جس پر صبغہ شاہ نے سٹپٹا کر بالاج شاہ کی جانب دیکھا تھا

صوفے کے قریب لا کر نرمی سے صبغہ شاہ کو دونوں کندھوں سے تھام کر صوفے پر بٹھاتے۔۔گردن ترچھی کر کہ سائیڈ پر کھڑی اپنی ماں کو دیکھا تھا۔

اور جیسے کہا تھا اور کچھ"

جبکہ بالاج شاہ کے آنے سے پہلے ہی حوریہ نا محسوس طریقے سے وہاں سے ہٹ چکی تھی۔

---

ماں مجھے برائیڈل روم میں چھوڑ آئیں"--- رسموں کے بعد سب کو کھانے میں مصروف دیکھ کر صبغہ نے کہا تو ندا بیگم نے سر اثبات میں ہلایا تھا

Urdu Novel Book

اور ثمرین بیگم کو بتا کر وہ صبغہ کو لیے برائیڈل روم کی جانب بڑھی تھی۔

جس پر بالاج شاہ نے ایک نظر اٹھا کر برائیڈل روم کی جانب جاتی صبغہ شاہ کی پشت کو دیکھا تھا۔

اور پھر سر جھٹکتے موبائل میں مصروف ہو گیا تھا

ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ بچہ آکر بالاج شاہ کے صوفے کے قریب رکا تھا

"آپ باج ہے"۔۔بچے کے کیے گئے سوال اور اپنے نام بگاڑنے پر بالاج شاہ نے آنکھیں چھوٹی کرتے اسے گھورا تھا

Posted On Urdu Novel Book

"وہ آپ کی وائہپ بلا لی۔۔بائل گارڈن میں"۔۔۔ چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کو گھماتے چہرے کے معصوم ڈیزائن بناتے ہوئے کہا تو بالاج شاہ نے بامشکل اپنی مسکراہٹ روکی تھی۔

بچے کے بالوں کو بگاڑتے سر اثبات میں ہلایا تھا

اپنی نشست سے کھڑے ہوتے ایک طائرانہ نگاہ اردگرد دوڑائی تھی۔۔ ضرغام۔۔عائث۔۔ ارمغان۔۔حدائق اور بہرام دودھ پلائی کی رسم کے بعد واپس مردوں والی سائیڈ پر چلے گئے تھے۔

جبکہ بالاج شاہ وہی ڈھیٹوں کی طرح بیٹھا رہا تھا۔

یہاں ڈھیٹ بن کر بیٹھنا اس کے لیے بہتر آپشن تھا بجائے اس کے کہ وہاں جا کر وہ فضول لوگوں سے مبارکباد وصول کرتا اور پھر بلاوجہ کی ڈسکشن کا حصہ بنتا

وہ لمبے لمبے ڈنگ بھرتا۔۔صبغہ شاہ کا دماغ سیٹ کرنے کی نیت سے گارڈن کی جانب آیا تھا۔

"اگر تمیہاں گارڈن میں نا ہوئی۔۔ میرے ساتھ کوئی مزاق کیا تو آئی سوئیر صبغہ۔۔ جان لے لوں گا تمہاری"۔۔۔ چہرے پر سخت تاثرات سجائے۔۔ میسج ٹائپ کر کہ سینڈ کیا ہی تھا کہ کوئی اس سے بری طرح سے ٹکرایا تھا

---

Posted On Urdu Novel Book

بالاج شاہ صحیح ہے یا غلط۔۔حوریہ کو اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔۔بس اب وہ اس شخص کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔یا یوں تھا کہ اس بھیانک دن کے بعد سے وہ خود میں کبھی اتنی ہمت نہیں رکھتی تھی کہ وہ بالاج شاہ کا سامنا کر سکے

بالاج شاہ اس کے لیے مسٹر پرفیکٹ تھا۔ جس میں کوئی خامی نہیں تھی۔۔جو مکمل تھا۔۔حوریہ شاہ کا آئیڈیل۔۔لیکن وہ مسٹر پرفیکٹ کا بنایا ہوا بت بالاج شاہ نے اپنے ہاتھوں سے بری طرح توڑا تھا۔۔نا صرف وہ بت بلکہ حوریہ شاہ کا مان۔۔بھروسہ یقین اور شاید دل بھی ضروری تو نہیں دل محبت میں ہی ٹوٹے۔۔یہ تو اکثر بہت اپنے پر کیے گئے مان ٹوٹ جانے پر بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

اپنی سوچ کو جھٹکتے حوریہ شاہ نے گہری سانس لیتے سامنے گارڈن میں لگی لائٹس کو دیکھا تھا وہاں سے نکلتی وہ ہال کے بیک سائیڈ پر موجود گارڈن میں اچکی تھی

ابھی وہ پلٹتی کے پیچھے سے آتے وجود کے ساتھ بری طرح ٹکرائی تھی

کہ تبھی پیچھے موجود شخص نے بروقت حوریہ شاہ کا بازو تھامتے اسے گرنے سے بچایا تھا جبکہ حوریہ شاہ نے سختی سے آنکھیں میچتے۔۔اپنے کپکاتے ہاتھ سامنے موجود شخص کے بازوؤں پر رکھے تھے

"مم۔۔۔میں نہی۔۔۔یں کرتی محبت۔۔۔نن۔۔۔نفرت ہے مجھے تم سے شاہ۔۔۔شدید نفرت۔۔۔"۔۔۔

کانوں میں حوریہ شاہ کے سسکتے ہوئے الفاظ گونجے تو بالاج شاہ کو اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوئی تھی

نرمی سے حوریہ شاہ کے ہاتھ اپنے بازو سے ہٹاتا ابھی وہ پلٹتا کہ حوریہ شاہ نے اپنی آنکھیں کھولیں تھیں

اپنے سامنے بالاج شاہ کو دیکھتے دل دھک سے اچھل کر حلق میں آیا تھا۔

کرسٹل گرے آنکھیں پل میں آنسوؤں سے لبریز ہوئیں تھیں

جسے دیکھتے بالاج شاہ نے سختی سے ہونٹ بھینچے تھے۔

---

"بب۔بالاج"۔۔۔قدم پیچھے لیتے۔۔۔سر نفی میں ہلاتے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں کہا تو بالاج شاہ نے سختی سے مٹھیاں بھینچی تھی۔

"دیکھو حوریہ۔۔۔ڈرو مت۔۔۔میں کچھ نہیں کہہ رہا۔۔۔میں تمہارے پیچھے یہاں ایا بھی نہیں۔۔۔میں بس جا ہی رہا ہوں"۔۔۔حوریہ شاہ کے آنسوؤں سے تر ہوتے چہرے کو دیکھتے دونوں ہاتھ اٹھاتے قدم پیچھے لیتے نرم لہجے میں کہا تو حوریہ شاہ نے متلاشی نگاہوں کو اطراف میں گھمایا تھا

Posted On Urdu Novel Book

"مجھے ڈر لگتا ہے آپ سے بالاج۔۔خوف آتا ہے خدا کے واسطے میرے سامنے مت آیا کریں۔۔عائث کو مجھ سے بدگمان کرنا چاہتے ہیں نا آپ۔۔اسی لیے پیچھا کر رہے ہیں نا میرا۔۔نا کریں پلیز۔۔میں مر جاؤں گی۔۔یہ ظلم مت کیجئے گا مجھ پر۔۔میں کبھی ماضی کی بات نہیں کروں گی۔۔میں اس کے لیے آپ کو معاف بھی کر چکی ہوں۔۔اب آپ بھی مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں"--- ابھی وہ جانے کے لیے قدم اٹھاتا ہی کہ حوریہ شاہ کے الفاظوں پر وہ پتھر ہوا تھا۔

ہر لفظ پر بالاج شاہ نے خود کو شرمندگی سے زمین میں دھنستے محسوس کیا تھا

غصہ۔۔جزباتی پن میں اٹھایا گیا ایک قدم بالاج شاہ کو ساری عمر کے لیے نظریں جھکانے پر مجبور کر گیا تھا۔

شرمندگی اس قدر تھی کہ زبان سے کوئی لفظ اپنے حق میں ادا نہیں ہو پا رہا تھا۔

ہونٹ کاٹتے۔۔نظریں جھکائے۔۔آنکھوں میں نمی لیے بالاج شاہ کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

تبھی خود میں ہمت مجتمع کرتے۔۔گہری سانس لیتے نظریں جھکائے وہ حوریہ شاہ کی جانب بڑھا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

اپنی جانب آتے بالاج شاہ کو دیکھتے حوریہ پیچھے ہٹتی کہ بالاج شاہ نے نرمی سے حوریہ شاہ کی کلائی تھامتے۔۔دوقدم کے فاصلے پر رکتے اس روکا تھا

جبکہ حوریہ سانس روکے۔۔پھٹی آنکھوں سے بالاج شاہ کے ہاتھ میں اپنی کلائی دیکھ رہی تھی۔

"بہت شرمندہ ہوں۔۔اس قدر کہ لوگوں کہ بولتی بند کروانے والے بالاج شاہ کے پاس معافی کے لیے الفاظ ہی نہیں ہے۔۔مجھ سے ڈرو مت حوریہ۔۔یہ مت کہو کہ مجھ سے خوف آتا ہے۔۔تمہارے لے یہ صرف الفاظ ہوگے مگر میرے لیے یہ ایسے تیر ہیں جو میری روح تک چھلنی کر چکے ہیں۔۔تمہارا پیچھا کیا۔۔لیکن تمہیں ڈرانے کے لیے۔۔بلکہ تمہارے سامنے جھک کہ معافی مانگنے کے لیے۔۔عائث کو بدگمان نہیں کرنا چاہتا۔۔بس تم سے معافی مانگنا چاہتا ہوں۔۔یہ بھی چاہتا تھا کہ تمہاری شادی اس سے نا ہو۔۔مگر اس لیے نہیں کہ میں--- کہتے کہتے وہ رکا تھا۔۔ہاتھ میں تھامی حوریہ شاہ کی کلائی کو آزاد کیا تھا۔

میں تمہیں حاصل کرنا چاہتا تھا۔۔صرف اس لیے کہ میں تمہاری ذات پر کوئی رسک نہیں لینا چاہتا تھا۔۔میں تمہیں کسی دشمنی کو ختم کرنے کا مہرہ بنتے نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔پہلے ہی تمہارا قصوروار تھا۔۔عائث خان سے شادی کے بعد تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی تو میں خود کو کبھی معاف نا کرپاتا۔۔تم خوش ہو تو میں بھی خوش۔۔میرے سینے پر موجود شرمندگی کا بوجھ شاید ساری زندگی ختم نا ہو۔۔لیکن تم معاف کر دو گی تو میں تمہارے احسان مند رہوں گا"---

Posted On Urdu Novel Book

نظریں جھکائے۔۔ٹھہرے لہجے میں ایک ایک لفظ ادا کرتے نظریں اٹھا کر حوریہ شاہ کے آنسوؤں سے بھیگے چہرے کو دیکھا تھا۔

حوریہ شاہ کے پیلے پڑتے چہرے کو دیکھا بالاج شاہ کو تشویش ہوئی تھی۔

"حوریہ تم ٹھیک ہو"۔۔ جھجھکتے ہوئے حوریہ شاہ کا بازو تھامتے استفسار کیا تھا

کہ تبھی پیچھے سے کسی نے بالاج شاہ کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں دبوچتے۔۔حوریہ کے بازو سے ہٹاتے جھٹکے سے دور کیا تھا

"آئندہ اگر تم مجھے میری بیوی کے قریب دکھے بھی۔۔تو بالاج شاہ یاد رکھنا وہ دن تمہارا اس دنیا میں آخری دن ہوگا"۔۔۔ بالاج شاہ سنبھلتا اس سے پہلے ہی عائث خان نے دونوں ہاتھوں میں بالاج شاہ کا گریبان پکڑتے دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تو بالاج شاہ نے سختی سے ہونٹ بھینچے تھے

"تم غلط"۔۔اس سے پہلے بالاج شاہ اپنی بات مکمل کرتا کہ عائث خان کا ہاتھ اٹھا تھا اور بالاج شاہ کے چہرے پر نشان چھوڑتا گیا تھا

شیروانی کا بٹن کھولتے۔۔گردن کی پشت سے ہاتھ پھیر کر خود پر قابو کرتے بالاج شاہ نے سخت نظروں سے اپنے سامنے کھڑے عائث خان کو دیکھا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

نظریں عائث خان سے ہوتی پیچھے کھڑی صبغہ تک پہنچ گئی تو بالاج شاہ کی آنکھوں میں خون اترا تھا

جبکہ صبغہ جو بالاج شاہ کے میسج کو حیرت سے پڑھتے ــبیک ڈور سے یہاں آئی تھی حیرت سے بالاج اور عائث کو آمنے سامنے کھڑا دیکھ رہی تھی

نظریں ان دونوں سے ہوتی ہونٹوں پر ہاتھ رکھے کانپتی حوریہ ہر گئیں - اس سے پہلے صبغہ حوریہ کی جانب بڑھتی کہ عائث خان حوریہ کا بازو اپنی سخت گرفت میں لیتا ــوہاں نکلتا چلا گیا تھا

"یہ سب تم نے کیا ہے نا"---- بالاج شاہ کے سپاٹ لہجے پر صبغہ نے جاتے ہوئے عائث اور حوریہ سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا تھا-

بالاج شاہ کی سرخ وحشت زدہ آنکھوں کو دیکھتے صبغہ کو اپنی ریڑھ کی ہڈی تک سنسناہٹ محسوس ہوئی تھی

کچھ برا ہونے کا احساس رگ و پے میں سرایت کیا تھا-

"کک-کیا بالاج میں نے کچھ نہیں کیاــمیں تمہارے میسج "--- ابھی وہ اپنی بات مکمل کرتی کہ بالاج شاہ سرعت سے اس کے قریب آیا تھا

جھپٹنے کے انداز میں صبغہ کا بازو تھامتے قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے-

Posted On Urdu Novel Book

جبکہ وہ گرتی پڑتی۔۔ کبھی لہنگا سنبھالتی اور کبھی بالاج شاہ کے ہاتھ سے اپنا بازو چھڑوانے کی کوشش کرتی

مگر سب کوششیں تب ناکام ہوئی جب بالاج شاہ نے گاڑی کا دروازہ کھولتے صبغہ شاہ کو پٹکنے کے انداز میں گاڑی میں دھکا دیتے دھار سے دروازا بند کیا تھا

---

"یہ کک-کیا کر رہے ہو بالاج"--- بالاج شاہ اسے لیے اپنے فارم ہاؤس میں آیا تھا۔

صبغہ شاہ کی کسی بھی آواز پر کان دھرے بغیر وہ اسے کیے سیدھا آہنگ بیڈروم میں آیا تھا۔

کمرے میں داخل ہوتے وہ اسے کسی اچھوت کی طرح زمین پر دھکا دیتا کمرے کا دروازا بند کرنے لگا تھا۔

فرش ہر گرلے سے کئی چوڑیاں ٹوٹ کر بکھری تھیں۔۔ جسم میں اٹھتی تکلیف کو نظر انداز کرتے وہ جھٹکے سے اٹھی تھی مگر بالاج شاہ کی سرخ انگارہ ہوتی آنکھوں اور خونخوار تاثرات کو دیکھتے صبغہ کے قدم بری طرح لڑکھڑائے تھے۔

بالاج شاہ کو شیروانی اتارتے دیکھ لفظ حلق سے بامشکل نکلے تھے۔

Posted On Urdu Novel Book

"جب تم جانتی تھی کہ وہاں حوریہ ہے تو مجھے وہاں کیوں بلایا"--- زخمی شیر کی طرح دھاڑتے ایک ہی جست میں صبغہ شاہ کے قریب پہنچتے وہ اس کی گردن کو اپنے دائیں ہاتھ میں دبوچتے۔۔پیچھے دیوار سے لگا چکا تھا۔

جبکہ بالاج شاہ کے اس قدر زور سے دیوار سے لگانے پر صبغہ کو اپنا سر پھٹتا محسوس ہوا تھا۔

گردن پر بڑھتے دباؤ سے اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوئی تو صبغہ شاہ کی آنکھوں سے آنسوں لڑیوں کی مانند چہرے پر بکھرے تھے۔

"تم اس حد تک گر جاؤ گی صبغہ شاہ مجھے اندازہ بھی نہیں تھا۔ تم اس قدر گھٹیا ذہنیت مالک ہو میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا"--- گلے میں پہنے بھاری ہار کو بے دردی سے کھینچ کر اتارتے غرا کر کہتے۔۔صبغہ شاہ کو جھٹکے سے چھوڑا تھا۔

"آہہ تم نے سب برباد کر دیا صبغہ۔۔سب۔۔میں پھر سے اس کی نظروں سے گر گیا"--- بالوں کو مٹھیوں میں دبوچتے۔۔کمرے کے بیچوں بیچ کھڑے ہوتے۔۔غرا کر کہتے وہ صبغہ شاہ کی سانسیں روک چکا تھا۔

جبکہ دونوں ہاتھ ہونٹوں پر رکھ کر اپنی سسکیوں کا گلہ گھونٹتے وہ دیوار کے ساتھ بیٹھتی چلی گئی تھی

گردن سے نکلتا خون سرخ مادہ سیاہ رنگ میں جذب ہوئے جا رہا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

کپکپاتے ہاتھوں کو زمین پر رکھتے۔۔دیوار کا سہارا لیتے وہ اٹھی تھی

لڑکھڑاتے ہوئے وہ بالاج شاہ کے پیچھے جا کر کھڑی ہوئی تھی

"ایسے مت کک۔کہو بالاج مم۔۔میں مر جاؤں گی"--- صفائی نہیں دی گئی تھی۔۔سسکیوں میں التجا کی گئی تھی۔

"بہت بہتر ہو گا کہ تم مر جاؤ صبغہ شاہ۔۔تم نہیں مرو گی تو یقین جانو میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے زندہ درگور کر دوں گا۔۔اور مجھے رتی برابر بھی افسوس نہیں ہو گا"۔۔التجا کی گئی تھی۔۔ اور التجا کا گلہ بہت بری طرح گھونٹا گیا تھا

لفظ تھے کہ خنجر خون بھی نہیں بہا تھا اور پور پور لہو لہان کر گئے تھے۔

"اور مم۔میری محبت"--- شہد رنگ آنکھوں میں آنسو لیے کپکپاتے لہجے میں استفسار کیا تو بالاج شاہ نے بے دردی سے صبغہ شاہ کے بازوؤں کو اپنی گرفت میں لیا تھا

"میں لعنت بھی نہیں بھیجتا اس محبت پر"--- زہر خند لہجے میں کہتے وہ اسے پیچھے کی جانب دھکا دے چکا تھا۔

سر فرش سے ٹکرایا تھا۔ ماتھے پر لگی بندیا بری طرح ماتھے میں پیوست ہوئی تھی۔۔خون کی لڑی ماتھے سے بہتی آنکھوں تک ائی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

"میں نے تمہیں کہا تھا کہ مجھ سے جھوٹ بول کر مجھے مت مجبور کرو کہ میں ساری مروت لحاظ چھوڑ کر تمہیں بالاج شاہ بن کر جواب دوں۔۔اس غلطی کے لیے میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا"--- گھٹنا زمین پر ٹکاتے صبغہ شاہ کے بال اپنی مٹھی میں دبوچتے۔۔غرا کر کہا تو صبغہ شاہ نے آنسوؤں سے لبریز شکوہ کناں نظروں سے بالاج شاہ کو دیکھا تھا۔

"میں بھی تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی بالاج۔۔اس لیے نہیں کہ تم نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا۔۔اس لیے کہ تم نے مجھے اپنی صفائی پیش کرنے کا ایک موقع بھی نہیں دیا"--- ہونٹوں پر زخمی مسکراہٹ سجائے۔۔بالاج شاہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں جواب دیا تو بالاج شاہ نے سخت نظروں سے صبغہ شاہ کو دیکھا تھا

"مجھے اور بیوقوف مت بناؤ۔ جو لڑکی نکاح کرنے کے لیے اپنی ماں کو ہاسپٹل بھیجنے تک کا ڈرامہ کر سکتی ہے تو وہ کچھ بھی کر سکتی ہے۔۔میرے رویے میں تمہارے لیے کبھی کوئی نرمی تھی۔۔بھی تو وہ اس لیے کہ میں نے کسی رشتے سے تمہیں اپنا مانا تھا۔۔وہ نرمی تمہاری سوکالڈ محبت کی نہیں بالاج شاہ کی فطرت کی وجہ سے تھی۔۔اب تمہیں بتاؤ گا کہ بالاج شاہ اپنے ناپسندیدہ لوگوں کے ساتھ کیسا سلوک رواں رکھتا ہے"--- ایک ایک لفظ کو چبا کر کہتے۔۔ماتھے سے نکلتے خون کی لکیر پر انگوٹھا پھرتے۔۔صبغہ شاہ کی آنکھوں میں دیکھا تھا

ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ سجائے وہ جھٹکے سے اٹھتا وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا

Posted On Urdu Novel Book

عقیدت سنو۔۔بالاج بکز چلا گیا ہے۔۔اور عائث بھی شاید حوریہ کو لے گیا۔۔ ایک تو ان بچوں کو بھی کوئی پوچھنے والا نہیں۔۔بھلا یہ تک بنتی تھی۔۔اب رخصتی کا ٹائم ہے کیا کہوں جا کر میں"--- ثمرین بیگم کا بس نہیں چل رہا تھا کہ بالاج شاہ سامنے ہو اور وہ اسے سچ میں جوتا لگا دیں۔

"او ہو تائی جان۔۔کچھ نہیں ہوتا۔۔کہیں گے کہ چار چار رخصتیاں تھیں اسی لیے سب اپنی اپنی بیویوں کو لے کر جا رہے تاکہ رش کم ہو۔۔اور حوریہ ویسے بھی تھکی ہوئی تھی۔۔شاید اس لیے عائث اسے لے گیا ہو۔۔اب چل کر دوسروں کو رخصت کروائے اس سے پہلے آپ کے دوسرے بیٹے یا داماد بھی اپنی بیوی کو خود ہی رخصت کروا کر لے جائے'۔۔عقیدت کے کہنے پر کشف بیگم نے مسکراتے ہوئے سر نفی میں ہلایا تھا

"ٹھیک کہہ رہی ہے عقیدت۔۔ ویسے بھی بہت ٹائم ہو گیا۔۔گاؤں والے مہمانوں کو گاؤں واپس پہنچنے میں بھی دیر ہو جائے گی۔۔کہا بھی تھا ضرغام سے کہ اگر مہندی حویلی میں ہو گئی تو بارات بھی وہی اجائے گی۔۔مگر یہ لوگ سن لیں تو پھر نا---"

Posted On Urdu Novel Book

"چلیں جیسے بھی ہو گیا بہت اچھا ہو گیا۔۔مہمان چلے جائیں گے اگر نا بھی جا سکے تو حدائق کروالے گا انتظام"۔۔۔ کشف بیگم کے کہنے پر حلیمہ بیگم نے جواب دیا تو ان سب نے تائیدی انداز میں سر ہلایا تھا

"باقی ڈسکشن بعد میں کر لیجیے گا یہ سامان گاڑیوں میں رکھوائیں۔۔اور کریں رخصتی"۔۔۔ عقیدت نے گفٹس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو کشف بیگم نے ملازمہ کو اشارا کیا تھا۔

---

"ایمی مجھے بہت گھبراہٹ ہو رہی ہے۔۔۔"

سرخ لہنگے میں پور پور سجی۔۔۔ ہتھیلیوں کو آپس میں مسلتی۔۔نیلی آنکھوں کو امتثال خان کے چہرے پر سجائے پلوشہ خان نے سرگوشی نما لہجے میں امتثال سے کہا تو امتثال خان کا دل کیا اپنا ماتھا پیٹ لے

یہ گردان وہ صبح سے ہر دس منٹ بعد امتثال خان کے کان میں کر رہی تھی

اور اب امتثال خان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس معصومیت سے بھرپور گڑیا کے منہ پہ ٹیپ لگا دے

"مجھے بھی گھبراہٹ ہو رہی ہے۔۔میں کونسا یہاں لوڈیاں ڈال رہی ہوں"۔۔۔دونوں ہاتھ پلوشہ خان کے سامنے کرتے ہوئے کہا تو پلوشہ نے خفا نظروں سے امتثال خان کو دیکھا تھا

Posted On Urdu Novel Book

میرا مزاق مت بناؤ۔۔مجھے سچ میں ہو رہی ہے"۔۔اپنے لفظوں پر زور دیتے ہوئے کہا تو انتثال خان نے گہری سانس بھری تھی۔

"یہ دیکھو۔۔کیسے دھک کر رہا ہے۔۔جیسے ابھی سینے سے نکل کر باہر اجائے گا۔۔ تو مان لو میری جان مجھے بھی گھبراہٹ ہو رہی ہے۔۔مزاق نہیں بنا رہی تمھارا۔۔۔یہ نیچرل ہے۔۔لڑکیاں گھبراتی ہے۔۔۔اور ہمارا تو ویسے بھی گھبرانا بنتا ہی ہے"--- پلوشہ خان کا نازک ہاتھ زبردستی پکڑتے اپنے سینے پر دل کے مقام پر رکھتے ہوئے جواب دیا۔۔جبکہ آخری بات منہ میں بڑبڑاتے پیچھے ہوئی تو پلوشہ خان نے سرعت سے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچتے گود میں رکھا تھا

"ہمم۔۔۔ہمیں کیا پتہ کہ تمہارا دل گھبراہٹ سے دھک کر رہا یا خوشی کے مارے"۔۔۔ پلوشہ خان کی بڑبڑاہٹ پر انتثال خان نے حیرت سے اسے دیکھا تھا جو گود میں دھرے اپنے ہاتھوں کو دیکھنے میں محو تھی۔

"واہ۔۔۔تو پھر میں بھی یہ کیوں مانو کہ تم بھی سچ میں گھبرا رہی ہو۔۔۔کیا پتہ تمہارے دل میں بھی حدائق لالا کے بارے میں سوچتے خوشی سے لڈو پھوٹ رہے ہو--- یا کیا پتہ یہ بھی ہو سکتا کہ تم سے انتظار کرنا مشکل ہو رہا ہو اس لیے گھبراہٹ ہو رہی ہو"--- کندھے اچکائے جواب دیا تو پلوشہ خان نے حیرت سے منہ کھولے انتثال خان کو دیکھا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

"ہم نے ان کے بارے میں نہیں سوچ رہے"--- دانت کچکچاتے اپنے لفظوں پر زور دیتے ہوئے کہا تو انتثال نے آبرو آچکا کر دیکھا تھا-

"تو پھر---اگر ان کے بارے میں نہیں سوچ رہی تو پھر ایسا کیا سوچ رہی ہو جو اتنی گھبراہٹ ہو رہی ہے کہ ہتھیلیاں پسینے سے تر---اور چہرے پر اضطراب پھیلا ہوا ہے"--- آنکھیں چھوٹی کیے منہ پھلا کر کہا تو پلوشہ خان کے چہرے کے تاثرات لمحے میں تبدیل ہوئے تھے-

چہرے پر گھبراہٹ کی جگہ سنجیدگی نے احاطہ کیا تھا

ابھی انتثال کچھ کہتی کہ ضرغام خان کمرے میں داخل ہوا تھا-

انتثال اور پلوشہ خان کے قریب آتے دونوں کے سروں پر پیار کیا تو پلوشہ خان اپنا لہنگا سنبھالتی اٹھتی ضرغام خان کے سینے سے لپٹی تھی-

نیلی آنکھیں پل میں لبالب آنسوؤں سے لبریز ہوئی تھیں

"ایم سوری لالا---سوری فار ایوری تھنگ---میں نے آپ کو---ارمغان لالا کو سب کو ہرٹ کیا---پلیز مجھے معاف کر دیں"---چہرہ اٹھائیں ضرغام خان کو دیکھتے نم لہجے میں کہا تو ضرغام خان نے مسکرا کر سر نفی میں ہلایا تھا

"لالا کی جان---سب بھول جاؤ--- تم نے نا مجھے ہرٹ کیا نا ارمغان کو"--- عنابی ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے نرم لہجے میں کہا تو پلوشہ خان نے سر نفی میں ہلایا تھا

Posted On Urdu Novel Book

"نہیں لالا۔۔۔میں نے کیا ہرٹ۔۔۔اور پھر سوری بھی نہیں کیا۔۔۔مجھ میں ہمت ہی نہیں تھی سامنا کرنے کی۔۔۔میں نے یہ بھی نہیں سوچا کہ آپ ہمیشہ کہتے ہیں کہ اگر آپ کو لگے کہ آپ نے کسی کو ہرٹ کیا تو سوری کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔۔۔لیکن پھر بھی نہیں کیا۔۔۔"

"زما °کلا° °وا° – My beautiful doll–تمہاری کوئی غلطی نہیں۔۔۔ساری غلطی تو ہماری گڑیا کے اس ننھے سے دماغ کی ہے جو یہ سوچ نہیں سکا۔۔۔اس لیے جب تمہاری کوئی غلطی ہی نہیں تو سوری کس بات کا"۔۔۔ ضرغام خان کی بات کر امتثال خان نا بامشکل اپنے قہقہے کا گلہ گھونٹا تھا

"لالا اب تھوڑا خیال میرا بھی کر لیں۔۔۔میں بھی تو آپ کی چھوٹی گڑیا ہوں نا"۔۔۔۔ امتثال خان کے منہ پھلا کر کہنے پر ضرغام خان نے مسکراتے ہوئے سر جھٹکا تھا

"تم سب تو میرے جگر کے ٹکڑے ہو"۔۔۔ امتثال خان کا ہاتھ تھامتے۔۔۔اپنے برابر کھڑا کرتے ہوئے کہا تو امتثال خان کی آنکھیں شرارت سے چمکی تھیں

"ہم جگر کے ٹکڑے ہیں تو پھر عقیدت بھابھی کیا ہیں"۔۔۔مسکراہٹ چھپائے سنجیدہ لہجے میں استفسار کیا تو ضرغام خان نے گلہ کھنکارتے دونوں ہاتھ پشت پر باندھے تھے۔

Posted On Urdu Novel Book

"وہ تو ضرغام خان کے رگوں میں خون کی طرح سرائیت کرتی ہے۔۔سینے میں دل کی طرح دھڑکتی ہے۔۔جان ہے وہ ضرغام خان کی"--- دائیں ہاتھ کو پیچھے بالوں سے پھیرتے کالر ٹھیک کرتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں کہا تو امتثال خان نے بے ساختہ ماشاءاللہ کہا تھا

"دل پر پتھر رکھ کر ہی جان کہا ہوگا۔۔ورنہ دل تو چیخ چیخ کر جان کا عذاب کہنے کا کر رہا ہوگا۔۔عذاب ہی تو سمجھ لیا ہے تمہارے لالا نے جو ایسے ہر وقت جان چھڑانے کے بہانے ڈھونڈتے کبھی حویلی سے غائب رہتے ہیں اب اور کبھی گاؤں سے ہی"--- کمرے میں داخل ہوتی عقیدت شاہ نے بیک وقت ضرغام خان اور امتثال خان کو جواب دیا تو ضرغام خان نے گردن ترچھی کرتے آبرو آچکا کر سوالیہ انداز میں عقیدت شاہ کے تپے تپے چہرے کو دیکھا تھا۔

وہ جب سے واپس آیا تھا وہ بہت عجیب بی ہیو کر رہی تھی۔۔چڑچڑاہٹ اس کی باتوں سے صاف واضح ہو رہی تھی۔۔ایسی تو نہیں تھی وہ۔۔وہ مزاق کرتی تھی لیکن چڑچڑی نہیں ہوتی تھی۔

خود پر نظروں کی تپش محسوس کرتے عقیدت نے ضرغام خان کو دیکھا تھا۔۔اور ضرغام خان کو خود کو تکتا پا کر ناک سکوڑی تو ضرغام خان کے ہونٹ سیٹی کی شیپ میں گول ہوئے تھے۔

Posted On Urdu Novel Book

"رخصتی کا وقت ہو گیا ہے ــ دوسرے روم سے سلوی کو باہر لے گئے ہیں ــ اور اگر آپ کو دوسرے کاموں سے فرصت مل جائے تو یاد کروا دوں کی میں آئی تو ڈرائیور کے ساتھ تھی واپس آپ کے ساتھ جانا ہے ــ ڈرائیور کے آسرے نا چھوڑ کر چلے جائیں گا" ــ امتثال اور پلوشہ کو کہتے رخ بدل کر ضرغام خان کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے کہا تو ضرغام خان نے سر اثبات میں ہلایا تھا

"اب ایسے کیا دیکھ رہے ہیں" ــ ضرغام خان کو سنجیدگی سے خود کو تکتا پا کر استفسار کیا تو ضرغام خان کے عنابی ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے تھے ــ

"آج تمہارے انداز خالصتاً بیوی جیسے ہیں -- پہلے دشمن کے ــ پھر محبوبہ کے اور اب بیوی کے انداز میں تمہیں دیکھتے ــ دھڑکنیں سنبھالے نہیں سنبھل رہی ــ دھڑکنوں کو تو سنبھال لوں گا ــ لیکن واپسی پہ اپنے لہجے کی وضاحت کے لیے تیار ہو کر آنا" ــ ایک نظر امتثال اور پلوشہ کو آپس میں محو گفتگو دیکھتے ــ عقیدت شاہ کو ٹھہرے مدھم لہجے میں کہتے ــ ایک استحاق بھری نگاہ ڈالتے کمرے سے باہر نکلا تھا جبکہ عقیدت نے نا سمجھی سے ضرغام خان کی پشت کو دیکھا تھا ــ

رخصتی ہو چکی تھی۔۔شاہ اور خان حویلی کے لوگوں کی گاڑیاں آگے پیچھے اپنے واپسی کے رستوں کی جانب نکلی تھیں

خان فارم ہاؤس جانے والے رستے پر گامزن چھوٹے خان کی گاڑی میں مکمل سکوت چھایا ہوا تھا۔

جبکہ اتنی خاموشی میں سلویٰ شاہ کو اپنا دل کانوں میں دھڑکتا محسوس ہو رہا تھا۔

اسے لگا تھا کہ رخصتی کہ وقت کوئی اور بھی اس کے ساتھ گاڑی میں موجود ہو گا

لیکن جب اسے بیک سیٹ کی بجائے فرنٹ سیٹ پر بٹھایا گیا تو اس کا دل بری طرح کپکپایا تھا۔۔اور جب فرنٹ سیٹ کا دروازا کھول کر ارمغان خان خاموشی سے آکر اس کے ساتھ براجمان ہوا تو سلویٰ شاہ کا دل اچھل کر حلق کو آیا تھا۔

لیکن وہ چاہ کر بھی کوئی احتجاج نہیں کر سکتی تھی۔۔پہلے ہی جو کچھ وہ انجانے میں کر چکی تھی نجانے اس کی سزا یہ خان کیا سوچ بیٹھا تھا۔

ابھی وہ اپنی سوچوں میں غرق تھی کہ گاڑی کی خاموشی میں ارمغان خان کی گنگناتی ہوئی آواز گونجی تھی

جسے سنتے اور سمجھتے سلویٰ شاہ نے سختی سے آنکھیں میچی تھیں

Posted On Urdu Novel Book

"دل کے ارماں آنسوؤں میں بہہ گئے۔اوو دل کے ارمان آنسوؤں میں بہہ گئے"--- ایک ہی لائن بار بار دہراتا وہ سلویٰ شاہ کو بری طرح زچ کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ تبھی سلوی شاہ جھٹکے سے ارمغان خان کی جانب مڑی تھی۔

"سٹاپ اٹ ارمغان۔اب بس بھی کریں"--- دایاں ہاتھ ارمغان خان کے بازو پر رکھتے۔ وہ بڑی ہمت سے گویا ہوئی تو ارمغان خان نے سلویٰ شاہ کا ہاتھ اپنے بازو سے جھٹکا تھا

"ڈونٹ ٹچ میں وومن۔ورنہ دل کے ارمان کے ساتھ وہ ارمان بھی میرے ہاتھوں اپنے خون میں بہہ جائے گا۔اور تم چاہ کر بھی دونوں پر ماتم بھی نہیں کر سکو گی"۔گاڑی کی سپیڈ بڑھاتے دھاڑتے ہوئے کہا تو سلوی شاہ نے سختی سے ہونٹ بھینچے تھے۔

وہ ابھی بھی سامنے دیکھ رہا تھا۔اسٹیج پر وہ اس کے سامنے تو تھی لیکن جب وہ اس کی طرف بڑھا تھا ایک نظر دیکھتے وہ نظروں کا رخ پھیر چکا تھا۔اور پھر وہ جتنی دیر بھی ساتھ رہا ایک بار بھی سلویٰ شاہ کو نہیں دیکھا تھا۔یہ بات کسی اور نے نوٹ کی کو نا ہو لیکن سلوی شاہ کو بہت شدت سے محسوس ہوئی تھی۔وہ اس سب کو اپنا وہم سمجھ کر جھٹلا دیتی لیکن گاڑی میں بیٹھنے حتی کہ سلوی کے مخاطب کرنے پر بھی ارمغان خان نے ایک نظر اس کی طرف نہیں دیکھا تھا۔لفظوں سے زیادہ ارمغان خان کا رویہ اسے تکلیف دے رہا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

"میری بلّا سے وہ جیے یا مرے۔۔میں کیوں کروں اس کے لیے ماتم"۔۔نم ہوتے لہجے پر قابو پاتے۔۔ہمت مجتمع کر کہ جواب دیتے۔۔نظریں۔۔ارمغان کے ہاتھوں اور ماتھے کی پھولتی رگوں پر گئی تو سلوی شاہ کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوتی محسوس ہوئی تھی۔

"تم کیوں کرو گی ماتم۔۔ماتم تو چھوٹے خان کا کرنا بنتا ہے۔۔جس کی محبت اسے ٹھکرا کر کسی اور سے شادی کے لیے ہامی بھرتی ہے۔۔کسی اور مرد کی تعریفوں میں زمین آسمان ایک کرتی ہے۔۔سچ میں ماتم تو میرا کرنا بنتا ہے"--- اسٹرینگ پر ہاتھ مارتے دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تو سلوی شاہ بے ساختہ اپنی سیٹ پر سمٹی تھی۔

وہ بہت نا محسوس انداز میں ارمغان خان کے بازو کے قریب رکھا ہاتھ سرکا چکی تھی۔۔جسے وہ سامنے دیکھتے ہوئے بھی بہت آسانی سے محسوس کر گیا تھا

تبھی جبڑے بھینچتے خود پر قابو پانے کی کوشش کی تھی

گاڑی کی سپیڈ کم کرتے ایک نظر اپنے دائیں بائیں اور پیچھے آتی گارڈز کی گاڑیوں کو دیکھا تھا۔

تبھی گاڑی کی خاموش فضا میں گھٹی گھٹی سی سسکی کی آواز گونجی تھی۔۔جس پر ارمغان خان نے گردن ترچھی کرتے سر جھکائے بیٹھی سلوی شاہ کو دیکھا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

سرخ لہنگا پہنے۔۔زیوروں سے سجی--- مہندی لگے ہاتھوں کو آپس میں مسلتی۔۔سرخ لپ اسٹک سے سجے ہونٹوں کو بری دانتوں میں دبائے--- گنھی خم دار پلکوں کو سرخ عارضوں پر سایہ فگن کیے۔۔ وہ مکمل حسن کی مورت بنے ارمغان خان کے دل کے تار بری طرح چھیڑ چکی تھی۔

نظریں سرخ گالوں سے ہوتی ناک پر پہنی نتھ پر گئی تو ارمغان خان کو اپنے گلے میں گلٹی سی ابھرتی محسوس ہوئی تھی۔

ہیزل ہنی آنکھوں میں لمحے میں خمار سے سرخی اتری تھی۔

تبھی ارمغان خان نے جھٹکے سے گاڑی روکی تھی۔۔اس سے پہلے سلوی شاہ سر اٹھائے گاڑی رکنے کی وجہ پوچھتی۔۔ تبھی ارمغان خان نے جھٹکے سے سلویٰ شاہ کا بازو اپنی اپنی گرفت میں لیتے اپنی جانب کھسکایا تھا کہ وہ کٹی ہوئی ڈال کی طرح ارمغان خان کے سینے سے ٹکرائی تھی "اگر تمہاری آنکھ سے ایک بھی آنسو بہا۔۔یا ہونٹوں سے ایک بھی سسکی نکلی تو میں تمہاری ان آنکھوں کو اور اس آواز کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند کر دوں گا"--- ہیزل ہنی آنکھوں کے خمار نے لمحے میں غصے کا روپ دھارا تھا۔۔سینے میں سر اٹھاتا جذباتوں کا طوفان چپ کی چادر اوڑھے چھپ چکا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

جبکہ سلویٰ شاہ گرے آنکھوں میں حیرت لیے بے یقینی سے ارمغان خان کے اس قدر بدلے ہوئے لہجے کو دیکھ رہی تھی۔

"آپ۔۔مم۔مجھ سے ایسے بات نہیں کر سکتے"۔۔دونوں ہاتھ ارمغان خان کے سینے پر رکھتے دور ہونے کی کوشش کرتے ہوئے کہا تو ارمغان خان نے اس کوشش کو ناکام بناتے اپنا بایاں بازو سلویٰ شاہ کی کمر کے گرد حائل کیا تھا۔

"تو اب یہ تم مجھے بتاؤ گی کہ میں تم سے کس طرح سے بات کر سکتا ہوں۔۔مطلب کہ اب میری ایک دن کی دلہن مجھے یعنی کہ چھوٹے خان جو بات کرنا سکھائے گی۔۔انٹرسٹنگ"۔۔۔طنزیہ لہجے میں کہتے کمر پر دباؤ بڑھایا تو سلویٰ شاہ نے بامشکل اپنی سسکی پر قابو پایا تھا۔

"مم۔۔میرے لالا کہتے ہیں کہ بیوی کی قدر کرنی چاہیے۔۔وہ آپ کے لیے سب چھوڑ کر آتی ہے۔۔اور میں تو ایک دن کی بیوی۔۔مطلب کہ ابھی ایک دن بھی نہیں ہوا بیوی بنے۔۔تو آپ کو چاہئے کہ مجھ سے ایسے بات مت کریں نا۔۔مجھے پہلے ہی گھر والوں کی یاد آرہی ہے۔۔اور رونا بھی"۔۔نظریں جھکائے۔۔معصومیت سے مدھم لہجے میں کہتی وہ ارمغان خان کو اپنے دل میں اترتی محسوس ہوئی تھی۔

کمر پر رکھے ہاتھ پر خوبخود نرمی آئی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

"ایک دن کی بیوی نہیں۔۔۔ایک دن کی دلہن ہوتا ہے بیوقوف لڑکی۔۔۔بیوی تو ساری عمر کے لیے ہوتی ہے۔۔۔دلہن تم صرف ایک دن کے لیے بنی ہو"--- کچھ سمجھ نا آنے پر وہ سلوی شاہ کی بات پکڑتا ڈپٹنے والے انداز میں بولتے سلوی شاہ کو پیچھے کر چکا تھا

جس پر وہ جلدی سے دروزے سے جا چپکی تھی جسے دیکھتے ارمغان خان نے سختی سے اپنی مٹھیاں بھینچی تھی

لیکن ابھی وہ اسے پھر سے کچھ کہنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔

سلوی شاہ نے چاہے جیسے بھی کہا تھا لیکن اس کے الفاظ تو سچ تھے نا

وہ اپنا سب کچھ اس کے لیے چھوڑ کر آئی تھی۔۔۔وہ پہلے کیا کر چکی وہ اتنا معنی نہیں رکھتا تھا کہ جتنی یہ بات معنی رکھتی تھی کہ وہ اپنا سب کچھ ارمغان خان کے نام کرتے۔۔۔اپنے سارے اختیارات اس کے سپرد کرتی۔۔۔اس کی بیوی کی حثیت سے اس کے ساتھ تھی

اور یہ احساس ہی رگ و پے میں سرشاری کی لہر دوڑا دیتا تھا۔

وہ دل ہی دل میں ارداہ کر چکا تھا کہ اپنی ناراضگی میں وہ سلویٰ شاہ سے اس کی نئ زندگی کے خوبصورت دنوں کی خوشی نہیں چھینے گا

وہ چاہے ناراض رہے گا لیکن اسے ہرٹ نہیں کرے گا۔۔۔وہ اسے بعد میں بھی ہرٹ کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا

Posted On Urdu Novel Book

وہ بھلا اسے تکلیف دے سکتا ہے۔۔ ساتھ بیٹھی لڑکی اگر بہرام شاہ کی شہزادی ہے تو وہ ارمغان خان کے دل کی ملکہ بھی ہے۔۔جس نے اپنی پہلی نظر سے ارمغان خان کے دل کی سلطنت کو فتح کیا تھا۔

لیکن وہ اپنی ناراضگی کا بھرپور مظاہرہ کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔وہ دو دو غلطیاں کر چکی تھی۔۔ اور ان دونوں کو بھول پانا ارمغان خان کے لئے نا ممکن تھا۔۔وہ اسے جان سے مار دیتی وہ افف نا کرتا۔۔لیکن وہ محض اسے تڑپانے کے لیے کسی اور شخص کو بیچ میں لائی تھی۔۔اور یہ بات ناقابل برداشت تھی

نظریں سامنے سڑک سے ہٹاتے۔۔گردن ترچھی کرتے سلوی شاہ کو دیکھا تھا جو گاڑی کے دروازے سے ٹیک لگائے شاید سو چکی تھی

جسے دیکھتے ارمغان خان نے ہاتھ بڑھاتے سلوی شاہ کو بازو سے تھامتے اپنی جانب سرکایا تھا جس پر سلوی شاہ نے مندی مندی آنکھیں کھولتے ارمغان خان کی جانب دیکھا تھا۔۔جو خاموش نظروں سے سلوی شاہ کو دیکھتے اس کا سر اپنے بازو سے ٹکاتے اپنا بازو سلویٰ کے کندھے کے گرد حائل کر چکا تھا

سلوی شاہ کے وجود سے اٹھتی مسحور کن خوشبو کو محسوس کرتے ارمغان خان نے گہری سانس بھرتے اپنے جذبات پر قابو پایا تھا

Posted On Urdu Novel Book

ہال سے واپسی پر وہ لوگ گاوں نہیں گئے تھے۔۔بلکہ ہال سے ہی
شاہ حویلی والے اسلام آباد میں موجود بہرام شاہ کے محل نما بنگلے میں آ گئے تھے۔
کچھ رسموں کے بعد حلیمہ بیگم پلوشہ خان کو حدائق شاہ کے کمرے میں چھوڑ گئی تھی۔
ان کے جانے کے بعد پلوشہ خان نے گھونگھٹ اٹھاتے۔۔نظریں اطراف میں گھمائی تھیں۔
آف وائٹ پینٹ کی دیواریں۔۔ٹیرس کے دروازے کو چھپائے۔۔ڈارک بلیو کلر کے کرٹنز۔۔
سفید ہی صوفہ اور اس پر رکھے بلیو کشنز سرخ گلاب کی پتیوں سے ڈھکے ہوئے تھے۔۔صوفہ کے آگے بچھی گلاس ٹیبل گلاب کے پھولوں اور رنگ برنگی موم بتیوں سے جگمگا رہی تھی۔۔
کمرے کی دہلیز سے لے کر بیڈ۔۔سائیڈ ٹیبل۔۔صوفی ڈریسنگ نیز ہر چیز گلاب کی سرخ پتیوں سے ڈھکی ہوئی تھی۔
لہنگا سنبھالتے پلوشہ خان نے قدم زمین پر رکھے تھے۔۔ٹھنڈی ٹھنڈی نرم پتیوں پر پاؤں رکھتے سکون کی ٹھنڈی لہر وجود میں سرائیت کی تھی جسے نظر انداز کرتی وہ دوسرا پاؤں بھی زمین پر رکھ چکی تھی۔
اطراف میں نظریں دوڑاتے اپنے ہاتھ کی چند مٹھی کو دیکھا تھا۔۔اور پھر ایشنظر سائیڈ ٹیبل پر رکھے دودھ کے گلاس کو

Posted On Urdu Novel Book

ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دباتے پلوشہ خان نے کمرے کے بند دروازے کو دیکھا تھا۔۔اور پھر دروازے کی جانب پشت کرتی وہ دودھ کے گلاس کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔

مٹھی میں دبے سفید کاغذ کو کھولتے۔۔کاغذ میں موجود پاؤڈر کو دودھ میں ملایا تھا

جبکہ یہ سب کرتے ہوئے پلوشہ خان کے ہمہ وقت نظر آتے معصوم چہرے پر چٹانوں سی سختی تھی۔

چہرہ ہر تاثر سے عاری تھا۔

خالی کاغذ کو واشروم میں جا کر فلش میں پھینکتی وہ واپس وہی آکر کھڑی ہوئی تھی۔

دودھ کے گلاس کو ڈھکتی ابھی وہ پلٹتی کہ کلک کے ساتھ دروازا کھلنے اور بند ہونے کی آواز کمرے میں گونجی تھی۔۔جسے سنتے وہ اپنی جگہ ساکت ہوئی تھی۔

کمرے میں پھیلی پھولوں کی خوشبو میں مردانہ کلون کی خوشبو شامل ہوئی تو پلوشہ خان کو اپنی ہتھیلیاں پسینے میں بھگیتی محسوس ہوئی تھی۔

ماتھے پر پسینے کے ننھے ننھے قطرے نمودار ہوئے تو پلوشہ خان نے نامحسوس انداز میں ہاتھ کی پشت سے انہیں صاف کیا تھا

"اہمم۔۔انتظار کے لیے معذرت جاناں"--- اپنی پشت سے آتی حدائق شاہ کی گھمبیر آواز کو سنتے پلوشہ خان کا دل بری طرح سکڑا تھا

Posted On Urdu Novel Book

"پہلے اتنے سال انتظار کر چکا ہوں—اور ہر سال میں صدیوں کا ہجر کاٹا ہے حدائق شاہ نے— اب میں مزید انتظار میں وقت برباد نہیں کرنا چاہتا"—کچھ لمحے تو وہ پلوشہ خان کی پشت دیکھتے اس کے جواب کا منتظر رہا مگر پلوشہ خان کو ویسے ہی کھڑے دیکھتے حدائق شاہ نے ہاتھ بڑھاتے پلوشہ خان کو بازو سے تھامتے جھٹکے سے رخ اپنی جانب کرتے سینے سے لگایا تھا—

حدائق شاہ کے حصار میں وہ بری طرح مچلی تھی جسے نظر انداز کرتے حدائق شاہ اسے خود میں بھنچیتا—پلوشہ خان کے وجود سے دلکش خوشبو کو سانسوں کے رستے دل میں اتارتا نرمی سے پیچھے ہوا تھا—

Urdu Novel Book

سرخ لہنگے میں سر سے لے کر پاؤں تک پور پور سجی--- مہندی سے رچے ہاتھ—کنگن اور چوڑیوں سے سجی کلائیاں—گلے اور کانوں میں بھاری زیور—ناک میں پہنی نتھ کے نیچے کپکپاتے سرخ ہونٹ—پٹھانی گلال بکھرے گالوں پر بکھری لالی—نیلی سمندر سی گہری آنکھوں پر سایہ فگن خمدار پلکیں—وہ صرف حسین نہیں - جان لیوا حد تک حسین تھی"

حدائق شاہ کے ہاتھ بے خودی کے عالم میں پلوشہ خان کے گرد حائل ہوئے تھے—جس پر پلوشہ نے گھبرا کر اپنے گرد حائل ہوتے حدائق شاہ کے ہاتھوں کو دیکھا تھا—

Posted On Urdu Novel Book

وہ بے ساختہ لڑکھڑاتے ہوئے ایک قدم پیچھے ہوئی تھی جس پر حدائق شاہ نے ایک قدم پلوشہ خان کی جانب بڑھایا تھا۔

"کچھ کہو گی نہیں"۔۔۔ناک میں پہنی نتھ کو نرمی سے ہونٹوں سے چھوتے خمار آلود لہجے میں کہا تو پلوشہ خان نے اپنے دونوں ہاتھ حدائق شاہ کے سینے پر رکھتے اسے اپنے چہرے پر جھکنے سے نامحسوس انداز میں روکا تھا

جس پر حدائق شاہ نے آبرو آچکا کر سوالیہ انداز میں پلوشہ خان کو دیکھا تھا۔

"کک۔۔۔کیا کہوں"۔۔۔خشک پڑتے ہونٹوں کو تر کرتے مدھم لہجے میں کہا تو حدائق شاہ نے کمر پر دباؤ بڑھاتے پلوشہ کو اپنی جانب کھسکایا تھا۔

جبکہ دائیں ہاتھ سے سر پر موجود گھونگھٹ کو اتار کر بیڈ پر اچھالا تھا

"کہنا تو بہت کچھ ہے۔۔۔مگر ابھی آغاز ہے تو تم مجھے نکاح کی مبارک باد۔۔۔نکاح نہیں شادی کی مبارکباد دو"--- پرسوچ لہجے میں کہتے جواب دیا تو پلوشہ خان نے فورا اثبات میں ہلایا تھا

"ش-شادی مبارک شاہ"۔۔۔تین لفظ میں جواب دیتے پلوشہ خان نے جھٹکے سے حدائق شاہ کا حصار توڑا تھا۔۔۔جس پر حدائق شاہ کے چہرے کے زاویے ہل میں بگڑے تھے

مگر وہ سرعت سے انہیں چھپا چکا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book
"شوہر کو ایسے جواب دیتے ہیں—شوہر کی خوشی میں ایسے خوش ہوتے ہیں"--- سخت لہجے میں کہتے قدم پلوشہ خان کی جانب بڑھائے تو پلوشہ نے گھبرا کر قدم پیچھے لیے تھے
مزید پیچھے ہوتی وہ پیچھے موجود سائیڈ ٹیبل سے ٹکرائی تھی—دودھ کا گلاس ٹیبل پر گرتا نیچے بہتا گیا تھا۔اس سے پہلے پلوشہ کا ڈریس خراب ہوتا حدائق شاہ اسے بازو سے تھام کر اپنی جانب کھینچتا جھٹکے سے بازوؤں میں بھرتا بیڈ پر بٹھا چکا تھا
پیچھے ہوتے شیروانی کے بٹن کھولتے—صوفے کی طرف اچھالی تھی
جبکہ نظریں اس پلوشہ خان کے چہرے کے اتراؤ چڑھاؤ کو بغور دیکھ رہی تھیں—
حدائق شاہ کو شیروانی اتار کر پھینکتے دیکھ وہ دونوں ہاتھ بیڈ پر ٹکائے پیچھے کھسکتی
اس سے پہلے حدائق شاہ پلوشہ خان کے دونوں ہاتھ نرم گرفت میں لیتا— اسے بیڈ پر ہٹاتے—دونوں ہاتھوں کو سر کہ اوپر پن کرتے— گھنی گھٹا کی طرح پلوشہ خان پر جھک آیا تھا—
"ڈو یو لو می"—بھاری گھمبیر لہجے میں سرگوشی کرتے اپنے ہونٹ پلوشہ خان کے ماتھے پر رکھے تھے—
جبکہ حدائق شاہ کے سوال پر سینے دھڑکتا پلوشہ خان کا دل ساکت ہوا تھا—
نظریں بے خودی کے عالم میں حدائق شاہ کی سوال کرتی نیلی آنکھوں سے الجھی تھیں

Posted On Urdu Novel Book

وہ نجانے کتنی دیر خاموش نظروں سے حدائق شاہ کو دیکھ رہی تھی کہ اپنے ہونٹوں پر سلگتا جان لیوا لمس محسوس کرتے ہوش میں آئی تھی۔

"مم۔۔مجھے تھوڑا ٹائم چاہیے شاہ"--- وہ نہیں جانتی تھی کہ یہ لفظ کیسے ہونٹوں سے ادا ہوئے تھے۔۔وہ تو اسے روکنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی تھی۔۔وہ پہلے بھی تو قریب آیا تھا نا تب بھی تو نہیں روکا تھا لیکن آج۔۔آج نجانے کیسے وہ روک گئی تھی

جبکہ سامنے والا جیسے جانتا ہی تھا کہ وہ یہی کہے گی اسے لیے پلوشہ خان کے جواب پر وہ سرعت سے مٹھیاں بھینچتے پیچھے ہوا تھا۔

نظریں آنکھیں میچے گہرے سانس بھرتی پلوشہ خان کے چہرے پر گئیں تو حدائق شاہ نے دائیں ہاتھ کی دو انگلیوں سے ماتھے کو مسلا تھا۔

جبڑے بھینچے۔۔سر جھٹکتے جیسے دماغ میں اٹھتے بہت سے سوالوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کی کوشش کی تھی

"ٹھیک کتنا وقت چاہیے تمہیں۔۔میرے مرنے سے پہلے تو یہ انتظار ختم ہو جائے گا نا"۔۔بازو سے تھام کر اپنے سامنے کرتے سپاٹ لہجے میں کہا تو پلوشہ خان کی آنکھوں میں تڑپ ابھری تھی۔۔سر بے ساختہ نفی میں ہلا تھا۔

دل جیسے کسی نے مٹھی میں دبوچا تھا

یہ احساس کیوں ہوا تھا وہ نہیں جان سکی تھی۔۔مگر یہ الفاظ بہت جان لیوا محسوس ہوئے تھے۔

"بب۔بس کچھ دن"۔۔نظریں جھکائے منمنا کر کہا تو حدائق شاہ نے ہنکارا بھرا تھا۔

کچھ لمحے وہ کھوجتی نظروں سے پلوشہ خان کے جھکے سر کو دیکھتا رہا اور پھر بازو سے تھامتے قدم واشروم کی جانب بڑھائے

"چینج کر لو۔۔۔ جتنے دن کا بھی ٹائم چاہیے اتنے دن تم مجھے میرے کمرے میں آنے سے پہلے سوئی ہوئی نظر آؤ۔۔اگر تمہیں جاگتے ہوئے دیکھ میرے جذبات جاگ گئے تو پھر مجھ سے گلہ مت کرنا"۔۔پلوشہ خان کو واشروم کے دروازے کے قریب لا کر کھڑا کرتے تنبیہہ لہجے میں کہا تھا

جس پر وہ سر ہلاتی واشروم میں گم ہوتی کہ پلوشہ خان کی جلد بازی پر تاؤ کھاتے حدائق شاہ نے اسے کمر سے تھامتے دروازے سے ہٹ کرتے اپنے دونوں ہاتھ اس کے اطراف میں رکھے تھے۔

"صرف چند دن۔۔اس کے بعد تم مجھے پلوشہ خان نہیں۔۔مسسز حدائق شاہ بن کر ملو گی"۔۔۔ پلوشہ خان کے ہوش ربا سراپے کو استحاق سے دیکھتے ایک ایک لفظ چبا کر کہتے اسے واشروم میں دھکیلتے جھٹکے سے دروازا بند کیا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

"شٹ"--- دیوار پر زور سے ہاتھ مارتے حدائق شاہ نے سختی سے مٹھیاں بھینچی تھی۔

نظریں واشروم کے دروازے سے ہوتی بیڈ کے سائیڈ ٹیبل پر گرے دودھ کے گلاس پر جا ٹھہری تو حدائق شاہ کے ہونٹوں پر زخمی مسکراہٹ رینگی گئی

---

سلو سپیڈ میں گاڑی چلاتے ضرغام خان نے مسکرا کر اپنے بائیں کندھے سے سر ٹکائے آنکھیں موندے عقیدت شاہ کو دیکھا تھا۔

"ضرغام مجھے بعد میں دیکھ لینا۔گاڑی تیز چلاؤ۔میں اب گھر جا کر سکون سے نیند پوری کرنا چاہتی ہوں"--- خود پر نظروں کی تپش محسوس کرتے ضرغام خان سے کہا تو ضرغام خان نے گاڑی کی سپیڈ تھوڑی تیز کی تھی

"میری اگر آنکھیں بند ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ کان بھی بند ہیں"۔عقیدت کی جھنجھلائی آواز پر ضرغام خان نے نا سمجھی سے اسے دیکھا تھا۔

"تو میں نے کب کہا کہ تمہارے کان بند ہے"--- کندھے اچکائے جواب دیا تو عقیدت شاہ کندھے سے سر اٹھائے پیچھے ہو کر بیٹھی تھی

"تو اس کا یہ مطلب ہے کہ آپ مجھ سے باتیں کریں"۔شانِ بے نیازی سے کہتی وہ دوبارا اپنا سر ضرغام خان کے بازو سے ٹکا چکی تھی

Posted On Urdu Novel Book

"آج میں خود کو بہت ہلکا پھلکا محسوس کر رہا ہوں"--- نظریں سامنے سڑک پر جمائے آہستہ آواز میں کہا تو عقیدت نے سر اٹھائے ضرغام خان کے پرسکون چہرے کو دیکھا تھا۔

"پلوشہ۔۔امتثال اور ارمغان ان تینوں کو بھائی نہیں باپ بن کر پالا ہے میں نے۔۔اور ایک باپ کی اپنی اولاد کے حوالے سے بہت سی زمہ داریاں ہوتی ہیں۔۔اور میں ساری عمر باخوشی ان زمہ داریوں کو نبھا سکتا ہوں۔۔مگر آج ان سب کو ان کی مرضی سے کسی اور کے نام کر کہ ایسے لگ رہا کہ میں جو ان کے لیے باپ کی حیثیت رکھتا ہوں۔۔اس کا فرض پورا ہو چکا ہے۔۔اب بھائی ہونے کی زمہ داری ہے اور وہ میں ساری عمر نبھاتا رہوں گا---"

"ہمم۔۔ساری زمہ داریاں یاد ہیں۔۔لیکن غلطی سے بھی ان زمہ داریوں میں شوہر کی کیا زمہ داری وہ یاد نہیں آیا"--- ضرغام خان کے خاموش ہونے پر منہ پھلا کر کہا تو ضرغام خان نے بامشکل اپنی مسکراہٹ چھپائی تھی

"نہیں ایسی بات تو نہیں۔۔شوہر کی ساری زمہ داریاں یاد ہیں۔۔اور پھر کچھ ماہ تک مجھے باپ بننے کی زمہ داری بھی ملے گی میں اس سے بھی باخوبی واقف ہوں۔۔لیکن سب سے پہلی زمہ داری بیوی کو خوش رکھنے کی ہے تو وہ گھر جا"۔۔ابھی وہ بات مکمل کرتا کہ عقیدت شاہ اپنی ہتھیلی ضرغام خان کے ہونٹوں پر جماتی چہرہ اس کے چہرے کے قریب لائی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

"مجھ سے کتنی محبت ہے خان"۔۔سبز آنکھوں کو سمندر سی گہری نیلی آنکھوں میں گاڑھے سنجیدہ لہجے میں استفسار کیا تو ضرغام خان نے گاڑی کو روکا تھا

"میری اتنی محبت کے بعد بھی یہ سوال"--- عقیدت کا ہاتھ ہونٹوں سے ہٹائے وہ نرم لہجے میں جواب دیتا کہ عقیدت نے آگے جھکتے ضرغام خان کے ہونٹوں پر پھر سے انگلی رکھی تھی۔۔ضرغام خان کی دہکتی سانسوں میں سانس لیتے سر نفی میں ہلایا تھا

"یہ جواب نہیں ہے۔۔مجھ سے کتنی محبت ہے اور کب تک ہے"۔۔لہجے میں ضد لیے استفسار کیا تو ضرغام خان نے گہری سانس بھرتے اپنے دونوں بازو عقیدت کی کمر کے گرد حائل کیے تھے۔

"خان کی جنگلی بلی۔۔خان کو آپ سے بے پناہ محبت ہے۔۔اور عقیدت ضرغام خان سے محبت کے لیے میں ہزاروں زندگیاں بھی ادھار لوں تو وہ بھی کم پڑ جائیں"--- جذبات سے چور لہجے میں کہتے۔۔اپنا ہاتھ عقیدت کے بالوں میں الجھایا تھا

نظریں سبز نگینوں سی آنکھوں سے سرکتی ہونٹوں پر آئی تو ضرغام خان کی آنکھوں میں خمار اترا تھا

ابھی وہ ان پر جھکتا کہ پیچھے سے آتی وین بری طرح ان کی گاڑی سے ٹکرائی تھی

Posted On Urdu Novel Book

جس پر ضرغام خان عقیدت کے گرد بازو لپیٹتے پیچھے ہوا تھا۔۔وین کو دائیں جانب درخت سے ٹکراتے دیکھ وہ پریشانی سے باہر نکلنے لگا تھا کہ عقیدت نے ہڑبڑا کر ضرغام خان کا ہاتھ تھاما تھا

"باہر مت جاؤ---"

"عقیدت دیکھنے دو یار"۔۔عقیدت کا ہاتھ تھامتے سر نفی میں ہلایا تھا

"نہیں۔۔دیکھو پیچھے سے روڈ خالی ہے۔۔یہ جان کر ہم سے ٹکرائی ہو گی۔۔میں نے کہا بھی تھا کہ گارڈز کو آنے دو لیکن تم نے میری ایک نہیں سنی--- تم خود نہیں جاؤ گے۔۔ایمبولینس کو کال کر دو۔۔اور اب میں کچھ نہیں سنوں گی تم نہیں جاؤ گے باہر"--- دو ٹوک لہجے میں کہتی وہ موبائل ضرغام خان کی جانب بڑھا چکی تھی جس پر ضرغام خان سخت نظروں سے عقیدت کو گھورتے ایمبولینس کو کال ملا رہا تھا۔

لوکیشن بتاتے وہ وہاں سے نکل چکے تھے۔۔جبکہ ان کے نکلنے کے کچھ منٹو بعد ہی وہاں کچھ گاڑیاں آکر رکی تھی۔۔وین کے دروازے توڑتے انہوں نے وین میں موجود نیم بیہوش لوگوں کو گھسیٹتے ہوئے گاڑیوں میں ڈالا تھا۔

اور وہاں سے نکلتے چلے گئے تھے--

---

Posted On Urdu Novel Book

"انہوں نے ابھی حملہ نہیں کیا تھا۔۔۔ان کا ارادہ گاڑی کو ہٹ کر کہ انہیں اشتعال دلا کر گاڑی سے باہر لا کر ان پر حملہ کرنے کا تھا۔۔۔مگر اس سے پہلے ہی ہمارے شوٹر نے وین کے ٹائرز پر فائر کر دیا تھا جس کی وجہ سے وہ درخت سے جا ٹکرائی تھی۔۔۔وین کافی سپیڈ تھی اسی لیے ان کے لیے اس اچانک افتاد پر قابو پانا کافی مشکل تھا۔۔۔کچھ لوگ کافی زخمی ہے کچھ کو بس معمولی چوٹیں آئیں ہیں"--- کرسی پر بیٹھے شخص کے سامنے مؤدب سے سر جھکائے تفصیل بتاتے شخص نے بات مکمل کرتے سر اٹھا کر اپنے باس کو دیکھا تھا۔

پھر ہمت مجتمع کرتے وہ دوبارا سے گویا ہوا تھا--

"آپ کو اسے مارنا نہیں چاہیے۔۔۔اس نے جو بھی غلطی کی اسے مجھے لگتا ہے ہمیں اسے ایک اور موقع دینا چاہئے ۔۔۔یہ ہے تو خان اور شاہ کا دشمن ہی۔۔۔اور دشمن کا دشمن تو دوست ہوتا ہے"--- اپنے خاص آدمی کی بات پر سامنے کرسی پر جھولتے شخص کی آنکھوں میں خون اترا تھا

تبھی اس سے پہلے سامنے کھڑا شخص کچھ سمجھتا۔۔۔کرسی پر بیٹھے شخص نے سامنے ٹیبل سے پسٹل اٹھاتے اس کی ٹانگوں پر فائر کیے تھے۔

کمرے کی خاموش فضا گولیوں کی چلنے کی اواز اور سامنے کھڑے وجود کی چیخوں سے گونج اٹھی تھیں۔

Posted On Urdu Novel Book

تبھی وہ شخص کرسی سے اٹھتا۔۔ مضبوط قدم جماتا زمین پر گرے۔۔درد سے تڑپتے شخص کے قریب گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا۔

"وہ میری ہے۔۔صرف اور صرف میری۔۔میں نے خان اور شاہ خاندان کو ختم کرنے میں ساتھ دینے کی ڈیل کی تھی۔۔نا کہ اسے۔۔اگر اس مکار عورت یا اس کے بھائی کی کسی سازش میں اسے کھروچ بھی آئی تو میں--- تم سب کا نام صفہ ہستی سے مٹا دوں گا"--- زمین پر تڑپتے شخص کے خون سے اپنے ہاتھ کو رنگتے اس کے چہرے پر بری طرح لگاتے۔۔ سرسراتے لہجے میں کہا تھا جبکہ سامنے موجود شخص درد سے بری طرح تڑپ رہا تھا۔

جبکہ ایسی ہی دلدوز چیخیں ساؤنڈ پروف اپارٹمنٹ کے اندھیرے میں ڈوبے کمرے کے کھلے دروازے سے بھی آرہی تھیں

جسے سنتے وہ شخص اپنی جگہ سے اٹھتے ساتھ والے کمرے کی جانب بڑھا تھا

کمرے میں داخل ہوتے اس نے ہاتھ بڑھا کر کمرے کی لائٹ ان کی تھی۔

کمرا روشنی میں نہایا تو نظریں پر زخموں سے چور زمین پر لیٹے جسموں پر گئی تھی

جن کے تن پر موجود کپڑے خون سے لت پت جسم کا حصہ ہی معلوم ہو رہے تھے۔

دور سے ہی جسموں پر لگے بڑے کٹ واضح دکھائی دے رہے تھے۔

Posted On Urdu Novel Book

کمرے میں پڑے واحد ٹیبل پر شیشے کے کچھ باکس تھے۔جن میں طرح طرح کے کیڑے مکوڑے موجود تھے۔

تبھی اس شخص نے آگے بڑھتے ایک ڈبے سے ڈھکن ہٹاتے۔اسے زمین پر رکھا تھا کہ تبھی ڈبے سے نکلتی سیاہ موٹی موٹی چیونٹیاں اردگرد پھیلی تھی

جسے دیکھتے نیم بیہوشی کی حالت میں موجود آدمیوں کی چیخیں پھر سے ایک بار گونجی تھیں۔

جنہیں سراسر نظر انداز کرتے وہ شخص کمرے کی روشنی بجھاتے دروازا بند کرتے باہر آیا تھا۔

---

Urdu Novel Book

بہرام شاہ نے کمرے میں قدم رکھے تو نظریں بیڈ پر گھونگھٹ اوڑھے سر جھکائے بیٹھی امتثال خان پر گئیں تھیں

نظریں امتثال خان کے مہندی سے سجے ہاتھوں پر سجائے۔مضبوط قدم لیتا وہ بیڈ کے قریب جا کر کھڑا ہوا تھا۔

جبکہ اپنی جانب آتے بہرام شاہ کو محسوس کرتے امتثال خان کا دل اتنی شدت سے دھڑکا تھا کہ امتثال خان کو اپنی منتشر ہوئی دھڑکنوں کا شور کانوں میں سنائی دیا تھا

Posted On Urdu Novel Book

انتشال خان کو ہنوز سر جھکائے ہتھیلیاں مسلتے دیکھ بہرام شاہ نے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دباتے نظریں سرخ پھولوں سے سجے کمرے میں دوڑائی تھیں۔

وہ جو سوچ ہوئے تھا کہ انتشال خان کو جب اپنی بیوی کے روپ میں دیکھے گا تو وہ ساری دنیا کو فراموش کرتے اسے اپنی بانہوں میں چھپالے گا۔۔اگر وہ کوئی مزاحمت بھی کرے گی تو بہرام شاہ اسے کسی خاطر میں نہیں لائیں گا مگر اب جو وہ سامنے بیوی بنے۔۔پورے استحاق سے اس کے کمرے میں موجود تھی تو بہرام شاہ بری طرح نروس ہو رہا تھا۔

شیر اونی اتارتے صوفے پر اچھالی تھی۔۔کرتے کے بازوؤں کو کہنیوں تک فولڈ کرتے نظریں کبھی انتشال خان کے وجود کا طواف کرتی اور کبھی کمرے کے اطراف میں گھومتی

پھر سر جھٹکتے وہ انتشال خان کے قریب بیڈ پر جگہ بنا کر بیٹھا تھا۔۔کیوں کہ بہرام شاہ کو اتنا تو اندازہ ہو گیا تھا کہ اگر وہ ساری رات بیڈ کے کنارے کھڑا رہتا تو اس کی دلہن بنی بیوی بھی ساری رات یونہی سر جھکائے ہتھیلیاں مسلتی رہتی۔۔مگر شوہر کو بیٹھنے کا نا کہتی اور نا ہی شاید کھڑے رہنے کی وجہ پوچھتی۔

"بہرام شاہ کی زندگی میں خوش آمدید مسسز بہرام شاہ"--- انتشال خان کے کپکپاتے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں تھامتے۔۔نرم لہجے میں کہا تو بہرام شاہ کی گھمبیر آواز کے ساتھ کمرے کی

Posted On Urdu Novel Book

خاموش فضا میں امتثال خان کی چوڑیوں کی دلکش مدھم شور بھی گونجا تھا۔۔جس پر بہرام شاہ کے عنابی ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ رینگ گئی

"آپ کو بھی"۔۔۔مدھم۔۔میٹھی سرگوشی نما آواز بہرام شاہ کو اپنی روح میں اترتی محسوس ہوئی تھی۔

تبھی امتثال خان کا ہاتھ نرمی سے چھوڑتے۔۔۔چہرے سے گھونگھٹ ہٹایا تھا۔۔جس پر امتثال خان نے سختی سے اپنی آنکھیں میچی تھیں

سرخ جوڑے میں دودھیا رنگت چاند کی مانند چمک رہی تھی۔۔۔دلہن بنی۔۔زیورات سے سجی۔۔۔گھنی خمدار پلکوں کو سرخ اناری رخساروں پر گرائے۔۔باریک نتھ کے نیچے کپکپاتے سرخ لب۔۔۔ حسن کے تمام ہتھیاروں سے لیس وہ بہرام شاہ کے دل میں حشر برپا کر چکی تھی۔

امتثال خان کے بجلیاں گراتے حسن کو دیکھتے بہرام شاہ کے دل نے بے ساختہ بیٹ مس کی تھی

سیاہ چمکتی آنکھوں کو امتثال خان کے چہرے پر ٹکائے۔۔۔بے خودی کے عالم میں وہ امتثال خان کے چہرے پر جھکتا کہ چوڑیوں کی چھن سے پیدا ہوتے ارتعاش اور اپنے سینے پر مومی ہاتھوں کا لمس محسوس کرتے بہرام شاہ ہوش میں آیا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

نظریں خون چھلکاتے چہرے سے ہوتی اپنے سینے پر دھرے ہاتھوں پر آئی تو بہرام شاہ نے نرمی سے ان پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے تھے۔

جبکہ امتثال خان کے ہاتھ بہرام شاہ کے ہاتھوں کا لمس محسوس کرتے بری طرح کپکپائے تھے

"م-میری منہ دکھائی شاہ"--- نظریں جھکائے گھبراہٹ اور شکوے کی ملی جلی کیفیت میں استفسار کیا تو بہرام شاہ جیسے مکمل ہوش میں آیا تھا۔

"او ہاں—میں بھول گیا— تھوڑا سا نروس ہوں—آئی میں میری پہلی ویڈنگ نائٹ ہے نا شاید اسی لیے"—امتثال خان کے خفا چہرے پر نظریں ٹکائے—جواب دیا تھا

مگر وہ بات بناتے بری طرح بات بگاڑ چکا تھا—بہرام شاہ کے جواب پر امتثال کا موڈ پل میں بگڑا تھا

منہ دکھائی کی بات تو اس نے بہرام شاہ کی پیش قدمی کو دیکھتے گھبرا کر بنائی تھی—اور ویسے بھی وہ ایک رسم تھی۔

مگر بہرام شاہ کے جواب نے اسے بری طرح تلملانے پر مجبور کر دیا تھا

تبھی وہ جو کچھ دیر پہلے شرم و حیا سے سمٹ کر بیٹھی تھی اب آتش فشاں بنے اپنی جگہ سے کھسکی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

بیڈ پر پھیلے لہنگے پر بہرام شاہ کو بیٹھے دیکھ امتثال نے جھٹکے سے اپنا لہنگا کھینچا تھا کہ بہرام شاہ ہڑبڑا کر اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔

اگر اس کا سارا دیہان امتثال خان کی جانب نا ہوتا تو اسے پورا یقین تھا کہ امتثال خان کے ایسے لہنگا کھینچنے پر وہ ضرور زمین بوس ہوتا

ابھی وہ امتثال خان کے پل میں بدلتے روپ کو سمجھ بھی نا پایا تھا کہ وہ دبے دبے غصے میں غرائی تھی

"پہلی ویڈنگ نائٹ ہیں۔۔نہیں مطلب کیا شاہ صاحب۔۔آپ مجھ سے پہلے بھی ویڈنگ نائٹ کا پلین رکھتے تھے یا میرے بعد آپ کے اور بھی ویڈنگ نائٹ کے پلینز ہیں جو آپ اس طرح نروس ہو رہے ہیں۔۔اور رہی بات منہ دکھائی کی تو میری بالا سے کسی کو بھی دے دیں۔۔میں سمجھو گی میں نے اپنا صدقہ دے دیا"--- وہ کیا کہہ رہی تھی نہیں جانتی تھی۔۔غصے میں جو منہ میں آیا وہ کہتی ایک نظر بہرام شاہ کے چہرے پر ڈالتی۔۔دونوں ہاتھوں میں اپنا لہنگا سنبھالتی ڈریسنگ ٹیبل کی جانب بڑھی

جبکہ بہرام شاہ ناسمجھی سے امتثال خان کی پشت کو دیکھتے اس کے لفظوں کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا--

Posted On Urdu Novel Book

"اہمم۔۔میرا وہ مطلب نہیں تھا مسسز"۔۔وہ جو آئینے کے سامنے کھڑی اپنا زیور اتارتی ٹیبل پر پٹخ رہی تھی۔۔اپنی پشت سے آتی بہرام شاہ کی گھمبیر آواز کو سنتے۔۔نظریں اٹھا کر آئینے میں نظر آتے اپنے عکس کے ساتھ بہرام شاہ کو دیکھا تھا۔

جو اپنے دونوں ہاتھ پشت پر باندھے کھڑا تھا۔۔لو دیتی نظریں امتثال خان کے سراپے پر مرکوز تھیں

جن کی تپش کو محسوس کرتے امتثال خان کے گال دھک اٹھے تھے ۔

"آپ میری منہ دکھائی بھول گئے"۔۔بہرام شاہ کے بازو سے تھام کر اپنی جانب رخ کرنے پر نظریں جھکائے مدھم لہجے میں شکوہ کیا۔۔سارا غصہ جھاگ کی مانند ختم ہو چکا تھا۔۔

"آپ منہ دکھائی کی بات کر رہی ہیں۔۔مسسز جب سے آپ ملی ہیں تب سے یہ بندہ ناچیز تو خود کو بھی بھولا بیٹھا ہے"۔۔۔ شوخ لہجے میں کہتے نرمی سے امتثال خان کے ماتھے کو چھوتے اسے گلے سے لگایا تھا۔

ایک سکون کی لہر تھی جو امتثال خان کو اپنے رگ و پے میں سرایت کرتی محسوس ہوئی تھی

"شاہ کیا ہماری سچ میں شادی ہو چکی ہے۔۔مجھے یقین نہیں آرہا ہے۔۔ایسا لگ رہا ہے جیسے میں بہت خوبصورت خواب دیکھ رہی ہوں۔۔لیکن اگر یہ خواب نہیں حقیقت ہے تو میرے لیے اس حقیقت سے خوبصورت اس دنیا میں کچھ بھی نہیں۔۔اور اگر یہ خواب ہی ہے تو میں

Posted On Urdu Novel Book

کبھی بھی آنکھیں نہیں کھولنا چاہو گی۔۔میں تا عمر اسی خواب میں جینا چاہتی ہوں۔۔جہاں آپ ہیں۔۔ہماری محبت"--- چہرہ بہرام شاہ کی گردن میں چھپائے سرگوشیوں میں استفسار کرتی اپنے دل میں اترتی محسوس ہوئی تھی۔۔امتثال خان کی باتوں پر بہرام شاہ کے عنابی ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

"خواب ہو تو ٹوٹ جانے کا خدشہ ہوتا ہے۔۔کیونکہ خواب جتنے بھی خوبصورت کیوں نا ہو آنکھ کھلتے ہی ٹوٹ جاتے ہیں۔۔یہ حقیقت ہے۔۔بہت خوبصورت۔۔اور حقیقت کبھی نہیں بدلا کرتی"۔۔مسکرا کر جواب دیتے۔۔امتثال خان کو کمر سے تھاما تھا۔ بائیں ہاتھ سے ٹیبل پر بکھرے زیورات کو سائیڈ پر کرتے امتثال خان کو بیٹھاتے۔۔قدم کبرڈ کی جانب بڑھائے تھے۔

کبرڈ سے مطلوبہ چیز نکالتے۔۔وہ پلٹ کر امتثال خان کی جانب آیا تھا۔
اور پھر امتثال خان کو سمجھنے کا موقع دیے بغیر وہ گھٹنوں کے بل زمین پر اس کے سامنے بیٹھا تھا۔

اس سے پہلے وہ کچھ سمجھتی کہ بہرام شاہ نرمی سے امتثال خان کا دایاں پاؤں اپنے گھٹنے پر رکھتا۔۔ہاتھ میں تھامی سونے کی بھاری پائل جس پر ننھے ننھے ہیرے گھونگھرو کی مانند لگے ہوئے تھے۔

Posted On Urdu Novel Book

دونوں پاؤں میں پائل پہناتے۔۔نرمی سے ہونٹ پائل کے قریب پاؤں پر رکھتے اٹھ کھڑا ہوا جبکہ امتثال خان ہیزل ہنی آنکھوں میں نمی لیے بہرام شاہ کے وجیہہ چہرے کو دیکھ رہی تھی۔۔جس پر نرم سی مسکراہٹ احاطہ کیے ہوئے تھی۔

وہ اسے اب تک کی تمام ہوئی ملاقاتوں سے یکسر بدلا ہوا لگ رہا تھا۔۔وہ جنون جو امتثال خان کو بہرام شاہ کے لہجے میں محسوس ہوتا تھا وہ کہی بھی نہیں تھا

اب بہرام شاہ کے لہجے۔۔لمس میں صرف و صرف نرمی و محبت تھی

"ایسے مت دیکھیں مسسز۔۔بندہِ بشر ہوں بہک سکتا ہوں"۔۔کمر میں ہاتھ لپیٹ کر جھٹکے سے اپنے روبرو کھڑے کرتے مسکرا کر کہا تو امتثال خان نے جھینپ کر سر جھکایا تھا

"آپ بدلے بدلے لگ رہے ہیں"۔۔ کچھ توقف کے بعد کہا تو بہرام شاہ نے گہری سانس بھرتے ماتھا امتثال خان کے ماتھے سے ٹکرایا تھا

"پہلے ڈر تھا۔۔آپ کو کھو دینے کا ڈر۔۔وہی ڈر مجھے آپ کے سامنے آنے پر شدت پسند اور جنونی بنا دیتا تھا۔۔لیکن اب جب آپ میری ہو چکی ہیں تو ایک سکون ہے جو مجھے اپنی رگ رگ میں اترتا محسوس ہو رہا ہے۔۔لیکن اب اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ میرا جنون اور شدت ختم ہو گئی۔۔لیکن اب ان کا سامنا آپ کو صرف میری قربت میں کرنا پڑے گا مسسز۔۔جیسے کہ ابھی"۔۔۔ گھمبیر لہجے میں کہتے امتثال خان کا چہرہ دونوں ہاتھوں سے تھاما

Posted On Urdu Novel Book

تھا۔۔ نظریں امتثال خان کی آنکھوں میں گاڑیں شدت سے امتثال خان کے ہونٹوں پر جھکا تھا۔۔جس پر امتثال خان نے تڑپ کر بہرام شاہ کا کرتا مٹھیوں میں بھنچا تھا

امتثال خان کی سانسوں کی مہک کو اپنی روح میں اتارتے بہرام شاہ پیچھے ہوا تھا۔

بانہوں میں بھرتے قدم بیڈ کی جانب بڑھائے تھے۔۔نرمی سے بیڈ پر لٹا کر بہرام شاہ نے سب روشنیوں کو بجھایا تھا۔

وہ جو آنکھیں بند کیے گہرے سانس لیتے اپنی اتھل پتھل ہوئی سانسوں کو ہموار کر رہی تھی۔۔ خود پر سایہ محسوس کرتے آنکھیں واہ کی تھیں

ہیزل ہنی آنکھیں۔۔سیاہ چمکتی آنکھوں سے ٹکرائی تھی۔

ہیزل ہنی آنکھوں میں شرم و جھجھک تھی جبکہ سیاہ چمکتی خمار آلود آنکھوں میں جذبات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا

بہرام شاہ نے انگلیوں کے پوروں سے امتثال خان کے چہرے کے نقوش کو چھوتے اپنے ہونٹ گردن پر رکھے تھے

اپنے کندھوں پر امتثال خان کے ہاتھوں کا دباؤ محسوس کرتے بہرام شاہ نے ہاتھ بڑھا کر سائیڈ ٹیبل پر جلتے واحد لیمپ کو بھی بجھا دیا تھا

امتثال خان کے نرم و نازک وجود کو بہرام شاہ نے شدت سے خود میں بھینچا تھا۔۔

Posted On Urdu Novel Book

اپنے وجود پر رینگتے بہرام شاہ کے ہاتھوں کے لمس اور کانوں میں ہوتی بہرام شاہ کی محبت بھری سرگوشیاں سنتے امتسال خان کا دھڑکنیں بری طرح منتشر ہوئی تھیں

خود کو بہرام شاہ کے سپرد کرتی۔۔۔ سر بہرام شاہ کے کندھے سے ٹکا کر سکون سے آنکھیں موندے تھیں

---

Urdu Novel Book

Posted On Urdu Novel Book

شادی کا ہنگامہ ختم ہو چکا تھا۔سب مہمان واپس جا چکے تھے۔
شاہ اور خان حویلی کے لوگ بھی اپنی روٹین پر واپس آ چکے تھے
جبکہ حوریہ کے لیے وقت تو ابھی تک وہی ٹھہرا ہوا تھا۔جہاں عائث خان اسے چھوڑ کر گیا تھا

"وہ ہمیشہ ایسے ہی اسے چھوڑ جاتا تھا"

اور حوریہ کو لگتا تھا کہ وہ صرف اسے چھوڑ کر ہی نہیں جاتا۔وہ جا کر اسے بھول بھی جاتا ہے۔اس حد تک بھول جاتا ہے کہ حال احوال پوچھنا تو دور کی بات بتانا بھی گوارا نہیں کرتا

وہ بیڈ کے کنارے سے ٹیک لگائے زمین پر بیٹھی--- دونوں بازوؤں کو گھٹنوں کے گرد لپیٹے چہرہ چھپائے ہوئی تھی۔

کمرے میں پھیلتی سورج کی روشنی کو محسوس کرتے حوریہ شاہ نے اپنی سرخ متورم آنکھوں کو بامشکل واہ کیا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

ساری رات روتے ۔۔۔بے چینی سے کمرے میں چکر کاٹتے وہ اسی جگہ بیٹھ کر سو چکی تھی جہاں عائث خان کے جانے پر وہ بلک بلک کر روتے ہوئے بیٹھی تھی

گھٹنوں سے ہاتھ ہٹائے تو جسم میں پیدا ہوتی حرکت کے ساتھ درد کی لہریں بھی جسم میں سرائیت کی جس پر حوریہ شاہ نے سختی سے ہونٹ بھینچے تھے۔

نظریں اپنے قدموں سے سرکتی بائیں جانب موجود دروازے کی جانب اٹھی تھی

تو اس رات کے سبھی مناظر حوریہ شاہ کی آنکھوں کے پردے کے سامنے لہرائے تھے۔

عائث خان اسے بازو سے تھامے کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔جھٹکے سے حوریہ شاہ کو کمرے کے بیچوں بیچ دھکا دیتے۔۔۔دھاڑ سے دروازا بند کیا تھا

جبکہ عائث خان کی خون چھلکاتی آنکھیں اور اپنی جانب بڑھتے قدم دیکھ حوریہ شاہ کا دل پتے کی مانند لرزا تھا

"تو وہ سب سچ تھا حوریہ۔۔۔وہ سب سچ تھا۔۔۔وہ جو مجھے ہمیشہ تمہاری آنکھوں میں نظر آیا وہ سب سچ تھا"--- حوریہ کو بازوؤں سے دبوچے وہ حلق کے بل چلایا تھا

اور وہ عائث خان کی اپنی گرفت اور اس قدر شدید رد عمل پر تھر تھر کانپتی کچھ کہنے کے لیے لب واہ کرتی تو الفاظ گلے میں ہی دم توڑ جاتے

"اور میں کاٹھ کا الو سب نظر انداز کرتا رہا۔۔خود کو یہ کہہ کر تسلی دیتا رہا کہ شاید وہ خوف میرے لیے ہو۔۔وہ ڈر مجھے کھو دینے کا ہو۔۔یا شاید اس دشمنی کی وجہ سے وسوسے ہو جو تمہیں چین نہیں لینے دیتے۔۔لیکن نہیں میں غلط ثابت ہوا۔۔عائث شیر خان غلط تھا۔ اس کی سوچ اس کی محبت سب غلط"--- دبے دبے لہجے میں غرا کر کہتے وہ حوریہ کی روح لرزا گیا تھا

تبھی عائث خان کے آخری الفاظوں پر حوریہ نے تڑپ کر اپنا ہاتھ اس کے ہونٹوں پر جمایا تھا

"نن-نہیں عائث خدارا ایسے مت کہے۔۔اا-یس-اک۔۔کچھ نہیں ۔ میں غلط نہیں ہوں ہماری محبت غلط نہیں ہے"۔۔تڑپ کر کہتی وہ بلک بلک کر رونے لگی تھی۔

جبکہ وہ سامنے بے حسی بنا کھڑا رہا۔۔ہونٹ بھینچے سخت نظروں سے حوریہ شاہ کے لرزتے وجود کو دیکھتے۔۔جھٹکے سے پیچھے ہوا تھا۔

حوریہ شاہ نے تڑپ کر عائث خان کو دیکھا تھا جس کی چاکلیٹ براؤن آنکھیں خون چھلکا رہی تھیں

Posted On Urdu Novel Book

ماتھے اور بازوؤں کی رگیں تن کر واضح ہو رہی تھی۔۔۔سیاہ گھنے بال بے ترتیبی سے ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔۔۔پٹھانی نقوش والا سفید چہرہ اس حد تک سرخ ہو رہا تھا کہ حوریہ کو گماں ہوا کہ اس سے جیسے خون چھلک پڑے گا۔

اور جو چیز اسے آج زندگی میں پہلی بار عائث خان کی موجودگی میں محسوس ہوئی تھی وہ تھا "خوف"۔۔۔عائث خان کا یہ روپ دیکھتے دھڑکنیں رکتی محسوس ہوئی تھی۔

"لیکن ہمارا رشتہ غلط ہے۔۔۔جس کی بنیاد ہی جھوٹ پر ہوئی ہو۔۔۔وہ صحیح کیسے ہو سکتا ہے"۔-- سپاٹ لہجے میں کہتے وہ جھٹکے سے مڑا تھا کہ عائث خان کو دروازے کی جانب بڑھتے دیکھ وہ تڑپ کر اس کے سامنے آئی تھی۔

نفی میں سر ہلاتے--- اسے روکنا چاہا تھا۔

"ایک بار سن لیں عائث۔۔۔بالاج"--- آنسوؤں سے بھیگا چہرہ۔۔۔اواز میں گھلی نمی اور تڑپ لیے ابھی وہ کچھ کہتی کہ بالاج شاہ کے نام پر عائث خان کا غصہ پھر سے عود آیا تھا

تبھی حوریہ شاہ کو کمر سے دبوچتے۔۔۔دیوار سے لگایا تھا۔

"نام بھی مت لینا اس گھٹیا شخص کا حوریہ شاہ۔۔۔ورنہ تمہاری زبان گدی سے کھینچ لوں گا۔۔۔ اور جس دشمنی کو جمعہ جمعہ آٹھ دن نہیں ہوئے ختم ہوئے۔۔۔وہ قیامت تک کے لیے پھر سے شروع ہو جائے گی۔۔۔اس گھٹیا شخص کے تو ٹکرے ٹکرے کر کہ کتوں کے آگے ڈالوں

Posted On Urdu Novel Book

گا۔۔مگر میری پیٹھ پر وار کرنے۔۔مجھے دھوکے میں رکھنے کی وجہ سے تمہیں بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا"--- زخمی شیر کی مانند دھاڑتے وہ حوریہ کو جھٹکے سے سائیڈ پر دھکا دے چکا تھا۔

غصہ تھا کہ کسی صورت کم نہیں ہو پا رہا تھا۔۔دل کر رہا تھا کہ ساری دنیا کو تہس نہس کر دے--- دیوار پر اتنی شدت سے مکے مارے کہ ہاتھ لمحے میں لہولہان ہوا تھا۔

عائث خان کو اس طرح دیکھ حوریہ شاہ نے ہونٹوں پر ہاتھ جمائے بامشکل اپنی چیخوں کا گلا گھونٹا تھا

کہ تبھی وہ جھٹکے سے پلٹ کر بیڈ کے کنارے بیٹھی حوریہ شاہ کے قریب آیا تھا۔

اپنا پاؤں بیڈ پر رکھتے۔۔دائیں کندھے سے حوریہ کو دبوچتے چہرہ اپنے چہرے کے قریب کیا تھا۔۔جبکہ عائث خان کے اس روپ کو دیکھتے وہ اپنی سانسیں تک روک چکی تھی۔

"میں بہت نامکمل سا انسان تھا حوریہ شاہ۔۔ زندگی کے بہت کم عرصے تک ماں اور باپ کی محبت دیکھنا نصیب ہوئی تھی۔۔اور تب تو شاید اس محبت کی ناسمجھ تھی ناقدر۔۔اور جب تک سمجھ آنا شروع ہوئی۔۔پھر باپ چھن گیا۔۔اور ماں۔۔اور ماں رشتوں سے لڑتے لڑتے مجھ سے لاپرواہوگئی۔۔مکمل محبتیں مجھے کبھی نہیں ملی۔۔بہت ترسا ہوں میں--- تم دور تھی۔۔ لیکن میرے نام سے منسوب تھی۔۔یہی چیز کافی تھی میرے لیے کہ کوئی ہے۔۔ایک وجود

ہے جو میرا ہے۔صرف و صرف میرا۔۔۔۔جس کی محبت صرف میرے لیے ہوگی-- جس کے ہر احساس پر صرف عائث خان کا حق ہوگا۔اسی لیے تمہاری نفرت اور غصے کو بھی اپنا حق سمجھ کر وصولا تھا۔تمہارے لیے پھر بھی میں اپنے اصولوں کے خلاف گیا۔تمہاری آنکھیں جو چیخ چیخ کر کہتی تھی تو میں نے خود کو سمجھا لیا تھا۔کہ اگر"--- کہتے کہتے وہ خاموش ہوا تھا۔جبکہ حوریہ کو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا تھا۔

ایک نظر حوریہ شاہ کے چہرے پر ڈالتے مٹھیاں بھینچتے پیچھے ہوا تھا۔

"میں اس دن۔وہاں سڑک پر بالاج شاہ کو دیکھ کر بھی نظر انداز کر گیا۔نا تم پر شک کیا نا اس پر۔لیکن تم سے ہر بار کہا کہ جو بھی بتانا چاہتی ہو بتا دو۔۔ تم بتا دیتی تو میں سمجھا لیتا خود کو۔لیکن جب یہ سب اس طرح سامنے آیا ہے تو میرے لیے بہت مشکل ہے خود کو سمجھانا۔تمہیں چھوڑ نہیں سکتا کیونکہ میری غیرت کو یہ بات ہرگز گوارا نہیں۔لیکن اب میں مزید نامکمل محبتوں۔۔ادھورا ایک طرفہ نبھایا جانے والا ساتھ نہیں نبھا سکتا"--- ایک ایک لفظ چبا کر کہتے حوریہ شاہ کے سفید پڑتے چہرے کو دیکھا تھا۔

"میرا دامن پاک ہے۔میں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔۔نا ہی آپ کو دھوکا دیا ہے۔۔وہ میرے ماضی کا ایک حصہ ہے۔لیکن میرا ماضی نہیں۔۔نا مجھ میں کوئی کھوٹ ہے نا میری محبت میں-

Posted On Urdu Novel Book

--لیکن پھر بھی آپ فیصلہ کرنے کا پورا اختیار رکھتے ہیں__آپ وہی کریں کو آپ کو مناسب لگے"--- سپاٹ لہجے میں کہتی وہ اپنی جگہ سے اٹھی تھی

"میں نے اب بھی تمہارے کردار پر سوال نہیں اٹھایا__اس کردار کا اور پاکدامنی کا میں خود گواہ ہوں__لیکن تم وہ سمجھو گی ہی نہیں حوریہ شاہ جو میں کہنا چاہتا ہوں__ کچھ گھنٹے پہلے یہ دل تمہارے لیے بے قرار تھا__تمہیں دیکھ کر شور کر رہا تھا__مگر اب دیکھو یہاں__اس سینے میں سکوت چھا گیا ہے__مجھے جو کچھ دیر پہلے تمہاری چاہ تھی اب نہیں ہے"--- حوریہ شاہ کا ہاتھ اپنے سینے پر رکھتے__ہونٹوں ہر زخمی مسکراہٹ سجائے کہا تو حوریہ شاہ نے سپاٹ نظروں سے عائث خان کے سینے پر دھرے اپنے ہاتھ کو دیکھا تھا-

اور پھر وہ ہاتھ ہٹاتا__قدم پیچھے کی جانب لیتا جھٹکے سے پلٹ کر وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا اپنے ہاتھ پر لگے عائث خان کے خون کو دیکھتی چند قدم آگے بڑھی تھی-

زمین پر گرے اپنے دوپٹے کو دیکھتے وہ وہی بیڈ کے کنارے سے ٹیک لگا کر بیٹھتی چلی گئی سپاٹ چہرے آنسوؤں سے متواتر بھگیتا جا رہا تھا__کمرے کی خاموش فضا میں دبی دبی سسکیوں کی آواز گونجنے لگی تھی-

دروازے پر ہوتی دستک پر حوریہ شاہ ہوش میں آئی تھی__دستک تیز سے تیز ہوتی جا رہی تھی-

Posted On Urdu Novel Book

جس پر وہ تیزی سے دروازے کی جانب بڑھی تھی۔

"چھوٹی بیگم۔۔وہ سردارنی بی بی کی طبیعت بہت زیادہ خراب ہے۔۔ آپ جلدی چلیئے"---
دروازے کھلتے ہی ملازمہ نے ایک ہی سانس میں بتایا تو عقیدت کی طبیعت کا سنتے حوریہ جلدی سے کمرے سے نکلتی عقیدت کے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔

---

وہ سب اس وقت عقیدت کے کمرے میں موجود تھیں۔۔جو خبر انہیں ڈاکٹر نے بتائی تھی اس کے بعد کسی کے بھی پاؤں خوشی کے مارے زمین پر نہیں ٹک رہے تھے۔

کشف بیگم تو نجانے کتنی بار عقیدت کا صدقہ دے چکی تھی۔۔ حوریہ اور سلوی تھوڑی سی دیر میں نجانے کتنی بار عقیدت کی نظر اتار چکی تھیں

"مجھے یقین نہیں آرہا ہے کہ میں خالا بننے والی ہوں"۔۔۔عقیدت کو زور سے گلے لگاتے حوریہ شاہ نے خوشی سے چہکتے ہوئے کہا تو عقیدت کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

بیڈ کے درمیان میں عقیدت کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھی ہوئی تھی۔۔جبکہ اس کے دائیں بائیں سلوی اور حوریہ۔۔۔اور سامنے صوفہ پر کشف بیگم بیٹھی ہوئی تھیں۔

Posted On Urdu Novel Book

"صرف خالا نہیں۔۔چچی بھی۔۔مجھے تو یہ سمجھ نہیں آرہا کہ بے بی مجھے خالا کہے گا یا چچی"--- سلویٰ شاہ نے پرسوچ لہجے میں استفسار کیا تو کشف بیگم نے مسکرا کر اپنی بہوں کو دیکھا تھا۔

جس کے اس گھر میں آجانے سے انہوں نے ارمغان خان کے چہرے پر جو خوشی و اطمینان دیکھا تھا شاید وہ زندگی بھر نہیں دیکھ سکی تھیں

جب وہ یہ بات سوچتی ہیں کہ اگر مقدس بیگم کی باتوں میں آکر وہ اپنے بیٹے کو اس رشتے سے انکار کرنے پر منا لیتی تو کیا اس کے بعد کبھی وہ اس قدر خوش ہو پاتا۔۔یا کبھی اپنی ماں کو معاف کر پاتا۔۔اور جب وہ جواب نا کی صورت میں ملتا تو وہ تڑپ جاتی

جب سے سلوی اس کی زندگی میں آئی تھی۔۔نجانے وہ کتنی بار کشف بیگم سے کہہ چکا تھا کہ اگر وہ نا مانتی تو آج سلوی اس کی زندگی میں نا ہوتی۔۔کتنی بار وہ شکریہ کہہ چکا تھا۔

"اپنے شوہروں سے پوچھ لو --- اگر وہ چچا بنے گے تو تم لوگوں کو بھی چچی ہی بننا پڑے گا"۔۔کشف بیگم کے کہنے پر عقیدت نے بھی سر اثبات میں ہلایا تھا

عقیدت۔۔ضرغام نے بتایا کہ وہ کب تک آئے گا۔۔"

Posted On Urdu Novel Book

"نہیں ممانی۔۔اس سلسلے میں میری کوئی بات نہیں ہوئی۔۔رات میں ضرغام کا مسیج آیا تھا کہ وہ کام ختم کر کہ جلد اجائے گا۔۔لیکن کتنی جلدی آئے گا یہ نہیں بتایا"---کشف بیگم کے پوچھنے پر بتایا تو انہوں نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا تھا

ضرغام زمینوں کے کسی کام کے سلسلے سے گاؤں سے باہر گیا ہوا تھا۔۔صرف وہی نہیں شاہ حویلی اور خان حویلی کے سارے مرد ہی کام کے سلسلے میں گاؤں سے باہر تھے۔۔سوائے ارمغان خان اور بالاج شاہ کے

لالا کو بتایا آپ نے"۔۔حوریہ کے پوچھنے پر عقیدت کے گالوں پر سرخی پھوٹی تھی

ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دباتے سر نفی میں ہلایا تھا

جبکہ صوفے پر بیٹھی کشف بیگم بھی حوریہ کی بات سن چکی تھیں۔

ہم چلتے ہیں بیٹا۔۔تم تھوڑا آرام کرو۔۔اور ضرغام کو بھی فون کر کہ یہ بات بتا دو۔۔میں ذرا چھوٹے خان کو فون کر کہ بتاؤں کہ اب سے وہ چھوٹا خان نہیں رہا۔۔کیونکہ اک ننھا سا چھوٹا خان آنے والا ہے۔۔اور داجی کو بھی بتانا ہے۔۔وہ صبح سے ڈیرے پر ہیں۔۔اگر یہ خبر کسی اور سے پتہ چلی تو خفا ہوگے۔۔کوئی اور بتائے اس سے پہلے میں خود ہی بتا دوں کہ داجی اب دادا سے پردادا بننے والے ہیں ---"

Posted On Urdu Novel Book

"بتا دیں ممانی۔۔لیکن ارمغان--- ضرغام کے لیے اس کا چھوٹا خان ہے اور ہمیشہ رہے گا۔۔ اس کی جگہ ضرغام خان کا خان بھی نہیں لے سکے گا"۔۔کشف بیگم کی بات پر نرم لہجے میں جواب دیا تو وہ عقیدت کی بات سنتے خوشی سے اس کا ماتھا چومتی سر اثبات میں ہلاتی فون کرنے کی غرض سے کمرے سے باہر چلی گئ

عقیدت ضرغام سے بات کر لے اسی لیے سلوی اور حوریہ بھی اسے آرام کا کہتی کمرے سے باہر چلی گئ تھیں---

موبائل ہاتھ میں تھامے ابھی وہ ضرغام خان کو فون ملاتی اس سے پہلے ہی کمرے کا دروازا کھلا تھا

جس پر عقیدت نے کمرے میں داخل ہونے والے کو دیکھا تھا

"مم۔۔میں نے خبر سنی کیا سچ تھی"۔۔مقدس بیگم کے نرم لہجے پر عقیدت نے بغور انہیں دیکھا تھا۔۔

سرخ متورم آنکھیں۔۔۔ہاتھوں کو آپس میں مسلتی۔۔۔ وہ عقیدت کو کافی بے چین لگی تھیں

"آپ کو خوشی ہو نا ہو۔۔لیکن یہ بات سچ ہے۔۔جس بیٹے کو آپ ختم کرنا چاہتی ہے نا وہ ختم ہو گا نا اس کی ہونے والی اولاد"۔۔۔مقدس بیگم کا تو پتہ نہیں لیکن عقیدت اس چھپن چھپائی

Posted On Urdu Novel Book

کے کھیل سے تھک چکی تھی۔۔اسی لیے دو ٹوک لہجے میں جواب دیتی وہ مقدس بیگم کو لمحے کے لیے ساکت کر چکی تھی۔

اپنی بات پر مقدس بیگم کا رنگ بدلتا چہرہ دیکھ عقیدت نے سر جھٹکا تھا

"مبارک ہو۔۔اللہ لمبی عمر دیں۔۔تمہاری اولاد کو بھی اور سہاگ کو بھی"--- مقدس بیگم کی بات پر عقیدت کو جھٹکا ہی لگا تھا۔۔کیونکہ ان کے لہجہ طنزیہ نہیں تھا نرم تھا محبت بھرا

عقیدت نے نظریں اٹھائے بغور مقدس بیگم کے چہرے کو دیکھا تھا۔۔اور وہ پچھتاوا دکھ تکلیف دیکھ عقیدت کو دوسرا بڑا جھٹکا لگا تھا

اگر وہ ڈرامہ کر رہی تھی تو عقیدت نے دل میں ہی ان کہ اداکاری کو سراہا تھا۔۔اور اگر وہ سچ تھا۔۔تو عقیدت سوچنے پر مجبور تھی کہ ایسا بھی کیا ہوا کہ مقدس بیگم کی کایا ہی پلٹ گئ۔۔جس بیٹے کو خود مارنا چاہتی تھی اس کے لیے اور اس کی ہونے والی اولاد کے لیے وہ دعائیں دے رہی ہیں

عقیدت کی بات پر بھی انہوں نے کوئی ردعمل ظاہر نہیں کیا

ابھی عقیدت انہیں کوئی جواب دیتی اس سے پہلے ہی وہ تیزی سے کمرے سے نکلتی چلی گئی تھیں---

Posted On Urdu Novel Book

ضرغام خان نے جلد آنے کا کہا تھا۔۔اس لیے وہ اسے فون پر بتانے کا ارادہ ترک کرتی۔۔ نے گہری سانس لیتے سر کراؤں سے ٹکاتے آنکھیں موندی چکی تھی۔

---

عقیدت کے ماں بننے کی خبر شاہ حویلی پہنچی تو امتثال اور پلوشہ عقیدت کے لیے گفٹس لینے کی غرض سے شہر چلی گئیں

انہوں نے صبغہ کو بھی ساتھ چلنے کا کہا لیکن اس نے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ وہ دونوں اس کی طرف سے بھی عقیدت کے لیے گفٹ لے آئیں کیوں‌کہ شادی کی وجہ سے آفس کے بہت سے کام پینڈنگ پر تھے جو کہ جلد از جلد نمٹانا بہت ضروری ہے۔

صبغہ کی وجہ سے انہوں نے بھی اپنا پلین کینسل کرنا چاہا مگر صبغہ کے سمجھانے پر کہ وہ پھر کبھی ان کے ساتھ چلی جائے گی اور ابھی تو گفٹ لانا بھی ضروری ہے کیونکہ کل وہ سب خان حویلی جانے والے تھے۔۔تو مجبوراً وہ دونوں ثمرین بیگم کے ہمراہ شہر روانہ ہو گئیں

اپنے لیے چائے بنا کر صبغہ نے فریج سے چاکلیٹ کیک نکالا تھا۔

ترے میں چائے کے ساتھ کیک رکھتے۔۔قدم اپنے روم کی جانب بڑھائے تھے۔

وہ آفس کا کام کر رہی تھی کہ کام کے دوران اسے چائے اور کیک کی کریونگ ہوئی تھی۔۔ ملازمہ سے کہنے کی بجائے وہ خود ہی چائے بنانے کی غرض سے کچن کی جانب آئی تھی۔۔

Posted On Urdu Novel Book

کچن میں آنے سے پہلے وہ حلیمہ بیگم کے پاس چائے پوچھنے کا گئی —مگر وہ ظہر کی نماز پڑھ کر کچھ دیر آرام کرنے کی نیت سے لیٹ چکی تھی—صبغہ کے چائے پوچھنے پر انہوں نے مسکرا کر اسے بعد میں پینے کا کہہ کر انکار کر دیا تھا جس پر وہ سر اثبات میں ہلاتی کچن میں آگئی تھی—

کچن سے باہر نکلتے اس نے ٹرے میں موجود کیک اور چائے کو دیکھا تھا—

آنکھیں چھوٹی کیے اس نے ٹرے کو اور لوازمات سے بڑھنے کا سوچتے قدم لیے تھے

کباب اور نگٹس گرم کر کہ ٹرے میں رکھتے— آنکھوں میں چمک لیے ٹرے کو دیکھا تھا—

"ہیپی آلون ٹائم"--- کمرے میں داخل ہوتے—سٹڈی ٹیبل پر ٹرے کو رکھتے پرجوش لہجے میں کہا تھا

ہاتھوں سے تالی بجاتے—ایڑھیوں کے بل وہ پلٹی تھی—آگے بڑھ کر کرٹینز گرائے تھے—

کمرے کی لائیٹس اف کرتے—وائٹ اور پرپل کلر کہ فیری لائیٹس ان کی تھی—

سرخ رنگ کی موم بتی ٹیبل پر لیپ ٹاپ کے قریب رکھتے جلائی تھی—جس کے جلنے پر بھینی بھینی سے خوشبو ہوا میں بکھری تھی

آنکھیں موندے گہری سانس بھرتے صبغہ نے اس خوشبو کو محسوس کیا تھا—

پھر چیئر پر بیٹھتے—ٹیبل کے قریب چیئر کو کھسکا تھا—

Posted On Urdu Novel Book

چائے کے کپ کو ہونٹوں سے لگاتے آپنے سامنے پڑی فائنل پر تائیدی نگاہ ڈالی تھی---

پھر اسے بند کرتے لیپ ٹاپ ان کیا تھا۔

چھوٹے سے سلور سپون سے کیک کا ٹکرا اٹھاتے منہ میں ڈالا تھا۔۔پھر اسی چمچ کو انگلیوں میں دباتے۔۔ٹائپنگ کرنا شروع کی تھی۔

تمہیں دل لگی بھول جانی پڑے گی

محبت کی راہوں میں آکر تو دیکھو

تڑپنے پر میرے نا پھر تم ہنسو گے

کبھی دل کسی سے لگا کر تو دیکھو

وہ کمرے میں داخل ہوا تو لمحے کے لیے ٹھٹھکا تھا

کمرے میں گونجتی نصرت فتح علی خان کی اواز--

کمرے کا فسوں خیز منظر۔۔اور سانسوں کو مہکا دینے والی بھینی بھینی خوشبو۔۔نظریں اطراف کا جائزہ لیتی بائیں جانب سٹدی ٹیبل کی جانب اٹھی تھی۔

وہ سامنے ہی بیٹھی تھی۔۔دونوں پاؤں کرسی کے اوپر سمیٹے۔۔شہد رنگ بالوں کا میسی سا جوڑا بنائے۔۔لیمن کرتا کے ساتھ وائٹ کیپری پہنے۔۔وہ کیک کھاتے بہت انہماک کے ساتھ اپنے کام میں اس قدر مصروف تھی کہ بالاج شاہ کی موجودگی کا بھی احساس نہیں ہو پایا تھا۔

Posted On Urdu
Novel Book

نظریں گردن اور چہرے کے گرد جھولتی آوارہ لٹوں سے ہوتی۔۔تیزی سے چلتی مخروطی انگلیوں پر آکر رکی تھی۔

جنہیں دیکھتے بالاج شاہ کو اپنے گلے میں گلٹی سے ابھرتی محسوس ہوئی تھی۔

جو کام صبغہ شاہ کی شور مچاتی محبت نہیں کر سکی تھی۔۔۔وہ اس کی لاپرواہی اس کی خاموشی کر گئیں تھی

ایک لمحے کا کھیل تھا۔۔۔اور بالاج شاہ دل ہار گیا تھا

بے خودی کے عالم میں وہ دروازہ پاؤں کی مدد سے بند کرتا صبغہ شاہ کی جانب بڑھا تھا۔

ہونٹوں کے پاس آئے ہنسی کیا مجال ہے
دل کا معاملہ ہے کوئی دل لگی نہیں
تمہیں دل لگی بھول جانی پڑے گی

"ڈِڈ یو مس میں سویٹ"--- بایاں ہاتھ کرسی کی پشت پر جماتے۔۔۔جبکہ دائیں ہاتھ کو صبغہ شاہ کے بازو سے گزارتے صبغہ شاہ کے چمچ والے ہاتھ کو اپنی جانب کرتے۔۔۔چمچ پر لگے کیک کو کھاتے گھمبیر لہجے میں سرگوشی کی تھی۔

جبکہ بالاج شاہ کے اتنی جلدی واپس آنے جانے۔۔۔اور اس طرح کے لہجے پر صبغہ شاہ کا دل بری طرح دھڑکا تھا

Posted On Urdu Novel Book

یہ دھڑکنوں کا تیز ہونا محبوب کے قرب کی وجہ سے نہیں تھا۔۔یہ دھڑکنوں کی بے ترتیبی بالاج شاہ کے زہر اگلتے لفظوں کے لیے ذہنی طور پر تیار ہونے کی وجہ سے تھی۔

اس نے کہا تھا کہ وہ آفس معاف نہیں کرے گا۔۔ اس کے ساتھ ناپسندیدہ لوگوں والا رویہ رکھے گا۔۔اور وہ اپنی بات پر قائم رہا تھا۔۔کوئی دن ایسا نہیں تھا جب بالاج شاہ نے اس کی تذلیل نا کی ہو۔۔کوئی لمحہ ایسا نہیں تھا کہ وہ اس کے پاس تھا اور صبغہ شاہ کو اپنے زہریلے لفظوں کی مار نہیں مارا تھا۔

اس نے کوئی جسمانی تشدد نہیں کیا تھا۔۔مگر لفظوں سے ایسے وار کیے تھے کہ صبغہ شاہ کو اپنا پور پور لہولہان ہوتا محسوس ہوا تھا۔

صبغہ نے اس دن کے بعد سے کوئی صفائی نا دی تھی۔۔ وہ چپ چاپ بس اس شخص کے سارے رنگ دیکھ رہی تھی جسے اس نے سب سے زیادہ چاہا تھا۔

اور وہ جو بالاج شاہ کے حویلی سے جانے پر کچھ دیر سکون کے گزارنا چاہتی تھی کسی ذہنی اذیت کے اب اس کے لوٹ آنے پر لب بھینچ گئی تھی۔

ابھی وہ اپنی ہی سوچو میں غرق تھی کہ بالاج شاہ نے بازو سے تھام کر جھٹکے سے صبغہ شاہ کو زمین پر کھڑا کیا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

"میں کچھ پوچھ رہا ہوں"--- نظریں صبغہ شاہ کے سپاٹ چہرے پر گاڑھے سخت لہجے میں استفسار کیا تھا۔

"اور میں جواب دینا ضروری نہیں سمجھتی"--- نظریں جھکائے سپاٹ لہجے میں جواب دیا تھا۔

اپنی سوچوں میں گم وہ اس بات پر بھی غور نہیں کر پائی کہ بالاج شاہ نے اسے کیا کہہ کر مخاطب کیا تھا۔۔اور نا ہی اب وہ بالاج شاہ کی آنکھوں کی چمک کو دیکھ پائی تھی۔۔جو پہلے سے یکسر مختلف تھی

اور وہ جو ہمیشہ کا آنا پرست۔۔کبھی انکار نا سننے والا صبغہ شاہ کے جواب پر بری طرح تلملا یا تھا

تبھی کندھوں پر رکھے ہاتھوں میں شدت آئی تھی۔۔جسے محسوس کرتے صبغہ شاہ نے سختی سے ہونٹ بھینچے تھے۔

"میں اس وقت بہت مصروف ہوں۔۔جو چاہتے ہو جلدی بتاؤ"۔۔بالاج شاہ کے ہاتھ جھٹکتے سرد لہجے میں کہا تھا جبکہ صبغہ شاہ کے ردعمل پر بالاج شاہ نے سختی سے مٹھیاں بھینچی تھیں مگر پھر صبغہ شاہ کے لفظوں پر غور کرتے ہونٹوں پر معنی خیز مسکراہٹ رینگی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

"چاہتا تو میں بہت کچھ ہوں۔۔مگر فلحال اس وقت مجھے تمہاری طلب ہے۔۔اور میری طلب کے تقاضوں سے تم باخوبی واقف تو ہو گی نا"--- چہرے کے گرد جھولتی لٹ کو انگلی پہ لپیٹتے سرگوشی نما لہجے میں کہا تھا

جبکہ بالاج شاہ کے الفاظوں پر صبغہ کو اپنے رگ و پے میں غصے کی لہر دوڑتی محسوس ہوئی تھی۔۔جس پر اس نے بامشکل قابو پایا تھا۔

"میں تمہارے کسی بھی طرح کے گھٹیاں تقاضوں کو نہیں سمجھتی۔۔جن لوگوں کو تم اپنی پسندیدہ فہرست میں رکھتے ہو۔۔یہ تقاضے بھی ان سے جا کر پورے کرواؤں"۔۔۔ایک ایک لفظ چبا کر کہتی۔۔کرسی کو پیچھے کی جانب دھکیلتے وہ وہاں سے نکلتی کے بالاج شاہ نے غصے سے صبغہ شاہ کو بازوؤں سے کھینچتے کرسی پر پٹکا تھا

"بکواس سننے کے موڈ میں نہیں ہوں میں--- اور اتنی تم کاکی نہیں کہ ایک شوہر کے تقاضوں کو نا سمجھ سکو۔۔۔اور ویسے بھی جتنی بار تم اپنی محبت کا ڈھول میرے آگے پیٹ چکی ہو تمہیں تو چاہئے میری ایسی آفر پر میرے آگے بچھ"--- دبے دبے لہجے میں غرا کر کہتے آخر میں لہجہ معنی خیز ہوا تھا۔۔۔اس سے پہلے وہ اپنی بات مکمل کرتا کہ صبغہ شاہ کا ہاتھ اٹھا تھا اور بالاج شاہ نے سختی سے جبڑے بھینچے تھے۔

زخم پہ زخم کھا کر جی

Posted On Urdu Novel Book

اپنے لہو کے گھونٹ پی
آہ نا کر لبوں کو سی
عشق ہے دل لگی نہیں
دل لگا کر پتہ چلے گا تمہیں
عاشقی دل لگی نہیں ہوتی

"تم نہایت ہی گھٹیا شخص ہو بالاج شاہ"۔۔بالاج شاہ کا گریبان تھامے۔۔آنسوؤں سے تر چہرہ لیے وہ دبی دبی آواز میں چلائی تھی۔

اپنے لفظوں کی سنگینی کا اندازہ ہوتے وہ بھی شرمندگی سے خاموشی اختیار کر گیا تھا

"تم محبت کیا نفرت کے بھی قابل نہیں ہو۔۔تم جیسے شخص کو محبتوں کا مان رکھنا ہی نہیں آیا "۔۔نم لہجے میں کہتی وہ جھٹکے سے بالاج شاہ کا گریبان چھوڑتی چند قدم پیچھے ہوئی تھی۔

"تمہیں دیکھ کر لگتا ہے کہ بس تمہیں چاہا جائے۔۔اور تمہیں جان جانے کے بعد جی چاہتا کہ اس دل کو نوچ دوں جو تمہیں چاہنا چاہتا ہے۔۔تم۔۔تم بالاج شاہ۔۔تم وہ ہو جس نے اپنے ہاتھوں اپنی آنا و غصے کے ہاتھوں اپنی محبت اجاڑ دی۔۔اور تم وہ ہو بالاج شاہ جس نے اسے بھی جیتے جی اپنے لفظوں سے مار دیا جس نے تم سے محبت کی۔۔تمہیں نا محبت کرنی آئی+۔

اور نا کسی کی محبت اپنا کر مان رکھنا--"--- تھکے ہارے لہجے میں کہتے صبغہ شاہ نے اپنے بال مٹھیوں میں جکڑے تھے—

جبکہ وہ صبغہ شاہ کے الفاظوں پر پتھر ہوا تھا—ساکت آنکھوں سے صبغہ شاہ کے سسکتے وجود کو دیکھا تھا—

وہ آنا پرست تھا—صبغہ شاہ کے انکار پر اس کی آنا بری طرح مجروح ہوئی تھی—مگر وہ سب اس نے آنا میں نہیں کہا تھا—وہ بس آزما رہا تھا—وہ نہیں جانتا تھا کیوں—مگر وہ صبغہ شاہ کی محبت اس کے صبر کی حد دیکھنا چاہتا تھا—

مگر بالاج شاہ یہ نہیں جانتا تھا کہ جس پر دل ہار دیا جائے—اسے پھر آزمایا نہیں جاتا"

محب کہاں محبوب کو آزماتا ہے—وہ تو محبوب کے ہر رنگ ہر روپ کو آنکھیں بند کیے دل میں اتار لیتا ہے

کچھ کھیل نہیں ہے یہ عشق کی لاگ
پانی نا سمجھ یہ آگ ہے آگ
خون رلائے گی یہ لگی دل کی
کھیل سمجھو نا دل لگی دل کی
یہ عشق نہیں آساں

Posted On Urdu Novel Book

بس اتنا سمجھ لیجے

اک آگ کا دریا ہے

اور ڈوب کے جانا ہے۔

وہ اپنی جگہ ساکت کھڑا تھا کہ جب وہ بالاج شاہ کو سرخ آنسوؤں بھری آنکھوں سے دیکھتی۔۔کمرے سے نکلتی چلی گئی تھی۔

بالاج شاہ گھٹنوں کے بل زمین پر گرا تھا

وہ جانتا تھا کہ جو لفظوں کے تیر چلائے ہیں۔۔اب ان کا کوئی کفارا نہیں

پیچھے جانے کا منانے کا کوئی فایدہ نہیں

وہ جا کر اظہار محبت بھی کرتا تو جواباً اب شاید اظہار نفرت ہی ملتا۔۔شاید نہیں یقیناً

___

مجھے نہیں پتہ کہ آپ لوگ اب کس چیز کے انتظار میں ہیں ۔ لیکن میں مزید انتظار نہیں کر سکتا۔۔میں جو کر رہا ہوں مجھے کرنے دیں بہرام لالا۔۔میں ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر بیٹھنے والوں میں سے نہیں ہوں۔۔یا پھر اس بات کا انتظار کروں کہ میرا دشمن مجھ پر گولی سے وار کرتا ہے یا زہر سے"--- عائث خان کے جھنجھلا کر غصے بھرے لہجے میں کہنے پر بہرام شاہ نے

Posted On Urdu Novel Book

گہری سانس بھری تھی اور پھر کرسی گھسیٹ کر عائث خان کے سامنے رکھتا اس کے روبرو بیٹھا تھا—

بات صرف بادام گل یا مقدس بیگم کی نہیں—ان دونوں کے دل و دماغ میں صرف لالچ ہے—اگر وہ دونوں اس قابل ہوتے کے یہ سب پلین کر سکتے تو بادام گل اتنے سال پہلے سب کی نظروں میں بے گناہ ہونے کے باجود ملک سے نا بھاگ جاتا—
وہ ایک بزدل اور کم عقل انسان ہے—وہ نا اتنے سال پہلے یہ سب خود کر سکتا تھا اور نا آج"--- بہرام شاہ نے سمجھانے والے انداز میں ٹھہر ٹھہر کر جواب دیا تو عائث خان نے دونوں ہاتھ بالوں میں الجھا کر سر جھٹکا تھا
میں مزید یہ سب برداشت نہیں کر سکتا لالا—ماضی میں جو بھی ہوا اس سے سنبھلتے سنبھلتے عمر گزر گئی—لیکن اب میں اپنا آج اور مستقبل دشمنوں کے ہاتھوں برباد نہیں ہونے دے سکتا"—نظریں گلاس ونڈوں سے چھن کر آتی سورج کی روشنی پر ٹکائیں کھوئے کھوئے لہجے میں کہا تو بہرام شاہ نے بائیں ہاتھ سے موبائل ٹیبل پر رکھتے بغور عائث خان کے چہرے کو دیکھا تھا—

وہ جو کوئی بھی ہے بہت شاطر ہے—اور اس کے اب تک بچنے کی یہی وجہ ہے کہ ہم جانتے نہیں ہے کہ وہ کون ہے—مہندی والے دن حوریہ کے کمرے کے باہر جو بھی ہوا—اس

Posted On Urdu Novel Book

سے وہ محتاط ہو گئے ہیں۔۔ ہمیں پورا یقین تھا کہ وہ شادی پر کچھ کریں گے۔۔لیکن اس دن کے بعد سے ابھی تک کوئی معمولی سی بھی چیز ہماری نظروں سے نہیں گزری۔۔جن چیزوں پر اور لوگوں پر ہمیں شک تھا وہ سب منظر عام سے غائب ہو چکے ہیں۔۔ٹیبل پر رکھے موبائل کو گھماتے ٹھہرے لہجے میں کہا تو عائث خان نے گردن ترچھی کر کہ بہرام شاہ کو دیکھا تھا۔۔

"آپ کا یقین ٹھیک تھا۔۔انہوں میں نے شادی والے دن وار کیا تھا۔۔لیکن ان کا طریقہ الگ تھا۔۔آپ لوگوں سوچ رہے تھے کہ وہ جان لینے کی کوشش کریں گے۔۔ہتھیار چھپا کر لائیں گے یا زہر ملائیں گے۔۔اور آپ کا یقین سچ ثابت ہوا تھا لالا۔۔انہوں نے زہر ملایا تھا۔۔عائث میں کی بات پر بہرام شاہ نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔۔سیاہ گہری آنکھوں میں حیرت ابھری تھی۔۔

انہوں نے زہر کھانے میں نہیں ماضی کی طرح اس بار بھی ہمارے رشتوں میں گھولنے کی کوشش کی تھی۔۔بالاج شاہ کے چہرے پر تھپڑ اور اپنی بیوی کو اکیلے چھوڑ کر عائث خان نے ان پر ثابت کر دیا تھا کہ ان کا زہر کام کر گیا ہے"---- چہرے پر معنی خیز مسکراہٹ سجائے چمکتی آنکھوں کو بہرام شاہ کے چہرے پر ٹکائے آگے کو جھک کر سرگوشی نما لہجے میں

Posted On Urdu Novel Book

کہا تو بہرام شاہ نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا تھا۔۔اسی لیے اب پلین بی پر کام کرنا کرنا ہے۔۔یہ کہتے بہرام شاہ کے ہونٹ لمحے کے لیے مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

میں تمہاری پرسنل لائف میں کسی بھی طرح انٹرفیئر نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔مگر بات صرف تمہاری نہیں۔۔میری بہن کی بھی ہے۔۔اور تم سب کا بڑا بھائی ہونے کے ناطے اتنا حق تو بہرام شاہ کا بنتا ہے نا کہ اگر وہ سوال نا کر سکے مگر تم لوگوں کو سمجھا تو سکے"۔۔اپنی بات پر عائث کی خاموشی پر بہرام شاہ نے سر نفی میں ہلایا تھا۔

اور پھر اٹھ کر عائث خان کی کرسی کے قریب کھڑا ہوا تھا۔

"میں کسی کی حمایت نہیں کروں گا عائث۔۔تم تیس سال کے مرد ہو۔۔اتنی عقل و شعور تو رکھتے ہو گے کہ چیزوں کو خود دیکھ سمجھ سکو۔۔ بالاج پر نہیں تو اپنی بیوی ہر تو یقین ہو گا نا۔۔اگر بیوی پر بھی نہیں تو اپنی محبت پر تو ہو گا نا۔۔اگر تم پھر بھی یقین نہیں کر پا رہے تو بہرام شاہ تمہیں قسم کھا کر بھی اپنی بہن کے کردار اور بے قصور ہونے کا یقین دلانے کو تیار ہے"۔۔بہرام شاہ کی آخری بات پر عائث خان نے زخمی نظروں سے اسے دیکھا تھا

"میں اتنا گرا ہوا نہیں ہوں لالا۔۔کہ اپنی بیوی کے کردار کے لیے اس کے بھائی سے قسمیں اٹھواتا پھروں۔۔مجھے حوریہ عائث خان پر اپنی جان سے بھی زیادہ یقین ہے۔۔لیکن"۔۔زخمی

Posted On Urdu Novel Book

لہجے میں کہتے سختی سے ہونٹ بھینچے تھے۔۔پھر گہری سانس بھرتے اپنی جگہ سے اٹھتے قدم گلاس ونڈو کی جانب بڑھائے تھے جو کمرے کی ایک دیوار کی جگہ لیے ہوئے تھی

"میری بیوی نے مجھ پر کبھی یقین نہیں کیا۔۔چاہے یہ یقین نا کر پانا اس کے ڈر کی وجہ سے تھا۔۔میں نے ہمیشہ چاہا تھا کہ وہ مجھے سچ بتا دے۔۔۔ میں صرف اس سے سننا چاہتا تھا۔۔عائث خان کی بیوی میں اتنی تو ہمت ہونی چاہیے نا کہ وہ اس کے سامنے بنا کسی ڈر و جھجھک کے سچ بول سکے۔۔یہ جانتے ہوئے بھی کہ سچ چاہے عائث خان کے لیے کتنا ہی جان لیوا کیوں نا ہو عائث خان سچ بولنے والوں کو نا تو روکتا ہے نا انہیں کوئی سزا دیتا ہے۔۔۔ لیکن میرے ساتھ رہتے ہوئے بھی وہ مجھ پر یقین نہیں کر سکی۔

اسی بات کو دشمنوں نے ہمارے خلاف استعمال کیا۔۔جو بات میں چاہتا تھا کہ میری بیوی مجھے بتائے اور وہ بات اسی جگہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے۔۔ اس بات کو ان لوگوں نے ہتھیار کے طور پر استعمال کیا۔۔ان لوگوں نے میری بیوی کے کردار اور ماضی کو سوالیہ نشان بنانا چاہا صرف اس لیے کہ عائث خان سچ سے ناواقف تھا۔۔اور سچ سامنے آنے پر وہ غیرت کے نام پر ان دونوں کو جان سے مار دے گا اور ہم سب پھر ایک دوسرے کے دشمن بنتے ایک ساتھ نہیں بلکہ آمنے سامنے آجائیں گے۔۔ان لوگوں نے عائث خان کی زندگی میں زہر گھولنے کی کوشش کی تھی اب عائث خان ان کی رگ رگ میں زہر بھر دے گا"۔۔لہجے میں

Posted On Urdu Novel Book

چٹانوں سی سختی لیے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا تو بہرام شاہ نے گہری سانس لیتے سر کرسی کی پشت سے ٹکایا تھا۔

---

گاڑی سگنل پر رکی تو بالاج شاہ نے کوفت سے آنکھیں گھمائی تھیں
کلائی پر بندھی گھڑی پر ٹائم دیکھا تو ماتھے کی شکنوں میں مزید اضافہ ہوا تھا۔
وہ بہرام شاہ کا میسج ملنے اور جلدی آنے کا کہنے پر سارے کام چھوڑ کر شہر کے لیے نکلا تھا۔۔
گاؤں سے شہر اور پھر شہر میں آفس تک کا سفر دو گھنٹے تک کا تھا۔۔وہ جلدی کرتے کرتے بھی ٹریفک زیادہ ہونے کی وجہ لیٹ ہو رہا تھا۔۔بہرام شاہ نے نجانے کیا بات کرنی تھی کہ اس نے میسج میں بس جلدی پہنچنے کا کہا تھا۔۔ سر جھٹکتے بالاج شاہ نے گاڑیوں کی لمبی قطار کو دیکھا تھا۔۔اور پھر کوفت سے آنکھیں بند کرتے سر سیٹ کی پشت سے ٹکایا تھا۔
آنکھیں ابھی بند ہی کی تھی کہ چھن سے صبغہ شاہ کا چہرہ آنکھوں کے پردے کے آگے لہرایا تھآ
وہ سٹڈی ٹیبل پر چاہے کا کپ رکھ رہی تھی جب بالاج شاہ شاور لے کر نکلا تھا۔
لائٹ بلیو کلر کا کرتا شلوار پہنے۔۔ٹاول بالوں میں پھیرتے وہ ٹیبل کے سامنے پشت کیے کھڑی صبغہ شاہ کے پیچھے جا کھڑا ہوا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

وہ جو چائے کے ساتھ سنیک وغیرہ رکھ کے پلٹنے لگی تھی ایک دم سے اپنے گرد بانہوں کے حصار کو محسوس کرتے ساکت ہوئی تھی۔

"یہ اتنی بے خبری ہے یا اگنورینس مسسز۔۔کہ اپنے شوہر کے اتنے قریب ہونے کا آپ کو احساس تک نہیں ہوا"۔۔گردن پر رقص کرتے جان لیوا ہونٹوں کی سرگوشی پر صبغہ شاہ کا دل کانوں میں دھڑکا تھا۔۔چہرہ پل میں سرخ انگارا ہوا تھا۔۔نظریں بے ساختہ جھکتی اپنے پہلو پر سختی سے رکھے بالاج شاہ کے ہاتھ پر تھمی تھیں۔

"بب۔بالاج"۔۔خشک پڑتے ہونٹوں کو تر کرتے مدھم لہجے میں پکارا تو بالاج شاہ نے جھٹکے سے صبغہ شاہ کا رخ اپنی جانب کرتے۔۔بایاں ہاتھ سختی سے صبغہ کی کمر پر جمایا تھا۔۔دائیں ہاتھ کو چہرے اور گردن کے درمیان رکھتے۔۔اپنا چہرہ صبغہ شاہ کے چہرے کے قریب تر کیا تھا کہ بالاج شاہ کی گرم سانسوں کی تپش سے صبغہ شاہ کو اپنا چہرہ جھلستا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

"ڈو یو لو می مسسز۔۔"۔۔عنابی ہونٹ صبغہ شاہ کے ہونٹوں سے مس کرتے گال پر شدت سے ثبت کرتے سوال کیا تو صبغہ شاہ کو اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوئی

کپکپاتے ہاتھ بالاج شاہ کے سینے پر دھرے تھے۔۔گہرے سانس بھرتے صبغہ شاہ نے آنکھیں سختی سے میچی تھی

Posted On Urdu Novel Book

جبکہ صبغہ شاہ کے جواب نا دینے پر بالاج شاہ نے سیاہ گہری آنکھوں سے صبغہ شاہ کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھتے۔۔کمر پر دباؤ بڑھاتے دائیں ہاتھ سے جھٹکے سے شرٹ کی زپ کھولتے کندھے سے شرٹ کھسکائی تھی۔۔اس سے پہلے صبغہ کچھ سمجھتی بالاج شاہ کندھے پر اپنے ہونٹوں کے دباؤ کے ساتھ دانتوں کا دباؤ بڑھاتے اپنی شدت کے نشان چھوڑنے لگے تھا جس پر صبغہ شاہ نے تڑپ کر اسے روکنا چاہا تھا۔

بالاج شاہ کے لمس میں اس قدر شدت تھی کہ صبغہ کو اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس ہوئی تھی لڑکھڑا کر وہ پیچھے ہوئی تھی۔۔ہاتھ بے دھیانی میں ٹیبل پر رکھی چائے کے کپ سے لگا تو وہ چھلک کر ٹیبل پر گری تھی اس سے پہلے صبغہ شاہ کا ہاتھ جلتا بالاج شاہ سرعت سے ہاتھ اپنی سخت گرفت میں لیتا۔۔اپنی گردن کے گرد حائل کر چکا تھا اور پھر چہرے صبغہ شاہ کی گردن سے اٹھاتے سرخ آنکھوں سے گھورتے صبغہ کے بال مٹھی میں دبوچتے۔۔چہرہ اوپر اٹھایا تھا۔

"میں نے کچھ پوچھا ہے مسسز"۔۔سلگتے لہجے میں ایک ایک لفظ چبا کر ادا کیا تو صبغہ شاہ نے ہونٹ کاٹتے کندھے سے شرٹ ٹھیک کرنی چاہی تو بالاج شاہ نے سلگتی نظروں سے صبغہ شاہ کو دیکھتے۔۔جھٹکے سے صبغہ کے دونوں ہاتھ پیچھے پشت کر باندھتے اسے خود میں بھنچا تھا

Posted On Urdu Novel Book
"آنسر میں ڈیم سے"--- بکو اپنے ہونٹوں کی سخت گرفت میں لیتے سرگوشی نما لہجے میں کہا تو صبغہ شاہ کو اپنی ریڈھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوتی محسوس ہوئی

"آئی ڈو"---بالاج شاہ کی سانسوں میں سانس بھرتے مدھم لہجے میں جواب دیا مگر اپنے جواب پر بالاج شاہ کے لمس میں شدت محسوس کرتے صبغہ شاہ کی آنکھیں نم ہوئی تھیں-

"پورا جواب چاہیئے مجھے مسسز---جان لیوا ہونٹوں کا لمس چہرے پر جا بجا محسوس ہونے لگا تو صبغہ شاہ نے سختی سے آنکھیں میچ لیں

"آئی لو یو بالاج---آئی رئیلی ڈو"---آنکھیں بند کیے سرگوشی نما لہجے میں اعتراف کیا تھا-

صبغہ شاہ کے اعتراف پر بالاج شاہ کے عنابی ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگی تھی اور پھر وہ لمحے کی تاخیر کیے بغیر صبغہ شاہ کے گلابی ہونٹوں پر پوری شدت سے جھکا تھا جس پر صبغہ شاہ کا وجود بری طرح کپکپایا تھا-

صبغہ شاہ کے ہونٹوں پر اپنا جان لیوا لمس چھوڑتے---وہ پوری شدت سے صبغہ کی بکھری سانسوں میں اپنی سلگتی سانسوں کو انڈیلتے - اپنی سیاہ گہری آنکھوں سے صبغہ شاہ کے سرخ انگارا ہوتے چہرے کو بغور دیکھ رہا تھا---جب لگا کہ وہ سانس نہیں لے پائے گی جھٹکے سے دور ہوا تھا-

Posted On Urdu Novel Book

اس سے پہلے وہ لڑکھڑا کر گرتی بالاج شاہ نے اسے بازوؤں میں سختی سے بھینچتے ہونٹ صبغہ شاہ کے کان کی لو پر رکھے تھے

"اور مجھے تمہارا اظہار محبت پسند ہے—اپنی شدتوں پر بکھرتی تمہاری سانسوں کا رقص پسند ہے"--- بالاج شاہ کے لفظوں پر صبغہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری تھی ابھی وہ کچھ کہتی کہ بالاج شاہ اس کی شرٹ ٹھیک کرتا جھٹکے سے اسے پیچھے کر چکا تھا

سپاٹ نظر صبغہ شاہ کے حیرت بھری آنکھوں پر ڈالتے ڈریسنگ ٹیبل کی طرف بڑھا تھا جبکہ وہ اپنی جگہ ساکت کھڑی تھی—وہ اب ایسے ہی کرتا تھا اس قدر زچ کرتا تھا یا کبھی اس قدر پیار سے پیش آتا اور اپنی باتوں سے صبغہ کو اظہار محبت کرنے پر مجبور کرتا تھا اور جب وہ کر لیتی تو بالاج شاہ کی آنکھوں میں عجیب سی چمک در آتی تھی اور لہجہ تمسخرانہ ہو جاتا تھا—

"اور تمہیں—تمہیں مجھ سے کبھی محبت نہیں ہوئی بالاج شاہ"— ہاتھ کی پشت سے ہونٹ صاف کرتے دبے دبے لہجے میں چلا کر کہا تو بالاج شاہ نے لاپرواہی سے کندھے آچکائے تھے

"ایک کام کرو—تسبیح لو اور اس پر اس بات کا ورد شروع کر دو کہ مجھے تم سے کبھی محبت نہیں ہوئی"—بے نیاز لہجے میں کہتے بالوں کو جیل سے سیٹ کرنا شروع کیا تھا—

Posted On Urdu Novel Book

"اگر ورد ہی کرنا ہے تو یہ کیوں نا کہو مجھے بالاج شاہ سے عشق ہے"--- صبغہ شاہ کے الفاظ پر بالاج شاہ کے ہاتھ لمحے کے لیے تھمے تھے پر سر جھٹکتے اس نے پرفیوم اٹھایا تھا۔

ہارن کی آوازوں پر وہ چونکہ تھا--- ایک تیز نظر اردگرد ڈالتے گاڑی سٹارٹ کی تھی۔

سوچوں کا رخ پھر صبغہ شاہ کی جانب تھا

وہ بیڈ پر نڈھال سی لیٹی ہوئی تھی۔۔اور بالاج شاہ غصے سے کمرے میں چکر کاٹتا قہر آلود نظروں سے صبغہ شاہ کو دیکھتے اپنے اشتعال پر قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا۔

ایک دن پہلے حویلی واپس آتے وہ پلوشہ اور امتثال کے لیے کچھ سویٹس لے آیا تھا جن میں چاکلیٹس۔۔میفنز۔۔کیک اور پیسٹریز وغیرہ تھیں۔۔جس پر ثمرین شاہ نے بالاج شاہ کو کمرے میں بلا کر کافی شرمندہ کیا تھا کہ جب وہ باقی سب کے لیے لا سکتا ہے تو اپنی بیوی کے لیے کیوں نہیں تو آج اسی لیے واپسی پر وہ باقی سب کے ساتھ صبغہ کے لیے بھی لے آیا تھا۔۔

بالاج شاہ نے سب سے پہلے نٹس والی براؤنیز صبغہ کی جانب بڑھائیں تھیں وہ نہیں جانتا تھا کہ صبغہ کو اس سے الرجی ہے اور وہ بھی جانتے بوجھتے اسی وقت بالاج شاہ پر آنکھیں جمائے صوفے پر بیٹھتے-- کھانا شروع ہوگئی تھی۔

جس پر بالاج شاہ نے کوفت سے اسے دیکھتے ثمرین شاہ کو دیکھا تھا جو مسکرا کر اسے دیکھ رہی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

سر جھٹکتے وہ اوپر کمرے کی جانب بڑھا تھا- کمرے کا دروازا بند بھی نہیں ہوا تھا کہ بالاج شاہ کو نیچے سے شور سنائی دیا تھا وہ الٹے قدموں بھاگتا ہوا واپس آیا تھا

اور صبغہ شاہ کی ابتر حالت ہوتے دیکھ ایک پل کے لیے وہ بھی بھونچکا رہ گیا تھا—

" تم پاگل عورت مجھے بتا نہیں سکتی تھی کہ تم نٹس سے الرجک ہو"--- بیڈ کے قریب آتے—کھا جانے والی نظروں سے صبغہ شاہ کو دیکھتے دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تو صبغہ شاہ نے مسکرا کر سر نفی میں ہلایا تھا—

"تمہاری دی ہوئی ہر چیز پر صرف و صرف میرا حق ہے بالاج شاہ—چاہے پھر وہ زخم ہو یا مرہم—تکلیف یا خوشی—یا پھر چاہے وہ زہر ہی کیوں نا ہو"—بالوں کی لٹ کو انگلی پر لپیٹتے ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ سجائے جواب دیا تو بالاج شاہ نے سختی سے جبڑے بھینچے تھے—

پاس پڑی ٹیبل کو ٹھوکر مارتے صوفے پر جا بیٹھا تھا—

"تمہیں کیا لگتا ہے یہ سب ڈرامہ کرو گی—اپنی محبت اور وفاؤں کا یقین دلاؤ گی تو میں محبت کرنے لگو گا—یا تمہارا وفا دار بن جاؤں گا—اگر تم ایسی کسی خوش فہمی میں ہو تو جتنی جلدی ہو سکے باہر نکل آؤ صبغہ شاہ—کیونکہ تمہاری اس محبت کی میری نظر میں کوئی عزت نہیں—

اپنے دل کو جھوٹی تسلی دینا چھوڑ دو—حقیقت کو قبول کر لو--- مان لو کہ میں بالاج شاہ تم سے کبھی محبت نہیں کر سکتا—تم سے بے وفائی تو کر سکتا ہوں لیکن تمہاری وفا کا یقین

Posted On Urdu
Novel Book

نہیں"--- ٹانگ پر ٹانگ جمائے—تمسخرانہ نظریں صبغہ شاہ کے فق پڑتے چہرے پر گاڑھے طنزیہ لہجے میں کہا تو صبغہ شاہ کے گلے میں گلٹی سے ابھر کر معدوم ہوئی تھی

"انسان بھی عجیب ہے— اشرف المخلوقات تو بن گیا—مگر نا تو باوفا بن سکا نا ہی قدر دان— اور شاید انسان بھی نہیں"—نظریں بالاج شاہ کے چہرے سے ہٹاتے—چھت پر ٹکائے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا تو بالاج شاہ نے گھور کر صبغہ شاہ کو دیکھا تھا—

گاڑی جھٹکے سے بہرام شاہ کے آفس کے باہر رکی تھی—سوچوں کا تھکا دینے والا تسلسل ٹوٹا تھا—گاڑی سے نکلتے بالاج شاہ نے کیز گارڈ کی طرف اچھالی تھی—

"آئی لو یو بالاج شاہ—آئی رئیلی ڈو"—گلاس ڈور کو دھکیلتا وہ اندر داخل ہوا تھا

"محبت کا میں نے کرنا بھی کیا ہے—یہ تو ہر کسی کو ہو جاتی ہے—میں صبغہ شاہ ہوں—— اسی لیے مجھے تمہاری محبت نہیں—تمہارا عشق چاہئے بالاج شاہ—اور مجھے یقین ہے تمہیں عشق ہو گا— صبغہ شاہ سے ہی ہو گا—اور بہت جان لیوا ہو گا"

بہرام شاہ کے آفس روم کے باہر کھڑے ہوتے بالاج شاہ نے اطراف میں نظریں گھمائی تھی

وہ یہاں کہی بھی موجود نہیں تھی—لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ پاس نا ہو کر بھی بالاج شاہ کے دل و دماغ پر بری طرح چھائی ہوئی تھی—

دل تھا تو ہر دھڑکن کے ساتھ اسے ہی یاد کر رہا تھا۔۔یا پھر وہ یاد کر کہ ہی دھڑک رہا تھا۔

---

اپنی پشت پر نظروں کی تپش محسوس کرتے سلویٰ شاہ کے ہاتھ بری طرح کپکپائے تھے۔۔ جن پر بامشکل قابو پاتے سلوی نے جلدی سے کپڑے سیٹ کرتے کبرڈ کا دروازا بند کرتے قدم بیڈ کی جانب بڑھائے تھے۔

جبکہ نظروں کی تپش ابھی بھی خود پر محسوس ہو رہی تھی مگر سلوی شاہ نے پلٹ کر غلطی سے بھی صوفے پر براجمان ارمغان خان کو نہیں دیکھا تو جو آج فلافِ معمول حویلی میں موجود تھا۔

Urdu Novel Book

اور حویلی آتے ہی وہ شام چھ بجے ہی رات کا کھانا کھا کر کمرے میں آگیا تھا۔

اور اب گھڑی رات کے نو بجا رہی تھی۔۔وہ جب سے حویلی آیا تھا کمرے میں جانے کے بعد سے باہر نہیں آیا تھا اور یہ سلوی شاہ کے لیے حیران کن تھا۔

وہ تو شادی والے دن بھی اسے کمرے میں بیٹھا کر باہر چلا گیا تو اور پھر نجانے رات کے کس پہر واپس آیا تھا۔۔اور پھر یہ روز کا معمول بن جاتا وہ ہمیشہ سلوی کے سونے کے بعد ہی کمرے میں آتا تھا

Posted On Urdu Novel Book

اگر دن میں کسی وقت وہ حویلی واپس آتا تو کمرے میں کچھ دیر کے لیے ٹھہرتا تھا۔۔اور پھر اگر سلوی کمرے میں موجود ہوتی تو وہ اسے کسی ایسے کام بھیج دیتا کہ جب تک وہ واپس آتی ارمغان خان کمرے سے کیا حویلی سے بھی جا چکا ہوتا۔۔بظاہر تو اس دن کے بعد سے ارمغان خان نا تو سخت لہجے میں اس سے مخاطب ہوا تھا نا ہی کوئی دل دکھانے والی بات کی تھی۔۔ مگر جس طرح وہ اس کی ذات کو فراموش کر رہا تھا۔۔سلوی شاہ کے وجود کو ایسے نظر انداز کر رہا تھا جیسے وہ اسے جانتا ہی نہیں۔۔یہ سلویٰ شاہ کے لیے جان لیوا تھا۔۔آپ ہر جان دینے والا شخص۔۔اس قدر انجان بن جائے تو انسان کی جان پر بن آتی ہے۔

بیڈ شیٹ ٹھیک کرتے۔۔سلوی شاہ نے گردن ترچھی کرتے چور نظروں سے ارمغان خان کو دیکھنے کی کوشش کی تھی۔۔مگر اسے اپنی جانب متوجہ دیکھ وہ دھک سے رہ گئی تھی

سرعت سے نظریں چرائیں تھی

دل اتنی شدت سے دھڑکا تھا کہ سلوی شاہ کو اپنے سینے سے نکلتا محسوس ہوا تھا۔

جبکہ صوفے پر بیٹھے ارمغان خان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگی تھی۔

"ادھر آؤ"۔۔تحمکانہ لہجے میں بلایا تو سلوی شاہ کی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھیں

رخ موڑے بے یقینی سے ارمغان خان کو دیکھا تھا۔۔جو دونوں ٹانگیں ٹیبل پر وی کی شیپ میں رکھے۔۔ہاتھ کے اشارے سے اپنی جانب بلا رہا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

"مم۔۔میں"۔۔حلق تر کرتے یقین دہانی کے لیے پوچھا تو ارمغان خان نے آنکھیں چھوٹی کرتے۔۔گھور کر سلوی شاہ کو دیکھا تھا۔

"نہیں تو میں"۔۔سخت لہجے میں جواب دیا تو سلوی شاہ ہڑبڑا کر جلدی سے اس کی جانب بڑھی تھی۔

صوفے کے قریب کھڑے ہوتے نظریں جھکائے وہ ارمغان خان کے اگلے حکم کی منتظر تھی جبکہ سلویٰ شاہ کے جھکے چہرے کو بغور دیکھتے ارمغان خان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگی تھی۔۔اگر وہ سب نا ہوا ہوتا۔۔تو کیا وہ آج کی طرح خاموشی سے کچھ تیکھا سا جواب دیے بغیر ارمغان خان کے بلانے پر ایسے آجاتی۔۔نہیں کبھی نہیں۔۔ارمغان خان کو یقین تھا کہ وہ محبت بھرا مان ان کے درمیان رہتا تو وہ ارمغان خان کے اس طرح بہانے اور حکم جھاڑنے پر اس کا سر ضرور پھاڑ دیتی

بیٹھو"۔۔ارمغان خان کے اگلے حکم پر سلوی شاہ نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تھا اور پھر نظریں ارمغان خان سے ہوتی سامنے رکھے ٹیبل سے سرکتی دوسری جانب ارمغان خان کے سنگل صوفہ کے ساتھ رکھے دوسرے صوفہ پر گئی تھی۔

خاموشی سے سر اثبات میں ہلاتی ابھی وہ اس صوفہ کی جانب بڑھتی کہ اپنی کلائی کو سخت گرفت میں پاتے اپنی جگہ ساکت ہوئی تھی

"میں نے بیٹھنے کا کہا ہے۔۔جگہ نہیں بتائی کہ کہاں"۔۔کلائی کو جھٹکا دیتے رخ اپنی جانب کیا تو سلوی شاہ نے حیرت سے ارمغان خان کو دیکھا تھا۔

"کہاں"۔۔مدھم لہجے میں استفسار کیا تو ارمغان خان نے نظروں سے زمین کی جانب رخ کیا تھا۔

جسے دیکھتے سلوی شاہ کے چہرہ ہتک سے سرخ پڑا تھا۔۔نظریں ارمغان خان کی نظروں کے تعاقب پر زمین پر گئیں تو گلے میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی تھی

زمین پر بیٹھنا اس کے لیے کوئی عیب تو نہیں تھا۔۔یہ تو کسی طور عیب والی بات نہیں تھی۔۔ مگر سامنے بیٹھا شخص شاید اسے جھکانے یا توہین کے لیے یہ حکم دے رہا تھا۔۔اور یہ بات عزت نفس کو کچلنے اور دل کو دکھانے والی تھی

گرے آنکھوں میں پل میں نمی اتری تھی۔۔ مگر خود پر قابو پاتے سلوی شاہ نے گہری سانس بھری تھی۔

اگر ارمغان خان کی توجہ اس سے بات اس طرح بات ہو سکتی تھی تو سلوی شاہ کو قبول تھا۔

ابھی وہ نیچے جھکتی کہ ارمغان خان نے سختی سے جبڑے بھینچتے۔۔جھٹکے سے اٹھ کر سلوی شاہ کو دونوں بازوؤں سے تھام کر اپنی جگہ بٹھایا تھا۔۔اور پھر اسے سمجھنے کا موقع دیے بغیر خود بھی اس کے ساتھ اسی سنگل صوفے پر آن بیٹھا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

" ہر حکم کی تعمیل نہیں کی جاتی سلویٰ شاہ__ حکم ناجائز ہو تو آواز اٹھائی جاتی ہے"__ سخت لہجے میں کہا تو سلوی شاہ نے سر اثبات میں ہلایا تھا

جبکہ اندر سے وہ پوری جان سے کانپ چکی تھی__ایک پل میں کیا ہوا اسے بالکل سمجھ نہیں آیا تھا__اس کا سر چکرا گیا تھا

"کہاں ہوتی ہو سارا دن__شوہر کا تمہیں ذرا بھی احساس ہے__کبھی خیال آیا کہ تھکا ہارا گھر آیا ہے تو پانی کا گلاس ہی پوچھ لوں"--- سلوی شاہ کا ہاتھ اپنی سخت گرفت میں لیتے سخت لہجے میں استفسار کیا تو سلوی شاہ نے ہونقوں کی طرح منہ کھولے بے یقینی سے ارمغان خان کو دیکھا تھا_

Urdu Novel Book

جو خود کو ہر الزام سے بری الزمہ کرتے سلوی شاہ سے سوال کر رہا تھا_

"مم__میں یہی تھی__حویلی میں__میں نے کہا جانا ہے"__نظریں اپنا ہاتھ تھامے ارمغان خان کے ہاتھ کی ابھری رگوں پر مرکوز کیے مدھم لہجے میں جواب دیا تو ارمغان خان نے سمجھنے کے انداز میں سر اثبات میں ہلایا تھا

"پھر مجھے نظر کیوں نہیں آتی"__کمر میں ہاتھ ڈالے خود کے قریب کرتے بھاری لہجے میں استفسار کیا تو اتنی سے قربت پر سلوی شاہ کی پلکیں حیا کے بوجھ سے جھکی تھیں

پھولی پھولی گالوں پر گلال بکھرا تھا

Posted On Urdu Novel Book

"کیونکہ آپ مجھے اب دیکھنا ہی نہیں چاہتے۔۔۔ورنہ میں تو یہی ہوں۔۔آپ کی نظروں کے سامنے"۔۔۔نظریں اٹھائے ارمغان خان کی ہیزل ہنی آنکھوں میں دیکھتے شکوہ کناں لہجے میں جواب دیا تو ارمغان خان نے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دباتے بغور سلویٰ شاہ کے چہرے کو دیکھا تھا جو اس وقت کسی بھی میک اپ سے پاک تھا۔

سادہ سے کاٹن کے جوڑے میں۔۔۔ بالوں کا میسی سا جوڑا بنائے۔۔۔سادگی میں بھی وہ ارمغان خان کے دل میں حشر برپا کر چکی تھی

مگر دل میں کہی ملال بھی ہوا تھا۔۔۔وہ کچھ دن کی دلہن تھی اور اس قدر سادگی میں تھی۔۔۔کلائیوں میں وہ سہاگ کی چوڑیاں بھی نہیں تھی۔۔۔جو ابھی تک عقیدت اور حوریہ کی کلائیوں میں تھی۔۔۔یا ہر نئی دلہن کے ہاتھوں میں ہوتی تھیں

"تم تیار نہیں ہوتی"۔۔۔سلویٰ شاہ کی بات کو یکسر نظر انداز کرتے استفسار کیا تو لاکھ ضبط کے باوجود بھی وہ اپنی نم ہوتی آنکھوں کو نا روک سکی

گلے میں جیسے آنسوؤں کا گولہ سا اٹکا تھا۔

"کس کے لیے ہوں تیار میں"۔۔۔نم لہجے میں سوال کے بدلے سوال کیا تو ارمغان خان کا دل بری طرح دکھا

کمر پر دباؤ بڑھاتے دوسرا ہاتھ سلویٰ شاہ کے دائیں گال پر ٹکایا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

"میرے لیے۔۔تمہیں لگتا ہے اپنے ہوتے میں تمہیں تمہارے لیے بھی کچھ کرنے دوں گا مسسز۔۔تم پر صرف میرا حق ہے۔۔ تمہارا ہار سنگھار یا بناؤ سنگھار وٹ ایور جو بھی کہتے وہ صرف و صرف میرے لیے ہو گا۔۔تو اب بتاؤ کیوں تیار نہیں ہوتی"--- نرم لہجے میں تنبیہہ کرتے پھر سے وہی سوال دہرایا تو سلوی شاہ نے شکوہ کناں لہجے سے ارمغان خان کو دیکھا تھا

"آپ تو اب مجھے دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے خان۔۔میں نے مزاق کیا تھا جو بعد میں میری غلطی بن گیا اور پھر گناہ۔۔اور اب میری سزا شاید یہی ہے"۔۔آنکھوں سے بہتے سیال پر سلوی شاہ نے بے بسی و شرمندگی سے چہرے کا رخ بدلا تھا۔

اہ۔۔یہ آنسو--- سلوی کو اب اندازہ ہوا تھا کہ محبت کہ علاوہ انسان کا ان آنسوؤں پر بھی کوئی زور نہیں۔۔کبھی تو دل پر قیامت بھی گزر جائے تو یہ آنکھ تک نم نہیں ہونے دیتے اور کبھی زرا سی بے بسی پر چہرہ بھگو دیتے ہیں

اور کیا سزا ہے تمہاری"--- وہ پھر سے سلوی شاہ کی بات کو یکسر انداز کرتے اپنے مطلب کے سوال کیے جا رہا تھا

جس پر سلوی نے نم آنکھوں سے ارمغان خان کو دیکھا تھا۔

"ممطلب۔۔"

Posted On Urdu Novel Book

"میں پوچھ رہا ہوں کہ کیا سزا ہے تمہاری۔۔مطلب تم تیار نا ہو کر خود کو سزا دے رہی ہو"--- سلوی شاہ کی بات پر پر سوچ نظریں اطراف میں گھماتے جواب دیا تو سلوی شاہ کا چہرہ شرمندگی سے سرخ ہوا تھا۔

"یہ مطلب نہیں تھا میرا خان۔۔میرا یہ مطلب تھا کہ میں نے جس کے لیے تیار ہونا ہے اگر وہی مجھے نہیں دیکھے گا سارا سارا دن حویلی سے باہر رہے گا۔۔رات کو بھی میرے سونے کے بعد کمرے میں آئے گا تو میں پھر کس کے لیے تیار ہوں۔۔جب مجھے اپنے دیکھنا ہی نہ"--- ارمغان خان کی باتوں پر جھنجھلا کر روانی میں کہتے سلوی شاہ کے لفظوں کو ارمغان خان کے سلگتے ہونٹوں کے شدت بھرے لمس نے روکا تھا۔

Urdu Novel Book

"بس یہی۔۔یہی سننا تھا میں نے۔۔اور کس نے کہا میں تمہیں نہیں دیکھتا۔۔میں صرف تمہیں ہی تو دیکھتا ہوں۔۔اور آج تو میں فرصت سے تمہیں دیکھنے والا ہوں تا کہ میری بیوی کے سارے شکوے ختم ہو جائے"--- سلوی شاہ کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں الجھاتے بوجھل لہجے میں سرگوشی کی تو سلوی شاہ پل میں کان کی لو تک سرخ ہوئی تھی

لیکن اس سے پہلے میں تمہیں یہ سب کلئیر کر دینا چاہتا ہوں۔۔تا کہ بعد میں تمہارے دل میں میرے لیے کوئی بدگمانی نا آئے۔۔میں ناراض تھا اور شاید اس سے بھی زیادہ ہرٹ۔۔میں تمہیں کسی بھی قیمت پر کھونا نہیں چاہتا تھا۔۔میں نے آج تک جو چاہا وہ پاہ لیا تھا۔۔

Posted On Urdu
Novel Book

تمہیں سمجھانے کے بعد بھی جب شا[illegible] مجھے لگا جیسے کسی نے میرے پاؤں سے زمین کھینچ لی ہو۔۔۔تم میری محبت تھی میں جانتا تھا کہ تمہیں اپنے علاوہ کسی کا نہیں ہونے دوں گا۔۔۔مگر پھر بھی دل میں کہی ڈر بھی تھا کیونکہ تم کوئی کوئی چیز نہیں تھی جیتی جاگتی انسان تھی۔۔۔اگر تم ہی انکار کر دیتی تو میں کیسے زبردستی خود سے باندھ سکتا تھا۔۔ ۔ مگر پھر یہی بات آنا کا مسئلہ بن گئی۔ میں تمہیں تکلیف دینا چاہتا تھا۔۔۔چاہتا تھا تم بھی وہی محسوس کرو جو میں نے کیا۔۔۔مگر پھر جس لمحے تم میرے نکاح میں آئی تو میری ساری آنا ختم ہو گئی۔۔۔ میں خود سے جڑے ایک نازک وجود کو کیسے تکلیف دے سکتا تھا۔۔۔تم میری روح میں شامل میرے وجود کا حصہ ہو۔۔۔چاہتا تو شادی والے دن بھی تمہیں اپنا بنا سکتا تھا۔۔۔لیکن میں دل میں کوئی بھی خلش رکھ کر رشتہ آگے نہیں بڑھانا چاہتا تھا۔۔۔میں تمہیں نظر انداز نہیں کر رہا تھا۔۔۔بس خود کو وقت دے دیا تھا۔۔۔میں جانتا ہوں کہ ارمان( نرم لہجے میں کہتے ارمان شاہ کے ذکر پر چہرے کے زاویے بگڑے تھے۔۔۔مگر سر جھٹکتے بات شروع کی) وہ تمہاری نظر میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا تھا وہ بس اپنے ہونے والا شوہر کا دل جلانے کے لیے حوالہ تھا۔۔۔مگر پھر بھی اس شخص کے نام کی پھانس مجھے اپنے سینے میں محسوس ہوتی تھی۔۔۔اسے ختم کرنے کے لیے یہ کرنا ضروری تھا کیونکہ میں نہیں چاہتا تھا کہ مستقبل میں ہماری کسی بھی بات میں اس کا نام آئیں یا میں تمہیں کبھی اس بات کا حوالہ دو"--- نرم لہجے میں

Posted On Urdu Novel Book

سمجھاتا وہ کہی سے بھی اپنے بھائیوں کا بگڑا ہوا ضدی خان نہیں لگ رہا تھا۔۔اس وقت وہ سلوی شاہ کو ایک سمجھدار۔۔رشتے نبھانے والا مرد لگ رہا تھا جو اپنی زمہ داریاں نبھانا جانتا تھا۔۔زندگی کے ہر پہلو پر نظر رکھتا تھا۔۔ جو اپنے گھر۔۔اپنی بیوی کی حفاظت کے لیے دوراندیشی کیے ہوئے تھے

"آپ کو کیوں لگتا ہے کہ ہماری کسی بھی بات میں اس کا ذکر ہوگا"۔۔ارمغان خان کے خاموش ہونے پر استفسار کیا تو ارمغان خان نے گہری سانس بھرتے سلوی شاہ کو دیکھا تھا

"بتاتا ہوں۔۔پہلے قریب تو آؤ۔۔دور سے سننے میں تمہیں مشکل ہوگی"۔۔شوخ نظروں سے سلوی شاہ کو دیکھتے۔۔دونوں بازو سلوی کی کمر کے گرد لپیٹتے جھٹکے سے اسے خود پر گرایا تھا۔

"انسان غصے میں کچھ بھی بول جاتا ہے۔۔یا شاید وہ سب جو وہ عام حالات میں نا کہہ سکتا ہو۔۔مگر کہی اس کے دل و دماغ میں موجود ہو۔۔اور پھر غصے میں کہہ ڈالے۔۔میاں بیوی تو میاں بیوی ہی ہوتے ہیں۔۔چاہے وہ کسی بھی دنیا کہ ہو۔۔جنہوں نے عمر بھر کا سفر ساتھ کرنا ہو تو وہاں کئی باتوں میں اختلافات بھی ہوجاتے ہیں۔۔ناراضگیاں بھی ہوجاتی ہیں۔۔لیکن پھر ناراضگیوں اور اختلافات کو ختم کر کہ ساتھ ہی چلنا ہوتا ہے۔۔اور میں بس یہی نہیں چاہتا کہ ہماری کسی ناراضگی یا اختلاف میں کبھی غصے میں آکر میں کچھ غلط بول جاؤ"--- کندھے اچکا کر جواب دیا تو سلوی شاہ نے نم آنکھوں سے ارمغان خان کو دیکھا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

اور پھر بنا کسی جھجھک کے وہ اپنے دونوں بازو ارمغان خان کے کندھوں کے گرد حائل کرتی چہرہ ارمغان خان کی گردن میں چھپا چکی تھی۔

"آئی رئیلی مسڈ یو غان"--- نم لہجے میں سرگوشی میں کہا تو اس نئے طرز تخاطب پر ارمغان خان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا

"بٹ آئی لو یو غان کی جان"۔۔سلوی شاہ کو سختی سے خود میں بھینچتے شدت بھرے لہجے میں جواب دیا تو سلوی شاہ نے سکون سے آنکھیں موندی تھی۔

اتنے دنوں سے وہ خود کو جس بے سکونی کے حصار میں محسوس کر رہی تھی وہ اب بالکل ختم ہوگئی تھی۔

Urdu Novel Book

"تمہیں پتہ ہے کہ میں چچا بننے والا ہوں"۔۔سلوی شاہ کے بال پشت پر بکھرتے۔۔ان میں نرمی سے انگلیاں پھیرتے سوال کیا تو سلوی شاہ نے سر اثبات میں ہلایا

"تو میں سوچ رہا تھا کہ اگر بیٹا ہوا تو پھر تو ٹھیک ہے اگر ہماری بیٹی تھوڑی لیٹ بھی ہو جائے میں لالا سے کہہ کر ان کا بیٹا پہلے ہی بک کر لوں گا۔۔مگر اگر میری بھتیجی ہوئی تو مجھے نہیں لگتا کہ ہمیں زیادہ دیر کرنے چاہئیے سو ہمیں باتوں میں وقت ضائع کرنے کی بجائے ابھی چھوٹا خان لانے کی پلیننگ کرنی چاہیے"۔۔سلوی شاہ کو سمجھنے کا موقع دیے بغیر وہ جھٹکے سے اسے بازوؤں میں اٹھائے بیڈ کی جانب بڑھا تھا۔

"تمہیں پتہ ہے کہ میں چچا بننے والا ہوں"۔۔سلوی شاہ کے بال پشت پر بکھرتے۔۔ان میں نرمی سے انگلیاں پھیرتے سوال کیا تو سلوی شاہ نے سر اثبات میں ہلایا

"تو میں سوچ رہا تھا کہ اگر بیٹا ہوا تو پھر تو ٹھیک ہے اگر ہماری بیٹی تھوڑی لیٹ بھی ہو جائے میں لالا سے کہہ کر ان کا بیٹا پہلے ہی بک کر لوں گا۔۔مگر اگر میری بھتیجی ہوئی تو مجھے نہیں لگتا کہ ہمیں زیادہ دیر کرنے چاہیئے سو ہمیں باتوں میں وقت ضائع کرنے کی بجائے ابھی چھوٹا خان لانے کی پلیننگ کرنی چاہیے"۔۔سلوی شاہ کو سمجھنے کا موقع دیے بغیر وہ جھٹکے سے اسے بازوؤں میں اٹھائے بیڈ کی جانب بڑھا تھا۔

جبکہ ارمغان خان کے معنی خیز لفظوں پر سلوی شاہ نے گھبرا کر اپنا چہرہ ارمغان خان کے سینے میں چھپایا تھا۔

"ارمغان--- میری بات"--- سلوی شاہ کو بیڈ پر لٹا کر وہ لائٹ بند کرنے کے لیے پلٹتا اس سے پہلے سلوی نے سرعت سے ارمغان خان کا بازو تھاما تھا جس پر ارمغان خان نے پلٹ کر سلوی شاہ کو دیکھا تھا جو بری طرح گھبرا رہی تھی پھر جھک کر نرمی سے ہونٹ سلوی شاہ کے ماتھے پر رکھے تھے۔

Posted On Urdu Novel Book

پلٹ کر لائٹ بند کر کہ وہ بیڈ کے قریب آیا تھا۔۔کمرے میں جلتے واحد لیمپ کی مدھم روشنی میں سلوی شاہ کے خوبصورت چہرے کو دیکھا تھا جو اس وقت شرم سے سرخ انار ہو رہا تھا۔ ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دبائے ارمغان خان نے اپنی شرٹ اتار کر دور اچھالی تھی۔ اور نظریں بیڈ پر سختی سے آنکھیں میچتے۔۔بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں دبوچے۔۔گہرے سانس لیتی سلوی شاہ کے چہرے پر مرکوز تھیں

"تمہاری سانسیں مجھے بن پیئے بہکا رہی ہیں"۔۔خود پر سایہ محسوس کرتے سلوی شاہ نے جھٹ سے آنکھیں واہ کی تو نظریں خود پر جھکے ارمغان خان کی نظروں سے ٹکرائی تھی

اس سے پہلے وہ نظریں جھکاتی ارمغان خان نے سلوی شاہ کا چہرہ تھوڑی سے تھامتے اوپر کیا تھا

" تم نے تھوڑی دیر پہلے اظہار کیا تھا۔ اور میں تب سے تمہارے اعتراف کا منتظر ہوں"۔۔ کندھوں کے تھام کر اوپر کرتے شرٹ کی زپ کھسکاتے۔۔نرمی سے سلوی شاہ کی آنکھوں کو چھوا تھا

جبکہ ارمغان خان کے جان لیوا ہاتھوں کے لمس کو اپنے وجود پر رینگتے محسوس کرتے سلوی شاہ کو اپنی سانسیں رکتی محسوس ہو رہی تھی

Posted On Urdu Novel Book

"اظہار کافی نہیں ہے کیا"۔۔۔ارمغان خان کے سینے پر ہاتھ رکھ کر پیچھے دھکیلتے۔۔۔سرعت سے پلٹ کر چہرہ تکیے میں چھپاتے مدھم لہجے میں کہا تو ارمغان خان نے خمار آلود نظروں سے سلوی شاہ کو دیکھا تھا۔

نظری براؤن سلکی بالوں سے سرکتی دودھیا گردن پر آئی تو ارمغان خان کو اپنے گلے میں کانٹے چبھتے محسوس ہوئے

ہاتھ بڑھا کر شرٹ کو دونوں کندھوں سے مزید نیچے کھسکایا تھا۔۔۔جس پر سلوی شاہ نے تڑپ کر سیدھے ہونا چاہا مگر ارمغان خان دائیں ہاتھ میں سلوی شاہ کے ہاتھ تھامتے لاک کر چکا تھا۔

دوسرے ہاتھ کی پشت کندھوں سے پھیرتے کمرے پر لاتے جھک کر اپنے لب سلوی شاہ کی گردن پر رکھتے وہ اپنا سارا بوجھ سلوی شاہ کے نازک وجود پر ڈال چکا تھا

"اظہار یہ بتانے کے لیے تھا کہ میری غیر موجودگی میں تم نے کیسا محسوس کیا۔۔۔میرا تمہارے اس پاس نا ہونا تمہیں کیا اذیت دیتا ہے - اب اعتراف کی باری ہے۔۔۔اب مجھے یہ جاننا ہے کہ میرا ہونا کتنا ضروری ہے۔۔۔میری موجودگی تمہارے لیے کیا اہمیت رکھتی ہے۔۔۔ارمغان خان سلوی شاہ کے لیے کیا ہے"--- جا بجا شدت بھرا لمس چھوڑتے۔۔۔سلوی شاہ کا رخ اپنی جانب کیا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

سلوی شاہ کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں الجھاتے - چہرہ سلوی کے چہرے کے قریب تر کرتے سلوی شاہ کی تیز چلتی سانسوں میں گہری سانس بھری تو سلوی شاہ کو لگا جیسے جسم کا سارا خون چہرے پر سمٹ آیا ہو

پلکوں کی جھالر اٹھائے ارمغان خان کو دیکھا تھا۔۔جو منتظر نگاہوں سے سلوی شاہ کو دیکھ رہا تھا۔۔پھر ہونٹ تر کرتے لب واہ کیے تھے۔

"ارمغان خان کی غیر موجودگی مجھے نامکمل کر دیتی ہے۔۔اور اس کی موجودگی مجھے مکمل کرتی ہے۔۔ مجھے آپ سے بہت محبت ہے۔۔آئی میڈلی ان لو ود ہو۔۔اب تک آپ مجھے نظر انداز کر رہے تھے تو مجھے امید تھی کہ میں آپ کو منالوں گی۔۔لیکن اب کبھی آپ مجھ سے ناراض ہوئے تو میں منا نہیں سکوں گی - آپ کی ناراضگی جان لیوا ہے میں مر جاؤں گی"۔۔

نم لہجے میں اعتراف کرتے ارمغان خان کی آنکھوں میں دیکھا تھا جن میں ابھرتے جذبات کو دیکھتے۔۔سلوی شاہ کا دل بری طرح دھڑکا تھا اسے سے پہلے وہ کوئی جائے فرار تلاش کرتی ارمغان خان پوری شدت سے اس کے ہونٹوں پر جھک چکا تھا

ہاتھ بڑھا کر کمفرٹر سے دونوں کے وجود ڈھانپتے۔۔ارمغان خان نے سلوی شاہ کے ہونٹوں پر اپنے دانت گاڑھے تھے جس پر سلوی شاہ نے کراہ کر آنکھیں واہ کی تو ارمغان خان آنکھ

Posted On Urdu Novel Book

ونک کرتا سلوی شاہ کی گردن پر جھک چکا تھا۔ہاتھ بڑھا کر کمرے میں چلتے واحد لیمپ کو بھی بجھا دیا تھا۔

"ار-ارمغان پلیز"۔ارمغان خان کے شدت بھرے لمس کو اپنے دل کے مقام سے سرکتے پہلو پر محسوس کرتے تڑپ کر کہا تو ارمغان خان نے اپنے دانتوں کا دباؤ بڑھاتے خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا

"بتایا نا مسسز۔کے مجھے اپنے بچے کو جلد از جلد دنیا میں لانا ہے۔اور اس لیے میں تمہاری کسی پلیز کو کسی خاطر میں نہیں لانے والا"۔چہرہ سلوی شاہ کے خون چھلکاتے چہرے کے قریب کرتے۔تنبیہ کرتے لہجے میں کہتے۔سلوی شاہ کے دائیں انکھو سے نکلتے آنسو پر رکھتے وہ سلوی شاہ کو اپنے شدت بھرے حصار میں قید کر چکا تھا

جبکہ سرکتی رات کے ساتھ کمرے کے معنی خیز خاموشی میں سلوی شاہ کی مدھم سسکیوں اور ارمغان خان کی معنی خیز سرگوشیاں رقص کر رہی تھی

ارمغان خان کی شدتوں پر سلوی شاہ کی سانسیں بکھرتی تو ارمغان خان پوری شدت سے انہیں خود میں جذب کر لیتا

"غان سوجائیں اب"۔سلوی شاہ کی نیند میں ڈوبی آواز پر ارمغان خان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ در آئی

Posted On Urdu Novel Book

سلوی شاہ کے چہرے پر جا بجا اپنا لمس چھوڑتے وہ پیچھے ہوا تھا۔۔۔سر تکیے پر ٹکاتے سلوی شاہ کی کمر میں بازو لپیٹتے اپنے سینے پر گرایا تھا۔

"سو جاتے ہیں میری جان۔۔۔میں تو بس تمہارے لیے جاگ رہا تھا کہ شاید تم ابھی سونا نا چاہتی ہو"۔۔۔ارمغان خان کے اس قدر سفید جھوٹ پر سلوی شاہ نے لمیپ کی مدھم روشنی(جو کہ وہ تھوڑی دیر پہلے ان کر چکا تھا) میں نظر آتے ارمغان خان کے چہرے کو دیکھا تھا۔

لیکن کچھ کہے بغیر سر جھٹکتے آنکھیں موندی تھی۔

سلوی شاہ کو نیند کی وادیوں میں اترتے دیکھ ارمغان خان نے نرمی سے ہونٹ سلوی شاہ کے سر پر رکھتے اسے خود میں بھنچا تھا

جبکہ پٹھانی نقوش والے چہرے پر سکون بھری مسکراہٹ رقص کر رہی تھی تھوڑی سلوی شاہ کے سر پر ٹکائے ارمغان خان نے آنکھیں بند کی تو تھوڑی ہی دیر میں نیند کی دیوی اس پر مہربان ہوتی اپنی آغوش میں لے چکی تھی

---

یارِ من بس کچھ دیر۔۔۔ایک خوبصورت منظر کی تلاش میں ہوں جسے دیکھتے تمہاری ساری تھکن اتر جائے گی۔۔۔اگر تب بھی نا اتری تو خادم حاضر ہے۔۔۔تمہاری ساری تھکن اپنے ہونٹوں سے

Posted On Urdu Novel Book

سمیٹ لوں گا"---عقیدت میں بالوں میں نرمی سے ہاتھ پھیرتے گھمبیر لہجے میں کہا تو عقیدت نے سر اٹھا کر ضرغام خان کو دیکھا---

عقیدت کی سرخ پڑتی آنکھوں میں دیکھتے ضرغام خان نے اپنا بایاں بازو عقیدت کی کمر کے گرد لپیٹتے---گھما کر عقیدت کی پشت کو درخت سے لگاتے اپنے دونوں ہاتھ عقیدت کے اطراف میں رکھے---

"تو کیا خیال ہے یار من کمرے میں تو کچھ ہونا نہیں---یہاں جنگل میں ہی منگل کر کہ اپنی کہانی آگے بڑھائے"--- ناک عقیدت کے گال پر ٹریس کرتے شوخ لہجے میں کہا تو عقیدت نے آنکھیں گھما کر ضرغام خان کو دیکھا

"جو کمرے میں نہیں ہو سکا وہ یہاں کیسے ہو جائے گا"---کندھے آچکا کر افسوس بھرے لہجے میں کہتے ضرغام خان کے کندھے پر نا نظر آنے والی گرد کو جھاڑا تو ضرغام خان نے گھور کر عقیدت کو دیکھا

"چیلنج کر رہی ہو خان کو"---عقیدت کے بالوں کو مٹھی میں بھرتے چہرہ اپنے چہرے کے قریب کرتے مصنوعی سخت لہجے میں کہا تو عقیدت نے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دباتے مسکراہٹ روکی

Posted On Urdu Novel Book

"نہیں بس بتا رہی ہوں کہ اگر کمرے میں نہیں آپ کی چلی تو یہاں خاک چلے گی"--- سبز نگینوں کو گول گول گھماتے چہرے پر معصومیت طاری کیے سرگوشی نما لہجے میں کہا تو ضرغام خان نے سمجھنے کے انداز میں سر اثبات میں ہلایا

"چلو پھر شروع کرتے ہیں --- لیکن سوچ لو یہاں کی گرمی پہلے نہیں جھیلی جا رہی—خان کی جان لیوا قربت کیسے سہو گی"--- عقیدت کے نچلے ہونٹ کو انگھوٹے اے سہلاتے بے باک لہجے میں کہا تو عقیدت کا چہرہ پل میں سرخ اناری ہوا

"خان کی بیوی ہوں—خان سے دل لگا کر نبھانا مشکل تھا--- خان کے ہجر کو جھیلنا سوہان روح تھا—جب کہ اس کی قربت تو روحِ سکون ہے"--- خود میں ہمت پیدا کرتے—ضرغام خان کی معنی خیز نظروں میں آں کھیں گاڑھے مضبوط لہجے میں کہا تو ضرغام خان کے چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ رینگ گئی

"اوکے سو لیٹس سٹارٹ دا منگل"---انکھوں کے پردے پر جنگل میں پہلی دفعہ آنا کا منظر لہرایا تو عقیدت کے ہونٹوں پر نرم سی مسکراہٹ در آئی پھر سر جھٹکتے—اطراف میں نظریں گھماتے قدم آگے بڑھائے تھے--

ضرغام نے کہا تھا کہ وہ ایک دو دن میں واپس آنے والا ہے—جس ہر عقیدت نے اسے جلدی آنے کو کہا تھا کونکہ وہ اسے کوئی سرپرائز دینا چاہتی تھی—اور آج صبح عقیدت کو اس

کا میسج آیا کہ وہ جنگل میں اس کا انتظار کر رہا ہے—اس کے پاس بھی عقیدت کے لیے سرپرائز ہے—

قدم آگے بڑھاتے عقیدت کی نظریں سامنے درختوں کی بنی قطار پر گئیں تھی جو آگے جا کر گول دائرے کی صورت میں تھی

اسے دیکھتے عقیدت کے ہونٹوں پر مسکراہٹ در آئی تھی—

جب وہ یہاں پہلی دفعہ آئی تھی تو ضرغام نے اسے یہ جگہ دکھائی تھی—یہ اس کی فیورٹ جگہ تھی—وہ اکثر یہاں آتا تھا—اس کا کہنا تھا کہ یہاں آکر اسے سکون ملتا ہے—اور اب تو یہ جگہ عقیدت کے لیے بھی بہت خاص تھی یہاں ان دونوں نے اپنی نئی زندگی کا آغاز شروع کیا تھا—

"یہ—یہ جگہ کتنی خوبصورت ہے ضرغام"--- ضرغام خان کے نیچے اتارنے پر عقیدت نے اردگرد دیکھتے لہجے میں اشتیاق لیے کہا تو ضرغام خان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

جنگل کے بیچوں بیچ درختوں کے گول دائرے کے درمیان ایک چھوٹا سا تالاب تھا—جبکہ تالاب کے کنارے پر ایک کافی پرانا درخت تھا—جو بائیں جانب سے تالاب کی جانب جھکا ہو تھا—اس کی لمبی موٹی شاخیں تالاب کے پانی پر سایہ فگن تھی—کچھ لمبی پتلی ٹہنیاں تالاب کے پانی کو چھو رہی تھی--- تالاب کے اردگرد رنگ برنگے پھول لگے ہوئے تھے—

Posted On Urdu Novel Book

جبکہ پھولوں کے بعد کچی زمین سے کچھ فاصلے پر درخت موجود تھے۔جو اطراف میں پھیلے ہوئے تھے۔سبز پتو سے گھنے درخت اندر کی جانب کو جھکے ہوئے تھے۔اور ہر درخت پر رنگ برنگے چھوٹے چھوٹے گھونسلے پردوں کے لیے لٹکائے گئے تھے۔

"عقیدت"۔وہ جو آنکھوں میں اشتیاق لیے آگے بڑھ رہی تھی ضرغام خان کے پکارنے پر ٹھٹھک کر رکی تھی۔پھر گردن ترچھی کرتے سوالیہ نظروں سے ضرغام خان کو دیکھا تھا--

ہنہہ۔کیا ہوا۔ضرغام خان کے خود کے قریب تر آکر کھڑے ہونے پر نامحسوس انداز میں ہونٹ کو جنبش دے کر استفسار کیا

تربان شمہ ستانہ "(میں تمہارے قربان جاؤں) --

ضرغام حسان کے گھمبیر لہجے میں کئی گئی سرگوشی پر عقیدت نے سرخ پڑتے ضرغام حسان کی نیلی آنکھوں میں دیکھا۔۔اور پھر خاموش فضا میں عقیدت کی مدھم ہنسی کی جلترنگ گونجی جسے روح تک محسوس کرتے ضرغام خان نے آگے بڑھتے-دو قدم کے فاصلے کو سمیٹتے عقیدت کو اپنے نرم حصار میں لیتے۔سکون سے آنکھیں موند لیں۔

"ویسے اس بات کی کیا لاجک بنتی تھی اس وقت"--- تھوڑی ضرغام خان کے سینے پر ٹکائیں۔سبز نگینوں جیسی آنکھوں کو چھوٹی کیے استفسار کیا تو ضرغام خان نے مسکرا کر کندھے جھٹکے

Posted On Urdu Novel Book

"کچھ نہیں۔۔بس ایسے ہی دل کیا۔۔کہ تمہیں بتاؤں کہ یہ خان تم پر خود کو قربان بھی کر سکتا ہے"۔۔بایاں بازو عقیدت کی کمر کے گرد سختی سے لپیٹتے۔۔دائیں ہاتھ کے انگھوٹے کو عقیدت شاہ کے بھرے بھرے ہونٹوں پر پھیرتے۔۔سادہ سے لہجے میں جواب دیا تو عقیدت نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلاہا تھا

تبھی وہ عقیدت کو اپنی بانہوں میں اٹھاتا تالاب کے قریب لایا تھا۔۔ نرمی سے عقیدت کو تالاب کے قریب خشک جگہ پر لٹا کر وہ اس پر جھکا تھا۔

"کک۔۔کیا ہوا۔۔ایسے کیوں دیکھ رہے ہو"--- ضرغام خان کی لو دیتی نظروں سے گھبراتے ہوئے استفسار کرتے ساتھ اٹھنے کی کوشش بھی کی جسے ضرغام خان نے نرمی سے ناکام کر چکا تھا

"پیاس لگی تھی بس اسی لیے"۔۔زومعنی لہجے میں کہتے بہکی نظروں سے عقیدت کے ہونٹوں کو دیکھا تھا۔۔جس پر عقیدت نے سٹپٹا کر چہرے کا رخ پھیرا تھا

"تت-تو پی لو پانی۔۔یہ اتنا بڑا تالاب نظر نہیں آرہا کیا"۔۔خود میں ہمت مجتمع کرتے ضرغام خان کو گھورتے ہوئے کہا تو اس نے نرمی سے سر انکار میں ہلایا تھا۔۔جبکہ نظریں ہنوز عقیدت کے سرخ پڑتے چہرے پر تھیں۔

Posted On Urdu Novel Book

"نہیں۔۔یہ تالاب میری تشنگی ختم کرنے کے لیے ناکافی ہے"۔۔ بھاری لہجے میں کہتے ہاتھ بڑھا کر پانی اپنے ہاتھ میں لیا تھا

پھر عقیدت کو سمجھنے کا موقع دیے بغیر وہ پانی کی بوندوں سے اس کے ہونٹ اور گردن نم کر چکا تھا

وہ جو ہونقوں کی طرح منہ کھولے ضرغام خان کو دیکھ رہی تھی ضرغام خان کے ایک دم سے جھکنے اور شدت بھرے لمس پر جی جان سے کانپی تھی۔

عقیدت کے احتجاج کرتے ہاتھوں کو لاک کرتے وہ سر کہ اوپر پن کر چکا تھا

جبکہ ضرغام خان کے شدت بھرے لمس پر عقیدت شاہ کو اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوئی تھی۔۔اور وہ کافی لمحے گزرنے کے بعد بھی پیچھے نا ہوا تو عقیدت نے پوری شدت سے اپنے دانت ضرغام خان کے ہونٹوں پر گاڑھے تھے جس کے بدلے وہ اپنی شدت بڑھاتا عقیدت کو خود میں بھینچ چکا تھا۔

ہونٹوں پر شرمیگی مسکراہٹ لیے وہ ان لمحوں کو سوچتی تالاب کے قریب بیٹھی تھی۔۔کہ اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کو محسوس کرتے عقیدت کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری تھی

"ضرغام"۔۔سرگوشی نما آواز میں ہونٹوں نے جنبش کی تھی۔۔مگر اگلے ہی لمحے ہونٹوں پر بکھرتی مسکراہٹ سمٹی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

اپنی ارد گرد بکھرتی انجان ڈارک پرفیوم کی خوشبو پر عقیدت کا ماتھا ٹھٹھکا تھا

نظریں بے ساختہ تالاب کے پانی میں نظر آتے عکس پر گئیں تھیں

اپنے پیچھے ہڈ پہنے چہرہ ماسک سے چھپائے کھڑے شخص کو دیکھتے عقیدت شاہ کا دل بری طرح دھڑکا تھا

ہاتھوں میں لمحے کے لیے کپکپاہٹ پیدا ہوئی تھی۔

اور پھر اگلے ہی لمحے وہ خود پر قابو پاتے۔۔نامحسوس انداز میں مٹھیوں میں مٹی بھرتی جھٹکے سے پلٹتی اس شخص کے چہرے پر پھینکتی۔۔دائیں ٹانگ سے اس کی ٹانگوں پر وار کرتی بھاگی تھی۔

مگر اگلے ہی لمحے وہ اپنی جگہ سکتے سی کیفیت میں وہی جامد ہوئی تھی۔

کیونکہ وہاں درختوں کی جھنڈ سے نکلتے مرد اطراف میں گھیرا بنا چکے تھے

ہتھیاروں سے لیس سر جھکائے وہ ایسے کھڑے تھے جیسے اپنے مالک کے اگلے حکم کے منتظر ہو

اور پھر عقیدت نے محسوس کیا کہ اس کے مٹی پھینکنے اور وار کرنے پر بھی اس وجود میں کوئی حرکت نہیں ہوئی تھی۔

ہاتھوں کی کپکپاہٹ چھپانے کی کوشش کرتے سختی سے مٹھیاں بھینچی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

تبھی اپنے قریب تر کسی کو محسوس کرتے عقیدت نے گردن ترچھی کر کہ دیکھنا چاہا اس سے پہلے وہ دیکھ پاتی

درد کی شدید لہر اسے اپنی گردن سے اٹھتی محسوس ہوئی تھی۔۔ہاتھ بے ساختہ پیچھے گیا تھا

جو پہلا احساس اسے محسوس ہوا تھا وہ یہ تھا کہ اسے انجیکٹ کیا گیا تھا

اور اگلے ہی لمحے اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھایا تھا۔

نیچے گرنے سے پہلے اس نے دوسرا احساس خود کو کسی کی بانہوں میں محسوس کیا تھا

اور یہ احساس کسی بچھو کی مانند عقیدت کو ڈسا تھا۔

Urdu Novel Book

---

"آپ کو گھوڑے پسند ہیں۔۔عقیدت لالی کو بھی بہت پسند ہیں۔۔ان کا تو جنون ہے ہورس رائیڈنگ کرنا۔۔لیکن مجھے تو ڈر لگتا ہے عائث"۔۔عائث خان کو سیاہ رنگ کے گھوڑے پر ہاتھ پھیرتے دیکھ حوریہ نے کہا تو عائث خان نے مسکرا کر اسے دیکھا تھا۔

جبکہ حوریہ آنکھوں میں چمک لیے سر سبز میدان اور کچھ فاصلے پر موجود سبز پہاڑوں کو دیکھ رہی تھی۔

وہ حوریہ کے صبح اٹھنے پر اسے سیر کرانے کے لیے یہاں لے آیا تھا۔۔ حوریہ شاہ کو مکمل اپنا بنا لینے کے بعد سے عائث خان کے چہرے سے مسکراہٹ پل کے لیے بھی جدا نا ہوئی

Posted On Urdu Novel Book

تھی۔جبکہ اپنی قربت سے بکھرتے حیا کے رنگ حوریہ کے چہرے پر دیکھنے سے عائث خان کو اپنے رگ و پے میں سرشاری کی کیفیت سرائیت کرتی محسوس ہوتی تھی--

"اور تمہیں کیوں ڈر لگتا ہے"۔گھوڑے کی لگام تھامے آگے بڑھتی حوریہ شاہ کے ساتھ قدم ملاتے سوال کیا تو حوریہ نے بے ساختہ اپنی نازک ہونٹ کچلتے نظریں ترچھی کر کہ عائث خان کو دیکھا تھا۔

سرمئی رنگ کا جوڑا پہنے۔کندھوں پر شال اوڑھے۔براؤن سلکی بالوں کی ڈھیلی سی چوٹی باندھ کر پشت گرائے۔چہرے پر ازلی معصومیت سجائے وہ ہمیشہ کہ طرح کوئی کانچ کی گڑیا ہی معلوم ہو رہی تھی۔گلابی نرمی ہتھیلیوں کو آپس میں مسلتے وہ یک دم رکی تھی۔جس پر عائث خان نے ابرو آچکا کر سوالیہ نظروں سے حوریہ شاہ کو دیکھا تھا

"گھوڑے گرادیتے ہیں"--- نظریں جھکائے اس طرح سے جواب دیا کہ نجانے کتنی بڑی غلطی کا اعتراف کیا گیا ہو

Posted On Urdu Novel Book

"گھوڑے نہیں گراتے۔۔۔آپ کی نا اہلی آپ کو گراتی ہے"۔۔۔عائث خان کے جواب پر حوریہ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا تھا۔۔۔جبکہ وہ دو قدم کے فاصلے کو سمیٹتا اپنا بایاں بازو حوریہ کے کندھے کے گرد حائل کرتا قدم آگے بڑھا چکا تھا۔۔

"جب کوئی گھوڑے کو قابو نا کر سکے تو گرنے پر الزام گھوڑے پر ہی لگاتا ہے۔۔۔"

تو مطلب آپ کو گھوڑے کو قابو کرنا آتا ہے"۔۔۔چھوٹے چھوٹے قدم لیتے نظریں۔۔۔عائث خان کے چہرے پر ٹکائے سوال کیا تو عائث خان نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا تھا

Posted On Urdu Novel Book

"تو گھوڑے کو قابو کرنے کے لیے کیا ضروری ہے۔مجھے ان سے ڈر لگتا ہے لیکن مجھے یہ پسند بھی ہیں"--- عائث خان کا ہاتھ کندھے سے ہٹا کر اپنے دونوں ہاتھوں میں تھامتے۔معصوم لہجے میں کہا تو عائث خان نے نا محسوس انداز میں اطراف میں نظریں گھمائی تھیں اور پھر حوریہ کو سمجھنے کا موقع دیے بغیر وہ اس کی کمر کے گرد بازو حائل کرتا خود کے قریب تر کر چکا تھا۔

"انسان ہو یا جانور اسے قابو کرنے کے لیے کسی ہتھیار کی نہیں۔پیار کی ضرورت ہوتی ہے۔جانور کوئی بھی ہو۔وہ انسان کی کوئی زبان نہیں سمجھتا سوائے پیار کے۔تم اسے پیار کرو گی۔تو یہ تم سے مانوس ہو جائے گا اور پھر تمہیں کبھی گرنے نہیں دے گا"۔ ناک حوریہ شاہ کے نازک روئی جیسے گال پر ٹریس کرتے بھاری لہجے میں جواب دیا تو حوریہ شاہ نے خشک پڑتے حلق کو تر کرتے سر اثبات میں ہلایا تھا

تو پھر چلیں ہواؤں کی سیر کو"۔جھک کر سرگوشی کی تو حوریہ شاہ نے بالوں کی آوارہ لٹ کان کے پیچھے اڑستے سر اثبات میں ہلایا تھا جسے دیکھتے عائث خان کے مونچھوں کے تلے عنابی ہونٹوں پر مسکراہٹ در آئی تھی۔

گھوڑے پر سوار ہوتے اپنے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی حوریہ شاہ کے آگے پھیلائی تھی۔جو کچھ جھجھکتی ڈرتی اپنا ہاتھ عائث خان کی چوڑی ہتھیلی پر رکھ چکی تھی

Posted On Urdu Novel Book

ایک ہی جھٹکے میں وہ حوریہ کو کھینچتے اوپر بٹھا چکا تھا۔

حوریہ کے بیٹھتے ہی گھوڑا آگے کی سمت بھاگا تھا۔

"عائث مجھے گرائیں گا مت"۔۔حوریہ شاہ کے چلا کر کہنے پر عائث خان نے اپنا دایاں بازو حوریہ کی کمر میں حائل کرتے اس کی پشت کو اپنے سینے میں بھنچا تھا

"میں تمہیں کبھی گرنے نہیں دوں گا مائے انوسنٹ وائفی۔۔اب آنکھیں بند کرو"۔۔۔ عائث خان کی سرگوشی پر حوریہ شاہ کی دھڑکنیں بری طرح منتشر ہوئی تھیں۔

گردن ترچھی کر کہ عائث خان کو دیکھنا چاہا تھا جو تھوڑی حوریہ شاہ کے کندھے پر رکھتے۔۔ ہونٹ حوریہ کے کان کی لو پر رکھ چکا تھا

مونچھوں کی چبھن محسوس کرتے۔۔گال دہک کر سرخ انگارا ہوئے تھے

مگر اپنی بے ترتیب ہوئی دھڑکنوں کو قابو کرتے۔۔وہ چہرے کا رخ سامنے کرتی آنکھیں بند کر چکی تھی۔

آنکھیں بند ہوئی تو حوریہ شاہ کو اپنا آپ ہواؤں میں محسوس ہوا تھا۔

تیز ٹھنڈی ہوا کے مسرور کرتے شور میں گھوڑے کے تیز قدموں کی آواز کی دھمک۔۔ چہرے کو چھوتی ٹھنڈی روح کو سکون پہنچا دینے والی ہوا کہ تازگی کو محسوس کرتے حوریہ شاہ نے اپنے بازو واہ کیے تھے۔

Posted On Urdu Novel Book

وہ نہیں جانتی تھی کہ گھوڑا کس سمت جا رہا ہے اور کس رفتار سے۔۔جو چیز وہ جانتی تھی تو بس اتنا کہ اسے اپنا آپ ہواؤں میں اڑتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔عائث خان کی نرم پر حدت گرفت میں اپنا آپ محفوظ محسوس ہو رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد اسے محسوس ہوا کہ جیسے گھوڑا رک چکا ہے۔۔تو حوریہ نے آہستہ سے پلکوں کو اٹھایا تو اس قدر حسین منظر دیکھ حوریہ شاہ کی آنکھیں چمک اٹھی تھی۔

اس وقت وہ سر سبز میدان کی اونچائی پر تھے جہاں سے نیچے اور اردگرد کے تمام مناظر با آسانی نظر آ رہے تھے۔

اردگرد پھیلے نیچے تک جاتے سر سبز گھنے درخت۔۔اور رنگ برنگے پھولوں سے سجا سبز میدان۔۔ ٹھنڈے پانی کی بہتی نہر کے پانی کا مدھم شور

وہ عائث خان کا ہاتھ تھامے اطراف میں نگاہیں دوڑاتی نیچے اتری تھی۔

جبکہ عائث خان گھوڑے کی پشت سہلاتا۔۔اب نیچے بیٹھ چکا تھا۔

عائث یہ جگہ کتنی خوبصورت ہے نا"۔۔حوریہ شاہ کے چہک کر کہنے پر عائث خان نے سر اٹھائے اسے دیکھا تھا۔

"ہمم۔۔خوبصورت بھی اور ظالم بھی"۔۔۔ سر جھٹکتے جواب دیا تو حوریہ شاہ کے آگے بڑھتے قدم رکے تھے۔۔چونک کر عائث خان کو دیکھا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book
جو دائیں گھٹنے پر کہنی۔۔دوسری ٹانگ کو فولڈ کیے بیٹھا تھا۔
سیاہ سلکی بال ہوا کے باعث ماتھے پر بے ترتیبی سے بکھرے ہوئے تھے۔
جبکہ چہرے پر مسکراہٹ کی جگہ اب سنجیدگی لے چکی تھی۔
"ظالم کیوں"۔۔ عائث خان کے قریب بیٹھتے نرم لہجے میں استفسار کیا تو عائث خان نے گردن ترچھی کرتے حوریہ شاہ کو دیکھا تھا۔
"اس میدان کے پچھلی جانب۔۔بابا اور چچا کا قتل ہوا تھا۔۔ہم میں سے کوئی اس جگہ نہیں آتا۔۔ضرغام تو بالکل نہیں۔۔لیکن وہ اپنے چھوٹے خان کے لیے وہاں چلا جاتا ہے۔۔۔وہاں اگر کبھی اسے جانا بھی پڑا ہے تو ہمیشہ وہاں سے واپسی پر اس کی طبیعت خراب ہوئی ہے۔۔ مگر ارمغان وہی جاتا ہے۔۔وہ جب بھی اداس ہوتا ہے۔۔ہمارے لیے وہ جگہ اذیت کا باعث ہے۔۔اور اس کے لیے اذیت سے نجات کا۔۔ہم وہاں سکون کھو دیتے ہیں اور اسے سکون ہی وہی سے ملتا ہے۔
"مجھے قبرستان سے خوف آتا ہے لالا۔۔ میں اپنے باپ کی قبر پر جاؤ۔۔اور انہیں بتاؤں کہ ان کا چھوٹا خان انہیں کتنا یاد کرتا ہے۔۔اسے اپنے باپ کی کتنی ضرورت ہے اور میری اتنی تڑپ پر بھی وہ خاموش رہے اور میں آگے بڑھ کر ان کے سینے نا لگ سکوں تو اتنی بے بسی پر چھوٹا خان مر نا جائیں"۔۔۔ ارمغان خان کے تکلیف دہ لہجے میں کہے گئے الفاظ دہراتے

Posted On Urdu Novel Book

عائث خان نے اپنی آنکھوں میں اترتی نمی پر بامشکل قابو پایا تھا۔۔اور پھر سر جھٹکتے حوریہ شاہ کو دیکھا تھا جو نم آنکھوں سے عائث خان کو دیکھ رہی تھی۔

"اب سب ٹھیک ہو جائیں گا نا عائث"۔۔امید بھرے لہجے میں استفسار کیا تو عائث خان نے سر اثبات میں ہلاتے بازو حوریہ شاہ کے کندھے کر گرد حائل کرتے اسے اپنے حصار میں لیا تھا۔

"اب سب ٹھیک ہے۔۔تمہارا خان اب کچھ بھی غلط نہیں ہونے دیں گا"--- حوریہ شاہ کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں تھامتے جواب دیا

"آپ کو مجھ سے پیار ہے نا عائث"۔۔کچھ جھجھکتے ہوئے مدھم لہجے میں استفسار کیا تو عائث خان کے لبوں کو دلفریب مسکراہٹ نے چھوا تھا

"رات اتنا کچھ ہونے کے باجود بھی تمہارا یہ سوال پوچھنا بنتا ہے۔۔مگر اب پوچھ ہی لیا ہے تو بتا دیتا ہوں۔۔عائث میں کو اپنی بیوی سے بہت محبت ہے۔۔تم سے نا ہوتی تو پھر کسی سے بھی نا ہوتی"--- حوریہ شاہ کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھامتے بھاری لہجے میں جواب دیا تھا۔۔ جبکہ نظریں کرسٹل گرے آنکھوں سے سرکتی پتلے گلابی ہونٹوں پر ان رکی تو حوریہ شاہ نے سٹپٹا کر دور ہونا چاہا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

مگر اس سے پہلے ہی عائث خان شدت سے نرم ہونٹوں کو اپنی شدت بھری گرفت میں لے چکا تھا۔

عائث خان کے لمس میں رات سے بھی زیادہ شدت محسوس کرتے حوریہ نے تڑپ کر اپنے دونوں ہاتھ اس کے کندھوں پر رکھے تھے

لمحے کے ہزارویں حصے میں وہ ہونٹوں سے گردن تک کا سفر طے کرتے آگے بڑھتا کہ حوریہ نے تڑپ کر اسے پکارا تھا۔

"عائثثث"۔۔وہ جو اسی جگہ بیٹھی اپنے خیالوں میں گم تھی۔۔چونک کر ہوش میں آئی تھی۔۔ تڑپ کر نظریں اطراف میں گھمائی تو وہاں وہ بس اکیلی تھی

عائث خان کے ساتھ گزرے خوبصورت لمحوں کا سوچتے نجانے کتنا وقت بیت گیا تھا۔۔ تبھی حوریہ ہتھیلیوں پر زور ڈالتی کھڑی ہوئی تھی۔

وہ جگہ آج بھی اتنی ہی خوبصورت تھی۔۔اور ظالم بھی

اس جگہ کے ساتھ سب کی اپنی اپنی یادیں تھی۔۔ کسی کے لیے سکوں کا باعث تھی اور کسی کے لیے اذیت کا

"بلبکی چلو واپس چل"۔۔ہاتھ جھاڑتے وہ پلٹی تھی تو وہاں بلبکی کو نا پا کر حوریہ شاہ کے الفاظ ادھورے رہ گئے تھے۔

Posted On Urdu Novel Book

وہ عائث خان کے گھوڑے کے ساتھ وہاں آئی تھی۔۔اگرچہ اسے گھوڑ سواری نہیں آئی تھی مگر وہ پھر بھی گھوڑے کی لگام تھامے پیدل یہاں تک چلی آئی تھی۔۔عائث خان نے ٹھیک کہا تھا وہ اس کے لمس سے مانوس ہو جائے گا تو اسے نقصان نہیں پہنچائیں گا۔۔اور اتنے دنوں میں بلیکی حوریہ شاہ سے بہت مانوس ہو چکا تھا۔

اور اب تو حوریہ کو بھی یقین تھا کہ وہ اسے نہیں گرائیں گا

"بلیکی"۔۔۔دیوانہ وار چلاتے۔۔۔حوریہ شاہ نے اطراف میں نظریں گھمائی تھیں

دور دور تک جب وہ دکھائی نا دیا تو حوریہ نے پلٹ کر پیچھے سر سبز درختوں کو دیکھا تھا جو میدان کے دوسری جانب جاتے تھے۔

اور پھر بنا کچھ سوچے سمجھے وہ دیوانہ وار اس جانب بڑھی تھی۔۔براؤن سلکی بال ہوا کے دوش سے چہرے پر آتے تو حوریہ جھٹکے سے انہیں پیچھے کرتی۔۔کندھوں پر پھیلی میرون چادر پھسل کر بازؤں میں آئی تھی۔

"بلیکی"---- پھولی سانسوں کے درمیان دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے آگے کو جھک کر حلق کے بل چلائی تھی۔۔آنکھوں سے ٹپ ٹپ گرتے آنسوؤں مٹی میں گم ہوئے تھے

وہ عائث خان کا گھوڑا تھا۔۔اس کا پسندیدہ۔۔وہ اس کے ساتھ کئی سالوں سے تھا۔۔وہ عائث خان کا ہمراز تھا۔۔ اور وہ عائث خان کو اپنی جان سا پیارا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

حوریہ شاہ کی آنکھوں میں تکلیف سے مرچیں سی بھرنے لگی تھیں

ایبہہ وہ کیوں آئی تھی اس کے ساتھ۔۔کیا ضرورت تھی اسے لانے کی۔۔وہ شاید اس سے مانوس نہیں ہوا تھا۔۔وہ شاید اسے محبت سے قابو میں نہیں کر سکی تھی۔۔وہ عائث خان کا گھوڑا تھا۔۔اسی کی طرح ساتھ تو چل پڑا تھا۔۔منزل پر بھی پہنچا دیا تھا اور پھر بنا بتائیں غائب بھی ہو گیا تھا

حوریہ شاہ گھٹنوں کے بل گرنے کے انداز میں بیٹھی تھی۔

تبھی کراہنے کی آواز پر حوریہ شاہ نے چونک کر اطراف میں نظریں گھمائی تھیں

ہاتھوں کی پشت سے آنسو صاف کرتی وہ جھٹکے سے اٹھی تھی۔۔اور پھر غور سے آواز سننے کی کوشش کی تھی۔

کسی کے بری طرح کراہنے کی آواز تھی۔۔درد سے بھری۔۔کسی انسان کی نہیں جانور کی تکلیف سے کراہتے گھوڑے کی۔۔حوریہ شاہ کو اپنی سانسیں رکتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔۔جسم بے جان ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔مگر خود میں ہمت مجتمع کرتے وہ آواز کی سمت بھاگی تھی۔

تبھی حوریہ شاہ کے قدم کچھ فاصلے پر جامد ہوئے تھے۔۔آنکھیں غم و حیرت سے پھیلی تھیں۔۔پورے وجود میں سنسنی دوڑتی محسوس ہوئی تھیں۔

Posted On Urdu Novel Book

سامنے درختوں کے درمیان عائث خان کا بلیکی زخموں سے چور زمین پر لیٹے تڑپ رہا تھا—
اس کی ایک ٹانگ دھڑ سے الگ فاصلے پر گری تھی—
جسم پر گہرے زخم تھے جن سے خون بھل بھل بہتا سبز میدان کی زمیں کو سرخ کرتا جا رہا تھا—
زخم ایسے تھے جیسے کسی نے بے دردی سے کسی تیز آلے سے وار کیا ہو
پیٹ کے پاس اس قدر گہرا زخم تھا کہ وہ دو حصوں میں بٹا ہوا محسوس ہو رہا تھا—
حوریہ شاہ کی ساکت ہوئی آنکھوں میں حرکت ہوئی تھی—اپنے پیچھے کسی کی موجودگی محسوس کرتے گلے میں گلٹی سے ابھر کر معدوم ہوئی تھی—بایاں ہاتھ درخت پر ٹکاتے گردن ترچھی کرتی سرخ پڑتی آنکھوں کو اطراف میں گھمایا تھا
وہاں کسی کو بھی نا پا کر وہ جھٹکے سے پلٹی تھی—
دل بری طرح دھڑک رہا تھا—کچھ غلط ہونے کا احساس رگ و پے میں سرایت کیا تھا
اپنی شال کو دونوں ہاتھوں سے سامنے کو تھامتے—خشک پڑتے حلق کو تر کرتی وہ جھٹکے سے نیچے کی جانب اترتے رستے کی جانب بھاگی تھی—
دیوانہ وار درختوں کے درمیان سے بھاگتی وہ کئی بار ٹھوکر لگنے سے گرتے گرتے بچی تھی—

Posted On Urdu Novel Book

ابھی وہ درختوں کے جھنڈ سے نکل کر سبز میدان میں آتی کے اپنے پیچھے کچھ گرنے کی آواز پر بے ساختہ رکی تھی۔

مگر وہ پیچھے مڑ کر دیکھنا نہیں چاہتی تھی کہ کیا ہوا ہے کیسا شور تھا

اسی لیے لمحے کی دیر کیے بغیر قدم اٹھایا تھا۔مگر اس سے پہلے حوریہ شاہ کو اپنے سر کے پچھلے حصے پر درد کی شدید لہر اٹھتی محسوس ہوئی تھی۔آنکھوں کے آگے پل میں اندھیرا چھایا تھا۔

دونوں ہاتھ پیچھے سر پر گئے تو نمی محسوس ہوئی تھی۔

"عائث"۔۔ہونٹوں نے حرکت کیے بنا سرگوشی کی تھی۔۔جسم بے جان ہوتا محسوس ہوا تو وہ لمحے میں زمین بوس ہوئی تھیں

بند ہوتی آنکھوں کو بامشکل کھولنے کی کوشش کرتے۔۔خود پر جھکے سیاہ لباس میں موجود شخص کو دیکھنا چاہا تھا۔۔جس نے ہاتھ میں تھامی کسی چیز سے پھر سے ماتھے پر وار کیا تو حوریہ شاہ کا چہرہ لمحے میں سرخ رنگ سے رنگتا چلا گیا تھا

"اب سب ٹھیک ہے۔۔تمہارا خان اب کچھ بھی غلط نہیں ہونے دے گا"۔۔ذہن کے پردوں پر عائث خان کے الفاظ گونجے تھے۔۔

آور وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہوتی اندھیرے میں ڈوبتی چلی گئی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

وہ نک سک سا تیار ہوا نیچے لاونج میں آیا تو نظریں صوفے پر بیٹھی امتثال اور صبغہ شاہ سے ٹکرائی جو سر جوڑے باتیں کرنے میں مصروف تھی۔

جسے دیکھتے حدائق شاہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری تھی۔۔سر جھٹکتے نظریں اپنی بیوی کی تلاش میں گھمائی تو وہ حدائق شاہ کو بائیں جانب کچن سے نکلتی نظر آئی تھی۔

سفید رنگ کی پٹھانی فراک پہنے جس کے دامن اور گلے پر شیشوں اور کڑاہی سے خوبصورت ڈیزائن بنا تھا۔۔چاکلیٹ براؤن بالوں کی ڈھیلی سی چوٹی بنائیں۔۔نیلی گہری آنکھیں اپنے ہاتھ میں تھامے باؤل پر ٹکائے وہ سہج سہج کر چلتی سنگل صوفے پر جا بیٹھی تھی۔

دونوں ٹانگیں فولڈ کر کہ صوفے پر بیٹھتے۔۔وہ کھانا شروع ہوئی تھی۔۔فارک میں بھرتے فروٹس کو دیکھ حدائق شاہ نے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دبائے مسکراہٹ روکی تھی۔

اتنے دنوں میں اسے اندازا تو ہوگیا تھا کہ اس کی پٹھانی بیوی پھلوں کی دیوانی ہے۔۔کھانے میں تینوں ٹائم کچھ اور وہ کھائیں نا کھائیں لیکن فروٹ ضرور کھائیں گی

"لالا آپ ہاسپٹل جا رہے ہیں"۔۔۔کسی کی موجودگی محسوس کرتے امتثال خان نے گردن موڑ کر دیکھا تھا

Posted On Urdu Novel Book

اور پھر حدائق شاہ کو کھڑے دیکھ استفسار کیا تو حدائق شاہ چونک کر امتثال کی جانب متوجہ ہوا تھا۔

"جی بھابھی۔۔کچھ ضروری کام تھا بس اسی لیے جا رہا ہوں۔۔جلدی واپس آجاؤ گا"--- امتثال خان کو جواب دیتے اونچی آواز میں کسی اور کو متوجہ کرنے کے لیے تفصیل بتائی تھی جبکہ وہ بے نیاز سی کھانے میں مصروف تھی۔

"لیکن اب تو لنچ ٹائم ہے۔۔کھانا کھا کر جائیں گا"۔۔اب کی بار صبغہ نے صوفے کی پشت پر دونوں بازو پھیلاتے رخ حدائق شاہ کی جانب کرتے ہوئے کہا تو اس نے انکار میں سر ہلایا تھا۔

"بھوک نہیں آکر کھا لوں گا"۔۔سادہ سے لہجے میں جواب دیتے قدم آگے بڑھائے تھے۔ جبکہ پلوشہ خان کے حلق سے اب کچھ اترنا مشکل ہو گیا تھا

تبھی باؤل کو ٹیبل پر رکھتے جلدی سے صوفے سے اتری تھی۔

"رکیں ایسے نا جائیں۔۔میں کچھ لائٹ سا بنا دیتی ہوں۔۔اور لنچ پیک کر دیتی ہوں۔۔جب بھوک لگے کھا لیجئے گا"۔۔ایک ہی سانس میں کہتی وہ جلدی سے کچن کی جانب بڑھی تھی۔۔ جبکہ حدائق شاہ حیرت سے پلٹے ابھی کچھ کہتا مگر اس سے پہلے وہ کچن میں داخل ہو چکی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book
ایک نظر صبغہ اور امتثال پر ڈالی جو دبی دبی ہنسی ہستی پھر سے سر جوڑے باتوں میں مشغول ہو چکی تھی۔

پھر اپنا بیگ اور وائٹ کوٹ اس جگہ رکھتے جہاں پلوشہ بیٹھی تھی کچن کی جانب بڑھا تھا

وہ کچن میں داخل ہوا تو نظریں تیز تیز ہاتھ چلاتی پلوشہ خان کی پشت سے ٹکرائی تھی۔

کافی اور سینڈوچز کا سامان دیکھتے حدائق شاہ نے گہری سانس بھری تھی۔

جبکہ پلوشہ خان فریج کی جانب بڑھتی اس میں سے فروزن نگیٹس۔۔رول نکالتی سلیپ پر رکھ چکی تھی۔

تبھی وہ چھوٹے مگر مضبوط قدم لیتا پلوشہ خان کی پشت پر آن کھڑا ہوا تھا۔

اور پھر پیچھے سے ہاتھ بڑھاتے وہ بریڈ پر مایونیز لگاتے پلوشہ خان کے ہاتھ کو تھامتے۔۔۔

دوسرے ہاتھ سے بریڈ کے سلائس کو پلیٹ میں رکھ چکا تھا۔

"اس کی ضرورت نہیں۔۔جب مجھے ابھی تک شوہر ہی قبول نہیں کیا تو اس احسان کی بھی ضرورت نہیں"--- سرد ٹھہرے لہجے میں جواب دیتے اپنے ہاتھ پیچھے کھینچ چکا تھا جبکہ پلوشہ خان اپنی جگہ ساکت ہو چکی تھی۔

پھر سنبھلتے وہ آہستگی سے پلٹی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

"احسان نہیں ہے۔۔میں تو بس"۔۔۔ابھی وہ بات مکمل کرتی کہ حدائق شاہ نے شہادت کی انگلی پلوشہ خان کے سرخ ہونٹوں پر رکھی تھی۔

"خدمت--- فرض جو بھی ہے۔۔کسی کی بھی ضرورت نہیں۔۔کھانے کی ہی تو بات ہے۔۔ اور وہ مجھے میری بھابھیاں بھی دے سکتی ہیں۔۔میری ماں بھی۔۔اور بالفرض وہ نا بھی دے تو میرے اپنے ہاتھ سلامت ہے۔۔تم اپنی یہ خدمات کسی اور کو پیش کرو"--- چہرے پر چٹانوں سی سختی سجائے ایک ایک لفظ چبا کر کہتے۔۔۔وہ دائیں ہاتھ سے پلوشہ خان کو کندھے سے تھام کر سائیڈ پر کر چکا تھا

جبکہ وہ ہونٹ کچلتی۔۔ہتھیلیاں مسلتی۔۔ کبھی کچن کے دروازے کو دیکھتی کہ اگر کوئی آگیا تو کیا سوچے گا اور کبھی حدائق شاہ کو جو پلوشہ کی رکھی چیزوں کو سائیڈ پر کر چکا تھا

"حدائق۔۔پلیز میں کر دیتی ہوں نا"۔۔۔روہانسے لہجے میں کہتے حدائق شاہ کا ہاتھ تھاما تو وہ جھٹکے سے پلوشہ کا ہاتھ جھٹک چکا تھا

سخت نظروں سے پلوشہ کو دیکھتے حدائق شاہ نے سختی سے اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں

" اگر اب مجھے ہاتھ لگایا تو جان لے لوں گا تمہاری"۔۔۔دبے دبے لہجے میں غرا کر کہتے وہ بائیں ہاتھ سے سب چیزیں نیچے گرا چکا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

"ح۔۔حدائق میں تو بیوی ہوں نا"--- سہمی نظروں سے نیچے گری چیزوں کو دیکھتے ہونٹ تر کرتے منمنا کر جواب دیا تو حدائق شاہ نے خونخوار نظروں سے پلوشہ کو دیکھا تھا۔

اور پھر چند قدم کے فاصلے کو سمیٹتے وہ جارحانہ انداز میں اس کی جانب بڑھا تھا۔ پلوشہ خان کو کندھوں سے دبوچ اپنے سامنے کیا تھا۔

"شوہر مانا ہے مجھے۔۔جب مجھے شوہر نہیں مانا تو خود کو بیوی کہنے کی ہمت بھی کیسے کی تم نے"--- کندھوں سے تھام کر جھنجھوڑتے ہوئے کہا تو پلوشہ خان کی نیلی آنکھیں پل میں لبالب آنسوؤں سے لبریز ہوئیں تھیں

"نن۔نہیں ہمارا دو بار نکاح ہوا ہے۔۔میں بیوی ہوں"--- لاکھ کہنے شوہر کہنے کی کوشش میں بھی وہ نا کہہ سکی

جبکہ پلوشہ خان کے جواب پر حدائق شاہ کا پارہ مزید ہائی ہوا تھا

"ہاں بیوی۔۔ایسی بیوی جو شادی کے پہلے دن ہی شوہر کو مارنے کا پلین بنائے ہوئے تھی"۔ -- پلوشہ کو جھٹکے سے چھوڑتے۔۔سپاٹ لہجے میں کہتے بالوں میں ہاتھ پھیر کر خود پر قابو پانے کی کوشش کی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

"مارلے۔۔ وہ تو کبھی مر کر بھی حدائق شاہ کو تکلیف دینے کا نہیں سوچ سکتی تھی تو پھر وہ کیسے اسے کہہ سکتا تھا کہ وہ اسے مارنا چاہتی تھی۔۔ہاں وہ دودھ میں وہ پاؤڈر ملایا تھا مگر وہ زہر تو نہیں تھا۔۔اور پھر وہ دودھ بھی تو گر گیا تھا نا۔۔تو وہ کیسے یہ کہہ سکتا تھا۔

"آپ ایسا کیسے کہہ سکتے ہیں خان۔۔میں آپ کو کیوں مارنا چاہوں گی"۔۔وہ تڑپ کر کہتی حدائق شاہ کے قریب ہوئی تھی۔۔مگر اس بار اسے چھونے کی غلطی نہیں کی تھی

جب کہ وہ گہری سانس لیتا اپنے تنے اعصاب پر قابو پاتا۔۔پلوشہ خان کی کمر کے گرد سخت گھیرا ڈالتے اپنے سینے سے لگا چکا تھا

"تم نے پہلے بھی غلطی کی تھی پلوشہ۔۔تب ہم سب نے جانتے بوجھتے اس بات کا انتظار کیا کہ کب تم اپنی بیوقوفی کی وجہ بتاؤ گی۔۔مگر اس بار ایسا نہیں ہے۔۔اس بار اگر تم نے کوئی غلطی کی۔۔یا مزید کچھ چھپا کر کوئی حماقت کی اور اس سے کسی کو ذرا سا بھی نقصان ہوا تو یقین مانو اپنے ہاتھوں سے تمہاری جان لے لوں گا"۔۔ ٹھٹھرا دینے والے لہجے میں کہتا وہ پلوشہ خان کی سانسیں خشک کر چکا تھا۔

" نن۔نہیں مم۔۔میں نے"۔۔کپکپاتے ہونٹوں سے ٹوٹ کے لفظ پھسلے تھے۔

جبکہ حدائق شاہ اپنا بایاں ہاتھ پلوشہ خان کے گال پر ٹکاتے۔۔انگوٹھے سے پلوشہ خان کے کپکپاتے ہونٹ کو سہلانے لگا تھا۔۔گہری نیلی آنکھیں پلوشہ خان کے ہوائیاں اڑے چہرے پر

Posted On Urdu Novel Book

رکی تھی۔۔جبکہ وہ سانس روکے۔۔پھٹی آنکھوں سے اپنے ہونٹ پر حرکت کر حدائق شاہ کے انگھوٹے جو دیکھتی اور کبھی پلکوں کی جھالر اٹھائیں حدائق شاہ کے سپاٹ چہرے کو

"مجھے شوہر مانتی ہو یا نہیں"--- سرسراتے لہجے میں استفسار کیا تو پلوشہ خان نے سختی سے آنکھیں میچی تو آنسو موتی کی صورت آنکھوں سے بہتے سرخ پھولے گالوں پر گرے تھے

"ہاں"۔۔ایک لفظی جواب دیتی وہ ہونٹوں پر ہتھیلی جماتی اپنی سسکیوں کو روکنے لگی تھی۔ مگر حدائق شاہ ہنوز سپاٹ تاثرات چہرے پر سجائے۔۔پلوشہ کو کندھوں سے تھامتے رخ سلیپ کی جانب کر چکا تھا۔

"بناؤ۔۔اب اگر تمہارے ہاتھ کسی بھی وجہ سے رکے تو انجام کی زمہ دار تم خود ہوگی"۔۔ سرد لہجے میں کہتا وہ بریڈ اور دوسری چیزیں اس کے سامنے کر چکا تھا۔۔جبکہ پلوشہ ایک نظر نیچے گری چیزوں پر ڈالتی جلدی جلدی ہاتھ چلانے لگی تھی۔۔مگر اگلے ہی لمحے پلوشہ کو اپنے وجود میں سنسنی دوڑتی محسوس ہوئی تھی۔

اپنی کمر پر حدائق شاہ کے ہاتھوں کا لمس محسوس کرتے۔۔کام کرتے ہاتھ سست پڑے تھے۔۔ جنہیں محسوس کرتے حدائق شاہ نے ایک قدم کے فاصلے کو سمیٹا تھا جس کے باعث پلوشہ سلیپ کے ساتھ جا لگی تھی۔۔۔وہ اس کی وارننگ سمجھتی حلق تر کرتی جلدی جلدی سے سینڈوچ بنانے لگی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

جبکہ حدائق شاہ بے نیاز ہوتے۔۔پلوشہ خان کے چوٹی میں بندھے بالوں کو کھولتے چہرہ ان میں چھپائے۔۔بالوں سے اٹھتی شیمپو کی بھینی بھینی خوشبو کو سانسوں میں اتارنے لگا تھا۔

بال دائیں کندھے پر ڈالتے۔۔ایک جھٹکے میں ڈوری کھینچی تو پلوشہ خان کے ہونٹوں سے سسکی نکلی تھی جس کا گلہ وہ ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دباتے روک چکی تھی۔

فراک کو کندھوں سے سرکایا تو دودھیا کمر دیکھتے حدائق شاہ کی آنکھوں میں خمار اترا تھا۔۔

ایک نظر پلوشہ کے کانپتے ہاتھوں پر ڈالتے وہ اپنے لب کندھے پر رکھ چکا تھا۔

حدائق شاہ کے دہکتے لمس کو جابجا محسوس کرتے پلوشہ کو اپنی ٹانگیں بے جان ہوتی محسوس ہوئی تھی۔۔ہاتھ بری طرح کپکپائے تو آدھ بنا سینڈوچ پلیٹ میں گرا تھا۔۔سلیپ کو مضبوطی سے تھامے پلوشہ نے سختی سے آنکھیں میچی تھی

جبکہ حدائق شاہ کے مضبوط ہاتھوں کے لمس کو کمر سے سرکتے اپنے پہلو پر محسوس کرتے پلوشہ خان نے تڑپ کر پلٹنا چاہا تھا مگر اس سے پہلے ہی وہ فراک کو پہلو سے اٹھاتا اپنے ہاتھ پلوشہ خان کے پیٹ پر رکھ چکا تھا۔

سخت ہاتھوں کے پرحدت لمس پر وہ جی جان سے لرزی تھی۔

"حدائق۔۔کک۔کوئی آجائیں گا"۔۔گہری سانسوں کے درمیان گھبرا کر پکارا تو وہ جھٹکے سے رخ اپنی جانب کرتا پلوشہ خان کے ہونٹوں کو اپنی سخت گرفت میں لے چکا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

"اور جیسے کہ مجھے کسی کی پرواہ ہے"۔۔دو ٹوک لہجے میں کہتے نچلے ہونٹ کو دانتوں میں دبائے کھینچا تو پلوشہ خان نے شرم سے سرخ پڑتے خود کو چھپانا چاہا تھا۔

جبکہ وہ بنا کسی چیز کی پرواہ کیے چہرے پر جابجا اپنا بھیگا لمس چھوڑ رہا تھا۔

جب اسے لگا کہ وہ نازک جان مزید شدتیں برداشت نہیں کرپائیں گی تو نرمی سے دور ہوا تھا۔

جبکہ وہ سرخ چہرہ۔۔گردن اور کندھے لیے تھر تھر کانپ رہی تھی۔۔جسے دیکھتے حدائق شاہ نے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دبایا تھا۔۔اور پھر آگے بڑھتے فراک کو کندھوں سے ٹھیک کیا تھا۔

پھر پلٹ کر فریج سے پانی کی بوتل نکالتے گلاس میں انڈیلا تھا۔

"پانی پئیو۔۔اور تمہارے پاس پندرہ منٹ ہیں انہیں بنانے میں اور لنچ پیک کرنے میں"۔۔ گلاس پلوشہ خان کے ہونٹوں سے لگاتے حکم جھاڑا تو پلوشہ خان نے نم شکوہ کناں نظروں سے حدائق شاہ کو دیکھا تو حدائق شاہ نے سوالیہ انداز میں آبرو آچکائے تھے۔

جسے دیکھتے پلوشہ نے آہستگی سے سر نفی میں ہلایا تھا

Posted On Urdu Novel Book

پانی پی کر وہ خود پر قابو پاتی پلٹی تھی۔جلاد نے دھمکی بھرے لہجے میں نا کہا ہوتا تو پلوشہ کو یقین تھا جو کچھ ابھی وہ اس کے ساتھ کر چکا تھا کسی اور وقت کیا ہوتا تو وہ تب اتنی جلدی خود پر قابو پائے سب بھلائے کام نا کرنے لگتی۔۔وہ خود کو اس جلاد کی نظروں سے چھپا لیتی

---

اتنی دیر ہوگئی میں دیکھ کر آؤ۔۔پلوشہ کو کسی چیز کی ضرورت نا ہو"۔۔امتثال نے کچن کی جانب دیکھتے۔۔صبغہ سے کہا تو صبغہ نے چونک کر پلٹ کر دیکھا تھا اور پھر امتثال کو دیکھتے سر جھٹکا تھا

"بیٹھی رہو۔۔میاں بیوی چاہے کچن میں کسی کام سے جائیں یا روم میں۔۔واپسی پر انہیں دیر ہو ہی جاتی ہے"۔۔صبغہ شاہ کے بےباک لہجے میں کی گئی بات پر امتثال جو اٹھنے لگی تھی بری طرح خجل ہوتی واپس بیٹھی تھی۔

"تم کیا کر رہی ہو۔۔بالاج لالا کو کال کر رہی ہو کیا"--- بات کا رخ بدلتے صبغہ شاہ سے سوال کیا جو کب سے نجانے کسے کال کرنے میں مصروف تھی اور اس سے بھی زیادہ اگلا بندہ مصروف تھا جو اتنی کال اٹینڈ ہی نہیں کر رہا تھا۔۔

"حوریہ کو کر رہی ہوں۔۔ پہلی رنگ پر تو اس نے کبھی تمہارے لالا کی کال نہیں اٹھائی ہو گی مگر میری اٹھا لیتی ہے۔۔مگر اب میں پچھلے ایک گھنٹے سے اسے کال کر رہی ہوں مگر مسلسل

نمبر بزی جا رہا ہے"---بالاج شاہ کے ذکر کو مکمل طور پر نظر انداز کرتے جواب دیا جبکہ صبغہ شاہ کے طنز کرنے پر امتثال نے گھور کر اسے دیکھا تھا

"کیا پتہ پچھلے ایک گھنٹے سے وہ میرے لالا کے ساتھ مصروف ہو"--- دوبدو جواب دے کر اپنی مسکراہٹ چھپائی تو صبغہ نے خاموش نظروں سے امتثال کو دیکھا تھا۔

"تمہارے لالا کے ساتھ مصروف بھی ہو تو میری کال دیکھ کر مسیج کر کہ بتا دیتی ہے کہ وہ تھوڑی دیر میں خود کال کرتی ہے۔اور پھر اس سے اگلے پانچ منٹ بعد سب کچھ بھلائے اپنی بیسٹ فرینڈ کو کال کرتی ہے"۔ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے فخریہ لہجے میں کہا تو امتثال نے مسکرا کر سر جھٹکا تھا

اچھا بھئی میں ہاری تم جیتی"۔ہاتھ اٹھائے ہارنے والے انداز میں کہا تو صبغہ شاہ کے ہونٹوں پر خوبصورت مسکراہٹ بکھری تھی۔

---

داجی یار کیوں جانا ہے آپ نے--+ اب آپ کی عمر گھر بیٹھ کہ آرام کرنے کی ہے نا کہ دوسرے گاؤں جا کر لوگوں کے مسئلے حل کرنے کی"۔ارمغان خان کے جھنجھلا کر کہنے پر داجی نے گھور کر اسے دیکھا تھا

Posted On Urdu Novel Book

جبکہ ارمغان خان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس ملازم کا سر پھاڑ دیں جس نے داجی کو دوسرے گاؤں کے سرپنچ کی کال کے بارے میں بتایا

دوسرے گاؤں میں کسی جوان لڑکے کا خون ہوا تھا۔۔۔اور اب مقتول کے گھر والے خون بہا میں لڑکی مانگ رہے تھے۔۔۔جبکہ جس لڑکے پر الزام تھا اس کا کہنا تھا کہ اس نے خون نہیں کیا۔۔۔مگر پھر بھی سب اسے قاتل سمجھتے ہیں تو وہ اپنی زمین اور پیسے دینے کو تیار ہیں مگر اپنی بہن کو ناکردہ گناہ کی سزا بھگتنے نہیں دے گا۔۔۔معاملہ پیچیدہ تھا تو گاؤں سے سرپنچ نے ضرغام خان سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی وہ گاؤں نہیں تھا تو اس نے داجی سے رابطہ کیا تھا اور وہ اب جلد از وہاں پہنچ کر یہ معاملہ سمیٹنا چاہتے تھے۔

"برخوردار۔۔۔ولی خان نے اپنے کندھوں پر دو جوان بیٹوں کے جنازے اٹھائے ہیں۔۔۔اپنی بیٹی کو بھری جوانی میں بیوہ ہوتے دیکھا ہے۔۔۔کئی سال سامنے اور پشت پر چھپے دشمنوں سے تم لوگوں کی حفاظت کر کہ تم لوگوں کو تمہارے قدموں پر کھڑا کیا ہے۔۔۔گاؤں کے لوگوں کی حفاظت کی ہے۔۔۔اور ولی خان اب بھی اتنی ہی ہمت و حوصلہ رکھتا ہے۔۔۔اور یہاں بات کسی کی بیٹی کی ہے اور بیٹیاں تو سب کی سانجھی ہوتی ہے۔۔۔اس لیے اپنے افلاطون دماغ کو لگام ڈالو اور میرا رستہ چھوڑو۔۔۔اور سلوی بیٹی کہی گھمانے لے جاؤ"--- سخت لہجے میں ارمغان خان کی طبیعت صاف کرتے صوفے صوفے پر بیٹھی سلوی شاہ کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے

Posted On Urdu Novel Book

کہا تو ارمغان خان نے منہ بسورتے سر اثبات میں ہلایا تھا جبکہ سلوی نے سر جھکائے مسکراہٹ ضبط کی تھی

وہ دونوں اس وقت ڈیرے پر موجود تھے۔۔۔ارمغان خان گھر تھا جب اسے پتہ چلا کہ داجی جا رہے ہیں اسی لیے وہ آتے ہوئے سلوی کو بھی ساتھ لے آیا تھا تاکہ وہ بھی اموشنل بلیک میل کر کہ داجی کو روکے مگر وہ تو چپ چاپ سر جھکائے بیٹھی تھی

سلوی شاہ کے سر پر پیار دیتے۔ اور ارمغان خان کو سخت نظروں سے گھورتے داجی باہر جا کر گاڑی بیٹھ کر وہاں سے روانہ ہو چکے تھے

جبکہ ان کے جاتے ہی ارمغان خان نے تیز نظروں سے سلوی شاہ کو گھورا تھا

"اٹھیں میڈم آپ کو سیر کروا لاؤں"۔۔۔دانت کچکچا کر کہا تو سلوی شاہ نے آبرو آچکا کر ارمغان خان کو دیکھا تھا

پھر اپنی شال ٹھیک کرتی شان بے نیازی سے اٹھتی ارمغان خان کی کار کی جانب بڑھی تھی۔

وہ جیپ کا دیوانہ تھا۔۔۔مگر سلوی شاہ کے ساتھ سفر کرنے کے لیے وہ اپنی دیوانگی کو چھوڑ چکا تھا۔۔۔وہ اپنی بیوی کو لوگوں کی نظروں کا مرکز نہیں بنانا چاہتا تھا

سلوی شاہ کو فرنٹ سیٹ پر بیٹھتے اور ٹھاہ کی آواز سے دروازا بند کرتے دیکھ ارمغان خان خود پر ضبط کرتا تیز قدم لیتا کار کی جانب بڑھا تھا۔

---

ہم کہا جا رہے ہیں"--- ارمغان خان کی جانب دیکھتے سادہ سے لہجے میں استفسار کیا تو ارمغان خان نے گھور کر سلوی شاہ کو دیکھتے سپیڈ مزید بڑھائی تھی۔

"اس بار ٹوٹا نہیں۔۔اگلی بار اور زور سے مارنا۔۔تاکہ ٹوٹ کے ہاتھ میں اجائے"۔۔جلے کٹے لہجے میں کہتے نظریں سامنے سڑک پر جمائیں تھی۔

پہلے تو سلوی نے ناسمجھی سے ارمغان خان کو دیکھا پھر سمجھ آنے پر گاڑی کی خاموش فضا میں سلوی شاہ کی خوبصورت ہنسی گونجی تھی۔

جسے دیکھتے ارمغان خان کے چہرے پر بھی مسکراہٹ رینگ گئی تھی

"اب بتائیں نا کہاں جا رہے ہیں ہم'+-- سر ارمغان خان کے کندھے سے ٹکاتے کہا تو ارمغان خان نے اپنا بایاں بازو سلوی شاہ کے کندھے کے گرد حائل کیا تھا۔

"گاؤں سے نکلتے جائیں تو مین روڈ پر اب ایک نیو کیفے کھلا ہے۔۔سنا وہاں کا چیز کیک اور کافی بہت مزے کی تو بس پھر آج وہاں چلتے ہیں باقی لالا لوگ آجائیں تو سب مل کر گھومنے کا پلین بناتے ہیں"--- سادہ سے لہجے میں جواب دیتے گاڑی کی سپیڈ کم کرنی چاہی تھی مگر اگلے ہی لمحے ارمغان خان کو جیسے جھٹکا لگا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

دھڑکتے دل کے ساتھ بریک پر دباؤ دیا مگر جب بریک نا لگا تو ارمغان خان کے چہرے پر سایہ سا لہرایا تھا

نرمی سے سلوی شاہ کو خود سے الگ کیا تھا اور آگے جانے کی بجائے دائیں جانب موڑ کاٹا تھا۔۔سپیڈ کم نہیں ہو رہی تھی اور ایسے ہی سڑک پر پیچھے کی جانب موڑ کاٹنا مشکل تھا جبکہ پیچھے آتی بائیکس اور رکشہ وغیرہ وہ دیکھ چکا تھا۔۔۔

"کیا ہوا ارمغان۔۔کہی اور جا رہے ہیں کیا اب"۔۔سلوی شاہ نے الجھ کر پوچھا تھا مگر جیسے ہی نظر ارمغان خان کے سرخ پڑتے چہرے پر گئی تو وہ بری طرح ٹھٹھکی تھی۔

جبکہ ارمغان خان جیب سے موبائل نکال بار بار فون کان سے لگاتا اور پھر لب بھینچتے دوسرا نمبر ڈائل کرتا

"کک۔۔کیا ہوا ارمغان"۔۔۔ دل کسی انجانے سے خوف سے بری طرح دھڑکا تھا جبکہ سلوی شاہ کے بولنے پر ارمغان خان نے بے بس نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

"گاڑی کی بریک فیل ہے۔۔سب کو کال کر رہا ہوں۔۔مگر ہر کسی کا نمبر مصروف مل رہا ہے۔۔گھر کے لینڈ لائن پر بھی رابطہ نہیں ہو پا رہا۔۔اب میری بات دھیان سے سنو۔۔میں کوئی محفوظ جگہ دیکھتا ہوں۔۔اور پھر ہم وہاں کود جائیں گے۔۔یہ جگہ ہے تو کچی مگر خطرناک

Posted On Urdu Novel Book

ہے"--- سلوی شاہ کے چہرے سے نظریں ہٹائیں دائیں بائیں سڑک کے کناروں پر موجود پتھروں کو دیکھا تھا-- وہ خود تو یہاں بھی کود سکتا تھا۔مگر بات سلوی کی تھی-

" لل۔لیکن ارمغان"--- تڑپ کر ارمغان خان کا بازو تھاما تھا جس پر ارمغان خان نے بے ساختہ سلوی شاہ کو اپنے حصار میں لیا تھا-

"یہ جس کی بھی حرکت ہے۔تمہارا خان کا وعدہ ہے اس شخص کو عبرت کا نشان بنا دے گا"--- سپاٹ لہجے میں کہتے شدت سے اپنے ہونٹ سلوی شاہ کے ماتھے پر رکھے تھے-

سیٹ بیلٹ کھولو۔میں اپنی کھول لوں گا۔اپنی کھولو سلوی اور میرے تین گننے پر تم چھلانگ لگا دو گی"--- ارمغان خان کی بات کو سرے سے نظر انداز کرتے سلوی نے پہلے ارمغان خان کی سیٹ بیلٹ کھولی تھی-

نظریں اٹھائے نم آنکھوں سے ارمغان خان کو دیکھا تھا-

گرے نم آنکھیں ضبط سے سرخ پڑتی ہیزل ہنی آنکھوں سے ٹکرائی تو ارمغان خان کو اپنے سینے میں طوفان اٹھتا محسوس ہوا تھا

اور پھر تین گنتے ہی وہ سلوی شاہ کو باہر کی جانب دھکا دیتے خود دائیں جانب سے کودا تھا جبکہ گاڑی کچھ فاصلے پر جا کر درخت سے ٹکرائی تو ایک دھماکا سا ہوا تھا

Posted On Urdu Novel Book

چکراتے سر۔۔زخموں سے چور ہوتے وجود کو گھسیٹ کر اٹھاتے ارمغان خان نے سلوی شاہ کی تلاش میں نظریں دوڑائیں تھی۔

آگ میں لپٹی گاڑی سے اٹھتے دھویں کو نظر انداز کرتا وہ آگے بڑھتا کہ لڑکھڑا کر نیچے گرا تھا۔

زمین پر ہاتھ رکھ کر اٹھنا چاہا تو زخمی ہاتھوں کو دیکھتے۔۔اپنی بے بسی پر ارمغان خان کی آنکھیں لبالب آنسوؤں سے لبریز ہوئیں تھیں

ضرغام خان اور عائشہ خان نے ساری عمر اپنے چھوٹے خان کے وجود پر خراش بھی نا آنے دی تھی۔۔اور اب وہ سنسان سڑک پر زخموں سے چور پڑا تھا۔۔اس کی بیوی اس سے تھوڑے سے فاصلے پر تھی اور یہ فاصلہ چھوٹے خان کو صدیوں کا لگ رہا تھا۔

"لالا"--- ہونٹوں سے تڑپ کر لفظ ادا ہوئے تھے۔

خود میں ہمت مجتمع کرتے وہ لڑکھڑاتے قدموں سے آگے بڑھا تھا

اور پھر نظریں منہ کے بل گری سلوی شاہ کے وجود سے ٹکرائی تو ارمغان خان تڑپ کر اس کی جانب بڑھا تھا۔

مگر ابھی وہ چند قدم کے ہی فاصلے پر تھا کہ پیچھے سے آتے کیری ڈبے نے ارمغان خان کو ٹکر ماری تھی اور وہ کئی قدم دور جا گرا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

کیری ڈبے کے رکتے ہی اس میں سے دو لوگ باہر آئیں تھے

اور سلوی شاہ کے ہوش و حواس سے بیگانہ ہوئے وجود کو اٹھائے کیری ڈبے میں بیٹھتے وہاں سے لمحے میں غائب ہو چکے تھے

زمین پر گرے ارمغان خان کی بند آنکھوں سے کئی آنسو ٹوٹ کر کنپٹی میں جذب ہوئے تھے

—

دروازا کھول کر وہ اپنے آفس میں داخل ہوا تھا۔۔ سفید کوٹ کو اتار کر کرسی کی پشت پر رکھا تھا۔

ٹیبل اور رولنگ چئیر کے درمیان کھڑے ہوتے حدائق شاہ نے اپنی پاکٹ سے موبائل نکالا تھا۔

پاسورڈ لگاتے فون ان لاک ہوا تو۔۔نظریں وال پیپر پر لگی پلوشہ اور اپنی شادی کی تصویر پر گئیں تو پلوشہ خان کے جھکے چہرے کو دیکھتے حدائق شاہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری تھی

پھر سر جھٹکتے۔۔چئیر پر بیٹھتے وہ کسی کا نمبر ملاتے موبائل کان سے لگا چکا تھا۔

دوسری ہی رنگ پر دوسری جانب سے کال اٹھا لی گئی تھی۔

جسے محسوس کرتے حدائق شاہ نے چئیر کی پشت سے ٹیک ہٹائی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

"کام کا کیا بنا ظفر۔ضرغام پر نظر رکھ رہے ہو نا"--- نظریں ٹیبل کی سطح پر جمائے سخت لہجے میں استفسار کیا تو دوسری جانب کچھ توقف کے لیے خاموشی چھا گئی

"جی شاہ صاحب۔ابھی وہ ہاسپٹل میں ہیں۔اور ضرغام خان کے بندے اس کے کمرے کے باہر پہرہ دے رہے ہیں۔جیسے ہی وہ ہاسپٹل سے نکلے گا تو اس بار کوئی غلطی نہیں ہوگی۔ایکسڈنٹ اس قدر بھیانک ہوگا کہ لاش تک کو پہچاننا مشکل ہو جائے گا"--- ظفر نامی شخص نے آہستہ آواز میں ٹھہر ٹھہر کر جواب دیا تو حدائق شاہ نے ہنکارہ بھرا تھا۔

"اگر کسی کو شک ہوا تو یاد رکھنا۔تمہاری لاش بھی کسی کو نہیں ملے گی"--- ٹھٹھرا دینے والے لہجے میں کہتے وہ دوسری جانب موجود شخص کی سانسیں خشک کر چکا تھا۔جبکہ نیلی گہری آنکھیں نا محسوس انداز میں آفس کے اطراف کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں۔ واس میں لگے خوبصورت تازہ گلاب کے پھولوں کو ایک نظر دیکھتے وہ کمر چیئر کی پشت سے ٹکا چکا تھا۔

"نن۔نہیں شاہ صاحب کسی کو شک نہیں ہوگا۔آپ کا نام کبھی سامنے نہیں آئے گا۔اس ایکسیڈنٹ کو وہ ایک حادثہ سمجھ رہے ہیں کسی کو اس بات پہ شک نہیں ہوا کہ وہ حادثہ نہیں سوچی سمجھی سازش تھی۔کوئی نہیں جان پائے گا کہ حدائق شاہ نے ضرغام خان کو شہر سے واپسی پر قتل کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔کوئی یہ بات سوچ بھی نہیں سکتا شاہ"۔ بکواس بند کرو

Posted On Urdu Novel Book

اپنی۔۔دوبارا یہ بات تنہائی میں بھی اپنی زبان پر نا لانا۔ ابھی وہ مزید بولتا کہ حدائق شاہ کی گرجدار آواز سنتے سختی سے ہونٹ بھینچ گیا تھا۔۔

"ج۔جی جی شاہ صاحب کبھی نہیں"۔۔منمنا کر معذرت کی جسے سنتے حدائق شاہ نے غصے سے سرخ پڑتے جھٹکے سے فون بند کرتے موبائل ٹیبل پر اچھالا تھا

کہنیاں ٹیبل پر رکھتے ہاتھوں میں سر گراتے۔۔ابھی وہ اپنے غصے پر قابو پانے کی سعی کر ہی رہا تھا کہ کوئی عجلت میں دروازا ناک کرتے اجازت ملنے کی پرواہ کیے بغیر اندار داخل ہوا تھا اس سے پہلے حدائق شاہ غصے سے سامنے والی کی کلاس لیتا کہ نرس کی بوکھلائی آواز پر وہ چونکنا ہوا تھا۔

"سر پلیز جلدی چلیئے۔۔ایمرجنسی میں تین عورتیں آئیں ہیں۔۔ایک کو بری طرح جلایا گیا ہے۔۔دوسری کے ساتھ زیادتی کی گئی ہے اور ایک کو بہت بری طرح تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہے"۔۔۔۔ نرس کے چہرے کی ہوائیاں اڑے دیکھ اور بات سنتے ایک لمحے کے لیے وہ سکتے میں آیا تھا۔۔مگر پھر اگلے ہی لمحے برق رفتاری سے وہ اپنی جگہ سے اٹھتا باہر کی جانب بھاگا تھا۔

"کون لایا ہے ان لڑکیوں کو"۔۔۔ ایمرجنسی کی جانب تیزی سے بڑھتے وہ اپنے ساتھ قدم ملانے کی کوشش کرتی نرس سے مخاطب ہوا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

سس۔۔سر کوئی نہیں"۔۔نرس نے ہاتھ آپس میں مسلتے خشک پڑتے حلق کو تر کرتے جواب دیا تو حدائق شاہ نے الجھ کر اسے دیکھا تھا

سر وہ ہاسپٹل کی بیک سائیڈ پر کوئی پھینک کے چلا گیا۔۔وہاں سے گزرتے ایک آدمی کی نظر پڑی تو وہ لایا ہے۔۔سر ان کی حالت اس قدر بری ہے کہ"۔۔۔ ابھی وہ بات مکمل کرتی کہ حدائق شاہ ہاتھ کے اشارے سے روکتا ایمرجنسی وارڈ میں داخل ہوتے وہ اسٹریچرز کی جانب بڑھا تھا جن کے قریب ڈاکٹر گھیرا بنائے ہوئے تھے۔۔ایمرجنسی میں اس وقت قہرام مچا ہوا تھا وہاں موجود دوسری مریض عورتیں۔۔ان تینوں لڑکیوں کی حالت دیکھتے چیخ و پکار کرتی روتی دہائیاں دیتی ان لڑکیوں کی ایسی حالت کرنے والے کو بددعائیں دے رہی تھی

حدائق شاہ کو دیکھتے ڈاکٹرز سائیڈ پر ہوئے تھے۔۔جبکہ ڈاکٹرز کے سائیڈ پر ہونے پر حدائق شاہ کی نظریں سامنے اسٹریچرز پر لیٹی لڑکیوں کی حالت پر گئی تو حدائق شاہ کی آنکھیں غم و غصے سے لمحے میں سرخ انگارا ہوئی تھیں

"یا اللہ رحم"۔۔۔ سرگوشی نما لہجے میں لفظ ادا ہوئے تھے۔۔گہری سانس لیتے حدائق شاہ نے اپنا کپکپاتا ہاتھ بری طرح جھلسی لڑکی کی کلائی کی جانب بڑھایا تھا۔۔

Posted On Urdu Novel Book

"سر یہ پولیس کیس ہے۔۔قانونی کروائی ضروری ہے اس لیے ہمیں پہلے پولیس"--- ساتھ کھڑا ڈاکٹر پروفیشنل لہجے میں اپنی بات مکمل کرتا کہ حدائق شاہ نے سرخ انگارا ہوتی آنکھوں سے اسے دیکھتے جھٹکے سے اس کا کالر دبوچا تھا

"پولیس۔۔قانون مائے فٹ--- یہ تینوں لڑکیاں حدائق شاہ کے ہاسپٹل کی چھت تلے ہیں۔۔ اگر ان میں سے کسی کی بھی جان گئی تو میں تمہیں ایسا قانون سکھاؤں گا ڈاکٹر کہ اپنی ساری ڈاکٹری بھول جاؤ گے۔۔ہری اپ ٹیم"۔۔شیر سی دھاڑ لیے غرا کر کہتے جھٹکے سے کالر چھوڑتے وہ باقی ڈاکٹرز سے مخاطب ہوا تو وہ جلدی سے اسٹریچرز تھامتے آپریشن تھیٹر کی جانب بڑھے تھے

کہ تبھی زخموں سے چور لڑکی۔۔جس کے چہرے پر اس قدر تشدد کیا گیا تھا کہ وہ ایک جانب سے مسخ ہو چکا تھا۔۔جسم پر دیا گیا سفید کپڑا خون سے تر ہوتے اس کے جسم کے ساتھ چپک چکا تھا۔۔سر کے بال کئی جگہ سے کاٹے اور جلائے گئے تھے۔۔اس کے جسم میں حرکت دیکھ حدائق شاہ ڈاکٹرز کو جلدی کا اشارہ کرتا کہ سفید کپڑے سے لڑکی کا ہاتھ باہر نکلا تھا جسے دیکھ حدائق شاہ اسے دوبارا کپڑے میں کرنے کی غرض سے جھکا تھا۔۔مگر لڑکی کے ہاتھ کی بند مٹھی میں دبے کاغذ کو دیکھ حدائق شاہ نے گردن ترچھی کرتے لڑکی کے چہرے کی جانب دیکھا تھا۔۔

Posted On Urdu Novel Book

جو ساکت پانی سے بھری آنکھیں غیر مری نقطے پر ٹکائے ہوئے تھی۔۔جسے دیکھتے حدائق شاہ کا دل بری طرح دھڑکا تھا۔۔نظریں دوبارا لڑکی کے ہاتھ میں تھامے کاغذ پر مرکوز کرتے وہ کانپتے ہاتھوں سے اس کاغذ کو نکال چکا تھا۔۔حدائق شاہ کے کاغذ نکالنے پر جو ڈاکٹرز اسٹیر چر روک چکے تھے تیزی سے آپریشن تھیٹر کی جانب بڑھے تھے۔

جبکہ حدائق شاہ نے اپنے کپکپاتے ہاتھوں کو قابو پاتے جلدی سے اس طہ شدہ کاغذ کو کھولا تھا

"تین لڑکیاں۔۔تین زندگیاں۔۔شاہ خاندان کی تین عزتوں کا مستقبل۔۔لیکن۔۔اُمم۔۔ بہنوں کا یا بیویوں کا"۔۔پرنٹر سے بڑے بڑے سرخ حروف میں ٹائپ کیا گیا کچھ الفاظوں کا یہ کاغذ حدائق شاہ کی جان لبوں پر لے آیا تھا۔

"سلویٰ۔۔حوریہ لالا کی جان"---- ان دونوں میں تو حدائق شاہ کی جان تھی وہ جانتا تھا کہ عقیدت خود کی حفاظت کر سکتی ہے دل اس کے لیے بھی پریشان ہوا تھا۔۔مگر ان دو معصوموں کا سوچتے حدائق شاہ کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی تھی۔

پلوشہ۔۔بھابھی آوو خدا صبغہ۔۔یا اللہ ان سب کو اپنے حفظ و امان میں رکھنا"--- کاغذ کو مٹھی میں سختی سے بھینچتے قدم ڈرسنگ روم کی جانب بڑھائے تھے۔

Posted On Urdu Novel Book

سبز لباس پہن کر آپریشن تھیٹر کی جانب بڑھتا وہ اپنے موبائل پر تیزی سے ٹیکسٹ ٹائپ کر کہ سینڈ کرنے کے بعد بہرام شاہ کو کال ملا چکا تھا۔

جو پہلی رنگ پر ہی اٹھا لی گئی تھی۔

---

بہرام شاہ کے آفس کے باہر رکتے بالاج شاہ نے گہری سانس لی تھی۔

رسیپشنسٹ اسے بتا چکی تھی کہ بہرام شاہ سے عائث خان ملنے کے لیے آیا ہے۔۔ جس پر وہ محض سر ہلاتے بہرام شاہ کے آفس کی جانب آگیا تھا۔

اب وہ اندر جائے یا نا جائے کی شش و پنج میں مبتلا تھا۔۔پھر یہ سوچ کے کہ شاید بہرام شاہ نے ان دونوں کو بات کرنے کی غرض سے بلایا ہے گہری سانس لیتے وہ آفس کا دروازا کھولتے قدم آفس میں رکھ چکا تھا

مگر سامنے اپنی چیئر پر بیٹھے بہرام شاہ کو دیکھتے اور وہاں عائث خان کو نا پا کر بالاج شاہ نے دل ہی دل میں شکر ادا کیا تھا۔

ابھی وہ یہ شکر زبانی الفاظ میں ادا کرتا کہ آفس سے ملحقہ واشروم سے پانی گرنے کی آواز سنتے بالاج شاہ کے چہرے کے زاویے پل میں بگڑے تھے جبکہ سامنے رولنگ چیئر پر بیٹھے بہرام شاہ نے بالاج شاہ کے چہرے کے بگڑتے زاویے دیکھ اپنی ہنسی کو ضبط کیا تھا

بالاج شاہ اس کا بھائی تھا اور بہرام شاہ اس کی سوچ تک رسائی رکھتا تھا

اپنی خوشی پر افسوس ہو گیا ہو تو آؤ بیٹھ جاؤ اب"۔۔بالاج شاہ کو دروازے کے سامنے ایستادہ دیکھ نرم لہجے میں کہا تو بالاج شاہ نے تاسف سے سر جھٹکتے قدم بڑھائے تھے۔

درمیان میں پڑے ٹیبل کے سامنے دو چیئرز کو دیکھتے بالاج شاہ نے ایک نظر بہرام شاہ کو دیکھا تھا۔۔جو ٹیبل کے پار چیئر پر بیٹھا بائیں انگھوٹے کو ہونٹ کے نیچے رکھے رب کرتے بالاج شاہ کو دیکھ رہا تھا۔

"آپ آفس کے باس ہیں تو آپ کی چیئر پر تو نہیں بیٹھ سکتا اور نا آپ سے کہہ سکتا ہوں کہ اپنے بھائی پر ترس کھائے اور یہاں آجائیں مجھے وہ جگہ دے دیں۔۔اور جہاں جگہ مل رہی ہے یہاں بیٹھ گیا تو شاید وہ خان کہی اور بیٹھنے لائق نا چھوڑے"--- ٹیبل پر آگے کو جھکتے چہرے پر گہری سنجیدگی اوڑھے آہستہ آواز میں کہا تو بہرام شاہ نے گھور کر بالاج شاہ کو دیکھا تھا۔

"اور تمہیں لگتا ہے کہ وہ تم اس کے سامنے باس کی ح بیٹھو گے تو سامنے بیٹھ کر وہ تمہاری آرتی اتارے گا نا"--- بہرام شاہ کے طنزیہ لہجے پر بالاج شاہ نے سر جھٹکتے اپنے کوٹ کا بٹن کھولتے جگہ سنبھالی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

کہ تبھی واشروم کا دروازا کھلنے کی آواز اور قدموں کی چاپ سنتے بالاج شاہ نے ٹیبل پر پڑے نیوز پیپر کو اپنی جانب کھسکایا تھا۔

"لالا آپ فری ہو جائیں تو آجائیں گا میں پارکنگ میں آپ کا ویٹ کر رہا ہوں"--- بالاج شاہ کو مکمل طور پر نظر انداز کرتے بہرام شاہ سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا تو بالاج شاہ نے بری طرح پہلو بدلا تھا

"نہیں رکو ساتھ ہی چلتے ہیں۔۔ اور تم بتاؤں تمہارا یہاں کیسے آنا ہوا"۔۔فائلز سمیٹتے ایک ساتھ دونوں سے مخاطب ہوتے کہا تو عائث خان نے محض سر ہلانے پر اکتفا کیا تھا جبکہ بالاج شاہ نیوز پیپر ٹیبل پر پٹھکتا اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔

"ایک تو میں یہاں اس شخص سے بنا کسی بات بنا کسی غلطی کے پنچ کھانے کے بعد بھی اسے یہاں اس دن کی مس اینڈرسٹیڈنگ کو ختم کرنے کے لیے آگیا ہوں اور دوسرا آپ مجھے یہاں بلا کر اب پوچھ رہے ہیں کہ میں کیوں آیا ہوں۔۔اگر آپ بھول چکے ہیں تو خیر ہے۔۔ بالاج شاہ تو ہے ہی بیکار فارغ انسان نا۔۔جس کے پاس فالتو کا اتنا وقت ہے جہاں مرضی لٹا دے--- کونسا کوئی کام دھندا ہے۔۔آپ جائیں جہاں جانا ہے۔۔جس کے ساتھ مرضی جائے"--- پہلے تو عائث خان کا اس قدر اگنور کرنا اس دن تو وہ شخص اسے بلاوجہ مار چکا تھا۔۔اور اب شاید اس کا بھائی یہاں عائث خان کو حقیقت بتا چکا تھا تو اب وہ خان معافی

Posted On Urdu Novel Book

مانگنے کی بجائے ایٹیٹیوڈ دکھا رہا تھا اور پھر اس کا اپنا بھائی اسے وہاں خود بلا کر پوچھ رہا تھا کہ تمہارا یہاں کیسے آنا ہوا۔اس بات کے جواب کے بعد وہ اس مسینے خان کے ساتھ کہی جانے بھی والا تھا بالاج شاہ کا تو خون ہی کھول اٹھا تھا مطلب کہ وہ اتنی دور سے اپنے کام کاج روٹھی بیوی کو منائے بغیر یہاں آیا تو اس بات کی کوئی ویلیو ہی نہیں تھی

"ایک منٹ سانس تو لو بالاج--- صبغہ کی روح آگئی ہے کیا۔اور ہم کہی نہیں جا رہے۔ گھر ہی ساتھ جانے والے تھے چاہو تو تم بھی ساتھ آجاؤ- اور دوسری بات میں نے تمہیں نہیں بلایا۔میں تمہیں حویلی اور ڈیرے کے سارے کام چھوڑ کر یہاں بلاوجہ کیوں بلاؤں گا"---- بہرام شاہ نے اپنی نشست سے کھڑے ہوتے تحمل سے جواب دیا تو عائث خان نے کوفت سے آنکھیں گھماتے بالاج شاہ کو دیکھا تھا۔

"آپ نے مجھے بلایا تھا لالا۔میں کیوں جھوٹ بولوں گا۔یہ دیکھ لیں اپنا میسج"--- بالاج شاہ نے جھنجھلائے لہجے میں کہتے موبائل پر بہرام شاہ کا میسج نکال کر اسے دکھایا تو عائث خان ٹھٹھک کر ان دونوں کی جانب متوجہ ہوا

"لیکن میں نے تمہیں میسج نہیں کیا بالاج"۔بالاج شاہ کی جانب دیکھتے حیرت سے جواب دیا ابھی اس سے پہلے عائث خان کچھ کہتا کہ بہرام شاہ اپنے فون پر آتی کال کی جانب متوجہ ہوا حدائق شاہ کا نام دیکھ وہ کال پک کرتا کان سے لگا چکا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

آگے سے جو باتیں حدائق شاہ نے اسے بتائی انہیں سنتے بہرام شاہ نے سختی سے مٹھی بھینچی تھی۔

"تم کہاں ہو۔۔ اگر ہاسپٹل میں ہو تو نکلو وہاں سے حویلی پہنچو"--- نہیں لالا۔۔یہ معصوم ہماری وجہ سے اس حال میں ہے۔۔میں آپریشن کے بعد یا صورتحال کچھ بہتر ہوتے آتا ہوں۔۔شہر سے ڈاکٹرز کی ٹیم بھی بلالی ہے وہ پہنچ جائے تو میں حویلی جاؤں گا۔۔ان کی جان بچانا میرا پہلا فرض ہے"--- بہرام شاہ کے غرا کر کہنے پر نرمی سے جواب دیتے وہ فون بند کر چکا تھا۔

جبکہ فون بند ہوتے بہرام شاہ نے باہر کی جانب دوڑ لگائی تھی۔۔جسے دیکھتے عائث اور بالاج بھی اس کے پیچھے بھاگے تھے۔

"کیا ہوا لالا سب ٹھیک تو ہے نا"--- عائث خان کے پوچھنے پر وہ ایک ہی سانس میں سب بتاتا بار بار موبائل سے حویلی کا نمبر ڈائل کر رہا تھا۔۔جو کہ مسلسل بند جا رہا تھا۔۔جس پر بہرام شاہ نے موبائل پٹھکنے کے انداز میں ڈیش بورڈ پر مارا تھا۔

" عائث تم چھوٹے خان کو فون کرو--- میں ابھی تھانے فون کر کہ پولیس کو بھیجتا ہوں حویلیوں کی سیکیورٹی کے لیے۔۔چھوٹے خان سے کہو حوریہ لوگوں کے لے کر شاہ حویلی چلا جائے۔۔صبغہ وہاں بیسمنٹ کے بارے میں جانتی ہے وہاں کوئی نہیں جا سکتا۔۔وہاں وہ سب

Posted On Urdu Novel Book

محفوظ رہے گے"---- اپنے موبائل پر جلدی سے انگلیاں چلاتے بالاج شاہ نے عائث خان سے کہا تو عائث خان نے سر اثبات میں ہلاتے چھوٹے خان کا نمبر ملایا تھا-

"نہیں لگ رہا کسی کا نمبر—یا تو ان کے نمبر بزی جا رہیں—یا کسی سے رابطہ ممکن نہیں - یہ سب ٹریپ ہے—ہمارے فونز تک ان کے کنٹرول میں ہیں"--- بالاج شاہ کی سرد ٹھہری آواز پر وہ دونوں پل کے لیے ساکت ہوئے تھے—پھر اگلے ہی لمحے بہرام شاہ نے خطرناک حد تک گاڑی کی سپیڈ بڑھائی تھی-

---

بھاری ہوتے سر کو تھامتے اس نے بامشکل اپنی آنکھیں کھولیں تھی—کمرے میں چھائے اندھیرے میں لیمپ کی مدھم سی روشنی پھیلی ہوئی تھی-

جاگی سوئی کیفیت میں وہ ارگرد نظریں گھماتی پشت بیڈ کراؤن سے ٹکا چکی تھی—ہوش کچھ بحال ہوئے تو یاد آیا کہ وہ اپنے کمرے میں نہیں ہے—آنکھوں کے پردے پر جنگل کے آخری لمحات سرکے تو وہ جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھی تھی-

جھٹکے سے کمفرٹر اتارتی وہ نیچے اتری تھی—زمین پر پاؤں رکھتے احساس ہوا جیسے کسی نرم روئی میں پاؤں دھنس گئے ہو مگر وہ مکمل طور پر نظر انداز کرتی آگے بڑھتی دیواروں کو ٹٹولتی کمرے کی لائٹس ان کر چکی تھی-

Posted On Urdu Novel Book

لائیٹس ان کرتے وہ جیسے ہی پلٹی تھی روشنی میں نہائے کمرے کے درو دیوار کو دیکھتے عقیدت شاہ اپنی جگہ منجمد ہوئی تھی۔کمرہ چاروں اطراف سے عقیدت شاہ کی تصویروں سے سجا ہوا تھا۔

سب تصویریں تب کی تھی جب وہ پاکستان نہیں تھی۔اور کچھ تصویریں پاکستان واپس آنے کے بعد کی تھی۔کچھ تصویروں پر وہ ہارس رائڈنگ کر رہی تھی۔کچھ میں وہ اپنے شو کے لیے ریڈی ہو رہی تھی گو کہ عقیدت شاہ کے ہر لمحے کو ان تصویروں میں قید کر کہ دیواروں سے چسپاں کیا گیا تھا

آگے بڑھتے قدم ٹیبل پر پڑی ایک تصویر کو دیکھتے ساکت ہوئی تھے۔عقیدت شاہ نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس تصویر کو دیکھا تھا۔

وہ تصویر جنگل میں لی گئی تھی۔جہاں وہ ضرغام خان کے ہمراہ تھی۔تصویر میں ضرغام اس کے چہرے کے قریب جھکا تھا۔اور وہ سرخ پڑتے چہرے کو جھکائے کھڑی تھی۔

گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھتے عقیدت نے اس تصویر کو اٹھایا تو نظریں اس کے نیچے پڑی دوسری تصویر پر گئی تھی جہاں ضرغام خان اس کے ہونٹوں پر جھکا تھا۔اور وہ آنکھیں بند کیا اس کے کندھوں کو تھامے ہوئے تھی۔

کپکپاتے ہاتھوں سے وہ تصویر کو واپس رکھتے جھٹکے سے اٹھی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book
نظریں کمرے کے بند دروازے پر گئی تو عقیدت جلدی سے اس جانب بڑھی تھی۔
عقیدت کا خیال تھا کہ دروازا بند ہو گا مگر جیسے ہی اس نے کھولنے کی کوشش کی تو دروازا آسانی سے کھل گیا تھا جس پر عقیدت کو خوشی کی بجائے حیرت ہوئی تھی۔
دروازا کھولتے جیسے ہی قدم باہر رکھے عقیدت کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا۔۔کمرہ جس قدر شاندار تھا جسے دیکھتے کسی محل کے کمرے کا گماں ہوا تھا مگر کمرے کی باہر کی دنیا اس سے یکسر مختلف تھی۔۔عقیدت کو لگا تھا جیسے وہ کسی جیل کی راہداری میں آگئ ہو
چوڑائی میں تنگ سے نیم اندھیرے میں ڈوبی راہداری۔۔جو کہ دائیں بائیں دور تک پھیلی ہوئی تھی۔
خشک پڑتے ہونٹوں کو تر کرتی وہ شش و پنج میں مبتلا تھی کہ تبھی دور سے آتی آوزیں جو کہ اس تنگ سی راہداری کی دیواروں سے ٹکرا کر پھیل رہی تھی۔۔ان کے تعاقب میں بائیں جانب بڑھی جیسے جیسے وہ ان آوازوں کی جانب بڑھ رہی تھی۔۔عقیدت کو اپنا دل کانوں میں دھڑکتا محسوس ہو رہا تھا۔
"عقیدت یہاں آگئی ہے۔۔تھوڑی دیر میں پلوشہ امتثال کو لے کر بھی یہاں پہنچ جائے گی۔۔تمہارا جو دل کرے ان کے ساتھ کرو مگر ہمیں جلد از جلد اس ملک سے جانے دو"---
مقدس بیگم کی جھنجھلائی آواز پر عقیدت نے تکلیف سے آنکھیں میچی تھی

Posted On Urdu Novel Book

"ہاں اب میرا اور میری بہن کا کام ختم ہوا ہمیں جلد از جلد یہاں سے جانا ہے"--- بادام گل کے دبے دبے لہجے میں چلا کر کہنے پر دوسری جانب سے ہنکارہ بھرا گیا تھا

جبکہ وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی راہداری سے مڑتی سیڑھیوں کی طرف اچکی تھی۔۔ریلنگ پر ہاتھ جمائے نیچے دیکھنے کی کوشش کی تو نظریں مقدس بیگم اور بادام گل سے ہوتی سامنے صوفے پر بیٹھے شخص کی پشت سے ٹکرائی تھی

سیاہ پینٹ کوٹ پہنے ٹانگ پر ٹانگ جمائے۔۔بیٹھا وہ شخص اپنی جگہ سے اٹھتا بادام گل کے کندھے پر ہاتھ رکھتے۔۔اس کے کان کی جانب جھکتا کچھ کہہ رہا تھا جسے سنتے بادام گل نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔

اور اپنی بات مکمل کرتے وہ شخص پلٹا تھا اور اس کے پلٹنے پر عقیدت کو لگا کسی نے یخ ٹھنڈا پانی اس کے وجود پر انڈیل دیا ہو

"ضرغام"--- ہونٹوں میں ہلکی سی جنبش ہوئی تھی۔۔پورا وجود سکتے میں تھا۔۔ریلنگ پر جمے ہاتھ بری طرح لڑکھڑا کر پہلو میں ان گرے تھے

سبز آنکھیں پل میں لبالب پانیوں سے بھری تھیں

گہری سانس لیتے آنسوؤں پر بامشکل قابو پاتے دوبارا سے سامنے دیکھا تو وہاں کوئی نہیں تھا

اپنے پیچھے قدموں کی چاپ سنتے عقیدت سانس روکے پلٹی تھی۔۔سبز نگینوں سی آنکھیں حیرت غم بے بسی سے نیلی آنکھوں سے جا ٹکرائی تھی۔۔مگر دل میں پہلے کی طرح کوئی ہلچل نہیں ہوئی تھی۔۔۔دھڑکنیں ساکت تھی۔

پورا وجود عجیب سی بے چینی کے حصار میں تھا

"تم ضرغام خان یہ سب کیا کر رہے ہو۔۔پلوشہ امتثال کو یہاں کیوں لانے والی ہے کیا کرنے کا سوچ رہے ہو تم۔۔کزن ہے نا وہ تمہاری۔۔تمہارے ہی خاندان کی"--- غم و غصے بے بسی سے وہ دبہ دبہ چلائی تھی۔۔مگر دوسری جانب وہ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ اڑسے ٹکٹی باندھیں عقیدت شاہ کے وجود کو دیکھ رہا تھا۔۔نظریں سر سے پاؤں تک سرکتی عقیدت شاہ کو عجیب کوفت میں مبتلا کر رہی تھی۔

"کچھ غلط تھا اور بہت زیادہ غلط تھا۔۔جو نظر آرہا تھا وہ دل نہیں مان رہا تھا۔۔آنکھیں خود نظر آتے منظر کی سچائی سے انکاری ہو رہی تھی۔

"کچھ دیر اور پھر سب جان جاؤ گی۔۔کل کا دن شروع ہونے سے پہلے ہم ایک نئ زندگی کا آغاز کرے گے جہاں صرف ہم دونوں ہوگے"--- عقیدت شاہ ان لفظوں سے زیادہ ضرغام خان کے بدلے لب و لہجے پر حیرت زدہ سی ضرغام خان کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ابھی وہ کچھ کہتی

کہ ضرغام خان کوٹ کی اندرونی پاکٹ سے موبائل نکالتے کان سے لگاتے راہدری میں گم ہوتا چلا گیا تھا جبکہ عقیدت شاہ اپنی جگہ بت بنی وہی بیٹھتی چلی گئی تھی۔

---

انتثال وہ مجھے ماں سے ملنے جانا ہے تو میرے ساتھ چلو"--- پلوشہ خان کے کہنے پر انتثال نے گردن ترچھی کر کہ اسے دیکھا تھا جو کچن کے دروازے کے قریب ہتھیلیاں مسلتی پریشان سی کھڑی تھی۔

"کیوں سب خیریت اس طرح سے اچانک"--- فریج بند کرتے وہ اس کے سامنے آن کھڑی ہوئی تھی

"ہمارا دل کر رہا ہے۔۔عجیب سی بے چینی ہو رہی ہے۔۔ میں پھوپھو اور آنٹی سے پوچھ آئی ہوں۔۔ہم صرف تھوڑی دیر کے لیے جائیں گے۔۔بہرام لالا کے آنے سے پہلے واپس بھی آجائیں گے"--- پلوشہ خان کی اتنی آگے تک کی پلیننگ کہ کہی انتثال انکار نا کردے کو دیکھ انتثال خان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری تھی

"حد ہے پلوشے میں تمہیں انکار تھوڑی کرنے والی تھی۔۔بس مجھے یہ تھا کہی کوئی مسئلہ نا ہو۔۔تم پوچھ آئی ہو تو ہم چلتے ہیں۔۔میں اپنی چادر لے آؤ---"

Posted On Urdu Novel Book

"چادر باہر صوفہ پر رکھی ہے میں نے میں سب انتظام کر کہ آئی ہوں"--- مسکرا کر کہتی وہ امتثال خان کا ہاتھ تھامتی لاونج کی جانب بڑھی تھی۔۔جبکہ پلوشہ خان کی تیزی دیکھ امتثال خان نے بامشکل اپنی مسکراہٹ چھپائی تھی۔

"اور سنو ہم کسی ڈرائیور کے ساتھ نہیں جائیں گی۔۔گاڑی تم ڈرائیو کرو گی۔۔اماں اپنی دوست کی طرف ہیں وہی جانا ہے ہم نے"--- پورچ میں آتے وہ تیز تیز چلتی امتثال خان کو بتا رہی تھی جو پلوشہ کی بات پر تھوڑی فکر مند ہوئی تھی اگر بہرام کو پتہ چلتا کہ وہ خود ڈرائیو کر کہ حویلی کی بجائے کہی اور گئی ہے تو شاید وہ ضرور ناراض ہوتا مگر دل میں اسے منا لینے کا سوچتے وہ پلوشہ خان کی بات مانتی ڈرائیونگ سیٹ سنبھال چکی تھی۔

دل بری طرح دھڑک رہا تھا۔۔مگر وہ کچھ غلط تو نہیں کر رہی تھی۔۔مقدس بیگم نے اس سے کہا تھا کہ وہ جانتی ہے کہ ماضی میں ہوئے قتل کس نے کروائے تھے۔۔وہ قاتل کا بتا کہ ان دونوں خاندانوں کے رشتے کو اور مضبوط کر دے گی تاکہ ان کے دلوں میں کوئی بدگمانی نا رہے۔۔انہوں نے کہا تھا کہ وہ حدائق سے ابھی رشتہ نا بنائے۔۔بلکہ جب وہ پورا سچ جان لے گا تب وہ اس کے ساتھ اپنی نئی زندگی کی شروعات کرے۔۔زندگی میں پہلی بار مقدس بیگم ان سب کے بارے میں سوچ رہی تھی۔۔ اور ان کی نظر میں پلوشہ خان کی اتنی اہمیت تھی کہ انہوں نے اتنی بڑی بات اس سے شئیر کی تھی۔۔یہ بات پلوشے خان کے

Posted On Urdu Novel Book

لیے قارون کا خزانہ ہاتھ لگنے کے برابر تھی۔۔وہ بس اب امتثال کو لے کر جلد از جلد مقدس بیگم کی بتائی ہوئی جگہ پر پہنچنا چاہتی تھی جہاں وہ سب کے سامنے اس قاتل کو لانے والی تھی۔۔وہ کیسے کرنے والی تھی اس سب سے پلوشہ کو فرق نہیں پڑتا تھا۔۔اس کی نظر میں اس کی ماں سب کچھ کر سکتی تھی۔۔سوائے پلوشہ خان کے - نا وہ بہادر تھی نا کچھ ایسا کرنے کی ہمت رکھتی تھی کہ کسی قاتل کو ڈھونڈ نکالے۔۔مگر وہ اتنا تو کر سکتی تھی نا جتنا اس کی ماں نے اس کو کام سونپا تھا۔

ابھی وہ اپنی سوچوں میں ہی گم تھی کہ گاڑی کے ایک دم اچانک سے رکنے پر چونکی تھی۔

"پلوشے فون ملاؤ لالا کو"۔۔امتثال کے چلانے پر پلوشہ نے اس کی نظروں کے تعاقب میں سامنے دیکھا تھا۔۔جہاں پانچ آدمی ہاتھ میں گنز تھامے کار کی جانب آرہے تھے۔

یہ سسٹارٹ نن۔نہیں ہو رہی"۔۔کپکپاتے ہاتھوں سے کار سٹارٹ کرنے کی کوشش کرتے روتے ہوئے چلا کر کہا تو پلوشہ کے ہاتھ پاؤں صحیح معنوں میں پھولے تھے

کک۔۔ال نن۔نہیں ہورہی ایمی"۔۔۔ پلوشے کے زارو قطار روتے ہوئے کہنے۔۔اور ان آدمیوں کو کار کا دروازا کھولنے کی کوشش کرتے دیکھ امتثال نے بازو آگے بڑھاتے پلوشہ خان کو اپنے سینے میں چھپایا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

سس۔۔سوری ایمی مم۔یری وجہ سے"--- امتثال خان کے سینے میں منہ چھپائے ہچکیوں سے روتی وہ خود کو کوس رہی تھی۔۔ وہ تو سب ٹھیک کرنے جا رہی تھی پھر یہ کیوں ہو رہا تھا۔

باہر نکلو۔۔ورنہ ہم زبردستی کریں گے۔۔گرجدار غصے بھری آواز پر امتثال نے سختی سے پلوشہ کے گرد بازو کا حصار مضبوط کیا تھا

تمم۔ہیں کیا چاہیے - یہ بیگ لے لو--- اس میں کیش ہے۔۔یہ زز۔یور بب۔۔ھی رر کھ لل۔و لل۔۔لیکن ہمیں جانے دو'۔۔ادمی کے دروازا کھول لینے پر۔ اپنا بیگ۔۔اور ہاتھوں سے کنگن اتار کر پکڑانے چاہے تو اس آدمی نے بازو سے کھینچ کر امتثال خان کو گاڑی سے باہر نکالتے زمین پر دھکا دیا تھا امتثال کے ساتھ پلوشہ خان کی بھی دلخراش چیخیں فضا میں گونجی تھی۔

پلوشہ تڑپ کر گاڑی سے نکلتی امتثال کی جانب بڑھتی کہ پیچھے کھڑے آدمی سے بالوں سے دبوچتے۔۔بازوؤں میں جکڑا تھا کہ پلوشہ خان بن پانی کے مچھلی کی طرح تڑپ گئی تھی۔

جیب سے رومال نکالتے وہ پلوشہ خان کے ناک پر رکھ چکا تھا۔

چچھ۔ڑوں میری بہن کو"۔۔۔زمین سے اٹھتی وہ پلوشہ کو تھامنے آدمی کے بازوؤں پر ناخن مارتی۔۔چیختی چلاتی اسے چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔جبکہ اس کی بے بسی پر قہقہے

Posted On Urdu Novel Book

لگاتے ایک ادمی اس کی جانب بڑھا تھا۔ اپنے ہاتھ میں تھامی پسٹل پوری قوت سے امتثال خان کے سر پر ماری تو وہ لڑکھڑا کر زمین بوس ہوئی تھی۔

اس گاڑی کو ٹھکانے لگاؤ"--- امتثال اور پلوشہ کو اپنی گاڑی میں ڈالتے ان میں سے ایک نے کہا تو نقاب پوش سر ہلاتا ان کی گاڑی کی جانب متوجہ ہوا تھا۔

تھوڑی ہی دیر میں سنسان روڈ پر امتثال خان کے خون کے چند قطروں کے ساتھ اس کی شال زمین بوس پڑی ہوئی تھی۔

---

گارڈ کے گیٹ کھولتے ہی بہرام شاہ زن سے گاڑی بھگاتا پورچ میں لایا تھا۔۔ابھی وہ گاڑی روکتا کہ بالاج شاہ گاڑی کا دروازا کھولتا باہر نکلا تھا۔۔پاؤں بری طرح لڑکھڑائے تھے مگر وہ لمحوں میں سنبھلتا حویلی کے اندرونی حصے کی جانب بڑھا تھا۔

اس کے پیچھے ہی عائث اور بہرام بھی تھے

"امتثال"--- لاونج کے بیچ و بیچ کھڑے ہوتے بہرام شاہ منہ کے بل دھاڑا تھا پھر جواب کا انتظار کیے بغیر وہ دیوانہ وار سیڑھیاں پھلانگتے اوپر کی جانب بڑھا تھا۔

جبکہ عائث خان پلوشہ کو ڈھونڈنے کی غرض سے نیچے موجود کمروں کی جانب بڑھا تھا۔

بالاج اوپر سے سارے کمرے دیکھ آیا تھا مگر وہ وہاں نہیں تھی۔۔دل بری طرح دھڑک رہا تھا۔۔جان لبوں پر آئی ہوئی تھی۔

صبغہ"۔۔۔ چلا کر پکارتے ہوئے وہ سیڑھیاں اتر رہا تھا کہ نظریں ثمرین بیگم کے کمرے سے نکلتی صبغہ شاہ پر پڑی تھی

دیکھ تو وہ بھی اسے چکی تھی۔۔ایک ہاتھ میں مگ اور دوسرے میں پلیٹ تھامے وہ ہونکوں کی طرح بالاج شاہ کو اپنا نام پکارتے اور اب دیوانوں کی طرح اپنے جانب بھاگتے آتے دیکھ رہی تھی۔

اس سے پہلے وہ کچھ سمجھتی یا کہتی بالاج شاہ۔۔آگے بڑھتا صبغہ شاہ کے بازوؤں کے نیچے سے ہاتھ گزارتا اسے خود میں بھینچ چکا تھا

چھناکے کے آواز تھی جو کہ فرش پر دور تک گونجی تھی۔۔پلیٹ اور مگ ٹوٹتے جابجا بکھرے تھے۔

جبکہ صبغہ شاہ کو صرف اپنے سینے میں دھڑکتی بالاج شاہ کی تیز دھڑکنوں کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

سانس روکے وہ اس شور کو سنتی اپنی روح میں اترتا محسوس کر رہی تھی

Posted On Urdu Novel Book

"تم ٹھیک ہو۔۔۔میری جان نکالنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تم نے۔۔۔اگر ایک لمحہ اور گزرتا اور تم نظر نا آتی تو یقین مانو بالاج شاہ نا رہتا"--- صبغہ شاہ کو سختی سے خود میں بھینچتے آنکھیں بند کیے شدت بھرے انداز میں کہتا وہ صبغہ شاہ کو ساکت کر چکا تھا۔

"صبغہ پلوشہ اور امتثال کہاں ہے"--- بہرام شاہ کی آواز پر وہ سٹپٹا کر بالاج شاہ سے دور ہوئی تھی۔۔۔جس پر بالاج شاہ نے سرخ آنکھوں سے اسے گھورا تھا

"لالا وہ پلوشہ نے آنٹی سے ملنا تھا تو وہ حلیمہ آنٹی سے اجازت لے کر امتثال بھابھی کے ساتھ ان سے ملنے گئی ہیں---"

"بہرام لالا"--- عائث خان کی سپاٹ آواز پر وہ تینوں اس کی جانب متوجہ ہوئے تھے جو ہاتھ میں موبائل تھامے سپاٹ نظروں سے سکرین دیکھ رہا تھا

"میں نے اس پلین میں اپنے دوست کو بھی انولو کیا تھا۔۔۔اس کے کہنے پر میں نے ہم سب کی گاڑیوں میں چپ لگائیں تھی۔۔۔اور اس کے علاوہ کیمرہ بھی۔۔۔تو امتثال کی گاڑی کی لوکیشن مل گئی ہے۔۔۔ہمیں وہاں پہنچنے میں ڈیڑھ گھنٹا لگا گا۔۔۔میں نے اپنے دوست کو بھی انفارم کر دیا ہے۔۔۔وہ اپنی ٹیم کے ساتھ آرہا ہے۔۔۔اور یہ کہ"---- سپاٹ لہجے میں کہتے عائث خان نے سختی سے ہونٹ بھینچے تھے۔

Posted On Urdu Novel Book

حوریہ کہ پینڈٹ میں ٹریکر تھا۔۔اور اس کی لاسٹ لوکیشن پچھلے چھ گھنٹوں سے اس جگہ کی ہے۔۔میری بیوی چھ گھنٹوں سے وہاں ہے لالا"۔۔۔۔ سرخ انگارا ہوتی آنکھوں میں وحشت لیے ایک ایک لفظ چبا کر کہا تو بالاج شاہ نے سختی سے مٹھیاں بھینچی تھی۔

اور پھر تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتا اوپر اپنے کمرے کی جانب بڑھا تھا

کچھ دیر بعد وہ نیچے اترتا دکھائی دیا تو صبغہ کی جان لبوں پر آئی تھی۔

"لالا۔۔بالاج شاہ کے گھر کی عورتوں پر ہاتھ ڈالا ہے ان لوگوں نے ۔ ایک شاہ کے گھر کی عزت پر۔۔اور اب وہ لوگ قیامت سے پہلے قیامت دیکھے گے۔۔جہنم سے پہلے جہنم جھیلے گے"۔۔۔ تیزی سے سیڑھیاں اترتے ایک ہاتھ میں تھامی گن عائث خان کی جانب اچھالی تھی جسے اس نے تیزی سے کیچ کیا تھا۔۔اپنی گن کو لوڈ کرتے تیزی سے زینے اترتے وہ بہرام شاہ کے سامنے آن کھڑا ہوا تھا۔

"تم پولیس بلاؤ ۔ لالا آپ پلین بنائے۔۔اور بالاج شاہ ۔ بالاج شاہ ان کے جسموں کے پرخچے کرتا ہوا میں اڑائے گا"۔۔۔ آگ سی تپش لیے غرا کر کہتے ایک نظر صبغہ شاہ کے زرد پڑتے چہرے پر ڈال باہر کی جانب بڑھا تھا۔

اس کے پیچھے ہی عائث اور بہرام بھی باہر کی جانب تیزی سے بڑھے تھے۔

---

Posted On Urdu Novel Book

وہ کمرے میں داخل ہوا تو نظریں صوفے پر سر ہاتھوں میں تھامے بیٹھی عقیدت پر گئیں تھی۔۔نیلی آنکھوں میں چمک لیے وہ کچھ دیر دروازے کے سامنے کھڑا اسے دیکھتا اور پھر سر جھٹکتے کبرڈ سے کپڑے لیتا واشروم میں بند ہو گیا

دروازا بند ہونے کی آواز پر عقیدت سرعت سے سر اٹھاتی اپنی جگہ سے اٹھی باہر کی جانب بھاگی تھی۔

اب کی بار وہ دائیں جانب کی بڑھی تھی کیونکہ دوسری جانب وہ پہلے ہی دیکھ چکی تھی کہی سے بھی باہر نکلنے کا راستہ نہیں تھا عجیب سی بھول بھلیاں تھی۔۔۔وہ جہاں سے جاتی گھوم پھر کر وہی واپس ان ٹھہرتی تھی۔

Urdu Novel Book

وہ دائیں جانب آئی تو وہاں بھی ویسے ہی سیڑھیاں تھی مگر وہ بالکل دوسری سائیڈ جیسی ہی تھی۔۔۔اور وہ جانتی تھی کہ یہاں بھی نیچے کوئی راستہ یا کچھ بھی نہیں ہو گا

اسی لیے کچھ سوچتے وہ راہدری میں بنے کمروں کی جانب بڑھی تھی۔۔سیڑھیوں سے ملحقہ پہلے کمرے میں داخل ہوئی تو وہاں نیچے جاتی سیڑھیوں کا رستہ تھا۔۔۔جو کہ شاید دوسری جانب بھی تھا جہاں سے ضرغام اس کے پیچھے آن کھڑا ہوا گا

Posted On Urdu Novel Book

ساری سوچوں کو پس پشت ڈالتی وہ تیزی سے سیڑھیاں اتری تھی۔۔سیڑھیاں اترتے ہی اسے چار راہداریاں دکھائی دی تھی۔۔سب سگ پہلے پہلی کی جانب بڑھی تھی۔۔اندھیرے میں ڈوبی راہداریوں سے گزرتی وہ ہر کمرہ دیکھ رہی تھی

وہ باہر جانے کا راستہ نہیں پلوشہ اور امتثال کو تلاش کر رہی تھی مقدس بیگم کی باتوں کے مطابق پلوشہ اور امتثال آنے والی تھی اور وہ کسی بھی صورت ان دونوں کو یہاں نہیں چھوڑ سکتی تھی۔

ابھی وہ مزید آگے بڑھتی کے کسی کی چیخ و پکار پر جھٹکے سے پلٹی تھی۔

الٹے پاؤں واپس کو بھاگتے عقیدت نے آواز کو پہچاننے کی کوشش کی تھی --

---

چہرے پر یخ ٹھنڈے پانی کے گرنے سے وہ ہوش میں آئی تھی۔۔بری طرح کھانستے پلوشہ خان اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی تو نظریں سامنے کرسی پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھی مقدس بیگم پر پڑی تھی جو ہاتھ میں تھامے جگ کو زمین پر اچھالتی کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے پلوشہ خان کو دیکھ رہی تھی۔

"ہم سب نے آپ سے محبت کی ماں۔۔مگر آپ اپنی ہی اولاد کے ساتھ یہ سب"--- آنکھوں میں آنسوں لیے شکوہ کناں لہجے میں کہا تو مقدس بیگم نے ہنکارہ بھرا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

"میری برسوں کی محنت تھی جسے یہ سب ملیا میٹ کرنے پر تلے ہوئے تھے۔۔صرف اس جائیداد پر اکلوتا حق چاہئے تھا نا لیکن نہیں سب کے سب قاتل ڈھونڈنے میں لگے ہوئے تھے۔۔سوچو اگر قاتل مل جاتا تو کیا ہوتا۔۔جس حویلی پر جس گاؤں پر میں حکومت کرنا چاہتی تھی۔۔وہاں سے نکال کر کسی جیل کی کوٹھری میں پھینک دیتے یہ لوگ۔۔کئی بار سوچا بھی کہ جیسے چل رہا چلنے دوں۔۔اب کسی کو کوئی نقصان نا پہنچاؤ۔۔لیکن تم لوگوں نے مجبور کیا مجھے۔۔اور اب اپنے اس انجام کے زمہ دار بھی تم لوگ ہو"--- سرد و سپاٹ لہجے میں کہتی وہ اپنی جگہ سے اٹھتی دروازے کی جانب بڑھی تھی۔

"آپ شاید کچھ بھول گئی ہیں۔۔یا آپ کی نظریں اور عقل اس بات کو فراموش کر چکی ہیں کہ آپ شاید مجھے قاتل کا بتانے آئی تھی اور میں یہاں کیسے آئی یہ لیکن میں تو آپ کے بتائے بغیر سب کیسے جانتی ہوں "--- پلوشہ خان کی طنز میں ڈوبی آواز پر وہ جھٹکے سے پلٹی تھی۔۔جبکہ پلوشہ خان ہونٹوں پر تلخ مسکراہٹ سجائے دیوار سے ٹیک لگائے دونوں ہاتھ پہلو میں گرائے کھڑی طنزیہ نظروں سے مقدس بیگم کے فق ہوتے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔

"آپ نے ہمارے ساتھ بہت سے کھیل کھیلے ماں۔۔لیکن ہم نے ایک ہی کھیل کھیلا۔۔اپنا پیادہ چھپائے رکھا تھا اور اب کو آپ کے ہی کھیل میں شہ مات مبارک ہو۔۔لیکن جانتی ہیں وہ پیادہ کون تھا۔۔وہ میں تھی۔۔پلوشہ حدائق شاہ۔۔آپ کو یہ شکست میری وجہ سے ہوئی

Posted On Urdu Novel Book

ہے"---- سپاٹ لہجے میں کہتی وہ مقدس بیگم کے اوسان خطا کر چکی تھی۔۔جبکہ نیلی آنکھوں کے کناروں سے نکلتے آنسوؤں گالوں کو تر کرتے گردن میں جذب ہو رہے تھے۔

تبھی مقدس بیگم چیل کی طرح پلوشہ خان پر جھپٹی تھی۔۔چہرے پر تھپڑوں کی بارش کرتی وہ پلوشہ خان کی گردن ہاتھ میں دبوچ چکی تھی۔

"کیا کیا ہے کمبخت۔۔بتا مجھے۔۔ورنہ ابھی جان لے لوں گی"--- منہ کے بل دھاڑتی وہ نجانے کتنے تھپڑ پلوشہ خان کے گلابی پھولے گالوں پر رسید کر چکی تھی۔

"ہہ۔ہم بھی یہ سب نا کرتے ماں--- ہم سب کو اپ نے مجبور کیا ہے۔۔کاش آپ حوریہ کے کمرے میں اس مرد کو بھیجنے کے پلین میں ہامی نا بھرتی۔۔کاش آپ حدائق پر حملہ نا کرواتی۔۔کاش آپ ہم سب کو مارنے کی سازش کا کرتی اور کاش آپ دوسروں کی بیٹیوں کا سودا نا کرتی۔۔اب اپنے انجام کی زمہ دار آپ خود ہیں"--- ایک ایک لفظ چبا کر کہتی وہ مقدس بیگم کو تیش دلا گئی تھی۔

جبکہ اس قدر زور دار تھپڑوں سے ہونٹ پھٹ چکے تھے۔۔مقدس بیگم کے ہاتھ میں پہنی انگھوٹھیاں چہرے کو زخمی کر چکی تھی مگر اب یہاں پرواہ ہی کسے تھی نا مارنے والی کو نا مار کھانے والی کو

"مجھے سچ سچ بتاؤ کب سے کھیل کھیل رہی ہو"---- گلے پر دباؤ بڑھاتے سر پوری شدت سے دیوار میں مارا تھا کہ کچھ لمحوں کے لیے پلوشہ خان کو سب منظر اندھیرے میں ڈوبا نظر آیا تھا۔

مہندی والے دن-:

کیا بات کرنی تھی ماں"۔۔۔وہ مہندی کے لیے تیار ہونے والی تھی کہ مقدس بیگم نے ضروری بات کرنے کی وجہ سے بیوٹیشن کو باہر بھیجا تھا۔۔۔بیوٹیشن کے باہر جاتے وہ دروازا بند کرتی پلوشہ کی جانب آئی تھی۔

"میں جو کہو گی خاموشی سے سنو۔۔۔دیکھو پلوشہ یہ ایک راز ہے۔۔۔اور میں اس میں صرف تمہیں راز دار بنا رہی ہوں۔۔۔اپنی بیٹی کے علاوہ میں کسی پر بھروسہ نہیں کر سکتی۔۔۔وعدہ کرو کے اس راز کو راز رکھو گی اور جو میں کہوں وہ کرو گی"+-- پلوشہ خان کو کندھوں سے تھام کر بیڈ پر بیٹھاتے نرم لہجے میں کہا تو پلوشہ خان نے نا سمجھی سے مقدس بیگم کو دیکھتے سر اثبات میں ہلایا تھا

"بیٹا میں جان گئی ہوں کہ تمہارے بابا اور اس خاندان کی خوشیوں کا قاتل کون ہے۔۔۔مجھے بس کچھ ثبوت چاہئے کہ میں سب کے سامنے اس بات کو ثابت کر سکوں۔۔۔ تو میری مدد کرو گی نا کہ میں تمہارے باپ کے قاتلوں کو سامنے لا سکوں۔۔۔"

"مم۔۔ماں آپ کو کیسے پتہ چلا۔۔لالا کو کیوں نہیں بتایا۔۔ہمیں انہیں بتانا چاہئے نا تا کہ وہ اس شخص کو پکڑ کر سزا دے"۔۔ مقدس بیگم کی بات ختم ہوتے وہ تڑپ کر گویا ہوئی تھی اتنے سالوں بعد باپ کے قاتلوں کا پتہ چلا تھا کہ وہ چاہتی تھی کہ جلد از جلد وہ انسان جیل میں ہو اسے سزا ملے

"نہیں ابھی نہیں بتا سکتے۔۔ورنہ وہ تمہارے لالا اور پھر ہمارے خاندان کے کسی شخص کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا۔۔تم بس وہ کرو جو میں کہہ رہی ہوں۔۔حدائق کے ساتھ ابھی اپنے رشتے کو آگے نا بڑھانا۔۔کیونکہ وہ کہی نا کہی ابھی بھی تمہارے چچا کو قاتل سمجھتا ہے۔۔جب اصل قاتل سامنے اجائے گا تو اس کے دل سے ساری بدگمانیاں ختم ہو جائے گی پھر تم اپنے رشتے کا آغاز کرنا۔۔اور بس اگر مجھے کسی دن اپنی بیٹی کی ضرورت ہو تو اس دن اپنی ماں کی مدد کے لیے آجانا"--- کھڑے ہوتے نرم لہجے میں کہتی وہ پلوشہ کے سر اثبات میں ہلانے پر اس کے سر پر پیار کرتی باہر نکل گئی تھی

Posted On Urdu Novel Book

_

جبکہ دوپٹے کے پلو سے موبائل نکالتے پلوشہ خان نے کپکپاتے ہاتھوں سے کان سے لگایا تھا

"لالا"۔۔نم لہجے میں کہتی وہ پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی جبکہ دوسری جانب ضرغام اور عائث یہ باتیں سنتے اپنے اشتعال پر قابو پانے کی کوشش کر رہے تھے۔

وہ جانتی تھی کہ مقدس بیگم کچھ دنوں سے اس سے کوئی ضروری بات کرنا چاہ رہی ہے۔۔ اور نجانے کیوں پلوشہ خان کا دل انجانے سے خوف میں مبتلا تھا۔۔ایک دفعہ پہلے بھی انہوں نے بات کی تھی اور سب خراب ہو گیا تھا اور آج جب وہ بات کرنے آئی تو نجانے کیا سوچ کر پلوشہ خان نے ان کے دروازا بند کرتے عائث اور ضرغام کو کال ملائی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

اور پھر عائث خان کے اپنی جانب سے کال بند کرنے پر ضرغام خان پلوشہ خان کو سب بتاتا چلا گیا تھا اور اسے ہدایت کی تھی کہ فلحال ویسا ہی کرے جیسا مقدس بیگم نے کہا ہے

حال

مقدس بیگم کا بس نہیں چل رہا تھا کہ پلوشہ خان کا حشر نشر کر دے تبھی انہوں نے بالوں سے دبوچتے پلوشہ خان کا چہرہ اپنی جانب کیا تھا

"پہلے سوچا تھا کہ تم بہت معصوم ہو۔۔تمہیں بچا لوں--- یہاں سے اپنے ساتھ لے جاؤں - اور باہر جا کر کسی امیر گورے سے شادی کر کہ زندگی بنا دوں۔۔مگر نہیں تم اس لائق نہیں ہو۔۔اب مرو گی یہی۔۔جس طرح اس وقت میرا دل جل رہا ہے ویسے ہی اب حدائق شاہ کی بیوی کا وجود جلے گا"--- طیش بھرے لہجے میں کہتی وہ پلوشہ خان کی سانسیں روک چکی تھی

آنسوؤں سے تر چہرہ لیے وہ تڑپ کر مقدس بیگم کا ہاتھ تھامتی سر نفی میں ہلاتی بولنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی۔۔آواز جیسے گلے میں ہی دم توڑتی جا رہی تھی اتنی مار کے بعد جسم بے جان ہو چکا تھا

اور ابھی وہ کچھ سمجھتی کہ مقدس بیگم کچھ لوگوں کو چلا کر آواز دیتی تیل اور ماچس لانے کا کہتی پلوشہ خان کی رہی سہی ہمت بھی ختم کر چکی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

زمین پر پٹک کر کسی چیز کی مانند پھینکتی نجانے کتنی ٹھوکریں وہ پلوشہ خان کی پیٹھ پر مار چکی تھی۔

اس معصوم چہرے کی معصومیت نے دھوکا دیا نا مجھے۔۔پلوشہ خان کے قریب کھڑی ہوتی اس کے وجود کو تیل سے بھگوتی پیچھے ہوئی تھی۔

دروازے کی جانب بڑھتی وہ زمین پر تیل انڈیلتی دہلیز پر تیل انڈیلتی دروازے پر چھڑکاؤ کرتی دروازا بند کر چکی تھی۔۔

جبکہ منہ کے بل گری پلوشہ خان کی بند سوجھی آنکھوں سے آنسوں لڑیوں کی صورت میں زمین پر گرے تھے۔۔ بامشکل آنکھوں کو واہ کرنے کی کوشش کی تھی ادھ کھلی آنکھوں سے مقدس بیگم کو کمرے کا دروازا بند کرتے دیکھ اپنے ہاتھوں پر زور ڈالا تھا۔

گلے میں کانٹے سے چبھتے محسوس ہوئے تھا جبکہ چہرہ مسلسل آنسوؤں سے بھیگتا جا رہا تھا۔

ہاتھ بڑھا کر نیچے گرے جگ کو کھسکا کر اپنی جانب کیا تھا جگ میں پانی کی کچھ بوندوں کو گلا میں اتارتے نظریں آگ میں لپٹتے دروازے پر گئیں تھی۔

اور تبھی ہر تکلیف درد کو بھلائے ہمت مجتمع کرتے پلوشہ خان لڑکھڑاتے ہوئے اٹھی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

دروازے کی بجائے کھڑکی کی جانب بڑھتی اسے کھولنے کی کوشش کرتی کبھی وہ پلٹ کر آگ کو دیکھتی اور پھر اتنے زور سے وہ کھڑکی کو کھولنے کی کوشش کرتی جب ناممکن لگا تو آنسوؤں کو حلق میں اتارتی وہ منہ کے بل چلائی تھی۔۔گلے میں خراشیں سی پڑتی محسوس ہوئی تھی کمرے میں دھواں سے بھرنا لگا تو پلوشہ خان چکراتے سر کو تھامتے بے جان ہوتے ہاتھوں سے کھڑکی کے پٹ پر مکے برساتی اس سے سر ٹکا چکی تھی

"کک-کوئی ہے۔۔بب-چاؤں لالا حح-دائق"۔۔ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں تکلیف سے پکارتی وہ بے بس ہونے لگی تھی۔۔خود کو موت کے منہ میں جاتا دیکھتے وہ ساری کوشش ترک کر چکی تھی۔

"یا اللہ رحم"--- ہونٹوں نے ہلکی سی جنبش کی تھی۔۔وہ آواز پلوشہ خان کو بھی شاید سنائی نا دی تھی مگر شہ رگ سے قریب تر جو ذات تھی جو دلوں کے حال جان لیتی تھی۔۔وہ ذات وہ رب اس پکار کو سن چکا تھا اور پھر اسے پلوشہ خان کے حال پر رحم آگیا تھا۔۔اس کی آزمائش ختم ہوئی تھی وہ جو سمجھتی تھی کہ وہ کچھ نہیں کرسکتی تھی آج ان حالات کا مقابلہ کر چکی تھی۔۔وہ جو خود کو بہادر نہیں سمجھتی تھی آج بہادری سے سب جھیل چکی تھی۔۔بے شک وہ ذات انسان پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔۔"

Posted On Urdu Novel Book

"پلوشہ۔۔ڈرو نہیں میں آگئی ہوں۔۔تم کھڑکی کے سامنے ہو تو سائیڈ پر ہو۔۔ تمہیں لگ نا جائے"۔۔یہ صرف آواز نہیں تھی۔۔یہ زندگی کی نوید تھی روح تھی جو پلوشہ خان کے بے جان ہوتے وجود میں پھر سے پھونک دی گئی تھی۔۔ نم آنکھوں کو بامشکل واہ کرتی وہ سرعت سے سائیڈ پر ہوئی تھی کہ اگلے ہی لمحے کھڑکی کے پٹ دونوں جانب کو گرے تھے اور ان کے ساتھ عقیدت شاہ کمرے میں کودی تھی۔

بنا وقت ضائع کیے وہ پلوشہ خان کو اپنی بانہوں میں بھرتی کھڑکی سے دوسری جانب پھینکتے خود بھی چھلانگ لگاتی اس جانب اچکی تھی۔

پلوشہ خان کی نم نظریں عقیدت سے ہوتی کھڑکی کے کھلے پٹ پر لٹکتے تالے پر گئی تھیں جسے دیکھتے ہونٹوں پر تلخ مسکراہٹ رینگی تھی

جبکہ پلوشہ خان کی یہ حالت دیکھتے عقیدت شاہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ مقدس بیگم کا حشر نشر کر دے

"پلوشہ میری جان۔۔اٹھو ہمیں یہاں سے نکلنا ہے۔۔ہمت کرو۔۔سب ٹھیک ہو جائے گا تمہارے لالا انے والے ہوگے"--- پلوشہ خان کا چہرہ اپنی گود میں رکھ کر بکھرے بالوں کو سمیٹتے ہوئے کہا تو پلوشہ خان کے ہونٹوں سے درد بھری سسکی نکلی تھی

Posted On Urdu Novel Book

ہونٹوں کو بھینچے سر اثبات میں ہلایا تو عقیدت نے تڑپ کو پلوشہ خان کو بانہوں میں بھرا تھا۔۔جبکہ پلوشہ خان کا زخمی چہرہ دیکھتے دل ایسا تھا جیسے کسی نے پاؤں تلے کچل دیا ہو

"ای۔می امتث۔۔ال"۔۔پلوشہ کے کہنے پر عقیدت نے ہونٹ سختی سے بھینچے تھے۔۔

---

خود پر نظروں کی تپش محسوس کرتے امتثال خان نے آنکھیں کھولیں تھیں۔

چت لیٹے نظریں تیزی سے چلتے پنکھے پر اٹکی تھی۔۔حواس بیدار ہوئے تو نظریں پنکھے سے سرکتی اپنے ہاتھوں کے نیچے کی سطح پر آئیں تھی۔۔بیڈ کی جگہ زمین کو دیکھتے چہرے پر نا سمجھی کے تاثرات ابھرے تھے۔

"اب آٹھ بھی جا حسینہ۔۔کب سے انتظار کر رہے ہیں"۔۔۔ سماعت میں کسی انجان مرد کے الفاظ گونجے تو امتثال خان جھٹکے سے اٹھی تھی۔

سامنے دیوار سے ٹیک لگائے دو وحشی نما مردوں کو دیکھ امتثال خان کے رونگھٹے کھڑے ہوئے تھے۔

"شکر کہ اس حسینہ نے آنکھیں کھولیں۔۔ورنہ مجھے تھا کہ ہوش ٹھکانے لگا کر ہوش میں لانا پڑے گا"۔۔ دوسرے آدمی نے خباثت سے قہقہہ لگاتے آنکھ مارتے ہوئے کہا تو امتثال خان نے اپنی جگہ سمٹتی پیچھے کو ہوئی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

"کک-کیوں لائے ہو یہاں-یہاں میں نے کہا تھا نا کہ پیسے لے لو اگر کم ہے تو میرا شوہر اور دے دے گا۔۔ جتنے تم لوگوں کو چاہیئے وہ دے گا۔۔مگر مجھے جانے دو۔۔مم۔۔میری بہن کہاں ہے---کیا کِیا ہے اس کے ساتھ"--- منت بھرے لہجے میں کہتی کمرے کے اطراف میں نظریں گھمائی تو دماغ میں جھماکہ سا ہوا وہ تو پلوشہ کے ساتھ آئی تھی۔۔پلوشہ کا یاد آتے وہ جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھتی ہذیانی انداز میں چلائی تھی۔

"اے شانی چپ کر۔۔وہ وہی ہے جہاں اسے ہونا چاہیے۔۔اور تو وہاں ہے جہاں تجھے ہونا چاہیے"--- امتثال خان کی جانب بڑھتے وہ اس کے احتجاج کو لمحے میں ختم کرتا دونوں بازوؤں سے تھامے امتثال خان کے چہرے پر بے دریغ تھپڑ برساتے زمین بوس کر چکا تھا۔ امتثال خان کے گرتے ہی دوسرا شخص اس کے سر کے قریب بیٹھتا اس کے دونوں بازو اپنی سخت گرفت میں جکڑتا زمین سے لگا چکا تھا۔

"نن۔۔نہیں خدا کے لیے نہیں مجھے جانے دو خدارا۔۔مجھے جانے دو۔۔چھوڑوں مجھے"---- آدمی کو اپنی جانب بڑھتا دیکھ وہ حلق کے بل چلائی تھی

"اے چپ"--- امتثال پر جھکتا وہ اس کے چہرے کو دوچ منہ کے بل غرایا تھا کہ تبھی دروازے پر زور اور دستک ہوئی تھی کہ وہ دونوں دروازے کی جانب متوجہ ہوئے تھے۔

Posted On Urdu Novel Book

"کون ہے بے آب"---امتثال سے دور ہوتے جھنجھلائے لہجے میں کہتے وہ دروازے کی جانب بڑھا کہ ابھی وہ دروازے کے قریب پہنچتا کہ لکڑی کا دروازا گولیوں کی بوچھاڑ سے چھلنی چھلنی ہوتے زمین بوس ہوا تھا-

"چھوٹا خان--- تم لوگوں کی موت کتوں"---امتثال خان کے ساکت ہوئے وجود پر نظر ڈالے بغیر اپنے کندھوں سے شال اتار کر اس کی جانب اچھالی تھی---اور بنا ان دونوں کو سمجھنے کا موقع دیے

ان کی ٹانگوں اور بازووں پر فائر کرتا وہ انہیں زمین بوس کر چکا تھا-

اپنے بے جان ہوتے وجود کو گھسیٹتے وہ دیوار کے ساتھ چپکی آنسوؤں سے بھری آنکھوں سے ارمغان خان کو ان دونوں مردوں کو کمرے کے بیچوں بیچ گھسیٹ کر پھینکتے دیکھ رہی تھی-

تبھی وہاں پولیس کے کچھ آدمی ہتھیار تھامے داخل ہوئے تھے-

"اگر کسی کی نظریں میری بہن کی جانب اٹھی تو یاد رکھنا اگلے ہی لمحے نوچ نکالوں گا"---

اپنی جیب سے چاقو نکال کر درد سے چیختے آدمی کے ہاتھ کو قابو میں کرتے بنا اسے سنبھلنے کا موقع دیے اس کی دونوں آنکھوں میں گاڑھا تھا

چیخیں اس قدر دلخراش تھی کہ دوسری جانب چہرہ کیے کھڑے پولیس والوں کے دل بھی کانپ اٹھے تھے

Posted On Urdu Novel Book

"خان صاحب بس کریں۔۔باقی کا معاملہ پولیس پر چھوڑ دے۔۔"

"اتنے سال پولیس پر ہی چھوڑنے کا نتیجہ ہے کہ آج ہم اس جگہ کھڑے ہیں"۔۔سرد و سپاٹ لہجے میں کہتے وہ دونوں آدمیوں کی آنکھوں کو ضائع کرتے ان کی شہ رگ کاٹتے اپنی جگہ سے اٹھتے امتثال خان کی جانب بڑھا تھا

"لالا"۔۔ارمغان خان کے گھٹنوں کے بل اپنے سامنے بیٹھنے پر امتثال خان تڑپ کر ارمغان خان کے سینے سے لگی تھی۔

"ہششش۔۔لالا آگیا ہے نا۔۔اور دیکھو تمہیں تکلیف دینے والوں کو سزا بھی دے چکا ہے تو اب لالا کی جان چپ کرے"۔۔نرمی سے سر پر ہاتھ پھیرتے محبت بھرے لہجے میں کہا تو امتثال خان نے اپنی آنسوؤں کو بامشکل روکتے سر اثبات میں ہلایا تھا

یہ ان کے پلین کا حصہ تھا۔۔کہ اگر ایسی کوئی سچویشن ہوئی تو ارمغان خان پولیس کے ساتھ عائث کی ٹریک کی گئی لوکیشن پر پہنچے گا

وہ زخمی ہوا تھا۔۔لیکن کونسا پہلی بار ہوا تھا وہ چھوٹا خان تھا اور وہ کچھ بھی کرسکتا تھا۔۔ان لوگوں کے وہاں سے نکلنے کی تھوڑی دیر بعد ہی وہ وہاں سے اٹھا تھا۔۔اور لفٹ لیتے وہ تھانے پہنچ کر عائث کے دوست کی ٹیم کے ساتھ نکلا تھا۔

---

Posted On Urdu Novel Book

دیکھیں شاہ صاحب۔۔عجیب سی ہی عمارت ہے۔۔نا گھر ہے نا بلڈنگ چاروں طرف سے بند ہے نا کھڑکی ہے نا روشن دان ایک دروازا ہی ہے تو سوچ سمجھ کر جانا ہو گا نا۔۔اور پھر ماشاءاللہ سے ویرانے میں ہے(اطراف میں نظریں گھماتے تاسف سے کہا تھا)۔۔ہمارے پاس اندر کا نقشہ نہیں ہے۔۔اب ساری ٹیم کو ایک ہی رستے میں اندر نہیں نا بھیج سکتے۔۔کچھ سوچ بچار کے بعد ہی نا۔۔پہلے ہی چھوٹا خان اپنی مرضی سے بنا سوچے سمجھے چلا گیا۔۔مجبوراً ہمیں بھی ان کی مانتے ہوئے کچھ پولیس والے بھیجنے پڑے اب وہ اندر جا کر حالات اور رستوں کا بتاتے تو ہم کرتے ہیں کارروائی"--- ایس ایچ او نے حتی الامکان اپنے لہجے کو نرم رکھنے کی کوشش کرتے بالاج شاہ کو روکنے کی کوشش کی تھی۔

"دیکھو پولیس آفیسر۔۔تم نے جب تک اس عمارت کے نقشے کو سمجھنے کی کوشش کرنی ہے نا تب تک بالاج شاہ اس کے پرخچے اڑا چکا ہو گا۔۔اور اب اگر زیادہ چوں چے کی تو یاد رکھنا۔۔اسی ویرانے میں قبرستان بنا دوں گا--- اور تمہارا مزار بنا کر تمہارے ہی آدمیوں کو دھمال ڈالنے پر لگا دوں گا تا کہ یہ ویرانی کم ہو"--- ایک ایک لفظ چبا کر کہتے وہ آگے بڑھا تھا مگر خود سے پہلے عائث اور بہرام کو لوہے کے بڑے سے گیٹ کی جانب بڑھتے دیکھ پلٹ کر خونخوار نظروں سے ایس ایچ او کو گھورا تھا جو جبرا مسکرانے کی کوشش کرتا لمحے میں سنجیدہ ہوتے اپنے ساتھیوں کو آگے بڑھنے کا اشارہ کر چکا تھا

Posted On Urdu Novel Book

بالاج شاہ جیسے ہی اندر داخل ہوا تو قہرام مچا ہوا تھا۔ گولیوں کی چیخوں پکار میں وہاں موجود سیکیورٹی پر قائم آدمیوں کی آوازیں بھی شور برپا کیے ہوئے تھیں۔

عائث اور بہرام شاہ آگے بڑھتے سامنے سے آنے والوں پر اندھا دھند فائرنگ کر رہے تھے پیچھے سے آتی پولیس بھی اطراف میں پھیلتی جگہ سنبھال چکی تھی۔

کہ تبھی بائیں جانب کی راہداری سے آتے ارمغان خان نے امتثال کو بازو سے تھامتے۔اپنی پشت پر کیا تھا۔

"لالا"--- ارمغان خان کی آواز پر بالاج اور عائث اس کی جانب متوجہ ہوئے تھے جو کہ اپنے پیچھے کانوں پر ہاتھ رکھے کھڑی امتثال کی جانب اشارہ کر رہا تھا۔

کہ تبھی بہرام شاہ کی نظر اس کی جانب اٹھی تھی۔امتثال خان کی بند آنکھوں اور لرزتے وجود کو دیکھتے بہرام شاہ کے بے قرار دل کو جیسے قرار آیا تھا۔

تبھی پلر کی اوٹ میں ہوتا وہ سرعت سے امتثال کی جانب بڑھا تھا

"لالا۔اس کمرے میں موجود سیڑھیوں سے اوپر اور دوسری جانب جانے کا راستہ ہے۔مجھے یہاں صرف امتثال ملی ہے میں صرف کچھ کمروں کی تلاشی لے سکا ہوں۔باقی پولیس والے

Posted On Urdu Novel Book

چیک کر رہے ہیں"--- بہرام شاہ کو آتے دیکھ ایک سانس میں ہی کہتے وہ انتشال کا ہاتھ اس کی جانب بڑھاتے ان دونوں کو راہداری کی جانب کرتے عائث لوگوں کی جانب بڑھا تھا وہ آگے بڑھتا کہ پلر سے پیچھے سے نکلتے شخص نے اپنی بندوق سے ارمغان خان کے کندھوں پر وار کیا تھا کہ وہ لڑکھڑا کر گھٹنوں کے بل نیچے گرا تھا

ابھی وہ رخ سیدھا کرتے سنبھلتا کہ وہ شخص دوبارا سے بندوق سے اس پر وار کرتا کہ ایک دم سے ارمغان خان کو اپنے وجود پر سایہ سا محسوس ہوا تھا۔

خود پر جھک کر سایہ کیے کھڑے بالاج شاہ کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھتے ارمغان خان کی آنکھیں حیرت سے واہ ہوئی تھیں۔

"تم ٹھیک ہو چھوٹے خان۔اس سے پہلے وہ شخص دوبارا سے ہاتھ اٹھاتا بالاج شاہ اسے کے دونوں بازو دبوچتے جھٹکے سے پیچھے کو موڑتے توڑ چکا تھا۔فضا میں گولی کی آواز کے ساتھ اس آدمی کو زمین بوس ہوتے دیکھ بالاج شاہ نے گردن ترچھی کر کہ عائث خان کو دیکھا تھا۔جو اب پسٹل والا ہاتھ پہلو میں گرائے ایک نظر دونوں کے وجود پر ڈالتے بہرام شاہ کے پیچھے بڑھا تھا

"میں ٹھیک ہوں لالا۔چلیں"۔اطراف میں گری لاشوں کو دیکھتے۔اور پولیس والوں کے پیچھے آگے بڑھتے ہوئے کہا تو بالاج شاہ نے سر اثبات میں ہلاتے قدم آگے بڑھائے تھے۔

Posted On Urdu
Novel Book

کہ تبھی اپنے پیچھے ہلچل اور گولی چلنے کی آواز کے ساتھ دلخراش چیخ سنتے وہ پلٹا تھا خود سے کچھ قدم کے فاصلے پر صبغہ شاہ کو دیکھتے بالاج شاہ کی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھیں نظریں صبغہ شاہ کے وجود سے ہوتی پیچھے پسٹل تانے کھڑے شخص کو دیکھ بالاج شاہ پتھر کا ہوا تھا۔

جبکہ ارمغان خان کے پسٹل سے خالی ہو جانے تک اس آدمی کے سینے کو چھلنی کرتا رہا تھا۔

۔

وہ وہاں کیسے آئی، کب آئی وہ نہیں جانتا تھا۔

جانتا تھا تو صرف اتنا کہ وہ اس کی جان بچانے کی کوشش میں اس کے وجود سے روح کھینچ چکی تھی۔

حلق کے بل دھاڑتا۔۔۔ کرب زدہ لہجے میں چلا کر صبغہ شاہ کا نام پکارتے وہ اندھا دھند خون سے لت پت وجود کی جانب بھاگا تھا۔

تڑپ کر زمین بوس ہوتے صبغہ شاہ کے وجود کو وہ اپنی بانہوں میں بھرتے سینے میں بھینچ چکا تھا۔

تکلیف۔۔۔اذیت۔۔۔کرب۔۔۔کھو دینے کا ڈر۔۔۔موت سے بدتر تکلیف کون کون سے احساسات نہیں تھے جو اس نے ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں محسوس کیے تھے۔

Posted On Urdu Novel Book

آنکھیں یکایک سرخ انگارا ہوتی پانیوں سے بھری تھیں۔

اس نازک وجود کو سینے میں بھینچتے وہ سانس تک روک چکا تھا۔۔اس وقت بالاج شاہ صرف اپنے سینے پر محسوس ہوتی سست پڑتی دھڑکن اور گردن پر محسوس ہوتی مدھم ٹھنڈی سانسوں کی تپش کو اپنے رگ و پے میں اترتا محسوس کرنا چاہتا تھا۔۔۔

مدھم چلتی سانسوں کے شور اور ہلکی سسکیوں کے علاوہ ہر طرف موت سا سناٹا چھا گیا تھا۔۔وقت جیسے ہمیشہ کے لیے اس ایک لمحے میں تھم گیا تھا۔۔کائنات کی ہر چیز جیسے ساکت پڑ گئی تھی۔۔۔

Urdu Novel Book

۔

قدموں کی چاپ سنتے عقیدت پلوشہ خان کے وجود کو گھسیٹتی دروازے کی اوٹ میں ہوئی تھی۔۔پلوشہ خان کو پہلے وہ ڈر اور جلد بازی میں اٹھا تو چکی تھی مگر اب اپنے جسم میں اٹھتی درد کی ٹھیسوں سے جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی۔

ہونٹ بھینچے ایک نظر پلوشہ خان کے چہرے پر ڈالتے دروازے کی اوٹ سے باہر دیکھا تھا۔مگر جانی پہچانی آواز سنتے عقیدت نے سکون بھری سانس لی تھی۔

لالا۔۔اس طرف بھی کوئی نہیں ہے۔۔میں اس طرف جاتا ہوں۔۔آپ امتثال اور پولیس والوں کے ساتھ اس سائیڈ جائیں۔۔ جتنا کچھ یہاں ہو چکا ہے تو ضرور وہ یہاں سے بھاگنے کا

Posted On Urdu Novel Book

سوچ رہے ہوگے۔۔ایس ایچ او سے رابطے کر کہ گیٹ کو بند کروا دیں۔۔ارمغان سے کہیں کے بالاج کے ساتھ دوسری طرف جائیں شاید سلوی لوگ ادھر ہو"--- عائث خان کی سنجیدہ آواز راہداری میں گونجتی دور تک پھیل رہی تھی کہ تبھی وہ آہٹ اور نسوانی اور پر پیچھے کی جانب متوجہ ہوئیں تھے

"عائث۔۔اس طرف"--- دروازے کی اوٹ سے نیچے بیٹھے ہاتھ نکالے عقیدت شاہ نے دبی دبی آواز میں چلا کر کہا تو وہ تینوں بھاگنے کے انداز میں اس جانب بڑھے تھے۔

نیم اندھیرے میں ڈوبے کمرے میں داخل ہوتے عائث خان نے موبائل کی ٹارچ ان کی تھی۔

نظریں دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھی پلوشہ خان کے نیم بے ہوش وجود پر گئی تو عائث خان تڑپ کر گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا

"پلوشے--- آنکھیں کھولوں۔۔پلوشے۔۔دیکھو لالا آگئے ہیں نا۔۔یہ سب کس نے کیا ہے بھابھی"--- تڑپ کر پلوشہ خان کو پکارتے۔۔ غصے سے پھولتے تنفس میں چلا کر پوچھا تو عقیدت نے سر نفی میں ہلایا تھا۔

"میں جب چیخوں کی آواز سن کر پہنچی تو یہ اس حالت میں تھی۔۔انفیکٹ جس کمرے میں یہ تھی وہاں آگ لگائی گئی تھی---"

Posted On Urdu Novel Book

"تم ٹھیک ہو نا"--- بہرام شاہ کے پوچھنے کر عقیدت نے سر اثبات میں ہلایا تھا اور بہرام شاہ کا بازو تھامے ہچکیوں سے روتی امتثال خان کی جانب ہاتھ بڑھایا تو امتثال نے عقیدت کے دونوں بازو تھامتے اسے اٹھنے میں مدد کی تھی۔

"میں نے آوازیں سنی تھی۔۔بیسمنٹ میں دو لڑکیاں ہیں۔۔وہ کچھ اوزاروں کے نام لے رہے تھے۔۔کہہ رہے تھے کہ ان لڑکیوں کا انتظام کرنے میں کام آئیں گے - میں پلوشہ کو چھوڑ کر نہیں جا سکتی تھی۔۔وہ کون ہیں۔۔حوریہ کہاں ہے۔۔اور صبغہ اور سلوی وہ حویلی ہی ہیں نا"--- بہرام شاہ کے دونوں بازو تھامتے لہجے میں خوف لیے استفسار کیا تو بہرام شاہ نے سرخ پڑتی آنکھوں کو سختی سے بھینچتے سر نفی میں ہلایا تھا

Urdu Novel Book

تم تینوں یہی رہو گی۔۔یہ پسٹل پکڑو عقیدت - تمہیں اس کا استعمال آتا ہے۔۔تم اپنی اور ان دونوں کی حفاظت کرو گی۔۔کچھ پولیس والے کمرے میں اور کمرے کے باہر ہو گے۔۔ جب تک ہم واپس نا آئیں تم ان لوگوں کو چھوڑ کر یا ان دونوں کو لے کر کمرے سے باہر نہیں نکلو گی۔۔اور امتثال رونا بند کرو۔۔اور ہمت کرو اس وقت کو ہم رونے اور ایک دوسرے کی چوٹوں پر افسوس کرنے پر ضائع نہیں کر سکتے۔۔ہم سب کو یہاں سے صحیح سلامت جانا ہے بس کچھ دیر کی آزمائش ہے پھر سب ہمیشہ کے لیے ٹھیک ہو گا۔۔یہ پسٹل تم امتثال-- میں جانتا ہوں تنہیث نہیں چلانی آتی مگر بات عزت اور جان پر آجائیں تو انسان کو سب

اجاتا ہے۔۔لیکن اپنے شاہ پر یقین رکھو ایسی نوبت ہی نہیں آئیں گی کہ تمہیں اسے چلانا پڑے۔۔چلو عائث"--- بیک وقت دونوں سے مخاطب ہوتے سمجھانے والے انداز میں کہتے وہ عائث خان کو آنے کا اشارہ کرتا باہر کی جانب بڑھا تھا۔ جبکہ عائث خان پلوشہ خان کے سوجھے گالوں کو زخمی نظروں سے دیکھتا اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔

"پلوشہ کو ہوش آئے تو پوچھنا کہ اس کا یہ حال کس نے کیا ہے۔۔کیونکہ اس شخص کو سزا میں خود دوں گا"--- سرد و سپاٹ لہجے میں کہتے وہ تیزی سے باہر کی جانب بڑھا تھا۔

---

"حوریہ میری جان پلیز اٹھ جاؤ"--- اپنے خون میں رنگے ڈوپٹے کو کبھی حوریہ شاہ کے ماتھے پر رکھتے اور کبھی سر کے پچھلے حصے پر رکھتی سلوی شاہ ہچکیوں سے روتے حوریہ شاہ کو ہوش میں لانے کی کوشش کر رہی تھی۔

وہ نہیں جانتی کہ اسے کس وقت یہاں لایا گیا تھا۔۔مگر جب وہ ہوش میں آئیں تھی تو نظریں حوریہ شاہ کے خون سے لت پت وجود پر گئیں تو سلوی شاہ کو اپنے جسم سے جان نکلتی محسوس ہوئی تھی۔۔اپنی چوٹوں سے اٹھتی ٹیسوں کو نظر انداز کرتی وہ لمحے کے ہزارویں حصے میں حوریہ شاہ کے قریب ہوئی تو حوریہ شاہ کا خون سے لت پت چہرہ اور خون سے رنگی پشت کو دیکھتی سلوی شاہ کی دبی دبی چیخیں کمرے کی خاموش فضا میں گونجی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

کپکپاتے ہاتھوں سے ماتھے پر چپکے بال ہٹائے تو گہرا کٹ دیکھتے سلوی شاہ کے ہونٹوں سے سسکی نکلی تھی۔۔مگر اتنا خون کیسے۔۔یہ سوچ آتے ہی سلوی شاہ نے حوریہ کے وجود کو ٹٹولہ تھا۔۔وہاں کوئی چوٹ نا پا کر دماغ میں جھماکہ سا ہوا تو سرعت سے حوریہ کے وجود کو کروٹ کے بل کرتے سر کو ٹٹولا تھا۔۔جیسے ہی ہاتھ بالوں سے ٹکرائے تو عجیب سی چپچپاہٹ محسوس ہوئی جس سے سلوی شاہ کا دل بری طرح دھڑکا تھا۔ ہاتھ بالوں کی جڑوں تک گیا تو اتنا گہرا اور بڑا زخم محسوس کرتے وہ جھٹکے سے پیچھے ہوئی تھی۔

"نن۔۔نہیں نہیں ح۔حوریہ کک۔کچھ نہیں ہو سکتا آنکھیں کھولو۔۔مجھے دیکھو حوریہ انکک۔ھیں کھولو۔۔کوئی ہے"۔۔۔ دیوانہ وار حوریہ شاہ کا چہرہ ہاتھوں اور ہونٹوں سے چھوتے سلوی شاہ ہذیانی انداز میں چلاتی بند دروازے کی جانب بڑھی تھی۔

"مم۔۔میری بہن کو چچ۔چوٹ لگی ہے۔۔دروازا کھولو۔۔اسے ہاسپٹل لے کر جانا ہے۔۔دروازا کھولو۔۔وہ مم۔۔جھے نہیں دیکھ رہی وہ آنکھیں نہیں کھول رہی۔۔خدارا دروازا کھولو۔۔میری جان لے لو لیکن میری بہن کو ہاسپٹل لے جاؤ۔ اس کا خون بہہ رہا ہے۔۔دروازا کھولو ظالموں اللہ غارت کریں تم لوگوں کو۔۔دروازا کھولو"۔۔۔ بری طرح دروازے کو پیٹتے ہذیانی انداز میں چلاتے وہ کبھی کھڑکی کی جانب بھاگتی اور کبھی آنسوؤں سے بھری آنکھوں سے حوریہ شاہ کو دیکھتی

Posted On Urdu Novel Book
نجانے کتنے وقت گزر گیا تھا۔۔چیخ چیخ کر اب تو گلے میں بھی ٹھیسیں اٹھنے لگی تھی۔۔ دروازے کو دونوں ہاتھوں سے بجاتی وہ وہی زمین پر بیٹھتی چلی گئی تھی کہ ایک دم باہر سے دروازا کھلنے کی آواز پر سرعت سے پیچھے ہٹتی آٹھی تھی۔

کمرے کا دروازا کھولتے ہی مقدس بیگم لال بھبھوکا چہرہ لیے اندر داخل ہوئی تھی اس سے پہلے سلوی کچھ سمجھتی کہ وہ چیل کی طرح اس پر جھپٹی تھی۔

"کس بات کا رونا ڈالا ہوا ہے--- مر رہی ہے تو مرنے کے لیے ہی یہ حال کیا ہے۔۔اور ابھی اس سے بھی بدتر ہونا یہ اس کا اور تیرا حال۔۔اب اگر حلق سے آواز بھی نکلی تو گدی سے زبان کھینچ لوں گی"--- سلوی شاہ کو بالوں سے جھنجھوڑتے جھٹکا دیتے ہوئے چلا کر کہا تو سلوی شاہ نے بامشکل خود کو گرنے سے بچایا تھا۔

"تم گھٹیا عورت چھوڑوں گی نہیں تمہیں۔۔ہاتھ لگا کر دکھاؤں تم میری بہن کو۔۔منہ نوچ لوں گی تمہارا"--- غصے سے گہرے سانس بھرتی مقدس بیگم کو سمجھنے کا موقع دیے ان کے چہرے پر وار کرتے چلا کر کہتی وہ انہیں بوکھلا گئی تھی۔

ابھی مقدس بیگم کچھ سمجھتی کہ سلوی شاہ ارگرد کچھ ٹٹولتی دروازے کے کھلے پٹ کے قریب پڑی لکڑی کے ڈنڈے کی جانب بڑھتی اسے تھامے مقدس بیگم کے قریب آئی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

"یہ کک ــکیا کر رہی ہو لڑکی ــدور کرو اسے" ــمقدس بیگم جو بوکھلائی سی حیرت زدہ سی کھڑی تھی سلوی شاہ کے تیور دیکھتے قدم پیچھے لیتی چلا کر بولی تھی

"میں جان لے لوں گی گھٹیاں عورت تمہاری ــجتنی تکلیفیں تم نے ہمیں دی ہمیں اس کے بدلے میں جان لینا بھی کم ہے" --- ہذیانی انداز میں چلاتے وہ مقدس بیگم کے سر پر وار کر چکی تھی ابھی وہ دوبارا سے وار کرتی کے کسی نے پیچھے سے سلوی شاہ کے بازو دبوچتے اسے منہ کے بل دوسری جانب دھکا گیا تھا

"خود (بہن) تم کو زیادہ تو نہیں لگا" ــمقدس بیگم کو سر دونوں ہاتھوں میں تھامے دیکھ بادام گل نے لہجے میں فکر سموئے پوچھا تو مقدس بیگم نے خونخوار نظروں سے اسے گھورا تھا

-اگر میں اپنی بیٹی کا اتنا حشر کر کہ یہاں ہوں ــجب کہ وہ وہاں اگ میں جھلس رہی ہو گی ــتو سوچو میں تمہارا کیا حشر کر سکتی ہوں" ــزہر خند لہجے میں کہتے سلوی شاہ کو خونخوار نظروں سے گھورا تھا

"اس کا ایسا عبرتناک حشر کرو کہ اس کا وہ ڈاکٹر بھائی اسے پہچان بھی نا پائے" --- ایک ایک لفظ چبا کر کہتی اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھامے وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکلی تھی- جبکہ اس کے پیچھے ہی بادام گل اپنے آدمیوں کو اشارہ کرتے کمرے سے باہر نکلا تھا-

Posted On Urdu Novel Book

ان کے جانے کے بعد اب تک وہاں کوئی نہیں آیا تھا۔سلوی شاہ خاموش نظروں سے حوریہ کے بے ہوش وجود کو دیکھتی اس کا سر اپنی گود میں رکھتی اپنا دوپٹہ اتار کر کبھی اس کے ماتھے پر رکھتی اور کبھی سر کے پچھلے حصے پر

کچھ دیر بعد ہی کمرے کی خاموش فضا میں دور سے آتی چیخوں اور گولیوں کی آواز پر سلوی شاہ کا دل بری طرح دھڑکا تھا

مایوس پڑتی آنکھوں میں چمک ابھری تھی۔

چیخوں کی آوازیں تھمنے لگی تھیں اور قدموں کی چاپ آہستہ آہستہ قریب آنے لگی تھی۔

دروازے ٹھا کی آواز کے ساتھ کھلنے کی آوازوں سے محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی باری باری سب کمروں کی تلاشی لیتا آگے بڑھ رہا ہے

اپنے کمرے کے باہر کسی کے قدم رکنے اور پھر اگلے ہی لمحے دھاڑ کی آواز سے دروازا کھلنے پر سلوی شاہ نے سختی سے آنکھیں میچ کر کھولیں تھیں۔

دروازے کے بیچوں بیچ کھڑے بہرام شاہ کو دیکھتے سلوی شاہ کی آنکھوں سے آنسوں لڑیوں کی صورت میں بہے تھے

جبکہ بہرام شاہ کے پیچھے آتا عائث خان سامنے نظریں اٹھتے ہی پتھر ہوا تھا۔آگے بڑھتے قدم زمین میں جکڑے گئے تھے۔

Posted On Urdu Novel Book

"لالا یہ ہوش میں نن-نہیں آرہی"--- بہرام شاہ کو تیزی سے اپنی جانب بڑھتا دیکھ حوریہ شاہ کا چہرہ ہاتھوں میں تھامتے ہچکیوں سے روتے ہوئے کہا تو بہرام شاہ کو لگا کسی نے اس کا دل پاؤں تلے کچل دیا ہو

گھٹنوں کے بل بیٹھتے۔۔دائیں ہاتھ میں تھامی پسٹل زمین پر رکھتے سلوی کی گود سے اٹھاتے حوریہ کا سر اپنے تھائی پر رکھا تھا۔

دھڑکتے دل کے ساتھ دائیں ہاتھ کی دو انگلیوں کو حوریہ کے ناک کے قریب کرتے سانس کو چیک کرتے کلائی پر نبض کو ٹٹولا تھا۔

"کک-چھ نہیں ہوا۔۔ٹھیک ہے یہ--- عائث اسے ہاسپٹل لے کر جاؤں"--- وہ زندہ تھی مگر نبض کی مدھم رفتار پر بہرام شاہ کا وجود پوری طرح کپکپایا تھا۔۔حوریہ شاہ کے خون سے رنگتے اپنے ہاتھ دیکھ بہرام شاہ کو اپنا دم گھٹتا محسوس ہوا تھا کہ تبھی وہ بڑبڑا کر کہتے ایک دم سے گردن موڑتے عائث خان کو بت بنے کھڑے دیکھ حلق کے بل چلایا تھا جس پر عائث خان کے وجود میں حرکت ہوئی تھی۔

جسے دیکھتے بہرام شاہ نے کپکپاتے ہاتھوں سے حوریہ شاہ کے وجود کو بانہوں میں بھرتے قدم عائث خان کی جانب بڑھائے تھے۔

Posted On Urdu Novel Book

"مجھے میری بہن صحیح سلامت چاہئے عائث خان۔۔۔ویسی ہی جیسی میں نے تمہارے ساتھ رخصت کی تھی"۔۔۔ایک ایک لفظ چبا کر کہتے حوریہ شاہ کو عائث خان کے حوالے کیا تھا

"آپ آپ کی بہن صحیح سلامت مل جائے گی لالا۔۔۔لیکن میرا دل۔۔۔میرا دل کہہ رہا ہے کہ میں اپنی بیوی کھو چکا ہوں"۔۔۔ خالی خالی نظروں سے حوریہ شاہ کے چہرے کو دیکھتے سرگوشی نما لہجے میں کہتے وہ جھٹکے سے پلٹتا تیز تیز قدموں سے آگے بڑھا تھا

جبکہ بہرام شاہ کی نظریں عائث خان کی خون سے رنگی شرٹ پر تھی۔۔۔اس کے بائیں بازو کو گولی چھو کر گزری تھی۔۔۔ویسے بھی کئی چوٹیں آئیں تھی۔۔۔لیکن اب جیسے وہ بے معنی تھی نظریں عائث خان کی پشت سے ہوتی اپنے خون سے رنگے ہاتھوں پر آئی تو بہرام شاہ گھٹنوں کے بل زمین پر گرا تھا۔

"مم۔۔۔میں اپنی بہنوں کی حفاظت نہیں کر سکا۔۔۔میں انہیں تکلیف سے نہیں بچا سکا"۔۔۔خون سے رنگے ہاتھوں کو دیکھتے درد بھرے لہجے میں سرگوشی کی تو سلوی شاہ نے آگے بڑھتے اپنا سر بہرام شاہ کے کندھے سے ٹکایا تھا

"میں نے سب پلین کیا تھا۔۔۔پلین اے، بی پلین سی سب کیا تھا۔ ایسا نہیں ہو گا تو یہ ہو گا یہاں وار نہیں کرے گے تو یہاں کریں گے۔۔۔لیکن میں نے اس عورت کو اس قدر گھٹیاں گرا ہوا نہیں سمجھا تھا کہ وہ اپنی بچیوں پر وار کریں گی۔۔۔مرد ہم تھے۔۔۔جائیداد کے وارث

Posted On Urdu Novel Book

ہم تھے۔۔۔محافظ ہم تھے اور مجھے لگا کہ وہ ہم پر وار کریں گی۔۔۔ اور اس نے وار کیا۔۔لیکن ہم پر نہیں ہماری جانوں پر ان ہر جو دل بن کر ہمارے دلوں میں دھڑکتی تھیں۔۔۔جو تھوڑی سی گنجائش تھی اس عورت کے ساتھ نرمی برتنے کی وہ بھی ختم ہوگئی ہے۔۔۔ جتنی تکلیف اس نے پلوشہ اور حوریہ کو پہنچائی ہے اس سے کہی زیادہ سود سمیت اس عورت کو برداشت کرنی پڑے گی'۔۔۔ سرد و سپاٹ لہجے میں کہتے سلوی شاہ کا ہاتھ تھامتے۔۔۔قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے۔

---

یہ سب کیا ہو رہا ہے۔۔۔ولیم کوئی راستہ بتاؤں یہ لوگ تو یہاں پہنچنے والے ہیں"--- مقدس بیگم سکرینز پر چلتی سی سی ٹی وہ کیمرہ کی فوٹیج دیکھتے گھبرائے ہوئے لہجے میں بولی تو کمرے میں چکر کاٹتے ولیم نے پریشانی سے ماتھا مسلا تھا۔

"ہم سے غلطی ہوئی ہے۔۔۔اور یہ سب تمہاری بیٹی کی وجہ سے ہوا ہے۔۔۔وہ نا ہوتی تو یہ سب نا ہوتا۔۔۔اور اب مجھے عقیدت تک پہنچنے کے لیے پھر سے سب شروع کرنا پڑے گا"--- آگے بڑھتے مقدس بیگم کا گلا دبوچتے غرا کر کہا تو بادام گل نے آگے بڑھتے بامشکل مقدس بیگم کو چھڑوایا تھا

Posted On Urdu Novel Book

"آپس میں لڑائی چھوڑ کر سامنے دیکھو۔۔۔وہ لوگ جہاں جہاں سے گزر رہے ہیں کیمراز کو تباہ کرتے جا رہے ہیں۔۔۔کچھ دیر میں ہم ان کی حرکات بھی نہیں دیکھ سکے گے۔۔۔اس سے پہلے معاملہ ہمارے ہاتھ سے نکلے کوئی راستہ سوجھو۔۔۔اب تک تو ہمارے سارے ساتھی بھی مارے جا چکے ہے تقریباً۔۔۔آگے کیا کرنا ہے۔۔۔یہاں کوئی خفیہ راستہ ہے باہر جانے کے لیے کیا"--- بادام گل پریشانی سے سکریز کو دیکھتا سر تھامے بولا تو ولیم

نے دانت کچکچا کر اسے دیکھا تھا۔

میں نے یہ سب عقیدت کی وجہ سے کیا تھا۔۔۔اسے حاصل کرنے کے لیے میں نے تم لوگوں کو یہاں تک ساتھ دیا۔۔۔اٹلی میں تم لوگوں کے رہنے کا ہر انتظام کر چکا ہے۔۔۔اکاؤنٹس تم لوگوں کے ڈالرز سے بھر چکا ہوں اور میری بس یہاں تک کی ڈیل تھی۔۔۔آگے یہاں سے کیسے نکلنا ہے تم لوگوں جانو۔۔۔میں یہاں سے عقیدت کو حاصل کیے بغیر نہیں جاؤں گا"۔۔۔ انگلی اٹھائے سرد لہجے میں کہتے پلٹ کر قدم دروازے کی جانب بڑھائے تو مقدس بیگم ہڑبڑا کر ہوش میں آتی بادام گل کا بازو تھامتی ولیم کے پیچھے ہوئیں تھیں۔

"یہاں بیٹھ کر مرنے کا انتظار کرنے سے اچھا ہے اس پاگل کے ساتھ ہو لے۔۔۔کوئی نا کوئی راستہ تو جانتا ہی ہو گا جو اس طرح بے خوف باہر نکلا ہے "+-- مقدس بیگم کی سرگوشی نما آواز پر بادام گل نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا تھا

Posted On Urdu Novel Book

---

نجانے کتنی راہداریوں سے گزرتے آگے بڑھتے ضرغام کے قدم تھمے تھے۔۔عقیدت شاہ کو تیزی سے سیڑھیاں چڑھتے دیکھ وہ بھاگنے کے انداز میں راہداری سے نکلتے ہال نما جگہ آیا تھا

"عقیدت رکو"۔۔۔لہجے میں چھپی خوشی اور جوش پر حتی الامکان قابو پاتے پکارا تو آگے بڑھتی عقیدت کے قدم تھمے تھے۔۔گلابی بھرے بھرے ہونٹوں پر پراسرار سی مسکراہٹ ابھری تھی۔

ریلنگ پر ہاتھ جمائے پلٹ کر دیکھا تھا۔۔پینٹ شرٹ پہنے بالوں کو جیل سے سیٹ کیے۔۔نیلی آنکھوں میں چمک لیے وہ سر اٹھائے عقیدت شاہ کو دیکھ رہا تھا۔۔جبکہ اسے دیکھتے عقیدت سیڑھیاں اترتی چھوٹے چھوٹے قدم لیتی چند قدم کے فاصلے پر ان رکی تھی۔

"تمہیں پتہ ہے ہمارے ہے کیا کہتے ہیں"---پراسرار آنکھیں ضرغام خان کے چہرے پر ٹکائے استفسار کیا تو اس نے نا سمجھی سے آبرو آچکایا تھا

"نقل کے لیے بھی عقل کی ضرورت ہوتی ہے"--- عقیدت کی سرگوشی نما آواز پر ضرغام کے چہرے پر نا سمجھی کے تاثرات ابھرے تھے۔

جبکہ پیچھے سے آتے بادام گل اور مقدس بیگم کے چہرے کے رنگ عقیدت کی بات پر فق ہوئے تھے۔

Posted On Urdu Novel Book

"تمہیں کیا لگا کہ تم میرے شوہر کی شکل لے کر۔۔میرے سامنے آؤ گے تو میں پہچان نہیں سکوں گی۔۔یا تم نے یہ سوچا کہ تم ضرغام خان بن جاؤ گے تو میں تمہارے اس ظلم کو جو تم میرے سامنے اس عورت کے ساتھ مل کر کرو گے اسے نظر انداز کر دوں گی کیونکہ تم ضرغام خان ہو گے ۔ اور پتہ کیا پہچان تو میں تمہیں تبھی گئی تھی۔۔کیونکہ میرے بندے نے کبھی کلین شیو نہیں کی تھی اور اگر وہ کبھی کرتا بھی تو اس کے چہرے پر دائیں جانب موجود تل کا نشان واضح ہوتا۔۔دوسرا یہ کہ میرا شوہر صرف ایک ہی برینڈ کے پرفیوم یوز کرتا ہے۔۔اور تیسری یہ کہ وہ پٹھان ہے۔۔وہ اردو بھی اپنے پٹھانی ایکسنٹ میں بولتا ہے"---

ہاتھ پشت پر باندھے نظریں ولیم کے سرخ پڑتے چہرے پر ٹکائے ٹھہر ٹھہر کر وہ کہتی ان کے پاؤں سے زمین کھینچ چکی تھی۔

کہ تبھی عقیدت کی بات ختم ہوتے ہی مقدس بیگم اور بادام گل کے پیچھے سے ارمغان۔۔بہرام اور حدائق شاہ ان کھڑے ہوئے تھے۔

"میری بیوی سے نظریں ہٹاؤ ولیم۔۔کیونکہ تمہارا انجام پہلے ہی بہت برا ہونے والا ہے اور اس گستاخی پر وہ مزید برا ہو جائے"--- سرد و سپاٹ گرجدار آواز پر سب کی نظریں اوپر کی جانب اٹھی تھی۔۔جہاں ضرغام خان نے دونوں ہاتھ ریلنگ پر جھکائے نیچے کو جھکے خونخوار نظروں سے ولیم کو گھور رہا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

اب آپ کو ہو گا کہ ہم سب یہ کیسے جانتے ہیں میں بتاتا شروع سے بتاتا ہوں ساسوں ماں"۔۔۔مقدس بیگم کو کندھوں سے تھام کر رخ اپنی جانب کرتے حدائق شاہ نے سپاٹ لہجے میں کہا تو مقدس بیگم نے خشک پڑتے حلق کو تر کرتے اطراف میں نگاہ دوڑائی تھی۔

تم لوگوں نے ہمارے موبائلز آج ہیک کروائیں ہم یہ کام اسی دن کر چکے تھے جس دن ہمیں قاتل کا پتہ چلا تھا۔۔۔اور تم(ولیم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا) تک بھی ہم تب ہی پہنچ جاتے بس ایک چیز سے ہم پیچھے رہ گئے اور وہ یہ تھی کہ ساسوں ماں حویلی سے جاتے ہوئے اپنا موبائل گھر رکھ جاتی تھی جس سے ہم ان کی لوکیشن ٹریس کرنی ہوتی تھی۔۔۔ اور حویلی سے تو وہ اپنی گاڑی میں جاتی تھی لیکن حویلی سے نکلتے وہ تمہاری بھیجی گئی گاڑی میں سوار ہو جاتی تھی اور وہ گاڑی رستے میں کئی بار تبدیل ہوتی تھی ہم پیچھا کر سکتے تھے لیکن نہیں کیا کیوں کہ ہم کسی بھی طرح کا شک افورڈ نہیں کر سکتے تھے۔۔۔اور موبائل پر بات بھی وہ صرف بادام گل سے کرتی تھی اور دونوں کے موبائلز سے صرف ایک دوسرے سے رابطہ ہو رہا تھا۔۔۔اور تم سے رابطہ کیسے ہو رہا تھا اس سے ہم انجان تھے اسی لیے ہمیں تم تک پہنچنے میں دیر ہو گئی۔۔۔اور پھر یہ بھی ہمیں پتہ لگ گیا کہ رابطہ تمہارے دیے گئے موبائل اور سم سے ہو رہا تھا۔۔۔ہم یہ بھی جانتے تھے کہ اس سب میں باہر کا بندہ انولو ہے۔۔۔ اور پھر کیا تھا ہم نے ہر اس بندے کا ریکارڈ نکالا جس کی کبھی ارمغان--- بالاج یا ضرغام

Posted On Urdu Novel Book

سے لڑائی ہوئی ہو کیونکہ ماشاءاللہ سے یہ تین ہی ہستیاں ہے جو ہمیں نیا دشمن گفٹ کرتی ہیں تو پھر وہی سے ہم تم تک پہنچے--- عقیدت کو لگتا تھا کہ تم مر گئے۔ہم سب کو بھی یہی تھا- لیکن ڈیٹیلیز نکالنے پر پتہ چلا کہ تم نے سب کے سامنے سوسائیڈ ضرور کی تھی برتج سے کود کر مگر کسی کو تمہاری لاش نہیں ملی۔اور ھھر کیا تھا ہم نے پیسہ پھینکا اور تماشہ دیکھا تمہارے پلین میں شامل تمہارے دوست سے لے کر تمہارے چہرے کی سرجری کرنے والے ڈاکٹر سے لے کر تمہیں اردو سکھانے والے ٹیچر اور غیر قانونی طریقے سے پاکستان بھیجنے والے آدمی تک کا ہم کچھ دنوں میں جان چکے تھے۔تمہارا دیہان خود سے بھٹکانے کے لیے میں نے پلین کے تحت ضرغام کو شہر بھیجا اور واپسی پر اس کے ایکسیڈنٹ کا ڈرامہ کیا کہ تم یہی سمجھو کہ ہم ابھی تک دل میں دشمنی کیے بیٹھے ہیں۔کیونکہ میں اچھے سے واقف تھا کہ تم نے میرے آفس میں کیمراز لگائے ہیں-- سو ان شارٹ یور ٹام از اوور۔ تم بری طرح ہار چکے ہو ویلیم اینڈ یو ٹو ڈیئر ساسوں ماں"---- ویلیم کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے ایک ایک لفظ چبا کر کہا تو وہ ضبط سے مٹھیاں بھینچتے- حدائق شاہ کو دیکھتے۔ایک قدم پیچھے ہٹا تھا

"اور تم لوگوں کو لگتا ہے کہ میں عقیدت کو حاصل کیے بغیر تم لوگوں کے ہاتھ آجاؤ گا۔ کبھی نہیں"--- ہذیانی انداز میں چلا کر کہتے وہ ان لوگوں کو سمجھنے کا موقع دیے بغیر عقیدت

Posted On Urdu Novel Book

کو بازو سے تھامتے۔۔اپنی جانب کھینچتے۔۔جیب سے چاقو نکالتے عقیدت کی گردن پر رکھ چکا تھا

اور پھر دوسرے ہاتھ سے جھٹکے سے اپنی شرٹ اتاری تو آگے بڑھتے ان لوگوں کے قدم اپنی جگہ تھمے تھے۔

"اگر تم لوگوں نے ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو میں بٹن دبا دوں گا۔۔اور پھر میرے ساتھ تم سب بھی مرو گے"---- پیچھے کی جانب قدم لیتے اپنے سینے پر بندھے بمب کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا تو ضرغام خان نے ضبط سے مٹھیاں بھینچی تھی۔

رکو ضرغام اسے جانے دو"۔۔ضرغام خان کو آگے بڑھتے دیکھ حدائق شاہ نے اس کا ہاتھ تھامتے۔۔سرگوشی نما آواز میں کہا تو ضرغام خان نے خون چھلکاتی نظروں سے اسے دیکھتے عقیدت شاہ کو دیکھا تھا۔۔جو نظروں سے اسے رکنا کا اشارہ کرتی ویلیم کے ساتھ پیچھے کی جانب جا رہی تھی اور پھر دیکھتے دیکھتے وہ باہر کو نکلتا ان کی نظروں سے اوجھل ہوا تھا۔

تبھی خاموش فضا میں گولی کی آواز کے ساتھ بادام گل کی دلخراش چیخ گونجی تھی۔

بادام گل کے نیچے گرتے ہی بہرام شاہ نے پلٹ کر سائیڈ پر پڑے راڈ کو اٹھاتے پوری شدت سے اس کے سر کے پچھلے حصے پر وار کیا تھا کہ بادام گل کا سر دو حصوں میں ہوا تھا۔۔اور پھر نجانے کتنی ہی وار وہ اس کے چہرے اور جسم کے دوسرے حصوں پر کرنے کے بعد

Posted On Urdu Novel Book

گولیوں سے اس کا جسم چھلنی کر چکا تھا۔۔جبکہ وہ سب بے تاثر نظروں سے بہرام شاہ کو دیکھ رہے تھے۔

"یہ تمہاری ماں ہے ضرغام خان۔۔لیکن یہ بات اب ہمارا دل نرم کرنے کے لیے ناکافی ہے"۔۔۔ سرد و سپاٹ لہجے میں کہتے پسٹل کا رخ تھر تھر کانپتی مقدس بیگم کی جانب کیا تھا۔۔جس پر ضرغام خان کے گلے میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔۔نیلی آنکھوں میں بے ساختہ نمی اتری تھی۔۔اور پھر وہ بنا مقدس بیگم کو دیکھے وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔

اپنے باہر نکلتے ہی گولی کی آواز سنتے ضرغام خان کی آنکھوں سے آنسوں لڑیوں کی مانند گرے تھے۔

جبکہ دوسری جانب مقدس بیگم کے بازو پر گولی چلانے کے بعد بہرام شاہ نے ہاتھ نیچے کر کیا تھا۔۔اور چھوٹے چھوٹے قدم لیتا وہ مقدس بیگم کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا۔

"ہمارا کیا قصور تھا۔۔جو آپ نے ہمارے ساتھ یہ سب کیا۔۔ہمارے سر سے باپ کا سایہ چھین لیا۔۔ہمیں دشمنی کی آگ میں جھونک دیا۔۔ہمارا بچپن زمہ داریوں کی نظر کر دیا۔۔اور آج ہمیں قاتل بھی بنا دیا۔۔جانتی ہے یہاں کتنی لاشیں گریں ہیں۔۔جانتی ہیں کتنی ماؤں سے ان کے بیٹے چھن گئے اچھے تھا یا برے تھے لیکن ماؤں کے تو جگر کے ٹکڑے تھے نا۔۔اور جو پولیس کی حراست میں ہیں ان کے ساتھ کیا سلوک ہونے والا ہے۔۔کتنے سال جیلوں

Posted On Urdu Novel Book

میں کاٹنے والے ہیں۔آپ نے صرف ہمیں تباہ نہیں کیا اور بھی نجانے کتنی ماؤں کے گھر اجاڑ دیے ہیں۔آپ کو سزا دوں تو کس کس بات کی۔خیر سزا تو آپ کو ملے گی اور یقین مانے آپ کی سزا کا ایک ایک دن جہنم سے بدتر ہو گا"---- تاسف بھرے لہجے میں کہتے سر اٹھائے نم آنکھوں میں تاسف بھرے مقدس بیگم کو دیکھتے ارمغان خان کو دیکھا تھا۔

"ہم نے آپ سے بہت محبت کی تائی ماں۔ آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گا"--- بازو سے مقدس بیگم کو تھام کر اپنے سامنے کھڑا کرتے سپاٹ لہجے میں کہا تو مقدس بیگم نے سر جھکائے اپنے بازو سے بہتے خون پر ہاتھ جمائے بازو چھڑوانے کی کوشش کی تھی جس پر بہرام ارمغان کو انہیں لے جانے کا اشارہ کرتا آگے بڑھا تھا۔

---

وہ باہر آئیں تو پولیس کی کچھ گاڑیوں کے ساتھ پولیس والے کھڑے تھے

عقیدت کے ساتھ ضرغام خان کو دیکھتے وہ یک دم چونکنا ہوئے تھے نظریں ضرغام کے سینے پر گئیں تو انہیں اندازہ ہوگیا کہ یہ بہروپیہ ہے اس سے پہلے وہ لوگ کچھ کرتے ولیم اونچی آواز میں انہیں خبردار کرتا گاڑی کی جانب بڑھا تھا۔

تبھی باہر حدائق اور اس کے پیچھے ضرغام باہر آئیں تھے۔

Posted On Urdu Novel Book

اپنے باہر نکلتے ہی گولی کی آواز سنتے ضرغام خان کی آنکھوں سے آنسوں لڑیوں کی مانند گرے تھے جنہیں ہاتھ کی پشت سے صاف کرتے وہ آگے بڑھا تھا

جیسے ہی وہ گاڑی سٹارٹ کرے گا عقیدت کودے گی۔۔اور ہم ویلیم کے گاڑی سے نکلنے سے پہلے فائر کریں گے"--- کان میں لگی بلوٹوتھ پر ہاتھ رکھتے سنجیدہ لہجے میں انسٹریکشن دی تو دوسری جانب سے یہ سنتی عقیدت نے دور سے سر اثبات میں ہلایا تھا

ویلیم نے بازو سے تھامتے عقیدت کو گاڑی میں دھکا دیا تھا اور پھر خود بھی اسی جانب سے اندر داخل ہوا تو یہ منظر دیکھتے ضرغام خان کی آنکھوں میں شعلے بھڑکے تھے۔

جبکہ ویلیم کے گاڑی سٹارٹ کرنے پر ضرغام خان نے جلدی سے اپنی گاڑی سٹارٹ کی تھی۔۔ حدائق شاہ کے بیٹھتے ہی ضرغام زن سے گاڑی بھگاتا ویلیم کے پیچھے ہوا تھا۔

ابھی وہ گاڑی آگے بڑھی ہی تھے کہ دور سے آتے دھماکے کی آواز اور اٹھتے دھوئیں کو دیکھتے ضرغام خان نے بے ساختہ بریک لگائی تھی

پھٹی پھٹی آنکھوں سے سامنے دیکھتے۔۔جھٹکے سے دروازا کھولتے وہ دیوانہ وار اس جانب بڑھا تھا

"عقیدت"----- آگ کے شعلوں میں لپٹی گاڑی کو دیکھتے حدائق شاہ حلق کے بل چلایا تھا جبکہ ضرغام خان بے جان ہوتے وجود کے ساتھ گھٹنوں کے بل وہاں گرا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

---

آپریشن تھیٹر کا دروازا کھلنے کی آواز پر بالاج شاہ نے اپنی سرخ انگارا ہوتی آنکھوں کو اٹھائے باہر آتے ڈاکٹر کو دیکھا تھا۔

"شاہ صاحب۔گولی آپ کی بیوی کی کمر کو چھو کر گزری تھی۔خون بہہ جانے اور شاک کی وجہ سے وہ بیہوش ہوگئی تھی۔اب ان کی کنڈیشن پہلے سے بہتر ہے-- انہیں ابھی روم میں شفٹ کر دیا جائے گا تو آپ ان سے مل سکتے ہیں۔ڈاکٹر نے پروفیشنل انداز میں کہتے قدم آگے بڑھائے تھے جبکہ صبغہ کے سہی سلامت ہونے کا سنتے بالاج کو اپنی روح میں سکوں اترتا محسوس ہوا تھا۔

کچھ یاد آنے پر وہ سرعت سے پلٹا تھا۔عائث حوریہ کو لے کر آیا تھا۔ اس کے سر پر چوٹ آئی تھی عائث بھی زخمی تھا اب صبغہ سے ملنے سے پہلے وہ عائث خان سے ملنے کی غرض سے اس ڈاکٹر کے آفس کے باہر آیا تھا جس نے عائث خان کو حوریہ کی کنڈیشن بتانے کے لیے بلایا تھا

کچھ دیر تو وہ عائث کے باہر آنے کا انتظار کرتا رہا مگر پھر خود ہی دروازا ناک کرتے اندر داخل ہوگیا

Posted On Urdu Novel Book

سامنے ڈاکٹرز کو رپورٹس دیکھتے اور عائث خان کو بے چینی سے ٹانگ جھلاتے دیکھ وہ عائث خان کے ساتھ والی چیئر پر بیٹھتے عائث کی جانب متوجہ ہوا تھا

"ویسے جو حال تم نے میرے چہرے کا کیا تھا اس کے بعد تمہارا حال پوچھنا بنتا تو نہیں لیکن پھر بھی پوچھ رہا ہوں۔۔۔زیادہ تو نہیں لگی۔۔۔ٹھیک تو لگ رہے ہو لیکن پھر بھی ٹھیک ہو نا"۔---کہنی کرسی کے بازو پر ٹکائے سر عائث خان کی جانب جھکائے سرگوشی نما لہجے میں کہا تو عائث خان نے مٹھیاں بھینچتے۔۔۔گھور کر بالاج شاہ کو دیکھا تھا۔

"دیکھیں مسٹر عائث خان۔۔۔آپ کی بیوی کو جو بھی انجریز آئیں ہیں وہ ایکسٹرنل ہیں۔۔۔ان کے جسم پر سر اور ماتھے کے علاوہ کہی بھی انٹرنل یا ایکسٹرنل اور کوئی چوٹ کا نشان نہیں ہے۔۔۔ماتھے پر لگنے والی چوٹ اتنی خطرناک نہیں ہے جتنی سر کے پچھلے حصے پر لگنے والی اور اوپر سے اتنی زیادہ بلیڈنگ۔۔۔ہم نے ٹریٹمنٹ کردی ہے لیکن وہ ابھی تک ہوش میں نہیں آرہی۔۔۔کچھ ٹیسٹ بھی کروائیں ہیں۔۔۔جن کی مطابق اگر وہ کچھ اور گھنٹے ہوش میں نا آئیں تو کومہ میں بھی جاسکتی ہیں۔۔۔مس حوریہ کا دماغ ایک ہی جگہ سٹک ہوگیا ہے۔۔۔وہ خود کو اس وقت سے شاید باہر نہیں نکال پارہی جب یہ حادثہ ہوا۔۔۔وہ منٹلی طور پر شاید کسی دباؤ شکار ہے۔۔۔ان کا دماغ کوئی بھی امپروومنٹ شو نہیں کر رہا۔۔۔ ہم اپنی ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں ایک بار وہ ہوش میں اجائے تو انشاء اللہ وہ بہت جلد ریکور کر جائیں گی"--- فائنل بند

Posted On Urdu Novel Book

کرتے پروفیشنل لہجے میں کہتا وہ عائث خان کے پیروں سے زمین کھینچ چکا تھا جبکہ بالاج شاہ سرخ پڑتی آنکھوں سے ڈاکٹر کی بات سنتے جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھتے دونوں ہاتھ ٹیبل پر رکھتے آگے کو جھکا تھا

–

Posted On Urdu Novel Book

"کیا مطلب ہے آپ کا۔۔اگر وہ ہوش میں نا آئی تو کیا وہ ٹھیک نہیں ہو گی۔۔ایسے کیسے وہ کومہ میں جا سکتی ہے۔۔کس بات کے ڈاکٹر ہیں آپ کے ایک ایسے انسان کو بھی نہیں ٹھیک کر پا رہے جسے صرف سر پر چوٹ لگی ہو۔۔چوٹ گہری ہو گی زیادہ بلیڈگ ہو گئی تو ہم خون کا ارینج کر سکتے ہیں نا۔۔جتنا خون بہا ہے اس سے زیادہ اسے لگا دیں گے۔۔چوٹ لگی ہے نا تو اچھے سے اسٹیچیز لگائے وہ سب کرے جو کرنا چاہئے لیکن اسے بچاؤ ڈاکٹر اگر تم خود بھی بچے رہنا چاہتے ہو۔۔اگر وہ کومہ میں گئی تو میں تمہیں تمہاری ٹیم سمیت پتال میں بھیج دوں گا سمجھے تم"--- سیاہ گہری آنکھوں میں آگ سی تپش لیے غرا کر کہتا وہ ڈاکٹر کے اوسان خطا کر چکا تھا۔

"اور تم خان صدمے سے باہر آؤ۔ سن نہیں رہے کہ وہ مینٹلی طور پر کسی دباؤ کا شکار ہے ۔ اس ڈاکٹر نہیں سنی کہ وہ ہوش میں نا آئی تو کومہ میں بھی جا سکتی ہے"--- عائث خان کی جانب جھکتے دبے دبے لہجے میں چلا کر کہتے بالاج شاہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ سب کچھ تہس نہس کر ڈالے

"چلاؤ مت بالاج۔۔میری بیوی ہے وہ۔۔مجھ سے زیادہ اس کی تکلیف کو کوئی نہیں محسوس کر سکتا سمجھے تم "--- کپکپاتے ہاتھوں کو ٹیبل کی سطح پر رکھتے۔۔کھڑے ہوتے سپاٹ لہجے میں کہا تو بالاج شاہ نے خاموش نظروں سے عائث خان کی سرخ پڑتی نم آنکھوں کو دیکھا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

ابھی عائث خان اپنی بات کہہ کر پلٹتا کہ بالاج شاہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتا اسے گلے سے لگا گیا تھا

"ٹینشن نا لو خان۔۔کچھ نہیں ہو گا اسے۔۔ٹھیک ہو جائے گی"--- عائث خان کے ساتھ ساتھ بالاج شاہ بھی اپنی اس حرکت پر جی جان سے حیران ہوا تھا مگر سر جھٹکتے پیچھے ہوتا وہ ایک نظر عائث خان کو دیکھتے وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔

---

کمرے کا دروازا کھول کر وہ دبے قدموں سے اندر داخل ہوا تھا۔۔نظریں ہوش و خرد سے بیگانہ لیٹی حوریہ شاہ کے وجود سے ٹکرائی تو عائث خان چھوٹے چھوٹے قدم لیتا بیڈ کے قریب جا کھڑا ہوا تھا۔

خاموش نظروں سے حوریہ شاہ کے زرد پڑتے چہرے کو دیکھتے اپنا دایاں ہاتھ آگے بڑھایا تھا۔۔انگلیوں کے پوروں سے حوریہ کے چہرے کے نقوش کو چھوتے بیڈ پر ہی جگہ بناتے وہ بیٹھا تھا۔

"میں جانتا ہوں تم کس ذہنی دباؤ کا شکار ہو۔۔ساری غلطی میری ہے۔۔مجھے ناراض ہو کر نہیں جانا چاہیے تھا۔۔جانتا بھی تھا کہ تم کتنی سینسیٹیو ہو۔۔لیکن پھر بھی چلا گیا تھا۔۔لیکن میں کیا کرتا۔۔یہ بات میرے لیے ناقابل برداشت ہے حوریہ کے کوئی میری بیوی کے ماضی

Posted On Urdu Novel Book

کو استعمال کر کہ میری نظروں میں گرانے کی کوشش کرے۔۔تم سے کہا تھا کہ جو بھی ہے مجھ سے شئیر کرو مگر تم نے نہیں کیا۔۔تم سے بہت محبت ہے۔۔ تھوڑا انسکیور ہو گیا تھا میں۔ -- تمہیں کھو دینے کا احساس رگ و پے میں سرایت کرنے لگا تھا۔۔ ہر محبت ہر رشتہ مجھے ادھورا ملا تھا لیکن تمہیں تمہارے ساتھ کو مکمل چاہتا ہوں۔۔مرد ہوں تو شاید تھوڑی آنا بھی آڑے آگئی کہ ناراض ہو کر گیا تو سہی کوئی کنٹیکٹ بھی نہیں کیا۔۔لیکن یقین جانو تم پر شک نہیں کیا۔۔تمہیں صرف چاہا ہے۔۔اور خود سے بڑھ کر چاہا ہے۔۔غلطی ہو گئی ہے تو معافی بھی مانگ رہا ہوں۔۔اگر کہو گی کہ ہاتھ جوڑ کر مانگوں یا کان پکڑ کر تو وہ بھی کر جاؤں گا۔۔ یا جو بھی تم کہو۔۔لیکن پلیز ہوش میں آجاؤ۔۔ایسے سزا دے کر مجھے میری نظروں میں نا گراؤ--- میں نا خود سے نظریں ملا پاؤں گا نا پھوپھو سے - میں کیسے ان کا سامنہ کروں گا کہ جنہوں نے اپنی اتنی نازو پلی بیٹی میرے حوالے کی وہ میری وجہ سے اس حال میں ہے۔۔ تم ہوش میں آکر جو سزا دو گی میں قبول کر لوں گا۔۔لیکن پلیز ہوش میں آجاؤ"۔۔ہاتھ حوریہ شاہ کے گال پر رکھے ماتھا حوریہ شاہ کے پٹی لگے ماتھے سے نرمی سے ٹکاتے نم لہجے میں سرگوشی نما لہجے میں کہتے نجانے کتنی دیر وہ بےاواز روتا رہا تھا۔۔

مگر حوریہ شاہ کے وجود میں کوئی حرکت نا دیکھ عائث خان لب بھینچے پیچھے ہٹا تھا۔۔نرمی سے ہونٹ حوریہ شاہ کے ماتھے پر رکھتے۔۔ گہری نظر حوریہ شاہ کے چہرے پر ڈالتے عائث خان وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔

---

ڈیڑھ ماہ بعد:-

انہیں بھولیں مت--- لیکن اس بات کو قبول کر لیں لالا مر گئیں ہیں وہ۔۔اب خوش ہو جائیں بدلہ۔۔انتقام۔۔دشمنی۔۔نفرتوں کا یہ کھیل سب ختم ہو گیا۔۔ اب کوئی دشمنی نہیں رہی۔۔اب ہم سب ساتھ ہیں"۔۔ارمغان خان کے سمجھانے والے انداز پر ضرغام خان نے نیلی آنکھوں میں وحشت لیے اسے دیکھا تھا جسے دیکھتے ارمغان خان نے بے ساختہ تھوک نگلا تھا

نہیں۔۔وہ مری نہیں-- ،،مجھے مار گئی ہے وہ--- اس خان کو ختم کر دیا ہے---

مجرم کو معاف کر کہ مجھے سزا سنا دی۔۔مجھ سے میری روح چھین کر۔۔سینے سے دل کو نوچ کر اپنے قدموں تلے روند ڈالا۔۔ہر انتقام۔۔ہر بدلہ--- مجھ سے لیا ہے۔۔ یہ تنہا جینے کی سزا بھی میرا نصیب کر دی"---- سر جھکائے سرد لہجے میں کہتے ضرغام خان نے پلٹ کر

Posted On Urdu Novel Book

دیوار پر اتنی زور سے ہاتھ مارا تھا۔۔کہ ارمغان خان کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اب وہ معاملے کو کیسے سنبھالے

"سوچ لو خان۔۔تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔۔مرتے دم تک معاف نہیں کروں گی۔۔ تم پر سارے حق ہے اور تمہیں پر جتاوں گی۔۔پھر چاہے جیسا بھی حق ہو۔۔کیونکہ تم میرے۔۔تم پر عشق و نفرت کے سارے حق میرے۔۔انہیں کب کیسے استعمال کرنا یہ سب اختیارات بھی میرے"

"کروالو جتنا انتظار کروانا ہے۔۔جب میں کرواؤں گی نا تب پتہ چلے گا خان کہ انتظار کرنا کتنا اذیت ناک ہوتا ہے"---۔۔کانوں میں جان لیوا سرگوشی نما عقیدت شاہ کی آواز گونجی تو حویلی کے سناٹوں میں ضرغام خان کا درد بھرا قہقہہ گونجا جیسے سنتے ساتھ کھڑے ارمغان خان نے کرب سے آنکھیں میچتے۔۔گہری سانس فضا کہ سپرد کی۔

وہ یہ جھوٹ ضرغام سے بولنے پر مجبور تھا کیونکہ اس کا سالا صاحب اس کی بیوی کو نجانے کہاں چھپائے بیٹھا تھا۔۔کبھی تو ضرغام کی حالت دیکھتے اس کا دل کرتا کہ وہ اسے بتا دے کہ عقیدت زندہ ہے لیکن یہ بات اسے خاموش رہنے پر مجبور کرتی کہ یہ سب عقیدت کے کہنے پر ہو رہا ہے

Posted On Urdu Novel Book

ڈیڑھ ماہ پہلے جب وہ لوگ گاڑی تک پہنچے تو وہ پوری طرح سے آگ کی لپیٹوں میں تھی۔۔ جسے دیکھتے یہ صاف اندازا لگایا جا سکتا تھا کہ گاڑی میں موجود کسی کا بھی بچنا نا ممکن ہے۔ ضرغام خان ہوش و خرد سے بیگانہ ہوتا زمین بوس ہوا تھا۔۔جس پر وہ اسے ہاسپٹل لے آئے تھے۔۔پیچھے پولیس نے کروائی کی تو گاڑی سے ایک لاش ہی برآمد ہوئی تھی جو کہ ولیم کی تھی۔۔عقیدت گاڑی میں نہیں تھی۔۔وہ کہا تھی یہ ارمغان کو کسی نے نہیں بتایا۔۔ضرغام کا نروس بریک ڈاؤن ہوا تھا اسے پانچ دن بعد ہوش آیا تھا تو وہ خاموشی سے چھت کی دیواروں کو گھورتا رہتا تھا۔۔وہ شاید مان چکا تھا کہ عقیدت مر چکی ہے۔۔پھر باقی سب نے بھی اس کے سامنے ایسے ہی شو کیا تھا۔

حوریہ کو دوسرے ہی دن ہوش آگیا تھا۔۔لیکن پھر نجانے بہرام شاہ ان سب کو کہاں بھیج چکا تھا۔۔نا حوریہ تھی نا صبغہ اور نا ہی سلوی ۔

"تمہیں لگتا ہے کہ میں بیوقوف ہوں"--- ایک دم سے لہجے کی ٹون بدلی تھی۔۔ جس پر ارمغان خان نے چونک کر ضرغام خان کو دیکھا تھا۔۔ضرغام خان کے غصے سے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھتے ارمغان خان نے نا سمجھی اسے دیکھا تھا۔

"اگر ڈیڑھ مہینے سے میں تم لوگوں کا ڈرامہ دیکھ رہا ہوں تو صرف اور صرف اس لیے کہ میں چاہتا ہوں کہ تم لوگ عزت سے میری بیوی میرے حوالے کر دو۔۔اگر میں خود اس

تک پہنچا تو تم سب کا حشر کر دوں گا چھوٹے خان"۔۔۔دبے دبے لہجے میں چلا کر کہتا وہ ارمغان خان کی سانسیں خشک کر گیا تھا

"کک۔۔۔کیا مطلب لالا۔۔۔کونسا ڈرامہ۔۔۔ہم آپ سے جھوٹ کیوں بولے گا"--- ہیزل ہنی آنکھوں اور پٹھانی نقوش والے چہرے پر دنیا جہاں کی معصومیت سجاتے جواب دیا تو ضرغام خان نے گھور کر اسے دیکھا تھا۔

"میری بیوی مر گئی۔۔۔تم لوگوں نے اسے دفنا بھی دیا۔۔۔لیکن میرا انتظار نہیں کیا کہ میں اس کے جنازے میں شامل ہو جاؤ۔۔۔اسے دفنا کر تم لوگ دوبارا اس کی قبر پر جانا بھی بھول گئے۔۔۔اس پر جان چھڑکنے والا بھائی اپنی بہن کے مرنے کے کچھ دن بعد ہی ہاسپٹل جا کر بیٹھ گیا۔۔۔ایک بار بھی اپنی بہن کی قبر پر جانے کی توفیق نہیں ہوئی۔۔۔چلو بھائی کو چھوڑو اس کی بہن اور ماں کا دل بھی نہیں کیا ہو گا۔۔۔چلو مان لیا کہ مرنے والی تو مر گئی قبر پر جا کر کیا کرنا۔ اور میرے علاوہ داجی کو بھی بتا دیتے کہ ان کی نواسی مر چکی ہے تا کہ وہ بھی جا کر اس کی قبر پر فاتحہ پڑھ آتے-- لیکن تم لوگوں کو میں اتنا بیوقوف لگتا ہوں۔۔۔کیا میں نہیں جانتا کہ پولیس کو وہاں سے ایک ہی لاش ملی تھی۔۔۔ تم لوگوں کو کیا لگتا تم لوگ یہ بات نہیں بتاؤ گے تو میں جان نہیں سکوں گا ۔ اور اب جاؤ اپنے سالے کے پاس اور اس سے کہو کہ ضرغام خان کہہ رہا ہے کہ میری بیوی جلد از جلد میرے حوالے کر دیں"--- صوفے

سے اپنی اجرک اٹھا کر کندھوں پر ڈالتے سرد لہجے میں ایک ایک لفظ چبا کر کہا تو ارمغان خان کا سر میکانکی انداز میں ہلا تھا دل میں خود کو دو کوستے قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے—

---

تم جانتے ہو نا عقیدت کون ہے—اور اپنے بہن بھائیوں کو لے کر کتنی جذباتی ہے تمہیں یہ جھوٹی خبر نہیں بھیجنی چاہیے تھی" -بہرام شاہ نے دونوں بازو ٹیبل کی سطح پر ٹکاتے تاسف سے سر ہلاتے ہوئے کہا تھا

"ایک باغی—شہید کی بیٹی—ایک مسیحا کی بہن—مجرموں کا زوال—دشمنی اور نفرت کے کھیل کا ایک اہم مہرہ—اپنے جانی دشمن کی محبوب بیوی—اپنے دشمنوں کو دھول چٹانے والی—گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے خوابوں کے جہان جانے والی—انصاف کی راہ میں مر مٹنے والی"---بالاج شاہ نے سر جھٹکتے ابھی بات ہی مکمل کی تھی—کہ دھاڑ کی آواز سے آفس کا دروازا کھلا

"جب اتنا کچھ جانتے ہو تو ہمت بھی کیسے کی ذلیل انسان میری بہن کو چھونے کی "--- آفس کے روم میں عقیدت شاہ کی دھاڑ کے ساتھ گولی کی آواز گونجی تو سامنے بیٹھے شخص نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے بالاج شاہ کے بازو سے بھل بھل بہتے خون کو دیکھا

Posted On Urdu Novel Book

جبکہ اس اچانک نازل ہونے والی افتاد پر وہ حق دق سا کبھی اپنے جان سے عزیز بھائی کو بازو پکڑے درد سے کراہتے دیکھ رہا تھا اور کبھی چہرے پر خونخوار تاثرات سجائے کھڑی اپنی بچپن کی دوست۔۔۔ہمراز عقیدت شاہ کو

جب کہ گولی چلنے کی آواز پر باہر افراتفری مچ چکی تھی

اب تک تو انہیں عادت ہو جانی چاہیئے تھی کہ جب بھی یہ خان اور شاہ آمنے سامنے آتے تھے تو وہ آفس پھر آفس نہیں میدان جنگ بن جاتا تھا

مگر وہ بچارے بھی ہر بار ہونے والے نئے دھماکے پر بھونچکا رہ جاتے تھے

"یہ کیا کِیا ہے عقیدت۔۔۔پاگل ہو گیا"۔۔۔بالاج شاہ کی جانب بڑھتے بہرام شاہ نے غصے میں چلا کر کہا تو عقیدت نے خونخوار نظروں سے بالاج شاہ کے چہرے پر پھیلی شیطانی مسکراہٹ کو دیکھا تھا۔

"کہا تھا نا کہ بالاج شاہ خود چل کر نہیں جاتا۔۔۔لوگ اس تک خود آتے ہیں کیونکہ وہ انہیں خود تک آنے پر مجبور کرنا بہت اچھے سے جانتا ہے۔۔۔تمہیں یہاں چچی کی برتھ ڈے کے لیے بلانا تھا۔ بس پھر یہ کام بالاج شاہ کے دائیں ہاتھ کا کھیل تھا"۔۔۔بازو پر بایاں ہاتھ سختی سے جمائے۔۔۔شوخ لہجے میں کہا تو عقیدت کا دل کیا آگے بڑھ کر بالاج شاہ کا سر پھاڑ دے

Posted On Urdu Novel Book

"ہاں اب اپنے اس دائیں ہاتھ کی مرہم پٹی بھی کروالینا"--- عقیدت کے دانت کچکچا کر کہتے پر بہرام شاہ نے تاسف سے ان دونوں کو دیکھا تھا۔

"اب تم دونوں بس کرو۔۔اور تم چلو میرے ساتھ ہاسپٹل۔۔اور تم میرے آفس میں بیٹھو آرہا ہوں میں"--- بہرام شاہ نے سخت لہجے میں بیک وقت دونوں سے مخاطب ہو کر کہا اور بالاج شاہ کو بازو سے تھامے قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے

ائی پیڈ پر نظر آتی ان سب کی فیملی پکچر کو بند کرتے بالاج شاہ نے سر کرسی کی پشت سے ٹکایا تھا۔

جب اسے پتہ چلا کہ جس گاڑی بری طرح جل چکی ہے اور عقیدت اس میں تھی تو بالاج شاہ کو تب احساس ہوا تھا کہ اس کے گرد موجود یہ رشتے کس قدر اہمیت رکھتے تھے اس کی زندگی میں

صرف وہی جانتا تھا کہ وہ اس وقت چاہے جتنے بھی حوصلہ کا مظاہرہ کر رہا تھا۔۔جس قدر وہ خود کو نارمل ظاہر کر رہا تھا ویسا کچھ بھی نہیں تھا۔۔ایک طوفان تھا جو بالاج شاہ کو اپنے سینے میں اٹھتا محسوس ہو رہا تھا۔۔پہلے صبغہ پھر حوریہ اب عقیدت بالاج شاہ کو اپنا دل پھٹتا محسوس ہو رہا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

لیکن بعد میں جب پولیس نے کاروائی کی اور بتایا کہ وہاں صرف ایک ہی لاش تھی وہ بھی مرد کی تو انہیں کچھ سکوں ہوا تھا۔

وہ ہاسپٹل ہی تھا جب بہرام نے عقیدت کے بارے میں اس بتا کر خاموش رہنے کا کہا تھا جس پر وہ بعد میں باز پرس کرنے کا سوچتے خاموشی اختیار کر گیا تھا۔۔

---

آپ جانتے ہیں کیا لالا۔۔۔دنیا کا سب سے مشکل کام کیا ہے۔۔۔چہرہ جھکائے۔۔۔نظریں اپنی گود میں دھرے بائیں ہاتھ کی پشت پر لگی کینولا پر جمائے۔۔۔خشک ہونٹوں کو تر کرتے زخمی لہجے میں کہا تو کمرے میں پھیلی تیر کی طرح چبھتی خاموشی میں ارتعاش پیدا ہوا

جبکہ حوریہ شاہ کے سوال پر حدائق شاہ نے گہری سانس بھرتے سختی سے ہونٹ بھینچے تھے

"تم حوریہ شاہ کو۔۔۔حدائق شاہ کی بہن۔۔۔اس دنیا میں کوئی شخص اس قدر ضروری نہیں کہ تم اسے یقین دلاؤ"۔۔۔ حدائق شاہ کے سخت تنبیہہ کرتے لہجے پر حوریہ کے ہونٹوں پر تلخ مسکراہٹ رینگ گئی

"نا لالا۔۔۔یقین ہی تو ضروری ہے۔۔۔محبت ہو جائے تو یقین کا ہونا ہی تو ضروری ہے۔

محبت میں تو دنیا کو فراموش کر دیتا ہے انسان یہ تو میری اپنی ذات ہے کہ میں کون ہوں۔۔۔ میں صرف حوریہ شاہ ہی تو نہیں ہوں۔۔۔دو لوگ محبت کر لیں تو ان پر یقین کرنا واجب ہو

Posted On Urdu Novel Book

جاتا ہے۔۔یقین نا ہو تو محبت میں مانگی گئی دعا بھی رد ہو جاتی ہے"۔۔۔مدھم لہجے میں کہتے رک کر گہری سانس بھرتے جیسے آنسوؤں پر بند باندھنے کی کوشش کی

دنیا کا سب سے مشکل کام کسی یقین حاصل کرنا ہے۔۔۔اس کا اپنی ذات پر بھروسہ حاصل کرنا ہے کہ آپ جو کہے وہ مان لے اور جو آپ نا کہہ سکے اسے جان لے۔۔کتنا مشکل ہوتا ہے نا کسی کو اس بات کا یقین دلانا کہ ایسا کچھ نہیں تھا یا ہے۔۔۔تم بہت قیمتی ہو یا کوئی اور رتی برابر بھی۔۔۔یا اس بات کا یقین دلانا کہ میں نے ایسا کچھ نہیں چاہا تھا یا پھر کہ وہ سب ہوگیا جو میں نے چاہا نہیں تھا۔۔۔اس بات کا یقین دلانا کہ نا دل میں کھوٹ تھی نا ہی نیت میں۔۔۔اسے یہ کہنا کہ تم سے پہلے سب سیراب تھا۔۔۔لیکن اس سیراب کا پیچھا نہیں کیا تھا۔۔۔تم حقیقت ہو۔۔۔اور حقیقت سے بڑھ کر کچھ نہیں۔۔۔یا اسے یہ کہنا کہ"--- سپاٹ نم لہجے میں روانی میں کہتے ہونٹ لرزے تو اپنے کمزور پڑنے پر بے بسی سے آنکھیں میچی تو گرم سیال آنکھوں سے بہتا چہرہ کو تر کر گیا

جبکہ سامنے صوفے پر بیٹھے حدائق شاہ نے غم و غصّے سے بری طرح پہلو بدلا تھا۔۔۔اج ہی اسے ہوش آیا تھا اور اس نے رائے سے ملنے سے انکار کرتے حدائق شاہ کو بلایا تھا اور اب وہ ایسی باتیں کرتی حدائق شاہ کے دل کو تکلیف پہنچا رہی تھی --

Posted On Urdu Novel Book

سر اٹھا کر سرخ نیلی خون چھلکاتی آنکھوں سے حوریہ شاہ کے کپکپاتے وجود کو دیکھتے وہ جھٹکے سے اٹھتا دروازے کی جانب بڑھا کہ حوریہ کے اگلے لفظوں پر اپنی جگہ منجمد ہو گیا

"کہ وہ یقین نا کرے۔۔لیکن کردار پر شک نا کریں۔۔ہمیں بد"--- اس سے پہلے حوریہ شاہ اپنی بات مکمل کرتی کہ حدائق شاہ آج عائث خان اور بالاج شاہ کو جان سے مار دینے کا ارادہ کرتا کہ ان دونوں کی وجہ سے اس کی بہن اتنی اذیت سے گزر رہی تھی۔۔ جھٹکے سے دروازا کھولتے۔۔وہاں سے نکلتا کہ حوریہ شاہ کی آواز پر پلٹا تھا

"مجھے یہاں نہیں رہنا لالا۔۔مجھے یہاں سے کہی بھیج دیں -- میں فلحال ان سب سے چیزوں سے فرار چاہتی ہوں۔۔آپ اگر عائث یا بالاج سے کچھ کہنے جا رہے تھے تو اس کی ضرورت نہیں۔۔پہلے ہی سب بہت مشکل سے ٹھیک ہوا ہے۔۔ میں بس ابھی کسی کا سامنہ نہیں کرنا چاہتی"--- کرسٹل گرے آنکھوں کو حدائق شاہ کے سرخ پڑتے چہرے پر ٹکائے جواب دیا تو حدائق شاہ نے سر اثبات میں ہلایا تھا

---

بالاج شاہ اپنی شرٹ کے کف فولڈ کرتا تیزی سے سیڑھیاں اترتے لاونج میں آیا تھا کہ تبھی باہر سے حدائق اور عائث خان آتے ہوئے دکھائی دیے تھے

Posted On Urdu Novel Book

"بہرام سے بات منوانے کے اور ہزار راستے تھے۔۔اس میں امتثال کو شامل کرنے کی ضرورت نہیں تھی"۔۔عائث میں نے بالاج شاہ کے سامنے آتے سنجیدہ لہجے میں کہا تو بالاج شاہ نے کوفت سے کندھے آچکاتے گہری سانس لی تھی۔

"وہ میرا بھائی ہے۔۔اور میں اسے بہت اچھے سے جانتا ہوں ہم چاہے یہاں الٹے لیٹ کے اس ناگن ڈانس کر کہ بھی دکھا دے گا نا تب بھی وہ ہماری بات نہیں مانے گا۔۔میں تو یہ ڈائیلاگ بھی نہیں بول سکتا کہ منتیں تو کبھی میں نے اپنے باپ کی بھی نہیں کی کیونکہ اس کی نوبت ہی نہیں آئی اس سے پہلے ہی وہ(شوخ لہجے میں کہتے لہجہ یکلخت ہی دھیمی افسردہ ہوا تھا لیکن اگلے ہی لمحے وہ اپنی ٹون میں آیا تھا)۔۔لیکن میری حق حلال کی بیوی کو چھپایا ہوا ہے تو اب بالاج شاہ کا اتنا تو بنتا ہے اب اپنی بیوی واپس مانگنے کے لیے منتیں کروں"۔۔ بالاج شاہ کی تمہید پر عائث اور حدائق نے دانت کچکچا کر اسے گھورتے قدم ڈائننگ روم کی جانب بڑھائے تھے جہاں بہرام شاہ کھانا کھا رہا تھا۔

وہ تینوں آگے پیچھے ڈائننگ ہال میں داخل ہوئے تو بہرام شاہ نے پلیٹ سے نظریں ہٹا کر انہیں دیکھا تھا۔۔ان تینوں کو دیکھتے ایک نرم مسکراہٹ اچھالتے دوبارا کھانے کی جانب متوجہ ہوا تو حدائق شاہ نے گھور کر بہرام شاہ کو دیکھتے کرسی کھسکائی تھی۔

"کھانا ماں نے بنایا ہے"۔۔۔ سالن کا ڈونگا اپنی جانب کھسکاتے سادہ سے لہجے میں استفسار کیا تو بالاج کی بے تکی بات پر بہرام شاہ نے تاسف سے سر ہلایا تھا۔

"نہیں محلے والوں نے بھیجا ہے"۔۔۔طنزیہ لہجے میں کہتے ٹشو سے ہاتھ صاف کیے تو بالاج شاہ نے ڈونگا پٹکنے کے انداز میں واپس رکھا تھا

"دیکھیں لالا۔۔۔ہمیں ہماری بیویاں واپس چاہئے۔۔۔ آج ابھی اور اسی وقت"۔۔۔ تپے تپے لہجے میں چلا کر کہا تو بہرام شاہ نے آبرو آچکا کر اسے دیکھتے باقی دونوں کو بھی دیکھا تھا جو خاموش نظریں بہرام شاہ پر ٹکائے بیٹھے تھے

"بالاج کا تو بنتا ہے کہ صبغہ اسے چھوڑ جائے۔۔۔لیکن میری بیوی کیوں چھوڑ کر گئی ہے مجھے۔۔۔ مجھ کس بات کی سزا دے رہو تم۔۔۔جب کہ میں اپنی غلطی تک نہیں جانتا"۔۔۔ حدائق شاہ نے مٹھیاں بھینچتے استفسار کیا تو بہرام شاہ ان تینوں کو سنجیدہ نظروں سے دیکھتے پیچھے کو ہوتے کمر کرسی کی پشت سے ٹکا گیا

"صبغہ کا کہنا ہے کہ وہ بالاج کی شکل کچھ مہینوں تک نہیں دیکھنا چاہتی۔۔۔کیونکہ اگر وہ مزید اس سڑے ہوئے بدمزاج شخص کے ساتھ رہی تو اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھے گی۔۔۔یہ تھے تمہاری بیوی کے الفاظ (انگلی سے بالاج شاہ کے جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا تو بالاج شاہ نے اپنی اتنی سرے عام تعریف پر مٹھیاں بھینچی تھی)۔۔۔اور ڈاکٹر صاحب آپ کی بیوی کا کہنا تھا کہ

ڈاکٹر صاحب سے کہوں کہ دل لگا کر اپنی ڈاکٹری کا کام کریں۔بیوی چاہے جائے بھاڑ میں۔ اگر آپ اپنے ہاسپٹل کو کسی دوسرے ڈاکٹرز کے حوالے کر کہ اپنی بیوی کے لیے وہاں پہنچ جاتے تو ضرور پیچھے ہاسپٹل میں قیامت آجانی تھی۔اس لیے وہ نہیں چاہتی کہ آپ جناب اپنے ہاسپٹل سے غفلت برتے۔اور ہو سکے تو اپنے رہنے کا انتظام بھی وہی کر لے۔تو شاید وہ واپس آنے کا کچھ سوچے۔اور رہے آخر میں آپ خان صاحب تو آپ کی بیوی نے کوئی پیغام دینا بھی ضروری نہیں سمجھا"--- اپنی بات کہہ کر ایک نظر تینوں کی شکلوں پر ڈالتے کرسی سے اٹھا تھا۔

"یہ بھی بتا دیں کہ میری بیوی نے کیا پیغام دیا ہے"۔ارمغان خان کی شکوہ کناں آواز پر بہرام سمیت ان تینوں نے پلٹ کر اسے دیکھا تھا جو منہ پھلائے وہاں آتا کرسی گھسیٹ کر بیٹھا تھا۔

"تمہاری بیوی کا کہنا ہے کہ تم شادی کے بعد اسے کہہ گھمانے نہیں لے کر گئے۔اب اس کی بہنیں جا رہی ہے تو اس کا بھی فرض بنتا ہے کہ وہ اس گرلز ٹائم کو اچھے سے انجوائے کرے"--- بہرام شاہ کے کندھے آچکا کر کہنے پر بالاج شاہ نے گھور کر اسے دیکھا تھا

"اور اب آپ بھی شاہ صاحب اپنی بیوی کا پیغام سن لیں۔ان کا کہنا ہے کہ جب تک آپ شرافت سے ہم سب کو ہماری بیویوں کے بارے میں بتا نہیں دیتے وہ بھی گھر واپس نہیں

آنے والی۔۔ اب آپ اگر خان حویلی جائیے گے انہیں لینے جہاں وہ صبح سے گئیں ہیں تو وہ آپ کو وہاں نہیں ملے گی--- اور آپ اسے ڈھونڈ بھی نہیں سکتے کیونکہ وہ اپنی مرضی سے چھپی ہے۔۔اور میری بہن تب تک سامنے نہیں آئیں گی جب تک آپ ہمیں حوریہ لوگوں کے بارے میں بتا نہیں دیتے کہ وہ کہاں ہیں"--- عائث خان نے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا تو بہرام شاہ نے ہونٹ بھینچتے اسے دیکھا تھا اور پھر گہری سانس بھرتے سر جھٹکا تھا

"میں اپنی بہنوں سے مشو"۔۔اس سے پہلے بہرام اپنی بات مکمل کرتا کہ حدائق شاہ نے اس خاموش کروایا تھا۔

"یہ کرنے کا سوچنا بھی نہیں۔۔تم صرف ہمیں ایڈریس بتاؤ۔۔باقی کیا کرنا ہے وہ ہمارا مسئلہ ہے"--- دو ٹوک لہجے میں کہتے وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا اس کے پیچھے ہی عائث خان بھی

" ضرغام لالا کی بیوی کا بھی پیغام ہے تو بتا دے--- پیغام چھوڑیں اب لوکیشن ہی بتا دیں۔۔ ورنہ انتشال ہم سے زیادہ ان کہ سگی ہے۔۔باقی لالا آپ سمجھدار ہیں"--- پلیٹ میں کھانا نکالتے کندھے آچکا کر کہا تو بہرام شاہ ماتھا مسلتے قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے۔

"تمہارے پاس نیٹ ہے تو ہاٹ سپاٹ دینا"۔۔بالاج شاہ نے موبائل پر انگلیاں چلاتے سادہ سے لہجے میں کہا تو ارمغان خان نے سر اثبات میں ہلایا تھا

Posted On Urdu Novel Book

"آگئے اوقات پر"--- ارمغان خان کی بات پر بالاج شاہ کا پانی کے گلاس کی جانب بڑھتا ہاتھ ساکت ہوا تھا وہ ارمغان خان سے اس قدر بدتمیزی کی توقع نہیں کر سکتا تھا۔

جبکہ بالاج شاہ کی نظریں محسوس کرتے ارمغان خان نے اس کی جانب دیکھا تھا اور پھر بات سمجھ آنے پر کھسیانی سی ہنسی ہنستے نفی میں ہلایا تھا۔

"نہیں لالا جو آپ سمجھ رہے وہ نہیں - ڈیوائس کا نام ایسے سیو کیا"---ارمغان خان کی بات پر بالاج شاہ نے تاسف سے سر جھٹکا تھا

"پاسورڈ تو بتاؤں چھوٹے خان---"

"فضول لوگ دور رہیں"---بالاج شاہ کی جھنجھلائی آواز پر بریانی کا چمچ میں منہ رکھتے جواب دیا تو بالاج شاہ کو تو مانو دماغ ہی گھوم گیا تھا خود پر ضبط کرتے جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔

"لالا یہ پاسورڈ تھا"---بالاج شاہ کو کھڑے ہوتے باہر کی جانب بڑھتے دیکھ پیچھے سے آواز لگاتے ہوئے کہا تو بالاج شاہ نے پلٹ کر گھور کر ارمغان خان کو دیکھا تھا

"اپنی حرکتوں سے باز آجاؤ چھوٹے خان - اور یہ فضول پاسورڈ اور ڈیوائس نیم چینج کرو"---سخت لہجے میں کہتے وہ باہر کی جانب بڑھا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

دوسری جانب اپنے روم میں بیٹھے بہرام شاہ کو اگر پتہ ہوتا کہ اس کی بیوی داجی سے ملنے جانے کے بہانے یہ سب کرنے والی ہے تو وہ اسے روم سے بھی نا نکلنے دیتا لیکن خیر اپنی بیوی سے بعد میں نمٹنے کا سوچتے وہ موبائل نکالتے ان سب کو ایڈریس

سینڈ کرنے لگا تھا۔

اپنے موبائلز پر ہوتی میسج کی رنگ پر ان سب نے سرعت سے بہرام شاہ کا میسج دیکھا تھا۔۔ اور وہاں لکھی لوکیشن کو دیکھتے ان سب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگی تھی۔

۔

ڈیڑھ ماہ پہلے۔:

نیلے آسمان پر شام کی سیاہی دور تک پھیلتی چلی جا رہی تھی۔۔موت سے سکتے میں گولیوں کی آواز گونجی تو ولیم کے ساتھ گھسیٹنے کے انداز میں پیچھے کی جانب قدم لیتی عقیدت بری طرح پھڑپھڑا کر خود کو ولیم کی گرفت سے آزاد کروانا چاہا تھا۔

"ڈونٹ یو ڈئیر عقیدت۔۔ورنہ میں تو مرو گا ساتھ تمہیں بھی لے مروں گا"۔۔دبے دبے لہجے میں چلا کر کہتے دروازے سے باہر نکلتے حدائق اور ضرغام کو دیکھتے ولیم نے بے ساختہ گرفت سخت کی تھی۔

"تمہیں وہ چہرہ پسند تھا۔ میں نے وہ چہرہ لے لیا۔ میں نے اپنی شناخت ختم کر لی۔۔تمہارے لیے میں یہاں تک ایا۔۔تمہارے لیے میں نے یہ سب پلین کیا۔۔تم نے پہلے بھی مجھے چھوڑ دیا اب بھی چھوڑ رہی ہو۔۔لیکن اس بار ایسے نہیں ہو گا"۔۔عقیدت کو بازو سے تھامتے گاڑی میں دھکا دیتے خود بھی سوار ہوتے ہوئے کہا تو عقیدت نے سختی سے آنکھیں میچ کر کھولیں تھیں۔

"تم اس کی شکل لے سکتے ہو۔۔اس کی روح اور اس کا کردار نہیں۔۔تم چاہے میرے لیے چاند پر بھی چلے جاو ویلیم مجھے تم سے کبھی محبت نہیں ہو گی۔۔نا میں تب تمہاری تھی نا اب۔۔۔ مجھے صرف و صرف اپنے شوہر سے محبت ہے۔۔تم مجھے مارنے کی دھمکی دے رہے ہو تو سن لو کہ ضرغام خان کے بغیر میں ویسے بھی کبھی جی نہیں سکوں گی۔۔وہ شخص نا صرف کہ میرا شوہر ہے بلکہ میرے ہونے والے بچے کا باپ بھی ہے اور شاید یہ بات ان لوگوں نے تمہیں نہیں بتائی"۔۔ عقیدت شاہ کے سنجیدہ سپاٹ لہجے پر ویلیم نے خالی خالی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

اور پھر عقیدت نہیں جانتی تھی کہ کس لمحے اس نے گاڑی کا دروازا کھولتے اسے ایک جھٹکے میں باہر کی جانب دھکا دیا تھا کہ وہ کئی قدم دور تک جا گری تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

پورا وجود درد کی ٹھیسوں سے بلبلا اٹھا تھا۔سبز نگینوں سی آنکھیں تاریکی میں ڈوبتی جا رہی تھی۔ایک دم سے دھماکہ نما تیز آواز پر وجود میں جنبش ہوئی تو آنکھیں کھولنے کی سعی بھی کی تھی مگر ذہن اندھیرے میں ڈوبتا چلا گیا تھا۔

---

Urdu Novel Book

Posted On Urdu Novel Book

نظریں کمرے کی چھت پر ٹکائیں وہ خاموش نظروں سے اسے گھورنے میں مصروف تھی۔

ہوش سنبھالتے ہی جو چیز اس نے محسوس کی تھی وہ تھا اپنے وجود کا خالی پن

جو احساس وہ کچھ دن سے محسوس کر رہی تھی اسے محسوس نہیں کر پا رہی تھی۔۔اور پھر کمرے میں ڈرپ اتارنے کی غرض سے آئی نرس اس کے شک کو یقین میں بدل چکی تھی۔

سبز آنکھوں کے کناروں سے کئی آنسوں پلکوں کی باڑ توڑ کر تکیے میں جذب ہوئے تھے۔

نجانے کتنا ہی وقت گزرا تھا کہ حلیمہ بیگم کمرے کا دروازا کھولتے اندر داخل ہوئی تھی

عقیدت جو خاموش نظروں سے چھت کو گھورتے دیکھ وہ اپنی نم آنکھیں صاف کرتی بیڈ کے قریب کرسی گھیسٹ کر بیٹھی تھیں۔

" ضرغام کہاں ہے ماں"--- عقیدت کی سپاٹ آواز پر حلیمہ بیگم تڑپ کر اپنی جگہ سے اٹھتی اس کے دونوں ہاتھ تھامتی اس کے اوپر جھکی تھیں

"ٹھیک ہے وہ تم ٹینشن نا لو--- آتا ہے تم سے ملنے"--- عقیدت کے ماتھے پر نرمی سے ہاتھ پھیرتے جواب دیا تو عقیدت نے خاموش نظروں سے انہیں دیکھا تھا۔

"میں نے کہا تھا نا کہ میرا باپ بے قصور ہے—اور عقیدت شاہ ایک دن یہ بات ثابت کر کہ رہے گی—دیکھیں آج کر دیا—میری زندگی کا مقصد پورا ہو گیا- میں نے آج ایک فوجی کی بیٹی ہونے کا حق ادا کر دیا—مم-میرا بہت قیمتی نقصان ہوا ہے(یہ کہتے ہونٹ بری طرح کپکپائے تھے)لیکن باقی کی آنے والی نسل اس دشمنی سے بچ گئی ہے"—ٹھہر ٹھہر کر کہتی وہ حلیمہ بیگم جو سسکنے ہر مجبور کر گئی تھی—تبھی انہوں نے عقیدت شاہ کو اپنی آغوش میں لیا تھا

"مجھے معاف کرو دو—میں نے ہمیشہ تمہیں باغی کہا لیکن یہ ماں کب جانتی تھی کہ اس کی بیٹی اس قدر بہادر اور صبر کرنے والی ہے—"

"ضرغام کو نہیں بتانا ماں—لالا سے کہیں یا کسی سے بھی—اس کے آنے سے پہلے مجھے یہاں سے کہی بھیجیں— وہ اس بات سے بے خبر تھا—لیکن اگر وہ مجھ سے ملنے آیا تو وہ ضرور جان جائے گا—اور میں اسے مزید کوئی تکلیف نہیں دینا چاہتی"--- مقدس بیگم کے ہاتھ تھامتے تیز لہجے میں کہتی وہ حلیمہ بیگم کو حیرت میں مبتلا کر چکی تھی-

"کیسی باتیں کر رہو عقیدت—اور ضرغام تو ہوش میں نہیں ہے— حدائق نے منع کیا تھا تمہیں بتانے سے مگر گاڑی والا جو بھی حادثہ ہوا وہ سمجھ رہا اس میں تم تھی—وہ ابھی کونسا ہوش میں آتا تم سے سوال جواب کرنے آرہا بیوقوفوں والی باتیں مت کرو"—ڈپٹنے والی

Posted On Urdu Novel Book

انداز میں کہتی وہ کرسی پر بیٹھیں تھی کہ عقیدت کو اپنی جگہ سے اٹھنے کی کوشش کرتے دیکھ سر نفی میں ہلاتے اس کی جانب بڑھی تھی

"میں کہہ رہی ہوں ناماں کی میں اسے مزید تکلیف نہیں دینا چاہتی۔۔۔وہ اپنی ماں کی وجہ سے پہلے بہت اذیت میں ہو گا۔۔۔اگر وہ سمجھ رہا کہ میں گاڑی میں تھی تو اسے سمجھنے دیں۔۔کوئی میرے متعلق اسے کچھ نہیں کہے گا۔۔۔کیونکہ وہ میرا شوہر ہے اور مجھ تک پہنچنا اچھے سے جانتا ہے۔۔۔اس کے پہنچنے تک مجھے بالکل ٹھیک ہونا ہے"--- عقیدت کے دو ٹوک لہجے پر انہوں نے بے بسی اور غصے کی ملی جلی کیفیت لیے اسے دیکھا تھا

"جتنا کچھ دیر پہلے تم پر پیار آرہا تھا اب اتنا ہی غصہ آرہا ہے۔۔۔دل کر رہا ہے جوتا اتار لوں اور سیدھا کر دوں تمہیں عقیدت۔۔۔انتہا کی باغی اور ضدی لڑکی ہو"--- دانت کچکچا کر کہتی وہ دھاڑ کی آواز سے دروازا بند کرتی باہر نکلی تھی۔

جبکہ حلیمہ کے غصے پر عقیدت کے ہونٹوں پر ایک لمحے کے لیے مسکراہٹ بکھری تھی۔

---

حال:-

Posted On Urdu Novel Book

ویسے بہرام لالا بھی کوئی بہت پہنچی ہوئی چیز ہیں۔۔بھلا کوئی سوچ سکتا تھا کہ وہ سب یہاں ہو گی"۔۔۔ ارمغان خان کے تاسف بھرے لہجے میں کہنے پر بالاج شاہ نے گردن ترچھی کرتے پیچھے بیٹھے ارمغان خان کو دیکھا تھا۔

"پہنچی ہوئی نہیں میسنی چیز"۔۔حدائق شاہ نے تصحیح کرنے کے انداز میں کہا تو ارمغان خان نے تائیدی انداز میں سر اثبات میں ہلایا تھا

"اگر تبصرہ ہو گیا ہو تو نیچے اتر کر گارڈ کو دروازا کھولنے کا کہہ دو۔۔اگر ہارن دیا تو اندر بیٹھی مخلوقیں ہماری آمد سے باخبر ہو جائیں گی۔۔اور میرے پاس گارڈ کا نمبر نہیں ہے۔۔اس پہنچی ہوئی چیز نے گارڈ بدل دیا ہے۔۔"۔۔بالاج شاہ کے پھاڑ کھانے والے انداز میں کہنے پر حدائق نے گھور کر اسے دیکھا تھا۔

"کیوں جلتے توے پر بیٹھے ہوئے ہو۔۔سب ایک ساتھ جاتے ہیں یہ مشورہ تمہارا تھا تمہاری گاڑی میں جانے کی آفر بھی تمھاری تھی تو اب کیا تکلیف ہو رہی ہے۔۔گاڑی اندر لے جانے کی کیا ضرورت گارڈ کو چابی پکڑا دینا کہنا تھوڑی دیر بعد اندر کر دے۔۔۔ ابھی ایسے ہی جاتے ہیں"۔۔بالاج شاہ کو گھورتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہتے گاڑی کا دروازا کھولتے قدم باہر رکھے تھے جبکہ بالاج شاہ نے سرخ پڑتے چہرے سے حدائق شاہ کی پشت کو دیکھا تھا۔

جبکہ عائث خان مکمل لاتعلقی کا مظاہرہ کرتے کندھے اچکائے باہر نکلا تھا—اور بالاج شاہ کا بس نہیں چل رہا تھا سر دیوار میں مار لے—ڈھائی تین گھنٹے کے سفر میں ایک منٹ بھی ایسا نہیں تھا جب حدائق شاہ اور ارمغان خان کی زبان کو بریک لگی ہو—ایک تو وہ سارے رستے کھاتے آئے تھے اور ساتھ دنیا جہاں کی باتیں کرتے جن کا آغاز کہی سے بھی ہوتا اینڈ ارمغان خان کا بہرام شاہ کو بہت پہنچی ہوئی چیز کہنے پر ہوتا اور حدائق شاہ کا اس کی تصیح کر کہ میسنی چیز کہنے پر

ان کی بے تکی باتوں اور ایک ہی ڈائیلاگ کو سن سن کر بالاج شاہ کو اپنے کانوں کے پردے پھٹتے محسوس ہو رہے تھے—

اب وہ دل سے ان کے ساتھ کہی نا جانے کی توبہ کرتا گاڑی سے اتر کر گیٹ کی جانب بڑھا تھا جو کہ حدائق شاہ کھلوا چکا تھا—

فارم ہاؤس کے داخلی دروازے کے قریب آکر حدائق شاہ اور ارمغان خان نے پلٹ کر بالاج شاہ کو دیکھا تھا جو طنزیہ نظروں سے انہیں دیکھتا قریب آیا تھا—

"کھولا نہیں دروازا"—بازو سینے پر باندھتے طنزیہ لہجے میں کہا تو حدائق شاہ نے آنکھیں گھمائی تھی

"ٹرائی کرو چھوٹے خان شاید کھل جائے۔۔دونوں بازو پھلا کر کہو کھل جا سم سم دیکھنا کیسے کھلتا"۔۔سیاہ گہری آنکھوں میں چمک اور چہرے پر سنجیدگی طاری کیے طنزیہ لہجے میں کہا تو ارمغان خان نے منہ بسورتے قدم پیچھے لیے تھے۔۔جس پر بالاج شاہ نے دروازے کے سامنے کھڑے حدائق شاہ کو آبرو آچکا کر دیکھا جیسے کہنا چاہتے ہو آپ بھی جس پر حدائق شاہ دانت کچکچاتے سائیڈ پر ہوا تھا

لیکن اس سے پہلے بالاج شاہ آگے بڑھتا کہ خاموشی سے ان تینوں کے ڈرامے دیکھتا عائث خان آگے ہوتے۔۔دروازے کے سائیڈ پر نصب کچھ بٹنز کو پریس کرتے دروازا کھول چکا تھا۔

جس پر بالاج شاہ کے چہرے کے زاویے پل میں بگڑے تھے جسے دیکھتے حدائق اور ارمغان خان کا قہقہہ بے ساختہ تھا

"لالا اندر آکر آپ بھی بازو پھیلا کر ٹرائی کیجئے گا کہ کیوں کیا سم سم"۔۔ارمغان خان کے شوخ لہجے پر بالاج شاہ نے گھور کر اسے دیکھا تھا کہ اگلے ہی لمحے ارمغان خان کی ہنسی کو بریک لگی تھی۔

---

Posted On Urdu Novel Book

وہ چاروں اندر داخل ہوئے تو پہلے چھوٹی سے راہداری تھی جو کہ لاونج میں جاتی تھی۔۔۔ابھی وہ راہدری میں ہی تھے کہ تیز میوزک کے ساتھ ان لوگوں کی باتوں اور قہقہوں کی آوازیں سنتے ان چاروں کے چہرے کے تاثرات حد درجے تک سنجیدہ ہوئے تھے۔

"قیامت کے دن ان عورتوں کا بھی الگ حساب ہو گا۔۔۔ کیسے شوہروں کو بے آسرا چھوڑے یہاں پارٹیز کر رہی ہیں۔۔۔ہماری جان پر بنی ہوئی تھی اور یہاں جاندار قہقہے لگ رہے ہیں"۔۔۔ ارمغان خان کے جلے کٹے لہجے پر ان تینوں نے بیک وقت گھور کر اسے دیکھتے خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا

پھر بالاج شاہ انہیں خاموشی سے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتا آگے بڑھا تھا کیونکہ فارم ہاؤس اس کا اور بہرام کا تو تھا اور وہ اچھے سے جانتا تھا کہ اسے کہاں چھپنا چاہیے

وہ لوگ شاید سائیڈ پر تھیں۔۔۔ان کی آوازوں کے تعاقب میں بالاج شاہ نے گردن تھوڑی سے باہر نکالتے انہیں دیکھا تھا۔۔۔اور پھر دوسرے ہاتھ کے اشارے سے ان لوگوں کو دائیں جانب جانے کا اشارہ کیا تھا جس پر وہ تینوں فوراً اس جانب بڑھے تھے جبکہ ان سب میں صبغہ کو متلاشی نگاہوں سے دیکھتے بالاج شاہ بھی اس کے نظر نا آنے پر عائث لوگوں کی جانب بڑھا تھا

Posted On Urdu Novel Book

اس روم سے لاونج واضح نظر آئے گا"۔۔کمرے میں داخل ہوتے کھڑکی کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے کہا تو ان سب نے سر اثبات میں ہلائے تھے

کھڑکی کا پٹ تھوڑا سے کھولتے بالاج شاہ نے باہر جھانکا تو نظریں سیدھا اس دشمن جان کے چہرے سے ٹکرائیں تھیں جو ہاتھ میں ٹرے تھامے ابھی لاونج میں داخل ہوئی تھی

---

اب کونسی مووی دیکھنی ہے"۔۔سلوی شاہ نے صوفے سے کھڑے ہوتے۔۔آگے بڑھ کر ٹیبل پر پڑے پیزہ باکس سے پیزے کا ٹکڑا اٹھا کر منہ میں رکھتے سوالیہ لہجے میں پوچھا تھا

جبکہ سلوی شاہ کی آواز پر ارمغان خان کا دل اچھل کر حلق میں آیا تھا۔

وہ سب کھڑکی سے ہٹ چکے تھے کہ کہی ان لوگوں کو شک نا ہو جائیں لیکن میوزک بند ہونے پر ان لوگوں کی آوازیں واضح طور پر سنائیں دے رہی تھیں

"ٹاپ ٹین ہنڈسم ایکٹرز کے نام چٹ پر لکھتے ہیں پھر جس کا نام آیا اس کی جو بھی نیو مووی آئی ہوگی وہ دیکھیں گے"۔۔پلوشہ خان کی میٹھی آواز میں کہے گے یہ چند الفاظ حدائق شاہ کو زہر سے بھی برے لگے تھے۔۔دانت کچکچاتے پہلو بدلا تھا۔۔حدائق شاہ کو بالکل اندازہ نہیں تھا کہ اس کی معصوم پٹھانی ہر ہنڈسم سلیبرٹی کو کرش بنا لیتی ہے

Posted On Urdu Novel Book

"پھر نام میں بتاؤں گی اور وہ بھی ہولی ووڈ کے ایکٹرز کے۔۔مجھے وہی ہنڈسم لگتے ہیں"۔۔۔
حوریہ شاہ کی ضد بھری آواز پر عائث خان نے بری طرح اپنے ہونٹ کچلے تھے۔۔نازک سی جان تھی مگر انتہا کی ضدی تھی۔۔وہ پہلے بھی اسے باز رہنے کا بول چکا تھا مگر وہ عائث خان کی کوئی بات مان لے ایسا ہو سکتا ہے بھلا

"نہیں کورین بھی ہوگے۔۔مجھے وہ پسند ہیں۔۔یار کتنے کیئرنگ اور لونگ ہوتے ہیں اور ہاٹ تو"۔۔صبغہ شاہ کی چہکتی آواز پر بالاج شاہ نے سختی سے مٹھیاں بھینچی تھی۔

"عجیب سائیکو عورت ہے۔۔محبت ہے محبت ہے کر کہ میرے کان کھائی رکھے۔۔اور ہاٹ اسے کورین لگتے ہیں۔۔تعریفوں کے قصیدے کبھی کریکٹرز کے پڑھے جاتے اور کبھی کوریز کے تو مجھ سے محبت ترس کھا کر کی تھی یا آندھی ہو کر۔۔اگر مجھے اس عورت سے محبت نا ہوتی تو قسم سے شوہر کی ہٹھ پیچھے دوسرے مردوں کی شان میں قصیدے پڑھنے پر زندہ زمین میں گاڑھ دیتا"۔۔۔ کھڑکی کے پٹ کو سختی سے ہاتھ میں دبوچتے۔۔دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تو حدائق شاہ نے ناک سے مکھی اڑانے کے انداز میں ہاتھ جھلایا تھا

"تو جب محبت نہیں تھی تب کونسا کچھ کہہ دیا تھا۔۔کہاں ہوتا تو آج یہ سننے کو نا ملتا"۔۔۔
کندھے اچکائے طنزیہ لہجے میں کہتے بالاج شاہ کو مزید سلگایا تھا

Posted On Urdu Novel Book

"ہاں نا ڈاکٹر صاحب آپ نے تو بہت اچھے طریقے سے سمجھایا یوگا نا کہ پہلے ایک کریش تھا کم تھا تو بیگم نیکسٹ ٹائم دس ٹاپ ہنڈسم کی لسٹ بنانا"--- بالاج شاہ کے دوبدو جواب دینے پر حدائق شاہ نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا تھا

جبکہ عائث بیڈ پر اور ارمغان صوفے پر بیٹھ کے اس پارٹی کے ختم ہونے کا انتظار کر رہے تھے تاکہ ان کی بیویاں کمرے میں جائیں تو ان کو اپنا دیدار کروائیں

---

عقیدت نے بے چینی سے کروٹ بدلتے آنکھیں کھولیں تھیں۔۔کچھ دیر یونہی لیٹے رہنے کے بعد وہ کمفرٹر ہٹاتی بیڈ سے اترتی کمرے کی لائٹس ان کر چکی تھی۔

سی گرین شرٹ ٹراوزر پہنے بالوں کا میسی سا جوڑا بنائے۔۔سبز نگینوں سی آنکھوں میں نیند کے باعث بنے سرخ ڈورے لیے وہ جان لیوا حد تک دلکش لگ رہی تھی۔

وہ رات کا کھانا کھا کر جلد روم میں آگئی تھی۔۔جبکہ وہ چاروں ہر روز کی طرح رات دیر تک جاگنے کا پلین بنائے ہوئے تھی۔۔روم میں آکر نماز پڑھنے کے بعد وہ سونے کے لیے لیٹ گئی تھی مگر نجانے کیوں عجیب سی بے چینی تھی۔۔نیند سے آنکھیں بند ہو رہی تھی لیکن وہ سونے کی کوشش کرتی تو سویا بھی نہیں جا رہا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book
بیڈ کے سائیڈ ٹیبل پر رکھے جگ سے پانی گلاس میں انڈیلتے ایک ہی سانس میں گلاس خالی کیا تھا۔۔

ایک نظر کمرے کے اطراف میں گھماتے وہ فریش ہونے کی نیت سے واشروم گئی تھی۔۔

فیس واش کرتے عقیدت کو محسوس ہوا جیسے کوئی روم میں آیا ہے۔۔حوریہ لوگوں کا سوچتی وہ جلدی سے فیس واش کرتی منی ٹاول پکڑتی دروازے کی جانب بڑھی تھی۔۔

"تم لوگ سو کیوں"--- اپنے دیہان میں وہ ڈپٹنے والے انداز میں کہتی کمرے میں داخل ہوئی تھی مگر کمرے میں پھیلی جانی پہچانی مرادنہ کلون کی خوشبو نتھنوں سے ٹکرائی تو عقیدت کی زبان کو بریک لگی تھی۔۔

Urdu Novel Book

چہرے کی جانب بڑھتا ٹاول والا ہاتھ اپنی جگہ ساکت ہوا تھا۔۔دل اتنی تیزی سے دھڑکا تھا کہ عقیدت کو اپنی کانو میں سنائی دیا تھا

"یاد تو نہیں آئی ہوگی میری"--- ضرغام خان کی بھاری شکوہ کناں آواز پر سانسیں تھمی تھی۔۔ٹاول پر گرفت سخت ہوئی تھی۔۔ ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دباتے چہرہ گھماتے بائیں جانب دیکھا تھا جہاں وہ دروازے کے ساتھ ٹیک لگائے ہاتھ سینے پر باندھے نظریں عقیدت شاہ کے نم چہرے پر ٹکائے کھڑا تھا۔۔جس پر عقیدت نے نظریں چڑاتے چہرہ جھکایا تھا

Posted On Urdu Novel Book

نجانے کتنے لمحے خاموشی کی نظر ہوئے تو ضرغام خان گہری سانس بھرتے۔۔مضبوط قدم لیتا عقیدت شاہ کی جانب بڑھا تھا

ایک قدم کے فاصلے پر رکتے خاموش گہری نظر سے عقیدت شاہ کو سر جھکائے ہونٹ کچلتے دیکھا تھا۔

مگر جب وہ ہنوز ویسے ہی کھڑی رہی تو ایک قدم کے فاصلے کو ختم کرتے ضرغام خان نے اپنے دونوں بازو واہ کرتے عقیدت شاہ کو اپنے سینے میں بھنچا تھا

"لیکن میں نے تمہیں بہت یاد کیا ہے ضرغام کی جان"--- تھوڑی عقیدت کے سر پر ٹکاتے محبت سے چور لہجے میں کہا تو کمرے کی فضا میں عقیدت شاہ کی سسکی گونجی تھی

اور پھر اگلے ہی لمحے وہ ضرغام خان کی پشت پر دونوں ہاتھ باندھتی ہچکیوں سے روتی ضرغام خان کی جان لبوں پر لے آئی تھی۔

"مم-میرا بچہ ضض-رغام میں نے کھو دیا۔۔تم نن-نہیں آئے مم۔۔میں نے بلایا تھا۔۔کہا تھا کچھ سپیشل بتانا ہے۔۔مگر تم نہیں آئے۔۔میں اس خوشی کو تمہارے محسوس کرنا چاہتی تھی۔۔ میں اسے دیکھنا چاہتی تھی۔۔محسوس کرنا چاہتی تھی لل۔۔لیکن مم۔۔میں نے کھو دیا"----

وہ جو نا بتانے کا سوچے بیٹھی تھی۔۔اب لمحے میں ضبط کھو چکی تھی۔۔جو بے چینی و بے سکونی

Posted On Urdu Novel Book

وہ خود میں محسوس کر رہی تھی وہ اس سہارے اس کندھے کی کمی کی وجہ سے کر رہی تھی۔۔ اور اب وہ سہارہ ملتے ہی وہ بری طرح ٹوٹ کر بکھرتی انہیں بازوؤں میں سمٹتی جا رہی تھی۔ جبکہ ضرغام خان سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ سختی سے ہونٹ بھینچے۔۔نم آنکھوں کو سامنے دیوار پر ٹکائے سختی سے عقیدت کو خود میں بھینچ گیا

جب وہ رو رو کر نجانے کتنی دیر بعد خاموش ہوئی تو اپنے سینے پر عقیدت کو ہچکیاں بھرتے محسوس کر کہ ضرغام خان بنا کچھ کہے اسے باہوں میں بھرتے بیڈ کی جانب بڑھا تھا۔

نرمی سے عقیدت کو بیڈ پر لٹایا تو وہ غصے خفگی اور اپنے اس طرح رونے پر شرمندہ ہوتی کروٹ بدلتی چہرہ تکیے میں چھپا گئی

جبکہ ضرغام خان گہری نظروں سے اسے دیکھتے جوتے اتار کر بیڈ پر اس کے قریب جگہ بناتے زبردستی رخ اپنی جانب کر چکا تھا۔

"تم کیا سمجھتی ہو۔۔تم نہیں بتاؤ گی تو میں جان نہیں سکوں گا۔۔ضرغام خان کا اتنا بڑا نقصان ہو جائے اور وہ بے خبر رہے ایسا سمجھ رکھا ہے کیا۔۔تمہیں لگتا ہے کہ تم ماں ہو تو سارے احساسات تمہارے پاس ہی ہیں۔۔میں یہاں دل کی( دل کے مقام پر انگلی سے اشارہ کرتے) پتھر لیے پھر رہا ہوں۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے میرا دل نہیں تڑپا ہو گا۔۔میری روح بے چین نہیں ہوئی ہو گی۔۔تم نے مجھے تکلیف سے بچانے کے لیے اس بات کو چھپایا۔۔اور خود اکیلے یہاں

گھٹ گھٹ کر مرتی اس تکلیف کو اس درد کو بھولنے کی کوشش کر رہی ہو۔۔جب نقصان ہم دونوں کا تھا تو تم کیسے سوچ سکتی ہو کہ ہمیں ایسے دور رہ کر اس جھیل سکتے ہیں۔۔۔اگر اب تک تم تک نہیں آیا تھا تو تمہاری بات کا مان رکھ رہا تھا اور دیکھ رہا تھا کہ کتنی ہمت ہے خان کی بیوی کتنا حوصلہ ہے کہ وہ میرے بغیر رہ کر خود کو سنبھال لے۔۔۔اور آج دیکھ بھی لیا۔۔لیکن ایک بات بتاؤں۔۔۔تمہارے خان میں اتنا بھی حوصلہ ایک بس رویا نہیں ہوں باقی ہر احساس اور تکلیف اپنی روح تک محسوس کی ہے"---- نیلی آنکھوں کو سبز نگینوں سی آنکھوں میں گاڑھے نرم و نم لہجے میں کہتے ضرغام نے نرمی سے عقیدت کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرا تھا۔

" مم۔۔۔میں بس نہیں چاہتی تھی کہ تمہیں"--- نم لہجے میں ابھی وہ اپنی بات مکمل کرتی کہ ضرغام خان نے جھک کر نرمی سے عقیدت شاہ کے کپکپاتے ہونٹوں کو اپنی شدت بھری گرفت میں قید کر گیا

"مجھے صرف ایک سوال کا جواب چاہیئے۔۔۔مجھے یاد کیا تھا یا نہیں"۔۔۔پیچھے ہوتے۔۔۔انگھوٹے کے پور سے عقیدت کے نم ہونٹوں کو سہلاتے سنجیدہ لہجے میں استفسار کیا تو عقیدت نے ضرغام خان کے ہاتھ کو چہرے سے ہٹاتے۔۔۔ہونٹوں سے چھوتے اپنی کمر پر رکھتے سر ضرغام کے سینے سے ٹکایا تھا۔۔۔

Posted On Urdu Novel Book

"تمہیں کیا میں بھول سکتی ہوں بھلا۔۔ایک میرا خان ہی تو یاد رہتا ہے مجھے"--- تھوڑی ضرغام خان کے سینے پر ٹکائے نم آنکھوں میں چمک لیے محبت بھرے لہجے میں جواب دیا تو عقیدت کے چہرے سے آنسوؤں کے نشان صاف کرتے ضرغام خان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا

نیلی گہری آنکھوں میں محبت لیے عقیدت شاہ کے چہرے کے ایک ایک نقوش کو والہانہ انداز میں دیکھتے اسے سختی سے خود میں بھینچتے اپنے ہونٹ عقیدت کی آنکھوں پر رکھے تھے۔

"ضرغام کی جان آج سکون سے نیند پوری کر لو--- حویلی جاتے ہی میں نے اپنے دس بارہ بچوں کو دنیا میں لانے کی جو پلیننگ کی ہے اس پر عمل شروع کر دینا ہے۔۔پھر ہر سال ایک نیا بچہ--- تم اگلے دس بارہ سالوں تک بالکل بور نہیں ہونے والی۔۔پرمانیٹ انٹرٹیمنٹ کا انتظام کریں گے۔۔ایک بچہ تھوڑا سا بڑا ہوا تو نئے کو لانے کی پلیننگ سٹارٹ کر دیں گے۔۔ٹھیک ہے نا"--- عقیدت شاہ کے بالوں میں نرمی سے انگلیاں چلاتے سنجیدہ لہجے میں آخر میں رائے پوچھی تو عقیدت نے نیند سے بند ہوتی آنکھوں کو بامشکل کھولتے گھور کر ضرغام خان کو دیکھا تھا

دونوں ہاتھ ضرغام خان کے کندھوں پر رکھتی آگے کو ہوتی اسے بنا سمجھنے کا موقع دیے وہ اپنی دانت ضرغام خان کی گردن میں گاڑھ چکی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

"ایسی پلیننگ کا دوبارا سوچا بھی تو تمہارا سر پھاڑ دوں گی ضرغام"--- عقیدت شاہ کو پہلے روپ میں آتے دیکھ ضرغام خان کا قہقہہ روم کی فضا میں گونجا تھا

"ٹھیک ہے میری شیرنی۔۔میں پٹی کرواکر بھی یہ کام سرانجام دے لوں گا"--- ضرغام خان کے شوخ لہجے پر عقیدت اسے خود سے دور دھکیلتی کے ضرغام خان سرعت سے اس کے بازو تھاما تھا عقیدت کو مزید سختی سے خود میں بھینچتے اپنے دانت اس کے گال پر گاڑھتے شدت بھرا لمس چھوڑا تھا

"سو جاؤ۔۔پھر گھر بھی چلنا ہے"۔۔کمفرٹر عقیدت پر اوڑھتے بیڈ سے اتر کر روم کی لائٹ بند کر کہ واپس آتے نرمی سے اپنے حصار میں لیتے آنکھیں موندیں تھی۔۔کچھ ہی دیر میں نیند نے دونوں کو اپنے حصار میں لیا تھا۔

---

وہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی کمرے میں آئی تھی۔۔کپڑے چینج کر کہ نائٹ ڈریس پہنے۔۔ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی ہاتھوں پر لوشن لگاتے وہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھی کہ دروازا کھلنے کی آواز پر چونکی تھی۔۔نظریں اٹھائے آئینے میں دیکھا تو اپنی جانب آتے بالاج شاہ جو دیکھتے صبغہ کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا۔

سرعت سے اپنی جگہ سے اٹھتے بالاج شاہ کی جانب پلٹی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

"تم۔۔تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی یہاں آنے کی"۔۔مٹھیاں بھینچے دبے دبے لہجے میں چلا کر کہا تو بالاج شاہ نے گہری سانس بھرتے خود کو کچھ سخت کہنے سے روکا تھا۔

"دیکھو صبغہ ہمارے درمیان جو بھی ہے۔۔مگر میں یہ ہرگز برداشت نہیں کروں گا کہ تم۔۔ کہ تم"--- انگلی اٹھائے وارن کرنے کے انداز میں کہتے وہ لاکھ کہنے کی کوشش کرتے مٹھیاں بھینچے ہاتھ نیچے گرا گیا تھا

"کیا تم۔۔کیا برداشت نہیں کرو گے۔۔ تمہارے کچھ برداشت کرنے کی یہاں کسی کو کوئی فکر یا پرواہ نہیں-- تمہاری برداشت تمہارا مسئلہ لیکن فلحال تم مجھے یہاں برداشت نہیں ہو رہے نکلو یہاں سے"۔۔۔انگلی اٹھائے تیز لہجے میں کہتی وہ بالاج شاہ کے قریب سے گزرتی دروازے کی جانب بڑھی ہی تھی کہ بالاج شاہ چہرے پر سختی لائے پلٹ کر صبغہ کا بازو دبوچتے رخ اپنی جانب کر چکا تھا۔

"میں یہاں کوئی فضول کی بحث کرنے نہیں آیا صبغہ میں لینے آیا ہوں۔۔۔ابھی اور اسی وقت تم میرے ساتھ حویلی چلو گی"۔۔۔دو ٹوک لہجے میں کہتے وہ اسے مزید قریب کرتا کہ صبغہ دونوں ہاتھ بالاج شاہ کے سینے پر رکھتی اس سے دور ہوئی تھی

Posted On Urdu Novel Book

"تم نے سوچ بھی کیسے لیا کہ میں تمہارے ساتھ جاؤں گی۔۔تم جیسے شخص کے ساتھ - میں مرجاوں گی مگر تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گی"--- چلا کر کہتے آنکھیں اور لہجہ بے ساختہ ںم ہوا تھا

"میرے ساتھ جانے سے بہتر مرنا لگ رہا تو پھر کیوں بچایا تھا مجھے۔۔کیوں اپنی جان کی پرواہ نہیں کی تھی۔۔کیوں منہ اٹھا کر میرے پیچھے آئی تھی"۔۔دو قدم کے فاصلے کو سمیٹتے صبغہ شاہ کے سامنے کھڑے ہوتے سخت لہجے میں سوال کیا تو صبغہ نے دانت کچکچا کر اپنے سامنے ڈھیٹ بن کر کھڑے بالاج شاہ کو دیکھا تھا

"وہ جو تمہارے نظر میں دو ٹکے کی محبت کرتی تھی نا میں اس محبت کا حق ادا کیا تھا۔۔اور وہ کرنے کے بعد میں اب آزاد ہوں۔۔اور غلطی ہوگئی مجھ سے کہ اپنی زندگی کے اتنے سال تمہارے پیچھے آنے پر تمہارے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلنے تمہارے ساتھ زندگی کے سفر کو طے کرنے کی اس پر گنوا دیے میں نے۔۔اور اب اس غلطی کو بہت جلد سدھار لوں گی میں۔۔اب تم جا سکتے ہو"۔۔سیاہ گہری آنکھوں میں آنکھیں ڈالے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا تو بالاج شاہ کو اپنا دل ڈوبتا محسوس ہوا تھا۔

---

Posted On Urdu Novel Book

"وہ جو تمہارے نظر میں دو ٹکے کی محبت کرتی تھی نا میں اس محبت کا حق ادا کیا تھا۔۔اور وہ کرنے کے بعد میں اب آزاد ہوں۔۔۔اور غلطی ہوگئی مجھ سے کہ اپنی زندگی کے اتنے سال تمہارے پیچھے آنے پر تمہارے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلنے تمہارے ساتھ زندگی کے سفر کو طے کرنے کی امید میں گنوا دیے میں نے۔۔۔اور اب اس غلطی کو بہت جلد سدھار لوں گی میں۔۔اب تم جا سکتے ہو"۔۔۔سیاہ گہری آنکھوں میں آنکھیں ڈالے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا تو بالاج شاہ کو اپنا دل ڈوبتا محسوس ہوا تھا۔۔

"کیا مطلب ہے تمہاری اس بکواس کا۔۔مزاق سمجھ رکھا ہے تم نے سب چیزوں کو"۔۔۔ مٹھیاں بھینچتے۔۔اپنے اشتعال پر قابو پانے کی کوشش کرتے دبے دبے لہجے میں چلا کر کہا تو صبغہ شاہ نے گہری سانس لیتے کوفت سے آنکھیں گھمائی تھیں

"مزاق تو تم نے بنایا ہے میرا۔۔تمہارے لائق نہیں تھی نا۔۔نفرت کرتے تھے نا مجھ سے۔۔۔ تو اب پھر کس بات کا مسئلہ ہے۔۔چھوڑ تو دی ہے تمہاری جان۔۔۔اور اب مجھ پر رحم کرو مجھے میرے حال پر چھوڑ دو--- میری غلطی صرف اتنی تھی کی میں نے تم سے بے انتہا محبت کی اور تم نے کیا کِیا۔۔تم نے میری ذات کو عزت نفس کو اپنی آنا میں روند ڈالا۔۔۔ میری محبت کی ناقدری کی اور جو محبت کی ناقدری کرتے ہیں نا انہیں محبت کبھی معاف نہیں کرتی۔۔نا ہی میں تمہیں کبھی معاف کروں گی اور نا ہی میری محبت"۔۔۔بالاج شاہ کا گریبان

Posted On Urdu Novel Book

اپنی مٹھیوں میں سختی سے دبوچتے۔۔لہجے میں تپش لیے چلا کر کہا تو بالاج شاہ نے خاموش نظروں سے صبغہ شاہ کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھا تھا۔۔شہد رنگ انکھوں میں نفرت لیے بالاج شاہ کو گھور کر دیکھتی۔۔ایک جھٹکے سے کالر چھوڑتے بالاج شاہ کے سینے پر ہاتھ رکھ کر پلٹی تھی کہ آگے بڑھتے قدم جیسے زمین نے جکڑے تھے

"تم نے پوچھا تھا نا کہ لاعلاج مرض کونسا ہے۔۔جان گیا ہوں میں اور شاید مبتلا بھی ہوگیا ہوں( اپنی کلائی کو بالاج شاہ کی گرفت میں محسوس کرتے۔۔۔ابھی وہ کچھ سخت سناتی کہ بالاج شاہ کی بھاری آواز پر حیرت زدہ ہوتی پلٹی تھی۔۔مگر نظریں اپنی کلائی کو تھامے زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھے بالاج شاہ کو دیکھتے وہ حق دھک سی رہ گئی تھی)۔۔میں نے بہت کوشش کی۔۔ہر ممکن طریقے سے تمہیں خود سے دور کرنے اور تمہاری ضدی محبت کی تپش سے بچنے کی کوشش کی لیکن میں نہیں بچ سکا۔۔میرا پورا وجود اس کی لپیٹ میں آچکا ہے۔۔شاید میں کبھی جان بھی نا پاتا اگر اس دن تمہیں کھو دینے کا ڈر میرے رگ و پے میں سرایت نا کر جاتا"--- نظریں صبغہ شاہ کے چہرے پر ٹکائے بھاری لہجے میں کہتے وہ ہنوز کلائی تھامے کھڑا ہوا تھا۔۔

" انا ہوتی تو یہاں نہیں ہوتا۔۔اور اگر دل کے کسی کونے میں رضامند نا ہوتا تو کبھی نکاح نا کرتا اور تب تو کبھی نہیں جب جان گیا تھا کہ وہ سب ڈرامہ تھا۔۔اتنے دن تم نظروں کے

Posted On Urdu Novel Book

سامنے نہیں تھی تو ہر منظر ادھورا تھا۔۔ہر رات بے چینی لیے اور ہر دن بے سکونی کے حصار میں گزرا ہے۔۔تم نے محبت کی تھی مجھ سے صبغہ۔۔بددعا دی تھی کہ بالاج شاہ کو تم سے عشق ہو جائے۔۔ہو گیا ہے عشق۔۔اب کیا کروں"--- آنکھوں میں محبت کا جہاں سمائے بھاری لہجہ لیے کہا تو صبغہ نے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دباتے نظریں بالاج شاہ کے چہرے سے ہٹائی تھیں

"میرے لیے یہ سب اب معنی نہیں رکھتا۔۔"

"میں وہی بالاج شاہ ہوں جو دنیا کو اپنے جوتے کی نوک پر رکھتا تھا--مگر آج ساری انا بھلائیں عشق کے آگے گھٹنے ٹیک گیا۔۔میں وہی بالاج شاہ ہوں جس کے لیے اس دنیا میں ایسا کیا نہیں جسے وہ چاہے اور حاصل نا کر سکے۔لیکن وہ سرد لہجے میں کہتا کہتا لمحے کو رکا تھا - - عنابی ہونٹ سختی سے آپس میں پیوست ہوئے تھے.

لیکن میں ہی ہوں وہ بالاج شاہ جو آج تک اس ایک احساس کو کبھی محسوس نہیں کر سکا کہ جسے چاہو وہ حاصل ہو جائے تو کیسا محسوس ہوتا ہے .. جس شخص کے ساتھ کی خواہش کرو اور وہ خواہش پوری ہو جائے تو سانسیں کیسے چلتی ہیں۔۔سینے میں دھڑکتا دل کیسے شور مچاتا ہے۔۔کیسے انسان خود کو ہواؤں میں اڑتا ہوا محسوس کرتا ہے۔میرا دل کبھی ان احساسات سے نہیں گزرا تو اسی لیے سینے میں دھڑکتے دل کو پتھر کر لیا تھا بالاج شاہ نے۔۔نا کوئی

Posted On Urdu
Novel Book

خواہش تھی نا ہی کسی احساس کو محسوس کرنے کی چاہت— وہ سن تو رکھا ہوگا تم نے بھی کہ ہم تو بس خواہش کا مرجانا مانگتے ہیں "—لیکن تم نے مجھے مجبور کیا صبغہ بالاج شاہ کے میں تمہیں چاہوں—لیکن خیر—اگر تمہاری یہی خواہش ہے تو یہی سہی— دل ہی تو ہے اور دل کا کیا ہے—بالاج شاہ کو دل پتھر کرنا آتا ہے—لیکن یاد رکھنا پھر یہ موم نہیں ہوگا—صبر کر لوں گا محبت کے اس خسارے پر کیونکہ بالاج اس معاملے میں بہت صابر رہا ہے"--- سیاہ آنکھوں میں اترتی نمی پر قابو پاتے—سرد بھاری لہجے میں کہتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا جبکہ صبغہ شاہ سر تھامتی وہی بیٹھتی چلی گئ تھی—

عجیب شخص تھا منانے بھی آیا تھا تو اپنی سنا کر چلا گیا تھا

---

پلوشے نیند آگئی ہے تو چلی جاؤ سونے میں یہ سب سمیٹ کر چلی جاؤں گی"--- پلوشہ خان کی نیند سے بند ہوتی آنکھوں کو دیکھتے سلوی نے ٹیبل سے چیزیں سمیٹتے ہوئے کہا تو پلوشہ نے سر اثبات میں ہلاتے صوفے پر سوتی حوریہ شاہ کو دیکھا تھا—

"حوریہ تو یہی سوگئی ہے—اسے اٹھاؤ یا سوتی رہنے دوں"—صوفے سے اترتے پاؤں میں چپل پہنتے سلوی شاہ سے پوچھا تو سلوی نے سر نفی میں ہلایا تھا

Posted On Urdu Novel Book

"نہیں نیند خراب ہوگئی تو جلدی نہیں آئے گی اسے۔۔تم بس یہ سامنے والی لائٹ بند کر جانا۔۔میں چیزیں اٹھا کر باقی بھی کر دوں گی تا کہ یہ سکون سے سوئی رہے"--- ٹرے میں چائے کے مگ رکھتے جواب دیا تو پلوشہ نے جمائی لیتے سر اثبات میں ہلایا تھا

"ساری لائٹس نا آف کرنا۔۔ڈر بھی جاتی ہے۔۔ بس یہاں سے کرنا باقی کچن وغیرہ یہ سیڑھیوں والی آن رہنے دینا"۔۔سیڑھیوں کی جانب بڑھتے تائیدی انداز میں کہا تو سلوی نے محض سر ہلانے پر اکتفا کیا تھا

ٹیبل اور کارپٹ سے چیزیں سمیٹ کر لائٹس آف کرتے قدم کچن کی جانب بڑھائے تھے۔ بچی ہوئی کھانے کی چیزیں فریج میں رکھتے۔۔برتن واش کر کہ رکھتی ایک طائرانہ نگاہ کچن میں دوڑاتے وہ باہر آئی تھی۔

حوریہ شاہ کو گہری نیند میں سوئے دیکھتے اگے بڑھ کر بلینکٹ کھول کر اس پر اوڑھایا تھا پھر گہری سانس بھرتے۔۔جمائی روکتے قدم اپنے روم کی جانب بڑھائے تھے۔

---

کمرے میں قدم رکھتے ہاتھ سے ٹٹول کر لائٹ ان کی تو سلوی شاہ کو عجیب سے احساس نے گھیرا تھا۔۔لیکن سر جھٹکتے۔۔کبرڈ سے لائٹ ڈریس لیتے واشروم میں داخل ہوئی تو سامنے کا منظر دیکھتے سلوی شاہ کی چیخ بے ساختہ تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

ارمغان خان کو سنک کے سامنے کھڑے فیس واش کرتے دیکھ سلوی شاہ نے اپنی دوسری چیخ کا گلہ ہونٹوں پر ہتھیلیاں جما کر روکا تھا

جبکہ سلوی شاہ کے یوں چلانے پر ارمغان خان نے سرخ ہوتی آنکھوں میں ناپسندیدگی لیے اسے گھورا تھا

ارمغان خان کے چہرے کے بگڑے تاثر دیکھ سلوی شاہ کے گلے میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔۔۔ اس سے پہلے وہ کچھ کہتی ارمغان خان کو پانی بند کرتے دیکھ آنکھیں پھلائے ڈریس ارمغان خان کی جانب اچھالتے الٹے قدموں بھاگنے کے انداز میں باہر نکلی تھی۔

جبکہ سلوی شاہ کی بچکانہ حرکت پر ارمغان خان مٹھیاں بھینچے تیزی سے اس کے پیچھے بڑھا تھا

"ہائے اللہ نہیں۔۔۔میں نے باہر جانا ہے۔۔۔چھوڑیں مجھے"۔۔۔اس سے پہلے وہ دروازا کھول کر باہر بھاگتی کے ارمغان خان تیزی سے اس کی جانب بڑھتا۔۔۔دونوں بازو پیچھے سے سلوی شاہ کی کمر سے گزار کر پیٹ پر سختی سے باندھتے اسے روک چکا تھا۔

جبکہ وہ اپنے پاؤں زمین سے اوپر محسوس کرتے زور زور سے ٹانگیں جھلاتی رونے والے انداز میں چلاتی ارمغان خان کے غصے کو مزید ہوا دے گئی تھی کہ تبھی وہ قدم پیچھے لیتا بیڈ کی جانب بڑھتے پٹکنے کے انداز میں سلوی کو بیڈ پر گراتے دونوں ہاتھ کمر پر ٹکاتے خونخوار نظروں سے اسے گھورنے لگا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

"اب اگر تمہاری سریلی آواز حلق سے باہر آئی تو زبان کھینچ لوں گا سلوی شاہ"۔۔۔ارمغان خان کے انگلی اٹھائے دبے دبے لہجے میں غرا کر کہنے پر سلوی کا دل اچھل کر حلق میں آیا تھا۔

ارمغان خان کے غصے سے پھولتے تنفس اور سرخ پڑتے چہرے کو دیکھتے وہ حلق تر کرتی کہنیوں کے بل پیچھے ہوتی آہستہ آہستہ سے بیڈ پر کھڑی ہوئی تھی اس سے پہلے ارمغان کچھ کہتا وہ ہاتھ کے اشاروں سے اسے کچھ سمجھانے لگی تھی جسے دیکھتے ارمغان خان کا خون مزید کھولا تھا

"سٹاپ دس نان سنس( ارمغان خان کی شیر سی غراہٹ پر سلوی شاہ کے ہاتھ سرعت سے پہلوں میں ان گرے تھے )۔۔۔میرا بس نہیں چل رہا سلوی شاہ کے تمہارا حشر کردوں۔۔۔ایک تم بنا مجھے بتائے بنا اجازت لیے منہ اٹھا کر یہاں آگئی۔۔۔اور یہاں آکر تم موویز کم اور ان میں نظر آتے ہنڈسم ہیروز کو زیادہ دیکھ رہی ہو۔۔۔تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی میرا حق دوسروں پر کٹانے کی"۔۔۔جبڑے بھینچے چلا کر کہتے جوتے سمیت پاؤں بیڈ پر رکھا تو سلوی شاہ چیخ مارتی پیچھے بیڈ کراؤن سے لگی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

"نن-نہیں تو قسم سے صرف مووی دیکھی - ہیروز کو تو نہیں دیکھا"---دونوں ہاتھ بچاؤ کے لیے سامنے کیے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر کہا تو ارمغان خان نے گھور کر سلوی شاہ کو دیکھا تھا-

"ہاں انہیں دیکھنے سے پہلے تو آنکھیں کام کرنا چھوڑ دیتی ہو گی نا"--- دانت کچکچا کر کہا تو سلوی شاہ کا سر میکانکی انداز میں پہلے نفی اور پھر فورا اثبات میں ہلا تھا

"شرافت سے ادھر آؤ سلوی---اگر میں وہاں آیا تو بہت برا کروں گا"---ہاتھ کے اشارے سے اپنی جانب آنے کا اشارہ کرتے اس بار لہجے کو حتی الامکان نرم رکھنے کی کوشش کی تھی-

"پہلے قسم کھائیں"---گردن اٹھائے سر ہلا کر کہتی وہ ارمغان خان کو مٹھیاں بھینچنے پر مجبور کر گئی تھی-

"تم آرہی ہو یا میں آؤ"--- ارمغان خان کے غرا کر کہنے پر وہ لمحے میں سارا فاصلہ سمیٹتے تیر کی تیزی سے قریب آتی بیڈ سے اترتی ہاتھ باندھے سر جھکاتی اس کے سامنے کسی روبوٹ کی طرح کھڑی ہوئی تھی جسے نیند سے تپتی آنکھوں میں سرخی لیے ارمغان خان نے ابرو آچکا کر دیکھا تھا-

Posted On Urdu Novel Book

"میں مر نا جاؤں کہی اس سعادت مندی پر"۔۔طنزیہ لہجے میں کہتے سلوی شاہ کے دونوں ہاتھ اپنی سخت گرفت میں لیتے پیچھے کمر سے لگاتے۔۔دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی تھوڑی تلے ٹکاتے چہرہ اٹھایا تھا۔

"جو بھی سوال پوچھو گا اس کا جواب مجھے بس ہاں اور نا میں چاہیے کوئی وضاحت یا کہانی سننے کے موڈ میں نہیں ہوں میں"--- نظریں سلوی شاہ کی گرے آنکھوں میں گاڑھے سخت لہجے میں کہا تو سلوی شاہ نے چہرے پر معصومیت طاری کرتے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دبایا تھا۔

"یہاں آنے سے پہلے مجھ سے اجازت لی تھی"--- ارمغان خان کے سوال پر سلوی نے بری طرح پہلو بدلا تھا۔۔سوال ایسا تھا کہ کسی بھی جواب پر اس کی جان نہیں بچ سکتی تھی

"مجھے بتانا گوارا کیا تھا"۔۔سلوی کے سر نفی میں ہلانے پر تھوڑی پر دباؤ بڑھاتے دوسرا سوال داغہ تو سلوی شاہ نے سختی سے آنکھیں میچتے۔۔سر نفی میں ہلایا تھا۔

"یعنی کہ میں تمہاری نظر میں شوہر نہیں مزاق ہی ہوگیا ہے نا"۔۔ارمغان خان کے تیز لہجے میں چلا کر کہنے پر سلوی شاہ نے گھبرا کر سر اثبات میں ہلایا تھا مگر پھر سمجھ آنے پر روہانسی ہوتی سر نفی میں ہلاتے ہاتھ چھڑوانے چاہے تھے

Posted On Urdu Novel Book

"سوری آئندہ اجازت لے اور آپ کو بتا کر جاؤں گی"--- منہ بسورے روہانسی لہجے میں کہا تو ارمغان خان نے جبڑے بھینچتے۔۔سلوی شاہ کی کلائیوں پر گرفت بڑھاتے اسے اپنے سینے میں بھنچا تھا

"تمہیں لگتا ہے کہ اب تم ایسا کچھ کرنے کا سوچ بھی سکتی ہو"--- ناک سلوی شاہ کی گال پر ٹریس کرتے تپش زدہ لہجے میں کہتے وہ پل میں اس کی سانسیں منتشر کر گیا تھا۔

"ارم۔۔غان"۔۔منتشر ہوئی سانسیں۔۔سرخ پڑتے گال لیے کپکپاتے لہجے میں پکارا تو ارمغان خان ہنکارا بھرتے اپنے دہکتے ہونٹ شدت سے سلوی شاہ کے گال پر ثبت کر گیا

"تمہیں اندازا بھی ہے یہ دن کس طرح گزارے ہیں میں نے۔۔تمہارے وجود سے مہکا وہ کمرہ تمہارے بن کاٹ کھانے کو دوڑتا تھا۔۔تم نہیں تھی تو اس کمرے میں چھائی وحشت زدہ سی تنہائی میں دم گھٹتا تھا میرا۔۔اور تم یہاں میرے بغیر کتنے سکون میں تھی۔۔زرا خیال نہیں آیا شوہر کا کہ وہ کس حال میں ہو گا"--- سلوی شاہ کے کپکپاتے ہونٹوں کو اپنی سخت گرفت میں لیتے دانتوں تلے دباتے شدت بھرے لہجے میں سرگوشی کی تو سلوی شاہ کے وجود میں سنسناہٹ دوڑ گئی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

ارمغان خان کی دہکتی سانسوں کی تپش سے سرخ پڑتی وہ بری طرح کسمسائی تو وہ سلوی شاہ کی کلائیوں ایک جھٹکے میں چھوڑتے ایک بازو کمر کے گرد لپیٹتے دوسرا سلوی شاہ کے بالوں میں الجھاتا اسے قریب تر کر گیا تھا

"مم۔۔۔میں تو بس حوریہ کے ساتھ ٹائم سپینڈ کرنا چاہتی تھی۔۔۔وہ ٹھیک نہیں تھی ارمغان۔۔۔ وہ اب بھی ذہنی طور پر ٹھیک نہیں ہے۔۔۔لیکن مجھے ڈر تھا کہ آپ روک نا لیں اس لیے میں نے نہیں بتایا"--- دونوں ہاتھ ارمغان خان کے سینے پر رکھتے۔۔۔نظریں جھکائے کہا تو ارمغان خان نے گھور کر سلوی شاہ کو دیکھا تھا۔

اور پھر بنا اسے سمجھنے کا موقع دیے کمرے سے یونہی تھامے اسے لیے بیڈ پر گرا تھا۔

سلوی شاہ کے ہونٹوں سے نکلتی چیخ کا گلہ اپنے ہونٹوں میں دباتے وہ اس کے دونوں ہاتھوں کو قید کر چکا تھا

"میرے سالا صاحب نے کہا تھا کہ میری بیوی کا شکوہ ہے کہ میں اسے کہی گھمانے نہیں لے کر گیا۔۔۔تو مجھے احساس ہوا کہ مجھ سے کتنی بڑی غلطی ہوگئی ہے اور اب اپنی غلطی کو میں بہت اچھے سے سدھارنے والا ہوں اور مجھے پورا یقین ہے کہ اس کے بعد میری بیوی کا گھومنے والا شکوہ بہت اچھی طرح دور ہو جائیں گا۔۔۔اور جتنا مسسز ارمغان تم خان میرا دماغ گھما چکی ہو اس کا بدلہ سود سمیت چکانے کی تیاری اچھے سے کر لو"۔۔۔ انگھوٹھے کے پور کو

Posted On Urdu Novel Book

سلوی شاہ کے ہونٹوں پر پھیرتے۔۔سنجیدہ لہجے میں کہتے چہرہ سلوی شاہ کی گردن میں چھپاتے گہری سانس بھرتے سلوی شاہ کی خوشبو کو اپنی سانسوں میں اتارتے آنکھیں موندیں تھیں۔
جبکہ سلوی شاہ ارمغان خان کی دہکتی بھاری ہوتی سانسوں کو اپنی گردن پر محسوس کرتے سانس تک روک چکی تھی

"فکر نا کرو ابھی بدلہ نہیں لے رہا تو سانس لے لو۔۔اور جب بدلہ لینا ہو گا تب یہ سانسیں میں خود قید کر لوں گا تمہیں روکنے کی ضرورت نہیں پڑے گی"۔۔ارمغان خان ک نیند میں ڈوبی آواز سنتے سلوی شاہ نے گہری سانس بھرتے جھٹ آنکھیں بند کی تھیں

---

حدائق شاہ سیڑھیاں پھلانگتے اوپر گیا تو عائث خان دبے قدموں سے لاونج میں آیا تھا۔۔ نظریں نیم اندھیرے میں حوریہ شاہ کے چہرے پر گئی تو عائث خان صوفے کے قریب آتے گھٹنوں کے بل نیچے بیٹھا تھا۔
نظریں گلابی باریک ہونٹوں سے سرکتی بند آنکھوں سے ہوتی ماتھے پر چوٹ کے نشان پر ان رکی تو عائث خان کی آنکھوں میں درد کے تاثرات ابھرے تھے۔

Posted On Urdu Novel Book

دایاں ہاتھ آگے بڑھاتے نرمی سے انگلیوں کے پوروں سے نشان کو چھوا تھا۔۔اسٹیچیز کے نشان کے گرد پھیلی سرخی اور ہلکی سوجھن کو دیکھتے عائث خان نے نرمی سے اسے ہونٹوں سے چھوا تھا۔

حوریہ شاہ کو اپنی بانہوں میں بھرتے قدم اسی کمرے کی جانب بڑھائے جہاں وہ رکے تھے۔ جبکہ بانہوں میں سوئی حوریہ شاہ کے وجود میں ہلکی سی جنبش ہوئی تھی۔۔جیسے اس نے کروٹ لینے کی کوشش کی ہو

کمرے میں داخل ہوتے پاؤں کی مدد سے دروازا بند کرتے آگے بڑھ کر حوریہ کو نرمی سے بیڈ پر لٹایا تھا۔۔دروازے کو لاک کرتے وہ دوبارا سے حوریہ کی جانب بڑھا تھا

جبکہ وہ بھی تیز روشنی آنکھوں میں پڑنے پر ہتھیلی آنکھوں پر رکھتی کسمسائی تھی۔

بیڈ پر حوریہ شاہ کے قریب دراز ہوتے وہ اس کی کلائیاں نرمی سے تھامتے رخ اپنی جانب کر چکا تھا۔۔جس پر حوریہ شاہ نے نیم واہ آنکھوں سے سامنے والے کو دیکھا تھا۔

نظریں چاکلیٹ براؤن آنکھوں سے ٹکرائی تو وہ جیسے ہوش میں آئی تھی۔۔جھٹکے سے پوری آنکھیں کھولتے کمرے میں نظریں دوڑائی تھی کہ وہ کہاں ہے۔۔نظریں اطراف سے ہوتی سامنے خود کو خاموشی سے دیکھتی آنکھوں سے ٹکرائی تو حوریہ شاہ نے اپنی کلائیاں عائث خان کی گرفت میں محسوس کرتے چھڑوانی چاہی تو عائث خان نے نرمی سے انہیں آزاد کیا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

"کب تک ناراض رہو گی"--- نرم لہجے میں کیے گئے سوال پر وہ نظریں پھیرتی آٹھ کر کچھ فاصلے پر ہوئی تھی-

"لالا نے بتایا ہے آپ کو---یہاں انہیں کسی بات سے بلیک میل کر کہ پوچھا ہے آپ نے---خیر جیسے بھی پتہ چلا آپ کو---لیکن یہاں آنے کا کوئی فائدہ نہیں---کیونکہ میں یا تو یہاں رہوں گی یا پھر اپنے گھر---اگر آپ نے میرے ساتھ کسی طرح کی زبردستی کرنے کی کوشش کی تو میں نا وہاں جاؤں گی اور یہاں سے بھی کہی چلی جاؤں گی "--- رخ بدلتے دوٹوک لہجے میں کہتی وہ قدم نیچے رکھتی کہ عائث خان کہنی کے بل ہوتے دائیں ہاتھ سے حوریہ شاہ کا بازو تھام کر جھٹکا دیتے سے پیچھے کھسکا چکا تھا-

"ٹھیک ہے نا یہاں رہو نا اپنے گھر---کہی اور چلی جاؤ لیکن مجھے ساتھ لے کر---کیونکہ اس سے زیادہ میں اور دوری برداشت نہیں کرسکتا---ناراض رہنا ہے غصہ دکھانا ہے تو ساتھ رہ کر یہ کام کر لینا"--- حوریہ شاہ کے احتجاج کرتے ہاتھوں کو نرمی سے اپنی گرفت میں لے کر بیڈ پر ٹکاتے ہوئے کہا تو حوریہ نے شکوہ کناں نظروں سے عائث خان کو دیکھا تھا-

"آپ کو کوئی ضرورت نہیں ایک ایسے رشتے میں بندھنے کی جس کی بنیاد ہی جھوٹ پر تھی---میری طرف سے آپ کو اجازت ہے آپ کسی اور کے ساتھ سچ کی بنیاد پر رشتہ قائم کر سکتے ہیں---مجھے آپ کے کسی نئے رشتے سے کوئی مسئلہ نہیں ہوگا---اور اگر چاہے تو مجھے اپنے نام

Posted On Urdu Novel Book

پر بٹھائے رکھے یا چھوڑ بھی دے تو بھی آپ کی مرضی"--- کرسٹل گرے آنکھوں کو بے خوفی سے عائث خان کی آنکھوں میں گاڑھے سپاٹ لہجے میں کہتی وہ عائث خان کے دل کو اپنے لفظوں سے چھلنی کرتی نظریں چہرے سے ہٹاتی دیوار پر مرکوز کر چکی تھی۔

"یہ کیا بکواس کی ہے ابھی۔۔دوبارا کہنا۔۔ہمت بھی کیسے ہوئی تمہاری حوریہ۔۔ادھر دیکھو میری طرف۔۔کیسے اتنی آسانی سے تم یہ بکواس کر سکتی ہو۔۔تم یہ سب سوچ کر یہاں آئی تھی۔۔یہ سب چل رہا تھا تمہارے ذہن میں"--- ہاں یہی سب سوچ کر آئی تھی"۔۔عائث خان کے دبے دبے لہجے میں چلا کر کہنے پر بے خوفی سے جواب دیا تو عائث خان نے جبڑے بھینچتے۔۔خونخوار نظروں سے حوریہ شاہ کے سپاٹ چہرے کو دیکھا تھا۔

"وہی جو آپ نے سنی ہے"۔۔ حوریہ شاہ کے دوبدو جواب دینے پر وہ دل ہی دل میں عش عش کر اٹھا تھا۔

"اور تمہیں لگتا ہے کہ اس بات پر تمہیں گولڈ میڈل پہناؤں گا"--- حوریہ شاہ کی تھوڑی کو اپنی نرم گرفت میں لیتے چہرہ اپنے چہرے کے قریب کرتے طنزیہ لہجے میں کہا تو حوریہ نے نظریں جھکاتے ہونٹ سختی سے آپس میں پیوست کیے تھے۔

Posted On Urdu Novel Book

"ایسی گھٹیاں سوچ پر میں جان نا لے لوں تمہاری"—ہونٹ حوریہ کے کان کے قریب لاتے سلگتے لہجے میں چٹانوں سی سختی لیے غرا کر کہا تو حوریہ کو اپنا سارا ایٹیٹیوڈ اور بہادری ہوا ہوتی محسوس ہوئی تھی

"کیوں نا سوچوں میں ایسا—ہاں کیوں نا سوچوں—جب آپ کو مجھ پر یقین نہیں—آپ کی نظروں میں یہ رشتہ جھوٹ کی بنیاد پر اور میں بدکردار ہوں تو پھر کیوں نا سوچوں میں—آپ کا جب دل چاہے مجھے چھوڑ کر چلے جائیں جب دل چاہے لوٹ آئیں تو پھر بھی میں ایسا نا سوچوں بس آپ کے لوٹ آنے پر سب کچھ بھلائے خود کو آپ کے حوالے کر دوں آپ پر خود کو نچھاور کر دوں اور پھر ہر لمحہ اس ڈر میں رہوں کہ اب کس بات پر آپ مجھے بنا بتائے چھوڑ کر جانے والے ہیں"—عائث خان سینے پر ہاتھ رکھتی اسے پیچھے کی جانب دھکیل کر اٹھتی دونوں ہاتھوں میں عائث خان کا کرتا دبوچے ہذیانی انداز میں چلا کر کہتی وہ اپنے اندر پلتا سارا غصہ ڈر اس پر واضح کر گئی تھی جبکہ حوریہ شاہ کے بدکردار کہنے پر عائث خان نے مٹھیاں بھینچتے اپنے اشتعال پر قابو پاتے حوریہ کے چپ ہونے پر اس کے دونوں بازوؤں کو اپنی اپنی گرفت میں لیا تھا

"جھوٹ مت بولو حوریہ—میں نے کبھی تمہیں بدکردار نہیں کہا ہے—اور نا ہی میں تمہیں یہ گھٹیاں لفظ آیندہ تمہاری زبان سے سنو—اور نا ہی میں نے کبھی یہ کہا کہ مجھے تم پر یقین

Posted On Urdu Novel Book

نہیں۔۔یقین تھا تو چاہتا تھا کہ جو بھی بات ہے تم خود مجھے بتاؤ۔۔کیونکہ تم جو بھی بتاتی آنکھیں بند کر کہ مان لیتا۔۔اور جو ابھی ابھی تم نے اتنی گری ہوئی باتیں کی ہیں ایسا گھٹیا سمجھا ہوا ہے تمہیں۔۔یا خود کو کوئی استعمال کی چیز سمجھا ہوا ہے کہ میں آؤ گا استعمال کروں گا اور چلا جاؤں گا"۔۔چہرے پر سختی لیے سرد لہجے میں پوچھتا وہ حوریہ شاہ کی بولتی بند کر چکا تھا

"میں مر بھی جاتی تو آپ نا آتے - آپ کو اس بات سے بھی فرق نا پڑتا کہ میں کہاں ہوں کس حال میں ہوں۔۔زندہ بھی ہوں یا مرگئی ہوں۔۔آپ کی نظر میں آپ کا غصہ آپ کہ ناراضگی مجھ سے زیادہ اہمیت رکھتی تھی"--- شکوہ کناں نظروں سے عائث خان کو دیکھتے نم لہجے میں کہتی نرمی سے عائث خان کا حصار توڑتی پیچھے ہوئی تھی

"تمہارے ساتھ زندگی کے خوبصورت سفر کی دعائیں مانگیں ہیں تمہیں لگتا ہے کہ وہ ایسے ہی رائیگاں جاتی۔۔اتنی آسانی سے تھوڑی تمہیں جانے دینے والا تھا میں"۔۔محبت بھرے لہجے میں کہتے گھٹنوں کے بل بیڈ پر بیٹھتے ہاتھ بڑھا کر حوریہ شاہ کو اپنے حصار میں لیتے سختی سے سینے میں بھنچا تھا

"تم تو میری روح کا سکوں ہے۔۔اور اپنے سکوں کو میں ایسے ہی تھوڑی خود سے دور جانے دینے والا تھا"--- انگلیوں کے پوروں سے سر کے پچھلے حصے پر لگی چوٹ کو محسوس کرتے

Posted On Urdu Novel Book

نرم لہجے میں کہتے حوریہ شاہ کا چہرہ اپنے سامنے کیا تھا کرسٹل گرے آنکھوں کو دیکھتے عائث خان نے نرمی سے انہیں ہونٹوں سے چھوا تھا۔

"آپ کو مجھ سے زرا محبت نہیں ہے عائث۔اگر ہوتی تو یوں چھوڑ کر نا جاتے"--- اور میں نے کب کہاں تھا کہ مجھے محبت ہے"۔حوریہ کے شکوہ کناں لہجے پر آبرو آچکا کر جواب دیا تو حوریہ نے ہونقوں کی طرح منہ کھولے خفا نظروں سے عائث خان کو دیکھا تھا۔

"میں بتانا بھول گیا مائے انوسنٹ وائفی۔کہ بندے کو آپ سے محبت نہیں عشق ہے"--- شوخ لہجے میں کہتے آنکھوں میں چمک لیے حوریہ شاہ کی آنکھوں میں دیکھتے۔کچھ انچ کے فاصلے کو سمیٹا تو حوریہ نے اپنی سانسیں تک روک لی عائث خان کی سانسوں کی تپش سے گال دہک کر سرخ انار ہوئے تھے۔ لانبی پلکوں کا رقص دیکھتے عائث خان مسمرائز ہوتے حوریہ شاہ کے ہونٹوں پر جھکا تھا۔ایک ہاتھ حوریہ شاہ کے گال پر ٹکائے دوسرا کمر پر لپیٹ کر حوریہ کو پیچھے بیڈ پر لٹاتے اس پر سایہ فگن ہوا تھا۔

جبکہ عائث خان کے شدت بھرے لمس کو اپنے ہونٹوں پر محسوس کرتی وہ عائث خان کے کرتے کو سختی سے مٹھیوں میں دبوچ چکی تھی۔جبکہ عائث خان قطرہ قطرہ حوریہ شاہ کی سانسوں کو خود میں اتارتے نرمی سے پیچھے ہوا تو وہ گہرے سانس لیتی رخ بدل گئی تھی جسے

دیکھتے عائث خان ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دباتے پیچھے ہوتا بیڈ سے اتر کر روم کی لائٹ بند کرتا بیڈ پر آیا تھا۔

"باقی اپنے روم میں جا کر کینٹینیوں کریں گے"--- حوریہ شاہ کے نازک وجود کو اپنی بانہوں میں بھرتے کان میں بھاری سرگوشی کرتے آنکھیں موندی تو حوریہ نے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دباتے نیم اندھیرے میں خاموش نظروں سے عائث خان کے چہرے کو دیکھا تھا۔

ہونٹوں پر آسودہ سی مسکراہٹ سجائے۔۔سکون سے آنکھیں موندتے سر عائث خان کے سینے پر ٹکایا تو عائث خان نے شدت سے حوریہ شاہ کے وجود کو خود میں چھپایا تھا

---

"شاہ صاحب اس طرح کے مجرموں کے لیے پھانسی کی سزا ہی بنتی تھی۔۔نجانے کیوں آپ نے عمر قید پر ڈال دیا یہ معاملہ"۔۔۔ایس ایچ او کے تاسف بھرے لہجے میں کہنے پر بہرام شاہ نے گہری سانس بھری تھی۔

"جرم جس نے کیا ہو سزا بھی صرف اسے ملنی چاہیے آفیسر--- اسے پھانسی ہوتی تو کوئی اور زندگی تو گزار لیتا لیکن اس غم کو کبھی دل سے نا نکال پاتا۔۔یہ عورت اگر صرف مجرم ہوتی تو الگ بات تھی۔۔یہ ضرغام خان کی ماں بھی ہے۔۔ماں خونی بھی ہو تو کوئی اولاد اسے پھانسی کے تختے پر چڑھتے نہیں دیکھ سکتی۔۔اور شاید پھانسی سے بدتر عمر بھر کی سزا ہے۔۔

Posted On Urdu Novel Book

جس عورت نے ساری زندگی محل جیسے گھر میں گزاری ہو۔۔عیش و عشرت میں زندگی کو جیا ہو اور لوگوں پر حکمرانی کرنے کے خواب دیکھے ہو اس کے لیے اس سے بھر کر کیا سزا سکتی ہے۔۔باقی ضرغام اور حدائق لوگ واپس آتے ہیں تو مل کر بات کر لیتے ہیں کہ کیا کرنا ہے۔۔فلحال اسے تھانے سے جیل پہنچاؤ تم"--- سنجیدہ لہجے میں کہتے وہ اپنی جگہ سے اٹھا تھا نیلے کوٹ کے بٹن بند کرتے آنکھوں پر کالہ چشمہ لگایا تو ایس ایچ او نے کرسی سے اٹھتا اپنا ہاتھ بڑھایا تھا جسے تھامتے وہاں سے نکلتے باہر اپنی کار کے پاس آیا تھا۔

گاڑی کا دروازا کھولتے بازو گاڑی کی چھت پر ٹکاتے پرسوچ نظروں سے تھانے کی دیواروں کو دیکھتے سر جھٹک کر گاڑی میں بیٹھا تھا۔

اپنے چہرے پر کسی چیز کو رینگتے محسوس کرتے پلوشہ نے نیند میں ہاتھ مار کر اسے دور کرتے کروٹ بدلی تھی۔۔ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ اپنے بازو پر کچھ رینگتے محسوس کرتے وہ نیند میں کسمسائی تھی۔

کمفرٹر کھینچتے آگے کو کھسکتے۔۔چہرہ تکیے میں چھپایا تھا۔

کچھ پل ہی سکوں سے گزرے تھے کہ پلوشہ کو اپنے وجود پر بوجھ محسوس ہوا تھا۔۔اپنی گردن پر دہکتی سانسوں کی تپش محسوس کرتے پلوشہ خان کی نیند بھک سے اڑی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

ہونٹوں سے بے ساختہ نکلتی چیخ کا گلہ کسی نے ہونٹوں پر ہاتھ رکھتے گھونٹا تو پلوشہ خان کی نیلی آنکھیں پل میں لبالب پانیوں سے بھری تھیں۔

"ہاتھ ہٹا رہا ہوں۔۔گلے سے آواز بھی نکلی تو جان لے لوں گا پلوشے"---- حدائق شاہ کی بھاری آواز پر پلوشہ خان کا وجود ساکت ہوا تھا۔۔نیلی آنکھوں کی پتلیاں حیرت سے پھیلی تھیں۔۔جبکہ حدائق شاہ ہاتھ ہٹاتے پلوشہ خان کو بازو سے دبوچتے۔۔رخ اپنی جانب کر چکا تھا۔

"حدائق آپ کک-کب آئیں"--- حدائق شاہ کی غصے بھری آنکھوں میں دیکھتے استفسار کیا تو حدائق شاہ پلوشے کے بازوؤں پر گرفت بڑھاتے اسے اپنے قریب تر کر گیا

"میں کب آیا یہ بتانا ضروری نہیں۔۔تم یہاں کیوں اور کس سے پوچھ کر آئی اس سوال کا جواب دینا ضروری ہے۔۔اب میرے دونوں سوالوں کا جواب بنا چوں چراں کیے ایک ہی سانس میں دو ورنہ پلوشے خان تمہاری سانسیں حلق سے کھینچ لوں گا"۔۔کروٹ کے بل لیٹے پلوشہ کا رخ اپنی جانب کیے۔۔ایک ہاتھ سختی سے پلوشہ خان کی کمر کے گرد لپیٹتے اور دوسرا پلوشہ کی گردن کے گرد حائل کرتے سرد لہجے میں غرا کر کہتے وہ پلوشہ خان کی جان لبوں پر لے آیا تھا۔

"آپ سے دور جانے کے لیے اور لالا سے پوچھ کر آئی"۔۔بنا روکے ایک سانس میں کہتی وہ غصے کو مزید ہوا دے گئی تھی۔

"ایہہ۔۔حدائق پلیز نہیں درد ہو رہا ہے"--- حدائق شاہ کی گرفت میں سختی آئی تو پلوشہ کو حدائق شاہ کی انگلیاں اپنی کمر میں دھنستی محسوس ہوئی تھی جبکہ پلوشہ خان کے سسکی بھرنے پر وہ جھٹکے سے اسے چھوڑتا بیڈ پر چت لٹاتا اس پر سایہ کر گیا تھا۔

"کس خوشی میں دور جانا تھا۔۔ہاں۔۔وہاں کونسا میرے بہت پاس تھی دور ہی تھی نا۔۔پھر ایسے کونسے دور جانے کے ارمان تھے جو یہاں آکر ہوتے ہونے تھے"--- پلوشہ کا جبڑہ دائیں ہاتھ میں دبوچتے۔۔چہرہ حد درجہ تک پلوشہ کے چہرے کے قریب کرتے سلگتے لہجے میں کہا تو پلوشہ خان نے بے ترتیب ہوئی دھڑکنوں پر بامشکل قابو پانے کی کوشش کی تھی جبکہ حدائق شاہ کی اتنی سے قربت پر ہتھیلیاں پسینے سے تر ہوئی تھی۔۔دہکتی سانسوں کی تپش محسوس کرتے پلوشہ کے گلے میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔

"لالا نے بتایا۔۔آپ نہیں آئے تھے۔۔آپ کو ہاسپٹل زیادہ عزیز تھا۔۔مریض بیوی کی جان سے زیادہ ضروری تھے جو آپ انہیں چھوڑ کر نہیں آسکتے تھے۔۔جب اپ کو تب اس بات سے فرق نہیں پڑا کہ میں زندہ ہوں یا مرگئی تو اس بات سے بھی نہیں پڑنا چاہیے کہ میں

Posted On Urdu Novel Book

کہاں ہوں"—نظریں جھکائے سپاٹ لہجے میں جواب دیا تو حدائق شاہ نے آبرو آچکا کر پلوشہ خان کے جھکے چہرے کو دیکھا تھا

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔ www.kitabnagri.xyz

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

—

Posted On Urdu Novel Book

اور پھر نرمی سے پیچھے ہوا تو پلوشہ نے چونک کر حدائق شاہ کو دیکھا تھا مگر اگلے ہی لمحے حدائق شاہ کو کرتا اتار کر بیڈ سے نیچے اچھالتے دیکھ پلوشہ کا دل اچھل کر حلق میں آیا تھا۔

"یہ کک۔۔۔کیا کر رہے ہیں حد-ائق"۔۔۔فق پڑتے چہرے کے ساتھ اپنے گلے کی جانب بڑھتے حدائق شاہ کے ہاتھ کو دیکھتے ٹوٹے لفظوں میں پوچھا تو حدائق شاہ مکمل طور پر نظر انداز کرتے جھٹکے سے پلوشہ خان کے گلے سے دوپٹہ نکال کر بیڈ کے دوسری جانب اچھال چکا تھا۔

"وہی جو مجھے بہت پہلے کر لینا چاہیے تھا۔۔۔تا کہ تمہیں پتہ ہوتا کہ حدائق شاہ کے لیے کون ضروری ہے کون نہیں - حدائق شاہ کو تمہارے ہونے یا نا ہونے سے فرق پڑتا ہے یا نہیں۔۔۔ لیکن آج میں تم پر یہ بات بہت اچھے سے واضح کرنے والا ہوں کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ تم حدائق شاہ کے لیے اس کے دل میں زندگی میں جتنی اہمیت رکھتی ہو۔۔۔اور حدائق شاہ سے دوری بنانے کی کیا سزا ہے"--- پلوشہ خان کی کلائیاں سخت گرفت میں لے کر تکیے پر ٹکاتے - ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہتے پلوشہ خان کی حیرت سے پھیلی آنکھوں میں جھانکا تو پلوشہ کے وجود میں سنسنی دوڑتی محسوس ہوئی تھی۔

"لل۔۔۔لیکن حدائق آپ نے مجھے ٹائم"--- کوئی راہ فرار نا دیکھ خود کو بچانے کے لیے کہتی وہ حدائق شاہ کو بھڑکا چکی تھی۔۔۔نیلی آنکھوں میں غضب لیے وہ جھٹکے سے پیچھے ہو کر اٹھ

Posted On Urdu Novel Book

کر بیٹھتا پلوشہ خان کو بھی کھینچ کر اپنے سامنے کرتا اپنا بازو پلوشہ خان کی گردن کے گرد حائل کرتا شدت سے پلوشہ خان کے نازک ہونٹوں پر جھکا تھا۔

جبکہ حدائق شاہ کے جان لیوا لمس پر وہ جی جان سے کانپی تھی۔۔۔اپنے ہونٹوں پر بڑھتی جارحانہ گرفت پر وہ بری طرح مچلی تھی جبکہ حدائق شاہ پلوشہ خان کو سختی سے خود میں بھینچتے۔۔۔پوری شدت سے پلوشہ خان کی سانسیں خود میں انڈیلتے اپنا سارا غصہ۔۔۔ناراضگی پلوشہ کے نازک ہونٹوں پر اتارتے جھٹکے سے پیچھے ہوا تھا۔۔ پلوشہ کو تکیے پر گراتے اپنے نم ہونٹوں پر انگھوٹھا پھیرتے خمار آلود نظروں سے پلوشہ خان کو گہرے سانس بھرتے دیکھ وہ اس کے چہرے پر جھکا تھا۔۔۔گلابی دہکتے گال اور حدائق شاہ کی شدتوں سے خون چھلکاتے ہونٹ دیکھ حدائق شاہ کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھوا تھا جسے اگلے ہی لمحے وہ چھپاتا پلوشہ خان پر اپنا سارا بوجھ ڈال چکا تھا۔

"اب اگر تم نے کوئی فضول بات کی پلوشہ تو مجھ سے کسی بھی قسم کی نرمی کی امید مت کرنا۔۔۔اب مجھے سکون سے خود کو محسوس کرنے دو۔۔۔آج حدائق شاہ کو اس وجود کی گہرائیوں سے روح میں اتر کر تمہیں ہمشہ کے لیے اپنا بنانا ہے۔۔۔اس وجود کو اپنی قربت سے مہکا کر تماری سانسوں کو خود میں قید کرنا ہے"۔۔۔ آنکھوں میں خمار کی سرخی لیے پلوشہ کا چہرہ

Posted On Urdu Novel Book

ہاتھوں میں بھرتے جا بجا اپنا بھیگا لمس چھوڑتے سرگوشی نما لہجے میں کہتے وہ پلوشہ کی سانسیں خشک کر چکا تھا

کچھ کہنے کو لب واہ کیے ہی تھے کہ حدائق شاہ انہیں اپنی گرفت میں لیتے۔۔جھٹکے سے پلوشہ کی شرٹ کندھوں سے سرکا چکا تھا۔۔اپنے کندھوں پر پلوشہ کے احتجاج کرتے ہاتھوں کو محسوس کرتے وہ سختی سے انہیں اپنی گرفت میں لیتے پیچھے ہوا تھا۔

حدائق کے پیچھے ہونے پر پلوشہ کو لگا شاید وہ اپنا ارادہ ترک کر چکا ہے۔۔مگر اگلے ہی لمحے حدائق کے ہاتھ میں اکنا دوپٹا دیکھ اسے جھٹکا لگا تھا۔۔نفی میں سر ہلاتی وہ اسے روکتی لیکن حدائق شاہ مکمل طور پر نظر انداز کرتے پلوشہ کی کلائیاں دوپٹے سے باندھتے اس کی گردن پر جھک چکا تھا۔

"پہلے تمہیں ٹائم دیا تھا اس میں تمہاری مرضی چلی تھی۔۔اور اب میرے ٹائم اور مرضی کی باری ہے"--- بھاری لہجے میں جان لیوا سرگوشی کرتا وہ دونوں ہاتھ پلوشہ کی کمر کے گرد لپیٹتے گردن پر اپنی شدتیں نچھاور کرنے لگا تھا

"ح-دائق"--- حدائق شاہ کے ہونٹوں کو جابجا اپنی گردن پر محسوس کرتے وہ اپنے ہونٹوں دانتوں تلے دبا گئی تھی مگر کندھوں پر حدائق شاہ کے دانتوں کو محسوس کرتی وہ بری طرح

Posted On Urdu Novel Book

مچلی تھی جس پر حدائق شاہ مزید گرفت سخت کرتے ہاتھ بڑھا کر کمفرٹر سے دونوں کے وجود چھپا گیا تھا

کمرے کی خاموش فضا میں پلوشہ خان کی بکھری سانسوں کا شور برپا تھا۔۔حدائق شاہ کی شدتوں پر اس کی سانسیں رکنے لگتی تو وہ ان میں اپنی سانسیں شامل کر دیتا اور کبھی تیز ہوتی تو وہ انہیں قطرہ قطرہ خود میں انڈیلتا۔۔سرکتی رات کے ساتھ وہ پلوشہ خان کے پور پور کو اپنی محبت کی بارش میں بھگوتا چلا گیا تھا۔۔۔

جبکہ وہ حدائق شاہ کی شدتوں پر نڈھال ہوتی اسی کی بانہوں میں سمٹتی چلی گئی تھی

---

"کب تک ایسے مجنوں بنے رہنا ہے"۔۔بہرام شاہ کی آواز پر بالاج شاہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔۔اور پھر کچھ کہے بنا وہ دوبارا نظریں جھکاتا اپنے سامنے کھلے رجسٹر پر پن چلانے لگا تھا۔

ان لوگوں کو واپس آئے بیس پچیس دن ہو گئے تھے۔۔باقی سب اپنی روٹین پر واپس آ چکے تھے۔۔جبکہ بالاج شاہ کی زندگی جیسے رک سی گئی تھی۔۔صبغہ اس کے ساتھ واپس تو آئی تھی لیکن واپس آ کر وہ اپنی ماما کے ساتھ ہی شفٹ ہو گئی تھی۔۔وہ بالاج شاہ کے سامنے بھی نہیں

آتی تھی جیسے ہی اسے معلوم ہوتا کہ بالاج حویلی آگیا ہے تو ایسے غائب ہوتی جیسے وہاں وہ کبھی آئی ہی نہیں تھی --

اس نے کہا تھا کہ وہ اسے عشق کی آگ میں جلائے گی تو وہ جلا رہی تھی—اس نے کہا تھا کہ وہ بالاج شاہ کے عشق کے اعتراف پر اس سے بھی ظالم بن کر ملے گی تو وہ ظالم بن گئی تھی—اور اب وہ خاموشی سے اس کی بے اعتنائی اور بے رخی سہہ رہا تھا—

"مجنوں بننا زن مرید بننے سے لاکھ بہتر ہے"—کچھ بھی ہوجائے بالاج شاہ کی زبان طنز کرنے سے باز نہیں آسکتی تھی جس پر بہرام سخت نظروں سے بالاج کو گھورتے اس کے ساتھ جگہ سنبھال کر بیٹھا تھا—

"ڈیرے کو چھوڑ کر اپنے بزنس پر دیہان دو بالاج—یہاں یہ کام کرنے کے لیے میں ہوں—تم نے خوامخواہ خود کو ان بکھیڑوں میں الجھایا ہوا ہے—اور یہ جو تم سگار پینے لگے ہو باز آجاؤ اس سے پہلے میں یہ بات اماں کو بتاؤں"--- بالاج شاہ کے سامنے سے رجسٹر کھسکا کر اپنی جانب کرتے سمجھانے والے انداز میں کہا تو بالاج شاہ نے کندھے آچکاتے لاپرواہی کا مظاہرہ کیا تھا کہ تبھی بہرام شاہ کے موبائل پر رنگ ہوئی تو عقیدت کا نمبر دیکھتے وہ کال پک کرتا فون کان سے لگا چکا تھا—

Posted On Urdu Novel Book

"ہاں میں بالاج کے ساتھ ہی ہوں—ہاں کر لو بات"—عقیدت کو جواب دیتے وہ فون بالاج کی جانب بڑھا چکا تھا جو ہونٹوں پر جلا دینے والی مسکراہٹ سجاتے—ٹانگ ہر ٹانگ جماتے ایک ہاتھ پلنگ پر پیچھے کو رکھتے—سر آسمان کی جانب اٹھاتے فون کون سے لگا چکا تھا اور بہرام شاہ اس اطمینان بھرے انداز کو دیکھتے سمجھ گیا تھا کہ اس کے بھائی نے پھر کوئی کارنامہ انجام دیا ہے

"تم بالاج—شرم نہیں آتی ایسی حرکتیں کرتے ہوئے—کیا بکواس کر کہ آئے ہو تم ان لوگوں کے سامنے"--- عقیدت کے پھاڑ کھانے والے انداز پر بالاج شاہ نے قہقہہ لگایا تو عقیدت نے سختی سے مٹھیاں بھینچی

"کچھ نہیں کیا بس تمہارے شوہر کا پرانا ادھار تو وہی چکتا کیا ہے"--- لہجے میں سنجیدگی سموئے کہتا وہ عقیدت کو سلگا گیا تھا

"ایک دفعہ تمہارے شوہر نے کہا تھا کہ زمین ڈیرے کے معاملات بالاج شاہ نہیں سنبھال سکتا وہ بس ہاتھ میں قلم تھامے اسے فائلز پر گھسیٹ سکتا ہے میں نے بس یہی بات اسے پراجیکٹ آفر کرنے والی کمپنی کو بتائی کہ یہ کام بالاج شاہ بہتر کر سکتا ہے ضرغام خان تو سردار ہے اسے پر زمینوں ڈیروں اور پنچائیت کے معاملات ہی سنبھالنے آتے ہیں میں نے تو بس چھوٹی سی انفارمیشن دے کر کسی کا بھلا کیا تھا لیکن وہ اس بھلے کے طور پر اپنا پراجیکٹ

Posted On Urdu Novel Book

میری کمپنی کو دے گئے تو بتاؤ اس میں میرا کیا قصور"--- کندھے آچکا کر کہتا وہ بہرام شاہ کو ماتھا پیٹنے پر مجبور کر گیا تھا جبکہ بالاج شاہ کی باتوں پر عقیدت نے اسے دو سلواتیں سنا کر فون بند کیا تھا۔

"کب سدھرو گے بالاج۔کیا سوچے گا ضرغام"۔تاسف بھرے لہجے میں کہتے بہرام شاہ کھڑا ہوا تھا۔

"کچھ نہیں کہتا وہ۔اسے بتا دیا تھا کہ ادھار تھا چکانے جا رہا ہوں تو وہ ہنس دیا تھا۔اس کی بیوی کو بس اپنے شوہر کی تعریف میرے منہ سے برداشت نہیں ہو رہی۔ایسے تو ناگن بھی رنگ نہیں بدلتی جیسے میری بہن نے شادی کے بعد بدلا ہے ۔"

"وہ گرگٹ ہوتا ہے"۔بالاج شاہ کے افسوس بھرے لہجے میں کہنے پر تصحیح کی تو وہ کندھے آچکا کر اٹھا تھا۔

"لیکن مجھے ناگن پسند ہے"۔آبرو آچکا کر جواب دیا تو بہرام شاہ نے تاسف سے سر جھٹکا تھا

---

اے سائیڈ پر ہٹ پہلے مجھے لینے دے"--- سیاہ موٹی سی عورت نے ہاتھ میں تھالی تھامے مقدس بیگم کو دھکا دیتا ہوئے چلا کر کہا تو وہ بامشکل خود کو گرنے سے بچاتی اس کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔

مقدس بیگم کو عورتوں والی جیل میں منتقل کر دیا گیا تھا اور یہاں آتے ہی مقدس بیگم کو لگا جیسا وہ جہنم میں آگئی ہو

تن پر مہنگے برانڈڈ کپڑوں کی جگہ مجرموں والا لباس پہننا تو انہیں اپنے وجود پر بچھو رینگتے محسوس ہوئے تھے۔۔آسائشوں سے بھرے کمرے کی بجائے چھوٹی سی کوٹھری نما جگہ جہاں پانچ عورتیں پہلے سے موجود تھی انہیں وہاں اپنا سانس گھٹتا محسوس ہوا تھا۔

طرح طرح کے پکوان کی بجائے پانی جیسی دال اور روکھے پھیکے چاول کھانے کو ملے تو ان کی ہمت ایک دن میں جواب دے گئی

رات زمین پر سوتے جب جسم میں ٹھیسیں اٹھی تو وہ اپنے ساتھ موجود عورتوں پر چلائی تو ان میں سے دو نے بری طرح انہیں پیٹ ڈالا تھا۔

پھر یہ روز کا معمول بن گیا۔۔ وہاں موجود پہلی عورتوں نے انہیں جیسا اپنا غلام بنا لیا تھا۔۔ اپنے حصے کا کام وہ مقدس بیگم سے کرواتی کام غلط ہونے یا نا کرنے کی صورت میں وہ ان کی درگت بنا کر رکھ دیتی

Posted On Urdu Novel Book

اس تھوڑے سے ہی عرصے میں رعب دبدبے والی مقدس بیگم کی شناخت کھو چکی تھی

" میں پہلے آئی ہوں۔۔کھانا پہلے میں لوں گی"--- پلیٹ کو دونوں ہاتھوں سے سختی سے تھامے جواب دیا تو وہ سیاہ رنگ کی موٹی عورت اپنی پلیٹ میز پر پٹختی مقدس بیگم کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔۔جبکہ اس کے چہرے کے خطرناک زاویے دیکھتے مقدس بیگم کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا۔

اپنے اطراف میں نگاہ دوڑائی تو اپنے ساتھ رہنے والی عورتوں کو دیکھتے آنکھوں میں امید جاگی تھی مگر جب وہ مقدس بیگم کو مکمل طور پر نظر انداز کرتی کانوں میں چے منگوئیاں کرنے لگی تو مقدس بیگم کا دل ڈوب کے ابھرا تھا

"دیکھو دد-دور رہو۔۔۔میں شکایت کر دوں گی"۔۔قدم پیچھے لیتی لڑکھڑائے لہجے میں کہا تو اس عورت کا طنزیہ قہقہ فضا میں گونجا تھا

جبکہ مقدس بیگم نے کھانے کے قریب کھڑی پولیس اہلکار کو دیکھا تو وہ تاسف سے سر جھٹکتی دوسری عورتوں کی پلیٹوں میں کھانا بھرنے لگی

اور اسے پہلے مقدس بیگم کچھ سمجھتی کہ وہ عورت چیل کی طرح ان پر جھپٹی تھی۔۔۔دونوں ہاتھوں میں سختی سے مقدس بیگم کے بال دبوچتے اس نے پوری قوت سے ان کا چہرہ ٹیبل

Posted On Urdu Novel Book

پر مارا تھا کہ مقدس بیگم کا چہرہ پل میں خون سے تر ہوا تھا۔فضا میں مقدس بیگم کی دلخراش چیخیں گونجی تو کچھ عورتوں نے تاسف سے اور کچھ نے قہقہہ لگاتے انہیں دیکھا تھا۔

"رضیہ بیگم نام ہے میرا سالی۔مجھے انکار کرے گی۔مجھے جواب دے گی ہمت بھی کیسے ہوئی"--- بالوں سے پکڑ کر زمین پر دھکا دیتے۔گالیاں بکتے چلا کر کہتی وہ ان پر لاتوں کی برسات کرتی انہیں نیم جان کر گئی تھی۔

تبھی معاملہ بگڑتا دیکھ کھانا دیتی اہلکار نے انہیں گالی بکتے۔ دوسری پولیس اہلکاروں کو بلایا تھا۔جو وہاں آتی بامشکل اس عورت کو مقدس بیگم سے دور کرتی انہیں بازو سے کھینچ کر اٹھاتی وہاں سے لے گئی تھی۔

"کیا ضرورت تھی اتنی اکڑ دکھانے کی۔دیکھ تو لیا تھا اپنی اکڑ کا انجام پھر بھی دل نہیں بھرا تو اس رضیہ کے منہ لگ گئی۔اسے تو یہ پولیس والیاں بھی کچھ نہیں کہتی۔ایسی کوئی** عورت ہے پتہ نہیں کتنوں کو مار کر یہاں آئی ہے"۔وہ عورتیں رات کو وہاں آئی تو مقدس بیگم کو درد سے کراہتے دیکھ نخوت بھرے لہجے میں کہتی سونے کے لیے لیٹ گئی جبکہ مقدس بیگم کی سوجھی آنکھوں سے آنسوں لڑیوں کی مانند بہتے چہرہ بھگو رہے تھے

"میں نے عقیدت سے پہلے آپ سے محبت کی ہے ماں۔سب سے زیادہ"

Posted On Urdu Novel Book

اچھا چھوڑیں۔۔۔ماں کو تو اپنی اولاد سے محبت ہوتی ہی ہے۔۔۔کیا فضول سوال پوچھ رہا ہوں۔۔۔ آپ یہ بتائیں کیا آپ اب بھی خوش نہیں۔۔۔میری خوشی میں بھی خوش نہیں۔۔۔میں یقین دلاتا ہوں ماں عقیدت سے آپ کو کبھی کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔۔۔وہ پلٹ کر آپ کی کسی بات کا جواب بھی نہیں دے گی۔۔۔آپ جیسا چاہے گی میں اسے ویسا کرنے کا کہہ دوں گا۔۔۔ وہ مان جائے گی۔۔۔وہ تھوڑی جذباتی ہے بالکل آپ کے بیٹے جیسی لیکن دل کی بہت اچھی ہے۔۔۔"

خیر میری چھوڑیں یہ بتائیں آپ کو مجھ سے کتنی محبت ہے۔۔۔یا کب ہوئی تھی جب میں دنیا میں آگیا تھا یا آنے والا تھا۔۔۔"

Urdu Novel Book

مجھے خبر ملی کے میری خوشیوں میں سب سے زیادہ جس کا حق بنتا ہے وہ ابھی تک اپنے کمرے میں ہیں۔۔۔تو بس پھر یہ خان چلا آیا"

"ضر۔۔۔غغ۔ام"۔۔۔آنکھوں کے پردے پر ضرغام خان کا چہرہ لہرایا تو مقدس بیگم نے سسک کر اسے پکارا تھا۔۔۔کانوں میں ضرغام خان کے محبت و آس بھرے الفاظ گونجے تو ان کا دل کیا وہ زمین میں دھنس جائے لیکن یہ پچھتاوا یہ سوچ ناممکن تھی یہاں سے اب فرار ناممکن تھا جن کے ساتھ مل کر یہ اب کھیل رچا تھا وہ تو اتنی آسانی سے موت کی نیند سو چکے تھے اور اب انہیں موت سے بدتر زندگی گزارنی تھی نجانے کتنے ہفتے۔۔۔مہینے یا سال

---

پیکنگ کر لی تم لوگوں نے"--- ثمرین بیگم نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا تو امتثال پلوشہ اور صبغہ نے سر اٹھائے انہیں دیکھا تھا اور پھر بیڈ پر بکھرے کپڑوں اور زمین پر پڑے کھلے بیگز کو دیکھتے سر نفی میں ہلایا تھا۔

"نہیں انٹی۔۔اابھی ہمیں سمجھ نہیں آرہا کہ کتنے اور کونسے ڈریسسز لے کر جائیں۔۔جو ڈریسز ہم نے سیم لی ٹوئنگ کرنے کے لیے وہ رکھ لی۔۔باقی ہمیں سمجھ نہیں آرہا"۔۔پلوشہ نے انگلیاں آپس الجھاتے جواب دیا تو ان دونوں نے بھی سر اثبات میں ہلائے تھے۔

"پہلے تو یہ دیکھ لو کہ وہاں کا موسم کیسا ہوگا۔۔پھر اس موسم کے حساب سے کپڑے نکال لو جو ہیں۔۔پھر جو پسند آئیں یا اپنے شوہروں سے پوچھ کر وہ رکھ لینا"--- کمرے میں داخل ہوتی حلیمہ بیگم کے کہنے پر ثمرین بیگم نے ان کی تائید کی تھی

ہاں یہ ٹھیک ہے۔۔اور آپ دونوں اپنا سارا سامان لے کر میرے روم میں آجائیں میں تب تک اپنے لیے اور ڈریسز دیکھتی ہوں"۔۔صبغہ نے بیڈ سے اترتے کہا تو ان دونوں نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔

"آرام سے لڑکی گر کر میرے بھائی کا نقصان نا کر دینا"۔۔کمرے میں داخل ہوتے بہرام شاہ نے تیزی سے باہر جاتی صبغہ شاہ کو دیکھ کر کہا تو وہ ناک سکوڑتی وہاں سے نکلی تھی

Posted On Urdu
Novel Book

"السلام و علیکم—یہاں کوئی کپڑوں کی نمائش لگی ہوئی ہے کیا"—موبائل کے ساتھ والٹ اور چابیاں ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتے بیک وقت سب کو سلام کرتے مسکرا کر پوچھا تو ثمرین بیگم نے مسکرا کر اپنے بیٹے کو دیکھا تھا جبکہ بہرام شاہ کی لو دیتی نظریں خود پر محسوس کرتے انتشال کے گال گلابی پڑے تھے—

"نہیں بس بچیوں کو ایک ساتھ جانے کی خوشی کی بہت ہے—اسی کی تیاریاں کر رہی ہیں—تم آگئے ہو تو فریش ہو کر آجاؤ میں تب تک کھانا لگاتی ہوں"—ثمرین بیگم نے مسکرا کر جواب دیتے قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے—

"پھوپھو میں حدائق کے لیے لنچ پیک کر دوں آپ ڈرائیور کے ہاتھ ہاسپٹل بھیج دیجیۓ گا"—بہرام کے سلام کا جواب دیتے بیڈ سے اترتے حلیمہ بیگم کا بازو تھامتے قدم باہر کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا تو انہوں نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا تھا

"میں فریش ہو کر آتا ہوں—تب تک یہ دروازا بند کر دیں"— قدم واش روم کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا تو انتشال نے سر اثبات میں ہلاتے آگے بڑھ کر بہرام شاہ کے لیے ٹاول کے ساتھ شلوار قمیض نکال کر تیزی سے اس کی جانب بڑھتے پکڑائے تھے

---

Posted On Urdu Novel Book

بہرام شاور لے کر آیا تو وہ تب تک اس کے لیے چائے بنا لائی تھی جسے دیکھتے بہرام شاہ کے ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ رینگی تھی۔

آئینے کے سامنے کھڑے ہوتے ٹاول بالوں میں پھیرتے امتثال کو آنکھوں کے اشارے سے اپنی جانب بلایا تو وہ دانت کا کنارہ دانتوں تلے دباتی چھوٹے چھوٹے قدم لیتی بہرام شاہ کے قریب ان کھڑی ہوئی

"کیسا جا رہا ہے سکول"۔۔امتثال کے کہنے پر بہرام نے اسے سکول کی زمہ داری سونپ دی تھی۔۔اب سلوی پلوشہ اور امتثال تینوں سکول کے معاملات دیکھ رہی تھیں

"بہت اچھا۔۔ہم نے ڈیسائیڈ کیا ہے سکول کو تھوڑا وسیع کر لے۔۔سکول کے پیچھے گروانڈ والی جگہ پر انٹر کی بچیوں کے لیے ایک عمارت بنا دیں اور انٹر کے بعد کے لیے بھی کچھ سوچے"۔۔امتثال کے چہک کر کہنے پر بہرام شاہ نے ٹاول سٹینڈ پر ہینگ کرتے-- امتثال کو نرمی سے بانہوں میں بھرتے قدم صوفے کی جانب بڑھائے تھے۔

"کسی ہیلپ کی ضرورت ہو تو مجھے بتا دینا۔۔اگر میں بزی ہوا تو بالاج سے کہہ دینا وہ کر دے گا"--- صوفے پر بیٹھتے۔۔امتثال کے چہرے کے اطراف میں جھولتی بالوں کی لٹ کو اپنی شہادت کی انگلی پر لپیٹتے ہوئے کہا تو امتثال نے سر اثبات میں ہلایا تھا

Posted On Urdu Novel Book

"اور بالاج لالا کب منائیں گے"—صبغہ نے بہرام شاہ کی گردن کے گرد حائل کرتے استفسار کیا تو بالاج کے ذکر پر بہرام شاہ کے چہرے کے زاویے ایسے بگڑے جیسے منہ میں کڑوا ذائقہ گھل گیا ہو—کچھ دیر پہلی کی اس کی حرکت یاد آئی تو بہرام نے تاسف سے سر جھٹکا تھا

"روٹھی رہنے دو—یہ کھوتا انسان ہے ہی اسی لائق—ذرا جو یہ انسان سدھر گیا ہو—بیوی ناراض رہے گی تو دماغ ٹھکانے پر اجائے گا"—بہرام شاہ کے منہ بنا کر کہنے پر امتثال نے گھور کر اسے دیکھا تھا—جس پر بہرام شاہ نے اپنے دونوں ہاتھ امتثال کی کمر کے گرد لپیٹتے اسے اپنے مزید قریب کیا تھا

Urdu Novel Book

"گھوروں مت بیوی—میرا پہلے ہی یہ غم ختم نہیں ہوتا کہ ان میسنے لوگوں کے لیے میری بیوی مجھے چھوڑ کر چلی گئی تھی"—ہونٹ امتثال خان کے گال پر ثبت کرتے شکوہ کناں لہجے میں کہا تو میسنے کہنے پر امتثال نا بامشکل اپنی ہنسی روکی تھی وہ اسے کیا بتاتی کہ وہ میسنے لوگ بھی اسے ایسے ہی القابات سے نوازتے ہیں—

"چائے—آپ ابھی فری نا ہو—چپ چاپ چائے پیئے کیونکہ سب نیچے لنچ کے لیے ویٹ کر رہے ہوگے"—بہرام شاہ کو اپنے ہونٹوں پر جھکتے دیکھ سرعت سے ہتھیلی بہرام شاہ کے

ہونٹوں پر جماتے ہاتھ بڑھا کر ٹیبل سے چائے کا کپ اٹھاتے اس کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا تو بہرام شاہ نے ستائشی انداز میں آبرو آچکا کر امتثال خان کو دیکھا تھا

"جیسے آپ کہیے۔۔لیکن تھوڑا سا فری ہونے کے بعد"۔۔امتثال کا چائے تھامے ہاتھ کی کلائی اپنی نرم گرفت میں لیتے شدت سے اس کے ہونٹوں پر اپنا لمس چھوڑتے ہوئے سرگوشی کی تو امتثال نے سختی سے آنکھیں میچی تھی۔۔وہ احتجاج بھی نہیں کر سکتی تھی۔۔تھوڑی سے مزاحمت کرتی تو گرم چائے ان دونوں میں سے کسی پر ضرور گرتی۔۔بہرام شاہ اپنی منمانی پوری کر کہ پیچھے ہوا تو امتثال خان نے سرخ پڑتے گھور کر اسے دیکھا تھا۔۔جس پر بہرام شاہ آنکھ ونک کرتا کپ تھام گیا تھا

***Don't copy paste without my name and permission...***

"اپنی میڈیسنز رکھی ہیں تم نے"--- لاونج میں آتی حوریہ کو دیکھتے عقیدت نے پوچھا تو وہ سر اثبات میں ہلاتی سلوی کے قریب صوفے پر بیٹھی تھی

میری تو ساری پیکنگ ہوگئی ہے۔۔مگر جب تک ہم وہاں پہنچ نہیں جاتے تب تک میں کچھ نا کچھ فضول سمجھ کر نکالتی رہوں گی اور کچھ نا کچھ ضروری سمجھ کر رکھتی رہوں گی۔"

Posted On Urdu Novel Book

اسی چکر میں کہی خود یہی نا رہ جانا"۔۔ سلوی کی بات پر عقیدت نے جواب دیا تو حوریہ نے اپنی مسکراہٹ چھپاتے چہرہ ہاتھ میں تھامے میگزین پر جھکایا تھا

ہاں میرے شوہر کا بس چلے تو یہی چھوڑ جائے۔۔اور ویسے بھی جتنے وہ اب تک مجھے گھومنے کے طعنے دے چکا ہے۔۔اس کے بعد بنتا تو میرا یہ ہے کہ کمرے میں ہی قید ہو جاؤں۔۔ چھوٹے سے کچن کا بھی وہی انتظام کر لوں۔۔۔ورنہ اس شخص کا کیا بھروسہ حویلی میں چلنے پھرنے پر طعنے دینا شروع کر دے"۔۔ فرائز کھاتے۔۔۔ہاتھ جھلا جھلا کر اپنے جھوٹے دکھ بتاتی مردان خانے کی جانب جاتے ارمغان خان کو ٹھٹھک کر رکنے پر مجبور کر گئی تھی۔

رزق کھاتے ہوئے ہی بندہ تھوڑی حیا کر لیتا ہے سلوی - شرم تو نہیں آرہی ایسے جھوٹ بولتے ہوئے"۔۔۔وہ جو ہمدردی سمیٹنے کے لیے ان دونوں کی جانب دیکھ رہی تھی حوریہ کے تاسف بھرے لہجے پر اسے گھور گئی

تمہیں کیا پتہ کہ مجھ معصوم پر وہ ڈائناسور کتنے ظلم کرتا ہے - کیا تھا اگر میں تم لوگوں کے ساتھ چلی گئی اب کوئی ایسا دن نہیں جس دن اس نے مجھے اس بات کا طعنہ نا دیا ہو"۔۔۔ سلوی شاہ کے ڈھٹائی سے کہنے پر ارمغان خان نے ابرو آچکایا تھا

Posted On Urdu Novel Book

"عقیدت بھابھی—مردان خانے میں کچھ مہمان آئیں ہیں—ان کے کھانے کا انتظام کر دے ذرا جلدی"—ارمغان خان کی بھاری آواز پر فرائز سلوی کے حلق میں اٹکی تھی—حیرت کی زیادتی سے پھٹی آنکھوں سے وہ سامنے دیکھتی بامشکل فرائز نگلتی۔پیچھے کو مڑی تھی

مردان خانے کی جانب جاتی راہداری کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑے ارمغان خان کو دیکھتے سلوی کے چہرے کے پر کئی رنگ گزرے تھے—

"کتنے لوگ ہیں ---اور ضرغام بھی آیا ہے کیا"—عقیدت کے پوچھنے پر ارمغان خان نے نظریں سلوی سے ہٹا کر اسے دیکھا تھا—

"جی لالا وہی ہیں—ان سے ملنے ہی دوسرے گاؤں سے وہ لوگ آئیں ہیں—گنے تو نہیں لیکن اپ آٹھ لوگوں کے لیے بنا لیں"—ارمغان کے کہتے ہی عقیدت سر ہلاتی حوریہ اور سلوی کو کچن میں آنے کا کہتی کچن کی جانب بڑھی تھی—

مہمانوں سے فری ہو تو سلوی کے دکھ سن لینا۔ اسے تم سے بہت سے گلے شکوے ہیں"—حوریہ کے مسکرا کر کہنے پر ارمغان خان نے سر کو خم دیا تھا جبکہ سلوی نے مٹھیاں بھینچتے گھور کر کچن کی جانب بڑھتی حوریہ کو دیکھا تھا

اس سے پہلے وہ وہاں سے اٹھ کر فرار ہوتی ارمغان خان اس کے سر پر آن کھڑا ہوا تھا—

Posted On Urdu Novel Book

دن رات طعنے دیتا ہوں میں--- ڈائنوسار ہوں ظلم کرتا ہوں"۔۔صوفے پر بیٹھی سلوی شاہ کی کلائی کو آہنی گرفت میں لیتے جھٹکا دے کر اپنے روبرو کھڑے کیا تو سلوی شاہ نے میکانکی کے انداز میں سر نفی میں ہلایا تھا۔

"نن۔۔نہیں تو۔۔وہ تو میں"--- ارمغان خان کے چہرے کے بگڑے تاثرات دیکھتے گڑبڑا کر کہتی وہ ایک دم سے جھکتی اپنی کلائی تھامے ارمغان خان کے ہاتھ کی پشت پر دانت گاڑھ چکی تھی یہ سب اتنا غیر متوقع تھا کہ وہ چیخ ضبط کرتا جھٹکے سے ہاتھ چھوڑتا پیچھے ہوا تھا جس کا فائدہ اٹھاتے سلوی شاہ تیر کی تیزی سے کچن کی جانب بھاگی تھی۔

سلوی کی بچی۔۔چھوڑوں گا نہیں تمہیں"۔۔ارمغان خان کے چلا کر کہنے پر سلوی نے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دباتے کچن کے دروازے سے سر باہر نکالتے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر اسے دیکھتے پلٹ گئی تو ۔

سلوی شاہ کی اس حرکت پر ارمغان خان کے دل نے بیٹ مس کی تھی۔۔عنابی ہونٹوں کو مسکراہٹ چھو کر گزری تو ارمغان خان سر جھٹکتے وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا

---

Posted On Urdu Novel Book

"اگر یہ تم سکائے بلیو ڈریس کے ساتھ پہنو گی تو مجھے اچھا لگے گا"۔۔ بھاری آواز پر صبغہ نے گردن ترچھی کر کہ اپنے پیچھے کھڑے بالاج شاہ کو دیکھا تھا جو آنکھوں میں نرمی لیے ہاتھ صبغہ کی جانب بڑھائے کھڑا تھا۔

وہ حویلی کے بیک سائیڈ پر بنے گرین ہاؤس کے جھولے پر بیٹھی لیپ ٹاپ پر تیزی سے انگلیاں چلاتی اپنی پشت پر ابھرتی بھاری آواز پر چونکی تھی گردن ترچھی کر کہ دیکھا تو بالاج شاہ کو اپنی جانب ہاتھ بڑھائے کھڑا پایا تھا۔۔بالاج شاہ کی نرم گرم نظروں کی تپش پر بنا کچھ کہے وہ چہرہ موڑ چکی تھی۔

جبکہ بالاج شاہ چھوٹے قدم لیتا سامنے آتے صبغہ کے قریب جگہ بنا کر بیٹھا تھا۔۔اس سے پہلے وہ اٹھ کر جاتی بالاج شاہ اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھامتے روک چکا تھا

"ناراض ہونا تمہارا حق ہے۔۔مگر اس حق میں تم مجھے میرے حقوق استعمال کرنے سے نہیں روک سکتی"۔۔ نظریں صبغہ کے چہرے پر ٹکائے نرم مگر بہت کچھ باور کراتے انداز میں کہتے۔۔صبغہ کا ہاتھ نرمی سے دباتے چھوڑ چکا تھا۔

"میں جانتا ہوں میری غلطی ہے۔۔ ہر ہ بات جس سے تمہیں تکلیف ہوئی میں معافی مانگتا ہوں۔۔ نا صرف وہ باتیں جو اب ہوئی بلکہ ان کے لیے بھی جو ماضی میں ہوئیں۔۔میں ہمیشہ سے جانتا تھا کہ تم مجھ سے محبت کرتی ہو۔۔ہمیشہ سے یا اسی دن سے جب تم پہلی دفعہ حویلی

Posted On Urdu
Novel Book

آئی تھی۔۔۔یا شاید اس لمحے سے جب تمہیں آگ سے بچاتے وقت تمہاری آنکھوں میں اترتی چمک کو دیکھا تھا۔۔۔مجھے تم ہمیشہ ضدی لگی تھی۔۔۔تمہاری محبت کو میں ضد اور بیوقوفی سمجھتا رہا۔۔۔تم اس راز سے بھی واقف تھی کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔۔۔اور پھر تمہارا یہ کہنا کہ وہ محبت نہیں۔۔۔حوریہ سے محبت نہیں صرف ضد اور پچھتاوا ہے۔۔۔مجھے تمہاری یہ باتیں مجھے تیش دلاتی تھی۔۔۔اور جیسے وقت کے ساتھ تمہیں پیچھے ہٹتا نا دیکھا تو تمہیں لفظوں سے روکنا چاہا۔۔۔ اس بات سے بھی واقف تھا کہ تم حوریہ کے ڈر کی وجہ سے مجھ پر نظر رکھے ہوئی ہو۔۔۔کہ میں اس تک پہنچ نا جاؤں۔۔۔میں اس سے صرف معافی مانگنا چاہتا تھا۔۔۔اسے اپنے رویے کی وجہ بتانا چاہتا تھا۔۔۔اور کہی نا کہی اُس سب کے بعد بھی میں چاہتا تھا وہ مجھے اپنا لے۔۔۔وہ میری ہو جائے"۔۔۔ نظریں سامنے فاؤنٹین سے ہوتی اپنے سیاہ جوتے پر ان رکی تھی۔۔۔جبکہ صبعہ شاہ سانس روکے۔۔۔نظریں بالاج شاہ کے گھٹنے پر ٹکے ہاتھ ٹکائے اس کے بولنے کی منتظر تھی

میں اسے عائث سے بچانا چاہتا تھا۔۔۔نہیں چاہتا تھا کہ اسے مزید کوئی تکلیف ہو۔۔۔ڈر تھا کہ عائث اسے دشمنی کی نظر نا کردے۔۔۔ تم پر یہی ظاہر کروایا کہ میں اسے تکلیف دینے کے لیے جا رہا ہوں اور پھر اس کا ڈر ۔ لیکن شادی کے بعد سب بدل گیا۔۔۔ وہ خوش تھی اور میں اس کی خوشی میں خوش ہوگیا۔۔۔لیکن تم سے محبت نا کرسکا۔۔۔کیوں کرتا کیسے کرتا۔۔۔یہ

Posted On Urdu Novel Book

بات پھانس کی طرح گلے میں اٹکی تھی کہ یہ لڑکی میرے ہر روپ سے واقف ہے۔۔میں کبھی سمجھ نہیں پایا کہ تم مجھ سے کیوں محبت کر سکتی ہو یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں نے تمہاری دوست اپنی محبت کو غصے کی نظر کرنا چاہا تھا۔۔پھر کیوں۔۔لیکن سب باتوں کو فراموش کرتے میرا دل مجھے دغا دینے لگا تھا"--- سنجیدہ لہجے میں کہتا وہ اپنی جگہ سے اٹھا تھا ہاتھ میں تھامے سلور جھمکو کو صبغہ کے قریب رکھتا نظریں اس کے خاموش چہرے پر ٹکائی تھی۔ "میں بچے کے کہنے پر گارڈن تمہارے لیے آیا تھا۔۔ اس نے کہا تھا میری وائف نے بلایا ہے۔۔میں تم سے بات بھی کرنا چاہتا تھا۔۔لیکن وہاں حوریہ کو دیکھ میں شاکڈ ہو گیا تھا۔۔اور اس سے بھی زیادہ اس کا پینک ہونا مجھے زندہ زمین میں گاڑھ گیا تھا۔۔وہ سچویشن ایسی نہیں تھی کہ میں وہاں تحقیق کرنے بیٹھ جاتا۔۔ مجھے لگا شاید تم (ہونٹ بھینچے وہ لمحے کے لیے رکا تھا) نے کیا ہے۔۔مجھے اس بات سے تکلیف ہوئی تھی۔۔ لیکن بعد میں مجھے احساس ہو گیا تھا کہ یہ ان لوگوں کی حرکت ہے لیکن میں نے یہ بات تم پر واضح نہیں کی اس دن کے بعد سے ویسا ہی رویہ رکھا کہ شاید تم تنگ اگر چھوڑ جاؤ۔۔لیکن پھر میں ہار گیا۔۔ایک لمحے کا کھیل تھا اور بالاج شاہ کا دل شکست کھا گیا۔۔میں نفس کے ہاتھوں یا تمہیں تکلیف دینے کی غرض سے تمہارے قریب نہیں آیا تھا۔۔یہ دل بے خود ہوا تھا"--- دل کے مقام پر انگلی رکھتے آخری بات کہتے اس طرح گہری سانس بھری کے جیسے سینے پر پڑا بوجھ اتر گیا ہو

Posted On Urdu Novel Book

"لیکن میں اس دن کے لیے بھی سوری کرتا ہوں۔۔اور ریکوسٹ کرتا ہوں کہ اپنی ناراضگی ختم کرنے کا اظہار انہیں پہن کر کر دینا"۔۔سیاہ گہری نظریں صبغہ کے چہرے سے ہٹاتے۔۔جھمکو پر ڈالی تھی۔۔کچھ لمحے وہ خاموشی سے صبغہ کے کچھ بولنے کا انتظار کرتا رہا مگر جب وہ ہنوز خاموش رہی اور سر بھی جھکا گئی تو بالاج شاہ ہونٹ بھینچتے وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔

صبغہ نے گردن ترچھی کرتے دور جاتے بالاج شاہ کی چوڑی پشت کو دیکھتے۔۔نظریں موڑ کر ان جھمکوں کو دیکھا تھا۔

"یہ اس صدی کا معجزہ ہے کہ بالاج شاہ سڑیل انسان سوری اور ریکوسٹ ایک ساتھ ایک ہی بندے سے کر کہ گیا ہے"۔۔ہونٹوں میں مسکراہٹ سجائے سرگوشی نما لہجے میں کہتے صبغہ نے جھمکوں کو مٹھی میں سمیٹا تھا

---

وہ سب ہنزہ آگئے تھے۔۔کلاؤڈ نان آینڈ ہالف ریزورٹ میں بنے خوبصورت ہٹ میں ان لوگوں نے سٹے کیا تھا

حدائق یہ کتنا پیارا ہے نا"۔۔چھوٹے سے لکڑی کے بنے ہٹ جس میں دو کمرے۔۔جن کے تینوں اطراف میں لگے گلاس ڈور سے راکاپوشی اور خوبصورت ویلے کے مناظر صاف دکھائی دے رہے تھے۔۔کمرے سے ملحقہ بالکونی میں چھوٹا سا ٹیبل اور دو کرسیاں سجی ہوئی تھیں۔۔

Posted On Urdu Novel Book

ہٹ میں ایک چھوٹا سا کچن بھی موجود تھا۔۔جہاں حدائق شاہ پلوشہ کے لیے اس کی پسند کی کھانے کی چیزیں لا کر سجا چکا تھا

"بہت پیارا ہے۔۔لیکن میری بیوی سے نہیں۔۔۔اور اب جلدی فریش ہو جاؤ وہ سب باہر ویٹ کر رہے ہیں"۔۔۔ وہ جو گلاس ڈور کے ساتھ لگی باہر دیکھتے ہوئے اپنی رو میں کہہ رہی تھی حدائق شاہ کی بات سنتے پل میں سرخ ہوئی تھی۔۔۔جسے دیکھتے حدائق شاہ اپنے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دباتے پلوشہ کی جانب بڑھتا اس سے پہلے وہ بھاگنے کے انداز میں واشروم میں جا بند ہوئی تھی۔۔۔جس پر حدائق شاہ نے مسکرا کر سر جھٹکا تھا

---

ٹرتھ یا ڈیر۔۔۔"

ڈئیر"--- ارمغان خان نے بوتل درمیان میں رکھتے سوال کیا تو بالاج شاہ کے جواب دینے پر ان سب لڑکیوں نے اسے گھورا تھا

"کوئی ڈئیر نہیں لالا-- - ٹرتھ بھی ہو گا۔۔۔ورنہ میں نہیں کھیلوں گی"--- سلوی کے ناک سکوڑ کر کہنے پر ان سب نے سر ہلاتے حامی بھری تھی۔۔

"ٹرتھ بہت بورنگ ہے—ڈئیر ہی ٹھیک ہے"—حدائق شاہ کے جواب پر پلوشہ نے بری طرح پہلو بدلا تھا اسے بالکل بھی اپنے شاہ سے اچھے کی امید نہیں تھی کہ وہ اسے کوئی آسان سی ڈئیر دے گا

اس وقت وہ سب ہٹ کے باہر زمین پر کپڑا بچھائے—چاروں اطراف میں کشنز رکھیں—دائرے کی صورت میں بیٹھے تھے—جبکہ بہرام اور ضرغام تھوڑے فاصلے پر کھڑے باربی کیو بناتے پلیٹوں میں سجا رہے تھے—

"یار ارمغان تم گھماؤ اسے"—عائث خان کے کہنے پر ارمغان نے سر ہلاتے بوتل کو گھمایا

"ہاہاہاہا—پہلی باری عائث لالا کی"—صبغہ کے قہقہہ لگا کر کہنے پر عائث خان جو حوریہ کو دیکھنے میں محو تھا چونکا تھا—اسے بالکل اندازہ نہیں تھا کہ وہ کہے گا اور پہلی باری ہی اس کی آجائیں گی

"غور سے دیکھو لڑکی یہ تمہارے شوہر کی طرف ہے"—چونکہ وہ لڑکے دائرے کے ایک جانب تھے تو بالاج اور عائث ایک ساتھ بیٹھے تھے— بوتل کا رخ اپنی جانب دیکھ بھی وہ آگے ہوتا بوتل پر انگلی رکھتے بالاج کی جانب سرکاتے بولا تو بالاج شاہ نے گھور کر عائث خان کو دیکھا تھا—

Posted On Urdu Novel Book

"کوئی ضرورت نہیں میرے شوہر کا نام لینے کی۔۔ایمانداری سے گیم کھیلے"۔۔گھٹنوں کے بل ہوتی دونوں بازو کمر پر ٹکاتے۔۔۔وہ لڑنے کے انداز میں بولی تو عائث خان نے ہونٹوں کو سیٹی کی شیپ دیتے۔۔بوتل کا رخ اپنی جانب کیا تھا

جبکہ بالاج شاہ کی نظریں صبغہ کے چہرے پر ٹھہر گئی تھی۔۔اس کا میرے شوہر کہنا بالاج شاہ کا دل دھڑکا چکا تھا۔۔عنابی ہونٹوں کو نامحسوس انداز میں مسکراہٹ نے چھوا تھا۔

"ریلیکس مسسز بالاج شاہ۔۔بتائیں کیا کرنا ہے میں نے"۔۔۔ہاتھ اٹھاتے ہار ماننے والے انداز میں کہا تو صبغہ فخریہ انداز میں گردن اکڑاتی واپس بیٹھی تھی۔

"آپ آج اپنی بیگم کو گانا ڈیڈیکیٹ کریں گے"---- ہاں لالا آپ نے ہمیں کب سے گانا نہیں سنایا۔۔اور اب تو آپ نے ویسے بھی بریک لیا ہوا تو آپ کا کوئی نیو سونگ بھی نہیں سننے کو کب سے ملا"۔۔عقیدت کے کہنے پر پلوشہ نے بھی حامی بھرتے ہوئے کہا تو عائث خان نے مسکرا کر سر کو خم دیا تھا۔

"میں گٹار لے کر آتا ہوں"۔۔۔ارمغان کہتے اپنی جگہ سے اٹھتے گٹار لینے گیا تو تب تک بہرام اور ضرغام ان کے سامنے کھانے کی پلیٹیں لگانا شروع کر چکے تھے۔۔باربی کیو کے ساتھ چپلی کباب اور کولڈ ڈرنکس سرو کرتے وہ بھی جگہ سنبھال چکے تھے۔

Posted On Urdu Novel Book

"سو دس از فار مائے انوسنٹ وائف"—گٹار تھامتے نظریں حوریہ شاہ کے خوبصورت چہرے پر ٹکاتے کہا تو ان سب نے ہوٹنگ کی تو حوریہ کے گال شرم سے دہک اٹھے تھے

تمہیں دیکھا تو یوں دیکھا

مصور ہوگئیں یہ آنکھیں

تمہیں سوچا تو یوں سوچا

تصور ہوگئیں یہ آنکھیں

تمہیں جو لکھتی ہیں یہ شاعر آنکھیں

بس سے ہمارے ہیں یہ باہر آنکھیں

کبھی مجبور ہیں یہ آنکھیں

کبھی مغرور ہیں یہ آنکھیں

محبت کی کہانی میں

بڑی مشہور ہیں آنکھیں

عائشہ خان کی گونجتی خوبصورت آواز میں گونجتے الفاظ پر ضرغام خان نے نیلی آنکھوں میں جزبے لٹاتی نظریں عقیدت شاہ کی سبز نگینوں سی آنکھوں پر ٹھہری تھیں

تمہیں جو لکھتی ہیں یہ شاعر آنکھیں

بس سے ہمارے ہیں یہ باہر آنکھیں

تمہیں دیکھا تو یوں دیکھا

مصور ہو گئیں یہ آنکھیں

ارمغان خان کی چور نظریں پلوشہ کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھی سلوی شاہ کے مسکراتے چہرے بار بار سرک رہی تھیں۔

قاتل ہیں آنکھیں نگر نا ان کو سزا ہے

غلطی آنکھوں کی لگے دل کی خطا ہے

سمجھا لو جتنا بھی مگر آنکھیں سنے نا

بولو نا بولو آنکھیں بولیں رکے نا

ہستی بھی دیکھیں دیکھی حیران آنکھیں

بالاج شاہ کی آنکھوں کے پردے پر سیڑھیوں سے گرتی صبغہ شاہ کا چہرہ لہرایا تھا۔۔اپنے گرنے سے بچ جانے کی خوشی و حیرت میں ڈوبی شہد رنگ آنکھیں یاد آئی تو بالاج شاہ نے نظریں اٹھائی تو صبغہ شاہ کی آنکھوں سے ٹکرائی تو بالاج شاہ کو اپنا دل ان میں ڈوبتا محسوس ہوا تھا

دل کے گھر آتی دیکھیں مہمان آنکھیں

Posted On Urdu Novel Book

تم کو جو ڈھونڈیں وہ مسافر آنکھیں

اپنی ہی مانے نا یہ کافر آنکھیں

کبھی شکایت کرتی

کبھی مشہور ہیں آنکھیں

محبت کی کہانی میں

بڑی مشہور ہیں یہ آنکھیں

حدائق شاہ نے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دباتے پلوشہ خان کو دیکھا تھا جو چہرہ ہتھیلیوں پر ٹکائے۔اشتیاق بھری نظروں سے عائث خان کو نیلی آنکھوں سے ٹکر ٹکر دیکھ رہی تھی

آنکھوں میں کھوئے ایسے راتوں جگے ہیں

آنکھوں میں ڈوبے کبھی پار لگے ہیں

آنکھوں کے پیچھے آنکھیں لے کر پھرے یوں

آنکھوں میں شیشہ تیری دیکھا کریں یوں

خود پر نظروں کی تپش محسوس کرتے امتثال نے دائیں جانب دیکھا تو بہرام شاہ کو ذومعنی نظروں سے اپنی جانب دیکھتے پا کر وہ بری طرح گڑبڑاتے نظریں پھیر چکی تو بہرام شاہ کے عنابی ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

اپنی سی دیکھیں دیکھی انجان آنکھیں

قصے میں یاروں دل کے یوں آنکھیں

دل کا چھپا بھی کر دے یہ ظاہر آنکھیں

جادو ہی کر دیتی ہیں یہ ساحر آنکھیں

ہیں کہی سامنے آ بیٹھیں

کہی مغرور ہیں یہ آنکھیں

محبت کی کہانی میں

بڑی مشہور ہیں یہ آنکھیں

تمہیں جو لکھتی ہیں یہ شاعر آنکھیں

بس سے ہمارے ہیں یہ باہر آنکھیں

تمہیں دیکھا تو یوں دیکھا

مسور ہو گئیں یہ آنکھیں

حوریہ شاہ کے لالیاں بکھیرتے چہرے پر شوخ نظریں ٹکائے گانے کے آخری بول بولیں تو حوریہ نے نظریں اٹھائے خود کو تکتے عائث خان کی جزبے لٹاتی آنکھوں میں ایک لمحہ ہی دیکھتی دہکتے گال لیے چہرہ جھکا گئی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

"امتسال"--- بوتل گھمانے پر وہ امتسال کی جانب رکی تو بہرام شاہ نے امتسال خان کے روہانسے چہرے کو دیکھا تھا

Posted On Urdu Novel Book

"کوئی امتثال نہیں۔۔کھانا کھاؤ اور یہ سب۔۔وہ سب پہلے ہی تھک چکی ہیں انہیں جانے دو۔۔ جائیں آپ لوگ جا کر آرام کریں"-- بالاج شاہ کے کھلتے منہ کو دیکھ بہرام شاہ نے اپنی جگہ سے کھڑے دو ٹوک لہجے میں کہتے۔۔لڑکیوں کو روم میں جانے کا کہا تو وہ بھی فوراً سر ہلاتی اٹھی تھی۔۔جبکہ بالاج شاہ نے گھور کر بہرام شاہ کو دیکھا جسے بہرام شاہ نے سرا سر نظر انداز کیا تھا وہ جانتا تھا کہ یہ شخص ضرور اس کی بیوی کو مشکل میں ڈالے گا۔۔ویسے بھی وہ لوگ سچ میں تھک چکے تھے۔۔یہاں پہنچنے کے بعد انہوں نے بس تھوڑی دیر ہی آرام کیا تھا کہ ارمغان اور بالاج سب کو باہر لے آئیں تھے۔۔ اور تب سے نجانے کتنی گیمز کھیل چکے تھے۔

"میں تو پہلے ہی کہتا ہوں کہ یہ آدمی بہت میسنہ ہے"۔۔ان سب کے جاتے حدائق شاہ نے کھڑے ہوتے بہرام شاہ پر طنز کیا تو ضرغام خان نے ابرو آچکا کر اسے دیکھا تھا۔

"ٹھیک ہے امتثال کے حصے کی ڈئیر پلوشہ سے کروا لیتے ہیں"--- حدائق شاہ کے قریب آتے اپنا بایاں بازو حدائق شاہ کے کندھے پر رکھتے کان میں جھک کر کہا تو حدائق شاہ نے گردن ترچھی کرتے گھور کر ضرغام خان کو دیکھا تھا

Posted On Urdu Novel Book

"کیوں ایسی باتیں کر رہے ہیں۔۔ڈاکٹر صاحب کو کچھ ہوگیا تو ہم سے تو علاج بھی نہیں ہونا"۔۔۔بالاج شاہ نے بازو کے کف فولڈ کرتے استہزائیہ لہجے میں کہا تو ضرغام خان کا قہقہہ فضا میں گونجا تھا

"جن کی بیویوں کے آگے نہیں چلتی وہ ایسے دوسروں پر چلانے کی کوشش کرتے ہیں۔۔۔اور ہم بھی چپ چاپ سن لیتے ہیں۔۔چلو مظلوموں کے دل کے ارمان کہی تو پورے ہو"۔۔۔حدائق شاہ کے جواب پر اس بار بہرام شاہ کا قہقہہ بے ساختہ تھا

"لیکن ڈاکٹر صاحب کی تو کہی بھی نہیں سنی جاتی نا یہاں نا وہاں"۔۔۔پیپسی کی کین کھول کر منہ سے لگاتے عائث خان نے کہا تو حدائق شاہ نے آنکھیں میچتے۔۔گہری سانس بھری تھی۔ جبکہ ارمغان خان ہاتھ میں پلیٹ تھامے درمیان میں کھڑا کبھی حدائق شاہ کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ اور کبھی ایک ساتھ کھڑے بالاج اور ضرغام اور ایک طرف کھڑے بہرام اور عائث خان کو طنز کے تیر دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں جاتے دیکھ اس نے جمائی لی تھی۔

"دیکھ لو چھوٹے خان کیسے یہ گیڈر شیر کو گھیرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔۔۔ابھی ان کی بیویاں یہاں ہونا یہ فراٹے بھرتی زبانوں کو بریکیں نا لگی تو دیکھ لینا۔۔۔لو آ بھی گئیں تم لوگوں کی بیگمات تم لوگوں کو لینے اب چلاؤں زبان"۔۔۔حدائق شاہ نے درمیان میں کھڑے ارمغان

Posted On Urdu Novel Book

خان کے سامنے کھڑے ہوتے پیچھے کو اشارہ کیا تو وہ سب تیر کی طرح سیدھے ہوتے پلٹیں تھے جسے دیکھتے حدائق شاہ کے دل جلاتے قہقہے گونجے تھے

جس پر بالاج شاہ نے حدائق شاہ کو گردن سے دبوچا تو ضرغام خان نے اسے پٹک کر زمین پر پھینکا تھا مگر اسے ہنوز قہقہ لگاتے دیکھ دانت کچکچاتے گھور کر دیکھتے سر جھٹک کر قدم اپنے ہٹ کی جانب بڑھائے تھے۔

---

بالاج شاہ ہٹ میں آیا تو نظریں صبغہ کے روم کے بند دروازے پر گئیں تھی۔۔سر جھٹکتے اپنے لیے کافی بناتا وہ اپنے کمرے کی بالکونی میں آن کھڑا ہوا تھا

سکون بھری خاموشی میں--- اسمان پہ بکھرے ستاروں اور چاند کی ٹھنڈی روشنی چاروں اوڑھ پھیلی ہوئی تھی ۔

نظریں سامنے غیر مری نقطے پر ٹکائے بالاج شاہ نے کافی کا سپ لیتے مگ ٹیبل پر رکھا تھا کہ کمرے کے دروازے کھلنے کی آواز پر وہ چونکتا اس جانب متوجہ ہوا تھا۔

گلاس ڈور سے صبغہ شاہ کی پشت نظر آئی جو کہ سکائے بلیو ڈریس پہنے ہوئی تھی۔۔صبغہ کو پلٹتے دیکھ وہ جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھتا کمرے میں داخل ہوا تو ادھ کھلے دروازے سے نظر آتے پلو کو دیکھ بالاج شاہ کا دل بے ساختہ دھڑکا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

تبھی تیزی سے دروازا کھولتے آگے بڑھ صبغہ شاہ کی کلائی تھامتے واپس کمرے میں کھینچتے بالاج شاہ نے دروازا بند کرتے۔۔صبغہ کو دروازے سے پن کیا تھا۔

"یہ بہت غلط بات ہے مسسز بالاج شاہ"۔۔نظریں صبغہ شاہ کی سختی سے میچی آنکھوں پر ٹکاتے۔۔اپنی تیز ہوئی دھڑکنوں پر قابو پاتے شکوہ کناں لہجے میں کہا تھا

۔ایک بازو دیوار پر ٹکاتے بالاج شاہ نے پیچھے ہوتے۔۔ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دباتے صبغہ شاہ کا جائزہ لیا تھا۔۔سکائے بلیو پاؤں کو چھوتی فراک پہنے۔۔ہاتھوں میں سلور چوڑیاں۔۔بالوں کو سٹریٹ کر کہ نیچے سے ہلکے سے کرل ڈال کر کھلا چھوڑ رکھا تھا۔۔نظریں بالوں سے سرکتی چہرے پر آئی تو بالاج شاہ کی آنکھوں میں خمار اترا تھا۔۔بے خود ہوتی نظریں صبغہ شاہ کے کانوں میں پہنے سلور جھمکو سے ہوتی۔۔سرخ ہونٹوں پر رکی تو بالاج شاہ کو اپنے گلے میں کانٹے سے چبھتے محسوس ہوئے تھے۔

"تو تمہاری معافی کو میں اجازت سمجھو"--- دایاں ہاتھ صبغہ کی گردن اور چہرے کے درمیان میں رکھتے۔۔کان میں جھک کر خاموشی کی تو صبغہ نے دھڑکتے دل کے ساتھ آنکھیں واہ کی تو نظریں بالاج شاہ کی لو دیتی نظروں سے ٹکرائی تھیں۔

Posted On Urdu Novel Book

"جھمکو کے ساتھ ڈریس تو دیا نہیں اس کے ساتھ اجازت بھی دوں"۔۔۔ خشک پڑتے ہونٹوں کو تر کرتے۔۔گردن اکڑا کر جواب دیا تو بالاج شاہ نے سیٹی کی شیپ میں ہونٹوں کو واہ کیا تھا

"تم اجازت ایڈوانس میں دے دو۔۔۔میں ڈریس کی جگہ پوری مارکیٹ تمہارے قدموں میں ڈھیر کر دوں گا"--- ہاتھ کی پشت صبغہ کے چہرے پر پھیرتے بھاری لہجے میں کہتے جواب طلب نظروں سے صبغہ کو دیکھا تو صبغہ لگا جیسے پورے وجود کا خون اس کے چہرے پر سمٹ آیا ہو۔۔۔بالاج کے سینے پر ہاتھ رکھ کر پیچھے دھکیلتی وہ ابھی پلٹی ہی تھی کہ بالاج شاہ سرعت سے اس کی کلائیاں پکڑتے اسے دیوار سے لگاتے۔۔۔صبغہ کی پشت کو اپنے سینے میں بھینچ گیا

"یہ فرار تم یہ رنگ اور یہ جھمکے پہننے سے پہلے اختیار کر سکتی تھی۔۔۔اب اس بارے میں سوچنا بھی نا"--- صبغہ کے کان میں معنی خیز لہجے میں سرگوشی کرتے گردن سے بال ہٹاتے اپنے ہونٹ وہاں رکھے تو بالاج شاہ کے ہونٹوں کے دہکتے لمس پر وہ جی جان سے لرزی تھی۔

"لیکن میں ابھی بھی ناراض ہوں"۔۔۔بالاج شاہ کے لمس کو جا بجا محسوس کرتے۔۔۔احتجاج کیا تو بالاج شاہ نے پیچھے ہوتے گھور کر صبغہ شاہ کو دیکھا تھا

"ہاں۔۔۔مان لیا میں نے کہ تم ناراض ہو۔۔۔اس لیے میرے لیے یوں سج سنور کر۔۔۔میرے کمرے میں اپنی ناراضگی ظاہر کرنے آئی تھی۔۔۔رائٹ۔۔۔اب تم آہی گئی ہو اور ناراض بھی ہو

Posted On Urdu Novel Book

تو مجھے یہ ناراضگی اپنے طریقے سے ختم کرنا ہوگا—صبغہ کو کندھوں سے تھامے رخ اپنی جانب کرتے— سنجیدہ لہجے میں کہتے صبغہ کی حیرت سے پھیلی آنکھوں میں دیکھتے نامحسوس انداز میں دوپٹہ صبغہ کے کندھوں سے اتارتے اپنے بائیں ہاتھ پر لپیٹا تھا

"نن—نہیں تم صبح منا لینا—میں صبح مان جاوں گی - میں تو سونے لگی تھی—غلطی سے آگئی"—آنکھیں بالاج شاہ کی گہری سیاہ آنکھوں پر ٹکائے وہ بنا سوچے سمجھے بولی تو بالاج شاہ نے چہرہ جھکاتے اپنی مسکراہٹ کو ضبط کیا تھا—

"نا—تم نے سنا نہیں جو کل کرنا سو آج کر اور جو آج کرنا سو ابھی کر—تو بس میں ابھی مناؤں گا"—دونوں بازو صبغہ کی کمر کے گرد لپیٹتے—ذو معنی لہجے میں کہتا وہ اسے سمجھنے کا موقع دیے بغیر پوری شدت سے صبغہ کے ہونٹوں پر جھکا تھا

بالاج شاہ کی شدت بھرے لمس پر صبغہ نے تڑپ کر اپنے دونوں بازو اسے کے کندھوں پر رکھے تھے—قدم پیچھے کو لیتے—بالاج شاہ نے ہاتھ بڑھاتے کرٹن گرا کر لائٹ بند کی تھی جبکہ اس سب کے دوران اس نے صبغہ کو سختی سے خود میں بھینچے رکھا تھا

جب صبغہ کی سانسیں اکھڑتی محسوس کی تو وہ لمحے کے لیے اس سے پیچھے ہوا تھا—نیم اندھیرے میں ڈوبے کمرے میں نظریں صبغہ شاہ کے خون چھلکاتے چہرے پر گئی تو بالاج

Posted On Urdu Novel Book

شاہ نے جھک کر صبغہ کو اپنی بانہوں میں اٹھاتے آگے بڑھتے نرمی سے بیڈ پر لٹاتے۔۔اپنی شرٹ اتارتے دور اچھالی تھی۔

"نن۔نہیں پہلے مجھے بتاؤ بالاج کہ تمہیں مجھ سے محبت ہے"۔۔خود پر سایۂ کرتے بالاج شاہ کے سینے پر اپنے کپکپاتے ہاتھ رکھتے سر نفی میں ہلاتے ہوئے کہا تو بالاج شاہ نے نرمی سے صبغہ کے ہاتھ تھامتے ان پر شدت بھرا لمس چھوڑتے انہیں بیڈ سے لگایا تھا۔

"جتنا لفظوں سے بتانا بنتا تھا بتا چکا ہوں۔۔اب عملاً بتاؤں گا"۔۔ہونٹ صبغہ شاہ کے ماتھے پر رکھتے نرم لہجے میں کہتے وہ کلائیوں پر گرفت سخت کرتا چہرہ صبغہ شاہ کی گردن میں چھپا چکا تھا

"تم میرے لیے بہت اہمیت رکھتی ہو۔۔اتنی کہ بالاج شاہ تمہارے آگے گھٹنے ٹیک گیا۔۔میرا دل تمہارے عشق میں پور پور ڈوب گیا مسسز بالاج شاہ"۔۔۔کندھوں سے فراک سرکاتے جابجا اپنا شدت بھرا لمس چھوڑتے صبغہ کو سختی سے خود میں بھینچتے بے خود لہجے میں کہتے وہ صبغہ شاہ کی دھڑکنوں میں ارتعاش پیدا کر گیا تھا

بالاج شاہ کے ہر لمس کے ساتھ وہ اس میں سمٹتی جا رہی تھی۔۔اپنے وجود پر رینگتے بالاج شاہ کے بے باک ہاتھوں اور ہونٹوں کے لمس پر گہری سانس بھرتے صبغہ نے اپنے دونوں بازو بالاج شاہ کی گردن میں حائل کرتے چہرہ بالاج شاہ کی گردن میں چھپایا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

پانچ سال بعد-:

وہ ابھی میٹنگ سے فری ہوتے آفس میں آیا تھا---کوٹ اتار کر رولنگ چئیر کی پشت پر رکھتے---بالاج شاہ نے کف فولڈ کرتے---کافی کا مگ اٹھا کر ہونٹوں سے لگایا تھا---چئیر اور ٹیبل کے درمیان کھڑے بالاج شاہ نے لیپ ٹاپ کی سکرین پر نظر آتی ای میل کو دیکھتے---ہنوز کھڑے کھڑے بائیں ہاتھ کی انگلیاں کی بورڈ پر چلاتے جواب ٹائپ کرنا شروع کیا ہی تھا کہ دھاڑ کی آواز پر بالاج شاہ نے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دباتے سر نفی میں ہلایا تھا

"ون---ٹو---تھری"---آنے والی ہستی سے وہ باخوبی واقف تھا---اور آتے ہی جو باتوں کے جو تیر چلنے والے تھے ان وہ بالاج شاہ کو ازبر یاد تھے

"سنبھالوں اپنی بگڑی اولاد کو---میرا تو خیر تمہیں کوئی احساس ہی نہیں ہے بالاج--- تم کم تھے جو اسے بھی اپنے جیسی بلّا بنا دیا ہے---اگر سارا دن یہی پڑے رہنا ہوتا ہے تو سونے کا انتظام بھی یہی کر لو--- یہاں تمہیں کام کرتے کچھ نہیں ہوتا---بیوی کوئی کام کہہ دے تو نواب صاحب کی شان کے خلاف ہو جاتا ہے اسے کرنا"---دھاڑ کی ہی آواز کے ساتھ دروازا بند ہونے کے ساتھ صبغہ کی غصے سے بھری اوٗاز پر بالاج شاہ نے مگ ٹیبل پر رکھتے پلٹ

Posted On Urdu Novel Book

کر اسے دیکھا تھا—جبکہ اپنے چار سالہ بیٹے صالح کو اپنی ٹانگوں کے قریب کھڑے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے دیکھ بالاج شاہ نے جھک کر اسے باںہوں میں بھرا تھا—

" او میری پیاری بیوی—میری جان—کیا ہو گیا ہے— غصہ نا کرو تمہیں پتہ نا تمہارے لیے غصہ کرنا ٹھیک نہیں—اور اب کیا کر دیا ہے میرے بیٹے نے"—صالح کو ٹیبل پر بٹھاتے قدم صبغہ شاہ کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا تھا جو اولیو کلر کے ڈریس پر چادر کندھوں اور اپنے بھرے بھرے وجود پر پھیلائے سرخ چہرے سمیت گھور کر بالاج شاہ کو دیکھ رہی تھی—

"مجھے مکھن لگانے کی ضرورت نہیں بالاج—یا تو خود سدھر جاؤ یا اپنی اس اولاد کو سمجھا لو---ورنہ میں سچی کہہ رہی ہوں ماما کے پاس شفٹ ہو جاؤں گی میں"—بالاج شاہ کو اپنے قریب آتے دیکھ قدم پیچھے لیتے انگلی اٹھائے تنبیہہ کرتے لہجے میں کہا تو بالاج شاہ نے سمجھنے کے انداز میں سر اثبات میں ہلایا تھا

"جو پہلے ہی مکھن ہے اسے مکھن لگانے کی کیا ضرورت"(بازو صبغہ شاہ کی کمر کے گرد لپیٹتے خود کے قریب کرتے—بھاری لہجے میں سرگوشی کی تو صبغہ کے گال شرم سے سرخ پڑے تھے)—اور کیوں دیتی ہو ایسی دھمکیاں جن کے بعد پتہ بھی ہے کہ یہ نازک جان مصیبت میں پر جاتی ہے"--- صبغہ شاہ کی مزاحمت کو نظر انداز کرتے بانہوں میں اٹھاتے صوفے پر لے جا کر بٹھاتے ذو معنی لہجے میں کہا تو صبغہ شاہ نے نظریں اٹھائے بالاج شاہ کو دیکھا تھا

Posted On Urdu Novel Book

جو کے اس کے چہرے کے قریب جھکا بالاج—اس کی نظریں صبغہ شاہ کے چہرے پر ٹکائے ہوئے تھا—بالاج شاہ کے کلون کی خوشبو کو اپنی سانسوں میں اتارتے صبغہ کی نظریں بالاج شاہ کی آنکھوں سے سرکتی گلے کی ہڈی پر ان رکی تو بالاج شاہ کے عنابی ہونٹوں پر مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا— تبھی بالاج شاہ نے ہاتھ آگے بڑھاتے ہاتھ صبغہ شاہ کے چہرے پر ٹکاتے نرمی سے سہلایا تھا جس پر صبغہ ٹرانس سی کیفیت میں آنکھیں بند کیں تھی—بالاج شاہ آنکھوں میں خمار لیے ابھی جھکا ہی تھا کہ ٹھاہ کی آواز پر صبغہ کے ہونٹوں پر اپنی ہتھیلی جماتا اپنی جگہ سے اٹھا تھا—

"کچھ مت کہنا یار صبغہ بچہ ہے ابھی"—ایک نظر صالح کو دیکھا جو بڑے سکون سے بالاج شاہ کے قیمتی لیپ ٹاپ کو زمین پر پٹک کر ٹیبل پر کھڑے ہوتے اس پر جمپ کر کہ اس کا مزید حشر کر چکا تھا

نظریں صالح سے ہٹاتے صبغہ شاہ کے غصے سے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ بالاج شاہ تیزی سے کہتا جھک کر اپنے ہونٹ صبغہ کے ماتھے پر رکھتا صالح کی طرف بڑھا تھا

"ڈیڈ—اٹ واز لاکل—اتنی جلدی ٹوٹ گیا"—کندھے آچکاتے—دونوں ہاتھوں کو ہلاتے تاسف بھرے لہجے میں کہا تو بالاج شاہ نے گھٹنوں کے بل بیٹھتے—سر اثبات میں ہلایا تھا—

Posted On Urdu Novel Book

"یا اٹ واز۔۔۔ہم اب نیو اچھے والا لے لیں گے۔۔۔لیکن پہلے یہ بتائیں کیا کِیا ہے آپ نے۔۔۔ ماما کیوں ناراض ہو رہی ہیں"۔۔۔ لیپ ٹاپ پر افسوس بھری نگاہ ڈالتے صالح کو بازوؤں میں بھرتے صبغہ کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے استفسار کیا تو اس نے ہونٹوں کو سیٹی سی شیپ میں کھولتے۔۔۔ایک نظر اپنی ماں کے غصے سے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھا تھا۔

"کچھ نہیں۔۔۔یو نو نا۔۔۔ماما اور ریکٹ کرتی ہیں"۔۔۔ صالح کے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر کہنے پر صبغہ نے غصے سے دانت کچکچا کر اسے دیکھا تھا۔۔۔جبکہ بالاج شاہ نے بامشکل اپنی مسکراہٹ دباتے۔۔۔صالح کو گھورا تھا

"یہ اب پٹ جائے گا میرے ہاتھوں سے۔۔۔عمر دیکھو اور اس کی حرکتیں دیکھو۔۔۔پہلے باپ میری نیند کا دشمن تھا۔۔۔اب یہ بیٹا۔۔۔اگر دو گھڑی سکون سے میری آنکھ لگ ہی گئی تھی تو اس نے اٹھتے میرا سکون برباد کر دیا۔۔۔یہ دیکھو( چادر کندھوں سے سرکاتے۔۔۔اپنی کمر سے بال آگے کرتے بالاج شاہ کے سامنے کیے تھے تو بالاج شاہ نے صبغہ کی روہانسی شکل سے نظریں ہٹا کر اس کے بالوں کو دیکھا تو بالوں پر بری طرح سے چپکی ببل گم کو دیکھتے۔۔۔اس بار سخت نظروں سے صالح کو دیکھا تھا۔

یہ حال کیا ہے تمہاری نکمی اولاد نے۔۔۔آج خان حویلی جانا تھا۔۔۔اور آج ہی۔۔۔اب میں کیا کروں۔۔۔میرے سارے بالوں کا ستیاناس کر دیا"۔۔۔بال جھٹکتے چہرہ ہاتھوں میں چھپائے روتے

Posted On Urdu Novel Book

ہوئے کہا تو اس بار بالاج صحیح معنوں میں پریشان ہوا آگے بڑھتے صبغہ کو بانہوں میں سمیٹ گیا

"یہ کیا حرکت ہے صالح"—"سوری ڈیڈ"—بالاج شاہ کے چہرے کے بگڑے تاثرات دیکھ وہ جلدی سے کانوں کو ہاتھ لگاتا سوری کر گیا تھا—کیونکہ یہ بہت کم ہوتا تھا کہ بالاج اس سے سختی سے پیش آئے—غصہ اور ڈانٹنے کا کام صبغہ ہی کرتی تھی—لیکن صالح کے زیادہ تنگ کرنے پر جب وہ روہانسی ہو جاتی تو تب بالاج سارے لاڈ بلائے طاق رکھ دیتا تھا—

"مجھے نہیں ماما سے سوری کریں—اور کہے کہ نیکسٹ ٹائم نہیں کریں گے ایسا کچھ—اور اگر کیا نا صالح تو ڈیڈ اس بار بہت ناراض ہوگے ماما سے بھی برے والا—"

"سوری مومی"—آگے بڑھتے ننھے ہاتھوں میں صبغہ کا چہرہ تھامتے—معصوم لہجے میں کہا تو صبغہ شاہ سب بھلائے صالح کو چہرہ ہاتھوں میں بھرتی چٹا چٹ چومتی اسے خود میں بھینچ گئی تو بالاج شاہ نے اب کی بار دونوں میں بیٹوں کو گھور کر دیکھا تھا

"اعوان انکل باہر ہیں—انہیں کہے وہ آپ کو آفس کی سیر کروائیں"—صالح کو بازوؤں سے تھامتے صبغہ سے دور کرتے ہوئے کہا تو وہ سر اثبات میں ہلاتا صوفے سے اترتا تیزی سے باہر بھاگا تھا جبکہ صالح کے دھاڑ سے دروازا بند کرنے پر صبغہ کے چہرے کی ساری نرمی ہوا ہوئی تھی—

Posted On Urdu Novel Book

"کوئی اتنا تنگ نہیں کرتا جتنا یہ لڑ"---ابھی وہ بات مکمل کرتی کہ بالاج شاہ صبغہ کے بھرے بھرے وجود سے گزارتے صوفے کی پشت پر ٹکاتے اس کے ہونٹوں کو اپنی نرم گرفت میں لیتے قید کر گیا

بالاج شاہ کے دہکتے ہونٹوں کے جانیوا لمس پر صبغہ نے سختی سے اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچا تھا

"اتنا پیارا تو ہے میرا بیٹا---لیکن اگر زیادہ تنگ کرتا ہے تو اسے تنگ کرنے کے لیے اس کی چار پانچ بہنیں لے آتے ہیں---جیسے اس نے تمہارے بالوں کو حشر کیا---جب وہ مل کر اس کے بالوں پر نت نئے ایکسپیریمنٹ کریں گی تو ماں کا دکھ سمجھ جائے گا"---ماتھا صبغہ کے ماتھے سے ٹکراتی اس کی بکھری سانسوں میں گھری سانس بھرتے ہوئے کہا تو صبغہ نے اپنی اتھل ہتھل ہوئی سانسوں کو بامشکل قابو پاتے سر صوفے کی پشت سے ٹکایا تھا---

"بہت مطلبی ہو تم بالاج---ہو نا پھر بزنس مین یہاں بھی اپنا ہی نفع دیکھو گے جنگلی انسان---میں بتا رہی ہوں---یہ جو آنے والا یا آنے والی ہے نا اس کے بعد مجھ سے امید مت رکھنا---اور اگر اس نیت سے میرے قریب آئے تو تمہارا سر پھاڑ دوں گی میں"---بالاج شاہ کے بالوں کو مٹھیوں میں دبوچتے---چہرہ اپنی جانب جھکاتے دانت کچکچا کر کہا تو بالاج شاہ نے مسکراہٹ ضبط کرتے سر اثبات میں ہلایا تھا

Posted On Urdu Novel Book

"جیسے آپ حکم کریں"۔۔۔ہاتھ نرمی سے صبغہ کی پیٹھ پر رکھتے بازو اس کے کندھے کے گرد حائل کرتے اپنے سینے سے لگاتے ہوئے کہا تو صبغہ نے سکون سے آنکھیں موندی تھیں

"اب مجھے لے کر چلو کسی سلون میں۔۔۔لیکن اس سے پہلے مجھے کچھ کھلاؤ کنجوس انسان بھوک سے حشر ہو رہا ہے میرا"۔۔۔صبغہ کے آخری بات پر چلا کر کہنے پر بالاج نے اپنے کان پر ہاتھ رکھتے گھور کر صبغہ کو دیکھنے کی کوشش کی مگر جیسے ہی نظریں اس کے پھولے گالوں اور بند آنکھوں پر گئیں تو بالاج شاہ کی آنکھوں میں نرمی اتری تھی

ایک وقت تھا کہ وہ صبغہ کا وجود بھی اپنے اردگرد برداشت نہیں کر پاتا تھا اور اب یہ وقت تھا کہ وہ کچھ دیر کے لیے اس سے دور ہو تو بالاج شاہ کو چین نہیں آتا تھا۔۔۔وہ خون بن کر بالاج شاہ کی رگوں میں دوڑنے لگی تھی۔۔۔سانسوں سے زیادہ قریب اور جان سے زیادہ عزیز ہوگئی تھی

صبغہ کے لیے کھانے کا کہتے۔۔۔وہ اسے نرمی سے صوفے پر لٹاتا سر اپنی گود میں رکھتے اس کے بالوں میں نرمی سے انگلیاں پھیرنے لگا تھا

نظریں بالوں پر لگی ببل پر گئیں تو اپنے بیٹے کی حرکت پر بالاج شاہ کے ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ رینگی تھی۔۔۔سر جھٹکتے بالاج نے جھک کر صبغہ کے ماتھے پر نرم گرم لمس چھوڑا تھا۔۔

Posted On Urdu Novel Book

"عرشمان دیہان سے گر جائے گی بہن"۔۔پلوشہ نے کبرڈ کا دروازا بند کرتے ہوئے کہا تو عرشمان حدائق شاہ نے نفی میں سر ہلاتے اپنے سے دو سال چھوٹی ہالہ کو مضبوطی سے تھاما تھا

"نو مام۔۔یہ میلی(میری) بہن ہے۔۔اول(اور) عشمان(عرشمان) انپی(اپنی) بہن کو گرنے نئ دے گا"۔۔نیلی آنکھوں کو میں معصومیت سجائے اپنے دونوں ہاتھ ہالہ کے چہرے پر رکھتے جواب دیا تو پلوشہ نے مسکرا کر اسے دیکھا تھا

اس کی آنکھیں حدائق پر تھیں کیونکہ پلوشہ کی آنکھیں ہلکی نیلی جبکہ حدائق شاہ کی گہری نیلی آنکھیں تھیں۔۔جبکہ پٹھانی نقوش اس نے پلوشہ سے چرائے تھے۔۔ہالہ بھی ہو بہو پلوشہ خان کی کاپی تھی۔

جب وہ پیدا ہوئی تو نام رکھنے کی باری آئی تو بالاج شاہ نے تو کہا تھا کہ نیا نام کیا کرنا اس کا نام منی پلوشے رکھ دو۔۔جس پر ارمغان نے بھی تائید کی تھی۔۔مگر پھر عائث خان نے اسے پہلی بار دیکھتے ہی ہالہ پکارا تو پھر کسی نے کوئی سوال جواب نہیں کیا۔۔اور پھر وہ منی پلوشے سے ہالہ حدائق شاہ بن گئی

عرشمان۔۔صالح اور ضرغام کے دونوں بیٹے ہم عمر تھے۔

Posted On Urdu Novel Book

سب سے پہلے ضرغام کے جڑواں بیٹے ہوئے تھے جو کہ اج چار سال کے ہو چکے تھے--
اس کے کچھ دن بعد بالاج کا بیٹا اور پھر مہینے بعد عرشمان حدائق شاہ اس دنیا میں تشریف لایا تھا—

عرشمان کا نام بالاج شاہ نے رکھا تھا جس پر حدائق شاہ نے دل ہی دل میں شکر ادا کیا تھا کہ کہی شیطان ہی نہیں رکھ دیا بالاج شاہ سے اسے کسی نیکی کی توقع نہیں کر سکتا تھا—

کمرے کا دروازا کھلنے کی آواز پر پلوشہ نے پلٹ کر کمرے میں داخل ہوتے حدائق شاہ کو دیکھا تھا—

"آپ فریش ہو جائیں میں چائے لے کر آتی ہوں"—آگے بڑھتے حدائق شاہ کے ہاتھ سے بیگ تھامتے—ہوئے کہا تو حدائق شاہ نے سر نفی میں ہلاتے آگے بڑھتے نرمی سے پلوشہ خان کے ماتھے کو چھوا تھا—

"ماں جی کے پاس بیٹھا تو چائے پانی پی آیا ہوں—کپڑے نکال دو میں فریش ہو کر آتا ہوں تو اپنی بیوی اور بچوں سے ملتا ہوں"—بیڈ پر بیٹھے عرشمان کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے مسکراتی نظروں سے اپنی بیٹی کو دیکھتے ہوئے کہا تو پلوشہ سر اثبات میں ہلاتی کبرڈ سے حدائق شاہ کا ڈریس اور ٹاول نکالتی واشروم میں ہینگ کر آئی تو حدائق شاہ ٹیبل پر اپنی چیزیں رکھتا واشروم کی جانب بڑھ گیا

Posted On Urdu Novel Book

"حدائق۔۔ہم عرشمان کی برتھ ڈے کے بعد اس کا سکول میں ایڈمیشن کروا دیں"۔۔۔ واشروم سے نکلتے حدائق شاہ کو دیکھتے عرشمان کی گود سے سوئی ہوئی ہالہ کو لیتے۔۔ بیڈ پر لٹاتے ہوئے پوچھا تو حدائق شاہ نے سر اثبات میں ہلایا تھا

بیڈ کے قریب آتے بازو وا کیے تو عرشمان کھڑے ہوتے جمپ لگا کر حدائق کے بازو سے کندھوں پر سوار ہوا تو پلوشہ نے سر نفی میں ہلایا تھا۔

"بابا۔۔میں نے نئی دانا(جانا)"۔۔۔حدائق شاہ کے کندھوں پر بیٹھتے اس کے بال اپنے چھوٹے ہاتھوں میں لیتے منہ بسور کر کہا تو پلوشہ نے گھور کر اسے دیکھا تھا۔

"کیوں نہیں جانا۔۔صالح بھائی کی بات مانتے ہیں نا ان کے ساتھ کھیلتے بھی ہو۔۔تو وہ بھی تو سکول جاتے ہیں نا۔۔وہاں انجوائے کرتے ہیں تو آپ بھی ان کے ساتھ سکول جا کر انجوائے کرنا"۔۔۔حدائق کے کندھوں سے عرشمان کو بازوؤں سے کھینچ کر اپنے سامنے بیٹھاتے ہوئے کہا تو حدائق شاہ نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے۔۔نامحسوس میں پلوشہ خان کو اپنے حصار میں لیتے۔۔دوسرے ہاتھ سے سوئی ہوئی ہالہ کو تھامتے اپنے سینے پر لٹایا تھا۔

"وہ نئی کلتے(کرتے) ان جائے(انجوائے) وہ تو نادن(ناگن) سے بچنے کے لیے جاتے"۔۔۔ پلوشہ خان کے ہاتھ احتیاطاً تھامتے کہی وہ تھپڑ ہی نا لگادے صالح صاحب کے خیالات بتائے تو پلوشہ نے گھور کر عرشمان کو دیکھا تھا۔۔جبکہ حدائق شاہ کے قہقہہ لگانے پر پلوشہ نے دہل

Posted On Urdu Novel Book

کر سینے پر ہاتھ رکھتے۔۔پلٹ کر اپنی بیٹی کو دیکھا مگر خود کو حدائق شاہ کے حصار میں اور ہالہ کو اس کے سینے پر سکون سے سوتے دیکھ گہری سانس بھری تھی۔۔

وہ سب جانتے تھے کہ صالح اپنے باپ کا پسندیدہ لفظ اپنی ماں کو خطاب کے طور پر نواز چکا ہے۔۔اور یہ بات اب تک صبغہ شاہ کو معلوم نجانے کیسے معلوم نا ہوئی تھی۔۔صالح کو سکول بھیجنے پر صبغہ نے بھی یہی کہی تھا کہ وہ اس کی حرکتوں سے تنگ آکر بھیج رہی رہے اور اب وہی خیالات اس کے بیٹے کے بھی تھے۔

"تو وہ آپ کا بھائی ہے نا۔۔وہاں وہ انجوائے نہیں کرتا تو کتنا بور ہوتا ہوگا آپ کو بھی مس کرتا ہوگا گھر کو بھی۔۔تو آپ کو چاہئے نا کہ آپ اس کے ساتھ جائے۔۔جیسے گھر میں ہمیشہ اس کے ساتھ رہتے ویسے ہی وہاں بھی رہے"۔۔حدائق شاہ کے سمجھانے والے انداز پر عرشمان سر ہلاتا پیچھے ہوتے۔۔حدائق کے بازو سے سر ٹکا کر لیٹتے آنکھیں موند گیا تو پلوشہ نے بھی سر جھٹکتے اٹھنا چاہا مگر اپنے کمر کے گرد حائل ہوتے بازو پر وہ ٹھٹھک کر رکی تھی۔

"ح-حدائق میں نے تیار بھی ہونا ہے۔۔بچوں کو بھی کرنا ہے۔۔اور ٹائم دیکھیں کیا ہوگیا ہے"۔۔حدائق شاہ کی لو دیتی نظروں میں دیکھتے۔۔پلوشہ خان نے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دباتے نظریں اطراف میں گھماتے ہوئے کہا تو حدائق شاہ نے آبرو آچکا کر اسے دیکھا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

"عرشمان۔۔کبرڈ سے اپنا ڈریس لے۔۔اور دادو سے کہیں کے آپ کو تیار کر دیں۔۔اگر کچھ دیر سونا بھی ہے تو دادو کے پاس سو جائیں"۔۔حدائق شاہ کے کہنے پر وہ جھٹ سے آنکھیں کھولتا بیڈ سے چھلانگ لگاتے اترا تھا۔۔سامنے صوفے پر پڑا اپنا ڈریس اٹھاتے وہ کمرے کا دروازا بند کرتے وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔۔جبکہ اپنے بیٹے کی سپیڈیں دیکھ پلوشہ نے دانت کچکچاتے مٹھیاں بھینچی تھی۔

"چلو بیگم شرافت سے ادھر آجاؤ۔۔ورنہ دیر کی صورت میں تمہیں ہی مسئلہ ہوگا"۔۔ہالہ کو بیڈ پر لٹاتے۔۔نرمی سے اس کے روئی جیسے گالوں کو چھوتے پیچھے ہوتے۔۔وہاں سے کھسکتی پلوشہ خان کو دیکھتے بھاری لہجے میں کہا تو وہ منہ بسورتی حدائق شاہ کے قریب ہوئی تھی۔

"اب تو جیسے دیر نہیں ہوگی نا"۔۔منہ بسور کر کہتے۔۔چہرہ جھکایا تو حدائق شاہ نے کندھے آچکاتے پلوشہ خان کو اپنی بانہوں میں بھرتے۔۔سر پیچھے تکیے سے ٹکایا تھا۔

"ایسے کاموں میں دیر سویر تو ہو ہی جاتی ہے پھر"۔۔پلوشہ کی تھوڑی کو شہادت کی انگلی سے اٹھاتے چہرہ اپنے چہرے کے قریب کرتے ذومعنی لہجے میں کہتے جھک کر اپنے تشنہ لب پلوشہ خان کے ہونٹوں پر رکھے تو پلوشہ نے سختی سے آنکھیں میچتے۔۔حدائق شاہ کو کندھوں سے تھاما تھا

Posted On Urdu Novel Book

"لل۔۔لیکن ہم سویر ہونا افورڈ نہیں کر سکتے۔۔ہمیں شام میں ہی پہنچنا ہے"۔۔۔ پلوشہ کو بیڈ پر لٹاتے وہ اس پر جھکا تو پلوشہ نے اپنے کپکپاتے ہاتھ حدائق شاہ کے سینے پر رکھتے۔۔۔روہانسے لہجے میں کہا تو حدائق شاہ نے گہری سانس بھرتے۔۔۔جھک کر شدت سے پلوشہ کے گال کو چھوا تھا۔۔

"بیوی تمہاری یہ ادائیں۔۔۔ابھی تو چھوڑ رہا ہوں۔۔۔لیکن رات چاہے جتنی بھی تھکن ہوئی مجھ سے فرار کا سوچنا بھی نا۔۔۔آج تمہاری ساری تھکن حدائق شاہ خود میں سمیٹ لے گا مگر تم پر ترس بالکل نہیں کھائے گا"۔۔۔گردن ہر جھکتے اپنا جارحانہ لمس چھوڑتے پیچھے ہوتے ہوئے کہا تو پلوشہ نے گردن پر ہاتھ رکھتے۔۔۔گھور کر حدائق شاہ کو دیکھا تو جواباً حدائق شاہ نے آبرو آچکائے تو پلوشہ نے روہانسی ہوتے سر نفی میں ہلایا تھا۔۔

"آوو میری۔۔۔کیوٹ وائفی"--- بازو سے کھینچ کر سینے سے لگاتے محبت بھرے لہجے میں کہا تو پلوشہ خان نے حدائق شاہ کے سینے پر ہلکا سا پنچ کرتے اسے پیچھے کیا تھا۔۔

"یہاں تو بس لوگوں کو فری ہونے کا بہانہ چاہئے ہوتا ہے"۔۔۔بیڈ سے اترتے۔۔۔طنزیہ لہجے میں کہا تو حدائق شاہ نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔۔۔جس پر پلوشہ پر پٹختی کبرڈ سے ڈریس نکال کر دیکھنے لگی تھی۔۔

---

Posted On Urdu Novel Book

یہ بہرام یہ چپ کیوں نہیں کر رہی---"

"آپ چپ کریں گی تو یہ چپ ہو گی نا امتثال"۔۔۔ آیت کے ساتھ زور و شور سے روتی امتثال کو دیکھ بہرام شاہ نے تاسف سے کہا تو امتثال کے رونے کو یک دم بریک لگی تھی۔

آیت کو بخار تھا جس کی وجہ سے بہرام امتثال کے ساتھ اسے لیے ہاسپٹل ایا تھا۔۔۔جہاں انجیکشن لگنے کے بعد سے آیت مسلسل رو رہی تھی اور اس کے ساتھ امتثال خان بھی جس پر بہرام شاہ نے گاڑی چلاتے تاسف سے سر جھٹکا تھا

"اوو۔۔۔میرے ذہن میں ہی نہیں رہا۔۔۔یہ روتی ہے تو مجھے کچھ اور سمجھ ہی نہیں آتا"۔۔۔چادر کے پلو سے اپنی آنکھیں صاف کرتے۔۔۔ہچکیاں بھرتی آیت کو گلے سے لگاتے ہوئے کہا تو بہرام شاہ نے گاڑی ڈھابے کے باہر روکی تو امتثال نے چونک کر بہرام شاہ کو دیکھا تھا۔

"کھانا کھا لیتے ہیں۔۔۔گھر جا کر آپ کو تیار ہونے کی پر جائیں گی اور پھر آپ کھانے کو نظر انداز کر دے گی۔۔۔اسی لیے کھانا کھا کر ہی چلتے ہیں"۔۔۔گاڑی روکتے۔۔۔ہچکیاں بھرتی آیت کو امتثال خان کے بازوؤں سے لیتے ہوئے کہا تو امتثال نے سر اثبات میں ہلاتے آیت بہرام شاہ کے حوالے کی تھی جو آیت کو لیتے گاڑی سے نیچے اترا تھا۔

کھانے کا آڈر دیتے۔۔۔وہ واپس گاڑی میں واپس آکر بیٹھا تو آیت دونوں پاؤں بہرام شاہ کے سینے پر رکھتی اوپر چڑھنے لگی جسے دیکھتے بہرام نے سیٹ تھوڑی پیچھے کو جھکا لی

Posted On Urdu Novel Book

"امتثال آیت کے لیے کچھ کھانے کو رکھا تو دیں۔۔مجھے لگ رہا اسے بھوک لگی ہے"۔۔۔دونوں باپ بیٹی کو ایک دوسرے سے لاڈیاں کرتے دیکھ بہرام شاہ کی آواز پر امتثال نے سر ہلاتے اپنے بیگ میں سے چھوٹا سا لنچ باکس نکال کر اس کی جانب کیا تو بہرام شاہ سیٹ ٹھیک کرتا اٹھ بیٹھا تھا۔

باکس میں چھوٹے چھوٹے فروٹس کے ٹکڑے آیت کے ہاتھ میں پکڑائے تب تک بچہ کھانا لے کر آگیا تو امتثال نے گاڑی کا شیشہ نیچے کرتے کھانا پکڑا تھا

"بابا وہ کھانا"۔۔۔ننھے ننھے ہاتھوں میں تھامے فروٹس کے ٹکڑے بہرام شاہ کے ہونٹوں پر زبردستی رکھتے۔۔کھانے کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تو بہرام شاہ نے آیت کے بڑھائے گے فروٹس کو کھاتے اسے اپنے گھٹنوں پر بٹھایا تھا

"بابا کی جان نے یہ کھائے گی"۔۔۔ خمیری روٹی کا نوالہ توڑتے۔۔۔اسے مکھنی کڑاہی لگاتے۔۔۔آیت کی جانب بڑھایا تو امتثال نے گہری سانس بھری تھی۔

"ابھی اس کا بخار بھی نہیں ٹھیک سے اترا۔۔۔آپ یہ کھلا رہے ہیں"۔--- نوالہ بہرام شاہ کی جانب بڑھاتے تاسف سے کہا تو بہرام شاہ نے گہری سیاہ آنکھیں امتثال خان کے خوبصورت چہرے پر ٹکاتے ہونٹ واہ کرتے نوالے کے ساتھ امتثال خان کی انگلیوں کو بھی نرمی سے دانتوں تلے دبایا تو امتثال کو اپنے وجود میں سنسنی دوڑتی محسوس ہوئی

Posted On Urdu Novel Book

"کچھ نہیں ہوتا۔۔بخار تھا کونسا گلا خراب تھا یا کچھ اور۔۔سیرپ پی کر میری بیٹی کے ویسے بھی منہ کا ٹیسٹ خراب ہوا ہوگا"--- آیت کو شوق سے کھاتے دیکھ مسکراتے ہوئے کہا تو امتثال نے سر نفی میں ہلایا تھا۔

"یار کیا دور دور سے کھلا رہی ہے۔۔زرا پاس آئیں۔۔میں کونسا کھانے کے ساتھ آپ کو کھا جانے والا ہوں"۔۔امتثال نے نوالہ کنارے سے پکڑتے۔۔بہرام کے منہ کھلتے ہونٹوں پر رکھتے جلدی سے ہاتھ کھینچا تو بہرام شاہ نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا تو امتثال نے گھور کر اسے دیکھا تھا۔

"فری نا ہو آپ شاہ۔۔آپ آیت کو کھلا رہے تھے اسی لیے میں نے آپ کو ایوے ہی کھلا دیا۔۔اب وہ خود کھا رہی ہے تو آپ اپنے ہاتھوں کا استعمال کھانا کھانے کے لیے کر سکتے ہیں"۔۔پانی کا گلاس ہونٹوں سے لگاتے ہوئے کہا تو بہرام شاہ نے سر اثبات میں ہلاتے پانی کی طرف اشارہ کیا تو امتثال نے گلاس اس کی جانب بڑھایا تھا۔۔بہرام کے گلاس پکڑتے وہ ہاتھ کھینچتی تھی۔۔اپنے ہاتھ کو بہرام شاہ کی گرفت میں دیکھتے۔۔امتثال نے سرخ پڑتے اطراف میں دیکھا تھا کہی کوئی دیکھ تو نہیں رہا

Posted On Urdu Novel Book

"کوئی نہیں دیکھ رہا۔۔اگر دیکھ بھی رہا ہوتا تو باہر سے اسے کچھ نظر نہیں آنا تھا"۔۔۔انگھوٹے کی پشت سے امتثال کی کلائی سہلاتے بھاری لہجے میں کہا تو امتثال نے روہانسی ہوتے ہاتھ کھینچنا چاہا تھا۔

"بہرام آیت"۔۔۔روہانسے لہجے میں کہتے نظریں آیت کی جانب کی تو بہرام شاہ نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے تھے۔

"میری بیٹی اپنا کھانا کھانے میں مصروف ہے۔۔لیکن میں پھر بھی ہاتھ چھوڑنے پر تیار ہوں اگر آپ مجھے اپنے ہاتھ سے کھلائے گی"۔۔کندھے آچکاتے سنجیدہ لہجے میں کہا تو امتثال نے بہرام شاہ کو گھور کر دیکھتے سر اثبات میں ہلایا تو بہرام شاہ نے امتثال کی کلائی چھوڑتے۔۔۔ آیت کو اٹھاتے۔۔۔اسے بیک سیٹ پر بٹھایا تو وہ تالیاں بجاتی۔۔شیشے سے لگتی باہر دیکھنے لگی تھی

"اب بس میں نہیں کھلا رہی اور"۔۔۔وہ کب سے اسے کھلا رہی تھی۔۔لیکن بہرام شاہ تھا کہ اس کا پیٹ ہی نہیں بھر رہا تھا۔۔جبکہ ہر نوالے پر وہ جب وہ امتثال کی انگلیوں کو ہونٹوں سے چھوتے دانتوں سے دباتا تو وہ جھرجھری لیتی ہاتھ پیچھے کھینچتی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

"میرا پیٹ تو کب سے بھر گیا یہ تو آپ کھلا رہی تھی اسی لیے میں کھا رہا تھا"۔۔امتثال کے پیچھے ہوتے ہاتھ کو اپنی گرفت میں لیتے۔۔ہتھیلی پر شدت بھرا لمس چھوڑتے۔۔کندھے آچکا کر کہا تو امتثال نے گھور کر بہرام شاہ کو دیکھا تھا

"میں ٹھیک ہی کہتی ہوں۔۔اندھے ہیں وہ لوگ جو آپ کو شریف اور سلجھا ہوا سمجھتے ہیں۔۔کوئی مجھ سے پوچھے تو بتاؤں کہ یہ آدمی ایک نمبر کا فلرٹ انسان ہے۔۔کوئی موقعہ نہیں آپ جانے دیتے آپ ہاتھ سے"--- دانت کچکچا کر کہتے ٹشو سے ہاتھ صاف کیے تو بہرام شاہ نے فخریہ انداز میں سر کو خم دیا تھا

"آپ کی بات سے کبھی انکار کیا میں نے۔۔ہمیں یقین ہے کہ آپ نے جو کچھ بھی کہا وہ حرف بہ حرف سچ ہے۔۔لیکن مسئلہ یہ ہے کہ آپ یہ سچ کسی کو بتا نہیں سکتی"۔۔بہرام شاہ کے شوخ لہجے میں مسکرا کر کہنے پر امتثال نے اس ڈھٹائی پر ہونٹ بھینچتے چہرے کا رخ بدلا تھا

"اوو شٹ(بہرام شاہ کی آواز پر امتثال نے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔مگر اگلے ہی لمحے اپنے چہرے کو بہرام شاہ کے ہاتھوں میں دیکھتے اس کی آنکھیں پھیلی تھیں ) سویٹ ڈش تو رہ ہی گئی"۔۔ایک نظر امتثال کی پھیلی آنکھوں کو دیکھتے۔۔گردن ترچھی کر کہ باہر دیکھتی آیت کو دیکھ وہ پوری شدت سے امتثال کے گلابی ہونٹوں پر جھکا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

امتثال خان کی سانسوں میں اپنی دہکتی سانسیں انڈیلتے۔۔وہ نرم ہونٹوں کے لمس پر مدہوش ہوتا بامشکل خود کو سنبھال کر پیچھے ہوا تو امتثال نے سینے پر ہاتھ رکھتے۔۔سر پیچھے شیشے سے لگاتی اپنی اتھل پتھل ہوئی سانسوں پر قابو پاتے۔۔سرد خون چھلکاتے چہرے پر غصہ طاری کرتے خود کو شوخ نظروں سے تکتے بہرام شاہ کو گھورا تھا

"آج رات میں خان حویلی رکنے والی ہوں"۔۔انگلی اٹھائے غصے بھری آواز میں کہا تو بہرام شاہ نے سر اثبات میں ہلاتے۔۔ہاتھ کے اشارے سے دوپٹہ ٹھیک کرنے کو کہا تو امتثال نے سرعت سے دوپٹہ ٹھیک کیا تو بہرام شاہ نے گاڑی کا شیشہ نیچے کرتے۔۔لڑکے کو برتن تھماتے۔۔والٹ سے نوٹ نکال کر اس کی جانب بڑھائے تھے۔

"صاحب یہ زیادہ"۔۔"کوئی بات نہیں رکھ لو بیٹا"۔۔ابھی لڑکا بات مکمل کرتا۔۔اسے ہاتھ کے اشارے سے روکتے نرم لہجے میں کہتے شیشہ اوپر کیا تھا۔

جبکہ امتثال نے پیچھے بیٹھی آیت کو آگے بلانا چاہا تو وہ سر نفی میں ہلاتی۔۔سیٹ پر منہ کے بل گرتی۔۔چہرہ چھپا گئی

---

Posted On Urdu Novel Book

ایشان واپس آؤ ورنہ سچ میں دو لگاؤ گا"۔۔ایشان کو دیوار کے ساتھ لگے پائپ پر چڑھتے دیکھ ارمغان خان نے دانت کچکچا کر سخت لہجے میں کہا تو ایشان خان نے پائپ سے چپکے گردن موڑ کر غصے سے سرخ پڑتے ارمغان خان یعنی اپنے باپ کو دیکھا تھا۔

جبکہ ارمغان خان افسوس سے نیچے گاڑھے سے بڑھی زمین کو دیکھتے۔۔ گیلی مٹی سے نہائے اپنے بیٹے کو دیکھا تھا۔۔جو حویلی کے بیک سائیڈ پر پڑے مٹی کے ڈھیر پر پر پانی کا پائپ کھول کر اس کا کیچڑ بناتے اس میں نہا چکا تھا۔۔اور اب دیوار پر لگے پائپ پر بندر کی طرح چڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

پہلے جو ارمغان خان یہ سوچتا تھا کہ اس کی(ارمغان خان کی بچپن کی) شرارتیں اس کے لیے یادیں بنے گی-- بڑھاپے میں انہیں یاد کر کہ خوش ہو گا اپنے بچوں اور پوتے پوتیوں کو قصے سنایا کریں گا اب انہیں شراروں کو یاد کرتے خود کو کوستا تھا کیونکہ ایشان خان اسے چھوٹے خان کا چار قدم آگے والا منی پیس ملا تھا۔۔جو ساری دنیا کو چھوڑ کر بس اپنے باپ کی ناک میں دم کیے رکھتا تھا۔۔ سب کے لیے وہ نہایت اچھا بچہ تھا جبکہ اپنی ماں کی نظر میں تو ابھی سے وہ کوئی سلجھا ہوا سمجھدار بیٹا تھا۔۔لیکن صرف ارمغان خان ہی جانتا تھا کہ اس کا بیٹا کتنا بڑا اچھا کٹنا ہے۔

Posted On Urdu Novel Book

"کوں آؤ(کیوں آؤ)۔۔۔ننھے سے گلابی ہاتھ کو گھماتے آبرو آچکانے کی کوشش کرتے جواب دیا تو ارمغان خان نے گھور کر اسے دیکھا تھا۔۔۔جو ہاتھ چھوڑنے کی وجہ سے پائپ سے تھوڑا پھسلا تھا

"کوں کے بچے۔۔۔ادھر آرہے ہو یا میں ادھر آؤ۔۔۔اور اگر میں ادھر آیا نا ایشان بہت پٹائی کروں گا"--- ماتھے پر بکھرے سلکی براؤن بالوں کو پیچھے کرتے۔۔۔سخت لہجے میں کہا تھا

"میں بلے(بڑے) بابا کو بتاؤ گا"--- چھوٹی سی ناک کو سکوڑے۔۔۔موٹی موٹی ڈارک براؤن آنکھوں کو ارمغان خان کے سرخ پڑتے چہرے پر ٹکائے تنبیہ کرتے لہجے میں کہا تو ارمغان خان اپنے بیٹے کی دھمکی پر عش عش کر اٹھا

"بڑے پاپا کے کچھ لگاتے۔۔۔پہلے اپنے باپ سے تو نمٹ لے پھر جسے بتانا جا کر بتا دینا"۔۔۔ آگے بڑھتے ایشان خان کے رونے کی پرواہ کیے بغیر اسے دونوں بازوؤں سے پکڑتے آگے بڑھتے زمین پر بٹھایا تھا

پانی کا پائپ پکڑتے۔۔۔وہ وہاں سے بھاگنے کی کوشش کرتے ایشان کے قریب آتے اسے زبردستی وہاں بیٹھایا تھا۔۔۔ایک ہاتھ سے پائپ تھامے۔۔۔دوسرے ہاتھ سے ایشان کے سر اور چہرے سے مٹی اتارتے ارمغان خان نے تاسف سے سر جھٹکا تھا

Posted On Urdu Novel Book

"یار تو کس پر گیا ہے۔۔تیرا باپ شرارتی تھا لیکن تو شرارتی نہیں افلاطون ہے۔۔کہاں تیرا صاف ستھرا ہنڈسم باپ اور کہاں تو مٹی میں نہانے والا بندر"۔۔۔ارمغان خان نے ایشان کا چہرہ صاف کرتے جھنجھلاتے ہوئے کہا تو ایشان خان نے زوروں سے روتے ارمغان خان کے ہاتھ کو پیچھے کرنا چاہا تھا۔۔جب وہ نہیں کر سکا تو ارمغان خان کے بازو کو مٹھیوں میں دبوچتے۔۔۔اپنے ننھے ننھے دانت پوری شدت سے اس میں گاڑھ گیا کہ ارمغان خان نے کراہ کر ہاتھ پیچھے کیا تھا۔

لیکن اس سے پہلے ارمغان اسے کچھ کہتا ایشان کا رونا ہچکیوں اور چیخوں میں بدلا تھا۔۔۔ اپنے بیٹے کی بدلی ٹون دیکھ ارمغان خان کو اپنے اردگرد خطرے کی گھنٹیاں سنائی دی تھی۔۔ایسا وہ تب ہی کرتا تھا جب اس نے اپنا کیا اپنے باپ پر ڈالنا ہوتا تھا یہ چیخیں وہ داجی اور اپنی ماں کی ہمدردیاں بٹورنے کے لیے ہی مارتا تھا ابھی ارمغان خان کچھ سمجھتا کہ اپنی پشت سے گرجدار آواز سنتے پائپ ہاتھوں سے گرا تھا۔۔جبکہ ایشان خان چیخوں سے روتا زمین پر پاؤں مارتے بازو پھیلائے ارمغان خان کے پیچھے دیکھ رہا تھا۔

"چھوٹے خان۔۔یہ کیا حرکت ہے۔۔کوئی خدا کا خوف ہے کہ نہیں۔۔کیا حال کر دیا ہے بچے کا"۔۔۔داجی کی گرجدار آواز کے ساتھ ان کے اپنی جانب بڑھتے قدموں کی آواز پر ارمغان خان نے مٹھیاں بھینچ کر اپنے سامنے مگرمچھ کے آنسو بہاتی اپنی اولاد کو دیکھا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

"دا دا"۔۔۔ہچکیوں سے روتے وہ داجی کے پھیلائے بازوؤں میں سمٹتا ان کی گردن میں منہ چھپا گیا تھا جبکہ داجی نے ایشان کے سرخ پڑتے چہرے اور ہچکیوں کو سنتے۔۔۔بت بنے بیٹھے ارمغان خان کے کندھے پر تھپڑ رسید کیا تھا

"کیا ہوا داجی۔۔۔یہ کس نے کیا"۔۔۔بس ان کی کسر تھی۔۔۔سلوی کی آواز سنتے ارمغان خان منہ میں بڑبڑاتے ہوئے اٹھا تھا۔

"بیا- با نے۔۔۔سالا (مارا) بھی"۔۔۔ہچکیوں سے روتے ننھی سی شہادت کی انگلی ارمغان خان کی جانب کرتے ہوئے کہا تو ارمغان خان نے سلگی نظروں سے اسے گھورا تھا

"ارمغان آپ"۔۔۔سلوی شاہ نے بے یقینی سے دیکھتے کہا تو ارمغان خان نے گہری سانس لیتے کندھے آچکائے تھے۔

"میں بہو سے کہتا ہوں کہ نہلائے ذرا اسے۔۔۔اور تم آکر ملو ذرا مجھے"۔۔۔ایشان کو جیب سے پیسے نکال کر پکڑاتے۔۔۔سلوی شاہ کو کہتے آخر میں ارمغان خان کو کہا تو اس نے بالوں کو پیچھے جھٹکتے سر کو خم دیا تو داجی نے گھور کر اسے دیکھتے ایشان کے گیلے چہرے کو اپنے ہاتھوں سے صاف کرتے قدم آگے بڑھائے تھے

"کیوں کیا آپ نے ۔۔آپ کو ذرا شرم نہیں آئی ارمغان ۔ وہ بیمار ہو گیا تو" ۔۔سلوی شاہ نے دونوں بازو کمر پر ٹکاتے افسوس بھرے لہجے میں کہا تو ارمغان خان سر نفی میں ہلاتے نیچے جھکا تھا

"نہیں آئی مجھے شرم ۔ کیونکہ مجھے تو بہت پسند ہے نا اس عمر میں ایک بچے کا باپ ہو کر مٹی میں کھیلنے کا" ۔۔طنزیہ لہجے میں کہتے پانی والے پائپ کو دائیں ہاتھ میں تھامتے ۔۔کھڑے ہوتے بنا سلوی شاہ کو سمجھنے کا موقع دیے بایاں بازو سلوی شاہ کی کمر کے گرد لپیٹتے ۔۔ دو قدم پیچھے لیتے سلوی شاہ کو دیوار سے لگایا تھا ۔

"وہ مجھے اچھے سے پتہ ہے کہ کتنے بے شرم ہیں آپ ۔۔لیکن اگر یہ حرکت آپ نے میرے ساتھ کی تو جان لے لوں گی میں آپ کی" --- انگلی اٹھائے تپے تپے لہجے میں کہتے آخر میں چلا کر کہا تو ارمغان خان نے ابرو آچکا کر ستائشی انداز میں سلوی شاہ کو دیکھا تھا

"لو کر لی یہ حرکت تمہارے ساتھ ۔۔اب لو جان" ۔۔پانی پائپ سلوی شاہ کے سر کے اوپر کرتے ۔۔مسکراہٹ ضبط کرتے طنزیہ لہجے میں کہا تو سلوی شاہ نے مٹھیاں بھینچتے گھور کر ارمغان خان کے ہنسی ضبط کرتے چہرے کو دیکھا تھا

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

Posted On Urdu Novel Book

—

"ہٹیں یہاں سے(دونوں ہاتھ ارمغان خان کے سینے پر رکھتے—چلا کر کہا تو ارمغان خان نے پائپ کو نیچے پھینکا تھا)—نہیں ہٹتا کیا کر لو گی— جان لو گی—میں تو کہہ رہا ہوں کہ لے لو جان"—سلوی شاہ کے چہرے کے گرد بھیگی لٹو کو اپنی انگلی پر لپیٹتے—چہرہ سلوی کے بھیگے چہرے سے مس کرتے کان میں سرگوشی کی تو سلوی نے سرخ پڑتے—جھٹکے سے ارمغان

Posted On Urdu Novel Book

خان کو دھکا دیتے وہاں سے جانا چاہا تھا مگر اگلے ہی قدم پر خود کو ارمغان خان کی گرفت میں پاتے وہ بری طرح مچلی تھی

"کیا مسئلہ ہے ارمغان چھوڑیں مجھے۔۔ورنہ میں داجی کو آواز لگاؤں گی"۔۔واہ کیا کہنے بیٹا بڑے بابا کی دھمکیاں دیتا اور ماں داجی کی۔۔صدقے جاؤں میں اپنے دو انمول رتن کے۔۔خود تو شرم چھو کر بھی نہیں گزری ہو گی شوہر کو ایسی دھمکی دیتے"۔۔بازو پہلو کر گرد لپیٹے جھٹکے سے رخ اپنی جانب کرتے۔۔تاسف بھرے لہجے میں کہا تو سلوی شاہ نے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دباتے سر نفی میں ہلاتے۔۔نظریں پھیریں تھیں

"تو پھر میں تو ہوں ہے پیدائشی بے شرم اور ڈھیٹ۔۔مجھ سے بھی شرم کی امید نا رکھنا۔۔اور اب تمہاری چونچ کھلی تو دیکھنا۔۔میں بھی ساسوں ماں کو جا کر شکایت لگاؤں گا کہ کسی فرمانبردار بیوی ہو تم"۔۔ تنبیہ لہجے میں کہتے سلوی شاہ کو سمجھنے کا موقع دیے بغیر وہ پوری شدت سے اس کے ہونٹوں پر جھکا تھا۔۔ارمغان خان کے جارحانہ لمس پر وہ بری طرح پھڑپھڑائی تو ارمغان خان سلوی شاہ کی کلائیاں اپنی گرفت میں لیتے پشت پر ٹکا گیا

نجانے کتنے لمحے گزر گئے تھے مگر ارمغان خان سلوی شاہ کے نرم ہونٹوں کے لمس کو شدت سے محسوس کرتے مدہوش ہونے لگا تھا۔۔ جب سانس لینا دشوار ہونے لگا تو سلوی شاہ نے

Posted On Urdu Novel Book

اپنا پاؤں پوری شدت سے ارمغان خان کے پاؤں میں مارا تھا کہ وہ سی کرتا پیچھے ہوا تھا مگر گرفت ابھی بھی برقرار تھی۔

ہونٹ بھینچے ابھی وہ کچھ کہتا کہ نظریں سلوی شاہ کے خون چھلکاتے چہرے سے ہوتی۔۔اپنی شدت سے سرخ پڑتے ہونٹوں پر گئی تو آنکھوں میں خمار اترا تھا۔جبکہ سلوی کی بکھری سانسوں کو محسوس کرتے ہونٹ کا کنارہ دانتوں تلے دباتے سلوی کی کلائیاں چھوڑتے اسے سینے سے لگاتے پیٹھ سہلانی تھی۔

"یہ تمہارا بیٹا بہت بڑا نوٹنکی ہے۔۔یہ سب میں نے نہیں کیا۔۔میں تو اسے ڈھونڈتے ہوئے آیا تھا۔۔اور یہ نواب مٹی میں شاور لیتے دیوار کے ساتھ پائپ سے چپکے اوپر چڑھنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔قسم لے لو مجھ سے تمہارے بیٹے کی ساری حرکتیں چوروں والی ہیں۔۔پریکٹس بھی ابھی سے شروع کر دی ہے۔۔اور جھوٹ تو ایسے بولتا جیسے ڈگری لے کر پیدا ہوا ہو"۔

-- ارمغان خان کی باتوں پر سلوی غصے سے سرخ پڑتی جھٹکے سے پیچھے ہوئی تھی۔

"آپ نے کہا اور میں نے مان لیا نا۔۔خبردار میرے بیٹے کے بارے میں آئندہ ایسا کچھ کہا آپ نے۔۔میں تو دعائیں کرتی ہوں اتنی معصوم اور سمجھدار اولاد اللہ سب کو دیں۔۔اور میرے باقی بچے بھی اپنے بھائی پر ہی جائیں"۔۔انگلی اٹھائے اپنے لفظوں پر زور دیتے ہوئے کہا تو ارمغان خان نے سرعت سے سر نفی میں ہلایا تھا

Posted On Urdu Novel Book

"اللہ نا کرے کیا اول فول بول رہی کو۔۔اگر ساری اولادیں ایسی ہی ہوئی تو میرے رہنے کا انتظام ڈیرے پر ہی کروادو۔۔کیونکہ جیسا یہ سلوک مجھ سے اب کرتا ہے نا مجھے پورا یقین دو چار سالوں میں اس نے سازشیں کر کہ مجھے حویلی سے نکال دینا"۔۔سلوی شاہ کے پیچھے قدم بڑھاتے سر نفی میں ہلاتے ہوئے کہا تو سلوی نے پلٹ کر گھور کر ارمغان خان کو دیکھا تھا۔

"مذاق کر رہا تھا میں۔۔۔ اللہ ایسی اولادیں سب کو دے( میرے ساتھ باقی سب کو بھی پتہ چلے کہ تین سال کے بچے کے ہاتھوں درگت بننے پر کیسا فیل ہوتا ہے)۔۔ سرنڈر کرنے کے انداز میں ہاتھ اٹھا کر کہتے آخر میں منہ میں بڑبڑا کر کہتے قدم آگے بڑھائے تھے۔

جبکہ نظریں اپنے کرتے پر لگی مٹی پر گئیں تو اپنے بیٹے کی حرکت یاد کرتے ارمغان خان کے ہونٹوں پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ بکھری تھی۔

---

"ممانی آپ رہنے دیں میں کر لیتی ہوں"۔۔حوریہ نے ڈریسنگ ٹیبل پر چیزیں سیٹ کرتے پلٹ کر مبین بیگم کو کہا جو حور عین کے لیے کبرڈ سے ڈریس نکالتی بیڈ پر رکھتی اس کے جوتے نکال رہی تھیں۔۔

ان پانچ سالوں میں مبین بیگم کا رویہ حوریہ کے ساتھ بالکل ماں جیسا ہوگیا تھا۔۔انہوں نے اپنے رویے اور تلخ لہجے کی معافی مانگنے کی کوشش بھی کی تھی مگر حوریہ نے انہیں ایسا کرنے سے روک دیا تھا۔

کیونکہ غلط فہمی کی وجہ سے وہ سب کہی نا کہی ایک دوسرے کو بہت غلط سمجھ چکے تھے۔۔سب کی کہی نا کہی غلطی ضرور تھی۔۔اس نے عائث خان کو بھی اس لیے ہی جلدی معاف کر دیا تھا۔۔وہ پہلے اسے معاف کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی تھی۔۔وہ ڈائیورس نہیں چاہتی تھی لیکن عائث کے ساتھ رہنا بھی۔۔لیکن جب اسے وہ منانے آیا تھا۔۔تب وہ لمحے میں اپنی سوچ بدل چکی تھی۔۔پہلے ہی سب ٹھیک کرنے میں نجانے زندگی کے کتنے خوبصورت سال دشمنی کی نظر ہوگئے تھے۔۔اب بھی وہ اگر عائث کو چھوڑ دیتی تو سب ٹھیک ہو کر بھی ٹھیک نا ہو پاتا۔۔حدائق تو پہلے یہ حوریہ کی باتیں سن کر عائث سے لڑنے جانے والا تھا اگر وہ نا روکتی تو شاید پھر سب خراب ہو جاتا۔ اور اگر وہ اسے چھوڑ ہی دیتی تو کیا ہوتا۔۔حدائق اور پلوشہ کا رشتہ۔۔ضرغام اور عقیدت کا رشتہ بھی ان کی وجہ سے ڈسٹرب ہو جاتا۔۔پھر سے دونوں خاندانوں میں تناؤ اجاتا۔۔وہ عائث سے محبت کرتی تھی۔۔اور محبت تو اسی چیز کا نام ہے کہ آپ چھوڑنے کی ہزار وجوہات ہونے کے باجود کسی ایک وجہ کے لیے رک جائے۔۔اور وہ رک گئی تھی۔۔اور محبت صرف حوریہ شاہ کو ہی تو نہیں تھی عشق تو عائث خان نے

Posted On Urdu Novel Book

بھی اس سے کیا تھا۔۔۔اور ان گزرے پانچ سالوں میں اس نے حوریہ شاہ کو خود سے عشق کرنے پر بھی مجبور کر دیا تھا۔۔۔اس نے اگر حوریہ شاہ کو پلکوں پر بٹھا کر رکھا تھا تو اپنی بیٹی کو ہتھیلی کا چھالا بنا رکھا تھا۔۔۔وہ اپنی زندگی میں موجود تینوں عورتوں پر جان نچھاور کرتا تھا۔۔۔ اپنی ماں کی محبت کی جو کمی عائث خان کو ساری زندگی محسوس ہوئی تھی وہ حور عین کے دنیا میں آجانے کے بعد ختم ہوگئی تھی۔۔۔ کیونکہ جو محبت مبین بیگم آج تک عائث خان سے نا کر سکی وہ حور عین کے آنے کے بعد ظاہر ہونا شروع ہوگئی تھی۔

"او ہو۔۔۔تم چھوڑو۔۔۔اپنی پوتی کو میں خود تیار کر لیتی ہوں۔۔۔تم خود جلدی سے تیار ہو جاؤ اور اپنے شوہر کو ریڈی کرو۔۔۔کیوں حور عین۔۔۔دادی سے تیار ہونا نا"۔۔۔کمرے میں داخل ہوتے عائث خان کو مسکرا کر دیکھتے۔۔۔جواب دیتے حور عین کو باہوں میں بھرتے ہوئے کہا تو حوریہ نے سر اثبات میں ہلاتے آگے بڑھ کر کبرڈ سے عائث خان کے کپڑے نکالے تھے۔

"بابا کی ڈول۔۔۔اتنی پیاری بن کر کدھر جا رہی ہے"۔۔۔دو سالہ حور عین کے پھولے گلابی گالوں کو نرمی سے چھوتے مسکرا کر کہا تو وہ کھکھلا کر ہاتھ اٹھاتی بابا کرنے لگی تو عائث خان نے اسے ہاتھوں میں لیتے ہوا میں اچھالا تو کمرے میں حور عین کی قلقاریاں گونجی تھیں

"بابا کا شیر بیٹا"۔۔۔ حور عین کو بیڈ پر لٹاتے گدگداتے ہوئے کہا تو مبین بیگم نے مسکراتے ہوئے دل ہی دل میں ماشاءاللہ کہا تھا

"اچھا یہ لاڈ بعد میں کر لینا—جلدی سے تیار ہو جاؤ—اور میں جا کر ذرا ضرغام سے پوچھو کہ اس کی بیوی اور بچوں کا گھر آنے کا کوئی ارادہ ہے کہ نہیں— جن کے لیے پارٹی رکھی وہ عوام ہی گھر نہیں"--- حورعین کو بیڈ سے اٹھاتے بانہوں میں بھرتے عائث اور حوریہ کو بیک وقت مخاطب کرتے ہوئے کہا تو عائث خان نے بیڈ پر گرنے کے انداز میں لیٹتے— دونوں بازو سر تلے رکھتے—نظریں حوریہ شاہ کے سراپے پر ٹکرائی تھیں جو مبین بیگم جو جواب دیتی—عائث خان کی نظروں سے نروس ہوتی رخ ڈریسنگ ٹیبل کی جانب کر چکی تھی—

"ادھر آئیں"—دروازا بند ہونے کی آواز کے ساتھ اپنی پشت پر ابھرتی عائث خان کی بھاری آواز سنتے حوریہ نے گردن ترچھی کرتے عائث خان کو دیکھا تھا—

"میں کام کر رہی ہوں عائث"—آہستہ آواز میں کہتے—جواب دیا تو عائث خان نے ستائشی نظروں سے حوریہ کو دیکھا تھا—

"میں آکر کام کرنے میں ہیلپ کرواؤں مسسز عائث"—حوریہ شاہ کے لہجے میں دوبدو جواب دیا تو وہ سر نفی میں ہلاتی—خشک پڑتے حلق کو تر کرتی چھوٹے چھوٹے قدم لیتی بیڈ کی جانب بڑھی تھی—

"ادھر آئیں( انگلی کے اشارے سے پاس آنے کا کہا تو حوریہ نے سر نفی میں ہلایا تھا)— ادھر ہی بتائیں(گردن اکڑا کر دوبدو جواب دیا تو عائث خان کی مونچھوں تلے شنگرفی لبوں پر

مسکراہٹ رینگی تھی جسے بروقت عائث خان نے چھپاتے چہرے پر سخت تاثرات سجائے تھے)۔

"ادھر آکر بتایا تو وہ سب بتاؤ گا جس کا ابھی میں نے ارادہ نہیں کیا۔اسی لیے خاموشی سے ادھر ہی آجائیں کہ جتنا ارادہ کیا ہے بس اتنے پر ہی عمل کروں"--- وارنگ دیتے لہجے میں کہا تو حوریہ نے مٹھیاں بھینچتے۔روہانسی شکل بناتے اپنے مسینے خان کو دیکھا تھا۔

"آپ ہمیشہ مجھے بلیک میل کرتے ہیں"۔گھٹنوں کے بل پر بیڈ پر عائث سے تھوڑے فاصلے پر بیٹھتے دانت کچکچا کر کہا تو عائث خان نے سر کو خم دیتے اس اعزاز کو جیسے قبول کیا تھا

"اور تم مسسز عائث مجھے ہمیشہ مدہوش کر دیتی ہو۔بن پیے بہکا دیتی ہو۔تو سوچو زیادہ قصور وار کون ہوا میں یا تم"۔ہاتھ بڑھاتے بازو تھام کر جھٹکے سے اپنے سینے پر گراتے ہوئے کہا تو حوریہ نے کرسٹل گرے آنکھوں میں شکوہ لیے عائث خان کو گھورا تھا

آنکھیں دیکھیں تو میں دیکھتا رہ گیا

جام دو اور دونوں ہی آتشہ

حوریہ شاہ کی آنکھوں کو محبت سے چھوتے۔اپنی خوبصورت آواز میں گنگنا کر کہا تو حوریہ شاہ نے ہونٹوں پر شرمیگی مسکراہٹ سجاتے--- سر عائث خان کے سینے سے ٹکایا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

"منہاج اور معاویہ کے لیے گفٹ کے ساتھ باقی سب کے لیے بھی سرپرائز پلین کیا ہے"۔۔۔ عائث خان کی بات پر حوریہ نے تھوڑی عائث کے سینے پر ٹکاتے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

"پہلے تو سب الگ الگ گئے تھے اب میں چاہتا ہوں کہ ساری فیملیز ایک ساتھ عمرے پر جائیں۔۔۔ داجی کے ساتھ بھی گئے کافی ٹائم ہوگیا تو اس لیے میں نے یہ پلین کیا"۔۔۔حوریہ کے بالوں میں انگلیاں الجھاتے جواب دیا تو حوریہ شاہ کے چہرے پر خوشی کے کئی رنگ بکھرے تھے۔

"میں بتا کر آتی ہوں۔۔۔نن۔نہیں پہلے صبغہ کو کال کرتی ہوں ابھ"۔۔۔خوشی سے چہکتے پیچھے ہوتی ابھی وہ اپنی بات مکمل کرتی کہ عائث خان نے سر نفی میں ہلاتے۔۔۔حوریہ کا بازو تھامتے۔۔۔ایک ہاتھ اس کی کمرے پر لپیٹتے۔۔۔اسے بیڈ پر گرا کر خود پر اس پر سایہ کیا تھا۔

"مائے انوسنٹ وائفی۔۔۔ابھی کہا نا کہ سرپرائز ہے"۔۔۔شہادت کی انگلی حوریہ کے ہونٹوں پر رکھتے۔۔۔چہرہ حوریہ کے چہرے کے قریب تر کرتے بھاری لہجے میں کہا تو حوریہ نے خشک پڑتے حلق کو تر کرتے سر اثبات میں ہلایا تھا

"تت۔تو پھر میں ویسے جاؤں"۔۔۔ انگلیاں چٹخاتے۔۔۔مدھم آواز میں کہا تو عائث خان نے جھکتے اپنی ناک حوریہ کے گال پر ٹریس کی تھی

Posted On Urdu Novel Book

"ویسے کیسے"۔۔۔عائث خان کے بھاری بہکے لہجے پر حوریہ کی دھڑکنیں منتشر ہوئی تھیں۔

"ویسے ہی۔۔۔مم۔طلب بتانے نہیں اپنا کام کرنے"۔۔۔چہرے دائیں جانب موڑتے آنکھیں میچتے۔۔۔جواب دیا تو عائث خان نے ہنکارہ بھرتے۔۔۔حوریہ کا چہرہ اپنی جانب کرتے۔۔۔حوریہ کی مدھم سانسوں میں گہری سانس بھری تو حوریہ کا دل بری طرح دھڑکا تھا

"ویسے جیسے مرضی چلی جانا۔۔۔لیکن پہلے مجھے میرا کام کرنے دو"۔۔۔انگلیوں کے پوروں کو حوریہ کے چہرے پر پھیرتے خمار آلود لہجے میں کہتے نظریں حوریہ کے باریک گلابی ہونٹوں پر ٹکائی تو حوریہ کو اپنے گلے میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوتی محسوس ہوئی

چاکلیٹ براؤن آنکھوں میں خمار لیے وہ آنکھیں بند کرتا حوریہ کے کپکپاتے ہونٹوں پر جھکا تھا۔۔۔کپکپاتے ہاتھوں سے شیٹ کو مٹھیوں میں بھنچتے۔۔۔حوریہ نے عائث خان کے سلگتے لمس پر سختی سے آنکھیں میچی تھی

قطرہ قطرہ اپنی دہکتی سانسوں میں حوریہ کی ٹھنڈی سانسیں اتارتے عائث خان نرمی سے پیچھے ہوا تھا مگر اپنی اتنی سی قربت پر حوریہ شاہ کے خون چھلکاتے چہرے۔۔۔اور کپکپاتے وجود کو دیکھتے عائث خان نے نرمی سے اسے بانہوں میں سمیٹا تھا

Posted On Urdu Novel Book

"فیملی کے ساتھ ہو آئیں تو پھر اپنی فیملی بڑھانے کے لیے سینکڈ ہنی مون پر بھی جانے کے لیے تیار ہونا"۔۔۔ حوریہ کے بال سہلاتے سنجیدہ لہجے میں کہا تو حوریہ نے خشک پڑتے ہونٹوں کو تر کرتے سختی سے آنکھیں میچتے۔۔۔چہرہ عائث خان کی گردن میں چھپایا تھا

---

"آج آپ کے پوتوں کی برتھ ڈے ہے۔۔۔آج دونوں چار سال ہوگئے ہیں۔۔۔آپ کو خوش تو نہیں ہوگی لیکن میری خوشی آپ کے بغیر مکمل نہیں ہوسکتی ماں"--- سلاخوں کے پار گھٹنوں کے بل بیٹھے ضرغام خان نے اپنے نم لہجے پر حتی الامکان قابو پاتے نرم لہجے میں کہا تو تھوڑے فاصلے پر دیوار سے ٹیک لگائے کھڑی عقیدت نے ہونٹ بھینچتے گہری سانس بھری تھی

اسے ضرغام کے یہاں آنے سے کبھی مسئلہ نہیں ہوا تھا مگر جو تکلیف وہ محسوس کرتا تھا جو دکھ اس کی آنکھوں میں نظر آتا تھا وہ عقیدت کے لیے ناقابل قبول تھا

جبکہ سلاخوں کے پار چادر اوڑھے سر جھکائے غیر مری نقطے پر نظریں ٹکائے بیٹھی مقدس بیگم نے نم ہوتی آنکھوں کو چادر کے پلو سے صاف کرتے گردن ترچھی کرتے اپنے جوان خوبرو بیٹے کو دیکھا تو دل میں پھر سے ٹھیس اٹھی تھی۔۔۔وہ اس بیٹے کو مارنا چاہتی تھی۔۔۔وہ بھی دولت کے لیے۔۔۔دولت حاصل کرتی کرتی وہ اپنا اتنا انمول ہیرا کھو چکی تھیں۔

Posted On Urdu Novel Book

وہ ہر پندرہ دن بعد ان سے ملنے آتا تھا۔ کبھی کبھار تو ہفتے میں بھی دو بار اجاتا تھا۔ جو تڑپ ماں ہو کر ان کے دل میں نہیں تھی اس سے کہی زیادہ تڑپ اس بیٹے کے دل میں تھی جو ماں کی ہر غلطی ہر گناہ کو فراموش کرتے گھنٹوں سلاخوں کے پار بیٹھا نجانے ان سے کتنی باتیں کرتا رہتا تھا۔

"بابا پلیز ڈونٹ کرائے"۔ معاویہ نے آگے بڑھتے اپنے دونوں بازو ضرغام خان کے کندھے کے گرد پھیلاتے سر ضرغام خان کے سر سے ٹکاتے نم لہجے میں کہا تو ضرغام خان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری تھی۔

جبکہ اپنے پوتے کی میٹھی نرم آواز پر مقدس بیگم کا دل اسے بانہوں میں بھرنے کے لیے تڑپا تھا۔ ایسی ہی تڑپ انہیں تب بھی محسوس ہوئی تھی جب سنا تھا کہ عقیدت ماں بننے والی ہے۔ وہ اس کے پاس بھی گئی تھی۔ دل عجیب سی بے چینی کا شکار بھی ہوا تھا۔ مگر پھر وہ اسے نظر انداز کر گئی۔ ہمیشہ کی طرح اپنے ضمیر کی آواز کو خاموش کروا گئیں

"آپ باہر کیوں نہیں آتی - میلے(میرے) بابا اتنی باتیں کرتے جباب(جواب) کیوں نہیں دیتی"۔ دونوں ہاتھ کمر پر ٹکاتے وہ ایک دم سے ضرغام کے سامنے آتے سلاخوں کے پار حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتی مقدس بیگم سے مخاطب ہوا تھا۔

وہ اپنی ماں کی طرح تھا۔ اس کی نانی نے اسے باغی کے لقب سے نوازا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

پٹھانی نقوش میں غصے کے باعث گھلی سرخی۔۔سبز گہری آنکھیں۔۔ستواں ناک۔۔ضرغام خان سے چرائے ہونٹ"۔۔وہ ماں اور باپ دونوں کا عکس تھا وہ منہاج ضرغام خان تھا

"منہاج۔۔بیہو"۔۔عقیدت کی تنبیہ آواز پر گردن ترچھی کر کہ ماں کو دیکھتے سر نفی میں ہلایا تھا۔

"شی ہیو ٹو آنسر۔۔بابا ہرٹ ہوتے۔۔لیکن یہ کچھ نئ کہتی"۔۔ہاتھ جھلا کر بات کرتے وہ مقدس بیگم کی جانب متوجہ ہوا تھا۔

"تم بہت پیارے ہو۔۔دادی کو گلے ملو گے"۔۔مقدس بیگم کی آواز پر وہاں لمحے کے لیے سناٹا چھا گیا تھا

Urdu Novel Book

اتنے برسوں بعد ماں کی آواز کانوں میں گونجی تو ضرغام خان کی آنکھیں بے ساختہ نم ہوئی تھی۔

جبکہ منہاج ناسمجھی سے کبھی مقدس بیگم کو دیکھتا اور کبھی اپنی ماں کو کہ اب کیا کریں۔۔

عقیدت کے اشارہ کرنے پر وہ سلاخوں کے قریب ہوتے اپنے بازو پھیلا گیا تو ضرغام کے معاویہ کو اشارہ کرنے پر وہ بھی بھائی کے ساتھ جا کھڑا ہوا تو مقدس بیگم نے تڑپ کر سلاخوں سے بازو باہر نکالتے ان دونوں کو بانہوں میں بھرا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

"سٹاپ کرائنگ دادو"۔۔۔جب مقدس بیگم چپ نا ہوئی تو منہاج نے منہ بسورتے مدھم لہجے میں کہا تو ان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگی تھی پلو سے آنسو صاف کرتی وہ پیچھے ہوئی تو معاویہ نے ان کا چہرہ ہاتھوں میں بھرا تھا۔

"ڈیڈی ہرٹ ہوگے۔۔۔سو ڈونٹ کرائے"۔۔۔مقدس بیگم کو سمجھ نہیں آیا وہ ان سے محبت کرتے ہیں یا انہیں اپنی باپ کے ہرٹ ہونے سے تکلیف ہوگی لیکن وجہ جو بھی تھی دونوں وجہ ہی خوبصورت تھیں۔

"ماں"۔۔۔بیٹا خاموش ہوا تو ضرغام خان نے تڑپ کر پکارا تھا۔۔۔کہ تبھی مقدس بیگم نے اپنا دایاں ہاتھ آگے بڑھایا تو ضرغام اپنا گال اسے سے ٹکاتے۔۔۔تڑپ کر ان کا ہاتھ تھام گیا

"یہاں دوبارا مت آنا ضرغام۔۔۔میں بہت گنہگار ہوں۔۔۔ تمہیں دیکھتی ہوں تو تمہارا باپ یاد آتا ہے۔۔۔یاد آتا کہ ہے کس فرشتہ صفت انسان کی مجرم ہوں۔۔۔اگر مجھے شوہر بھی اپنے جیسا ملتا تو شاید تم جیسا بیٹا دیکھنا نصیب نا ہوتا۔۔۔میں نے نا اس کی قدر کی نا تمہاری۔۔۔ تمہیں دکھتی ہوں۔۔۔تمہارا ظرف دیکھتی ہوں تو اپنی نظروں میں مزید گر جاتی ہوں"--- نم لہجے میں کہتی وہ اپنا ہاتھ پیچھے کرتی رخ موڑ گئی تو ضرغام خان کی آنکھوں سے آنسوں لڑیوں کی مانند گرے تھے۔۔۔جس پر عقیدت نے آگے بڑھتے بیٹوں کو باہر جانے کا اشارہ کرتے اپنا ہاتھ ضرغام خان کے کندھے پر رکھا تو وہ عقیدت کا ہاتھ تھامتے۔۔۔کھڑا ہوا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

ٹھیک ہے میں نہیں آؤ گا۔لیکن میرے بچے اپنی دادی سے ملنے آتے رہے گے"۔آنسو صاف کرتے نم لہجے میں کہتے کچھ دیر وہ ان کے پلٹنے کا انتظار کرتا رہا جب وہ ہنوز چہرہ موڑے بیٹھی رہی تو ضرغام خان نے قدم آگے بڑھا دیے تھے۔

جبکہ دیوار سے سر ٹکاتے مقدس بیگم نے ہونٹوں پر چادر کا پلو رکھتے۔اپنی سسکیوں کا گلہ گھونٹا تھا

---

ضرغام خان کا موڈ ٹھیک کرنے کی خاطر وہ ضد کرتی اسے ڈیرے پر لے کر آئی تھی۔جبکہ ضرغام خان جانتا تھا کہ یہاں ان ماں بیٹوں نے اسے آتے ہی بھول جانا ہے۔

اور ویسا ہی ہوا تھا۔

دیوار سے پشت ٹکائے گھور کر ان تینوں ماں بیٹا کو دیکھ رہا تھا۔

عقیدت کو گھڑسواری کا شوق تھا۔اور فارم ہاؤس گاؤں سے باہر تھا۔اس لیے عقیدت کی گھڑسواری کے شوق کے لیے وہ ڈیرے میں ہی اس کا انتظام کر چکا تھا۔جبکہ عقیدت کو وہ جاب کی اجازت بھی دے چکا تھا مگر عبایا اور نقاب میں۔وہ جاب اس کا خواب تھی۔اور ضرغام خان کبھی بھی عقیدت سے اس کا کوئی خواب نہیں چھین سکتا تھا۔

Posted On Urdu Novel Book

سفید گھوڑے پر بیٹھی عقیدت اور اس کے آگے اپنے دونوں سپوتوں کو دیکھتے ضرغام خان نے کلائی پر بندھی گھڑی پر ٹائم دیکھا تھا شام کے پانچ بجتے دیکھ اب کی بار اس نے ٹیک ہٹاتے قدم آگے بڑھائے تھے۔

"عقیدت بس کرو۔۔حویلی سب ویٹ کر رہے ہوگے"--- ضرغام خان کے چلا کر کہنے پر عقیدت نے گھوڑے کی لگام تھامے کندھے آچکاتے تھے۔۔جبکہ اس کے بیٹوں نے یہاں ماں کے ساتھ اپنا شوق پورا کرتے دیکھ باپ کی آواز پر آنکھیں میچتے۔۔بازو پھیلائے تھے۔

"اگلے دو منٹ میں اگر تم ماں بیٹا نا رکے تو یاد رکھنا۔۔یہ ڈیرہ میرا ہے۔۔آئندہ تم لوگوں کو نا یہاں گھوڑے نظر آئیں گے نا یہ جگہ"--- ضرغام خان کی گرجدار آواز پر ان دونوں نے پٹ سے آنکھیں کھولیں تھیں۔۔جبکہ عقیدت نے ضرغام خان کے قریب آتے گھوڑے کی لگام کھنیچی تو وہ اپنی ٹانگیں ہوا میں اٹھاتا زور سے زمین پر رکھتے رکا تو ضرغام خان نے دانت کچکچا کر اڑتی دھول پر آنکھیں میچ کر کھولیں تھیں۔

"بابا"--- گھوڑے کے رکتے ہی ان دونوں نے باپ کو دیکھتے بازو واہ کیے تو ضرغام خان نے سر نفی میں ہلاتے بازو اوپر کرتے ان دونوں کو تھامتے نیچے اتارا تھا۔۔ کیونکہ گھڑسواری ماں کے ساتھ کرنی ہوتی تھی اور اتارنے اور گھوڑے کی پشت پر بیٹھانے کی زمہ داری باپ کی تھی۔

Posted On Urdu Novel Book

"آئیں ملکہ عالیہ۔۔آجائیں خادم کو یہی تو کام ہے"۔۔بازو اوپر کرتے عقیدت کی کمر پر ٹکاتے کہا تو وہ شان بے نیازی سے دونوں بازو ضرغام خان کی گردن میں حائل کرتی نیچے اتری تھی۔

"تم دونوں ڈرائیور انکل کے ساتھ حویلی پہنچو۔۔اگر میرے گھر آنے تک ریڈی نا ہوئے تو خیر نہیں تم دونوں کی"۔۔ان دونوں کی معصوم شکلوں کو دیکھتے تنبیہہ کرتے لہجے میں کہا تو وہ اوکے بابا کہتے وہاں سے بھاگتے ہوئے نکلے تھے۔۔انہیں وہاں سے نکلتا دیکھ ضرغام خان عقیدت کی جانب متوجہ ہوا تھا۔

"غصہ آرہا ہے"۔۔دونوں بازو ضرغام خان کی گردن کے گرد حائل کرتے۔۔ہونٹ ضرغام خان کی گال پر مس کرتے سرگوشی نما لہجے میں کہا تو ضرغام نے گھور کر عقیدت کو دیکھتے اپنے دونوں ہاتھ سختی سے عقیدت کی کمر پر ٹکاتے اسے خود میں بھنچا تھا

"اپنے بیٹوں کے سامنے تم مجھے یعنی ضرغام خان کو فراموش کر جاتی ہو۔۔اگر آئندہ تم نے ان کے ہوتے مجھے ذرا سا بھی اگنور کیا تو یاد رکھنا میں بھی باپ ہوں ان کا۔۔حویلی سے اٹھا کر بورڈنگ میں ڈالنے پر مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہوگا"--- ضرغام خان کی انگلیاں اپنی کمر میں دھنستی محسوس ہوئی تو عقیدت نے اپنے دانت اس کی تھوڑی میں گاڑھے تھے

Posted On Urdu Novel Book

"اور تم ایسا کرنے کا سوچ کر بھی دیکھو۔اپنے بیٹوں کے ساتھ نا شفٹ ہوئی پھر کہنا"۔۔دو بدو جواب دیتے۔۔ہونٹ ضرغام خان کے گلے کی ہڈی پر رکھے تو ضرغام خان نے رخ بدلتے عقیدت کو دیوار سے ٹکاتے۔۔ایک ہاتھ سے اس کے بازو تھامتے سر کے اوپر پن کیے تھے۔

"تمہارے ساتھ تو میں کہی اور شفٹ ہونے کا سوچ رہا ہوں۔۔جہاں صرف تم اور میں ہو۔۔میری محبتیں۔۔میری شدتیں اور میری شدتوں سے بکھری تمہاری سانسیں"--- انگھوٹھا عقیدت کے ہونٹوں پر پھیرتے۔۔ خمار آلود لہجے میں کہتے۔۔عقیدت کی سبز نگینوں سی آنکھوں میں جھانکا تھا۔

عقیدت کی سانسوں کی خوشبو حواسوں پر چھاتی محسوس ہوئی تو ضرغام خان پوری شدت سے عقیدت کے بھرے بھرے ہونٹوں پر جھکا تھا۔

ضرغام خان کی شدت کو محسوس کرتے عقیدت نے جھٹکے سے اپنے بازو چھڑواتے ضرغام خان کے کرتے کو گریبان سے دبوچتے۔۔اپنی جانب کھینچا تھا۔۔ضرغام خان کی شدتوں میں اپنی شدتیں شامل کرتی۔۔وہ آنکھیں موند گئیں تھیں

عقیدت کے آنکھیں موندنے پر ضرغام خان کے ہونٹوں پر شریر مسکراہٹ رینگی تھی۔۔عقیدت میں نچلے ہونٹ کو دانتوں تلے دباتے ہلکا سا کھینچا تو اس سے زیادہ شدت عقیدت کے لمس میں محسوس کرتے ضرغام خان کا قہقہہ فضا میں گونجا تھا

Posted On Urdu Novel Book

"تم بہت بتمیز ہو ضرغام"۔۔۔پھولی سانسوں سمیت وہ حلق کے بل چلائی تو ضرغام خان نے نفی میں سر ہلاتے اسے اپنے حصار میں لیا تھا

"میری شیرنی۔۔بس یہ روپ دیکھنے کا دل کر رہا تھا"۔۔۔نرمی سے عقیدت کے ہونٹوں کی نمی کو چنتے۔۔۔گردن سے بال ہٹاتے وہاں ہونٹ رکھتے پیچھے ہو کر کہا تو عقیدت نے سخت نظروں سے ضرغام خان کو گھورا تھا

اس سے پہلے وہ کچھ سمجھتا عقیدت اس کی گردن ہر جھکتی اپنے دانت گاڑھتی۔۔۔پیچھے ہوئی تو ضرغام خان نے گردن پر ہاتھ رکھتے۔۔۔آبرو آچکا کر اسے دیکھا تھا۔۔

"مجھے لگا اسے بھی مس کر رہے ہوگے۔۔۔"

"کر تو بہت کچھ رہا ہوں مس۔۔۔لیکن وہ رات میں بتاؤں گا۔۔۔فلحال جلدی چلو"۔۔۔۔دونوں ہاتھوں سے عقیدت کے چہرے کے گرد بکھرے بالوں کو ٹھیک کرتے۔۔۔چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہوئے کہا تو عقیدت نے آبرو آچکاتے سر ہلایا تھا۔۔

جس پر ضرغام پیچھے ہوتا عقیدت کا ہاتھ تھامتے۔۔۔باہر کی جانب بڑھا تھا

---

Posted On Urdu Novel Book

"تمہیں پتہ ہے۔۔عائشہ نے سب کے لیے عمرہ پر جانے کا پلین کیا ہے"۔۔کھانا کھاتے صبغہ کے کان میں سرگوشی نما لہجے میں کہا تو صبغہ نے خوشی و حیرت کے ملے جلے تاثرات سمیت اسے دیکھا تھا

"سچی"--- ہاں نا یار۔۔لیکن ابھی کسی کو نا بتانا وہ خود بتائیں گے"--- صبغہ کے کہنے پر راز دارانہ لہجے میں کہا تو صبغہ نے سمجھنے کے انداز میں سر اثبات میں ہلایا تھا

برتھ ڈے سیلیبریٹ کرنے کے بعد بچوں کو کھانا کھلا کر ان سب نے سلا دیا تھا۔۔گھر کے بڑے بھی سونے کے لیے چلے گئے تھے۔

ضرغام اور باقی سے لان میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔۔جبکہ وہ سب بھی وہی سائیڈ پر دائرے کی صورت میں کرسیاں رکھے بیٹھیں تھیں۔

تم دونوں نے ہمیں ایک ایک پر ہی ٹھرکا دینا ہے کیا"۔۔صبغہ نے امتثال اور سلوی کو بیک وقت مخاطب کرتے ہوئے کہا تو امتثال نے بری گڑبڑائی تھی۔۔جبکہ سلوی نے گھور کر اسے دیکھا تھا۔

"نہیں جب تمہاری ٹیم بن جائے گی تو تم سے انسپائر ہو کر ہم بھی سوچ لے گے"۔۔سلوی کے جواب دینے پر صبغہ نے منہ بسورا تھا

Posted On Urdu Novel Book

"یہ بات تم حوریہ کو بھی کہہ سکتی تھی نا"۔۔عقیدت نے کیک کھاتے حوریہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا تو صبغہ نے ہاتھ جھلایا تھا

"یہ میری نازک جان ہے۔۔اسے میں کیوں کچھ کہوں۔۔جب حورعین بڑی ہوگی تھوڑی تب دیکھی جائے گی"۔۔حوریہ کا گال کھینچتے۔۔مسکرا کر کہا تو عقیدت کے ساتھ ان سب نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔

"سلوی چائے بنا کے لا دو یار"۔۔ارمغان خان کے آکر کہنے پر سلوی سر ہلاتی اپنی جگہ سے اٹھی تھی

"صبغہ کافی بناؤ یار"۔۔بالاج شاہ نے صبغہ کی کرسی کے پیچھے آتے۔۔دونوں ہاتھ صبغہ کے کندھے پر رکھتے محبت بھرے لہجے میں کہا تو صبغہ نے گردن ترچھی کرتے گھور کر اسے دیکھا تھا

سب ایک ساتھ ہی بتا دیں"۔۔عقیدت نے پلیٹ سامنے ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا تو اس کی جانب آتے ضرغام نے ہاتھ اٹھایا تھا۔

جبکہ عائث نے بھی کندھے آچکا کر حوریہ کو دیکھا تو پلوشہ نے سوالیہ نظروں سے حدائق شاہ کو دیکھا تھا۔۔جس پر اس نے مسکرا کر سر کو خم دیا تھا

Posted On Urdu Novel Book

امتثال نے بہرام کو دیکھنا چاہا تو وہ سامنے کہی نہیں تھا۔پھر اپنے دائیں جانب سے آتے کپ کو دیکھتے گردن ترچھی کی تھی۔اپنے پیچھے بہرام کو ہاتھ میں مگ تھامے دیکھ امتثال کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگی تھی۔

"یہی میسنا انسان ہمارے سامنے چائے کا نام لے کر گیا تھا"۔حدائق شاہ نے دانت کچکچا کر کہا تو بہرام شاہ نے اسے نظر انداز کرتے امتثال کے قریب کرسی کھینچتے جگہ سنبھالی تھی۔ جبکہ صبغہ کا ہاتھ تھام کر اٹھاتے بالاج نے کچن کی جانب قدم بڑھائے تھے

حدائق کو منہ بناتے دیکھ پلوشہ نے تاسف سے سر ہلاتے قدم کچن کی جانب بڑھائے تھے۔

"میں صرف اپنے لیے بناؤ گی"۔عقیدت کے کہنے پر ضرغام خان نے اس کے ساتھ قدم سے قدم ملاتے سر ہلایا تھا۔

"میں اسی میں سے پی لوں گا"۔ساتھ چلتے عقیدت کے پہلو میں گرے ہاتھ کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں الجھاتے نرم لہجے میں کہا تو عقیدت کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری تھی جسے اس نے فوراً چھپایا تھا

"آج میں بناتا ہوں چائے"--- اگر اچھی نا بنی"۔عائث خان نے آگے بڑھتے ہوئے کہا تو حوریہ نے مسکراہٹ دباتے سوال کیا تو عائث خان نے گردن ترچھی کرتے آنکھیں چھوٹی کرتے اسے دیکھا تھا

"پھر بھی پینی پڑے گے۔۔۔اور کوئی آپشن نہیں"۔۔۔کندھے آچکاتے لاپرواہی سے کہتے حوریہ کا ہاتھ تھامتے۔۔۔قدم آگے بڑھائے تھے۔

"میں دو کپ پیوں گا"۔۔۔سلوی کو فریج سے دودھ نکالتے دیکھ قریب آتے کہا تو سلوی نے گھور کر ارمغان کو دیکھا تھا

"میں رہنے دوں گی وہی پی لیجئے گا"۔۔۔نہیں کسی کا حق نہیں کھاتا میں۔۔۔ مطلب پیتا میں"۔ -- چہرے پر معصومیت سجائے جواب دیا تو سلوی نے گہری سانس بھرتے خود پر قابو کیا تھا

ان سب کی یہ نوک جھوک پچھلے پانچ سالوں سے ایسے ہی جاری تھی اور آگے ہمیشہ ایسے ہی رہنی والی تھی۔

ان سب نے دشمنی سے محبت تک کا سفر ایک ساتھ کیا تھا۔۔۔ایک دوسرے کے ہر روپ کو دیکھا تھا۔۔۔اور پھر ہر روپ کو محبت کے رنگ میں رنگا تھا۔۔۔نا ان میں اب کوئی حسد تھا۔۔۔نا زیادہ کم کا لالچ۔۔۔وہاں محبتیں تھیں۔۔۔دلوں میں ایک دوسرے کے لیے فکر تھی پیار تھا۔۔۔ اور وفا تھی۔۔۔ایک دوسرے پہ یقین تھا۔۔۔اور یہی سب سے بڑھ کر تھا

---

**THE END**

# GET IN TOUCH WITH US


www.urdunovelbook.com

WhatsApp Channel

facebook.com/urdunovelbook

tiktok.com/@urdunovelbook

t.me/Urdunovelbook

instagram.com/urdu_novel_book

x.com/UrduNovelBook

pinterest.com/urdunovelbook

quora.com/profile/UrduNovelBook

youtube.com/@UrduNovelBook

contact@urdunovelbook.com